ردِّ قادیانیّت

رسائل

حضرتِ مولانا محمدّ مُسلم عثمانی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ
حضرتِ مولانا قاضی فضل احمد گورداسپوری رحمۃ اللہ علیہ

احتسابِ قادیانیّت

بستم

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوۃ
حضوری باغ روڈ، ملتان - فون: 4514122

ردِّ قادیانیّت

رسائل

حضرت مولانا محمد مُسلم عثمانی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا قاضی فضل احمد گورداسپوری رحمۃ اللہ علیہ

احتسابِ قادیانیّت

بستم

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوۃ

حضوری باغ روڈ، ملتان - فون: 4514122

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم!

عرض مرتب

الحمدللّٰہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ!اما بعد!

محض اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے احتساب قادیانیت کی بیسویں (۲۰) جلد پیش خدمت ہے۔آج سے برسہابرس قبل جب یہ سفر شروع کیا تھا تو تصور میں بھی نہ تھا کہ اتنا سفر اس تیزی سے طے ہو جائے گا۔اس پر اللہ رب العزت کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔امید ہے لئن شکرتم لا زیدنکم کے تحت اللہ تعالیٰ مزید توفیق سے سرفراز فرمائیں گے۔

اس جلد میں حضرت مولانا محمد مسلم دیوبندی عثمانیؒ کی کتاب (۱) مسلم پاکٹ بک اور جناب قاضی فضل احمد گورداسپوری کی دو کتابیں (۲) کلمہ فضل رحمانی (۳) جمعیت خاطر شامل اشاعت ہیں۔

تعارف مسلم پاکٹ بک

''مسلم پاکٹ بک'' قادیانی کتاب (احمدیہ پاکٹ بک) کے جواب میں لکھی گئی ہے۔مسلم پاکٹ بک ایک علمی دستاویز اور قادیانی وساوس کے جوابات میں انسائیکلو پیڈیا ہے۔ اس علمی اور تحقیقی کتاب پر جتنا مصنف مرحوم کو خراج تحسین پیش کیا جائے کم ہے۔ایک بار شائع ہوئی، پھر نایاب ہوگئی۔اس کا ایک نسخہ محترم الحاج عبدالرحمٰن یعقوب باوا صاحب سے ملا۔دفتر کی لائبریری میں درج ہوا۔لیکن گم ہوگیا اس کا بہت صدمہ ہوا۔بعد میں اللہ تعالیٰ نے کرم کیا۔اللہ تعالیٰ بہت ہی جزائے خیر دیں اپنی بھرپور موسلا دھار رحمتوں کی بارش سے نوازیں بابو تاج محمد صاحب مرحوم فقیر والی کو، ان کی محنت سے دوسرا نسخہ مل گیا۔جسے جان سے عزیز سمجھ کر سنبھالے رکھا۔آج سالہا سال بعد اس کی اشاعت کی حق تعالیٰ جل وعلا مجدہ نے توفیق سے نوازا اس پر سجدہ شکر بجالاتے ہیں۔

مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی مرحوم اس مرحلہ پر بہت یاد آرہے ہیں۔انہوں نے بارہا اس کتاب کی اشاعت کی اہمیت جتلائی اور اشاعت کے لئے بار بار حکم

فرمایا۔صحیح ہے کہ قدر زر، زرگر بداند، قدر جوہر، جوہری۔لیکن کل امر مرھون باوقاتھا سے بھی تو مفر نہیں۔واقعی یہ کتاب اس قابل ہے کہ قابل قدر جان کر اسے پڑھا جائے۔لیکن اس کے لئے بھی تو قابلیت درکار ہے۔''میں تو اس قابل نہ تھا'' اللہ تعالیٰ نے قبول فرمایا کہ کتاب چھپنے کے قابل ہوگئی۔

ایسے وقت میں چھپ رہی ہے کہ اس کے چھاپنے کی اہمیت جتلانے والے، مولانا اوکاڑویؒ) اس دنیا میں نہیں رہے۔وہ ہوتے تو ان سے دعاؤں کا انعام لیتا۔لیکن وہ حیات اموات کے قائل تھے۔حق تعالیٰ ان تک یہ خبر پہنچادیں کہ آپ کے ایک نالائق خادم نے معرکہ سر کرلیا ہے تو انہیں خوشی ہو۔ویسے وہ ایسے نیک بخت تھے کہ یقیناً پہلے ہی خوشیاں سمیٹ رہے ہوں گے۔

کتاب لیتھو پر ۱۳۵۱ھ میں پہلی بار شائع ہوئی۔جیبی سائز، جلد کرتے وقت کافی حصہ سلائی میں آجانے کے باعث ناقابل استفادہ ہوگیا تھا۔مس پرنٹ بہت تھا۔جلد کھول کر ایک ایک ورق کیا۔پھر انلارجمنٹ فوٹو کرائے الفاظ پھٹ گئے۔مدہم الفاظ پھر بیٹھے، مٹے، ہٹے کتاب علمی اور فقیر محض کورا۔کتاب کو ہاتھ کیا لگایا،''سر منڈاتے ہی اولے پڑنے لگے'' کا مصداق ہوگیا۔پھر خیر سے کمپوزر حضرات مجھ سے بھی زیادہ عربی لکھنے میں تن آسان واقع ہوئے ہیں۔حوالہ جات میں ساتھیوں کی گل فشانی سے انکار نہیں۔لیکن خدالگتی کہ پوری ٹیم نے اس کتاب پر بھرپور محنت کی ہے۔غلط یا صحیح کی تو شرط نہیں لگاتا۔البتہ اس کا یقین کامل ہے کہ پہلے کی نسبت پڑھنے میں آسانی پیدا ہوگئی ہے۔

پہلی اشاعت ۱۳۵۱ھ میں اب دوسری اشاعت ۱۴۲۸ھ میں گویا ستاسٹھ سال بعد اس کا دوبارہ منظر عام پر آنا یقیناً توفیق ایزدی ہے۔ورنہ تو خیر سے یہ کتاب عمر میں بھی مجھ سے بڑی ہے۔اپنے سے بڑوں کے ساتھ ''متھا'' لگانے والوں کے ساتھ جو ہوتا ہے وہ میرے ساتھ اس کتاب نے کیا ہے۔میں نے بھی محدب شیشہ (کلاں نما) سے لڑائی لڑی، اللہ تعالیٰ نے کرم کا معاملہ کیا کہ سرخرو ہوگئے۔اس رام کہانی بیان کرنے سے اپنے محنتی ہونے کا ثبوت مہیا کرنا مقصود

نہیں۔ رفقاء سے استدعا کرنی ہے کہ یہ کتاب بھرپور علمی ذخیرہ ہے۔ قادیانیوں کے اعتراضات کو ھباءً منثورا کرنے کے لئے اس سے استفادہ از بس ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مولانا محمد امین اوکاڑویؒ اس کی طباعت کے لئے بے قرار رہتے تھے۔

تعارف! کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام قادیانی ۱۳۱۴ھ

حضرت مولانا قاضی فضل احمدؒ صاحب گورداسپور کے باسی تھے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے ہمعصر تھے۔ لدھیانہ کے محکمہ پولیس میں کورٹ انسپکٹر تھے۔ مرزا قادیانی کے بڑے بیٹے مرزا سلطان احمد کے ساتھ ملازم ہوئے۔ غلام احمد قادیانی بھی گورداسپور کے تھے۔ اس لئے مرزا قادیانی کے ہمعصر، ہم ضلع اور مرزا کے بیٹے سے تعلقات کے حوالہ سے گویا ''گھر کے بھیدی'' تھے۔ آپ نے یہ کتاب ۱۳۱۴ھ مطابق ۱۸۹۷ء میں لکھی اس کتاب کی اشاعت کے بعد مرزا قادیانی دس سال سے زیادہ عرصہ زندہ رہے۔ لیکن کتاب کے مندرجات کی تردید کا حوصلہ نہ کر سکے۔

یہ کتاب اپنی بعض خصوصیات کے باعث رد قادیانیت کی دیگر ہزاروں کتب میں انفرادیت رکھتی ہے۔ مثلاً:

۱…… اس کتاب کے نام سے دو دفعہ سن اشاعت نکلتا ہے۔ کلمہ فضل رحمانی (۱۳۱۴ھ) بجواب اوہام قادیانی (۱۳۱۴ھ)

۲…… مرزا قادیانی نے اپنے نام غلام احمد قادیانی کی مناسبت سے (۱۳۰۰ھ) کا عدد نکال کر اسے اپنے دعویٰ میں پیش کیا۔ (ازالہ ص۱۸۵، خزائن ج۳ ص۱۸۹) قاضی فضل احمد نے سات (۷) نام مرزا کے موافقین ومخالفین کے لکھ کر ان کے عدد (۱۳۰۰) پورے کر کے لکھا کہ اگر یہ دعویٰ کے صداقت کی دلیل ہے تو ان ساتوں کو بھی مہدی، مسیح، مجدد و نبی مان لیا جائے۔ اس سے مرزا کی گِگھی بند ہوگئی۔

۳…… مرزا نے (ازالہ اوہام ص۱۸۸، خزائن ج۳ ص۱۹۰) میں کہا کہ ''میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔'' مؤلف کتاب ہذا نے لدھیانہ میں قادیان نامی دوسرا گاؤں اور اس میں غلام احمد نامی شخص کا حوالہ دے کر مرزا قادیانی کو چت گرا کر اس پر دوسرے غلام احمد قادیانی کو بٹھا دیا۔

۴...... اس کتاب میں مرزا قادیانی کی کتب ورسائل

☆...... انجام آتھم

☆...... خدائی کا فیصلہ ☆...... دعوت قوم

☆...... مکتوب مرزا عربی بنام علماء ومشائخ ہند

کا جواب لکھا اور ان تینوں کتابوں کے خلاصے درج کر کے ان کے جوابات کے لئے مرزا کی کتب اور مرزا کی تحریرات سے کام لیا۔ مرزا قادیانی کا منہ اور اس کی چپیڑ، مرزا کی رسی اور مرزا کا گلہ۔ مرزا کا جوتا مرزا کی پشت، کی تصویر یہ کتاب ہے۔

۵...... مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے حصول کے لئے مرزا احمد بیگ، مرزا علی شیر اور اس کی اہلیہ کو جو مرزا احمد بیگ کی ہمشیرہ تھی، خطوط لکھے۔ ذلت آمیز، خوشامدی اور چالاک ومکار، عیار، دھوکہ باز، بازیگر کی طرح لالچ وخوف دلایا۔ مرزا کے یہ خطوط آپ نے مرزا علی شیر بیگ جو مرزا قادیانی کا سمدھی تھا اس سے حاصل کر کے اپنی اس کتاب میں پہلی بار ان کو مرزا قادیانی کی زندگی میں شائع کر کے مرزا قادیانی کا بیچ چوراہے بھانڈا پھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی شان بے نیازی کہ عدالتوں تک یہ کتاب اور اس میں درج خطوط مرزا قادیانی کے مقابل پیش ہوتے رہے اور مرزا قادیانی کو کھسیانی بلی کھنبہ نوچے کے بمصداق سوائے سرتسلیم خم کے اور کوئی چارہ نہ رہا۔ چنانچہ ۱۶؍مئی ۱۹۰۱ء کو گورداسپور کی عدالت میں مرزا امام الدین کے مقدمہ ''بند کرنے راستہ شارع عام'' کے سلسلہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کا بیان ہوا۔ اس میں مرزا قادیانی نے تسلیم کیا کہ کلمہ فضل رحمانی (کتاب ہذا) میں جو خطوط شائع ہوئے وہ میرے ہیں۔ (الحکم قادیان ج۵ ش۲۹ ص۱۴) مورخہ ۱۰؍اگست ۱۹۰۱ء۔ کتاب بنام ملفوظات احمدیہ منظور الٰہی ص۲۴۱، ۲۴۵) میں تمام تفصیل موجود ہے۔

یہ کتاب ۱۳۱۴ھ (۱۸۹۷ء) میں اوّل بار شائع ہوئی۔ چھیانوے برس بعد ۱۴۰۸ھ میں مجلس تحفظ ختم نبوت صدر دفتر ملتان نے دوسری بار عکس لے کر اسے شائع کیا اور اب بارسوم ۱۴۲۸ھ میں ٹھیک ایک سو چودہ برس بعد شائع کر رہے ہیں۔ یہ کمپیوٹر ایڈیشن ہے۔ حوالہ جات کی تخریج وتحقیق کے ساتھ اس کی اشاعت پر رب کریم کی عنایت وتوفیق پر ہزاروں ہزار شکر ادا کرتے ہیں۔ قارئین دیکھیں گے کہ پولیس انسپکٹر کورٹ نے مرزا قادیانی کو جرح میں کیسے طشت ازبام کیا ہے؟۔ فلحمدللہ اوّلاً وآخراً!

تعارف جمعیت خاطر

اس جلد میں تیسری کتاب جمعیت خاطر ہے اس کے مصنف بھی قاضی فضل احمدؒ گورداسپوری ہیں۔ ۱۹۱۵ء میں پہلی بار شائع ہوئی تو ناشر نے اس کے سرورق پر خود یہ تعارف لکھا۔

''اس میں وہ خط وکتابت ہے جو درمیان قاضی فضل احمد صاحبؒ انسپکٹر پولیس لدھیانہ حنفی، سنی، نقشبندی اور غلام رسول، مرزائی، قادیانی انسپکٹر پولیس فیروز پور کے ہوئی، درج ہے۔ جس کا جواب قادیانی موصوف باوجود سخت درسخت وعدوں کے نہیں دے سکے۔ بانتظار مدت مدید شائع کی گئی۔ مرزا قادیانی مدعی رسالت ونبوت وخدائی کے دعاوی پر نہایت تہذیب کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ منصف مزاج کے لئے نہایت عمدہ سبق ہے ہر سہ نام اس خط وکتابت کے تاریخی، ہجری وعیسوی ہیں۔''

اس ایک کتاب کے تین نام ہیں۔

۱...... جمعیت خاطر (۱۳۳۳ھ)

۲...... دوانسپکٹروں کادودلا مکاتبہ (۱۳۳۳ھ)

۳...... خوان ارمغان (۱۹۱۵ء)

نوٹ: اس جلد (۲۰ ویں) کے آخر پر بیس جلدوں کی فہرست دے دی گئی تاکہ ان تمام جلدوں سے استفادہ اور پڑھنے میں آسانی ہو۔ جو کچھ ہوا کریم کے کرم ہوا۔ جو ہوگا کریم کے کرم سے ہوگا۔

یا رب تو کریمی ورسول تو کریم
صد شکر کہ ہستیم میان دو کریم

العارض! فقیر اللہ وسایا، ۶؍جون ۲۰۰۷ء
۲۲؍جمادی الاوّل ۱۴۲۸ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

اجمالی فہرست......احتساب قادیانیت جلد۲۰

ضروری اعلان!

اس جلد کے آخر میں ص۶۱۹ سے آگے احتساب قادیانیت کی بیس جلدوں کی چار مختلف نوعیت کی فہارس شامل ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے!

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

مسلم پاکٹ بک

در رد مرزائیت

حضرت مولانا محمد مسلم عثمانی دیوبندیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

تقریظ: شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی

ہمارے بھائی مولانا محمد مسلم عثانی دیوبندی (فاضل دیوبند) نے اپنی مسلم پاکٹ بک کا مسودہ کئی اہم مواضع سے مجھ کو سنایا۔ حق تعالیٰ جزائے خیر دے بڑا اچھا کام کیا ہے۔ مرزائیوں نے جو پاکٹ بک چھپوائی ہے اس کی جواب دہی کا فرض کفایہ مولوی صاحب موصوف کے قلم سے ادا ہوا۔ مسلم پاکٹ بک فی الحقیقت مرزائیوں کے رد میں ایک جیبی کتب خانہ کا حکم رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو اس سے منتفع کرے۔ مجھے امید ہے کہ اہل علم اس کتاب کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں گے اور اہل خیر اور صاحب ثروت مسلمان پچاس، سو نسخے خرید کر اس کی عام اشاعت میں حصہ لیں گے۔ پنجاب وغیرہ میں بڑے بڑے سجادہ نشین، مشائخ ہیں۔ ان کی ادنیٰ توجہ سے یہ کار دشوار آسان ہوسکتا ہے۔ واللہ لایضیع اجر المحسنین!

الراقم شبیر احمد عثانی دیوبندیؒ

۲۴ رمضان المبارک ۱۳۵۱ھ

تقریظ: جناب مولوی حبیب اللہ صاحب امرتسریؒ حافظ کتب مرزائیہ

الحمدللّٰہ رب العالمین ۰ والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین ۰
وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین!

مسلم پاکٹ بک مصنفہ جناب مولانا محمد مسلم صاحب دیوبندیؒ کو میں نے شروع سے آخیر تک دیکھا۔ فرقہ مرزائیہ کی تردید احسن طور پر کی گئی ہے۔ لفظ توفی ...... رفع ...... بل ...... خلت ...... خاتم ...... وغیرہ پر عالمانہ بحث کی گئی ہے۔ مرزائیوں کے اعتراضوں کے جواب بھی بخوبی دیئے گئے ہیں۔

میں نے اس کتاب کے وہ حوالے جو مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابوں سے ماخوذ ہیں دیکھے اور اصل کتابوں سے مقابل کئے۔ اکثر صحیح پائے۔ جو غلط تھے ان کا صحت نامہ کتاب کے ساتھ لگا دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ کتاب مرزائیوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہو۔ آمین!

خادم دین رسولؐ اللہ

عاجز حبیبؒ اللہ کلرک دفتر نہر امرتسر

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

الحمدللّٰہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

قصیدہ ثنائیۃ اعتقادیۃ!

یـا صـاحب الجود والاحسان والکرم ۰ لقد عممت باید سائر الامم!

اے احسان اور بخشش کرنے والے تیری نعمتیں تو ہر نیک و بد پر عام ہیں۔

فـاصـفـح عـن الذنب اعرض عنه بالکرم ۰ امدد علی ذیول الفضل والنعم!

میرے گناہوں سے درگزر فرما اور مجھے اپنی رحمت کے سایہ میں لے لے۔

ان الانـام رهیـن الـجود قاطبة ۰ وان کفرت اوصال شلومصتم!

تمام مخلوق تیرے احسان میں دبی ہوئی ہے۔ اگر چہ ان کے اعضاء کے جوڑ تیری شکر گزاری سے قاصر ہیں۔

تـفـضل ولا تنظر الیٰ ماا کتسبته ۰ ان الکریم لیرخی الستر باللمم!

تو اپنے فضل سے کام لے میرے گناہوں کو نہ دیکھ۔ کریم کا کام چشم پوشی ہی کرنا ہے۔

کـم مـن خـطـاء عـنـد فضلك مختف ۰ فمآ اثر بالعفو منك لما ثم!

تیرے فضل اور عفو کے سامنے گناہوں کی کوئی حقیقت نہیں۔

لا جـرمت الا اننی بك مرتج ۰ ولا یقنط الراجی لا مرمفحم! میں

گنہگار بھی ہوں اور تیری رحمت کا امیدوار بھی۔ قرآن کہتا ہے کہ رحمت سے ناامید نہ ہونا چاہئے۔

تـعـلـلـت من کائس الجریمة کأبة ۰ یکاد یضیق الصدر من سؤماثم!

میں گناہوں سے تنگ آ گیا ہوں۔ بدانجامی کے خوف سے دل گھٹا جاتا ہے۔

وان ضـاقـت الارض لاثـمی برحبها ۰ ولاکن عفوك اکثر عندنادم!

اگر چہ زمین میرے گناہوں کی کثرت سے تنگ ہے۔ لیکن توبہ کرنے والے کے واسطے تیرا عفو اس سے کہیں زیادہ ہے۔

فـلا مـنك لـی الاالیك مـلاذةَ ۰ فتطردنی ان شئت ان شئت تنعمی!

تیرے سوا اور کوئی پناہ کی جگہ نہیں۔ تجھے اختیار ہے کہ خطاؤں پر مجھے سزا دے یا عفو کر کے بخش دے۔

یامن یداه علی المخلوق قاطبة ۰ ولایعزب الذرغن عینه فی الظلم !

اے اللہ! تمام جہان تیری مٹھی میں ہے۔ اندھیری رات میں ننھی سی چونٹی بھی تیری نظر میں پوشیدہ نہیں۔

لانت اله لیس مثلك واحد ۰ ویجری قضاء ك بالاکو ان فی الامم !

تو بے مثل اور اکیلا خدا ہے اور لفظ کن سے دنیا کی قسمت پلٹی کرتا ہے۔

فلیس خلقك کالفخار قط ولا ۰ یدو رذاك علی الا سباب من قدم !

تیرا پیدا کرنا کوزہ گر کی طرح آب و گل کا محتاج نہیں۔

بنیت علی العلات امرا وحینما ۰ جعلت ابن مریم آیة مثل آدم !

تو نے اسباب پر دنیا کا نظام قائم کیا ہے مگر بلا کسی ظاہری سبب کے عیسیٰ اور آدم کو پیدا کیا۔

جعلت عصا للخلق اعظم حیة ۰ اثرت النقوع عن بحیرة قلزم !

ادھر موسیٰ کی لاٹھی کو اژدھا اور دریائے قلزم کو پلک جھپکنے میں خشک کر دیا۔

تحیی تمیت ومن تشاع تعیده ۰ فی الدنیا اوتاتی به یوم قادم !

تو مارتا اور زندہ کرتا ہے اور بعضوں کو مارنے کے بعد دوبارہ دنیا میں بھیجتا ہے اور کسی کو قیامت تک زندہ نہیں کرتا۔

واللّٰہ یجعل حیث شاع رسالةً ۰ فان یحرق الحساد تحرق من الغم !

اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہے وہ رسول بنائے اور اگر کسی کو اس کا حسد ہے تو وہ مرر ہے

خلیلاً کلیما روحه اصطفا هم ۰ وافضلهم خیرالنبیین لها شم !

اس نے حضرت ابراہیم اور موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کو رسالت کے واسطے اور ان سب سے افضل کو جو بنی ہاشم میں بہترین آدمی تھا اپنے لئے چن لیا۔

محمد سید الکونین ارسله ۰ لکل خلق من الاعراب والعجم !

وہ محمد ﷺ دو جہان کے سردار ہیں جن کو عرب اور عجم دونوں کی ہدایت کے واسطے بھیجا۔

نبوة انقطعت بعد فلیس لنا ۰ وحی من الحکم کان اومن الحکم !

آپ ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ منقطع ہو گیا اور وحی کا آنا مطلقاً بند ہو چکا ہے۔

لعیسی سیاتی آخرآ نشرحکمه ۰ بسبق النبوة لاتبدیٔ من العدم !

عیسیٰ ضرور آئیں گے۔ مگر اس دین کے خادم ہو کر۔ ان کوئی نبوت نہیں دی جائے گی جو ختم نبوت کے خلاف ہو۔ ان کی نبوت سابقہ ہوگی۔

وان علا سطح افلاك مسحكموا ۰ نبينا فوق عرش مس بالقدم ! اگر عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر پہنچے کوئی بڑی بات نہیں۔ نبی کریم معراج کی رات عرش اعظم پر پہنچے۔

نعم العتيق اماما للمقربه ۰ وبارك بوجهل لاب منقم !معراج کے اقرار کرنے والے کو ابوبکرؓ کی اقتداء مبارک ہو اور اس کے انکار کرنے والوں کو ابوجہل کی پیروی کرنا۔

واهاً لتا بعه قبل العقوبة اذ ۰ اتت بغتة ماردها ندم نادم !مبارک ہیں وہ لوگ جنہوں نے اس دن کے آنے سے پہلے حضور کی غلامی اختیار کر لی جس روز ندامت اور پشیمانی کچھ کام نہ آئے گی۔

فمن بدل الدين المبين برائه ۰ واظهرفى القران مالم يحكم !جس نے دین مبین کو اپنی رائے سے بدلا اور قرآن کی تفسیر میں اپنی عقل کو دخل دیا۔

خلاف رسول الله اتبع الهوى ۰ وغيرتعليم النبى المكرم !رسول اللہ ﷺ کی منشاء کے خلاف اپنی خواہشات کی اتباع کی اور مقدس نبی کی تعلیم کو بدل دیا۔

وقلب آيات ملائكة ابى ۰ فذالك ملعون وقود جهنم !آیتوں کے معنی بگاڑے اور ملائکہ کی شرعی حیثیت سے انکار کیا۔ ایسا آدمی ملعون اور دوزخ کا ایندھن ہے۔

ماغيرت الارض اظلت سماء ها ۰ عليه سلا م الله عدة نائم ! جب تک زمین وآسمان باقی ہیں نبی علیہ السلام پر خدا کی رحمت نازل ہوتی رہے۔

على آله الاخيار والصحب كلهم ۰ هم اسقوا زروع الله من قطرة الدم ! آپ ﷺ کی اولاد اور دوستوں پر رحمت نازل ہو جنہوں نے اسلام کی کھیتی کو اپنے خون سے سینچا ہے۔

على كل من كانوا على سمتهم وما ۰ خافوا عن الموت بالا سياف والقلم ! اور ان پر بھی جنہوں نے ان کا طریقہ اختیار کیا اور حق کہنے میں تلوار اور قلم سے نہیں رکے۔

تكفل الهى مسلماً خيرا ختمة ۰ لاخر لفظ يخرج الله من فم !اے اللہ! مسلم کا خاتمہ بالخیر کر اور دنیا سے رخصتی کے وقت اس کی زبان سے آخری لفظ اللہ نکلے۔

پہلا باب!

تحقیق مذاہب در بارہ حیات مسیح علیہ السلام

الف..... مسلمان اور نصاریٰ کا ان دو باتوں پر اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسد عنصری کے ساتھ اس وقت زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ قیامت سے پہلے بعینہ آسمان سے اتریں گے۔ بلکہ نصاریٰ کی ایک جماعت کا یہ خیال ہے کہ وہ سولی دیئے جانے کے بعد چند گھنٹے مردہ رہے اور پھر زندہ کر کے آسمان پر اٹھالئے گئے۔

ب..... تمام مسلمان اور اکثر قدیم نصاریٰ کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ سولی پر مطلقاً نہیں چڑھائے گئے۔ بلکہ سولی دینے سے پہلے ان کو آسمان پر اٹھالیا گیا۔

ج..... پھر مسلمانوں میں سے بعضوں کا یہ خیال ہے کہ وہ رفع جسمانی کے وقت سو رہے تھے یا ان پر موت طاری کردی گئی تھی اور آسمان پر لے جا کر ان کو زندہ کر دیا گیا۔

د..... یہودی کہتے ہیں کہ آپ کو سولی دے کر مار دیا گیا اور آپ کی نعش سولی کے بعد زمین میں دفن کردی گئی اور اس کا رفع آسمانی نہیں ہوا۔

غرض یہودیوں کے سوا مسلمان اور نصاریٰ میں سے کوئی شخص بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودہ حیات اور آپ کے رفع جسمانی سے منکر نہیں ہے۔ شیخ اکبرؒ نے فتوحات مکیہ میں رفع جسمانی کے انکار کو معتزلہ اور بعض نصاریٰ اور یہود کی طرف منسوب کیا ہے۔ مرزائی جماعت کا عقیدہ اس بارے میں وہی ہے جو یہودیوں کا ہے۔ مگر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سولی پر چڑھایا جانا مانتے ہیں اور ان کا اس پر مرنا تسلیم نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی طبعی موت مرے ہیں۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل تحریروں سے ظاہر ہے:

۱..... ''الصعود الآدمی ببدنه الی السماء قد ثبت فی امر المسیح عیسیٰ بن مریم فانه صعد الی السماء وسوف ینزل الی الارض وهذا مما یوافق النصاریٰ علیه المسلمین فانهم یقولون ان المسیح صعد الی السماء ببدنه وروحه کما یقوله المسلمون ویقولون انه سوف ینزل الی الارض ایضاً کما یقوله المسلمون وکما اخبر به النبی ﷺ فی الاحادیث الصحیحه لکن کثیراً من النصاری یقولون انه صعد بعد ان صلب وانه قام من القبر

وکثیر من الیهود یقولون انه صلب ولم یقم من قبره واماالمسلمون وکثیر من النصاریٰ فیقولون انه لم یصلب ولکن صعد الی السماء بلاصلب والمسلمون ومن وافقهم من النصاریٰ یقولون انه ینزل الی الارض قبل یوم القیامة وان نزوله من اشراط الساعة کمادل علی ذالك الکتاب والسنة وکثیر من النصاریٰ یقولون ان نزوله هو یوم القیامة وانه والله الذی یحاسب الخلق'' (الجواب الصحیح ج٤ ص١٦٩، ١٧٠، هکذا قال شیخ الاسلام الحرانی)

۲..... ''وقیل اماته الله سبع ساعات ثم رفعه الی السماء والیه ذهبت النصاریٰ'' (بیضاوی، آل عمران ص١٤، زیر آیت یاعیسیٰ انی متوفیك)

۳..... ''قال وهب توفی الله عیسیٰ ثلث ساعات من النهار ثم احیاء ثم رفعه الله الیه وقال محمد بن اسحاق ان النصاری یزعمون ان الله توفاه سبع ساعات من النهار ثم احیاء ورفعه الیه'' (تفسیر ابن کثیر ص٣٩،ج٢، طبع بیروت، زیر آیت انی متوفیك، ومعالم ص١٦٢ زیر آیت یاعیسی انی متوفیك واللفظ له)

۴..... (قال الحافظ ابن حجر العسقلانی فی تلخیص الحبیر ص٤٦٢ ج٣ کتاب الطلاق) ''واما رفع عیسیٰ فاتفق اصحاب الاخبار والتفسیر علیٰ انه رفع ببدنه حیا وانما اختلفو اهل مات قبل ان یرفع اونام فرفع''

۵..... ''قال ابن العربی المعتزله والیهود والنصاری ینکر ون الرفع الجسمانی'' (فتوحیات مکیه باب ٣٦٩ج٣)

۶..... ''سیل صاحب نے قرآن مجید کے ترجمہ میں آیت:''مکروا ومکر الله!'' کے تحت لکھا ہے کہ فرقہ بی سی لی ڈین جو عیسائیت کے نہایت شروع میں تھا۔ مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے سے انکار کرتا تھا اوران کا اعتقاد تھا کہ سائمن آپ کی جگہ صلیب پر لٹکایا گیا۔ ایسے ہی فرقہ سیر نتھین جوان سے بھی پیشتر تھااور کارپا کریشن جو مسیح علیہ السلام کوصرف انسان مانتے ہیں ان کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ مسیح علیہ السلام خود مصلوب نہیں ہوئے۔ بلکہ ان کے حواریوں میں سے ایک شخص جوآپ کا ہم شکل تھا صلیب دیا گیا۔ مصنف فوٹیس نے بھی رسولوں کے سفرنامہ سے ایسا ہی نقل کیا ہےاور انجیل برناباس میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔''

۷..... ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں اوران کا زندہ آسمان پر مع جسم عنصری جانا اوراب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت مع جسم عنصری زمین پر آنا یہ سب ان پر تہمتیں ہیں۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۲۳۰، خزائن ج۲۱ ص۴۰۶)

دوسرا باب!
حیات مسیح علیہ السلام

مسلمانوں کا عقیدہ حیات مسیح اور رفع جسمانی اور نزول آسمانی کے متعلق آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ کثیرہ متواترہ اور اجماع امت پر مبنی ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے:

فصل حیات مسیح علیہ السلام کا ثبوت قرآن مجید سے

آیت نمبر ا ..... ’’وآتینا عیسیٰ بن مریم البینات وایدناہ بروح القدس‘‘ (بقرہ: ۲۵۳) ﴿ہم نے عیسیٰ بن مریم کو معجزات دیئے اور اس کی بذریعہ جبرائیل تائید اور مدد کی۔﴾

’’قال الحسن، القدس ھو اللہ تعالیٰ وروحہ جبرائیل علیہ السلام والا ضافة للتشریف‘‘ (تفسیر کبیر ج۶ ص۲۱۷ زیر آیت ایدناہ بروح القدس)

قرآن میں ہے ’’قل نزلہ روح القدس‘‘ (النحل:۱۰۲) حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ قدس نام اللہ کا ہے اور روح سے مراد جبرائیل ہے۔ روح کی نسبت قدس کی طرف جبرائیل کی بزرگی ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ نیز قرآن میں بھی جبرائیل کا نام دوسری آیت میں روح القدس آیا ہے۔ امام رازیؒ (تفسیر کبیر ج۲ ص۲۱۷) آیت مذکورۂ بالا کے معنے اس طرح کرتے ہیں:

’’والمعنی اعناہ بجبرئیل علیہ السلام فی اول امرہ وفی وسطہ وفی آخرہ اما فی الاول فلقول (فنفخنافیہ من روحنا) اما فی وسطہ فلان جبرائیل علیہ السلام علمہ العلوم وحفظہ من الاعداء واما فی الاخر الامرفحین ارادت الیہود قتلہ اعانہ جبرائیل علیہ السلام ورفعہ الی السماء۔‘‘ ﴿یعنی شروع میں جبرائیل علیہ السلام ہی کی نفخ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی اور انہوں نے ان کو تعلیم دی اور دشمنوں سے بچا کر رکھا اور آخر میں یہودیوں نے جب ان کو قتل کرنا چاہا تو وہ ان کو آسمان پر اٹھا کر لے گئے۔﴾

(ج۱ ص۴۰۵) میں لکھا ہے کہ: ’’وھوالذی رباہ فی جمیع الاحوال وکان یسیر معہ حیث سار وکان معہ حیث صعد الی السماء‘‘ ﴿جبرائیل علیہ السلام ان کی ہر وقت نگہداشت کرتے اور کسی وقت ان سے جدا نہیں ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کو آسمان

پر اٹھا کر لے گئے۔وکان یسیر معه حیث سار!(جلالین ص۳)﴾

استدلال: جبکہ جبرائیل جیسا قوی فرشتہ ان کی حفاظت کے لئے مقرر تھا اور یہودیوں کے مقابلہ میں ان کو امداد واعانت کی بھی اشد ضرورت تھی تو ایسی حالت میں ان کی حفاظت نہ کرنا اوران کو دشمنوں کے ہاتھوں میں صلیب کی تکلیف اٹھانے اورطرح طرح ذلت برداشت کرنے کے لئے چھوڑ دینا منصب حفاظت کے خلاف ہونے کی وجہ سے قطعاً ناممکن ہے۔ خصوصاً جبکہ امداد اوراعانت کرنے کا یہ پہلا ہی موقعہ تھا۔ کیونکہ فرشتہ ”لا یعصون الله ماامرهم ویفعلون مایؤمرون “ (التحریم:۶) کے ماتحت اپنی مقررہ خدمت سے کبھی غافل نہیں ہوسکتا۔ علاوہ ازیں سورہ مائدہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے انعامات کا ذکر کرتے ہوئے بطور امتنان ”اذ ایدتك بروح القدس “ (مائدہ:۱۱۰) فرمایا ہے۔ یہ بات اسی وقت حاصل ہوسکتی ہے جبکہ مسیح علیہ السلام کو یہودیوں کے ہاتھ سے بچالیا جائے۔ لہٰذا مرزا قادیانی کا (ازالہ اوہام ص۳۸۰، خزائن ج۳ص۲۹۵ پر) یہ کہنا کہ: ”مسیح ان کے حوالہ کیا گیا اوراس کو تازیانے لگائے گئے اور جس قدر گالیاں سننا اور فقیہوں اور مولویوں کے اشارہ سے طمانچہ کھانا اور ہنسی اور ٹھٹھے اڑائے جانا اس کے حق میں مقدر تھا سب اس نے دیکھا...... تب یہودیوں نے جلدی سے مسیح کو دو چوروں کے ساتھ صلیب پر چڑھایا۔“ بالکل غلط اورقرآن مجید کی اس آیت کے سراسر خلاف ہے۔

س..... کیا جبرائیل علیہ السلام کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حفاظت کے لئے مقرر ہونا اور ہمارے رسول ﷺ کے لئے نہ ہونا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی افضلیت پر دلالت نہیں کرتا؟۔

ج..... جزوی فضیلت سے فضیلت عامہ یا فضیلت کلی پر کوئی اثر نہیں پڑا کرتا۔ دیکھو رسول اللہ ﷺ شاعریت سے بالکل ناواقف تھے۔ مگر ایک شاعر کو اس صفت کی وجہ سے کبھی فضیلت حاصل نہیں ہوسکتی۔

۲..... اگر جبرائیل علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے محافظ تھے تو ”رب السماوات والارض “رسول خدا ﷺ کا نگہبان تھا۔“ والله یعصمك من الناس “اللہ کی محافظت جبرائیل کی محافظت سے بدرجہا افضل ہے۔

آیت نمبر۲..... ”وجیها فی الدنیا والاخرة ومن المقربین “(آل عمران:۴۵)

حضرت مریم کو ولادت عیسیٰ کی بشارت دیتے ہوئے کہا کہ وہ لڑکا دونوں جہان میں شرافت اور

عزت والا اور مقربین بارگاہ الٰہی میں سے ہوگا۔

''قال الرازی فی تفسیرہ معنے الوجیھہ ذو الجاہ والشرف والقدر قال بعض اہل اللغۃ الوجیھہ ھوالکریم ''(ص۵۳ ج۸)﴿یعنی وجیہہ کے معنی باعزت اور شریف آدمی کے ہیں اور بعض اہل لغت نے ان کا ترجمہ بزرگ کیا ہے۔﴾

استدلال:۱...... عزت اور وجاہت دینوی لحاظ سے اسی وقت صحیح ہوسکتی ہے۔ جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب کی تکلیف اور یہودیوں کی تذلیل اور اہانت سے محفوظ رکھا گیا ہو۔ ورنہ بجائے وجاہت ذلت ورسوائی لازم ہوگی۔ چنانچہ سورۂ مائدہ میں تصلیب وغیرہ کے ذکر کرنے کے بعد فرمایا گیا ہے کہ:''لھم فی الدنیا خزی'' (المائدہ:۴۱)﴿یہ ان کے لئے دنیا میں خواری اور ذلت کا باعث ہے۔﴾

استدلال:۲...... اس آیت میں دنیا اور آخرت کی وجاہت اور مقربین سے ہونا یہ تین چیزیں بیان کی ہیں۔ دنیا کی عزت باعتبار نبی ہونے اور یہودیوں کے الزامات سے مبرا اور پاک ہونے کے لحاظ سے اور اخروی عزت کثرت ثواب اور جنت میں بلند مرتبہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ (کما قالہ الرازیؒ) مقربین میں ہونا جنتی ہونے کے علاوہ تیسری چیز ہے۔ کیونکہ جو قرب بمنزلہ علو درجہ اور نعیم جنت کے لحاظ سے ہوتا ہے وہ ہر ایک جنتی کے لئے ہے۔ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی تخصیص نہیں۔ قرآن مجید میں ہے کہ:''اولائك المقربون فی جنت النعیم'' (واقعہ:۱۱،۱۲) علاوہ ازیں ومن المقربین! کی غرض لفظ والآخرۃ! کے مفاد سے الگ اور زائد ہونی چاہئے۔ ورنہ بے فائدہ تکرار لازم آئے گا۔ اس لئے ومن المقربین! سے فرشتوں کی صحبت اور معیت مراد لینی چاہئے۔ کیونکہ قرآن میں جنتیوں کے علاوہ مقربین کا صرف فرشتوں پر ہی اطلاق کیا گیا ہے۔''لن یستنکف المسیح ان یکون عبد اللّٰہ ولا الملائکۃ المقربون'' (النساء:۱۷۲)

تائیدات

۱...... ''ھو اشارۃ الی رفعہ الی السماء وصحبۃ الملائکۃ''

(ابوالسعود ج۲ ص۳۷ زیر ایت وجیھاً فی الدنیا)

۲...... ''ان ھذا لوصف کالتنبیہ علی انہ علیہ السلام سیرفع الی السماء وتصاحبہ الملائکۃ'' (تفسیر کبیر ج۸ ص۵۴، تحت آیت وجیھاً فی الدنیا)

۳...... ''کونہ من المقربین رفع الی السماء وصحبۃ الملائکۃ''

(کشاف ج۱ ص۳٦٤، تحت آیت وجیھاً فی الدنیا)

س...... یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ ماجدہ کی شان میں نہایت ناپاک الزام لگائے ہیں۔ پھر وہ بلحاظ دنیا وجیہہ کیونکر ہوئے؟۔

ج...... گالی گلوچ کرنے اور جھوٹے الزامات لگانے سے وجاہت میں فرق نہیں آتا۔ ہمیشہ بداطوار آدمی، نیک لوگوں کو برا کہتے آئے ہیں۔ یہودیوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شان میں تکلیف اور ایذا دینے والے کلمات زبان سے نکالے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں: ''فبراہ اللہ مماقالوا وکان عنداللہ وجیھا ''حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ذات کو یہودیوں کے الزامات سے پاک اور بری کرتے ہوئے وجیہہ فرمایا ہے۔ البتہ اگر یہودی صلیب پر چڑھاتے یا مارنے پیٹنے کے ساتھ ان کی اہانت اور تذلیل کرتے تو وجاہت اور عزت دنیوی باقی نہ رہتی۔ اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں صلیب کی تکالیف برداشت کرنے کا قائل ہونا علاوہ توہین کے اس آیت کے بھی خلاف ہے۔

آیت نمبر۳... ''ویکلم الناس فی المھد وکھلا '' (آل عمران:٤٦)

﴿پالنے میں اور ادھیڑ عمر میں لوگوں سے کلام کرے گا۔﴾

لغت''الکھل فی اللغۃ ماجتمع قوتہ وکمل شبابہ '' (تفسیر کبیر ج۸ص٥٤) ''الکھل من الرجال من زادعلی ثلثین سنۃ الی اربعین قیل من ثلث وثلثین الی الخمسین '' (مجمع البحار ج٤ص٤٥٨) ''وفیہ ایضاً الکھل من انتھی شبابہ '' (ج٤ص٤٥٨) کہل لغت میں اس کو کہتے ہیں جس کی جوانی پوری اور قوت مجتمع ہو۔ وہ تیس سے چالیس یا تینتیس سے پچاس برس تک کی عمر ہوتی ہے۔

استدلال: بچہ کا پنگھوڑے میں باتیں کرنا خارق عادت معجزہ ہے۔ لیکن کہولت یا جوانی میں کلام کرنا کچھ خلاف عادت نہیں ہے۔ ہر ایک آدمی لڑکپن کے زمانے سے بڑھاپے تک باتیں کرتا رہتا ہے۔ اس لئے کہولت کے زمانہ میں کلام کرنے سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آسمان سے نازل ہونے کے وقت آپ کی ادھیڑ عمر ہوگی۔ یعنی جو عمر صعود آسمانی کے وقت تھی وہی نزول کی حالت میں رہے گی۔ امتداد زمانہ کے باوجود آسمان پر رہنے سے عمر میں چنداں تغیر نہ ہوگا۔ صعود اور نزول آسمانی اور عمر کا تغیرات سے محفوظ رہنا بڑے انعامات ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سورۂ مائدہ میں قیامت کے دن بطور امتنان کے زمانہ کہولت کی گفتگو کو بھی ذکر کیا ہے۔ اگر اس لفظ کو

عطاء نبوت کی طرف اشارہ مان لیا جائے تو پھر اس انعام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی خصوصیت نہ رہے گی۔ سورۂ مائدہ میں انہی انعامات کا ذکر ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مخصوص تھے۔ لہٰذا اس لفظ کی زیادتی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی طرف زبردست اشارہ ہے۔

شہادتیں

۱..... ''ان المراد بقوله وکھلاً ان یکون کھلاً بعد ان ینزل من السماء فی آخر الزمان ویکلم الناس ویقتل الدجال قال الحسن بن الفضل وفی ھذالایة نص فی انه علیه الصلوٰة والسلام سینزل الی الارض.''

(تفسیر کبیر ج۸ص۵۵)

۲..... ''وفی ھذه نص علی انه سینزل من السماء الی الارض ویقتل الدجال'' (خازن ج۱ص۲۵۰)

۳..... ''انه شاباً رفع والمراد کھلاً بعد نزوله''

(ابوالسعود ج۲ص۳۷)

۴..... ''وبه استدلال علی انه سینزل فانه رفع قبل ان یتکھل''

(بیضاوی ج۱ص۲۵۱)

س:۱..... حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سو بیس برس زندہ رہے۔ اس سے کہولت، نزول اور صعود دونوں حالت میں ثابت نہیں ہوتی۔

س:۲..... ''ومن نعمره ننکسه فی الخلق'' کی رو سے ہر بڑی عمر کا آدمی بوڑھا ہونا چاہئے۔ لہٰذا اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوں گے۔ ضرور بوڑھے اور نکمے بھی ہوں گے۔ اس لئے کہولت سے بعد نزول مراد لینا صحیح نہیں۔''

ج..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبل از رفع دنیا میں ٹھہرنے کی مدت تینتیس سال ہے۔ ''نقل ان عمر عیسیٰ علیه السلام الی ان رفع کان ثلاثا وثلثین سنة وستة اشھر'' (تفسیر کبیر ج۸ص۵۵)

''فانه رفع وله ثلث ثلاثون سنة فی الصحیح وقد ورد ذالك فی حدیث فی صفة اھل الجنة انھم علیٰ صورة آدم ومیلاد عیسیٰ ثلث وثلثین

سنة واماماحكاه ابن عساكر بعضهم انه رفع وله مائة وخمسون سنة فشاذ غريب بعيد'' (ابن کثیر ج۲ ص٤١٤)

''اخرج الطبرانی بسند جید عن انسؓ قال قال رسول اللهﷺ یدخل اهل الجنة علی طول آدم ستین ذراعاً بذراع الملك وعلی حسن یوسف وعلی میلاد عیسی ثلث وثلثین سنة''

''قال ابن عباسؓ ارسل الله عیسیٰ وهو ابن ثلثین سنة فمکث فی رسالته ثلاثین شهراً ثم رفعه الله الیه'' (خازن ج۱ ص۵۳۸)

''اخرج ابن سعد واحمد فی الزهد والحاکم عن سعید ابن المسیب قال رفعه عیسیٰ ابن ثلث وثلاثین سنة'' (درمنثور ج۲ ص۳٦)

مستدرک کی روایت صحیح نہیں۔ جیسا کہ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری شرح بخاری میں لکھا ہے:

۲..... اور بتقدیر صحت اس کے یہ معنے ہیں کہ صعود سے پہلے اور نزول کے بعد دونوں زمانے کی مجموعی عمر ایک سوبیس برس کی ہوگی۔ چونکہ آسمان محل تغیر نہیں۔ اس لئے وہاں کے زمانۂ قیام کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا۔

اور فعل ماضی مضارع کے معنے میں بکثرت مستعمل ہے۔ چنانچہ: ''اذقال الله یاعیسی بن مریم أنت قلت...... '' میں: ''قال بقرینه هذا یوم ینفع الصادقین صدقهم'' مضارع کے معنے میں ہے۔

۳..... ممکن ہے کہ کہولت سے ان کا زمانہ جو پچاس سال تک ہے مراد نہ ہو۔ بلکہ کہولت کی حالت مراد ہو۔ یعنی جس طرح جنتی جنت میں طویل مدت تک رہنے کے باوجود ہمیشہ کہولت کی حالت میں رہیں گے۔ جیسا کہ طبرانی اور ابن کثیر کی روایت سے ظاہر ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی باوجود امتداد زمانی کے کہولت ہی میں رہیں گے اور کبھی بوڑھے نہیں ہوں گے۔

۴..... انسان کی عمر کا ارذل حصہ وہ ہے جس میں اس کی قوتیں بےکار اور اعضاء جواب دے دیں۔ ایک سوبیس برس والے کے لئے ضروری نہیں کہ وہ بالکل بےکار ہوجایا کرے اور کسی مصرف کا نہ رہے۔ حضرت نوح اور حضرت آدم علیہم السلام ہزار ہزار برس عمر پانے کے باوجود اپنا کام اچھی طرح کرتے رہے۔

اس زمانہ میں بھی شنگھائی (چین) کے اخبار نارتھ چائنا ہیرلڈ میں لکھا ہے کہ: ''چین کے شانگ چوان گاؤں میں دوسو چھپن سال کا آدمی رہتا ہے اور باوجود اس قدر عمر ہونے کے نہایت چست اور توانا ہے اور بغیر عینک کے بخوبی پڑھ سکتا ہے۔'' (العدل گوجرانوالہ ۲۲جون ۱۹۳۲ء)

۵...... تغیرات آب وہوا کی وجہ سے ہوا کرتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ تھرمس بوتل میں ہوا سے حفاظت کرنے کی وجہ سے دیر تک چیز ٹھنڈی یا گرم رہتی ہے اور چوبیس گھنٹہ تک خراب نہیں ہوتی۔ چونکہ آسمان پر ہوا نہیں ہے۔اس لئے وہاں جو چیز بھی ہے وہ ہر قسم کے تغیرات سے محفوظ ہے۔

مطالبہ:۱...... اگر جنتی جنت میں باوجود زمانہ دراز تک رہنے کے کبھی بوڑھے نہیں ہوں گے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے تو کیا وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو ہزار برس تک رہنے کی وجہ سے بوڑھے تسلیم کرلئے جائیں اور اپنی رائے کے مقابلہ میں قرآن اور حدیث کو چھوڑ دیا جائے؟۔

۲...... اور اگر جنتی آپ کے خیال میں بوڑھے ہوجائیں گے تو اس کا ثبوت قرآن اور حدیث سے پیش کریں اور درصورت پیش نہ کرنے کے کیوں آپ کو اسلامی تعلیم کا مٹانے والا اور محرف نہ سمجھا جائے؟۔

آیت نمبر۴...... ''ومکروا مکر اللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین'' (آل عمران:۵٤)

یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کی خفیہ تدبیریں کیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے مقابلہ میں تدبیر کی۔اللہ تعالیٰ تدبیر کرنے والوں میں بہتر ہے۔

لغت:۱...... ''المکر بالفتح قریب'' (منتھی الارب، ج٤ص۱۵۹)

۲...... ''المکر حیلة یوقع به الآخر فی الشر وھو من اللّٰہ تدبیر خفی وھو استدراجه بطول الصحة وبظاھر النعمة''

(مجمع البحار الانوار ج٤ص٦١٨)

۳...... ''قال الرازی انه عبارة من التدبیر المحکم الکامل ثم اختص فی العرف بالتدبیر فی ایصال الشر الی الغیر وذالك فی حق اللّٰہ غیر ممتنع'' (تفسیر کبیر ج۸ص۷۱)

۴...... ''والمکر من حیث انه فی الاصل حیله یجلب بها غیره

الیٰ مضرة لایمکن اسناده الی اللّٰه سجانه الابطریق المشاکلته"

(ابوالسعود ج ۲ ص ٤٢)

استدلال: یہ آیت یہودیوں کے ارادہ قتل پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مطلع ہونے اور حواریوں سے امداد طلب کرنے کے بعد ذکر کی گئی ہے۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ یہودیوں کا مکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے اور پکڑ لینے کے لئے تھا اور ان کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ کی تدبیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں سے بچانے کے لئے تھی۔ چنانچہ یہودی اپنے ارادہ میں ناکام رہے اور اللہ تعالیٰ کی تدبیر ان کی کوششوں پر غالب رہی۔ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خواہ کسی طرح سے بچایا مگر اس آیت سے یہ بات ضرور ثابت ہو رہی ہے کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑنے میں کامیاب ہرگز نہیں ہوئے۔ تدبیر الٰہی کے ان کے مقابلہ میں غالب رہنے کے یہی معنے ہیں اور آیت: "ولایحیق المکر السیئ الا باھله" (فاطر:٤٣) کا بھی یہی تقاضہ ہے۔

تائیدات: ۱..... "مکرالله ان رفع عیسی الی السماء والقی شبه علی من ارادا غتیاله حتی قتل" (کشاف ج ۱ ص ٣٦٦)

۲..... "امامکر هم بعیسی علیه السلام فهو انهم هموا بقتله...... مکرالله تعالی بهم هو انه رفع عیسی علیه السلام الی السماء"

(کبیر ج ۸ ص ٦٩)

۳..... "(ومکروا) الذین علم عیسی علیه الصلوة والسلام کفرهم من الیهودبان وکلوا به من یقتله غیلة (ومکرالله) بان رفع عیسی علیه الصلوة والسلام والقی شبه علی من قصد اغتیاله حتی قتل."

(ابوالسعود ج ۲ ص ٤٢)

۴..... (بیضاوی ج ۱ ص ۱۴۰) "ویمکرون ویمکر الله والله خیر الماکرین" (الانفال:٣٠) میں رسول اللہ ﷺ کو صحیح سالم مکہ سے نکالنے کا ذکر ہے۔

قال علیؓ (درمنثور ج ۳ ص ۱۷۸) فی معنی الایة:

وفیت بنفسی خیر من وطی الثری ومن طاف بالبیت العتیق وبالحجر رسول الـه خاف ان یمکروابه فنجاه ذوالطول الاالـه من المکر

اور آیت "مکرو مکراً ومکرنا مکراً وهم لایشعرون" میں حضرت صالح علیہ

السلام کو ان کی قوم سے بچا لینے کا بیان ہے۔ اسی طرح یہاں بھی یہودیوں کے مکر وفریب کے مقابلہ میں مکر اللہ! کے معنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچا لینے کے ہونے چاہئیں۔

س...... ”یہودیوں کی یہ کوشش تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ صلیب کے ہلاک کردیں۔ اس لئے سولی دینا یہودیوں کا مکر تھا۔ سولی سے زندہ اتارنا اللہ تعالیٰ کی تدبیر ہوگی۔

ج...... اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سولی دیا جانا تسلیم کرلیا جائے تو یہودیوں کا اپنی تدبیر میں کامیاب ہونا ضرور ماننا پڑے گا۔ کیونکہ ان کو پکڑنا، مارنا، پیٹنا اور تذلیل کرنا یہودیوں کے لئے بڑی کامیابی ہے۔ پھر سولی پر چڑھانا اور یہودیوں کا اپنے خیال میں ان کو بالکل قتل کردینا حتیٰ کہ نصاریٰ پر بھی ان کا حقیقی طور پر مرنا پوشیدہ نہ رہ سکا۔ اعلیٰ درجہ کی کامیابی ہے۔ یہ بات وہی کہہ سکتا ہے جس کی خدا تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ عقل بھی سلب کرلی ہے۔

آیت نمبر۵...... ”اذ قال اللّٰہ یاعیسیٰ انی متوفیك ورافعك الّی ومطھرك من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ“ (آل عمران:۵۵) ﴿جس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں تجھے لینے والا اور اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور تجھے کفاروں سے پاک رکھنے والا اور تیرے متبعین کو تیرے انکار کرنے والوں پر قیامت تک غلبہ دینے والا ہوں۔﴾

لغت: توفی! کے حقیقی معنے لینے اور قبض کرنے کے ہیں اور جب توفی! استیفاء کے معنے دیتا ہے تو اس وقت اس کے معنے پورا پورا لینے کے ہوجاتے ہیں اور کبھی ان دونوں معنوں کے علاوہ مارنے، سلانے، گنتی اور شمار کرنے کے معنوں میں آتا ہے۔ مگر یہ سب اس کے مجازی معنے ہیں حقیقی نہیں ہیں۔

استشہاد: امام رازیؒ لکھتے ہیں کہ: ”ان التوفی ھو القبض یقال وفانی فلان دراھمی واوفانی وتوفیتھا منہ کما یقال سلم فلان دراھمی الی وتسلمتھا منہ وقد یکون ایضاً توفی بمعنے استوفی“ (تفسیر کبیر ج۸ص۷۲)

جلالین کے حاشیہ میں ہے کہ: ”التوفی ھو القبض یقال وفانی فلان درھمی و اوفانی وتوفیتھا منہ غیران القبض یکون بالموت والا صعاد“

لہٰذا جس جگہ بھی توفی! کے معنے قبض اور استیفاء (اخذ الشئی وافیا) کے علاوہ ہوں گے یا نیند اور گنتی وغیرہ کے آئیں گے وہ سب مجازی معنے ہوں گے۔ کیونکہ توفی کا اطلاق ان معنوں میں بلحاظ معنی استیفاء کے ہے۔ یعنی لفظ توفی اصالۃً ان معنوں کے لئے وضع نہیں کیا گیا۔

بلکہ معنے استیفاء کی مناسبت سے ان معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔

استیفاء کے معنی لغت میں ''اخذ الشیئی وافیا''اور پورا پورا لینے کے ہیں۔جیسا کہ مندرجہ ذیل تصریحات سے ظاہر ہے:

۱...... ''استو فاہ وتوفاہ استکملہ'' (اساس البلاغۃ)

۲...... ''توفیت المال واستوفیۃ اذا خذتہ کلہ''

(لسان العرب ج۱۵ص۳۵۹)

۳...... ''توفاہ ھومنہ واستوفاہ لم یدع منہ شیئا''

(لسان العرب ج۱۵ص۳۵۹)

۴...... توفیتہ واستوفیتہ بمعنے (المصباح المنیر للفیومی)

غرض نینداور موت وغیرہ میں توفی کا استعمال حقیقی نہیں ہے بلکہ باعتبار معنے استیفاء کے توفی کا اطلاق ان معنوں میں مجازی طور پر کیا گیا ہے:

۱...... ''ومن المجاز ادرکتہ الوفاۃ ای الموت والمنیۃ وتوفی فلان اذامات توفاہ اللّٰہ عزوجل اذا قبض نفسہ وفی الصحاح روحہ'' (تاج العروس، شرح قاموس ج۲۰ص۳۰۱)﴿موت پر توفی کا اطلاق مجاز ہے۔﴾

۲...... ''اماتوفی النائم استیفاء وقت عقلہ وتمیزہ الی ان نام'' (لسان العرب ج۱۵ص۳۶۰)﴿نائم پر توفی اطلاق اس لئے بند ہے کہ نیند میں تمیز کرنے کے وقت کا استیفاء ہوتا ہے۔﴾

۳...... ''ومن المجاز توفی فلان وتوفاہ اللّٰہ وادرکتہ الموت'' (اساس البلاغۃ)﴿فلاں نے وفات پائی یا اللہ تعالیٰ نے اس کو وفات دی اور موت نے اس کو پالیا۔یہ توفی کے مجازی معنی ہیں۔﴾

۴...... ''توفی الموت استیفاء مدت اللتی وفیت لہ وعدد ایامہ وشھورہ واعوامہ فی الدنیا'' (لسان العرب ج۱۵ص۳۵۹)﴿موت پر توفی کا اطلاق اس لئے ہے کہ اس میں مدت وفات سے اور اس کی زندگی کے تمام اوقات کا استیفاء ہوتا ہے۔﴾

۵...... ''توفیت عددالقوم اذا عدد تھم کلھم''(ایضاً)﴿میں نے قوم کی گنتی پوری کی۔جب ان کو پورا گن لے۔﴾

وأنشد ابوعبیدہ لمنظور الوبیری:

ان بنی الا درو الیسئلوا من اھلہ
ولا توفاھم قریش فی العدد

(لسان العرب ج ۱۵ ص ۳۵۹)

''التوفی اخذ الشی وافیا والموت نوع منه'' (بیضاوی ج ۱ ص ۲۵۳، السراج المنیر) ﴿توفی کے معنے ایک شئی کو پورا پورا لینے کے ہیں اور موت اس کی ایک قسم ہے۔ یعنی اس میں بھی استیفاء کے معنے پائے جاتے ہیں۔﴾

علاوہ ازیں قرآن مجید سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ توفی کے اصلی وضع معنے قبض کے لئے ہے۔ موت اور نیند وغیرہ میں استعمال مجازی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ: ''الله یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها فیمسك التی قضی علیها الموت ویرسل الاخریٰ الیٰ اجل مسمیٰ'' (زمر:۴۲) ﴿الله پکڑ لیتا ہے نفس کو وقت موت کے اور جس کی موت نہیں آئی اس کو پکڑ لیتا ہے نیند میں۔ اس روح کو جس پر موت کا فیصلہ کر دیا روک لیتا ہے اور دوسری کو مقررہ وقت کے لئے چھوڑ دیتا ہے۔﴾

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ توفی کی دو قسمیں ہیں:

۱...... قبض الروح مع الامساک اور وہ موت ہے۔

۲...... قبض الروح مع الارسال وہ نیند ہے۔ یعنی توفی کے معنے بطور قدر مشترک دونوں میں پائے جاتے ہیں اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جبکہ توفی کے معنے محض لینے اور قبض کرنے کے ہوں اور دیگر خصوصیات کا لحاظ نہ کیا جائے۔ جس طرح مصدر کی جزئیات افراد حصصیہ ہونے کی وجہ سے خصوصیت فردیت سے خالی ہوتی ہیں اور ان میں معنے مصدری سے زیادہ دیگر قیود کا اعتبار نہیں ہوتا۔ اسی طرح یہاں بھی توفی کے معنی قبض کرنے کے لئے جائیں گے۔ نیند اور موت وغیرہ کی خصوصیتیں بلغاۃ سمجھی جائیں گی۔ نیز علم اصول اور عربیت کے واقف کار اچھی طرح جانتے ہیں کہ جس لفظ کی وضع معنے کلی اور عام کے لئے ہو۔ اس موضوع لہ عام کے افراد مخصوصہ میں اس لفظ کا استعمال مجازی طور پر ہوگا۔ اس لئے قبض اور استیفاء کے علاوہ جس معنے میں بھی لفظ توفی کا استعمال ہوگا۔ وہ اس کے معنے مجازی ہوں گے حقیقی نہیں ہو سکتے اور لفظ کا استعمال معنے مجازی میں بغیر کسی قرینہ کے صحیح نہیں۔ اس لئے انی متوفیك! میں معنے مجازی متعین کرنے کے لئے قرینہ کی احتیاج ہوگی۔ جب تک کوئی قرینہ معنے حقیقی کے مراد لینے سے مانع نہ ہوگا حقیقت کو چھوڑ کر مجازی طرف جانا جائز نہیں ہو سکتا۔

چونکہ اہل لغت اپنی کتابوں میں لفظ کے معنے حقیقی مجازی دونوں بیان کرتے جاتے ہیں۔اس لئے کسی لغت کی کتاب سے توفی کے معنے موت کے دیکھ کر یہ خیال کر لینا کہ توفی اس معنے کے لئے وضع کیا گیا ہے صحیح نہیں۔

اگر مان لیا جائے کہ موت اور نیند وغیرہ استیفاء اور قبض کی طرح توفی کے معنے موضوع لہ ہیں اور یہ لفظ ان معانی میں مشترک لفظی ہے تو پھر بھی کسی خاص معنے میں لفظ مشترک کا استعمال بغیر قرینہ کے نہیں ہوسکتا۔اس لئے انی متوفیك ! میں لفظ متوفی کے معنے متعین کرنے کے لئے قرینہ کی اشد ضرورت ہے۔

انی متوفیك ! کی تحقیق

چونکہ احادیث صحیحہ متواترہ اور اجماع امت، قرآن مجید کی بعض صریح آیتوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودہ زندگی، رفع آسمانی اور نزول ثابت ہے۔اس لئے توفی کے معانی مستعملہ میں سے وہی معنے مراد لئے جائیں گے جس سے قرآن شریف اور احادیث نبویہ کا انکار اور اجماع امت کی مخالفت لازم نہ آئے۔ورنہ بصورت مخالفت، تحریف قرآنی اور تفسیر بالرائے سمجھی جائے گی جو صراحتاً کفر ہے۔

’’وقال الرازی وقد ثبت الدلیل انه حی و وردالخبر عن النبی ﷺ انه سینزل ویقتل الدجال انه تعالی یتوفاه بعد ذالك‘‘

(تفسیر کبیر ج۸ص۷۲)

یہی وجہ ہے کہ مفسرین نے اس آیت کے جو معنے بھی کئے ہیں وہ اس اجماعی عقیدہ کے مخالف نہیں ہیں۔حتیٰ کہ جن لوگوں نے متوفیك کے معنی ممیتك کے کئے ہیں وہ یا تقدیم، تاخیر کے قائل ہیں اور ان کا وقوع نزول کے بعد مانتے ہیں یا قبل از رفع موت مان کر دوبارہ زندہ ہونے اور پھر آسمانوں کی طرف اٹھائے جانے کے قائل ہیں۔

’’وانما احتاج المفسرون الی تاویل الوفات بماذکر لان الصحیح ان الله تعالی رفعه الی السماء من غیر وفات لما رجحه کثیر من المفسرین واختاره ابن جریر الطبری ووجه ذالك انه قدصح فی الاخبار عن النبی ﷺ نزوله وقتل الدجال (فتح البیان ج۲ص۴۹)‘‘ ﴿مفسرین نے توفی بمعنے موت کی (مذکورہ بالا) تاویل اس لئے کی ہے کہ حسب روایات صحیحہ کے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو زندہ آسمان پر اٹھالیا ہے۔جیسا کہ اکثر مفسرین نے اس روایت کو ترجیح دی ہے اور ابن جریر

طبری نے اس کو اختیار کیا ہے اور ایسا ہی نزول آسمانی وقتل دجال کے متعلق صحیح روایتیں موجود ہیں۔ ✽

اس عبارت کا یہی مطلب جو پہلے ذکر کیا گیا احمدیہ پاکٹ بک والے کے جو اس کا مطلب یہ لکھا ہے کہ مفسرین نے جو وفات عیسیٰ کی نص کی تاویلیں کی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حدیثوں میں آپ کے لئے نزول کا لفظ دیکھا اور ان کے قتل دجال کا بیان پڑھا۔ حالانکہ نزول سے آسمان سے اترنا اور قتل دجال کے ذکر سے بعینہ زندہ رہنا ثابت نہیں ہوتا۔ احمدیہ پاکٹ بک کا موقف یہ بالکل غلط ہے۔

اگر وہ اس سبب سے اس عبارت کو ثابت کر دیں تو ایک ہزار روپیہ بطور انعام کے دیا جائے گا۔ ورنہ چلو بھر پانی میں ڈوب مریں۔

(ذکر الحافظ ابن حجر فی التلخیص الحبیر من کتاب الطلاق ج۳ص ۴۶۲)

''واما رفع عیسی فاتفق اصحاب الا خبار والتفسیر علی انه رفع ببدنه حیا وانما اختلفوا اهل مات قبل ان یرفع اونام فرفع'' ـ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ آسمان کی طرف اٹھائے جانے پر تمام امت کا اتفاق ہے۔ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نیند کی حالت میں اٹھایا ہے یا قبل از رفع مارنے کے بعد ان کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ اور ابن حزمؒ اور امام مالکؒ نے متوفیک کی ایک توجیہہ ممیتک کے ساتھ کی ہے۔ لیکن ابن عباسؓ ساتھ ہی تقدیم وتاخیر کے قائل ہیں اور امام مالکؒ اور ابن حزمؒ قبل از رفع موت وارد ہونے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور آسمان پر اٹھائے جانے کے قائل ہیں۔ مگر مرزا قادیانی اور اس کے متبعین حسب عادت نقل میں خیانت کرتے ہوئے تفسیر ممیتك کی نسبت ان حضرات کی طرف کر دیتے ہیں اور ان کے عقیدہ حیات بعد الممات اور جواز تقدیم وتاخیر کو ذکر تک نہیں کرتے۔ غرض علمائے امت میں سے ایک شخص بھی حیات مسیح علیہ السلام کا منکر نہیں ہے۔ اس لئے مفسرین نے اس آیت کی جتنی توجیہیں بھی کی ہیں وہ سب اجماعی عقیدہ کی موافقت ہی میں ہیں۔ مخالفت میں ایک بھی نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو:

متوفیك کے معنی تفسیر سے

'' ۱...... ای مستوفی اجلك ومؤخرك الی اجلك المسمّی عاصماً لك من قتلهم اوقابضك، ۲...... من الارض من توفیت مالی، ۳...... اومتوفیك نائما

اذ روی انــه رفـع وهـو نـائـم وقـيـل، ٤ ...... مـميتك فی وقتك بعد النزول من السماء ورافعك الان، ٥ ......اوممسك من الشهوات العائقه عن العروج الی عالم الـملكوت وقيل اماته اللّٰه تعالیٰ سبع ساعات ثم رفعه الی السماء واليه ذهبت الـنـصـاری قال القرطبی اولصحيح ان اللّٰه تعالیٰ رفعه من غير وفاة ولا نوم كـمـا قـال الـحـسـن وابـن زيـد وهـو اختيـار الطبری وهو ا لصحيح عن ابن عباسؓ'' (تفسير ابوالسعود ج۲ص۴۳ واللفظ له بيضاوی ج۱ص۱٤۰)

علامہ ابوالسعود نے لفظ متوفی کی باعتبار لغت کے پانچ توجیہیں کی ہیں۔ ہر ایک توجیہہ میں اجماعی عقیدہ کی رعایت رکھی ہے:

۱...... میں تیری زندگی کے ایام کو پورا کرنے والا اور تجھ کو یہودیوں کے قتل سے بچا کر آخر تک زندہ رکھنے والا ہوں۔۲...... تجھ کو زمین سے زندہ اٹھانے والا ہوں۔۳...... تجھے نیند کی حالت میں لے جانے والا ہوں۔۴...... تجھے اس وقت آسمان پر زندہ اٹھانے والا اور نزول کے بعد مارنے والا ہوں۔۵...... تیری کھانے پینے کی خواہش مردہ کر کے تجھے آسمان پر فرشتوں کے ساتھ رکھنے والا ہوں۔ کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سات گھنٹہ تک مارے رکھا اور پھر زندہ کر کے آسمانوں پر اٹھالیا۔ یہ نصاریٰ کا مذہب ہے۔ علامہ قرطبیؒ نے کہا صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ بیداری کی حالت میں اٹھایا ہے۔ نیند یا موت ان پر وارد نہیں کی۔ حسن بصریؒ اور ابن زیدؒ کا بھی یہی مذہب ہے اور اسی کو ابن جریر طبریؒ نے اختیار کیا ہے اور ابن عباسؓ سے بھی صحیح روایت یہی ہے۔

تقریباً یہی مطلب مندرجہ ذیل عبارتوں کا ہے:

''انـی متـمـم عـمـرك فحينئذ اتوفاك فلا اتركهم حتی يقتلوك بل انا رافـعك الـی سـمـائـی ومـقـربك بملا ئكتی واصونك عن ان يتمكنوا من قتلك وهـذا تـاويل حسن (والـثـانی) متوفيك اے مميتك وهو مروی عن ابن عباسؓ ومحمد ابن اسحاقؒ قالوا والمقصود ان لايصل اعداوه من اليهود الی قتله ثم انـه بـعـد ذالك اكـرمـه بـان رفـعـه الـی الـسـمـاء ثم اختلفوا علی ثلاثة اوجه (احـدهـا) قـال وهـب تـوفـی ثـلا ت سـاعات ثم رفع (ثانيها) قال محمد بن اسـحـاقؒ تـوفـی سبع ساعات ثم احياه اللّٰه ورفعه (ثالث ها) قال الربيع بن انس انه تعالی توفاه حين رفعه الی السماء'' (تفسير كبير ج۸ص۷۱)

''ان التوفی هو القبض یقال وفانی فلان دراهمی و اوفانی وتوفیتها منه کما یقال سلم فلان دراهمی الیّ وتسلمتها منه وقد یکون ایضاً توفی بمعنے استوفی وعلی کلا الا حمتالین کان اخراجه من الارض واصعاده الی السماء توفیاله'' (تفسیر کبیر ج۸ص۷۲)

''والمعنی انی رافعك الی ومطهرك من الذین کفروا ومتوفیك بعد انزالی ایاك فی الدنیا ومثله من التقدیم والتاخیر کثیرفی القرآن''

(تفسیر کبیر ج۸ص۷۳)

''اخرج اسحاق ابن عساکر من طریق جوهر عن الضحاك عن ابن عباس فی قوله انی متوفیك ورافعك الی یعنی رافعك ثم متوفیك فی آخر الزمان'' (درمنثور ج۲ص۳۶)

والثانی المراد بالتوفی النوم ومنه قوله تعالی :''الله یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها ۰ فجعل النوم وفاة وکان عیسی قدنام فرفعه الله وهونائم لئلا یلحقه خوف'' (تفسیر خازن ج۱ص۲۵۵)

''ای مستوفی اجلك ومعناه انی عاصمك من ان یقتلك الکفار ومؤخرك الی اجل کتبه لك وممیتك حتف انفك لاقتلا بایدیهم ورافعك الی سمائی ومقرملائکتی وقیل ممیتك فی وقتك بعد النزول من السماء قال شیخ الاسلام ابن حجر فاختلف فی موت قبل رفعه فقیل علی ظاهر الایة اومات قبل رفعه ثم یموت ثانیاً بعد النزول وقیل المعنے متوفیك فی الارض فعلی هذالایموت الافی آخر الزمان بعد نزوله وقال متوفی نفسك بالنوم اذا روی انه رفع نائما (کمالین)''

اہل لغت میں سے صاحب مجمع البحار نے بھی اسی قسم کی توجیہیں بیان کی ہیں۔

''متوفیك ورافعك علی التقدیم والتاخیر وقدیکون الوفاة قبضاً لیس بموت اومتوفیك مستوف کونك فی الارض'' (مجمع البحار ج۵ص۹۹)

مفسرین نے استیفاء اور قبض اماتت (مارنا) انام (سلانا) ان چاروں معنے کے لحاظ سے لفظ متوفی کی تفسیر کی ہے۔ لیکن کسی جگہ بھی اجماعی عقیدہ کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ پہلی توجیہہ اول عمر سے لے کر آخیر وقت تک کو حاوی ہے۔ یعنی اس صورت میں قبل از صعود اور بعد رفع

جسمانی اور نزول آسمانی اور موت تک تمام عمر کے ایام وشہور کے استیفاء اور ان کو دشمنوں سے بچانے کا وعدہ ہوگا اور دوسری توجیہہ میں دشمنوں سے بچاتے ہوئے آسمان پر اٹھانے کا وعدہ ہے جو ایام رفع سے نزول کے وقت تک پورا ہو جاتا ہے۔ اگرچہ لفظ توفی لغۃً اس معنے کے ادا کرنے کے لئے کافی تھا۔ مگر چونکہ بعض استعمالات میں اس کے معنے مارنے کے بھی آ جاتے ہیں۔ اس لئے اس کے بعد رفع کا ذکر کر دیا گیا۔ تاکہ توفی سے موت کے معنے نہ سمجھ لئے جائیں۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ:

''لما علم اللّٰہ ان من الناس من یخطر ببالہ ان الذی رفعہ اللّٰہ ھو روحہ لاجسدہ ذکر ھذا الکلام لیدل علی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام رفع بتمامہ الی السماء بروحہ وجسدہ (تفسیر کبیر ج۸ص۷۲)'' اس بات پر دلالت کرنے کے لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع جسم اور روح دونوں کے ساتھ ہوا ہے۔ محض روح کے ساتھ نہیں ہوا۔ لفظ متوفیک کے بعد رافعک بیان کیا گیا ہے۔

چونکہ توفی کے معنے اماتت (مارنا) کرنے اسلامی تصریحات کے خلاف تھے۔ اس لئے متوفیک کے معنے ممیتک کرتے ہوئے دو توجیہیں کی گئیں ہیں:

۱..... ممیت اسم فاعل میں زمانہ استقبال کا لحاظ کرتے ہوئے یہ معنے کئے ہیں کہ نزول من السماء کے بعد تجھے اپنے وقت پر موت دوں گا۔ اس صورت میں تقدیم وتاخیر وقوعی لازم آئے گی۔ جس میں امام رازیؒ کی تصریح کے موافق کوئی حرج نہیں ہے۔

۲..... اگر زمانہ حال کے واسطے لیں تو پھر اس کے یہ معنے ہیں کہ تجھے اس وقت مارنے والا اور پھر زندہ کر کے آسمان پر اٹھانے والا ہوں۔ موجودہ اناجیل اربعہ سے اس معنے کی تائید ہوتی ہے۔ کسی کے خیال میں یہ توجیہیں خواہ غلط ہوں یا صحیح۔ مگر مسلمانوں میں جن حضرات نے متوفیک کے معنی ممیتک کے کئے ہیں۔ وہ ان توجیہات کو صحیح، احیاء موتی اور تقدیم وتاخیر کو جائز بلکہ واقع خیال کرتے ہیں ان حضرات کی طرف ممیتک کی نسبت کرتے ہوئے ان توجیہوں کو نظرانداز کر دینا تلبیس اور دھوکہ دہی کے علاوہ انتہا درجہ کی خیانت اور بے ایمانی ہے۔

س..... توفیک کے معنے قابضک کرنے صحیح نہیں ہیں۔ ورنہ رفع کی قید زائد اور بے فائدہ ہوگی۔

ج..... قبض کبھی محض روح کا اور کبھی روح اور جسم دونوں کا ہوتا ہے۔ مگر رفع کا ذکر نہ کیا جاتا تو توفی سے محض قبض روح کا وہم ہوتا ہے جو مقصود کے خلاف تھا۔ اس کے علاوہ اگر

توفی کے معنے پورا پورا لینے کے بھی لئے جائیں تو پھر بھی تصریح لما علم ضمنا! اور رفع ایہام غیر کے لئے رفع کا ذکر کرنا ضروری تھا۔

''قلنا قوله انی متوفیك یدل علی حصول التوفی وهو جنس تحته انواع بعضها بالموت وبعضها بالاصعاد الی السماء فلما قال بعد ورافعك الی کان هذا تعیناً للنوع ولم یکن تکرار'' (تفسیر کبیر ج۸ص۷۲)

س...... توفی کے معنے علاوہ موت کے قبض یا استیفاء وغیرہ لینے صحیح نہیں ہیں۔ کیونکہ قرآن میں توفی کے معنے اکثر جگہ مارنے کے آئے ہیں۔ علاوہ ازیں جس جگہ توفی کا فاعل اللہ ہو اور مفعول ذی روح ہو وہاں موت کے سوا دوسرے معنے کہیں نہیں آئے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اس کے خلاف ثابت کرنے پر پورا ایک ہزار روپیہ انعام رکھا ہے۔

ج...... قرآن میں توفی کا استعمال موت کے معنے میں کثیر نہیں۔ دوسرے معنوں میں بھی کثرت سے آیا ہے۔ طوالت کے خوف سے چند مثالیں بیان کی جاتی ہیں:

۱...... ''حتی یتوفاهن الموت'' (النساء:۱۵) ای یقبضهن!

۲...... ''حتی اذا جآء احدکم الموت توفته رسلنا'' (انعام:۶۱) ای اخذته!

۳...... ''حتی یتوفاکم ملك الموت الذی وکل بکم'' (السجدہ:۱۱)

۴...... ای اخذکم اوقبض روحکم! مجمع البحار میں ہے۔

۵...... ''یتوفاکم باللیل'' (انعام:۶۰) ای منیمکم!

۶...... ''یتوفاکم ملك الموت یستوفی عددکم'' (مجمع البحار ج۵ص۹۹)

۷...... ''اللہ یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها'' (زمر:۴۲)

اس آیت میں توفی کا استعمال دو مختلف معنوں میں کیا گیا ہے۔ جو عموم مشترک ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہے۔ اس لئے بطور عموم مجاز یا قدر مشترک کے ایسے معنے لینے پڑیں گے جو دونوں میں پائے جائیں اور وہ قبض ہے۔

۱...... چنانچہ علامہ ابوالسعودؒ ''هوالذی یصلی علیکم وملائکته'' (احزاب:۴۳) کے تحت لکھتے ہیں کہ: ''فان استعمال اللفظ الواحد فی معنیین

متغائرین ممالا مساغ له بل علی ان یرادبها معنی مجازی عام یکون کلا المعنیین فرداً حقیقیاله'' (ابی سعود ج۷ص۱۰۷)اس کے علاوہ لفظ مشترک کا کسی معنی میں کثیر الاستعمال ہونا اس کے قلیل الاستعمال معنے کو باطل نہیں کرتا۔

قرآن میں کثرت سے صلوٰۃ کا لفظ نماز کے لئے آتا ہے۔لیکن آیت:''ان اللّٰہ وملائکته یصلون علی النبی'' (احزاب:۵۶)میں نماز کے معنے لینے کسی طرح صحیح نہیں ہیں اور نہ قرائن مجاز میں کثرت استعمال کوئی قرینہ ہے۔اگر ہے تو دیکھائیں اور سورو پیہ انعام حاصل کریں۔پھر اس قاعدہ کا ثبوت کسی نحو یا لغت کی کتاب سے پیش کرنا چاہئے۔پنجاب کے ایک گاؤں میں بیٹھ کر عربی لغت میں قیاس چلانا کیونکر جائز ہو گیا؟۔خصوصاً جس کو اردو بھی لکھنا نہ آئے وہ کوئی عربی قاعدہ کیا خاک بنا سکتا ہے؟۔

۲...... توفی کا فاعل اللہ اور مفعول ذی روح ہو اور توفی کے معنے مارنے کے نہ ہوں،قرآن ہی میں موجود ہے۔باہر جانے کی ضرورت نہیں:

۱...... ''وهو الذی یتوفاکم بالیل'' (انعام:۶۰)''ای ینیمکم'' (مجمع البحار ج۵ص۹۹)

۲...... ''اللّٰه یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها'' (زمر:۴۲)کیا مرزائی دیانت انعامی وعدہ کو پورا کرے گی۔

س...... حضرت عیسیٰ کی وفات قبل الرفع کو تسلیم کر کے ان کے دوبارہ زندہ ہونے کو تجویز کرنا مندرجہ ذیل آیات اور احادیث کے رو سے ممنوع اور ناجائز ہے:

۱...... ''وحرام علی قریة اهلکنا ها انهم لا یرجعون (الانبیاء)''

۲...... ''الم یروا کم اهلکنا قبلهم انهم لا یرجعون (یسین)''

۳...... ''فلا یستطیعون توصیة ولا الی اهلهم یرجعون (یسین)''

۴...... ''حتی اذا جاء احدهم الموت قال رب الرجعون ۰ لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا ۰ انها کلمة هو قآئلها ۰ ومن ورآئهم برزخ الیٰ یوم یبعثون'' (المومنون:۱۰۰)

۵...... ''فیمسك التی قضا علیها الموت ویرسل الاخریٰ (زمر)''

۶...... ''وقال الذین اتبعوا لوان لنا کرة فنتبرأ منهم کما تبروأ منا'' (بقره)

۷...... ''ثم انکم بعد ذالک لمیتون ۰ ثم انکم یوم القیامة تبعثون''

(المؤمنون)

۸...... ''ولو تریٰ اذ وقفوا علی النار فقالو یلیتنا نرد ولانکذب بایات ربنا ونکون من المومنین ۰ انعام'' (احمدیہ پاکٹ بک)

حدیث میں ہے کہ: ''قال یاعبدی من علی احطك قال یارب تحیینی فاقتل فیك ثانیه قال الرب تبارك وتعالیٰ انه سبق منی انهم لایرجعون''

(رواہ الترمذی، مشکوۃ ص۵۷۹)

''قلنا روع اللّٰہ یحییه لنا فقال استغفرو الصاحبکم (رواہ مسلم، مشکوۃ ص ۲۶۰)'' (احمدیہ پاکٹ بک)

حضور علیہ السلام کا مردہ کو زندہ نہ کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دوسرے کسی نبی نے مردہ زندہ نہیں کیا۔ ورنہ آپ ضرور کرتے۔

ج...... بعض لوگوں کا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوکر دنیا میں آنا آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ سے صراحتاً ثابت ہے جس میں کسی قسم کی تاویل نہیں ہوسکتی۔ جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے۔ مگر چونکہ موت سلسلہ حیات کے منقطع ہونے کا نام ہے اس لئے یہ انقطاع کبھی حیات کے مقرر کردہ مدت کے ختم ہونے پر ہوتا ہے اور کبھی اس سے پہلے۔ اول صورت میں مردہ کا دوبارہ دنیا کی طرف لوٹ کر آنا غیر ممکن ہے۔

اس کی یہ وجہ نہیں ہوتی کہ خدا تعالیٰ اس کے زندہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا یا قانون قدرت کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناممکن ہے۔ جیسا کہ مرزائی سمجھے ہوئے ہیں۔ بلکہ اس وجہ سے کہ اس کی حیات کا زمانہ ختم ہو چکا ہے۔ اب دنیا کے آب ودانہ میں اس کا کوئی حصہ نہیں رہا۔ غرض جن آیات اور حدیثوں میں دنیا کی طرف واپس ہونے کی نفی آئی ہے۔ ان سے یہی مراد ہے اور جن میں زندہ ہونے کے واقعات صراحۃً موجود ہیں۔ ان سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو سزا یا بطور اظہار معجزہ یا کسی اور مصلحت خداوندی کی وجہ سے موت دی گئی اور پھر کچھ عرصہ بعد زندگی کے بقیہ حصہ کو پورا کرنے کے واسطے دوبارہ زندہ کر دیا۔

چنانچہ قتادہؒ ''ثم بعثنا کم من بعد موتکم'' (بقرہ:۵۶) کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: ''احیاهم یستوفوا بقیة آجالهم وارزاقهم ولوماتوا بآجالهم لم یبعثوا الی یوم القیامة'' (معالم التنزیل ج۱ ص۲۸)

(تفسیر درمنثور ج اص ۳۰۷) میں بھی ابن جریر طبریؒ اور ابن ابی حاتمؒ ربیع بن انس اور دیگر مفسرین سے یہی منقول ہے:''ونقل عن الحسن البصری انه تعالیٰ قطع اجالهم بهذالا ماتته ثم اعادهم کما احیا الذی مرّعلی قریة وهی خاوية علی عروشها وأحیا الذین اماتهم بعد ماخرجوا من دیارهم وهم الوف حذر الموت''

(تفسیر کبیر ج۳ص۸۷)

لہٰذا اجل کی دو قسمیں ہوئیں۔ زندگی کی مدت ختم ہونے کا نام اجل حیات ہے جس کے بعد دنیا میں زندہ ہوکر آنا ممکن نہیں۔ دوسری اجل موت یعنی مرنے کا وقت جو زندگی کی مدت ختم ہونے سے پہلے واقع ہو۔اس صورت میں واپسی جائز بلکہ ضروری ہے۔الحمدللہ کہ آیات میں کوئی باہمی تعارض نہ رہا۔

س...... آیت اذا جأ اجلهم لایستأخرون ساعة ولا یستقدمون! سے معلوم ہوتا ہے کہ موت وقت سے پہلے نہیں آتی۔پھر درمیان میں انقطاع حیات کے کیا معنے۔

ج...... آیت مذکورہ میں سلسلہ حیات کے درمیان واقع ہونے والی موت کی نفی نہیں۔اس کا مفہوم محض اتنا ہے کہ آئی ہوئی موت اپنے وقت سے مقدم یا مؤخر نہیں ہوسکتی۔علاوہ ازیں امام رازیؒ نے اس مقام پر یہ توجیہہ کی ہے کہ ایسے واقعات میں ان لوگوں کے لئے دو دفعہ مرنا اور دو ہی دفعہ جینا مقدر ہو چکا تھا جو اپنے اپنے وقت پر پورا ہوتا رہا۔یعنی ایسا نہیں ہوا کہ لمبی عمر میں سے انقطاع کر کے درمیان میں موت وارد کردی۔ بلکہ ہر ایک موت اور زندگی کے لئے الگ الگ وقت مقرر تھا۔چنانچہ وہ پہلی توجیہہ کی تضعیف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:''وهذا ضعیف لانه تعالیٰ ماأماتهم بالصاعقة الا وقد کتب واخبر بذالك فصار ذالك الوقت اجلاً لموتهم الاول ثم الوقت الاخر اجلاً لحیاتهم'' (تفسیر کبیر ج۳ص۸۷)

غرض امت محمدیہ میں سے عدم رجوع موتی کا کوئی شخص بھی قائل نہیں ہوا۔

جوابات تفصیلیہ

۱...... اگرچہ یہ جواب کافی ہے۔لیکن مزید تحقیق کے لئے تفصیلاً عرض ہے کہ:

''حرام بمعنے ممتنع خبر مقدم ہے اور انهم لا یرجعون بتاویل مصدر مبتداء ہے۔لہٰذا آیت کی تقدیر اس طرح ہوئی''عدم رجوعهم حرام ای ممتنع'' (تفسیر کبیر ج۱۲ ص۲۲ تحت آیت وحرام علی قریة اهلکناها انهم لا یرجعون۔ انبیاء:۹۵)

چونکہ آیت منکرین بعث کے رد میں نازل ہوئی ہے۔اس لئے آخرت کی طرف نہ

لوٹنے کے عقیدہ کی تردید کرتے ہوئے اس کو ممتنع کہا گیا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ وہ قیامت کے دن ضرور زندہ کر کے لوٹائے جائیں گے اور اگر حرام بمعنے واجب ہے تو پھر آیت کا یہ مطلب ہے کہ وہ ازخود دنیا کی طرف کبھی نہیں آسکتے۔ نہ یہ کہ خدا تعالیٰ بھی ان کو زندہ نہیں کر سکتا۔ تیسری آیت یعنی:''فلا یستطیعون توصیة ولا الیٰ اهلهم یرجعون '' (یاسین:۵۰) سے یہ مطلب اچھی طرح واضح ہو رہا ہے اور یہی مراد دوسری کی بھی ہے۔ لہٰذا ان تینوں آیتوں سے عدم احیاء موتی پر استدلال کرنا کسی طرح جائز نہیں۔

چوتھی، چھٹی اور آٹھویں آیت کا حاصل یہ ہے کہ وہ دنیا کی طرف واپسی کی آرزو یا درخواست کریں گے جو پوری نہیں کی جائے گی۔ دنیا کی طرف رجوع ہونے کا استحالہ یا عدم امکان آیات مذکورہ سے ثابت نہیں ہوتا۔ اگر مرزا قادیانی اس آیت سے استدلال کرتے وقت اس کو پورا پڑھ لیتے اور نقل میں خیانت نہ کرتے تو اس کے شبہ کا جواب آخری حصہ میں موجود تھا۔ چنانچہ یہ پوری آیت اس طرح ہے کہ:''فقالوا یلیتنا نرد ولانکذب بآیات ربنا ونکون من المؤمنین۰ بل بدالهم ماکانوا یخفون من قبل۰ ولو ردوا لعادو لمانهوا عنه وانهم لکاذبون'' (انعام:۲۷،۲۸)

لوردو لعادو..... الخ ! سے صاف طور پر معلوم ہوگیا کہ واپسی دنیا کی طرف جائز ہے۔ مگر نتیجہ کے بے سود ہونے کی وجہ سے روک دی جائے گی اور وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو نیکی اور بدی کی ایک خاص حالت کے واسطے پیدا کیا ہے جس کے حاصل ہونے کے بعد اگر اس کو عمر نوح بھی دے دی جائے تو اس کی پیدا شدہ حالت میں کوئی تبدیلی ظاہر نہیں ہوتی۔ جب زندگی ہی بے سود ہوئی تو اس کا عطا کرنا بھی بے کار ہے۔

۵..... امساک اور روکنے کے یہ معنے نہیں ہیں کہ پھر کبھی اس کو نہ چھوڑا جائے۔ ورنہ لازم آئے گا کہ قیامت کے روز بھی روحیں اپنے جسموں کی طرف واپس نہ ہوں۔ بلکہ یہاں امساک کے وہی معنے ہیں جو''مایمسکهن الا الرحمن ''میں ہیں۔ ظاہر ہے کہ اڑتے ہوئے جانوروں کے پر کھلے رہنے کے باوجود ہوا میں روکنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ ہمیشہ اسی طرح پر کھلے زمین اور آسمان کے درمیان لٹکتے رہتے ہیں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اس میں ایک خاص وقت تک روکنا مراد ہے۔ اسی طرح یہاں بھی موت کے وقت روح قبض کرنے کا ذکر ہے۔ آئندہ واپسی یا عدم واپسی کا اس میں کوئی ذکر نہیں۔

۷..... (الف) اس میں ایک دفعہ مرنے کی تخصیص اور دو مرتبہ موت وارد ہونے

کی نفی نہیں ہے جو مفید مطلب ہو سکے۔ (ب) حکم جنس کے لئے ہے اور جنس میں احاطہ افراد کا نہیں ہوتا۔ جیسا ''خلقکم من تراب'' میں مخاطب سب ہیں اور مٹی سے پیدا محض آدم کو کیا ہے۔

۹/۸..... دونوں حدیثوں کا حاصل محض اتنا ہے کہ سائلین نے زندہ کرنے کی آرزو کی مگر وہ پوری نہ کی گئی۔ اس سے احیاء موتیٰ کا محال ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ حدیث میں ہے کہ مومن نعماء جنت کو دیکھ کر اپنے اہل وعیال کو خبر دینے کے لئے واپسی کی درخواست کرتا ہوا کہتا ہے کہ: ''یقول یارب اقم الساعة یارب اقم الساعة لارجع الی اهلی ومالی'' (مشکوٰۃ کتاب الجنائز ص۱۴۲ باب مابقال عند من حضره الموت) اس میں قیامت قائم ہونے کی آرزو کی گئی ہے جو پوری نہیں ہوئی۔ مگر تمنا پوری نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ قیامت بھی واقع نہ ہوا کرے۔ اسی طرح آنحضرتﷺ کا دعا کی درخواست قبول نہ کرنے احیاء موتیٰ کے عدم وقوع پر استدلال کرنا غلط ہے۔ مرزا قادیانی نے اسی دعوے کے ثبوت میں ایک یہ آیت بھی پیش کی ہے: ''لا یذوقون فیها الموت الا الموتة الاولیٰ'' (الدخان:۵۶)

مرزا قادیانی نے موت اولیٰ کے معنے ایک دفعہ مرنا لکھے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہاں اولیٰ سے دنیا کا مرنا مراد ہے۔ خواہ ایک دفعہ ہو یا دو دفعہ۔ اس سے ایک دفعہ موت مراد لینا صحیح نہیں ہے۔ جلالین میں ہے کہ: ''ای التی فی الدنیا بعد حیاتهم فیها قال بعضهم الا'' بمعنے بعد۔

س..... ابوبکرؓ نے نبی کریمﷺ کے جنازہ پر کھڑے ہو کر کہا تھا کہ لم تمت موتتین! آپﷺ دو دفعہ نہیں کریں گے۔

ج..... اس میں عام طور پر دو دفعہ مرنے کی نفی کرنی مقصود نہیں ہے۔ بلکہ نفی خاص مراد ہے۔ یعنی نبی عربیﷺ کو دو دفعہ موت نہ آئے گی۔ اس پر دو قرینہ ہیں:

۱..... بعض صحابہ کرامؓ کا یہ خیال تھا کہ حضورﷺ کچھ عرصہ کے بعد زندہ ہو کر دنیا میں تشریف لائیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپﷺ کے متعلق اس خیال کی تم لم تمت موتتین! سے تردید کی تھی۔ عام طور پر احیاء موتیٰ کا انکار نہیں کیا۔

۲..... اگر دنیا کی طرف واپسی شرعاً ناجائز ہوتی تو صحابہ کرامؓ کبھی اس غلطی کے مرتکب نہ ہوتے اور نہ حضرت ابوبکرؓ کو خصوصیت کے ساتھ نفی کرنے کی ضرورت تھی۔ بلکہ عام حالت سے آپﷺ کے دو مرتبہ مرنے پر استدلال کرنا کافی تھا۔

اس مقام میں مرزا قادیانی نے چند آیتیں اور بھی ذکر کی ہیں جن سے سوائے کاغذ سیاہ

کرنے اور حسب عادت جاہلوں پر رعب جمانے کے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ منجملہ ان کے تین آیتیں یہ ہیں:

(۱)...... ’’وماهم بخارجين من النار (البقره:۱۶۷)‘‘

(۲)...... ’’وماهم بخارجين منها (مائده:۳۷)‘‘

(۳)...... ’’اولائك اصحاب الجنة هم فيها خالدون (البقره:۸۲)‘‘

جو چیزیں ان آیتوں سے سمجھ میں آ رہی ہیں وہ یہ ہیں کہ جنتی جنت میں اور کافر دوزخ میں داخل ہونے کے بعد ہمیشہ اسی میں رہے گا۔ اس سے ہمیں بھی انکار نہیں۔ کیونکہ جنت یا دوزخ میں داخل ہونا حساب کتاب کے بعد ہوگا۔ اس وقت نہ دنیا رہے گی نہ دنیا کی طرف واپسی۔

احیاء موتی کا ثبوت قرآن وحدیث سے

’’اذ قلتم یاموسیٰ لن نؤمن لك حتیٰ نری الله جهرة فاخذتكم الصاعقة وانتم تنظرون ۰ ثم بعثنا كم من بعد موتكم لعلكم تشكرون ۰ (بقره:۵۵،۵۶)‘‘ ﴿سرداروں نے کہا کہ اے موسیٰ جب تک ہم خدا کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیں گے تجھ پر ایمان نہ لائیں گے (اللہ تعالیٰ نے اس گستاخی پر جو انہوں نے اپنی لیاقت اور اہلیت سے زیادہ سوال کرنے میں کی تھی یہ سزا دی) بس تمہارے دیکھتے ہی دیکھتے بجلی نے آ کر تم کو پکڑ لیا۔ پھر ہم نے تم کو مر جانے کے بعد زندہ کر دیا۔ تاکہ تم ہمارا شکریہ ادا کرو۔﴾

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اچانک ایک آگ پیدا ہوئی جس نے ان کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ (تفسیر کبیر ج۳ ص۸۶) میں ہے کہ: ’’انهانار وقعت من السماء فاحرقتهم‘‘

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے آگے رونا اور اس طرح فریاد کرنی شروع کی: قال رب ان شئت اهلكتهم من قبل وایای اتهلكنا بمافعل السفهاء منا! اے اللہ! اگر تجھے ہلاک ہی کرنا تھا تو یہاں آنے سے پہلے مجھے اور ان کو ہلاک کر دیا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مناجات پر ان کو دوبارہ زندگی بخشی۔

س...... تمام مقامات قرآن کریم میں جو احیاء موتی کے متعلق ہیں جن میں یہ مذکور ہے کہ فلاں قوم یا شخص مارنے کے بعد زندہ کیا گیا۔ ان سے اماتتہ کے معنے حقیقی مارنا اور موت دینا مراد نہیں۔ بلکہ سلانا اور بے ہوش کرنا مراد ہے۔ لہٰذا جب حقیقتاً مار کر زندہ کرنا خلاف قانون قدرت ہے تو زندہ کرنے سے جگانا وغیرہ کیوں مراد نہ لیا جائے۔

ج...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اس واقعہ کو دیکھ کر یہ فرمانا کہ: ’’اتهلكنا بما

فعل السفهاء منا (اعراف:۱۵۵)'' اس امر کی دلیل ہے کہ واقعہ بے ہوشی اور نیند تک محدود نہیں رہا تھا۔ ورنہ کبھی اس کو ہلاکت سے تعبیر نہ کرتے۔

دوسرے لعلکم تشکرون! سے شکرگزاری کا مطالبہ کرنا بتا رہا ہے کہ ضرور کوئی مافوق العادت بات پیش آئی ہے اور مردہ کا زندہ کرنا مراد ہے نہ بے ہوشی اور نیند وغیرہ سے جگانا یا ہوشیار کرنا۔

ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ: ''احیینا کم بعد حرقکم لکی تشکروا احیائی (تفسیر عباس ص۷)'' ﴿تمہیں جلنے کے بعد ہم نے زندہ کر دیا۔ تاکہ تم ہمارے زندہ کرنے پر شکر کرو۔﴾

ربیع بن انسؓ سے (درمنثور ج۱ ص۷۰) میں منقول ہے کہ: ''فبعثوا بعد الموت یستوفوا آجالھم'' ﴿ان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا۔ تاکہ وہ اپنی زندگی کا بقیہ حصہ پورا کریں۔﴾

۲..... ''فقلنا اضربوہ ببعضھا کذالك یحیی اللّٰہ الموتی ویریکم آیاته (البقرہ:۷۳)'' ﴿ہم نے کہا کہ ذبح کی ہوئی گائے کے بعض حصہ کو مقتول سے مس کرو۔ ایسے ہی زندہ کرتا ہے اللہ مردوں کو اور دکھاتا ہے تم کو اپنی نشانیاں۔﴾

تفسیر خازن میں ہے کہ جب مقتول کو ذبح کی ہوئی گائے کے کسی عضو سے مس کیا تو وہ زندہ ہوگیا اور اپنے قتل کرنے والوں کا نام بتا کر مر گیا۔

قرائن مراد: اس جگہ ''اذقتلتم نفساً فادر أتم فیھا (البقرہ:۷۲)'' کہنا اور اس کو زندہ کرنے کے بعد احیاء موتے پر استدلال کرنا پھر اس واقعہ کو اپنی قدرت کی نشانی بتانا یہ سب باتیں ایسی جمع ہوگئیں ہیں کہ جن سے مردہ کا زندہ ہونا تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اگر یہاں نیند سے جگانا غفلت اور بے ہوشی کا دور کرنا مراد ہوتا تو اس سے احیاء موتی پر استدلال کرنا درست نہ تھا اور نہ اس کو قدرت الٰہی کا نمونہ بتانا صحیح ہوتا۔ ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

''(کذالك) کما احیا اللّٰہ عامیل (یحی اللّٰہ الموتے) للبعث (ویریکم آیاته) احیایه (لعلکم تتقون) لکی تصدقوبالبعث بعد الموت (تنویر المقیاس ص۹)'' ﴿یعنی جس طرح اللہ نے اس واقعہ میں عامیل نامی شخص کو مرنے کے زندہ کر دیا۔ اسی طرح قیامت کے روز مردوں کو زندہ کر دے گا۔﴾

۳..... عزیر علیہ السلام نے بیت المقدس کو منہدم اور گرا ہوا دیکھ کر کہا تھا: ''انی

یحیی هذه اللّٰه بعد موتها ''اللہ تعالیٰ تو تباہی اور بربادی کے بعد کس طرح اس کو بارونق اور آباد کرے گا؟۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بات دکھانے کے لئے کہ وہ کس طرح ناپید کو پیدا اور معدوم کو موجود کرتا ہے۔ عزیر علیہ السلام کو سو سال تک مردہ بنائے رکھا۔ اماته اللّٰه مائة عام! جب سو سال گذر جانے کے بعد عزیر کو دوبارہ زندہ کر دیا تو انہوں نے اپنی آنکھوں سے مردہ کے زندہ ہونے کو دیکھ لیا۔

اگر یہ واقعہ سوتے ہوئے کو جگانے تک محدود تھا تو عزیر علیہ السلام کے اس سوال کے جواب میں کہ مردہ کیونکر دوبارہ زندہ کیا جاتا ہے۔ ایک سوتے ہوئے آدمی کو جگا دینا کس حد تک موزوں اور عقل میں آنے والی بات ہے؟۔ پھر اس صورت میں اس کو اپنی قدرت کی نشانی بتانا لنجعلك آية للناس! کہنا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے؟۔ ادھر عزیر علیہ السلام کا گدھا کہ جس کی ہڈیاں اتنی مدت میں گل سڑ کر خاک ہو چکی تھیں۔ اس کے ذرات اکٹھا کر کے اس میں گوشت پوست لگا دینا اور عزیر علیہ السلام کے سامنے اس کو دوبارہ زندہ کر کے دیکھا دینا جیسا کہ: ''انظر الی العظام کیف ننشز ها ثم نکسوها لحما (البقرة:۲۵۹)'' سے صاف ظاہر ہے احیاء موتی کی کھلی ہوئی شہادت ہے۔ نیز اگر یہ کوئی مافوق العادت بات نہ ہوتی اور سوتے ہوئے کو بیدار کر دینا ہی ہوتا تو اعلم ان اللّٰه علیٰ کل شئی قدیر! کے ذریعہ سے خدا کی قدرت کاملہ کا اقرار کرنا بے محل ہوتا۔ پھر جبکہ سو سال تک بے آب و دانہ سوتے رہنا باوجود خلاف قانون قدرت ہونے کے ممکن ہے تو مار کر زندہ کرنا کس لئے ناجائز اور محال ہے؟۔

۴...... ''الم تر الی الذین خرجوا من دیارهم وهم الوف حذر الموت • فقال لهم اللّٰه موتوا ثم احیاهم (البقرة:۲۴۳)'' ہزاروں کی تعداد میں بھاگنے والوں کو موت ہی کی سزا دی۔ تاکہ ان کو یہ معلوم ہو جائے کہ آئی ہوئی موت کبھی سر سے نہیں ٹلتی۔ ایک زمانہ تک ان کو ایسی حالت میں رکھ کر دوبارہ زندہ کر دیا اور اگر یہاں موت کے معنی نیند اور بے ہوشی کے لیے جائیں تو موت کے ڈر سے بھاگنے والے کو غفلت اور سلا دینے کی سزا دینا کس قدر غیر دانشمندانہ فعل ہے۔

۵...... ''رب ارنی کیف تحیی الموتی قال اولم تؤمن قال بلی ولکن لیطمئن قلبی • قال فخذ اربعة (البقرة:۲۶۰)'' ﴿حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے اللہ! تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا تجھ کو اس پر ایمان نہیں ہے۔ عرض کی کہ ضرور ہے۔ لیکن میں قلب کا اطمینان چاہتا ہوں﴾

فرمایا! اچھا چار جانور لے کر ان کو ٹکڑے ٹکڑے کرلو۔ پھر پکارو۔ وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مردہ کو زندہ ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی درخواست کرنا اور خدا تعالیٰ کا اس کے جواب میں چار جانوروں کے لینے کی ہدایت کرنا بغیر احیاء موتی کی صورت دکھانے کے کوئی اور صورت ہو ہی نہیں سکتی۔ ورنہ جواب سوال کے مطابق نہیں رہے گا۔

مرزا قادیانی کو اس واقعہ کے ظاہر ہونے کی وجہ سے مجبوراً یہ کہنا پڑا کہ: ''ہاں! یہ بھی بالکل ممکن اور جائز ہے کہ خدا تعالیٰ کسی حیوان یا انسان یا پرند کو ایسی حالت میں کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے حقیقی موت سے بچادے اور اس کی روح کا پاش شدہ جسم سے وہی تعلق رکھے جو نیند کی حالت میں ہوتا ہے۔ پھر اس کے جسم کو درست کر دے۔ اس کو نیند کی حالت سے جگا دے۔ کیونکہ وہ ہر ایک بات پر قادر ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۹۴۳، خزائن ج۳ ص۶۲۱،۶۲۲)

مرزا قادیانی کی ہٹ دھرمی بھی قابل داد ہے کہ جانوروں کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کے باوجود سویا ہوا مان رہے ہیں:

ملک الموت کو ضد ہے کہ میں جاں لے کے ٹلوں
سربسجدہ ہے مسیحا کہ میری بات رہے

تعجب ہے کہ احیاء موتی تو خلاف قانون قدرت ہونے کی وجہ سے غلط اور قابل تردید ہو اور کسی کا قتل اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا باوجود قانون قدرت کے مخالف ہونے کے صحیح اور درست مان لیا جائے:

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اصل میں احیاء موتی کے قائل ہونے سے مجبور ہیں۔ مسیحائی ہاتھ سے نکلتی ہے۔ ان کا انکار نہ کریں تو کیا کریں۔

۶...... ''وتحی الموتی باذنی (البقرہ:۷۳)'' ﴿حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو احیاء کا معجزہ دیا گیا۔﴾

اگر نیند سے بیدار کرنے کا معجزہ ان کو دیا گیا تھا تو ایسا ہی معجزہ ہر شخص کو حاصل ہے اور اگر قلوب کا زندہ کرنا یعنی ان کو ہدایت پر لگا دینا مراد ہے تو یہ اللہ کا فعل ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے بھی اس کی نفی یہ آیت کردے گی۔ جیسا کہ: ''انک لاتھدی من احببت ولکن اللہ یھدی

من یشاء (القصص:٥٦) ''اس پر شاہد ہے۔ پھر ہدایت بمعنے راہ نمودن ہر ایک نبی کرتے آئے ہیں۔ یہ عیسیٰ کا مخصوص معجزہ کیا ہوا۔ علاوہ ازیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں دین نصرانیت کو فروغ ہی حاصل نہیں ہوا۔

۷..... ''قال رسول اللہ ﷺ ولوددت انی اقتل فی سبیل اللہ ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل ثم احیی ثم اقتل (کما رواہ البخاری ج۱ ص۱۰ باب الجہاد من الایمان وباب تمنی الشہادۃ ص۳۹۲) '' ﴿ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میری خواہش ہے کہ میں بار بار زندہ ہوں اور ہر مرتبہ خدا کے راستہ میں قتل کیا جاؤں۔﴾ اگر دنیا کی طرف واپس ہونا بے حقیقت ہوتا تو حضور نبی کریم ﷺ ایسی لغو اور لایعنی بات کی کبھی آرزو نہ کرتے۔

۸..... ''والذی نفس محمد بیدہ لوان رجلاً قتل فی سبیل اللہ ثم عاش ثم قتل فی سبیل اللہ ثم عاش ثم قتل فی سبیل اللہ ثم عاش وعلیہ دین مادخل الحنۃ حتیٰ یقضی دینہ (شرح السنۃ ج٤ ص۳۵۱ حدیث نمبر۲۱۳۸ باب التشدید فی الدین، مسند احمد ج٥ ص۲۹۰، مشکوۃ ص٢٥٤، باب الافلاس والانظار) ''اس میں بھی احیاء موتیٰ کا جواز ثابت ہو رہا ہے۔

س..... اگر ممیتک کے معنے آخر زمانے میں بعد نزول مارنے کے لئے جائیں تو آیت کی ترتیب جاتی رہے گی اور نظم قرآنی کو اس کی منزلہ ترتیب سے بدلنا علاوہ تحریف کے حدیث وابدؤ بمابدء اللہ! کی رو سے بھی ناجائز ہے۔ علاوہ ازیں تقدیم وتاخیر کی صورت میں واقعات کے لحاظ سے متوفیک کو آیت کے آخر میں لگانا پڑے گا جو کہ آیت کے آخر میں الی یوم القیامۃ! کی قید ہے۔ اس لئے موت قیامت کے بعد ماننی پڑے گی اور وہ بدیہی البطلان ہے۔

ج..... واؤ مطلق جمع کے لئے ہے۔ ترتیب کے واسطے نہیں ہے۔ دیکھو کتب نحو میں ہدایۃ النحو، کافیہ، شرح جامی، رضی شرح کافیہ ص۵۰۳، فوائد شافیہ المعروف بزینی زادہ، مفصل الفیہ ابن مالک، ابن عقیل شرح الفیہ تکملہ عبدالحکیم سیالکوٹی وغیرہ اور کتب اصول میں اصول الشاشی، حسامی، نورالانوار، کاشف الاسرار، اصول بزدوی، شرح جمع الجوامع، فن معانی میں مختصر المعانی، مطول، نہایۃ الایجاز للامام الرازی وغیرہا۔

جب واؤ مطلق جمع کے لئے ہے اور ترتیب وقوعی پر دلالت نہیں کرتا تو وفات کا رفع یا نزول سے پہلے واقع ہونا ضروری نہیں ہے۔ اگرچہ توفی باعتبار ذکر کے مقدم ہے۔ لیکن تقدم ذکری

تقدم وقوعی کو مستلزم نہیں ہے۔اس لئے جائز ہے کہ توفی جو لفظوں میں مقدم ہے وہ بلحاظ واقع ہونے کے رفع اور تطہیر سے موخر ہو۔''قال الرازیؒ فی تفسیر ان الواوفی قوله متوفیك ورافعك الی لاتفید الترتیب فالآیة تدل علیٰ انه تعالیٰ یفعل بهذه الافعال فاماکیف یفعل ومتی یفعل فالامر فیه موقوف علی الدلیل وقدثبت الدلیل انه حی وورد الخبر عن النبی ﷺ انه سینزل ویقتل الدجال ثم انه یتوفاه بعدذالك (تفسیر کبیر ج۸ص ۷۱،۷۲)''اسی لئے ابن عباسؓ نے تقدیم وتاخیر کو جائز کہتے ہوئے آیت کے یہ معنے بیان کئے ہیں:''عن عباسؓ یا عیسی انی متوفیك ورافعك الی یعنی رافعك ثم متوفیك فی آخر الزمان (درمنثور ج۲ص۳۶، هکذا فی تنویر المقیاس تفسیر ابن عباس ص۳۹)''

ایسا ہی ضحاکؒ اور ایک جماعت سے منقول ہے:''والاخر ماقاله الضحاك وجماعة ان فی هذه الآیة تقدیماً وتاخیراً معناه انی رافعك الی مطهرك من الذین کفروا ومتوفیك بعد انز الك من السماء (معالم التنزیل ج۱ص۱۶۲،۱۶۳)''

''وقال الرازیؒ الواؤلا تقتضی الترتیب فلم یبق الا ان یقول فیها تقدیم وتاخیر والمعنی انی رافعك الیّ ومطهرك من الذین کفروا ومتوفیك بعد انز الی ایاك فی الدنیا مثله من التقدیم والتاخیر کثیرفی القرآن''

(تفسیر کبیر ج۸ص۷۲،۷۳)

''متوفیك بعد انز الی ایاك الی الدنیا (تفسیر ابن جریر ج۳ص ۲۹۱)''

(مجمع البحار ج۵ص۹۹) میں ہے کہ:''متوفیك ورافعك علی التقدیم والتاخیر''اس قسم کی تقدیم وتاخیر وتوفی علاوہ اس آیت کے قرآن مجید میں بکثرت موجود ہے۔ جیسا کہ امام رازیؒ نے ذکر کیا ہے۔نمونہ کے طور چند مثالیں بیان کی جاتی ہیں:

امثلہ تقدیم وتاخیر از قرآن

۱..... ''ادخلو الباب سجداً وقولوا حطة (البقره:۵۸)''

۲..... ''وقولوا حطة وادخلوا الباب سجداً (اعراف:۱۶۱)''

پہلی آیت میں دخول باب پہلے اور قول حطة بعد میں ذکر کیا گیا ہے اور دوسری آیت میں بالعکس ہے۔اگر واؤ ترتیب کے لئے ہوتا تو ان دونوں آیتوں میں تناقض واقع ہو جاتا۔

(ذکرہ رضی ص۳۰۵)

۳...... ''نموت ونحیی وما نحن بمبعوثین (مومنون:۳۷)''اس آیت میں موت کو حیات سے پہلے ذکر کیا ہے۔ باوجود یہ کہ واقع اور نفس الامر میں اس کے خلاف ہے۔

۴...... ''یؤمنون بما انزل الیك وما انزل من قبلك (البقرہ:۴)'' اس آیت میں قرآن کو پہلے اور دوسری آسمانی کتابوں کو بعد میں ذکر کیا ہے۔ لیکن واقع میں قرآن تمام صحف آسمانی سے مؤخر ہے۔

۵...... ''کذالك یوحی الیك والی الذین من قبلك (شوری:۳)'' اس میں آنحضرت ﷺ پر وحی نازل ہونے کو انبیاء سابقین پر وحی نازل ہونے سے مقدم ذکر کیا ہے۔ مگر باعتبار ظہور اور تحقیق کے وہ سب سے مؤخر ہے۔

۶...... ''واوحینا الیٰ ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق ویعقوب والاسباط وعیسیٰ وایوب ویونس وھارون وسلیمان وآتینا داود زبورا (النساء:۱۶۳)''اس آیت میں حضرت عیسیٰ کو ایوب، یونس، ہارون، سلیمان، داؤد علیہما السلام سے پہلے ذکر کیا ہے۔ باوجودیکہ ان کا ظہور ان سب سے مؤخر ہوا ہے۔

۷...... اسی طرح ذبح بقرہ کے قصہ میں شروع قصہ کو بعد میں اور آخر کو اول میں ذکر کیا ہے۔ مگر یاد رہے کہ اس تقدیم وتاخیر کا یہ مطلب نہیں ہے کہ نظم قرآنی میں جو لفظ پہلے آیا ہے اس کو مؤخر ہونا چاہئے اور کلام میں الفاظ کی ترتیب کما ینبغی اور مناسب نہیں ہے۔ بلکہ اس تقدیم وتاخیر سے یہ مراد ہے کہ جس طرح ذکر میں بعض الفاظ بعض سے مقدم اور مؤخر ہیں اور کلام میں ان کا اس ترتیب کے ساتھ آنا علم بلاغت کی رو سے موزوں یا ضروری ہے۔ اس طرح ان کا واقع اور نفس الامر میں بالترتیب ظاہر ہونا لازمی نہیں ہے۔ گویا ترتیب ذکری اور کلامی ترتیب وقوعی اور خارجی کو مستلزم نہیں۔ لہٰذا یہ امر مسلم ہے کہ لفظ متوفیك کا ذکر میں مقدم ہونا بعض وجوہ اعجاز اور چند فوائد کی وجہ سے ضروری ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جس طرح وہ ذکر میں مقدم ہے اسی طرح اس کا خارج اور نفس الامر میں واقع اور ظاہر ہونا بھی سب سے پہلے اور مقدم ہو اور نہ یہی جائز ہے کہ جن چیزوں میں ترتیب وقوعی نہ ہو ان میں ترتیب ذکری بھی باقی نہ رکھی جائے۔ اس لئے ترتیب وقوعی نہ ہونے کی وجہ سے قرآن مجید کی ترتیب ذکری کو بدل دینا قطعاً ناجائز اور حرام ہے۔ اسی آیت میں اگرچہ توفی کا وقوع اور ظہور دلائل خارجہ کی وجہ سے بعد میں مانا گیا ہے۔ لیکن لفظ متوفیك کو مطھرك من الذین کفروا! کے بعد رکھنے اور نظم قرآنی کو بدل دینے کا کوئی بھی شخص قائل نہیں ہے۔

امام رازیؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: ''من قال لابد فی الآیة من تقدیم وتاخیر من غیر ان یحتاج فیھا الی تقدیم وتاخیر (تفسیر کبیر ج۸ ص ۷۲)''
غرض ترتیب وقوعی کے نہ ماننے سے تحریف لازم نہیں آتی۔ البتہ اگر ترتیب ذکری کا لحاظ نہ رکھا جاتا اور نظم قرآنی میں تقدیم وتاخیر کر کے اس کو بدل دیا جاتا تو پھر تحریف کا الزام دینا صحیح تھا۔ لیکن قرآن کی ترتیب اور اس کے نظم میں تبدیلی پیدا کرنی کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں ہے۔ پھر تحریف کیونکر لازم آسکتی ہے اور حدیث ابدوا بمابدء اللہ ! کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان الصفا والمروہ ! کی ترتیب ذکری سے تقدیم صفا کی مروہ پر بطور وجوب یا استحباب کے ثابت ہے۔ اس لئے یہاں بھی ترتیب سے ترتیب وقوعی ثابت ہونی چاہئے۔ بلکہ اس ترتیب کی مسنونیت یا استحباب اس حدیث سے ماخوذ ہے۔ اگر یہ حدیث نہ ہوتی تو تقدیم صفا کی مروہ پر کبھی ثابت نہ ہوتی۔ چنانچہ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے کہ: ''لانہ یحتج بقولہ ﷺ ابدؤا بما بدء اللہ بہ فکیف یستدل بخبر الواحد علی اثبات الفرضیة '' اسی طرح اس آیت میں تقدیم وتاخیر دلائل خارجہ کی وجہ سے ثابت کی گئی ہے۔ نفس آیت کا یہ مفہوم نہیں ہے اور اگر نفس ترتیب نظم کی تقدم وقوعی کو مستلزم ہوتی تو اقیموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ ! میں زکوٰۃ کا نماز سے پہلے ادا کرنا جائز نہ ہوتا۔ باوجودیکہ اس کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

۱..... الف. جب ترتیب ذکری بحالہ باقی رکھی گئی اور نظم قرآنی میں کسی قسم کا تغیر جائز نہیں رکھا گیا تو متوفیک کو الی یوم القیامة کے بعد رکھنے اور موت کو قیامت کے بعد واقع کرنے کا سوال صحیح نہ رہے گا۔ کیونکہ ترتیب وقوعی کے لئے اول اور آخر کی رعایت ضروری نہیں ہے۔ بلکہ جس جگہ دلیل اس کو واقع کرنے کا تقاضا کرے گی اسی موقع پر اس کا وقوع تسلیم کر لیا جائے گا۔ چونکہ دلائل شرعیہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت قیامت سے پہلے بعد از نزول واقع ہوگی۔ اس لئے جعل مذکور سے پہلے اس کے واقع ہونے کی جگہ ہوگی۔

۲..... ب: علاوہ ازیں اگر موت کو جعل مذکور کے بعد ہی تسلیم کر لیں تب بھی زمانہ جعل کے شروع ہونے کے بعد مان سکتے ہیں۔ جعل کی مدت ختم ہونے کے بعد موت تجویز کرنی لازمی نہیں ہے اور یہ امر سب پر ظاہر ہے کہ متبعین کو مخالفین پر غلبہ دینے کا فعل مدت سے شروع ہو چکا ہے۔ اگرچہ اس معاملہ کا اختتام قیامت ہی پر ہوگا۔ لیکن اس کی ابتداء زمانہ دراز سے جاری ہے۔ چنانچہ روح المعانی میں اس آیت کے ماتحت لکھا ہے کہ:

''وانما یلزم ان یکون الموت بعد ذالک الجعل لابعد اختتام مدتہ

وتـاويل قول القائل انا آتيك وزائرك بصيغة اسم الفاعل فانه قدجعل الاتيان فيه كانه قد دخل فى الوجود فعبر عنه باسم الفاعل لابالفعل المستقبل وذالك اذا كان يصدره جعل مبادى الفعل كالفعل فعبر عنه كانه قددخل في الوجود وقد نبه عليه علماء العربية كثيراً (تفسير روح المعانى ص۶۰۰)''

۳..... ج: نیز توفی، رفع، تطہیر، یہ تینوں وعدے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں اور جعل کا تعلق متبعین کے ساتھ ہے۔ اس لئے توفی کا محل وقوع تطہیر کے بعد ہونا چاہئے۔ جعل کے بعد نہیں ہوسکتا۔ اختلال نظم کا جواب ہم پہلے ہی دے چکے ہیں کہ ہم ترتیب ذکری کونہیں بدلتے۔ اس لئے تقدیم وتاخیر وتوفی کے تسلیم کرنے میں کسی قسم کا فساد اور خرابی لازم نہیں آتی۔ والحمدللہ حمداً کثیراً!

س..... جب آپ کے نزدیک توفی کا وقوع تطہیر کے بعد ہے تو ذکر میں کیوں اس کو مقدم رکھا ہے۔

ج..... اگر توفی کے معنے، لینے، قبض کرنے، اور کفاروں کے ہاتھ سے نجات دینے کے لئے جائیں تو پھر آیت کی ترتیب اس طرح ہوگی کہ میں تجھے کفاروں کے درمیان سے صحیح سالم نکال کر آسمانوں پر لے جانے والا ہوں۔ رفع آسمانی کے وقت اور بعد از نزول کسی کافر کا ہاتھ تیرے جسم تک نہیں پہنچنے دوں گا اور تیرے متبعین کو مخالفین پر غالب رکھوں گا۔

چونکہ ان چاروں وعدوں میں دشمنوں سے نکالنا اور ان سے نجات دینا پہلا فعل تھا۔ اس لئے اس کو سب سے پہلے ذکر کیا ہے اور اگر توفی سے مدت حیات کا استیفاء بیان کرنا مقصود ہے تو انی متوفیک کے یہ معنے ہوں گے کہ تیری زندگی کی مقررہ مدت پوری کروں گا اور کافروں کے ہاتھوں سے قتل نہ ہونے دوں گا۔ اس میں حفاظت کا وعدہ کرتے ہوئے عمر کے تمام ایام کا احاطہ کرلیا گیا ہے۔ رفع، تطہیر، جعل، یہ تینوں چیزیں زندگی کے جملہ ایام کو گھیرے ہوئے نہیں ہیں۔ بلکہ زندگی کے بعض حصہ میں واقع ہونے والی چیزیں ہیں۔ اس لئے توفی کا ان پر مقدم کرنا ضروری ہوا اور اگر توفی سے موت کے معنے مراد ہیں تو اس کے مقدم کرنے کی کئی وجہ ہیں۔

۱..... جس بات پر معاملہ ختم ہونے والا تھا اس کا علم ابتداء حاصل کرانے کے لئے توفی کو پہلے ذکر کیا ہے اور درمیان میں پیش آنے والے واقعات کو بعد میں جیسا کہ اس شعر میں ہے کہ:

قالو اخراسان اقصیٰ یرا دبنا
ثم القفول فقد جئنا خراسان

چونکہ منتہائے مسافت خراسان تھا۔ اس لئے اس کو پہلے بیان کر دیا اور خراسان کی طرف سفر کرنا اور وہاں پہنچنا بعد میں ذکر کیا۔

۲ ..... چونکہ یہ کلام یہودیوں کے مقابلہ میں بیان کیا گیا ہے اور یہودی ان کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اس لئے سب سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ بتا دینا مناسب تھا کہ یہودی تمہارے قتل پر کبھی قادر نہ ہوں گے اور میں ہی تمہاری زندگی کے ایام پورے کر کے تم پر موت وارد کروں گا۔

۳ ..... علاوہ توفی کے تمام امور فوراً اور زمانہ قریب میں ہونے والے تھے اور موت ایک مدت کے بعد واقع ہونے والی تھی۔ لہٰذا اگر توفی کو مقدم بیان نہ کرتے اور مطہرك کے بعد رکھ دیتے تو یہ وہم ہو جاتا کہ موت بھی رفع اور تطہیر کی طرح آسمان پر متصلاً واقع ہوگی اور یہ خلاف مقصود تھا۔ اس لئے توفی کو مقدم رکھا گیا۔

۴ ..... سورہ آل عمران نصاریٰ کے عقائد کی اصلاح کرنے کے لئے اتاری گئی۔ نصرانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بعینہ خدا یا خدا کا بیٹا خیال کرتے تھے۔ چونکہ ان کے مقابلہ میں وفاۃ کا ذکر کرنا بنسبت باقی امور کے زیادہ اہم تھا۔ اس لئے اس کو پہلے بیان کیا گیا ہے۔

۵ ..... ''فی البحر المحیط وهذه الا خبار الاربعة ترتیبها فی غایته الفصاحة بدء اولا باخباره تعالی لعیسیٰ انه متوفیه فلیس للماکرین به تسلط علیه ولا توصل الیه ثم بشره ثانیاً برفعه الی سمائه وسکناه مع ملائکة وعبادته فیها وطول عمره فی عبادة ربه ثم ثالثا برفعه الی سمائه بتطهیره من الکفار فعم بذالك جمیع زمانه حین رفعه وحین ینزله فی آخر الدنیا فهی بشارة عظیمة له انه مطهر من الکفار اولاً وآخراً ولما کان التوفی والرفع کل منها خاص بزمان بدئ بهماولما کان التطهیر عاماً یشمل سائر الازمان اخر عنهما ولما بشره بهذه البشائر الثلاث وهی اوصاف له فی نفسه بشره برفعة اتباعه فوق کل کافر لتقر بذالك عینه ویسر قبله ولماکان هذا لوصف من اعتلاء تابعیه علی الکفار من اوصاف تابعیه تأخر عن الاوصاف.

الثلاثة التی لنفسه اذا لبداۂ بالا وصاف التی للنفس اھم''
(عقیدة الاسلام ص۸۷ طبع دیوبند)

مطالبہ

الف...... اگر ترتیب ذکری ترتیب وقوعی کو مستلزم ہے تو قرآن کی ان صدہا آیات کا جن میں تقدیم وتاخیر وقوعی موجود ہے کیا جواب ہے۔

ب...... ططیوس رومی کے زمانہ میں رفع آسمانی سے چالیس برس بعد آپ کے متبعین کے غلبہ کی ابتداء شروع ہوئی۔ (دیکھو تفسیر ابو سعود ج۲ ص۴۳)

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تطہیر مرزا قادیانی کے خیال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو زنا کی تہمت سے بری اور پاک کرنا ہے جو خاتم الانبیا علیہﷺ کی زبان مبارک سے پانچ سو برس بعد کرائی گئی تھی۔ مگر اس صورت میں مطھرك من الذین کفروا !اور جاعل الذین اتبعوا !میں ترتیب باقی نہ رہے گی اور اگر تطہیر سے مراد سولی سے زندہ اتارنے کے ہیں تو تطہیر اور توفی میں ترتیب قائم نہیں رہتی۔ کیونکہ مرزا قادیانی کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام واقعہ صلیب سے تقریباً ستاسی برس بعد مرے ہیں۔ اس صورت میں تطہیر پہلے ہوئی اور توفی بعد میں۔ باوجود یہ کہ ذکر میں توفی مقدم ہے۔

س...... کیا احادیث صحیحہ اور اجماع امت کے علاوہ اس آیت میں کوئی اور قرینہ بھی پایا جاتا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ توفی کے معنے فی الحال مارنے کے نہیں ہوسکتے۔

ج...... ہاں! ایسے تین قرینے اس آیت میں موجود ہیں جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ رہنا ثابت ہوتا ہے:

۱...... اذ قال اللہ میں اذ ظرفیہ ہے۔ خیر الماکرین یا مکر اللہ کا ظرف زمان ہے:

''واذقال اللّٰه تعالیٰ ظرف لخیر الماکرین اومکر اللّٰه (کشاف ج۱ ص۳۶۶)''

''ظرف لمکر اللّٰه اولخیر الماکرین اولمضمر مثل وقع ذالك''

(بیضاوی ج۱ ص۱۴۵ واللفظ له ومثله ابوالسعود ج۲ ص۴۲)

جب یہ جملہ پہلے جملہ کا ظرف زمان ہوا تو چونکہ جملہ سابقہ میں اللہ کی تدبیر یہودیوں کے مقابلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اہانت اور تذلیل سے بچانے اور یہودیوں کو ان کے ارادہ میں ناکام کرنے کے متعلق تھی۔ اس لئے توفی کے وہ معنے لینے پڑیں گے جس سے یہودیوں کی ناکامی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے اعداء کے مکر سے تخلیص کی بشارت ظاہر ہوتی ہو۔ یہ

بات اسی صورت میں ہوسکتی ہے جبکہ ان کو دشمنوں کے ہاتھ سے بالکل بچالینے اور اس وقت موت وارد نہ کرنے کی خوشخبری سنائی گئی ہو۔ چنانچہ تفسیر رحمانی میں ہے کہ:

''اذ قال اللّٰہ یاعیسیٰ اعلاما بمکرہ بالا عداء وتخلیصہ عن مکرھم ''اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے دشمنوں کے ساتھ تدبیر کرنے اور ان کو مخالفین کے مکر سے چھوڑانے کے متعلق خبر دینے کے واسطے یہ کلام کیا ہے۔

رفع کی بحث

۲...... دوسرا قرینہ رفع کا ہے جو توفی کے بعد ذکر کیا گیا۔ چونکہ توفی کا استعمال علاوہ دوسرے معانی کے موت کے لئے بھی ہوتا ہے جو خلاف مقصود ہے۔ اس لئے رافعك بڑھا دیا گیا۔ تاکہ یہ احتمال باقی نہ رہے اور توفی کے معنے زندہ آسمان پر اٹھالینے کے متعین ہو جائیں۔

''ولما علم اللّٰہ ان من الناس من یخطر بباله ان الذی رفعه الیه هو روحه لا جسده ذکر هذ الکلام لیدل علی انه علیه الصلوة والسلام رفع بتمامه الی السماء بروحه وبجسده ویدل علی صحة هذا لتاویل قوله تعالیٰ ومایضرونك من شئی'' (تفسیر کبیر ج۸ص۷۲)

اس تخصیص کی یہ وجہ ہے کہ لغت میں رفع کے معنے اٹھانے اور نیچے سے اوپر لے جانے کے ہیں۔ چنانچہ:

(۱)...... صراح میں ہے کہ: رفع برداشتن وهو خلاف الوضع!
(۲)...... رفعه رفعاً برداشت آن راخلاف وضعه (منتهی الارب ج۲ص۱۳۵)
(۳)...... الرفع ضد الوضع منه حدیث الدعأ اللهم ارفعی (تاج العروس ج۱۱ص۱۶۸)(۴)...... رفعته رفعا خلاف خفضة! معلوم ہوا کہ رفع خفض اور وضع کا ضد ہے اور وضع کے معنے صراح میں ''نہادن بہ جائے'' لکھے ہیں۔ ایسے ہی خفض کے معنے پست اور نیچے اتارنے کے ہیں۔ ومنه خافضة رافعه! یعنی: برمی دار دقومے رابسوئے جنت وفرو، میدارد قومے را در آتش! (منتہی الارب ج۱ص۳۹۷)

اس لئے رفع کے معنے بالا، برآوردن یا از جائے برداشتن ہوئے۔ لیکن اٹھانا کبھی جسم کا ہوتا ہے اور کبھی اعراض اور معانی کا۔ اس لئے رفع کا استعمال بھی دونوں طرح آیا ہے۔ جیسا کہ ذیل کی مثالوں سے ظاہر ہے:

۱...... ''رفع راسه الی السماء'' (مشکوة ص۱۸٤)

۲...... ''فرفع الی رسول اللہ ﷺ الصبی''

(مشکوٰۃ کتاب الجنائزص ۱۵۰)

۳ ...... ''فرفعه الی یده ای رفعه الیٰ غایة طول یده لیسرأه الناس فینظرون وقیل ای رفع الماء منتهیاً الی اقصی مدیده لیراه الناس''

(مجمع البحار ج۲ص۳۵۷)

۴...... ''وفی الحدیث لاترفعن روسکن حتیٰ لیستوی الرجال جلوساً''

(مجمع الزائد ج۲ص۳۵۶)

۵...... ''وارفع ازارك الی نصف الساق'' (مشکوٰۃ ص۱۶۹)

یہ سب رفع جسمی کی مثالیں ہیں۔

۱...... ''یرفع الحدیث الی عثمان ای یرفع حدیث الناس وکلامهم الیه''

(مجمع البحار ج۲ص۳۵۶)

۲...... ''یرفع الیه عمل اللیل قبل عمل النهار''

(مسلم ج۱ص۹۹ باب ولقد رآه نزلة اخریٰ)

۳...... ''والعمل الصالح یرفعه'' (فاطر:۱۰)

۴...... ''من تواضع لله رفعه الله''

(کنزالعمال ج۳ص۱۱۳ حدیث نمبر۵۷۳۶)

۵...... ''قال النبی ﷺ للعباس رفعك الله یاعم''

(کنزالعمال ج۱۳ص۵۱۲ حدیث نمبر۳۷۳۱۵)

ان تمام مثالوں میں نقل کلام، غرض عمل اور اس کی قبولیت اور رفع درجات وغیرہ اعراض ومعانی کے لئے لفظ رفع کا استعمال ہوا ہے۔ مگر جب رفع کا مفعول کوئی جسم ہو تو رفع جسمانی اور انتقال مکانی یعنی ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانا لفظ رفع کے حقیقی اور وضعی معنے ہیں اور دوسرے معنوں میں اس کا استعمال مجازی طور پر ہوتا ہے۔

مصباح منیر میں ہے کہ: ''فالرفع فی اجسام حقیقة فی الحرکة والانتقال وفی المعانی علی مایقضیه المقام'' ﴿رفع کے حقیقی معنے جسم میں حرکت اور انتقال کے ساتھ ہیں اور معانی میں اس کی حقیقی مراد بتقاضائے مقام ہے۔﴾

مسئلہ زیر بحث میں رافع کا مفعول مخاطب کی ضمیر ہے جو عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع

ہو رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ عیسیٰ جسم مع الروح کا نام ہے۔ تنہا روح یا فقط جسم کو عیسیٰ نہیں کہتے۔ علاوہ ازیں جب متوفیك اور مطھرك میں ضمیر سے مجسم عیسیٰ مراد ہے تو رافعك میں بھی وہی مخاطب ہوں گے۔ محض عیسیٰ کی روح مراد نہیں ہو سکتی۔

چونکہ اجسام میں رفع کے حقیقی معنے نقل و حرکت اور ایک جگہ سے دوسری جگہ اٹھا لینے کے ہیں۔ رفع منزلہ اور رفع عمل وغیرہ دوسرے معانی مجاز ہیں اور حقیقت جب تک متعذر نہ ہو بلا قرینہ مجازی معنی مراد لینے جائز نہیں۔ اس لئے یہاں رفع سے رفع جسمانی ہی مراد ہوگا۔ رفع درجات وغیرہ نہیں ہو سکتے۔

البتہ اگر کوئی قرینہ مجاز کا موجود ہو اور حقیقی معنے مراد لینے متعذر ہو جائیں تو پھر اس کا استعمال معنے مجازی میں صحیح ہوگا، یا لفظ کا استعمال معنے حقیقی میں ہو مگر حقیقی اور مجازی معنوں میں لزوم ہونے کی وجہ سے ذہن معنے موضوع لہ ملزوم سے مجازی معنی لازم کی طرف منتقل ہو جائے اور اسی طرح حقیقی اور مجازی دونوں معنوں کا ارادہ کر لیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لہٰذا کسی صورت میں تنہا معنے مجازی مراد نہ ہوں گے۔ بلکہ معنے حقیقی بھی اس کے ساتھ ملحوظ رہیں گے اور اسی کا نام کنایہ ہے۔ چنانچہ علامہ دسوقی کہتا ہے کہ:

''قيل انها لفظ مستعمل فی المعنى الحقيقى لينتقل منه الى المجازى وعلى هذا تكون داخله فى الحقيقة لان اراده المعنى الموضوع له باستعمال اللفظ فيه فى الحقيقة اعم من ان تكون وحدها كمافى الصريح اومع ارادة المعنى المجازى كمافى الكناية (عقيدة الاسلام ص٣٨)''

''وقال ايضاً فعلم من هذا ان المعنى الحقيقى يجوز ارادته اللانتقال منه للمراد فى كل من الكناية والمجاز ويمتنع فيها اراده المعنى الحقيقى بحيث يكون هو المعنى المقصود واما ارادته مع لازمه على ان الغرض المقصود بالذات هو اللازم فهذ اجائز فى الكناية دون المجاز وقال فى عروس الافراح فاذاقلت زيد كثير الرماد فالمراد كرمه ولايمنع من ذالك ان تريد افادة كثرة الرماد حقيقة لتكون اردت باالا فادة اللازم والملزوم معاً''

(عقيدة الاسلام ص٣٨)

''ذكر اليعقوبى ظاهر عبارة السكاكى فى بعض المواضع على ان

ارادة اللازم اصل وارادہ المعنے الحقیقی بتبعة ارادة اللازم''

(عقیدة الاسلام ص۳۸)

''قال ابن الاثیر فی المثل السائر والذی عندی فی ذالك ان الکنایته اذا وردت تجاذ بها جانبا حقیقة ومجاز وجاز حملها علی الجانبین معاً الاتری ان اللمس فی قوله تعالیٰ اولا مستم النساء یجوز حمله علی الحقیقة والمجاز وکل منها یصح به المعنی ولا یختل'' (عقیدة الاسلام ص۴۰)

''فی نهایته الایجاز (للرازی) ان الکنایته عبارة عن ان تذکر لفظة وتفید بمعناها معنی ثانیا وهو المقصود'' (عقیدة الاسلام ص۴۱)

''فی المطول الکنایة لفظ اریدبه لازم معناه مع جواز ارادته معه ای ارادة ذالك المعنے مع لازمه کا لفظ طویل النجاد والمرادبه لازم معناه اعنی طویل القامه مع جواز ان یراد حقیقة طولالنجاد ایضاً فظهر انها تخالف المجاز من جهة اراده المعنی الحقیقی مع ارادة لازمه لارادة طول النجاد مع ارادة طول القامه بخلاف المجاز فانه لایصح فیه ان یراد المعنی الحقیقی''

غرض کنایہ میں لفظ کا استعمال اگرچہ اپنے اصلی معنے ہی میں ہوتا ہے۔ لیکن معنی حقیقی اور مجازی دونوں کا ارادہ کیا جاتا ہے۔ مجاز کی طرح صرف معنی مجازی ہی مراد نہیں ہوتے۔ بلکہ حقیقی بھی ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر یہاں رفع سے بطور کنایۂ رفع درجات کا ارادہ کیا گیا تو پھر بھی رفع جسمانی کا مراد لینا ضروری ہوگا اور رفع درجات کی وہی صورت لینی پڑے گی جو رفع جسمانی کے خلاف نہ ہو۔ مگر کنایہ میں معنے مجازی لفظ کا مدلول نہیں ہوتے۔ بلکہ کسی دلیل خارجی سے ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے معنی کنائی پر دلالت کرنے کے لئے مجاز کی طرح قرینہ کی احتیاج ہے۔

''قال الجر جانی فی دلائل الاعجاز المکنی عنه لایعلم من اللفظ بل من غیره الاتری ان کثیراً الرماد لم یعلم منه الکرم من اللفظ بل لانه کلام جاء عندهم فی المدح ولا معنے للمدح بکثرة الرمادا (عقیدة الاسلام ص۳۸)''

''قال الزمخشری ان الکنایة ان تذکر الشئی بغیرلفظة الموضوع له ...... قال ابن السبکی لاشك فی احتیاج الکنایة للقرینة الا ان تشهر الکلمة فی الکنایة فتستغنی عن القرینة کا الحقائق العرفیة ولکنها لیست قرینة

تصرف الاستعمال الی غیر الموضوع کما تصرف المجاز بل تصرف قصد الافادۃ‘‘ (عقیدۃ الاسلام ص۳۹)

چونکہ یہاں رفع جسمانی اور صعود آسمانی رفع درجات کومستلزم ہے۔ اس لئے اگر رافعک سے بطور کنایہ رفع درجات کا ارادہ کرلیا جائے تو چنداں مضائقہ نہیں۔ لیکن حقیقی معنی کو چھوڑ کر محض مجازی معنی مراد لینے میں مجاز کا کوئی قرینہ نہ ہونے کی وجہ سے صحیح نہیں ہیں۔ بلکہ اس جگہ ایسے قرینے پائے جاتے ہیں جن سے معنی مجازی کا ارادہ کرنا بالکل ناجائز معلوم ہورہا ہے۔ منجملہ ان قرائن کے چند قرینے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

۱...... جب متوفیک اور مطهرک کی ضمیر سے بخیال مرزا قادیانی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مرنا اوران کو یہودیوں کے ناپاک الزمات سے بری کرنا مراد ہے تو رافعک میں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اٹھانا لیا جائے گا۔ رفع روح یا رفع درجات مراد لینے سے بلاوجہ انتشار ضمائر لازم آئے گا جو ناجائز ہے۔

۲...... اگر رفع درجات سے وہ رفعت اور بلندی مرتبہ کی مراد ہے جو مقبول بارگاہ الٰہی اور نبی ہونے کی وجہ سے حاصل ہے تو ایسی رفعت ان کو سلام علیّ یوم ولدت !اور ایدتک بروح القدس !وغیرہ کی وجہ سے پہلے ہی حاصل ہے۔ وعدہ کی جگہ حاصل شدہ چیز کا وعدہ کرنا بے محل تحصیل حاصل ہے۔ پھر اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی خصوصیت نہیں۔ ایسی رفعت اور بزرگی تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے بھی حاصل ہے۔ خاص طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مخاطب بنانا اوران سے اس امر کا وعدہ کرنا بتارہا ہے کہ اس رفع سے کسی خاص قسم کا رفع مراد ہے اور اگر شرف نبوت سے زیادہ رفع درجات عطا کرنے کا وعدہ کرنا مراد ہے تو وہ بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ آیت:’’ورفع بعضهم درجات وآتینا عیسی بن مریم البینات (البقرہ:۲۵۳)‘‘میں آتینا کا عطف رفع درجات پر کیا گیا ہے اور عطف مغائرت کو چاہتا ہے۔ اس لئے جو کچھ عیسیٰ کو دیا گیا وہ رفع درجات کے علاوہ ہے۔

۳...... اگر رفع درجات موت کی صورت میں کئے گئے ہیں اور توفی سے بھی مرنا مراد ہے جیسا کہ مرزا قادیانی کہتا ہے تو بلافائدہ تکرار لازم آئے گا اور آیت فائدہ سے خالی ہوجائے گی۔ کیونکہ ہر صالح اور نیک بخت کی موت ایسی ہی ہوا کرتی ہے۔ اس کا بصورت وعدہ بیان کرنا فضول اور لایعنے بات ہے۔

۴...... یہ آیتیں باتفاق علماء نقل وفد نجران کے سامنے ان کے عقائد کی اصلاح

کے لئے پڑھی گئیں۔ان کا عقیدہ تھا کہ سولی دیئے جانے کے بعد زندہ کر کے ان کو آسمان پر اٹھالیا گیا۔اگر رفع آسمانی کا عقیدہ خلاف واقع اور غلط تھا تو جہاں عقیدہ صلیب، تثلیث پرستی اور ابنیت کی صاف لفظوں میں تردید کی گئی تھی وہاں اس عقیدہ کی اصلاح بھی کھلے لفظوں میں ہونی چاہئے تھی۔مبہم الفاظ بیان کر کے ان کو اور مسلمانوں کو گمراہی میں کبھی نہ ڈالا جاتا۔

۵...... اگر توفی اور رفع دونوں کا مفاد موت ہے تو اس کا تعلق مکر کے ساتھ صحیح نہیں رہتا اور نہ یہودیوں کے مقابلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مخلصی ظاہر ہوتی ہے۔ باوجود یہ کہ آیت اسی غرض سے بیان کی گئی ہے۔

۶...... جب قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نبی اور اولوالعزم رسول ہونے کی خبر دی گئی اور ان کو دنیا اور آخرت دونوں جگہ وجیہہ بتایا گیا ہے اور روح القدس سے ان کی تائید کی گئی تو پھر ملعونیت کے تردید کرنے کی کیا ضرورت رہی اور اگر قتل ہونا یا سولی دیا جانا ملعونیت ہے تو بہت سے سچے نبی یہودیوں کے ہاتھوں سے قتل کئے گئے ہیں۔ان کے ملعون ہونے کی تردید بھی قرآن میں ہونی چاہئے تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے ساحر سولی دیئے جانے کی وجہ سے العیاذ باللہ ملعون ہونے چاہئیں؟۔

۷...... یہ وعدے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تنہائی میں ہوئے جن کا یہودیوں کو مطلق علم نہیں ہوا۔لہٰذا اگر یہ وعدے یہودیوں کے خیال کی تردید کرنے کے لئے تھے تو ان کو اس کا علم نہ ہونے کی وجہ سے تردید سے کوئی فائدہ نہیں ہوا اور اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مقبولیت کی اطلاع دینی مقصود تھی تو ان کو اپنے مقبول ہونے کا پہلے ہی علم تھا۔اس لئے اسے ذکر کرنا بھی بے سود ہے۔

۸...... جب اجماع امت سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھالئے گئے تو بدلالت اجماع، رفع سے رفع جسمانی ہی مراد ہوگا۔کوئی اور معنے نہیں ہو سکتے۔یہی وجہ ہے کہ عام مفسرین نے رفع سے، رفع جسمانی ہی مراد لیا ہے۔چنانچہ تفسیر رحمانی میں علامہ صوفی علی مہائمیؒ نے لکھا ہے کہ:’’رافعك الی ای الی سمائی ومقر ملائکتی‘‘

امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ:’’رافعك الی معناہ انہ یرفع الی مکان لایملك الحکم علیہ فیہ غیر اللہ لان فی الارض قد یتولی الخلق انواع الاحکام

فاماالسماوات فلاحاکم هناك فی الحقیقة وفی الظاهر الا اللّٰه‘‘

(تفسیر کبیر ج۸ص۷۳)

’’رافعك ومطهرك من الذین کفروا ای برفعی ایاك الی السماء (ابن کثیر ج۲ ص۴۰)‘‘جو کچھ ہم نے تفاسیر کے حوالہ سے لکھا ہے وہی حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے۔

’’عن ابن عباسؓ ان اللّٰه رفعه بجسده وانه حیی الان وسیرجع الی الدنیا فیکون ملکاثم یموت کمایموت الناس (طبقات ابن سعد ج۱ص۴۵)‘‘

س…… (تفسیر کبیر ج۱ص۴۵۸) میں ہے کہ:’’ورافعك الی ای رافع عملك الی وهو کقوله تعالیٰ الیه یصعد الکلم الطیب والمراد من هذه الایة انه تعالیٰ بشره بقبول طاعته واعماله ‘‘اور ج۲ص۴۵۴ میں ہے کہ:’’ واعلم ان هذه الآیة تدل علی ان رفعه فی قوله ورافعك الی هو الرفعه بالدرجة والمنقبة لابالمکان والجهته ‘‘یعنی اس آیت سے جو مسیح علیہ السلام کا رفع ثابت ہوتا ہے اس سے درجات کی ترقی اور عزت کا رفع مراد ہے۔ رفع مکانی (جیسا کہ غیر احمدی مانتے ہیں) اور جہت والا مراد نہیں۔ (احمدیہ پاکٹ بک)

ج…… اگر امام رازیؒ نے اس لفظ کی توجیہہ میں قبولیت عمل اور رفع درجات کے معنے بیان کئے ہیں تو رفع جسمانی کی توجیہہ بھی تو ذکر کی ہے۔ ایک توجیہہ کے بیان کرنے سے دوسرے معنے کی تردید یا نفی لازم نہیں آتی۔ پھر یہ حوالہ مرزا قادیانی کے حق میں اس وقت مفید ہوسکتا ہے جبکہ یہ ثابت کر دیا جائے کہ امام کی رائے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردہ ہیں اور ان کے نزدیک توفی کے معنے مرنے کے ہیں اور وہ دوبارہ زندہ ہونے کے قائل نہیں یا فوقیت مرتبہ اور درجہ کی بلندی بغیر موت کے حاصل نہیں ہوسکتی۔ اس لئے رفع درجہ سے موت کے معنے اخذ کرنے ضروری ہیں۔ مگر یہ دونوں باتیں خلاف واقع اور غلط ہیں۔ جائز ہے کہ وہ زندہ بھی ہوں اور رفع درجات اور قبولیت عمل بھی ان کو حاصل ہو۔ اس سے موجودہ وقت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت ثابت نہیں ہوتی۔

امام رازیؒ بھی رفع درجات وغیرہ کے بحالت حیات ہی قائل ہیں۔ مرزا قادیانی کی طرح بذریعہ موت درجہ کی رفعت اور بلندی نہیں مانتے۔

چونکہ ایسے معنی مجازی مقصود اصلی یعنی تخلیص اور دشمنوں سے نجات دلانے اور زندہ

اٹھالینے کے منافی نہیں ہیں۔ اس لئے اگر یہ معنے بھی لے لئے جائیں تو چنداں حرج نہیں ہے اور مکر اللہ کے ساتھ تعلق صحیح رہے گا اور امام صاحب کا یہ فرمانا کہ آیت رفعت اور فوقیت پر دلالت کرتی ہے جہت اور مکان پر نہیں کرتی۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ اس توجیہہ میں رفع منزلت اور فوقیت مرتبہ ہی مراد ہوگی۔ رفع مکانی مراد نہیں ہوگا۔ اس عبارت کا یہ مفہوم ہرگز نہیں ہے کہ جو کچھ رفع جسمانی کے متعلق ہم پہلے لکھ آئے ہیں وہ غلط ہے۔ اس آیت میں سوائے رفع درجہ کے کسی اور قسم کا رفع مراد لینا درست نہیں ہے۔

س…… تفسیر جامع البیان ص۵۲ میں ہے کہ رافعك الی ای الیٰ محل کرامتی یعنی اپنی عزت کے مقام کی طرف رفع کرنے والا ہوں۔ گویا جنت میں داخل کروں گا۔ بفرمودہ:''یاایتھاالنفس المطمئنة ۰ ارجعی الیٰ ربك راضیة مرضیة''

(الفجر:۲۷،۲۸)

(تفسیر روح البیان ج۱ص۳۳۱) میں ہے''رافعك الی ای الیٰ محل کرامتی ومقر ملائکتی وجعل ذالك رفعاً الیه للتعظیم مثله قوله انی ذاهب الیٰ ربی وانما ذهب ابراهیم علیه السلام من العراق الی الشام''یعنی اللہ تعالیٰ کا اپنی طرف منسوب کرنا صرف تعظیم کے لئے ہے۔ جیسا کہ اس قول میں ہے: ماذھب! حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق سے شام کی طرف گئے تھے۔ (احمدیہ پاکٹ بک)

ج…… ان دونوں عبارتوں کے نقل کرنے سے مرزائی جماعت کا یہ مطلب ہے کہ محل کرامت سے عزت اور شرافت کا درجہ مراد ہے۔ فلک یا آسمان مراد نہیں ہے۔ مگر ان کا یہ خیال سراسر غلط اور لغو ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں رفع کی نسبت اپنی طرف کی ہے۔ جس سے خدا کے واسطے مکانیت سمجھی جاتی تھی۔

چونکہ خدا کے لئے کوئی جہت یا مکان مقرر نہیں ہے۔ جس کی طرف کسی شئ کا رفع جسمانی ممکن ہو۔ اس لئے مفسرین نے اس شبہ کا ازالہ کرنے کے لئے الی سے الیٰ محل کرامتی اور مقر ملائکتی مراد لیا ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ فرشتوں کے رہنے کی جگہ آسمان ہے۔ اس لئے محل کرامت سے بھی وہ ہی مراد ہے۔

اب ایک شبہ اور تھا۔ وہ یہ کہ جب رفع الی اللہ سے رفع الیٰ محل کرامة اللّٰه مراد ہے تو رافعك الیٰ محل کرامتی یا مقر ملائکتی کیوں نہیں کہا۔ رافعك الیٰ کہہ کر رفع کی نسبت اللہ نے اپنی طرف کس لئے کی ہے۔ اس شبہ کا مفسرین نے یہ جواب دیا ہے کہ رفع کی نسبت اپنی طرف اللہ

تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عظمت اور بزرگی ظاہر کرنے کے لئے کی ہے۔ جس طرح مسجد کو خانہ خدا یا کعبہ کو بیت اللہ اور مکہ کے رہنے والوں کو جیران اللہ، شرافت اور تعظیم کی غرض سے کہتے ہیں یا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک شام کی طرف سفر کرنے کو انی ذاھب الیٰ ربی کہہ کر اپنا رجوع الی اللہ ہونا ظاہر کیا ہے۔ اسی طرح یہاں بھی شرافت اور تعظیم شان کے لئے رفع کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کر دی ہے۔ اس عبارت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ جس طرح انی ذاھب الیٰ ربی سے شام کی طرف جانا مراد ہے۔ اسی طرح رافعك الیٰ سے جنت کی طرف لے جانا مراد ہے۔ معلوم نہیں کہ جنت کی طرف لے جانے کی خصوصیت کہاں سے لگا دی۔ کیا کسی کو لے جانا جنت کے علاوہ دوسری جگہ نہیں ہو سکتا جو یا ایتھا النفس ! کا تائید اً پیش کرنا فائدہ مند ہو سکے۔ پھر انی ذھب الیٰ ربی کی تشبیہ سے یہ معنے کیوں نہیں لئے جاتے کہ جس طرح ذاھب الیٰ ربی سے ملک شام مراد ہے اسی طرح رافعك الیٰ سے رفع الی السماء مراد ہے۔ بعینہ خدا کی طرف جانا اور اس کی طرف اٹھانا دونوں جگہ مراد نہیں۔ علاوہ ازیں جب مرزائیوں کے نزدیک فی الحال جنت کا وجود ہی نہیں ہے تو اس کی طرف رجوع کرنے کے کیا معنی ہیں؟۔ امام رازیؒ اس تفسیر کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

”وقد دل للنافی المواضع الكثيره من هذا الكتاب بالدلائل القاطعة على انه يمتنع كونه تعالیٰ فی المكان فوجب حمل اللفظ على التاويل ۰ وهو من وجوه ألاول ان المرادالی محل كرامتی وجعل ذالك رفعا اليه للتفخيم والتعظيم ومثله قوله تعالیٰ انی ذاهب الیٰ ربی وانما ذهب ابراهيم عليه السلام من العراق الی الشام وقد يقول السلطان ارفعوا هذالامر الی القاضی وقديسمی الحجاج زوار الله ويسمی المجاورون جيران الله والمراد من كل ذالك التفخيم والتعظيم فكذا ههنا“ (تفسیر کبیر ج۸ص۷۳)

س...... مرزا قادیانی نے رافعك الیٰ کا ترجمہ عزت کے ساتھ اٹھانے والا کر کے عزت کی موت مراد لی ہے اور ازالہ اوہام میں روح کا رفع کرنا لکھا ہے۔ کیا اس کا ثبوت کسی کتاب سے ملتا ہے۔

ج...... ہرگز نہیں۔ عزت کے ساتھ اٹھا لینے سے موت مراد لینی یا رفع کے معنے روح کرنے لغت کی کسی کتاب سے ثابت نہیں اور نہ عربی زبان کے محاورہ میں اٹھانے کے معنے موت کے آئے ہیں اردو کا محاورہ عربی پر چسپاں کرنا سخت جہالت اور دیدہ دلیری ہے۔ قرآن

شریف میں بھی اس کی کوئی شہادت موجود نہیں ہے۔ یہ محض مرزا قادیانی کی من گھڑت اور ان کا تصرف فی اللغتہ ہے۔ اس کے علاوہ رفع جسمانی اور اعزاز میں منافاۃ نہیں ہے۔ دونوں زندگی کی حالت میں جمع ہوسکتے ہیں۔ جیسا کہ رفع ابویہ علی العرش میں ہے۔ یعنی حضرت یوسف علیہ السلام نے (عزت کے ساتھ) اپنے والدین کو تخت پر بٹھایا۔

توفی سے رفع الی السماء مراد لینے کا دوسرا قرینہ ''ومطھرک من الذین کفروا'' ہے۔ وہ اس لئے کہ تطہیر کے معنی لغت میں پاک کرنے کے ہیں۔ چونکہ کفار خبث باطنی کی وجہ سے بعینہ نجاست قرار دیئے گئے ہیں۔ جیسا کہ آیت ''انما المشرکون نجس (توبہ:۲۸)'' سے ظاہر ہے۔ اس لئے ان سے نجات دینے اور چھڑا لینے کو تطہیر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ لہٰذا تطہیر کا لفظ تخلیص اور انجاءً کے لئے بطور استعارہ استعمال کرنا اسی وقت صحیح ہوسکتا ہے جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم اطہر تک کفاروں کا ناپاک ہاتھ نہ پہنچنا تسلیم کریں اور ان کا صحیح سالم آسمانوں پر مرفوع ہونا مان لیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مفسرین تطہیر کو دشمنوں سے تخلیص اور انجاءً کا وعدہ قرار دیتے ہوئے اس سے رفع جسمانی کی طرف اشارہ کردیتے ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ:

''ومطھرك من الذین كفروا ای برفعی ایاك الی السماء''

(ابن کثیر ج۲ ص۴۰)

''عن ابن عباسؓ ان رهطامن الیهود سبوه وامه فدعا علیهم نسخهم قردة وخنازیر فاجتمعت الیهود علی قتله فاخبره الله بانه یرفع الی السماء ویطهره من صحبة الیهود اخرجه النسائی وغیره'' (السراج المنیر)

''وانما ارفعك لانی مطهرك من جوار الذین كفرو الئلا یصل الیك من آثارهم'' (تفسیر رحمانی)

غرض تطہیر سے عام مفسرین کے نزدیک دشمنوں سے ان کو بچانا اور ان کے ناپاک ہاتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم مبارک تک نہ پہنچنے دینا ہی مراد ہے۔ اسی وجہ سے سورہ المائدہ میں احسانات کے ضمن میں اللہ تعالیٰ نے ''اذ کففت بنی اسرائیل عنك'' کو ذکر فرمایا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی پر چڑھانا اور ان کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھنا اور ہاتھ پاؤں میں میخیں ٹھوکنا اور پسلی میں تیر مارنا واقع ہوا ہوتا جیسا کہ مرزا علیہ ماعلیہ کہتا ہے تو اس ذلت اور رسوائی کے باوجود اس کو کبھی تطہیر اور کف سے کبھی تعبیر نہ کیا جاتا اور نہ موضع امتنان میں اس کا ذکر کرنا مناسب ہوتا۔

پھر قرینہ حالیہ بھی اس امر کا مقتضی ہے کہ یہاں تطہیر سے مراد دشمنوں کے مکر سے بچالینا ہے۔ کیونکہ یہ وعدہ اس وقت کیا گیا جبکہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑنے اور ان کی اہانت اور تذلیل کی کوشش کررہے تھے۔ اگر بخیال مرزا قادیانی اسی حالت میں یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پکڑنے اور ان کے تذلیل کرنے اور اپنے خیال میں ان کو قتل کرنے اور مارنے میں کامیاب ہوگئے تھے تو کف اور تطہیر کے وعدے کی کوئی اصلیت باقی نہیں رہتی اور یہودیوں کا مکر تدبیر الٰہی کے مقابلہ میں غالب ماننا پڑے گا۔ یہ بات کسی کافر کے منہ سے نکل سکتی ہے مسلمان ایسا کہنے کی کبھی جرأت نہیں کرسکتا۔

س...... اگر تطہیر سے مراد اس جگہ ان الزامات سے بری کرنا لے لیا جائے جو آپ کی والدہ ماجدہ پر یہودیوں کی طرف سے لگائے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے قرآن میں اس سے بری ہونا ظاہر کیا گیا ہے تو کیا حرج ہے۔

ج...... رسول اللہ ﷺ کی معرفت مستقل طور پر حضرت مریم کی برأت ذکر نہیں کی گئی۔ بلکہ جو برأت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی شیر خوارگی کی حالت میں کرائی گئی تھی انہیں کلمات کو رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ سے قرآن میں ذکر کیا گیا ہے۔ قرآن عزیز ناقل اور اس کی تصدیق کرنے والا ہے۔ بری کرنے والے خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی ہیں۔

چونکہ یہ برأت مہد اور گہوارہ میں زمانہ نبوت سے بہت پہلے لڑکپن میں ہوچکی تھی۔ اس لئے مطھرک کا وعدہ جو نبوت کے بعد رفع آسمانی کے قریب ہوا ہے کبھی برأت کا وعدہ نہیں ہوسکتا۔ پھر یہ کہاں کی عقلمندی ہے کہ پانچ سو برس تک تو ان کو مورد الزام بنائے رکھا اور زنا کی تہمت سے ان کو بری نہ کیا اور جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو قرآن کریم میں ان کی برأت ذکر فرمادی جس کو یہودی خدا کی کتاب تسلیم نہیں کرتے۔ مصرعہ:

بریں عقل ودانش بباید گریست

آیت نمبر ۶...... ’’وما قتلوہ وماصلبوہ ولکن شبہ لھم (النساء:۱۵۷)‘‘

تحقیق لغوی ونحوی

التشبیہ ایک کو دوسری کے ساتھ تشبیہ دینا ’’شبھتہ ایاہ وشبھہ تشبیھا مانند اوکرد اند‘‘ (منتھی الارب ج۲ ص۳۲۰) اور بمعنی اشتباہ یعنی ’’پوشیدہ شدن کا رومانند آن‘‘ (منتھی الارب ج۲ ص۳۲۰) ’’منہ امور مشتبہ کارھائے مشکل‘‘ (منتھی الارب ج۲ ص۳۲۰)

"الفتنة تشبه مقبلة وتبين مدبرة ای انها اذا اقبلت شبهت علی القوم وارتهم انهم علی الحق حتیٰ یدخلوا فیها ویرکبوا منها مالایجوز فاذا ادبرت وانقضت بان امرها فعلم من دخل فیها انه کان علی الخطاء"

(مجمع البحار ج٣ص١٧٦)

"(فی الحدیث) بینهما مشتبهات روی من التفعیل والافتعال شبهت بغیر ها ممالم تبین به حکمها علی التعیین والتبست من وجهین لایعلم حکمها کثیر من الناس انه حرام وحلال" (مجمع البحار ج٣ص١٧٧)

"شبه علیهم بضهم شین وکسرموحدة ای اشتبه علیهم"

(مجمع البحارج٣ص١٧٨)

"شبه علیه الامر مجهولا مشکل شدبروے کار"

(منتهی الارب ج٢ص ٣٢٠)

لکن !لکن مخفف حرف عطف ہے۔ مگرلکن مشدد کی طرح استدراک کا فائدہ بھی دیتا ہے۔ مفرد پرداخل ہوکرعطف مفردعلی المفرد کے لئے اور جملہ پر عطف جملہ علی الجملہ کے واسطے آتا ہے۔ دنوں صورتوں میں نفی بغیر کبھی مستعمل نہیں ہوتا۔ البتہ مفرد میں معطوف علیہ ہمیشہ منفی ہوتا ہے اورعطف جملہ میں معطوف اور معطوف علیہ میں سے ایک جملہ کا منفیہ ہونا ضروری ہے۔ چونکہ معطوف اورمعطوف علیہ میں تعلق اورارتباط کا ہونالازمی ہے۔ اس لئے جس حکم کی ایک جملہ میں نفی کی جائے گی دوسرے میں اسی کا ثبوت ضروری ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہمیشہ ایک حکم میں نفی اور اثبات کے درمیان واقع ہوا کرتا ہے:

"فان کانت لعطف المفرد علی المفرد فهی نقیضة لافتکون لایجاب ماانتفی عن الاول فتکون لازمه لنفی الحکم عن الاول نحوما قام زید لکن عمرو ای قام عمرو وانکانت لعطف الجملة علی الجملة فهی نظیرة بل فی مجیها بعد النفی والاثبات فبعد النفی لاثبات مابعدها وابعد الاثبات لنفی مابعد هانحوجاء فی زید لکن عمرو ولم یجی وماجاء نی زید لکن عمرو قد جأنی فعلے کل تقدیر غیر مستعملة بدون النفی (شرح جامی)"

علامہ عبدالحکیم فتکون لایجاب کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "لاثبات ماانتفی عن المتبوع مع الاسندراك" (تکملہ عبدالغفورص ٥٤٧)

معلوم ہوا کہ عطف مفرد میں جس حکم کی متبوع اور معطوف علیہ سے نفی کی جائے گی اسی کا تابع اور معطوف کے لئے ثابت کرنا ضروری ہے اور عطف جملہ میں اگر چہ معطوف علیہ کا منفی ہونا لازمی نہیں ہے۔ لیکن جملتین میں ایک ہی حکم پر نفی اور اثبات کا واقع ہونا ضروری ہے۔

اور کبھی لکن پر واؤ داخل کر دیا جاتا ہے۔ شارح رضی کے خیال میں ایسا واؤ عطف کے لئے نہیں ہوتا۔ بلکہ اعتراضیہ کہلاتا ہے:

''(قال عبدالحکیم فی التکمله) لعل وجهه ان الواؤ والعاطفة للجمع وليس مقصود والمتكلم لجاء زيد ولكن عمرو لم يجی افادة ان الحكمين المتغائرين متحققان فی نفس الامرفان المفيد لذالك جاء زيد ولم يجی عمروبل مجرد رفع التوهم الناشی من الكلام السابق وهولا تمام الاول فيكون للاعتراض''

اور بعض نحویوں نے واؤ کو عطف مفرد میں زائد لازم اور غیر لازم کہا ہے اور بعض کے نزدیک واؤ عطف مفرد علی المفرد یا عطف جملہ علی الجملہ کے لئے اور لکن محض استدراک کا فائدہ دیتا ہے۔ لیکن عطف جملہ میں جملہ معطوفہ کا صدر محذوف ہے اور معطوف علیہ میں مذکور:

''اختلف فی نحوما قام زيد لكن عمرو علی اربعة اقوال احدها ليونس ان لكن غير عاطفة والواؤ عاطفة مفرداً علی المفرد • والثانی لابن مالك ان لكن غير العاطفة والواؤ عاطفة جملة حذف بعضها علی جملة صرح بجميعها قال فالتقدير فی نحوماقام زيد ولكن عمرو ولكن قام عمرو والثالث لابن عصفوران لكن عاطفة والو اؤ زائده لازمه والرابع لابن كيان ان لكن عاطفة والواوزائده غيرلازمه'' (حاشیہ جمال)

یہ اختلاف واؤ کے ساتھ لکن کے عاطفہ اور غیر عاطفہ ہونے کے متعلق اس وقت ہے جبکہ لکن مفرد پر داخل ہو اور اگر وہ جملہ پر آ جائے تو پھر لکن عاطفہ ہی ہوگا۔ ابتدائیہ وغیرہ نہیں ہوگا۔

ان لكن الداخل علی الجملة عاطفه وهو مختار الزمخشری فلايحسن الوقف علی ماقبلها . (تکملہ عبدالغفور)

استدلال

اب اگر شبہ ماضی مجہول کے معنے تشبیہ دیا گیا اور شبیہ اور ہمشکل بنایا گیا کریں تو لکن عطف مفرد کے لئے اور کلام سابق سے اس وہم کو دور کرنے کے واسطے ہوگا کہ اگر حضرت عیسٰی علیہ

السلام مقتول یا مصلوب نہیں ہوئے تو یہود ونصاریٰ ان کے سولی پر مرنے اور بذریعہ صلیب قتل ہونے پر کیوں متفق ہیں۔

چونکہ عطف مفرد میں جس حکم کی متبوع یعنی معطوف علیہ میں نفی کی جائے گی اسی کا اثبات تابع اور معطوف میں ضروری ہے۔ اس لئے شبہ لہم کا عطف وماقتلوہ وماصلبوہ کی ضمیر مفعول پر ہوگا۔ تاکہ عطف مفرد علی المفرد بن سکے اور جو حکم متبوع یعنی ضمیر غائب سے منتفی کیا گیا ہے۔ وہی شبہ کی ضمیر کے واسطے ثابت کیا جائے گا۔ مگر شبہ فعل ہے اور فعل کا عطف ضمیر پر نہیں ہوسکتا۔ اس لئے لفظ من نکال کر شبہ اس کا صلہ بنادیا جائے گا اور وہی ضمیر غائب پر معطوف بھی ہوگا۔ اس صورت میں عبارت کی تقدیر اس طرح ہوگی۔ وماقتلوہ وماصلبوہ ولکن قتلوہ وصلبوہ من شبہ لھم!

چنانچہ تفسیر رحمانی میں اس کی یہی تقدیر نکالی ہے۔ ولکن قتلوہ وصلبوا من القی علیہ شبہ یعنی حضرت عیسیٰ کو قتل نہیں کیا اور نہ ان کو سولی دی گئی۔ بلکہ ان کی ایک شبیہ کو سولی دے کر مارا گیا۔

(مدارک ج۱ ص۲۰۳ اور کشاف ج۱ ص۵۸۷) میں ہے۔ ولکن شبہ لھم من قتلوہ! اس صورت میں عطف بھی صحیح ہوگیا اور پیدا شدہ وہم بھی جاتا رہا۔

اگرچہ من کا مرجع یا شبہ کی ضمیر مقتول کی طرف راجع ہونے والے لفظوں میں موجود نہیں ہے۔ لیکن جب لکن سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل اور سولی دیئے جانے کی نفی کی گئی تو بقاعدہ لکن ضروری ہوا کہ سولی پر مرنا حضرت عیسیٰ کے علاوہ غیر کے لئے ضرور ثابت ہو۔ ورنہ لکن کا لانا صحیح نہیں رہے گا۔ اس لئے مقتول اگرچہ لفظاً موجود نہیں ہے۔ لیکن تقدیراً ضرور پایا جاتا ہے۔

’’ان یسند الی ضمیر المقتول لان قولہ وماقتلوہ یدل علی انہ وقع القتل علی غیرہ فصار ذالک الغیر مذکورا بھذا الطریق فحسن اسناد شبہ الیہ‘‘ (تفسیر کبیر ج۱۱ ص۹۹)

دوسرے ’’انا قتلنا‘‘ میں یہودیوں نے قتل کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل نہیں کئے گئے تو ضرور وہاں کوئی ایسا آدمی ہوگا جس پر فعل قتل کا وارد ہوا ہے۔ اور وہی مقتول ہے۔

’’اوالی ضمیر المقتول لدلالۃ انا قتلنا علی ان ثم مقتولاً‘‘

(ابوالسعود ج۲ ص۲۵۱ والبیضاوی ج۱ ص۲۱۵)

لہذا قتل ہونا یا سولی دیا جانا غیر کے واسطے ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ قتل ہوئے اور نہ سولی دیئے گئے۔ بلکہ عزت کے ساتھ آسمان پر اٹھالئے گئے۔ وہوالمقصود!

اگر شبہ کو تشبیہ بمعنے اشتباہ سے لیں اور اس کے معنے مشتبہ یا پوشیدہ کیا گیا کریں تو پھر شبہ کی اسند جار مجرور یعنی لہم کی طرف ہوگی۔ جس طرح خیل الیہ یا ذہب بہ میں الیہ اور بہ نائب فاعل ہیں اور ان کے معنے وقع علیہ الخیال یا وقع علیہ الذہاب ہیں۔ ایسے ہی شبہ لہم کے معنے وقع لہم التشبیہ والاشتباہ کے ہوں گے اور لکن عطف جملہ علی الجملہ کے لئے ہوگا۔ چونکہ لہم کی ضمیر سولی دینے والے یہودی اور جن کو بعد میں خبر دی گئی اور وہ سولی دیئے جانے کے وقت قتل گاہ میں موجود نہ تھے۔ دونوں مراد لئے جاسکتے ہیں۔ اس لئے پہلی صورت میں وہ معنے مراد ہوں گے جو علامہ ابن تیمیہ نے بیان کئے ہیں: ''ومنهم من يقول بل اشتبه على الذين صلبوه وهذا قول اكثر الناس (الجواب الصحيح ج ۱ ص ۳۱۳)'' اور یہی مطلب ہے ابوالسعود اور بیضاوی کی اس عبارت کا۔ كانه قيل ولكن وقع لهم التشبيه بين عيسىٰ عليه السلام والمقتول، لفظ لکن کی رعایت کرتے ہوئے اس کی وہ تقدیر ہوگی جو تفسیر جامع البیان میں ذکر کی گئی ہے: ''اى لكن وقع لهم التشبيه بين عيسىٰ والمقتول فقتلوا شابا من انصاره حسبوه عيسىٰ''

اور اگر لهم کی ضمیر سے وہ لوگ مراد ہیں جن کو قتل کی خبر دی گئی تو پھر شبہ لہم کے یہ معنے ہیں: ''اى شبه للناس الذين اخبرهم اولئك بصلبه (الجواب الصحيح ج ۱ ص ۳۱۳)'' یعنی سولی کسی اور شخص کو دی اور لوگوں میں حضرت عیسیٰ کا قتل کرنا غلط مشہور کر دیا جس سے سننے والوں کو حقیقت حال کی خبر نہ ہوسکی۔ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ: ''فمن الناس من يقول انهم علموا ان المصلوب غيره وتعمدوا الكذب فى انهم صلبوه وشبه صلبه على من اخبروهم'' (الجواب الصحيح ج ۱ ص ۳۱۳ وهذا قول ابن الحزم ذكره فى الملل والنحل)

لہذا برعایت لکن یہ معنے کئے جائیں گے: ''شبه على الناس بصلب عيسىٰ وقد صلبوا غيره'' یا یہ مطلب ہے کہ قتل کوئی بھی نہیں کیا گیا۔ لیکن لوگوں میں قتل عیسیٰ کے متعلق غلط اور جھوٹی شہرت کی گئی۔ اس لئے سامعین پر امر قتل پوشیدہ اور مشتبہ رہے گا۔ حقیقت حال سے پوری واقفیت نہ ہوسکی۔ یہ معنے ابوالسعود اور بیضاوی نے فی الامر یعنی وقع لہم التشبیہ فی امر القتل سے ظاہر کئے ہیں۔ یہ توجیہ ان لوگوں کے خیال میں ہے جو یہ کہتے ہیں کہ مصلوب یا

مقتول کوئی شخص نہیں ہوا۔ یہودیوں نے محض اپنی خفت اور شرمندگی دور کرنے کے لئے لوگوں میں غلط اور جھوٹی بات مشہور کر دی تھی۔ اس وقت عبارت کی تقدیر اس طرح ہوگی: ''لکن قتلوا وصلبوا عیسیٰ الفرضی الذی ارجف بقتله کذبا فی زعم الناس وهو غیر عیسیٰ بن مریم الذی نفی عنه الصلب فصح العطف لتغائره المسند الیه''

ان تینوں صورتوں سے یہ بات متفقہ طور پر اچھی طرح ثابت ہوگئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دے کر کسی اور طریقہ سے قتل نہیں کیا گیا۔ بلکہ قتل ہونے والا کوئی دوسرا شخص تھا جو فی الجملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مشابہت رکھتا تھا یا کسی شخص کو قتل نہیں کیا گیا۔ لوگوں میں اس کے متعلق جھوٹی اور غلط بات مشہور کر دی گئی تھی۔

فائدہ: جب تشبیہ کے معنے اشتباہ کے ہوتے ہیں تو اکثر اس کا صلہ علیٰ آیا کرتا ہے۔ مگر یہاں شبہ علیہم کی جگہ شبہ لہم کہا گیا ہے۔ تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ یہ اشتباہ پہلے مقدر ہو چکا تھا اور دانستہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچانے کے لئے کیا گیا۔ دیگر امور کثیرہ کی طرح اتفاقیہ نہیں تھا۔

(ذکرہ فی عقیدۃ الاسلام ص ۱۲۱ طبع دیوبند)

یا اس بات پر دلالت کرنے کے لئے کہ قتل عیسیٰ کی جھوٹی خبر لوگوں کو دھوکہ دینے کے واسطے گھڑی گئی تھی۔ (هذا مستفاد من الملل والنحل)

س...... شبہ کی ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ کی طرف ہونا چاہئے۔ کیونکہ وہ لفظوں میں مذکور ہے اور ان کے سولی دیئے جانے کا واقعہ یہود و نصاریٰ میں متواتر اور متفق علیہ بھی ہے۔ اس لئے آیت کے معنے بیان کرتے ہوئے یہ کہنا چاہئے کہ جب قتل اور صلب کی حضرت عیسیٰ سے نفی کی گئی تو یہ شبہ ہوا کہ اگر وہ مقتول نہیں ہوئے تو یہود و نصاریٰ میں یہ بات کیوں مشہور ہوئی۔ لکن سے اس وہم کو دور کرنے کے لئے کہا کہ حضرت عیسیٰ مشابہ بالمقتول یا مشابہ بالقتل یعنی ادھ موا بنا دیئے گئے تھے۔ جس سے یہود و نصاریٰ کو دھوکا لگ گیا اور وہ ان کو مصلوب یا مقتول سمجھنے لگے۔ ورنہ وہ آخر وقت تک زندہ رہے اور ستاسی برس بعد اپنی طبعی موت مرے۔

ج...... شبہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹانی کئی وجہ سے درست نہیں ہے:

ا...... پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ لکن عطف مفرد اور عطف جملہ میں نفی اور اثبات کے درمیان واقع ہوتا ہے اور اس طرح کہ جس حکم کی متبوع یعنی معطوف علیہ میں نفی ہوتی ہے اسی کا معطوف میں اثبات ہوا کرتا ہے اور عطف جملہ میں اگرچہ ہر جملہ بجائے خود مستقل ہوتا ہے۔ لیکن

جس طرح عطف مفرد میں حکم معطوف اور معطوف علیہ میں بصورت نفی اور اثبات ایک ہی ہوتا ہے اور محکوم علیہ یا جس کے ساتھ حکم کا تعلق ہو وہ متغائر اور بدلا ہوا۔ ایسے ہی عطف جملہ میں جملہ معطوفہ کے اندر وہی حکم یا فعل ہوتا ہے جو معطوف علیہ میں ہے۔ البتہ متعلق حکم کا ہر ایک جملہ میں الگ الگ ہوا کرتا ہے۔ اس لئے اگر شبہ کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹائی گئی اور ان کو مشبہ اور مقتول مشبہ بہ کہا گیا تو معطوف اور معطوف علیہ دونوں میں محکوم اور محکوم علیہ اور متعلق حکم ایک ہی ہو جائیں گے اور اس صورت میں لکن متناقضین کے درمیان واقع ہوگا جس میں سے ایک کو صادق اور دوسرے کو کاذب کہنے کی وجہ سے کلام میں کذب لازم آئے گا اور اگر معطوف میں حکم سابق کی تقدیر فرض نہ کی گئی تو لکن عاطفہ کا لانا صحیح نہ رہے گا۔ چونکہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ اس لئے حضرت عیسیٰ کو مشبہ اور مقتول کو مشبہ بہ کہنا بھی درست نہیں ہے۔ پھر قتل کو مشبہ بہ کہنا تو اور بھی جہالت ہے۔ کیونکہ تشبیہ تشریک امر لامر فی صفتہ کا نام ہے۔ جب معنے وصفی مشبہ بہ ہو تو وجہ شبہ کیا چیز ہے۔ دوسرے ذات اور فعل کے درمیان کبھی تشبیہ نہیں ہوسکتی۔ امام رازیؒ آیت ''انما یعمر مساجد اللّٰہ (التوبہ:۱۸)'' کے تحت میں لکھتے ہیں کہ: ''فظاهر اللفظ يقتضى تشبيه الفعل بالفاعل والصفة بالذات وانه محال فلابدمن التاويل''

(تفسیر کبیر ج۱۶ ص۱۲)

۲… مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام ص۳۷۸، خزائن ج۳ ص۲۹۴ پر) لکھا ہے کہ: ''منشاء ماصلبوہ کے لفظ سے یہ ہرگز نہیں ہے کہ مسیح صلیب پر چڑھایا نہیں گیا۔ بلکہ منشاء یہ ہے کہ جو صلیب پر چڑھانے کا اصل مدعا تھا یعنی قتل کرنا اس سے خدا تعالیٰ نے مسیح کو محفوظ رکھا۔''

جب ماصلبوہ کے معنے مرزا قادیانی کے خیال میں یہ ہوئے کہ یہود نے مسیح علیہ السلام کو بذریعہ صلیب قتل نہیں کیا تو لکن کی رعایت کرتے ہوئے اگر معطوف میں صاحب کا ثبوت اس معنے سے لیا جائے کہ ان کو سولی پر چڑھایا گیا، ایذا اور تکلیف دی گئی، ادھ مویا بنایا گیا۔ مگر بالکل مارا نہ گیا۔ جیسا کہ مرزائی کہتے ہیں تو اس صورت میں معطوف اور معطوف علیہ دونوں میں ایک حکم نہیں ہوگا۔ بلکہ معطوف علیہ میں صلب کے معنے دھار پر مارنا اور معطوف میں محض سولی پر چڑھانا ہوں گے اور وہ دونوں بالکل الگ ہیں اور اگر صلیب کے دونوں جگہ ایک ہی معنے کئے گئے اور متعلق کو نہ بدلا تو اجتماع نقیضین لازم آئے گا جو عقلاً محال ہے۔ اس لئے یہی کہنا پڑے گا کہ صلب کے معنے مارنے کے ہیں۔ مگر اس حکم کی نفی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کی گئی اور لکن کے بعد اسی کا اثبات دوسرے کے لئے ہوا اور اس میں کوئی تعارض نہیں اور یہی مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔

۳...... حرف لکن جس شبہ یا وہم کو دور کرنے کے لئے آتا ہے وہ شبہ جملہ سابقہ سے مسند الیہ اور فعل کے متعلق میں پیدا ہوتا ہے۔ نفس فعل یا جملہ میں نہیں ہوتا۔ علامہ جامی لکھتے ہیں کہ:''ومعنے الاستدراك وقع توهم يتولد من الكلام المتقدم فاذاقلت جاءني زيد فكانه توهم ان عمرا ايضاً جاءك كما بينهما من الالفة فرفعت ذالك الوهم بقولك لكن عمراً لم يجي (شرح جامی)''

لہٰذا پہلے جملہ کے نفس فعل میں شبہ پیدا کر کے سب کی نفی کرنا لکن کی وضع کے خلاف ہے۔

چونکہ حضرت عیسیٰ کا مقتول ثابت کرنا یہودیوں کا مقصود اصلی تھا۔ اس لئے ''انا قتلنا المسيح عيسى بن مريم رسول الله'' میں قتل کا دعویٰ کرتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام کو لقب اسم اور معنے وصفی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ تاکہ متعلق فعل کے تعین میں کسی طرح خفا باقی نہ رہ جائے۔ اگر نفس قتل کا ثابت کرنا مدنظر ہوتا اور متعلق کی تعیین اور تخصیص کی طرف زیادہ توجہ نہ ہوتی تو بجائے متعلق کے تاکیدات ذکر کرنے کے فعل کی تاکید بیان کی جاتی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس دعوے کی وماقتلوه وماصلبوه سے تردید کرتے ہوئے مطلق فعل قتل اور صلب کی نفی نہیں کی۔ بلکہ متعلق فعل کی جو ان کا اصل دعوے تھا تردید کی ہے۔ اگر نفس فعل کی نفی کرنی مقصود ہوتی تو قتل اور صلب کے متعلق کے ذکر کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ عام کی نفی سے خاص کی نفی پر استدلال کرنا کافی تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کی توجیہہ اصل فعل کی نفی کرنے کی وجہ سے غلط اور خلاف مقصود ہے۔

۵...... اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کے علاوہ ہر قسم کی اذیت اور تکلیف پہنچائی گئی تھی۔ تذلیل اور اہانت کے علاوہ صلیب پر چڑھایا گیا تھا اور ادھ مویا بنا کر نیچے اتار لیا تھا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کہتا ہے تو لازم تھا کہ اللہ تعالیٰ بجائے دعویٰ قتل پر لعنت کرنے کے ان افعال شنیعہ اور حرکات قبیحہ پر یہودیوں کی مذمت کرتا اور محض انا قتلنا کے کہنے پر لعنت کا اظہار نہ کرتا۔ ایسی اہم بات کو چھوڑ کر صرف دعویٰ قتل کو لعنت کا سبب قرار دینا اس امر کی کھلی ہوئی شہادت ہے کہ قتل وصلب اور ان کے اسباب اور ذرائع میں سے کوئی بات بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پیش نہیں آئی۔

۶...... اللہ تعالیٰ نے (سورۃ المائدہ ۱۱۰) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر احسانات کا بیان کرتے ہوئے:''اذكففت بني اسرائيل عنك''کو بھی ذکر کیا ہے۔ اگر حضرت عیسیٰ

یہودیوں کے ہاتھوں سے مشبہ بالمقتول یا ادھ مویا بنائے گئے تھے تو بنی اسرائیل سے بچالینے کو احسانات کے ضمن میں ذکر کرنا ہرگز صحیح نہیں تھا۔

۷...... اگر مرزا قادیانی کی رائے میں یہودی حضرت عیسیٰ کے پکڑنے، مارنے پیٹنے اور سولی پر چڑھا کر اپنے خیال میں ان کو قتل کردینے میں کامیاب ہوگئے تھے تو آیت: ''مکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین (آل عمران:٥٤)'' میں اللہ کا اپنی تدبیر کو یہودیوں کے مقابلہ میں غالب فرمانا صحیح نہیں رہتا۔ اورنہ: ''اذ قال اللہ یا عیسیٰ'' کا تعلق ''مکر اللہ یا خیر الماکرین'' کے ساتھ درست ہوتا ہے۔ قرآن مجید کی کسی آیت کو جھوٹا قرار دینا ملحد اور بددین ہی کا کام ہے۔

۸...... رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرامؓ میں سے کسی شخص نے اس آیت کی یہ تفسیر نہیں کی ہے۔ یہ مرزا قادیانی کی خانہ ساز تفسیر ہے جو تحریف قرآنی اور بالرائے ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

۹...... تمام یہودی اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب پر مار دیئے گئے اور ان کو زندہ نہیں چھوڑا گیا۔ نصاریٰ کی ایک جماعت کا بھی یہی خیال ہے۔ لیکن وہ ان کے مقتول ہونے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور آسمانوں پر چلے جانے کے قائل ہیں۔ مسلمان اور نصاریٰ کی قدیم جماعتوں کا یہ عقیدہ ہے کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پکڑنے اور سولی دینے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ البتہ ان کی جگہ ایک اور شخص کو جو انہی کا ہم شکل تھا سولی دی گئی۔ (دیکھو ترجمہ سیل صاحب)

غرض جو فرقہ حضرت عیسیٰ کے صلیب پر چڑھنے کا قائل ہے وہ ان کے قتل ہونے اور صلیب پر مرجانے کا بھی قائل ہے اور جس نے حضرت عیسیٰ کے متعلق صلیب کا انکار کیا ہے وہ یہودیوں کے ہاتھوں میں ان کے پکڑے جانے سے بھی منکر ہے۔ ان تینوں جماعتوں میں اس بات کا کوئی شخص بھی قائل نہیں کہ صلیب پر تو ضرور چڑھائے گئے۔ لیکن اس پر مرے نہیں۔ البتہ زخمی ہوگئے تھے۔ علاج کرنے سے اچھے ہوگئے۔ یہ واقعہ مرزا قادیانی نے اپنی طرف سے ہی گھڑ لیا۔ قرآن اور لغت عربی میں قیاس تو چلاتے ہی تھے۔ اب تاریخی واقعات بھی ان کی جنبش قلم کے رہین منت ہونے لگے۔ تعجب ہے کہ جو لوگ سولی دیئے جانے کے وقت وہاں موجود تھے ان پر تو مصلوب کا مرنا پوشیدہ نہیں رہا۔ مگر مرزا قادیانی کو دوہزار برس کے بعد پنجاب کے ایک گاؤں میں ان کا سانس چلتا ہوا نظر آنے لگا۔ پھر ان سے کوئی پوچھے کہ جب آپ کے نزدیک یہود ونصاریٰ کا

تواتر قابل سند ہے تو صلیب پر مرنے کے تواتر کو کیوں تسلیم نہیں کیا جاتا۔

۱۰...... پھر کیا کسی تاریخ یا صحیفہ آسمانی سے یہ بات پیش کی جاسکتی ہے کہ کسی نبی نے قوم کی ایذا اور تکلیف سے تنگ آ کر تبلیغ کا کام چھوڑ دیا اور ستاسی برس گمنامی میں چپ چاپ گزار کر عالم بالا کو رخصت ہو گئے ہوں۔ بڑی حیرت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول بنا کر بنی اسرائیل اور یہود کی طرف بھیجے گئے۔ مگر وہ ان سے منہ چھپا کر مشرکین کی اصلاح کے لئے کشمیر میں آ کودے۔ پھر خدا تعالیٰ بھی ان سے اس حرکت پر کسی قسم کا کوئی مواخذہ نہیں کرتا۔ جیسا کہ حضرت یونس علیہ السلام پر قوم سے کچھ دن کے لئے الگ ہو جانے کی وجہ سے کیا ہے اور نہ وہاں کے باشندے اس نووارد مہمان کے نام اور پتہ اور اس کے مذہب سے واقف ہوں۔

س...... القاء شبہ علی الغیر دھوکا دہی اور ظلم ہے اور نیز کسی صحیح روایت سے اس کا کوئی ثبوت بھی نہیں۔ مفسرین نے جو کچھ اس بارہ میں لکھا ہے وہ نصاریٰ کی تعلیم سے لیا ہے۔

ج...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مشابہت جزوی اس شخص میں پیدا کی گئی جو نشان دہی کے واسطے یہودیوں کو چڑھا کر لایا اور حضرت عیسیٰ کو پکڑنے کے لئے اندر مکان میں داخل ہوا تھا۔ ایسی حالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچالینا اور ان کی جگہ اس آدمی کو یہودیوں کی نظر میں مشتبہ بنا کر پھنسا دینا جو ان کے نقصان کے درپے تھا آیت: ''لا یحیق المکر السیئ الا باھلہ (فاطر:۴۳)'' اور چاہ کن را چاہ درپیش جیسے ضابطہ کے موافق اور عین انصاف ہے۔ نیز توریت میں کئی جگہ لکھا ہے کہ اشرار نیکوں کی جان کا فدیہ ہوا کرتے ہیں۔ اس حکم کا یہ تقاضا تھا کہ ایسا مجرم حضرت عیسیٰ کے بدلے دار پر کھینچا جائے۔ (ذکر فی عقیدۃ الاسلام ص۱۲۱ طبع دیوبند)

۲...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک ہم شکل آدمی کو قتل کرانے سے نصاریٰ کی اس جماعت پر بھی رد کرنا مقصود تھا۔ جو ان کو عیاذاً باللہ خدا یا خدا کا بیٹا تجویز کرنے والی تھی۔ تاکہ ان کو یہ معلوم ہو جائے کہ جو شخص تکالیف اور مضرتوں سے اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا وہ خدا بھی کسی طرح نہیں ہو سکتا اور ایسا کرنے میں کسی قسم کی تلبیس یا دھوکا دہی بھی نہیں ہے۔ کیونکہ اصل واقعہ کے جاننے والے حواری موجود تھے۔ جنہوں نے رفع آسمانی کے بعد اصلیت کو لوگوں کے سامنے رکھ دیا اور اس شبہ کا ازالہ کر دیا۔ چنانچہ انجیل برنباس میں جو ایک حواری کی ہے اور مصنف فوٹیس نے رسولوں کے سفرنامہ سے اس خیال کی تردید حواریوں سے نقل کی ہے۔ اسی وجہ سے شروع میں بعض نصاریٰ کے فرقوں کا یہی خیال رہا ہے جو آج مسلمانوں کا ہے۔

رہا یہ خیال کہ اس میں کوئی صحیح روایت موجود نہیں ہے اور حضرت ابن عباسؓ کا اثر

نصاریٰ سے ماخوذ ہے بالکل غلط ہے۔علامہ سیوطی نے درمنثور میں نسائی اور ابن کثیر وابن مردویہ نے ابن عباسؓ سے اور (ابن جریر ج۶ص۱۹) نے ابی مالک سے عبدبن حمید اور ابن منذر نے شہر بن حوشب سے ان من اہل الکتاب کے تحت میں اس اثر کو نقل کیا ہے۔ (درمنثور ج۲ص۲۴۱) حافظ ابن کثیر اور جلال الدین سیوطیؒ نے ابن عباسؓ کے اثر کی تصحیح اور توثیق بھی کی ہے:

’’ففی الدر المنثور اخرج عبدبن حمید والنسائی وابن ابی حاتم وابن مردویه عن ابن عباسؓ قال لماارادالله ان یرفع عیسیٰ الی السماء خرج الی اصحابه …… ورفع عیسیٰ من روزنة فی البیت الی السماء (درمنثور ج۲ص۲۳۸ وللنسائی تفسیر مفرد رواه حمزه عنه قال ابن کثیر بعد ماذکر اسناد ابن ابی حاتم وهذا اسناد صحیح الی ابن عباسؓ ورواه النسائی عن ابی کریب عن ابی معاویه بنحوه ابن کثیر ج۲ص۳۹۸)‘‘

اگرچہ حافظ ابن کثیر اور علامہ سیوطی جیسے ثقات کی توثیق وتصحیح کے بعد اس اثر کے وقف ورفع میں بحث کرنی فضول ہے۔ کیونکہ صحابی کا وہ قول جس کی تردید کسی آیت یا حدیث سے نہ ہوتی ہو ماننا ضروری ہے۔ جیسا کہ ابن عابدین نے شامی نے لکھا ہے کہ:’’ان قول الصحابی حجة یجب تقلیده عندنا اذا لم ینفه شئی اخر من السنة (درالمختار ج۱ص۵۷٤)‘‘ مگر اصول حدیث کے قاعدہ سے یہ اثر حکم میں حدیث مرفوع کے ہے۔ کیونکہ صحابی کا وہ قول جس میں قیاس اور اجتہاد کو دخل نہ ہو وہ مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں مقدمہ تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ ابن عباسؓ نے کئی مرتبہ قرآن مجید اول سے آخر تک حضور نبی کریم ﷺ کو سنایا اور مضامین کے متعلق استفسار کیا ہے۔ اس لئے ابن عباسؓ نے اس جگہ جو کچھ فرمایا ہے وہ یقیناً رسول اللہ ﷺ سے سن کر ہی فرمایا ہے۔ اس کو نصاریٰ کی تعلیم سے ماخوذ بتانا دروغ بافی اور سراسر ناانصافی ہے۔ نصاریٰ کا عام خیال اور مشہور عقیدہ تو ان کے مصلوب ہو جانے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوکر آسمان پر جانے کے متعلق ہے۔ اگر ابن عباسؓ کو اسرائیلیات ہی لینی ہوتی تو یہود اور نصاریٰ کی مشہور بات لیتے۔ جیسا کہ مرزائیوں نے موجودہ اناجیل اربعہ اور اسرائیلی روایات پر اعتماد کرتے ہوئے احادیث صحیحہ کو ترک کیا ہے اور صلیب کا عقیدہ اسلام میں جاری کرنا چاہا ہے۔ پھر حضرت عیسیٰ کے قتل وصلب کی نفی اس توجیہہ پر موقوف نہیں ہے۔ دیگر توجیہات سے بھی یہ غرض حاصل ہو رہی ہے۔ اگر القاء شبہ کا ثبوت یقینی نہ ہو تب بھی مرزا قادیانی کے بیان کردہ غلط معنے لینے جائز نہیں ہیں۔

س...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے کا واقعہ بہت مشہور ہے اور جو چیز تواتر سے ثابت ہو اس کا انکار کرنا جائز نہیں۔

ج...... صلیب کے وقت یہودیوں کی بہت تھوڑی جماعت وہاں موجود تھی۔ نصاریٰ یا حواریوں میں سے ایک آدمی بھی اس وقت حاضر نہ تھا۔ اس لئے یہ خبر متواتر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جس خبر کی شہرت اور تواتر کی انتہاء قلیل افراد پر نکلتی ہو وہ متواتر نہیں کہلاتی:

''ان الحاضرين فى ذالك الوقت كانوا قليلين ودخول الشبهه على الجمع القليل جائز والتواتر اذا نهتى فى آخر الامر الى الجمع القليل لم يكن مفيد اللعلم'' (تفسير كبير ج۸ص۷۰ تحت آيت انى متوفيك)

''فان الاناجيل التى بأيدى اهل الكتاب فيها ذكر صلب المسيح وعندهم انها ماخوذة عن الاربعة مرقس ولوقاو يوحنا ومتى لم يكن فى الاربعة من شهد صلب السميح ولا من الحواريين بل ولا فى اتباعه من شهد الصلب وانما الذين شهدوا الصلب طائفة من اليهود''

(الجواب الصحيح ج۱ ص۳۱۲)

۲...... اگر تواتر بھی ہے۔ وہ واقعہ صلیب میں ہے حضرت عیسیٰ کے مصلوب ہونے میں کوئی تواتر نہیں ہے۔ یہی وجہ تھی کہ عیسائیت کے شروع میں فرقہ بی سی لی دین رسیر نہتین اور کابا کریشن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مصلوب ہونے کے منکر تھے۔ (راجہ یل صاحب)

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ نصرانیت صحیح طور پر رفع آسمانی سے تین سو برس تک رہی۔ بعد میں بگڑ گئی۔

۳...... یہودیوں کو حضرت عیسیٰ کے متعلق خود اشتباہ واقع ہو گیا تھا۔ جس شخص کو انہوں نے سولی دی تھی۔ اس کو یقینی طور پر عیسیٰ نہیں سمجھتے تھے۔ قرآن مجید میں ہے کہ: ''ان الذين اختلفوا فيه لفى شك منه ۰ مالهم به من علم الااتباع الظن (النساء:۱۵۷)''

تواتر میں جو ایقان و یقین ہونا چاہئے اس کے یہاں یہودی خود متردد ہیں: ''فاذا جمع هذا لشروط الاربعة اى عدد كثير احالت العادة تواطئهم وتوا فقهم على الكذب ورد ذالك عن مثله من الابتداء الى الانتها وكان مستندا انتها هم الحسن والنضاف الى ذالك ان تصحبه خبرهم افادة العلم لسامعه فهذا هو المتواتر (شرح النخبه)''

س...... آیت میں قتل اور صلب دونوں کی نفی کرنے کی کیا ضرورت تھی۔
ج...... اگرچہ صلب بھی قتل کرنے کی ایک صورت ہے اور قتل کی نفی سے صلب کی نفی ہو جاتی ہے۔ لیکن عرف میں قتل اسی پر بولا جاتا ہے جو سولی کے بغیر ہو۔ اس لئے اگر ایک کو ذکر کیا جاتا تو دوسرے کی نفی رہ جاتی اور مقصد حاصل نہ ہوتا۔

۲...... ماقتلوہ یہود کے دعویٰ قتل کی تردید ہے اور ماصلبوہ میں نصاریٰ کا رد ہے۔

۳...... یہودی پہلے قتل کرتے اور پھر سولی پر لٹکایا کرتے تھے۔ قرآن عزیز میں ان دونوں باتوں کی تردید کردی۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پکڑنے میں بالکل ناکامیاب رہے۔

آیت نمبر ۷...... ''وماقتلوه يقينا بل رفعه الله اليه (نساء:۱۵۷)''

تحقیق معنے بل

لفظ بل لغت میں اعراض اور اضرار کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ جس کے معنے نہ چنانست ہیں (صراح) مفرد اور جملہ دونوں پر داخل ہوتا ہے۔ مفرد میں کبھی صرف اضراب کے لئے اور کبھی اضراب کے ساتھ ترقی کے واسطے آتا ہے: ''واما للترقى فلاينا فى الحروف العاطفة فانه اذا قيل مارايت زيداً الا مير بل السلطان فانها للترقى''

(حاشیہ عبدالرحمٰن علی شرح الجامی ص ۳۹۱)

اور جملہ پر داخل ہو کر تنہا اضراب کے واسطے کبھی نہیں آتا۔ بلکہ اضراب کے ساتھ ابطال یا انتقال یا تاکید کے معنے دیتا ہے۔ یعنی جملہ اولیٰ کو رد کرنے یا ایک غرض سے دوسری غرض کی طرف منتقل ہونے یا ماقبل کی مابعد سے تاکید اور موافقت بیان کرنے کے واسطے آتا ہے۔ علامہ عبدالحکیم فرماتے ہیں:

''وامافى عطف الجملة على الجملة فللا ضراب امابا بطال نحو قالوا تخذ الرحمن ولداً سبحانه بل عبادا مكرمون وامابا نتقال من غرض الى آخر نحو قد افلح من تزكى وذكر اسم ربه فصلى بل تؤثرون الحيواة الدنيا وهى فى ذالك كله حرف ابتداء لاعاطفة على الصحيح كذافى المغنى فلذالم يتعرض له الشارح ويجوزان يوافق مابعد ها لما قبلها اثباتا ونفياً قال الله انكم لتاتون الرجال شهوة من دون النساء بل انتم قوم تجهلون وقوله تعالىٰ

ام یقولون افتراہ بل هو الحق من ربك'' (تکمله عبدالغفور ص٥٤٧)

''وبل یکون فی الجملة للابطال والانتقال''

(بحرالعلوم علے مسلم الثبوت)

''بل هو حقیقة فی الاعراض وهو متنوع تارة یکون لجعل الاول مسکوتا اومقرر الابطال الاول نفسه اوغرضه'' (بحرالعلوم علی السلم)

''قالوا اتخذ الرحمن ولداً سبحانه بل عباد مکرمون ''میں بل کے مابعد عبودیت ذکر کرنے سے دعویٰ ولدیت کی جو عبودیت کے منافی اور بل کے ماقبل مذکور ہے تردید ہوگئی۔ گویا بل کا تعلق مقولہ کے ساتھ ہے نہ قول کے ساتھ۔ کیونکہ قول کا واقع ہونا یقینی ہے۔ اس لئے اس کو باطل نہیں کر سکتے۔ البتہ اگر بل کو انتقالیہ لیں تو پھر قول ہی سے تعلق ہوگا۔

''قال العلامة الصبان قوله نحوو قالو أتخذ الرحمن ولدا سبحانه الخ ۰ قبل فی نحو ذالك للاضراب الابطال بناء علی ان المضرب المقول بالمیم اما اذا کان المضرب عنه القول فلا ضراب انتقال اذ الاخبار بصدور ذالك منهم ثابت لایتطرق الیه الابطال''

معلوم ہوا کہ بل ابطالیہ میں بعینہ جملہ سابقہ کا باطل کرنا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ کبھی جس غرض سے وہ جملہ بیان کیا جاتا ہے اس غرض کی تردید کرنی مقصود ہوا کرتی ہے۔ جیسا کہ بحرالعلوم سے اوپر نقل کیا گیا ہے۔ یہاں بھی دعویٰ ولدیت کرنے کی وجہ سے اس جملہ کی حکایت کی گئی ہے اور پھر اسی کی بذریعہ بل تردید فرمائی گئی ہے۔ اسی طرح: ''افلم یکونوا یرونها بل کانوا لایرجون نشورا (فرقان:٤٠)''میں عبرت کے دیکھنے کی تردید ہے۔ عدم رویۃ کی جو ماسبق جملہ کا مفاد ہے۔ تردید نہیں ہے۔ بعینہ ''وماقتلوه یقینا بل رفعه الله الیه ''میں بھی بل سے دعویٰ قتل کا ابطال ہے جو ماقتلوہ کہنے کا سبب ہے۔ عدم قتل کی نفی نہیں ہے۔ اگرچہ بل انتقالیہ پہلے کی طرح جملہ اولیٰ کو باطل کرنے کے واسطے نہیں ہوتا۔ مگر اس کے ماقبل اور مابعد کی غرض ضرور بدلی ہوئی ہوتی ہے۔ اس لئے بل دونوں صورتوں میں متغائرین کے درمیان واقع ہوتا ہے۔ بل ابطالی میں تغائر معنوی اور انتقالی میں بلحاظ غرض تغائر اور اختلاف ہوا کرتا ہے۔ البتہ جس وقت بل کا مابعد ماقبل کے موافق ہو تو پھر جملتین میں اختلاف نہیں ہوتا۔

(تاج العروس شرح قاموس ج۱۴ص۶۸) میں مبرد وغیرہ سے منقول ہے کہ جملہ میں بل استدراک مع الاضراب کے لئے آتا ہے اور ایسا ہی صبان سے مروی ہے:''قال الصبان وقد

عد فی المغنی من الامور التی اشتهرت بین المعربین والصواب خلافها قولهم بل حرف اضراب قال وصوابه حرف استدراك واضراب فانها بعد النفی والنهی بمنزلة لکن سواء''

چونکہ بل ماقتلوہ میں نفی کے بعد آیا ہے۔اس لئے مذکورہ بالا تحقیق کی رو سے بھی وہ لکن کی طرح متغائرین کے درمیان واقع ہونا چاہئے۔

استدلال

اگر بل آیت میں جملہ پر داخل ہونے کی وجہ سے ابطالیہ ہے تو بل ابطالیہ میں مابعد بل سے بعینہ ماقبل کی یا اس کی غرض کی تردید کی جاتی ہے اور بل اس طرح سے متغائرین کے درمیان واقع ہوا کرتا ہے مگر یہاں بل سے پہلے عدم قتل مذکور ہے جس کا باقی رکھنا ضروری ہے۔اس لئے رفع سے عدم قتل کی تردید نہیں ہوگی۔ بلکہ قتل مسیح کے دعویٰ کا ابطال ہوگا جو ماقتلوہ کی غرض اور اس کے بیان کرنے کا سبب ہے:''بل رفعه الله اليه رد وانكار لقتله واثبات لرفعه''

(بیضاوی ج ۱ ص ۲۱٦ وابوالسعود ج ۲ ص ۲۵۲)

لیکن اثبات رفع سے قتل کی تردید اس وقت ہوسکتی ہے جبکہ رفع سے رفع جسمانی مراد لیں۔کیونکہ رفع روحانی یا رفع درجات اور قتل میں کوئی منافاۃ نہیں ہے۔چنانچہ شہید میں دونوں جمع ہیں۔اس لئے آیت میں رفع سے رفع جسمانی ہی مراد لینا چاہئے۔تاکہ بل ابطالیہ کا لانا صحیح ہوسکے اور رفع اور قتل کا باہمی مقابلہ درست ہو۔اگر بل کا تعلق نفی اور عدم قتل کے ساتھ کیا جائے تو بل انتقال کے واسطے ہوگا۔لیکن پھر بھی ایک غرض سے دوسری غرض کی طرف انتقال کرنا رفع جسمانی ہی کی صورت میں ممکن ہوسکتا ہے۔رفع روحانی وغیرہ لے کر نہیں ہوسکتا۔کیونکہ ماقتلوہ کی غرض قتل کی تردید اور رفعہ سے رفع آسمانی کا اثبات مقصود ہے اور یہ دونوں الگ الگ دو غرضیں ہیں۔مگر رفع درجات کی صورت میں ایسا نہیں ہوسکتا۔کیونکہ مرزا قادیانی کے نزدیک ماقتلوہ سے قتل لعنت کی نفی اور علو مرتبت کا اثبات مقصود ہے اور یہی رفعہ اللہ الیہ کی غرض ہے۔اس لئے رفع سے رفع روحانی وغیرہ مراد لے کر بل انتقالیہ لانا صحیح نہیں ہوتا۔

۲..... چونکہ مخاطب کے اعتقاد کے خلاف کسی حکم کا بیان کرنا قصر قلب کہلاتا ہے اور ماقتلوہ یقیناً میں بھی یہودیوں کے اعتقاد کے خلاف قتل مسیح کی تردید کی گئی ہے۔اس لئے ماقتلوہ قصر قلب ہے۔لیکن قصر قلب میں اعتقاد مخاطب کے خلاف حکم بیان کرنے کے باوجود مخاطب کے عقیدہ کی صراحتاً نفی کرنی ضروری ہے۔مثلاً جو شخص خلاف واقع زید کے بیٹھنے کا یقین

رکھتا ہے اور اس کے قائم ہونے کا قائل نہیں ہے تو اس کے خیال کی تردید کرنے کے لئے زید قائم لاقاعد کہا جائے گا۔ اگرچہ صرف زید قائم کہنے سے بھی اعتقاد مخاطب کی ضمناً نفی ہو جاتی ہے۔ مگر لاقاعد کہہ کر اس کی صراحتاً نفی کرنی تقویت حکم کے لئے لازمی ہے۔ اسی طرح ماقتلوہ سے یہودیوں کے عقیدہ کی تردید کر کے مزید تقویت کے واسطے رفع کو ذکر کرنا ضروری ہے اور رفع سے رفع جسمانی مراد لینا اور بوجہ منافاۃ قتل کی نفی کرنا لازمی ہے۔

۳...... چونکہ بل اضراب مع الاستدراک کا فائدہ دیتا ہے۔ اس لئے قتل کی نفی کرنے سے جو یہ شبہ پیدا ہو گیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اگر قتل نہیں کئے گئے تو واقعہ صلیب کے بعد کیوں دفعتاً غائب اور لاپتہ ہو گئے ہیں۔ وہم کو بل سے دور کرتے ہوئے بتادیا کہ وہ آسمان کی طرف اٹھالئے گئے۔ اس لئے اس واقعہ کے بعد ان کے متعلق دنیا کی خبریں منقطع ہو گئیں۔ رفع درجات یا رفع روحانی لینے سے یہ غرض حاصل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ستاسی سال تک زندہ رہنے کے باوجود وہم سابق کو دور کرنے کے واسطے یہ کہنا کہ واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فوراً خبر اس لئے منقطع ہو گئی تھی کہ وہ ستاسی برس زندہ رہ کر اپنی طبعی موت مر گئے تھے کسی طرح درست نہیں ہو سکتا۔

۴...... احادیث متواترہ اور تمام امت کا متفقہ فیصلہ اہل عقل کے نزدیک اس بات کا زبردست قرینہ ہے کہ رفع سے رفع جسمانی مراد ہے۔ محض رفع درجہ یا رفع روحانی مراد نہیں۔

۵...... وماقتلوہ کی ضمیر بالاتفاق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ اس لئے جو شئے قتل کا مفعول بنے گی۔ وہی چیز رفع کا بھی مفعول ہوگی۔ ورنہ مابعد بل کا ماقبل سے کوئی تعلق نہ رہے گا اور ایسا ہونا بل کے ابطالیہ یا انتقالیہ وغیرہ ہونے سے مانع ہے۔ ظاہر ہے کہ قتل جسم مع الروح پر واقع ہوتا ہے۔ اس لئے رفع بھی مع الروح کے لئے ہوگا: ”رفع عیسیٰ الی السماء ثابت بھذہ الآیۃ“ (تفسیر کبیر ج ۱۱ ص ۱۰۳)

۶...... ماقتلوہ سے قتل لعنت کی تردید ہے جو بحکم توریت مصلوب کے لئے لازمی ہے اور رفع سے عزت کی موت کا اثبات ہے جو پہلے مضمون کی منافی ہے۔ اس لئے بل ابطالیہ کا لانا صحیح ہے۔ علاوہ ازیں اگر جملتین کی غرض ملعونیت کی نفی کرنا ہو تو پھر بھی بل کا لانا تاکید اور اظہار موافقت کے لئے درست ہے۔

ج...... ماقتلوہ سے قتل لعنت کی نفی کرنا اور رفع سے رفع روحانی اور عزت کی موت مراد لینا کئی وجہ سے غلط ہے:

۱...... صلیبی موت مطلقاً نہ توریت میں لعنت کا سبب ہے اور نہ قرآن اور حدیث میں۔ جہاں بھی ہے مجرم کا جرم لعنت کا سبب ہے۔ توریت کی ۲۲ اور ۲۳ دونوں آیتوں کے ملانے سے صاف طور پر ظاہر ہو رہا ہے کہ صلیب پر مرنے والا وہی شخص ملعون ہے جو کسی گناہ اور جرم کے پاداش میں صلیب پر مارا گیا ہو۔ ہر مصلوب لعنت کا مستحق نہیں ہے۔ توریت میں ہے کہ: ''اگر کسی نے کچھ ایسا گناہ کیا ہو جس سے اس کا قتل واجب ہو اور وہ مارا جائے اور تو اسے درخت میں لٹکا دے۔ تو اس کی لاش رات بھر لٹکی نہ رہے بلکہ اسی دن اسے گاڑ دے۔ کیونکہ وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے خدا کا ملعون ہے۔ اس لئے چاہئے کہ تیری زمین جس کا وارث تیرا خداوند خدا تجھ کو کرتا ہے ناپاک نہ کی جائے۔'' (توریت آیت ۲۲،۲۳، استثناء باب ۲۱)

تیئسویں آیت میں وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے کے فقرہ میں وہ کا اشارہ اسی مجرم کی طرف ہے جو اس سے پہلے بائیسویں آیت میں مذکور ہے۔ اگر ہر مصلوب کی ملعونیت ثابت کرنی مقصود ہوتی تو یہ فقرہ اس طرح ہوتا کہ جو شخص پھانسی دیا جاتا ہے وہ خدا کا ملعون ہے۔ اس کے علاوہ وہ جو موصول ہے اور پھانسی دیا جانا اس کا صلہ ہے۔ چونکہ موصول پر حکم لگانے سے پہلے صلہ کا جاننا ضروری ہے۔ اس لئے مصلوب ہونے کے متعلق وہی علم ہوگا جو بائیسویں آیت سے حاصل ہو رہا ہے۔ بائیسویں آیت میں مجرم کا اپنے گناہ کی سزا میں مصلوب ہونا مذکور ہے۔ اس لئے یہاں بھی وہ جو پھانسی دیا جاتا ہے اس سے مجرم ہی مراد ہے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے ساحروں کو فرعون نے سولی دے کر مارا۔ مگر وہ سب کے سب مقبول بارگاہ الٰہی تھے۔ ایک بھی ملعون نہ تھا۔ سورہ طٰہٰ میں ہے کہ: ''ولاصلبنکم فی جذوع النخل (طہ:۷۱)'' ''فرعون نے اپنا ارادہ پورا کیا اور ان سب کو دار پر کھینچ دیا۔''

''قال ابن عباسؓ کانوا فی اول النهار سحرة وفی آخرها شهداء (تفسیر کبیر ج۲۲ ص۸۸ تحت آیت انه لکبیرکم الذی علمکم السحر۰ طه:۸۱)''

اسی طرح صحیحین میں حضرت خبیبؓ کا جو ایک جلیل القدر صحابی ہیں سولی پر مارا جانا مذکور ہے۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فی الواقع غیر مجرم تھے۔ اس لئے ان کا سولی دیا جانا لعنت کا سبب نہیں ہوسکتا۔

۲...... رفع قتل کے مقابلہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ مقتول ہونا لعنت کا سبب نہیں

ہے۔ ورنہ شہداء اور وہ انبیاء علیہم السلام جو یہودیوں کے ہاتھوں قتل کیے گئے عیاذاً باللہ! اس سزا کے مستحق ہوں۔

۳...... اگر یہودیوں کی نظر میں لعنتی ثابت کرنا ہوتا تو بجائے انا قتلنا کے انا صلبنا کہتے اور ماقتلوہ کی جگہ ماصلبوہ ذکر کیا جاتا۔ جس سے یہودیوں کے خیال کی پوری پوری تردید ہوجاتی یاماھوابملعون بل رفعه کہہ کر صاف لفظوں میں یہودیوں کا رد کیا جاتا۔ لہٰذا یہودیوں کا قتل مسیح پر زور دینے اور اللہ تعالیٰ کا ان کی تردید میں قتل مسیح ہی کی تردید کرنے سے ظاہر ہے کہ یہودیوں نے نہ کبھی لعنتی ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور نہ اس کے رد میں کوئی آیت نازل ہوئی ہے۔

۴...... اگر ماقتلوہ کو قتل لعنت کی نفی کے لئے خاص کرلیں تو قتل کی ایک قسم قتل رفعت باقی رہ جائے گی جو ماقتلوہ کی نفی میں داخل نہ ہوگی۔ اس وقت یہ معنے ہوں گے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لعنتی موت تو نہیں مارا مگر عزت کی موت ضرور مارا ہے۔ اس صورت میں انا قتلنا کی تردید نہ ہوگی۔ بلکہ تاکید ہوگی۔

۵...... پھر رفعه سے موت طبعی مراد لے کر رفع اعزازی کا ارادہ کرنا اور اس کو لعنت کی ضد قرار دینا اس وقت صحیح ہوسکتا ہے۔ جبکہ ہر طبعی موت رفع درجہ کو مستلزم ہو۔ بہت سے کافر اپنی طبعی موت مرے ہیں۔ مگر درجہ کسی کا بھی بلند نہیں ہوتا۔ لہٰذا رفع کے معنے اعزازی موت کرنا غلط ہے۔

۶...... اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رسول ہونا اور دنیا اور آخرت میں ذی وجاہت ہونا مسلم ہے تو ضمنی تردید کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

۷...... اور جبکہ یہود ونصاریٰ کے خیال میں ان کی صلیبی موت یقینی ہے تو ان کو مشابہ بالمقتول ثابت کر کے لعنت کی نفی کرنی بالکل غیر مفید چیز ہے۔ اس تردید کا فائدہ تو اس وقت ہوتا جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چھری کی طرح صلیب اپنا کام نہ کرتی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام صحیح سالم اوپر سے اترتے۔ بلکہ ان کا مشابہ بالمقتول ہونا یہودیوں کی تصدیق کرے گا اور قرآن کا دعویٰ ان کے مقابلہ میں بے دلیل ہوگا۔ اگر یہودیوں کے مقابلہ میں طبعی موت کا ذکر کرنا مدنظر ہوتا تو بجائے رفعه اللّٰه کے اماته اللّٰه کہنا زیادہ مناسب ہوتا۔

۹...... اگر رفع سے رفع روح یا رفعت مرتبہ مراد ہو تو قبل موته کی ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹانی بالکل ناجائز ہوجائے گی۔ باوجودیکہ اس ضمیر کا حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کی طرف لوٹانا بالاتفاق جائز ہے۔ زائد از زائد اولیٰ یا غیر اولیٰ کہہ سکتے ہیں۔ مگر نفس جواز میں کوئی کلام نہیں ہوسکتا۔

۱۰...... رفع درجات موت کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ بغیر موت وارد ہونے کے بھی درجات بلند ہوسکتے ہیں۔ اس لئے جائز ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہوں اور رفع درجات اور عدم قتل دونوں باتیں ان پر صادق آئیں۔ لہٰذا رفع درجات اور طبعی موت میں تلازم سمجھتے ہوں گے۔ رفع کا ترجمہ عزت کی موت کرنا بالکل غلط ہے۔

۱۱...... بل رفعه الله الیه میں فعل ماضی کا لانا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کرنے کی سعی کی جارہی تھی۔ اس وقت رفع ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ تو ستاسی برس کے بعد ظہور پذیر ہوا۔ اس کو بل کے برابر اور ساتھ ذکر کرنا ہرگز جائز نہیں۔

س...... اگر اعلیٰ درجہ مراد لیں تو کان الله عزیز حکیما سے اپنی ذات اور حکمت کا اظہار کرنا بے موقعہ ہوگا۔ کیونکہ ان کے درجات بلند کرنا معمولی بات ہے۔ تعجب اور حیرت کی جگہ نہیں ہے جس کو دور کرنے کے واسطے قدرت کا اظہار کرنا ضروری ہوتا۔

ج...... ''والمراد من العزة کمال القدرة ومن الحکمة کمال العلم فنبه بهذا علی ان رفع عیسیٰ من الدنیا الی السموات وان کان کالمتعذر علی البشر لکنه لاتعذر بالنسبة الی قدرتی والی حکمتی (تفسیر کبیر ج ۱۱ ص ۱۰۳)''

س...... سفر دانیال میں من العبد العتیق کی نویں فصل میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کئے جائیں گے۔

ج...... سفر دانیال میں جو کچھ لکھا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ان کے قتل کرنے کی سعی کی جائے گی۔ مگر وہ بچالئے جائیں گے اور قتل واقع نہ ہوگا۔ اس کا ترجمہ قتل کئے جائیں گے کرنا تحریف ہے۔ پھر قتل کا ثبوت تو مرزا قادیانی کے لئے بھی غیر مفید ہے۔

س...... ''بل رفع الله الیه یحتمل رفعه الی السماء ورفعه من حیث التشرف'' (مفردات راغب برحاشیه نهایة ابن اثیرج ۲ ص ۸۰)

ج...... راغب اصفہانی نے بطور کنایہ رفع آسمانی اور رفع درجہ دونوں کا ارادہ کیا ہے۔ محض رفعت مرتبہ مراد نہیں لی۔ یہی وجہ ہے کہ رفع آسمانی اور رفع تشریفی کو واؤ جمع کے ساتھ ذکر کیا ہے اور تردیدیہ کے ساتھ بیان نہیں کیا۔ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے رفع آسمانی بمنزلہ معراج کے تھا جس میں رفع درجہ بھی پایا جاتا ہے۔

۲...... اگر رفع سے محض رفعت مرتبہ ہی مراد ہو۔ تب بھی موت ثابت نہیں ہوتی اور بل کا ذکر کرنا صحیح نہیں رہتا۔

س...... رفع الی السماء رفع درجات کو مستلزم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کافر کے حق میں فرماتا ہے: ''فلیمدد بسبب الی السماء ''نیز انسان کے لئے آسمان پر جانے کو جائز سمجھنا کافروں کا عقیدہ ہے۔ بقولہ تعالیٰ: ''اوترقی فی السماء (بنی اسرائیل:۹۳)''

ج...... رفع الی السماء ہر جگہ رفع منزلت کو نہیں چاہتا اور نہ ہم نے کبھی یہ دعویٰ کیا ہے۔ البتہ بعض صورتوں میں رفع درجہ رفع مکانی اور صعود آسمانی سے جدا نہیں ہے۔ لہٰذا جن آیتوں میں رفع الی السماء رفع درجہ کو مستلزم نہیں وہ کفار اور مجرموں کا ذکر ہے۔ نیکوں میں رفع مکانی رفع درجہ کو مستلزم ہے۔ چنانچہ بڑے درجہ کے جنتیوں کے مقامات عام جنتیوں کے مقابلہ میں اونچے اور بلند ہوں گے۔ قرآن شریف میں ہے کہ:

''اولائك يجزون الغرفة بما صبروا (فرقان:۷۵)'' ''اعلیٰ مواضع الجنته ''(بیضاوی) اسی طرح رفع آسمانی کو کافروں کا عقیدہ بتانا بالکل غلط ہے۔ دراصل کفار نے نبوت کی سچائی پر اپنے خیال میں رسول اللہ ﷺ سے بعض نشانات کا مطالبہ کیا تھا۔ جن میں سے ایک نشان یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ خود آسمان سے ایک کتاب لے کر آئیں۔ خدا تعالیٰ نے اس قسم کے بے جا مطالبات کی مذمت کی ہے۔ رفع آسمانی کے جواز یا عدم جواز کی تردید نہیں کی۔ اگر کافروں کا ذکر کرنا ہی عدم جواز کی دلیل ہے تو انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ: ''وقالوا ما لهذا الرسول يأكل الطعام ويمشى فى الاسواق ۰ لولا انزل اليه ملك فيكون معه نذيرا ۰ اويلقى اليه كنز اوتكون له جنة ياكل منها (فرقان:۷،۸)'' لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے لئے کھانا، پینا، فرشتوں کا آپ ﷺ کے پاس آنا اور مال دولت اور باغات کا ہونا ناجائز قرار دیا جائے۔ کیونکہ کفاروں نے نبوت کا معیار اپنے خیال میں یہی تجویز کیا تھا۔ جس کی تردید خدا تعالیٰ نے ''كيف ضربوا لك الامثال فضلوا (فرقان:۹)'' ہی سے کی۔ مگر اس سے چیزوں کے ملنے کا عدم جواز ثابت نہیں ہوتا۔

اسی طرح ''هل كنت الا بشراً رسولا ۰ (بنی اسرائیل:۹۳)'' میں انبیاء علیہم السلام کے اختیار کی نفی ہے۔ یعنی وہ کسی نشانی کے لانے میں خود مختار نہیں ہیں۔ نہ یہ کہ قدرت الٰہی کے ماتحت رفع آسمانی ناممکن ہے۔ علاوہ ازیں رفع آسمانی کا جواز کافروں تک کے لئے ثابت ہے: ''ولو فتحنا عليهم باباً من السماء فظلوا فيه يعرجون ۰ لقالوا انما سكرت

ابصارنا بل نحن قوم مسحورون (حجر:۱۴،۱۵)

س…… جب بندہ کے لئے رفع کا لفظ استعمال ہوتو اس جگہ رفع درجات مراد ہوتا ہے۔خصوصاً جب اللہ کی طرف منسوب ہو۔

ج…… یہ قاعدہ غلط اور من گھڑت ہے۔اس جگہ قرآن اور حدیث سے چند مثالیں دی جاتی ہیں۔جن میں رفع کا مفعول انسان ہے اور پھر رفع مکانی مراد ہے۔

۱…… ’’ورفع ابویه علی العرش (یوسف:۱۰۰)‘‘

۲…… ’’فرفع الی رسول الله لصبی (مشکوة،ص۱۵۰)‘‘

۳…… ’’رفعت الیه امراة الصبیا‘‘اس بحث کا یہ فائدہ بیان کرتے ہیں کہ:’’المراد الرفع الیٰ موضع لا یجری فیه حکم غیر الله تعالیٰ‘‘

(تفسیر کبیرج۱۱ص۱۰۲)

س…… شخص سے کبھی محض روح اور کبھی جسم مراد ہوتا ہے۔مثلاً زید نیک ہے یا روح زید سیاہ ہے یعنی جسم۔اسی طرح ماقتلوہ میں جسم اور رفعہ میں روح مراد ہے۔

ج…… اگر دونوں جملوں میں ضمیر سے ایک ہی چیز نہ لی گئی تو بل کا لانا صحیح نہ ہوگا۔کیونکہ ماقتلوہ میں جسم مع الروح مراد ہے۔یہی رفعہ میں بھی ہوگا۔

۲…… افعال حسیہ میں مفعول سے جسم مع الروح اور غیر حسیہ میں روح بالذات اور جسم بالطبع مراد ہوتا ہے۔چونکہ آیت میں افعال حسیہ ہی مذکور ہیں۔اس لئے دونوں جگہ جسم متعلقاً بالروح ہی مراد ہے۔

۳…… روح اور جسم کے تعلق منقطع ہونے پر زید کی روح کو زید کی نعش کہا جاتا ہے۔فقط زید نہیں بولا جاتا۔اس لئے رفعہ کی ضمیر سے روح عیسیٰ لینا جائز نہیں۔

س…… ’’ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات (البقره:۱۵۴)‘‘ میں احیاء کا مبتدا ہم محذوف ہے۔اس کا مرجع من ہے مگر من سے جسم اور ہم سے غیر جسم مراد ہے۔

ج…… آیت میں بل کا لفظ مفرد کے لئے جس کا معطوف علیہ اموات ہے۔لہٰذا جو اموات کا مبتدا ہے وہی احیاء کا بھی ہے اور وہ ’’ھم‘‘ ہے جس سے دونوں مراد ہیں۔

۲…… عطف مفرد میں نفیاً واثباتاً حکم ایک ہونا چاہئے۔مسند الیہ کا ایک ہونا ضروری نہیں۔نحو ماجاءنی زید بل عمرو یعنی جاءنی عمرو اب اگر آیت میں ھم کی مراد مختلف ہو تو کوئی حرج نہیں۔پھر بل رفعہ کو اس پر قیاس کرنا جائز نہیں۔کیونکہ وہاں بل جملہ پر داخل ہے۔

س...... رفع الی السماء سے ابنیت کی تائید ہوتی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حیی قیوم ماننا پڑتا ہے۔ نیز اتنی لمبی عمر ہونے سے رسول اللہ ﷺ پر فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

ج...... یہ جاہلانہ خیال ہے۔ اگر آسمان پر رہنے سے ابنیت ثابت ہوتی ہے تو فرشتے عیاذاً باللہ بالاولیٰ بنات اللہ ہوں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام بلکہ شیطان بھی آسمانوں پر رہتا تھا وہ بھی ابن اللہ ہوا۔ (معاذ اللہ)

دوسرے شیطان اور فرشتوں سے زیادہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر نہیں ہے۔ اس قاعدہ کے موافق وہ بھی حیی قیوم ہونے چاہئیں اور زمین، آسمان، چاند، سورج تو بدرجہ اولیٰ حیی قیوم ہوں گے؟۔ لاحول ولاقوۃ الاباللہ! پھر عمر کے لمبے اور دراز ہونے سے افضلیت کیونکر ثابت ہوگئی؟۔ عمر بزرگی بعقل است نہ بسال۔ شیطان کی عمر مرزا قادیانی سے بہت زیادہ ہے تو کیا مرزائی جماعت اس کو مرزا قادیانی سے افضل کہنے کے واسطے تیار ہے؟۔ ایک عیسائی انگریز نے شاہ عبدالعزیزؒ کی خدمت میں حضرت عیسیٰ کی فضیلت پر یہ شعر پڑھا:

کسے بگفت کہ عیسیٰ ز مصطفیٰ اعلیٰ است
کہ او بزیر زمیں وآں باوج سماست

شاہ صاحب نے فی البدیہہ یہ شعر جواب میں ارشاد فرمایا: شعر

بگفتمش کہ نہ ایں حجت قوی باشد
حباب برسر آب وگہر تہ دریاست

س...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر بغیر کھانے پینے کے ہزارہا سال سے کس طرح زندہ ہیں۔ اگر کھانا کھاتے ہیں تو قضائے حاجت کہاں کرتے ہیں۔ پھر اس قدر عمر ہو جانے کے بعد ان کا دنیا میں آنا ہی بے کار ہے۔ جیسا کہ آیت ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق سے ظاہر ہے۔

ج...... جس طرح پے در پے بلا کھائے روزہ رکھنے پر نبی عربی ﷺ کمزور نہیں ہوتے تھے اور جب صحابہ کرامؓ نے آپ ﷺ کو دیکھ کر بغیر کھائے پیئے متواتر روزے رکھنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے ان کو اس سے روکتے ہوئے ”ایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی ویسقینی (مشکوٰۃ کتاب الصوم ص۱۷۵، بخاری ج۲ ص۱۰۱۲ باب کم تعزیروالادب)“

ارشادفرما کر اپنے لئے روحانی اورعشق الٰہی کی غذا ملنے کی طرف اشارہ فرمایا۔ اسی طرح جائز ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کوبھی روحانی غذا ملتی ہو۔

۲...... رفع آسمانی کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کی حالت فرشتوں جیسی ہے۔ جس طرح سبحان اللہ وبحمدہ فرشتوں کی غذا ہے۔ اسی طرح ذکر الٰہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غذا ہے۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ: ’’فعیسی لما رفع الی السماء صار حاله کحال الملائکة فی زوال الشهوة والغضب والاخلاق الذمیمة‘‘

(تفسیر کبیر ج۸ ص۷۲، تحت آیت انی متوفیك)

۳...... جب جنت اور اس کی نعمتیں اس وقت بھی موجود ہیں اور آدم علیہ السلام بھی نعماء جنت سے فائدہ اٹھا چکے ہیں تو کیا تعجب ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے بھی جنت کی نعمتیں مہیا کر دی جاتی ہوں۔ پھر چونکہ جنت کے اطعمہ سے فضلہ تیار نہیں ہوتا سب کا سب جزو بدن بن جاتا ہے۔ اس لئے قضائے حاجت کی ضرورت ہی نہیں۔ اگر کسی ملحد کے نزدیک جنت کا اس وقت کوئی وجود نہیں اور آدم علیہ السلام کا قیام کبھی جنت میں نہیں ہوا تو ایسا آدمی مسلمان ہی نہیں۔ اس سے ان مسائل میں گفتگو کرنا ہی فضول ہے۔ اسی طرح اگر اس کے خیال میں جنت کے کھانوں سے دنیا کی طرح فضلہ بنتا ہے تو جو جگہ آدم علیہ السلام یا جنتیوں کے لئے ہے وہی عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بھی ہوگی۔

۴...... چونکہ آسمان محل تغیر نہیں ہے۔ وہاں جو چیز بھی ہے وہ ایک ہی حالت پر ہے اور اس جگہ بڑھاپا وغیرہ نہیں ہوتا۔ چنانچہ حدیث میں حوران بہشتی کا یہ قول نقل کیا گیا ہے نحن خالدات لانبید! اس لئے عیسیٰ علیہ السلام اسی عمر میں اتریں گے جس میں مرفوع ہوئے تھے۔ اور جب آسمان پر کسی قسم کا تغیر واقع ہی نہیں ہوتا تو ظاہر ہے عیسیٰ علیہ السلام جس غذا کے ساتھ مرفوع ہوئے تھے وہی باقی رہے گی اور تحلیل نہ ہونے کی وجہ سے بدل ماتحلل کی ضرورت محسوس نہ ہوگی۔ درحقیقت اس قسم کے شبہات انہی لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں جو قدرت الٰہی کے منکر اور اسلامی تعلیم کے مخالف ہیں۔ نعوذباللہ من الحاد الملحدین وخرافاتهم!

س...... کسی بشر کا آسمان پر جانا قانون قدرت کے خلاف ہے۔ نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس کو محال سمجھتا ہے اور آنحضرتﷺ کا معراج بھی جسمانی نہیں تھا۔ چنانچہ (حاشیہ ازالہ ص۴۷، خزائن ج۳ ص۱۲۶) میں ہے کہ: ’’سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا اور اس قسم کے کشفوں میں مؤلف (مرزا قادیانی) خود صاحب تجربہ ہے۔‘‘

ج...... جس طرح خدا تعالیٰ کی ذات کا احاطہ نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح اس کی صفتوں کو کسی قاعدہ اور ضابطہ کا پابند کرنا ناممکن ہے۔ کثرت سے پیش آنے والے واقعات کو قدرت کا قانون بتانا اور اسی میں اس کو منحصر جاننا بے وقوفی ہے۔ استقراء ناقص اور چند جزئیات کے دیکھ لینے سے قاعدہ کلیہ یا قانون نہیں بنا کرتا۔ انسان کی یہ طاقت ہی نہیں کہ علم الٰہی کا پورا پورا احاطہ کرسکے: ''وما اوتیتم من العلم الاقلیلا (بنی اسرائیل:۸۵)'' پھر اس کا یہ فیصلہ کس طرح مسموع ہوسکتا ہے کہ عالم اسباب میں جو طریقہ کسی چیز کے متعلق پایا جاتا ہے وہ اسی طرح رہے گا۔ اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ آج سے بیس تیس برس پہلے بغیر زبان کسی حرف کا تلفظ کرنا خلاف عادت معلوم ہوتا تھا۔ لیکن اب گراموفون کے ریکارڈ نے اس کو ممکن بلکہ واقع کر کے دکھادیا۔ جب انسان کو خدا کی عطاء کی ہوئی قدرت اس درجہ حاصل ہے تو قادر مطلق کی قدرت میں کسی کو شک کرنے کی گنجائش کیونکر ہوسکتی ہے۔ وہ کسی اسباب عادت کا پابند نہیں ہے۔ بلکہ جس طرح وہ اشیاء کو بذریعہ اشیاء کے مہیا کرتا ہے۔ اسی طرح وہ بعض چیزیں ظاہری اور باطنی سبب کے بغیر بھی بنایا کرتا ہے۔ البتہ عالم اسباب میں بذریعہ سبب کے پیدا کرنا کثیر الوقوع ہے اور بغیر کسی سبب کے بنانا بہت کم۔ مگر جو چیز دلیل الوقوع ہو وہ قانون قدرت سے باہر نہیں ہے۔

مرزاقادیانی کا رفع آسمانی اور معراج جسمانی اور دیگر معجزات انبیاء علیہم السلام سے یہ کہہ کر انکار کرنا کہ ایسا ہونا خدا کی مقرر کردہ عادت کے خلاف ہے اور بموجب فیصلہ آیت: ''ولن تجد لسنة الله تحویلا (فاطر:۴۳)'' کے یعنی قانون قدرت میں کبھی تغیر یا تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ صحیح نہیں ہوسکتا اور اس کی عدم صحت پر مندرجہ ذیل دلائل موجود ہیں:

۱ ''انما امره اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون (یسین:۸۲)'' کے موجود ہوتے ہوئے خدا کے افعال کو اسباب ظاہرہ یا خفیہ قلیل الوقوع میں منحصر کرنا شرعاً ممنوع ہونے کے علاوہ دعویٰ بلادلیل ہے۔ اس کا کوئی کام سبب پر موقوف نہیں ہے۔ جس طرح وہ بذریعہ اسباب ظاہرہ یا خفیہ کے کسی شے کو بنایا کرتا ہے اور اسی طرح کسی چیز کو بغیر مطلق سبب کے بھی پیدا کرسکتا ہے۔

مطالبہ: ورنہ بتائیں کہ آدم اور حوا علیہما السلام کا بغیر ماں باپ کے پیدا کرنا اور عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ کے ظاہر کرنا کس سبب کے ماتحت تھا؟۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کا بغیر باپ پیدا کرنا قانون قدرت کے خلاف نہیں ہے تو ان کا رفع آسمانی کیوں قانون قدرت کے خلاف ہے؟۔ اگر مرزاقادیانی کے خیال میں عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش عیاذاً باللہ! بغیر باپ کے نہیں ہوئی تو آیت

قرآنیہ کا انکار کرنے کی وجہ سے کیوں اس کو خارج از اسلام نہ کہا جائے؟۔

۲...... جب خدا کا ہر فعل کسی نہ کسی سبب کا محتاج ہوا تو وہ مادہ اور صورت کا محتاج ہونے کی وجہ سے خدا کس طرح رہا اور اس میں اور کوزہ گر میں جو کہ آب وگل کا محتاج ہے کیا فرق ہے۔

۳...... پھر اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ خدا کے مقرر کردہ نظام کو کوئی دوسرا نہیں بدل سکتا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ خود بھی تبدیلی نہیں کرسکتا۔ قرآن مجید میں ہے: ''لا مبدل لکلماتہ'' یعنی دوسرا کوئی نہیں بدل سکتا۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ بھی نہیں بدل سکتا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ: (۱)...... ''ولوشاء اللّٰہ لجعلکم امۃ واحدۃ (مائدہ:٤٨)'' (۲)...... ''ولوشاء لھداکم اجمعین (النحل:۹)'' (۳)...... ''ولویواخذ اللّٰہ الناس بظلمھم ماترک علیھا من دابۃ ولکن یؤخرھم الیٰ اجل مسمیٰ (النحل:٦١)'' ان آیتوں میں موجودہ نظام کے بدلنے کی طاقت رکھنے کا اظہار فرمایا گیا ہے۔

۴...... آیت کے سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ فیصلہ عام نہیں ہے۔ بلکہ عذاب کے متعلق یہ فرمایا گیا کہ جو قومیں مرسلین کی تکذیب کرتی رہی ہیں ان پر ہمیشہ عذاب الٰہی آتا رہا ہے۔ اب بھی اگر اہل مکہ نے ہمارے رسول کی تکذیب کی تو حسب دستور ان پر بھی عذاب نازل کر دیا جائے گا۔

۵...... آسمانوں پر جانا بلحاظ انسانی طاقت کے مستبعد ہوسکتا ہے۔ لیکن خدائی قوت کے اعتبار سے بعید نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمان پر اٹھایا گیا ہے۔ وہ اپنی طاقت سے آسمان پر نہیں گئے۔ پھر استحالہ کس بات کا ہے؟۔

مطالبہ: حضرت جبرائیل علیہ السلام کا ہبوط وصعود آسمانی ممکن بلکہ واقعہ ہے تو وہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر کیوں نہیں لے جاسکتے اور اگر کافروں کی طرح فرشتوں کے نزول سے انکار ہے تو پھر خدائی طاقت کے سامنے یہ بات کیا مشکل ہے۔ وہ بغیر جبرائیل علیہ السلام کے بھی ان کو لے جاسکتا ہے۔

جب تخت بلقیس آصف کی قوت علمیہ سے باوجود مسافت بعیدہ کے لمحہ واحدہ میں موجود ہوسکتا ہے اور آج ہوائی جہاز ہزاروں ٹن وزن لے کر انسانی عقل کے زور سے طبقہ زمہریریہ سے اوپر جاسکتا ہے تو رب العزت کا عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی قدرت کاملہ سے آسمان پر لے جانا کیوں ناجائز اور خلاف عقل ہے۔

اسی طرح معراج جسمانی بھی قانون قدرت یا عقل کے خلاف نہیں ہے۔ جب بالاتفاق روایات صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ آسمان پر براق کے ذریعہ تشریف لے گئے جوایک قسم کا فرشتہ ہی تھا تو استبعاد عقلی اور استحالہ کس بات کا ہے؟ یا تو فرشتوں کے نزول وعروج سے انکار کرنا چاہئے یا یہ ثابت کریں کہ مسلمانوں کے خیال میں رسول اللہ ﷺ بغیر امداد خداوندی اپنی بازوؤں سے اڑ کر یا جست لگا کر آسمان پر پہنچے تھے جو عقلاً محال ہے۔ مگر یہ دونوں باتیں ثابت نہیں ہوسکتیں۔ اس لئے معراج جسمانی بھی عقل یا نقل کے خلاف نہیں ہوسکتا اور نہ رفع آسمانی کا استحالہ ثابت ہوسکتا ہے۔ قال النووی فی شرح المسلم: ’’لم یثبت من دلیل عقلی ولاشرعی استحالة رفع الجسم علی السماء‘‘ اب تک کسی جسم کا آسمان پر اٹھایا جانا عقلاً یا نقلاً محال ثابت نہیں ہوا۔

تحقیق معراج

معراج کی کیفیت اور اس کے واقعہ ہونے کی حالت میں سلف صالحین کی رائے مختلف ہے۔ حسن بصریؒ کے خیال میں یہ واقعہ نیند کی حالت میں ہوا۔ باقی تمام امت کے نزدیک بیداری میں جاگتے ہوئے معراج ہوئی ہے۔ لیکن اس کے بعد اس بات میں اختلاف ہے کہ بحالت بیداری رسول اللہ ﷺ کی محض روح پر فتوح آسمانوں پر گئی اور جسم اطہر خواب گاہ میں بلاروح موجود رہا یا روح اور جسم دونوں کے ساتھ معراج ہوئی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت حذیفہؓ، حضرت معاویہؓ کا خیال ہے کہ جسد شریف بلاروح خواب گاہ میں موجود رہا اور تنہا روح مقدس، مکہ سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں کی سیر کے لئے اوپر اٹھائی گئی تھی۔ مگر دوسرے تمام مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ رسول اللہ ﷺ معراج کی رات بیداری کی حالت میں جسم اور روح دونوں سے آسمانوں کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ کے خیال میں یہ ہے کہ روح بحالت بیداری جسم کا تعلق چھوڑ کر آسمانوں پر چلی گئی تھی۔ چنانچہ مندرجہ ذیل روایتیں اس پر شاہد ہیں:

۱…… ’’حکی عن محمد بن جریر الطبری فی تفسیرہ عن حذیفةؓ ان قال ذالك رویاء وانه مافقد جسد رسول اللہ ﷺ انما اسری بروحه وحکی هذا القول ایضاً عن عائشةؓ وعن معاویةؓ (کبیرج۲۰ص۱۴۷)‘‘

۲…… ’’فعن عائشةؓ انها قالت مافقد جسد رسول اللہ ﷺ لکن عرج بروحه وعن معاویة انه قال انما عرج بروحه (ابوالسعود ج۵ص۱۵۵)‘‘

۳… ’’عن عائشة لما اسری بالنبی ﷺ اتی المسجد الاقصی اصبح یحدث الناس بذالك فارتدناس ممن کانوا آمنوا وصدقوه واسعوا بذالك الی ابی بکرؓ فقالو اھل لك فی صاحبك یزعم انه اسری به اللیلة الی بیت المقدس وجاء قبل ان یصبح قال اوقال کذلك قالوا نعم قال لئن قال ذالك لقد صدق قالوا فتصدقه ان ذھب اللیلة الی بیت المقدس وجاء قبل ان یصبح قال نعم انی لاصدقه بماھوا ابعد من ذالك اصدقه بخبر السماء فی غدوة اوروحة فلذالك سمی ابوبکر الصدیق‘‘

(ازالۃ الخفاء بتخریج الحاکم ج۱ ص۲۰۵ طبع لاھور)

اگر معراج ان حضرات کے خیال میں مکاشفہ یا نیند کی صورت میں ہوتی تو وہ یہ نہ کہتے کہ روح اٹھائی گئی اور جسم وہیں موجود رہا۔ بلکہ روح اور جسم دونوں کو موجود مانتے ہوئے خواب یا مکاشفہ کے قائل ہوجاتے اور نہ حضرت عائشہؓ معراج کے متعلق اہل مکہ کا انکار اور تعجب نقل فرماتیں۔ کیونکہ خواب اور مکاشفہ ایسی چیزیں نہیں ہیں جن کا انکار کیا جاسکے۔ علاوہ ازیں جب حضرت عائشہؓ کے سامنے یہ بات ظاہر کی گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے معراج کی شب اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تو اس کی تردید میں یہ آیت پیش کی: ’’ھو یدرك الابصار ولا تدرکه الابصار (انعام:۱۰۳)‘‘ ﴿وہ نگاہوں کو پاسکتا، نگاہیں اس کو نہیں پاسکتیں۔﴾ اور یہ نہ فرمایا کہ یہ تو نیند یا کشف کی حالت تھی۔ اس میں رویت بصریہ کا کیا ذکر ہے۔

معلوم ہوا کہ روحانی معراج نیند یا مکاشفہ کی صورت میں نہیں تھی۔ بلکہ محض روح کے صعود آسمانی کو روحانی معراج کہتے ہیں۔ ایسا ہی علامہ ابوالسعود اور قاضی بیضاوی نے لکھا ہے کہ: ’’واختلف ایضاً انه فی الیقظة اوفی المنام نعن الحسن انه کان فی المنام واکثرالاقاویل بخلافه والحق انه کان فی المنام قبل البعثة وفی الیقظة بعدھا‘‘ (ابوالسعود ج۵ ص۱۵۵)

روحانی کا مقابلہ جسمانی سے کیا ہے اور جسمانی بالاتفاق بیداری میں ہے تو اس کا قسیم روحانی بھی بیداری ہی میں ہوگا۔ بیضاوی نے اس کو بالکل ہی صاف کردیا۔ جیسا کہ وہ لکھتے ہیں کہ: ’’اختلف فی انه کان فی المنام اوفی الیقظة بروحه اوبجسده والاکثر علی انه اسری بجسده‘‘ (بیضاوی ج۱ ص۴۷۴)

لہٰذا مرزاقادیانی کا معراج کو از قبیل مکاشفات بتاکر حضرت عائشہؓ اور حضرت معاویہؓ

کے قول سے استدلال کرنا بالکل غلط ہے۔ امت میں سے ایک فرد بھی معراج کشفی کا قائل نہیں ہے۔ کشف میں روح اور جسم دونوں بحالت بیداری اپنی جگہ پر رہتے ہیں۔ صرف ظلمانی حجابات نفس سے دور ہوا کرتے ہیں۔ جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے: ''لی مع اللّٰہ وقت لایسعنی فیه ملك مقرب ولانبی مرسل''

مکاشفہ کے یہی معنے امام رازیؒ کی ایک تحریر سے مستفاد ہوتے ہیں: ''وھو زوال الحجب الجسمانية عن روح محمد ﷺ حتیٰ یظھرفی روحه من المکاشفات والمشاھدات''

(تفسیر کبیر ج ۲۰ ص ۱۴۸)

اس عبارت میں جسمانی حجابات کے دور ہو جانے کو مکاشفات کا سبب قرار دیا ہے۔ لہٰذا معراج کشفی کے ثبوت میں نہ کوئی شرعی دلیل موجود ہے اور نہ سلف میں سے کسی کا قول اس کی تائید کرتا ہے۔

ب...... معراج کی روایتوں میں کئی قسم کا اختلاف ہے: ۱...... ایک روایت میں بین النوم والیقظۃ اور کہیں ھونائم فاستیقظ ہے۔ شریک کی روایت میں معراج کا تمام قصہ بیان کرنے کے بعد ثم استیقظت آیا ہے۔ ۲...... جس مکان سے اسراء کی ابتداء ہوئی اس کے متعلق کسی روایت میں بیت ام ہانی اور کہیں بیت رسول اللہ ﷺ اور ایک میں حرم مکہ اور قرآن مجید میں مسجد حرام مذکور ہے۔ ۳...... کہیں ہے کہ معراج بعثت کے بعد ہوئی۔ کسی روایت میں بعثت سے پہلے۔ کہیں نیند میں اور کہیں بیداری کی حالت میں بیان کی گئی ہے۔ ۴...... معراج کی شب انبیاء علیہم السلام منازل آسمانوں پر تمام روایتوں میں ایک جیسے نہیں آئے۔ اس قسم کے تعارض اور اختلافات کی وجہ سے معراج کی روایتیں قابل اعتبار نہیں ہیں۔

ج...... جب تک روایات واخبار میں تطبیق یا ترجیح ممکن ہو محض تعارض یا اختلاف کی وجہ سے روایات ساقط نہیں ہوتیں۔ ایسی صورت میں پہلے تطبیق اور پھر ترجیح کے وجوہ تلاش کرنے چاہئیں۔ اگر یہ دونوں طریقے ممکن نہ ہوں تو پھر روایات پر عمل نہیں ہوتا۔ مگر موجودہ روایات میں تطبیق ممکن ہے۔ ملاحظہ ہو:

۱...... اس عبارت کا یہ مطلب ہے کہ:

الف...... حضرت جبرائیل علیہ السلام کی آمد کے وقت حضور ﷺ خواب میں تھے۔ مگر نیند کا غلبہ اچھی طرح نہیں ہوا تھا اور بعد میں بیدار ہو گئے۔ یا جب ام ہانی کے گھر سے چلے۔ نیند کا اثر باقی تھا۔ حرم میں پہنچ کر ہوشیار ہو گئے۔

ب...... معراج کی حدیث بخاری میں متعدد طرق سے آئی ہے۔سوائے شریک کی روایت کے ثم استیقظت کسی روایت میں نہیں آیا۔ایک راوی کی روایت دوسرے ثقہ راویوں کے مخالفت کرنے سے پایہ اعتبار سے گرجاتی ہے۔اسی لئے حافظ محدث عبدالحقؒ نے اس روایت میں شریک کی دس غلطیاں بیان کی ہیں۔منجملہ ان کے ایک غلطی یہ بھی ہے۔(دیکھو حاشیہ مولانا احمد علی سہارنپوری علی البخاری) دوسرے قاضی عیاض نے شفاء میں اس کے یہ معنی لکھے ہیں کہ واپسی کے بعد آپ مکان پر تشریف لاکر سو گئے اور پھر بیدار ہوئے یا سفر معراج میں تجلیات ربانی کی وجہ سے جو استغراق حاصل ہوگیا تھا وہ دور ہوگیا اور آپ ہوش میں آ گئے۔

۲...... الف...... اصل میں اسراء کی ابتداء مسجد حرام سے ہوئی اور مسجد حرام کا تمام حرم پر اطلاق کیا جاتا ہے''لان الحرم كله مسجد (ابوالسعود ج٥ ص ١٥٤)''اور زمین حرم میں ام ہانی کا گھر تھا۔رسول اللہ ﷺ نے کبھی ام ہانی کا اور کبھی مجازاً اپنا گھر ارشاد فرمایا ہے۔

ب...... مرقاۃ اور لمعاۃ میں ان تمام روایات کی تطبیق یہ بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بعد نماز عشاء ام ہانی کے گھر میں جو شعب ابی طالب میں تھا۔استراحت فرماتے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام آ گئے۔ان کی آمد پر بیدار ہوئے اور وہاں سے حرم کی طرف تشریف لے گئے۔حرم میں وراء حطیم سے ہوتے ہوئے مسجد کے دروازہ پر پہنچے اور براق پر سوار ہوکر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے:''انه ﷺ نام عندبيت ام هانی وبيتها عند شعب ابی طالب ففرج سقف بيتها واضاف البيت الی نفسه لكونه يسكنه فنزل فيه الملك فاخرجه من البيت الی المسجد وكان مضطجعاً وبه اثر الناس ثم اخرجه من الحطيم الی باب المسجد فاركبه البراق (مرقاة ج١١ ص١٥٢ باب فی المعراج)''

۴٫۳...... معراج کا واقعہ نیند اور بیداری دونوں صورتوں میں آیا ہے۔مگر معراج جسمانی بعثت کے بعد بیداری میں صرف ایک ہی مرتبہ واقع ہوئی ہے اور باقی خواب میں ہوئی تھیں۔بعثت سے پہلے جو معراج ہوئی وہ ایک خواب تھا جو رسول اللہ ﷺ نے معراج جسمانی سے پیشتر دیکھی تھی۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بسا اوقات ایک چیز کو اس کے ظاہر ہونے سے پہلے خواب میں دیکھ لیا کرتے تھے۔اس لئے یہ واقع بھی قبل الظہور آپ کو خواب میں دکھایا گیا۔گویا خواب معراج جسمانی مقدمہ اور اس کی تمہید تھی۔شیخ اکبر فرماتے ہیں کہ:

''وله ﷺ اربعة وثلثون مرة الذی اسری به منها اسراء واحد بجسم والباقی بروحه روياء رأها ...... بهذا ازاد علی الجماعة رسول

اللہ ﷺ باسراء الجسم واختراق السموات والافلاك حسا وقطع مسافات حقیقة محسوسه'' (فتوحات مکیه ج۳ص۳۴۳ باب۳۶۷)

''فی البخاری عن شریك بن عبدالله انه قال سمعت انس ابن مالك یقول لیلة اسری برسول اللہ ﷺ من انه جأه ثلثة نفرقبل ان یوحی الیه وهو نائم فی المسجد الحرام فقال اولهم ایهم هو قال اوسطهم هو خیرهم فقال آخرهم خذو اخیرهم فكانت تلك اللیلة فلم یرهم حتی اتوه ولیلة اخری فیما یری قلبه وتنام عینه'' (بخاری ج۲ص۱۱۲۰ کتاب التوحید)

معلوم ہوا کہ اول مرتبہ بعثت سے پہلے جو تمام واقعہ خواب میں دیکھا تھا اسی کو بیداری میں اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمایا۔

علامہ ابوسعود لکھتے ہیں کہ'' والحق انه كان فی المنام قبل البعثة وفی الیقظة بعدها'' (ابوالسعود ج۵ص۱۵۵)

لہٰذا مرزا قادیانی کا اس حدیث سے اس بات پر استدلال کرنا صحیح نہیں ہے کہ معراج بعثت کے بعد نہیں ہوئی اور چونکہ قبل النبوت معراج کا ہونا بدیہی البطلان ہے۔ اس لئے معراج کا واقعہ غلط ہے۔

د...... لیلۃ المعراج میں انبیاء علیہم السلام کے جو منازل مختلف مروی ہیں وہ تعدد واقعہ پر مبنی ہیں یا ان روایات میں سے جو ارجح ہو اس کا اعتبار کرنا چاہئے اور باقی کو چھوڑ دیں۔ چونکہ مشکوٰۃ کے باب المعراج کی پہلی حدیث تمام روایتوں میں صحیح روایت ہے۔ اس لئے اس پر اعتماد کرنا لازمی ہے۔ شیخ عبدالحق دہلوی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ'' هذا الترتیب الذی وقع فی هذ الحدیث هوا اصح الروایات وارجحها۔ لمعات''

س...... علامہ ابن قیم معراج کے متعدد ہونے سے منکر ہیں۔ کیونکہ تمام روایتوں میں ابتداء پچاس نماز کی فرضیت اور آخر میں پانچ کا حکم مذکور ہے۔ اگر اس کو تعدد پر محمول کریں تو نسخ میں تکرار لازم آئے گا جو قطعاً ناجائز ہے۔

ج...... پہلے گزر چکا ہے کہ معراج جسمانی بعثت کے بعد صرف ایک مرتبہ ہوئی ہے اور باقی سب نوم کی حالت میں ہیں۔ خواب میں فرضیت کا تعدد اور تکرار مستبعد نہیں ہے۔ (ہکذا مذکور فی فتح الباری)

س...... اس کی کیا دلیل ہے کہ معراج جسمانی روحانی یا نومی نہیں ہے۔

ج .... یاد رہے کہ معراج کے جسمانی یا روحانی ہونے کا اختلاف اِدلہ شرعیہ پر مبنی ہے۔ فلسفی خیال کی وجہ سے نہیں ہے۔ جو لوگ معراج روحی یا نومی کے قائل ہیں ان کا استدلال اس آیت سے ہے: ''وماجعلنا الرویاء التی اریناك الافتنة للناس (بنی اسرائیل: ۶۰)'' کیونکہ رویاء کا لفظ نیند پر اطلاق کیا جاتا ہے اور اکثر مسلمانوں کے نزدیک معراج جسمانی ضرور واقع ہوئی ہے: ''فی البیضاوی والاکثر علی انه اسری بجسده الی بیت المقدس ثم عرج به الی السموات حتیٰ الیٰ سدرة المنتهی (بیضاوی ج۱ص ۴۷۴)'' اور وہ اس خیال کی تائید میں ذیل کے واقعات سے استدلال کرتے ہیں: (۱)...... ''سبحان الذی اسری بعبده لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی (بنی اسرائیل: ۱)'' میں اسراء کا ذکر کرتے ہوئے آیت کو لفظ سبحان سے شروع کیا ہے جو تعجب کے معنی کا فائدہ دیتا ہے۔ خواب میں سیر کرنا محل تعجب نہیں ہے۔ (۲)...... لفظ اسراء بیداری میں رات کو سیر کرانے پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ روحی یا نومی سیر پر نہیں بولا جاتا۔ (۳)...... عبده روح اور جسم دونوں پر بولا جاتا ہے۔ قرآن میں جس جگہ بھی آیا ہے مجموعہ ہی مراد آیا ہے۔ تنہا روح یا جسم مراد نہیں ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جس رات معراج ہوئی اس کی صبح کو قریش نے اس واقعہ کو سن کر انکار کیا اور بیت المقدس کے متعلق آپ ﷺ سے سوالات کئے اور سفر کے دوسرے حالات بھی پوچھے اور بعض ضعیف الاعتقاد مسلمان مرتد ہوگئے۔ اگر معراج جسمانی نہ ہوتی تو ایک مرتبہ خواب کے بارے میں اس قدر فتنہ اور سوالات کبھی برپا نہ کرتے اور نہ آپ ﷺ کو جواب دینے کی ضرورت محسوس ہوتی اور نہ لوگ مرتد ہوتے۔ جیسا کہ ان حوالجات سے ظاہر ہے:

''روی عن ابن عباسؓ .... فلما خرج (رسول اللّٰه) جلس الیه ابوجهل فاخبره ﷺ بحدیث الا سراء فقال ابوجهل یامعشرکعب بن لوئی بن غالب هلم فحدثهم فمن مصفق ووضع یده علی رأسه تعجباً وانکاراً وارتدناس ممن کان امن به وسعی رجال الی ابی بکر فقال ان کان قال ذالك لقد صدق قالوا تصدقه علی ذالك قال انی اصدقه علی ابعد من ذالك فسمی الصدیق وکان فیهم من یعرف بیت المقدس فاستنعتوه المسجد له بیت المقدس فطفق ینظر الیه وینعته لهم فقالوا اما النعت فقد اصابه فقالو

اخبرنا عن عيرنا فاخبراهم بعد وجمالها واحوالها و قال تقدم يوم كذامع طلوع الشمس يقد مها جمل اورق فخرجو اليشتدون ذالك اليوم نحو الثنية فقال قائل منهم هذه والله الشمس قد اشرقت فقال آخرهذه والله العير قد اقبلت يقدمها جمل اورق كماقال محمد ﷺ''

(ابوالسعود ج٥ص١٥٥ واللفظ له،بيضاوى ج١ص٤٧٣)

''عن ابن هريرةؓ قال رسول اللهﷺ لقد رائيتنى فى الحجر وقريش تسألنى عن مسراى فسالتنى عن اشياء من بيت المقدس لم اثبتها فكربت كربة ماكربت مثل قط فرفعه الله لى انظر اليه مايسألونى عن شئى الانبأتهم'' (رواه المسلم ج١ص٩٦باب الاسراء)

''عن جابرؓ انه سمع رسول الله يقول لما كذبتنى قريش قمت الى الحجر فجلى الله لى بيت المقدس فطفقت اخبرهم عن آياته وانا انظر اليه (مسلم ج١ص٩٦، بخارى ج١ص٥٤٨ واللفظ له باب حديث الاسراء)''یعنی شب معراج کی صبح کو اہل مکہ نے بیت المقدس کے متعلق جو سوالات کئے۔ میں ان کو سن کر گھبرایا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے سامنے کردیا۔ جس سے میں قریش کے ہر ایک سوال کا صحیح صحیح جواب دیتا جاتا تھا۔

۴...... شیخ محی الدین ابن العربی فتوحات میں لکھتے ہیں کہ:''ولوكان الاسراء بروحه وتكون روياء راها كما يرى النائم فى نومه ماانكره احدولا نازعه احد وانما انكر واعليه كونه اعلمهم ان الاسراء كان بجسمه فى هذه المواطن كلها (باب ٣٦٧ج٣ص٣٤٣)''اور ماجعلنا الرویاء التی...... الخ! سے معراج روحانی یا نومی پر استدلال کرنا کئی وجہ سے صحیح نہیں:

۱...... آیت میں فتنہ کا لفظ ہے اور فتنہ یا ابتلاء خواب کی وجہ سے نہیں ہوتا۔

۲...... رویاء کا لفظ جس طرح خواب کے لئے آتا ہے آنکھوں سے دیکھنے پر بھی بولا جاتا ہے۔ جیسا کہ اس شعر میں آیا ہے:

فكبر للرويـاء وهش فـواده

بشر نفساً كان قبل لومها

بخاری میں ابن عباسؓ سے بھی ایسا ہی منقول ہے کہ:''قال ابن عباسؓ هيى رویاء عین اریها رسول اللهﷺ''

(بخاری ج ۲ ص ۶۸۶، کتاب التفسیر وبخاری ج ۱ ص ۵۵۰ بابؑ المعراج)

۳..... بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ یہاں رویاء سے حدیبیہ کا خواب مراد ہے جو آپ نے مکہ میں داخلہ کے لئے دیکھا تھا اور یہ آیت اسی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ ملاعلی القاری نے منہاج العلوی میں لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہؓ اسراء کے وقت مسلمان بھی نہیں ہوئے تھے اور نہ ان کو اصل واقعہ کی صحیح اطلاع ملی۔ زرقانی مالکی اور قاضی عیاض نے شفا میں لکھا ہے کہ عائشہ صدیقہؓ معراج کے زمانہ میں پیدا بھی نہیں ہوئی تھیں یا بالکل ناسمجھی کا زمانہ تھا۔ اس لئے جمہور کے مقابلہ میں ان کا قول غیر معتبر ہے۔ پھر نوم کے بارے میں ایک دو حدیثیں ملیں گی اور معراج جسمانی کے ثبوت میں احادیث صحیحہ مشہورہ بکثرت موجود ہیں:''فهو الحديث المروى فى الصحاح وهو مشهور وهويدل على الذهاب من مكة الىٰ بيت المقدس ثم منه الى السموات'' (کبیر ج ۲۰ ص ۱۵۱ تحت آیت سبحان الذی اسری)

س..... جب لیلۃ المعراج میں باقی تمام انبیاء علیہم السلام کی روحیں آسمان پر تھیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی روح موجود ہونی چاہئے۔

ج..... تمام انبیاء علیہم السلام کا جملہ حالات میں ایک جیسا ہونا ضروری نہیں ہے۔ معراج ہی کی رات آسمان میں وہ مختلف منازل پر دکھائے گئے ہیں۔ سب کو ایک جگہ نہیں دیکھا۔ پھر ان میں اکثر بنی اسرائیل تھے۔ اس ضابطہ کی رو سے چاہئے تھا کہ رسول خداﷺ بھی بنی اسرائیل ہوں۔ آدم اور ادریس اور ابراہیم علیہم السلام وہاں نہ ہونے چاہئیں تھے۔ کیونکہ ان میں سے ایک بھی بنی اسرائیل نہ تھا۔ علاوہ ازیں خود رسول اللہﷺ بجسدہ شریف موجود تھے تو عیسیٰ علیہ السلام کے مجسم ہونے میں کیا حرج ہے؟۔ رہا یہ سوال کہ بیت المقدس میں روحوں کو نماز کیونکر پڑھائی اور پھر باوجود لطافت کے آسمانوں پر ان کی رؤیت کس طرح ہوئی۔ اس کے متعلق شیخ عبدالحق نے لمعات میں یہ لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنے اصلی جسم کے ساتھ تھے۔ ورنہ باقی تمام انبیاء علیہم السلام کی روحیں مثالی جسم کے ساتھ موجود تھیں۔ ممکن ہے کہ بیت المقدس میں بھی تمام انبیاء علیہم السلام اصلی جسم میں تشریف لائے ہوں اور پھر وہاں سے آسمانوں پر اٹھالئے گئے ہوں۔ ایسا علامہ قرطبی سے منقول ہے کہ:''ثم قيل رؤيتم فى السماء محمولة على رؤية ارواحهم متمثلة الا عيسىٰ لماثبت انه رفع فى جسده وقيل فى ادريس كذالك

واماالذین صلوا معه فی بیت المقدس تحمل علی الا رواح المتمثله ویحتمل الا جساد یحتمل انه احضرت اجسادهم فی بیت المقدس لملاقاته ﷺ ثم رفعو علی السماء، لمعات''

جولوگ معراج روحانی کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی روح بھی دیگر انبیاء کی طرح جسم مثالی لطیف میں ظاہر ہوئی تھی۔ حجۃ اللہ البالغہ کی اس عبارت کا بھی یہی مطلب ہے:''انه کان فی برزخ جامع بین الناسوت والمثال''

س...... ''نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کرتا ہے کہ کوئی انسان اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرہ زمہریر تک بھی پہنچ سکے۔'' (ازالہ ص ۴۷، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶) پھر آسمان کا خرق والتیام عقلاً محال ہے۔ اس لئے رفع آسمانی نہیں ہوسکتا۔

ج.. رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث کے مقابلہ میں فلسفی خیالات کو پیش کرنا اور اس کو ترجیح دینا زنادقہ کا کام ہے۔ جو شخص حضور علیہ السلام کو صادق ومصدوق اور نبی تسلیم کرتا ہے وہ اس قسم کے استبعادات عادیہ کو اپنی نظر میں وقعت نہیں دیتا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قریش کے اس سوال کے جواب میں تصدقہ علی ذالک یہ فرمایا تھا:''انی اصدقه علی ابعد من ذالك'' ایسا ہی آج ایک مسلمان کو ہونا چاہئے تھا۔ مگر افسوس مرزا قادیانی اور اس کے ہم خیال ایک طرف مسلمانی کا دعویٰ کرتے جاتے ہیں اور دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث کو فلسفی خیالات کی وجہ سے رد کرتے ہوئے نہیں شرماتے۔ پھر لطف یہ ہے کہ استبعادات عادیہ کا نام محالات عقلیہ رکھا ہوا ہے۔ رفع آسمانی کو زائد از زائد عادتاً بعید کہہ سکتے ہیں۔ مگر محال عقلی کبھی نہیں کہہ سکتے۔ نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ رفع آسمانی کے استحالہ پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی موجود نہیں ہے۔ مرزائی جماعت کرہ زمہریر تک انسان کی رسائی عقلاً ناممکن سمجھتے ہیں اور ایسا ہی خرق والتیام کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔ باوجودیکہ اس میں ایک چیز بھی رفع آسمانی کے لئے مانع نہیں ہے۔ ہمارے اس دعویٰ کے ثبوت میں مندرجہ ذیل دلائل موجود ہیں:

۱ زمہریر ہوا کے سرد طبقہ کا نام ہے۔ جہاں بخارات متصاعدہ کا صعود ختم ہوجاتا ہے۔ ہوا عناصر اربعہ میں سے ایک بسیط عنصر ہے۔ یعنی محض ہیولی اور صورت سے مرکب ہے۔ صاحب نفیسی نے لکھا ہے کہ بسائط میں کیفیت صورت کے تابع ہوتی ہے اور مرکب میں متنوع اسی وجہ سے بسائط میں کیفیت کے باطل ہونے سے اس کی صورت نوعیہ کا ابطال لازم نہیں

آ تا۔ مگر مرکب میں اگر کیفیت باطل ہوگی تو صورت نوعیہ مرکب کی کبھی نہیں رہ سکتی۔

(ماخوذ از مفرح القلوب)

اس لئے اگر آگ کی حرارت اور ہوا کی عارضی سردی جاتی رہے اور ان کی صورت نوعیہ بحالہ باقی رہے تو ہوسکتا ہے۔ کیونکہ بسائط میں کیفیت صورت نوعیہ سے جدا ہوسکتی ہے۔ اسی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حق میں صورت ناریہ کے قائم رہنے کے باوجود بھی اس کی حرارت جاتی رہی تھی۔ اگر رسول اللہ ﷺ کے لئے بھی زمہریر کی سردی اور کرہ نار کی حرارت باقی نہ رہی ہو تو کوئی استحالہ نہیں ہے۔

۲..... جو بھڑکتی ہوئی آگ میں اور شمع کی لو میں تیزی سے ہاتھ نکالتے ہیں ان پر حرارت کا مطلقاً اثر نہیں ہوتا تو براق جیسی تیز رفتار کی موجودگی میں کہ جس کا منتہاء نظر پر قدم اٹھتا تھا زمہریر یا کرہ نار کا کیا اثر ہوسکتا ہے۔

۳..... گناہ کا مزاج گرم اور نیکی کا سرد ہے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ اپنی دعا میں یہ الفاظ فرمایا کرتے کہ: ''اللھم اغسل خطایای بالماء والثلج والبرد اوکما قال (مشکوۃ ص ۷۷ باب مایقرہ بعد التکبیر)'' ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ متقی و پرہیز گار کوئی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے آپ ﷺ کی نیکیوں کی سردی کرہ نار پر غالب رہی جس شخص کا ہاتھ برف زدہ ہو اس کو دیر تک آگ میں رکھنے سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔

۴..... طبقہ زمہریر یہ تک پہنچنا تو بجائے خود رہا۔ اس زمانہ کی متمدن قومیں تو فلک قمر تک پہنچنے کی کوشش کر رہی ہیں۔

۵..... خرق والتیام کے امتناع کے دلائل ہی کمزور ہیں۔ جو شخص خرق والتیام کے امتناع کا قائل ہے۔ وہ قیامت کا بھی ضرور منکر ہے۔ لیکن بایں ہمہ جائز ہے کہ آسمان کے مسامات اس قدر وسیع ہوں کہ اس میں سے ایک انسان بآسانی گزر سکے۔ ایسے بڑے جسم کے لئے اگر اتنا وسیع مسام ہو تو ہوسکتا ہے۔ اس کے علاوہ جب صحیح حدیث میں آسمان کے لئے دروازہ کا ثبوت موجود ہے۔ (مشکوۃ باب المعراج) تو فلسفی خیال کو تسلیم کرنا اور حدیث کو نہ ماننا کہاں تک جائز ہے۔ کیا مسلمانی اسی کا نام ہے؟۔

مطالبہ: (۱)..... سلف صالحین میں سے ایک شخص کا قول ایسا پیش کرو جس نے فلسفی خیالات کی وجہ سے رفع آسمانی یا معراج جسمانی سے انکار کیا ہو۔ (۲)..... سلف میں سے کوئی شخص معراج کشفی کا قائل ہو۔ (۳)..... اگر ایک ہی رات میں مکہ سے بیت المقدس جا کر واپس

آنا قانون قدرت کے موافق ہے تو آسمان پر جانا کیوں اس کے خلاف ہے اور اگر یہ واقعہ بھی کشف پر محمول ہے تو اہل مکہ کے جھگڑنے کی کیا وجہ تھی۔

آیت نمبر ۸...... ''وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته ۰ ثم يوم القيامة يكون عليهم شهيدا'' (النساء:۱۵۹)

لیؤمنن کی نحوی تحقیق

محض نون تاکید امر نہیں۔ تمنی استفہام وغیرہ کی تاکید کے لئے آتا ہے اور استقبال کا فائدہ دیتا ہے اور جس فعل میں طلب کے معنے نہیں پائے جاتے۔ جیسا کہ مضارع ہے اس میں نون تاکید بغیر لام تاکید کے نہیں آتا۔ لیکن لام تاکید کے ساتھ ہمیشہ استقبال کے لئے آتا ہے۔ ماضی یا حال پر کبھی دلالت نہیں کرتا۔

''اماالمضارع فان كان حالالم يوكد بهم وان كان مستقبلاً اكد بهما وجوبافى نحوتا الله لاكيدن اصنامكم'' (مغنى ج۲ ص۲۲)

''واعلم ان الا صل فى نون التاكيد ان تلحق باخر فعل مستقبل فيه معنے الطلب كالا مروالنهى والا ستفهام والتمنى والعرض نحواضربن زيد او لاتضربن وهل تضربنه وليتك تضربن مثقله ومخففه واختص بمافيه معنے الطلب لان وضعه للتاكيد والتاكيد انما يليق بمايطلب حتى يتجد ويحصل فيغتنم هويوجد ان المطر ولا يليق بالخبر المحض لانه قد وجد وحصل فلاينا سبه التاكيد واختص بالمستقبل لان الطلب انمايتعلق بماليه محصل بعد يحصل وهو المستقبل بخلاف الحال والماضى لحصولهماؔ المستقبل الذى هوخبر محض لاتلحق نون التاكيد باخره الا بعدان يدخل على اول الفعل مايدل على التاكيد كلا م القسم وان لم يكن فيه معنے الطلب لان الغالب ان التكلم يقسد على مطلوبه (شيخ زاده على البيضاوى) تختص (نون التاكيد) لمستقبل طلب اوخبرمفيد بتاكيد باللام نحوليضربن (متن متين)''

''نون التاكيد يؤكد مستقبلاً فيه معنى الطلب (الى ان قال) وامافى المستقبل الذى هو خبرمحض فلا يدخل الابعد ان يدخل على اول الفعل مايدل على التاكيد ايضاً كلا م القسم نحووالله لاضربن (رضى ص۳٤۱)''

غرض مضارع موکد بلام تاکید ونون تاکید ہمیشہ استقبال کے لئے آتا ہے۔ مگر جس جگہ وہ کسی دوسرے فعل کی خبر واقع ہوا ہے وہاں اس کا مستقبل ہونا اس فعل کے بعد شروع ہوگا جس پر وہ مرتب ہے۔ مثلاً ''ومن عمل صالحاً من ذكر او انثى وهو مؤمن فلنحيينه حياة طيبة (النحل:۹۷)''میں حیات طیبہ اور پاکیزہ زندگی کا عطا کرنا ایمان اور عمل صالح پر موقوف اور متفرع ہے اور جملہ جزائیہ فلنحيينه بنسبت جملہ شرطیہ من عمل کے زمانہ آئندہ میں واقع ہے اور اگر وہ کسی شئی پر متفرع نہیں ہے تو وہاں زمانہ تکلم کے بعد استقبال کی ابتداء ہوگی۔

''عن بعضهم ان صيغ الا فعال موضوعة لازمنة التكلم اذا كانت مطلقة فاذا جعلت قيود المايدل على زمان كان مضيها و غيره بالنسبة الى زمانه'' (روح المعانی من الكهف ونحوه عن ابن الصدر ۰ فتح الباری)

اس لئے لیؤمنن مضارع موکد ہونے کی وجہ سے زمانہ آئندہ پر دلالت کرے گا اور اس کے استقبال کی ابتداء آیت کے نازل ہونے کے بعد سے شروع ہوگی۔

استدلال ''وان من اهل الكتاب...... الخ''میں لیؤمنن مضارع موکد ہے جو ازمنہ ثلاثہ میں سے محض استقبال کے لئے آتا ہے۔ چونکہ وہ کسی فعل کی جزا بن کر مذکور نہیں ہوا۔ اس لئے اس کے زمانہ کی ابتداء آیت کے نازل ہونے کے بعد سے شروع ہوگی جس کے یہ معنے ہوں گے اہل کتاب کے ایمان لانے کا زمانہ نزول آیت کے بعد سے شروع ہوکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت تک ممتد ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کی موت ابھی تک وارد نہیں ہوئی۔

س ... مضارع کا صیغہ بحسب تصریح سید السند استمرار کے لئے ہوتا ہے اور استمرار میں ازمنہ ثلثہ داخل ہیں۔ مثلاً ''والذين جاهدو فينا لنهدينهم سبلنا (عنكبوت:۶۹)''''ومن عمل صالحاً من ذكر او انثى وهو مؤمن فلنحيينه حياة طيبه (النحل:۹۷)''''ولينصرن الله من ينصره ۰ والذين آمنوا وعملوا الصالحات لندخلنهم فى الصالحين ۰ كتب الله لاغلبن انا ورسلى''

ج سید السند کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مضارع ہر جگہ استمرار کا فائدہ دیتا ہے اور نہ کسی اہل معانی نے ایسا لکھا ہے۔ بلکہ اس کی یہ مراد ہے کہ جب کوئی قرینہ یا مقام استمرار کا تقاضا کرتا ہے تو مضارع میں استمرار تجددی کے معنے کے لئے جاتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ: ''وقد يقصد بالمضارع الاستمرار على سبيل التجدد والتقضى ''بحسب مقامات لفظ قد مضارع میں تقلیل کے واسطے آتا ہے اور سید صاحب نے بھی قد يقصد ہی فرمایا ہے جو قلت

استعمال پر دلالت کرتا ہے۔ اگرچہ امثلہ مذکورہ میں مضارع مؤکد استمرار کے لئے ہے۔ لیکن زمانہ ماضی یا حال کے استمرار کے واسطے نہیں ہے۔ بلکہ استمرار استقبالی کے لئے۔ کیونکہ: "لنهد ینهم فلنحیینه لینصر الله" اور "لندخلنهم" یہ جزاء ہیں۔ اسم موصول متضمن معنے شرط کے جو الذین جاهدوا...... ومن عمل..... من ینصره..... والذین آمنوا میں ہے۔

"اذا تضمن المبتدأ معنی الشرط فیصح الدخول الفافی الخبر وذالك الاسم الموصول بفعل او ظرف (کافیه)" اولاغلبن نتیجہ یا اثر ہے۔ فعل کتب بمعنے قدر کا فرع کبھی اصل سے اور جزاء شرط سے مقدم نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ان تمام فعلوں کا زمانہ شرط کے بعد ہوگا اور اسی کی نسبت سے ان کا زمانہ مستقبل سمجھا جائے گا اور ایسا استمرار ہمارے لئے مضر نہیں اور اگر اس کو تینوں زمانہ کے لئے عام کریں اور ان کو فعل شرط پر موقوف نہ رکھیں تو جزاء کا شرط سے اور فرع کا اصل سے مقدم ہونا لازم آئے گا جو اذا وجد الشرط وجد المشروط کے بالکل مخالف ہے۔

۲ علاوہ ازیں ان میں جو کچھ بھی استمرار ہے وہ فعل شرط ہی کی وجہ سے ہے جس طرح کلما دخلت الدار فانت طالق میں طلاق کے واقع ہونے کا استمرار اور دوام محض لفظ کلما کی وجہ سے ہے جو شرط پر داخل ہو کر اس کے دوام اور استمرار کا مقتضی ہے۔ اس طرح یہاں شرط کے ماتحت جزا کا انعقاد ہو رہا ہے۔ مگر لیؤمنن میں ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ وہ کسی فعل پر مرتب یا کسی شرط کی جزاء نہیں ہے۔ اس لئے اس کو امثلہ مذکورہ پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔

س...... ہم نے مانا کہ نون تاکید کا استقبال کے لئے آتا ہے۔ لیکن لام زمانہ حال پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے جائز ہے کہ لیؤمنن میں حال اور استقبال دونوں مراد ہو۔

ج...... لام ابتدائیہ حالیہ نون تاکید کے ساتھ کبھی جمع نہیں ہوتا۔ نون تاکید کے ساتھ لام تاکید کا آتا ہے جو زمانہ مستقبل پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ پہلے معنی سے نقل ہو چکا ہے کہ لام اور نون ہمیشہ استقبال کا فائدہ دیتے ہیں۔ دونوں جمع ہو کر زمانہ حال کے واسطے کبھی نہیں۔

علامہ عبدالحکیم فرماتے ہیں کہ: "ان کان مضارعاً استقبالیا یلزم اللام مع کون التاکید (الی ان قال) وان کان مضارعا حالیا یکون باللام من خیر النون" (تکملہ ص۵۳۶)

س...... علامہ عبدالحکیم نے تکملہ میں لکھا ہے کہ: "نون التاکید لایوکد الا مطلوبا والمطلوب لایکون ماضیاً ولا حالا ولا خبرا مستقبلا لهذا لیؤمنن"

جملہ قسمیہ اور موکد بنون تاکید ہونے کی وجہ سے انشائیہ ہوا خبریہ نہ ہوا اور انشائیہ پیشین گوئی نہیں بن سکتا۔ اس لئے آیت کو آخری زمانہ میں ایمان لانے پر چسپاں کرنا صحیح نہیں۔ نیز قاضی بیضاوی اور کشاف وغیرہ نے بھی اس کو جملہ قسمیہ لکھا ہے۔

ج...... نون تاکید کا تنہا ہمیشہ امر نہی وغیرہ انشاءات میں آتا ہے۔ فعل مستقبل پر اکیلا کبھی داخل نہیں ہوتا۔ جب آتا ہے لام تاکید کے ساتھ آتا ہے۔ جیسا کہ شیخ زادہ حاشیہ بیضاوی اور رضی شرح کافیہ سے پہلے ثابت ہو چکا ہے۔ علامہ عبدالحکیم کی اس عبارت کا یہی مطلب ہے کہ تنہا نون تاکید محض طلب کے واسطے آتا ہے اور طلب انشاءات میں پائی جاتی ہے۔ اس لئے وہ امر نہی استفہام وغیرہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ مستقبل میں نہیں آتا۔ مگر جب نون تاکید کے ساتھ لام تاکید بھی مل جائے تو مضارع پر داخل ہوتا ہے اور وہ جملہ موکد خبریہ ہی ہوتا ہے۔ انشائیہ نہیں ہوتا۔ البتہ محض خبریت نہیں ہوتی۔ بلکہ طلب کے معنے بھی فی الجملہ اس میں موجود ہوا کرتے ہیں۔

(کماقال شیخ زادہ وتکملہ ص۵۳۶ فیمامر)

چنانچہ خود علامہ نے حاشیہ بیضاوی میں لیومنن کے ماتحت بیضاوی کے قول جملہ قسمیہ کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ’’انها جملة خبرية موكده بالقسمية الانشائيه فيصح وقوعها صفة بلا تاويل بالخبريه (حاشیہ بیضاوی) معلوم ہوا کہ لیومنن جملہ خبریہ ہے انشائیہ نہیں ہے۔ بیضاوی یا کشاف کے جملہ قسمیہ کہنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ لیومنن فعل قسم یا جملہ انشائیہ ہے۔ بلکہ یہ مراد ہے کہ یہاں فعل اقسم باللہ محذوف ہے اور لیومنن اس کا جواب ہے۔ شہاب علی حاشیہ بیضاوی میں اس کی یہ تقدیر نکالی ہے: ’’والتقدير وما احد من اهل الكتاب الا والله ليؤمنن به‘‘ لیکن باوجود جملہ قسمیہ بنانے کے لیومنن کو اس میں بھی خبریہ ہی لکھا ہے:

’’احدهما انه صفة لمبتدأ مخدوف والقسم مع جوابه خبرولا يردعليه ان القسم انشاء لان لمقصود وبالخبر جوابه وهو خبر موكد يا لقسم‘‘ (شہاب ج۳ ص۱۹۹)

متن متین میں ہے: ’’الرابعة جواب القسم وهو يجاب بالطلب ويسمى استعطافا ويختص بالباء وبالخبر هوالقسم المتعارف‘‘

علاوہ ازیں اگر لیومنن کو اصل اور قسم کو اس کی قید بنا کر جملہ خبریہ نہ بنائیں تو موصوف مقدر کی جملہ قسمیہ صفت نہیں بن سکے گا اور جملہ کی ترکیب صحیح نہیں ہوگی۔ کیونکہ صفت جملہ خبریہ ہوتا

ہے انشائیہ نہیں ہوتا۔ پھر لام اسی قسم کے جواب میں آتا ہے جو سوال اور طلب کے واسطے نہ ہو۔ ملا جامی لکھتے ہیں کہ: ’’ویتلقی ای یجاب القسم الذی لغیر السوال باالام (الی ان قال) واماقسم السوال فلا یتلقی الابما فیه معنی الطلب نحوبالله اخبرنی وبالله هل قام زید‘‘ (شرح الجامی)

غرض جواب قسم کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ انشائیہ ہی ہوا کرے۔ اسی وجہ سے کبھی جملہ اسمیہ اور کبھی ماضی اور مستقبل وغیرہ قسم کا جواب ہوا کرتے ہیں۔ جس طرح قضیہ شرطیہ کے اطراف کا شرطیہ ہونا لازمی نہیں ہے کبھی جملہ بھی ہوا کرتا ہے۔ اسی طرح جملہ قسمیہ میں جواب قسم کا انشائیہ ہونا ضروری نہیں ہے۔ اس لئے لیومنن بالاتفاق جملہ خبریہ ہے۔ انشائیہ نہیں ہے۔

س ...... لیؤمنن به قبل موته میں قبل موته کی ضمیر عام مفسرین نے کتابی کی طرف لوٹانی جائز رکھی ہے۔ قبل موتهم اور لیومنن ضم نون کی قرأت اس معنی کی مؤید ہے۔ جب تک اس احتمال کی نفی اور مسیح کے لئے مرجع کا تعین ثابت نہ کیا جائے گا اس وقت تک اس آیت سے حیات مسیح پر استدلال کرنا جائز نہیں۔

ج...... چونکہ لیومنن زمانہ آئندہ کے ساتھ خاص ہے۔ اس لئے زمانہ استقبال کی رعایت کرتے ہوئے قبل موته کی ضمیر میں دو ہی احتمال نکل سکتے ہیں:

۱...... ضمیر کا مرجع احد مقدر ہو جو لیومنن کا موصوف ہے۔ یعنی کتابی۔

۲...... بہ کی طرح قبل موته کی ضمیر بھی عیسیٰ علیہ السلام ہی کی طرف راجع ہے۔

اگرچہ اس آیت سے حیات مسیح پر استدلال کرنا دوسری توجیہہ کی صورت میں ہے۔ لیکن اس دلیل کی صحت پہلی توجیہہ کی نفی پر موقوف نہیں ہے۔ جب ایک عبارت کی دو صحیح توجیہیں ہوسکتی ہیں تو ایک توجیہہ کی وجہ سے دوسری توجیہہ کی نفی کرنی یا اس کے مفاد کو تسلیم نہ کرنا جب تک اس کا غلط ہونا ثابت نہ کریں صحیح نہیں ہے۔ زائد از زائد یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس آیت سے حیات مسیح پر استدلال کرنا مطلقاً اور ہر حالت میں جائز نہیں ہے۔ لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ پہلی توجیہہ کی وجہ سے دوسرے صحیح معنے سے استدلال کرنا غلط یا غیر مفید ہے۔

البتہ اگر دوسری توجیہہ میں کوئی ایسا احتمال پیدا ہوجاتا ہے جس کی موجودگی میں وہ توجیہہ کرنی صحیح نہ رہتی تو پھر اس سے استدلال اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال کے قاعدہ سے درست نہ رہتا۔ لیکن جب ہر ایک توجیہہ اپنی جگہ پر درست اور یقینی ہے اور ایک دوسرے پر موقوف نہیں اور ان میں کوئی احتمال خلاف کا بھی نہیں نکلتا تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ایک توجیہہ سے دوسری کی

نفی کر دی جائے۔ خصوصاً جبکہ دوسری توجیہہ بنسبت پہلی توجیہہ کے کئی وجہ سے بہتر اور عمدہ ہے۔ اس کو چھوڑ کر پہلی توجیہہ پر اکتفا کرنا کسی طرح درست نہیں۔ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ ابن عباسؓ اور حسن بصریؒ نے بھی قبل موته کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام ہی کی طرف راجع کی ہے اور اسی کو علامہ ابن کثیر اور حافظ ابن جریر نے اختیار کیا ہے:

''وبهذا جزم ابن عباسؓ فيما رواه ابن جرير من طريق سعيد بن جبير منه باسناد صحيح ومن طريق ابى رجاء عن الحسن قال قبل موت عيسىٰ والله انه الان لحيى ولكن اذا نزل آمنوا به اجمعون ونقل عن اكثر اهل العلم ورجحه ابن جرير وغيره''

(فتح البارى ج٦ ص٣٥٧، كتاب الانبياء باب نزول المسيح)

''وان من اهل الكتاب احد الا ليؤمنن بعيسى قبل موت عيسى وهم اهل الكتاب الذين يكونون فى زمانه فتكون الملة واحدة وهى ملة الا سلام وبهذا جزم ابن عباس فيما رواه ابن جرير من طريق سعيد بن جبير عنه باسناد صحيح''

(ارشاد والسارى شرح صحيح البخارى مثله وفتح البارى ج٦ ص٣٥٧)

''وهذا القول هو الحق كما سبنينه بعد بالدليل القاطع ان شاء الله وبه الثقة وعليه التكلان'' (تفسير ابن كثير ج٦ ص٤٠١)

''قال ابن جرير واولى هذه الا قوال بالصحة القول الاول وهوانه لايبقى احد من اهل الكتاب بعد نزول عيسىٰ عليه السلام الا آمن به قبل موته اى قبل موت عيسىٰ عليه السلام''

(نقله ابن كثير ج٢ ص٤٠٢ وعقيدة الاسلام ص١٣٧ طبع ديوبند)

پھر اس سے پہلے جتنی ضمیریں ہیں وہ سب عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹ رہی ہیں۔ اس لئے اس ضمیر کا بھی عیسیٰ علیہ السلام ہی کی طرف راجع کرنا بنسبت کتابی کے زیادہ بہتر ہے۔ غرض قول راجح اور صحیح یہی ہے کہ موته کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹائی جائے۔ اس لئے حیات مسیح پر اس آیت سے استدلال کرنا درست ہے۔

۲..... علاوہ ازیں کتابی کی طرف ضمیر راجع کرنے کی صورت میں بھی اس آیت سے حیات مسیح ہی ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ یؤمنن بہ سے ایمان صحیح مراد ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ

السلام پر مطلقاً یقین رکھنا مراد نہیں۔ ورنہ ہر ایک کتابی پہلے ہی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کوئی نہ کوئی غلط عقیدہ رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں صحیح عقیدہ اور اصلی ایمان وہی ہے جو مسلمانوں کا ہے۔ یعنی وہ خدا کے بندے ہیں۔ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور زندہ آسمانوں پر اٹھالئے گئے اور قیامت کے قریب زمین پر اتریں گے۔

ایسا ایمان ہر کتابی کو اس کے نزع کے وقت ملائکۃ العذاب کی سختی کرنے کی وجہ سے حاصل ہوگا۔ مگر چونکہ غرغرہ اور نزع کے وقت کا اقرار یا ایمان معتبر نہیں ہے۔ اس لئے وہ غیر مفید ہے۔ جیسا کہ حضرت ام سلمہؓ سے بسند صحیح روایت ہے کہ:''ان النصرانی اذا خرجت روحه ضربته الملائكه من قبله ودبره وقالوا ای خبيث ان المسيح الذی زعمت انه الله وابن الله اوثالث ثلاثه عبدالله وروحه وكلمته فيؤمن حين لاينفعه ايمانه وان اليهودی اذا خرجت نفسه ضربته الملائكة من قبله ودبره وقالوا الی خبيث ان المسيح الذی زعمت انك قتلته عبدالله وروحه فيؤمن به حين لاينفعه الايمان فاذا كان عندنزول عيسى آمنت به احياء هم كما آمنت به موتا هم'' (درمنثور ج۲ ص۲٤۱)

ملائکۃ اللہ کا اہل کتاب کو مرنے کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق غلط عقیدہ پر متنبہ کرنا عقیدہ کی اصلاح کرنے کی نیت سے نہیں ہے۔ بلکہ جھڑکنے اور غلطی پر مطلع کر کے ان کے دل میں تحسر اور افسوس پیدا کرنے کی غرض سے ہے اور اس قسم کی تنبیہ عام کافروں کو بھی ان کے مرنے کے وقت کی جاتی ہے۔ سورۃ نحل میں ہے کہ:''الذين تتوفاهم الملائكة ظالمی انفسهم فالقوا السلم ماكنا نعمل من سوء۰ بلیٰ ان الله عليم بما كنتم تعلمون (النحل:۲۸)'' کافروں کو یہ تنبیہ ان کے موت ہی کے وقت کی جائے گی۔ چنانچہ جلالین میں فالقوا السلم کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:''انقادوا واستسلموا عند الموت''معلوم ہوا کہ جس طرح مشرکین کو شرک پر نزع کے وقت تنبیہ کی جاتی ہے۔ ایسے ہی اہل کتاب کو ان کے غلط عقیدہ پر متنبہ اور آگاہ کیا جاتا ہے۔ جس سے ان کو اپنے عقیدہ کی غلطی اور مسلمانوں کے خیال کی صحت کا یقین ہوجاتا ہے۔

لہٰذا اگر قبل موته کی ضمیر کتابی کی طرف راجع کی گئی تو لیؤمنن به سے ایمان صحیح مراد ہونے کی وجہ سے حیات مسیح کا مسلمانوں کی طرح ماننا ضروری ہوگا اور حیات مسیح پر آیت سے مطلقاً استدلال کرنا صحیح سمجھا جائے گا اور اگر اثر کی صحت اور ایمان صحیح مراد لینے سے انکار کیا گیا تو آیت کا

بے فائدہ اور جھوٹا ہونا لازم آئے گا۔ کیونکہ اگر ایمان سے وہی ایمان مراد ہے جو یہود ونصاریٰ کو حضرت عیسیٰ کے متعلق پہلے سے حاصل تھا تو آیت کا ذکر کرنا بے سود ہے اور اگر بالکل مسلمان ہونا مراد ہے تو علاوہ مضر ہونے کے مشاہدہ کے خلاف ہے۔ جس سے آیت کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اس لئے نزول عیسیٰ سے پہلے اہل کتاب کا ایمان نزع کے وقت اس قسم کا ہوگا۔ جیسا کہ مذکور ہوا۔ ان کے نزول کے بعد مرنے سے پہلے تمام اہل کتاب آنکھوں سے دیکھ کر عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اپنے عقیدہ کی اصلاح کریں گے اور با امر عیسیٰ علیہ السلام، اسلام میں داخل ہوں گے اور اس طرح کلیت اس حکم کی ہر زمانہ کے لئے ثابت ہو جائے گی۔

۳...... دو قرائتیں بمنزلہ دو آیتوں کے ہوتی ہیں اور بموجب ہر قراۃ کے عمل کرنا آیت پر ضروری ہوتا ہے جس طرح: ’’فاعتزلو النسآء فی المحیض ۰ ولا تقربوهن حتیٰ یطهرن (البقرہ:۲۲۲)‘‘ یطهرن میں تخفیف اور تشدید دونوں طرح آیا ہے۔ تخفیف کی صورت میں آیت کے یہ معنے کئے گئے ہیں کہ جب عورت کا حیض پورے دس دن میں ختم ہو تو بغیر غسل کرنے کے اس سے مقاربت کرنا جائز ہے اور قراۃ تشدید کی وجہ سے یہ مسئلہ اخذ کیا گیا ہے کہ اگر دس دن سے کم میں حیض منقطع ہو تو پہلے غسل کرنا یا کم از کم ایک نماز کا وقت گزارنا ضروری ہے۔ اسی طرح یہاں ابی کی قراۃ جمع کی اور قراۃ متواترہ میں ضمیر واحد غائب کی ہے۔ حیات مسیح پر استدلال قراۃ متواترہ سے کیا گیا ہے جو بمنزلہ ایک جداگانہ آیت کے ہے اور جمع غائب کی قراۃ کی وجہ سے ضمیر کتابی کی طرف راجع کی گئی ہے۔ ہر آیت اپنے اپنے معنی پر محمول ہے۔ ایک کو دوسرے کے تابع کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر تابع ہی کرنا ہے تو قراءۃ غیر معروفہ قرأت متواترہ کے تابع کر کے یہ معنے بیان کرنے چاہئیں کہ ہر کتابی نزول عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے نزع کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مسلمانوں کی طرح ایمان لاتا ہے اور بعد نزول عیسیٰ اس زمانہ کے اہل کتاب ان کو آنکھوں سے دیکھ کر اپنے غلط عقیدہ سے توبہ کرتے ہوئے اسلام میں داخل ہوں گے۔ اس صورت میں دونوں قرأتوں پر عمل ہو جائے گا اور اگر اس کا الٹا کیا گیا تو علاوہ قراۃ متواترہ کو غیر متواترہ کے تابع کرنے کے، دونوں پر عمل نہیں ہوسکتا۔

۴...... وان من اهل الکتاب میں کلیت حکم کی بیان کی گئی ہے اور جب قضیہ کلیہ کا صدق کسی مدت کے ساتھ مقید ہو۔ جیسا کہ یہاں موت تک اس حکم کے صادق ہونے کی مدت ذکر کی گئی ہے تو ایسی صورت میں جمیع مدت کے ہر جز یا ہر ایک وقت میں کلیہ کا پایا جانا ضروری نہیں ہوتا۔ مثلاً کوئی شخص کہے کہ ایک سال تک تمام شہر کی دعوت کروں گا۔ دعوت کے وقت شہر کے

تمام افراد موجودہ کا مدعو ہونا لازمی ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ دعوت کا ارادہ ظاہر کرنے کے وقت جتنے آدمی شہر میں آباد تھے وہ سب ایک سال تک وہاں حاضر رہیں۔ نہ کوئی مرے اور نہ سفر کے لئے باہر جائے اور نہ کوئی بچہ پیدا ہو۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے سے پہلے کسی نہ کسی وقت میں کلیت حکم کی ضرور پائی جائے گی اور اس وقت جتنے اہل کتاب ہوں گے وہ ضرور ایمان لائیں گے اور ایسا ہی حدیث میں آیا ہے: ''روی انه علیه السلام ینزل من السماء فی آخر الزمان فلا یبقی احد من اهل الکتاب الا لیؤمنن به حتیٰ تکون الملة واحدة وهی ملة الاسلام (رواه ابن جریر عن ابن عباسؓ بسند صحیح ذکره ارشاد الساری ج ۲ ص ۲۵۲، درالمنثور ج ۲ ص ۲۴۱ یؤمن به البر و الفاجر)''

الغرض جیسے: ''اذ اخذ الله میثاق الذین اوتو الکتاب (آل عمران:۱۸۷) لما آتیتکم من کتاب وحکمة ثم جآءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه (آل عمران:۸۱)'' میں اہل کتاب سے مراد وہی اہل کتاب ہیں جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضور ﷺ کی بعثت تک جو اہل کتاب گزر گئے وہ مراد نہیں ہیں اور نہ ان کا اس عہد کو پورا کرنے کے لئے اس وقت تک زندہ رہنا ضروری سمجھا گیا۔ ایسے ہی یہاں بھی اہل کتاب سے وہی کتابی مراد ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں موجود ہوں گے اور ہر ایک کتابی کا کلیت کے معنے صحیح کرنے کے لئے اس وقت تک زندہ رہنا ضروری نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض جاہلوں نے سمجھ رکھا ہے اور اس شبہ کی وجہ سے کلیت کی نفی کرتے ہوئے اس مفہوم کے تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔ (دیکھو احمدیہ پاکٹ بک)

۵...... آیت میں ایمان لانے کا حکم اہل کتاب کی جنس کے لئے بیان کیا گیا ہے اور جنس کا اطلاق قلیل اور کثیر دونوں پر ہو سکتا ہے۔ اس لئے اہل کتاب سے ان کے تمام افراد مراد نہیں ہیں۔ بلکہ وہ بعض افراد ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوں گے۔ جنس پر حکم کرنے کی صورت میں تمام افراد کا احاطہ نہیں ہوا کرتا۔ قرآن مجید میں ایسی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔ مثلاً:

۱...... ''ویقول الانسان أ اذا مامت لسوف اخرج حیا (مریم:۶۶)''

یہ مقولہ کافروں کا ہے۔ مگر آیت میں مطلقاً انسان کا بتایا ہے۔ اس لئے لامحالہ یہی کہنا پڑے گا کہ حکم آیت میں جنس کے لئے ہے۔ جس میں تمام افراد کا احاطہ ضروری نہیں ہوتا۔ چنانچہ امام رازیؒ اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: ''ان هذه المقالة لما کانت موجودة فیما هو من

جنسهم صح اسنادها الی جمیعهم کمایقال بنوفلاں تتلوا فلانا وانما القاتل رجل منهم'' (تفسیر کبیر ج۲۱ ص۲۴۱)

۲...... ''خلقکم من تراب ''اس میں سب کی پیدائش مٹی سے بتائی ہے۔ باوجودیکہ مٹی سے صرف حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا ہے۔ مگر ایک جنس ہونے کی وجہ سے نسبت سب کی طرف کردی گئی۔

۳...... ''لاملئن جهنم من الجنة والناس اجمعین (هود:۱۱۹)''
اس میں اجمعین مذکور ہے جو استغراق کا فائدہ دیتا ہے۔ مگر تمام جن اور انسانوں کا دوزخ میں داخل ہونا ممتنع ہے۔ اس لئے لامحالہ اجمعین کے استغراقی معنے چھوڑ کر جنسی معنے لینے پڑیں گے اور اس طرح اجمعین کا لانا صحیح ہوجائے گا۔ دوسری آیت میں ہے کہ:''ذرأنا لجهنم کثیراً من الجن والانس (الاعراف:۱۷۹)'' یہی مراد پہلی آیت کی ہے۔ مگر اس کو بصورت جنس بیان کردیا گیا ہے۔

۶...... آیت میں حکم افراد جنسیہ کے لئے نہیں ہے۔ جن کا باقی رہنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک ضروری ہو یا ہر زمانے میں اس کا پایا جانا لازمی سمجھا جائے۔ بلکہ اہل کتاب ہونے کے وصف پر حکم ہے۔ اس صورت میں کلیت حکم کے لئے کل مدت میں سے ایک وقت میں پایا جانا بھی کافی ہے۔ مثلاً کوئی شخص کہے کہ ایک ماہ تک شہر کے تمام علماء جمع ہوں گے۔ اجتماع کے وقت جو شہر میں عالم ہیں ان کا جمع ہونا ضروری ہوگا۔ ابتدا سے انتہا تک سب کا رہنا لازمی نہیں ہے۔ اسی طرح جو اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے وقت ہوں گے ان سب کے ایمان لانے سے حکم کی کلیت ثابت ہوجائے گی۔ جس طرح''القینا بینهما العداوة والبغضأ الی یوم القیامة (مائده:٦٤)''اور''وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیامة (آل عمران:٥٥)''میں عداوت باہمی فوقیت اور غلبہ یہودیت اور نصرانیت اور تابع ہونے کی صورت کے لئے ہے۔ اسی لئے شروع زمانہ سے قیامت تک تمام افراد کا موجود رہنا ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح یہاں بھی ہے، اور دھوکا دہی کے کچھ نہیں ہے۔

س...... جب القینا بینهما العداوة! میں یہود و نصاریٰ کے درمیان قیامت تک عداوت ہونے کی اور جاعل الذین اتبعوك! میں متبعین کے منکرین پر غالب رہنے کی خبر دی گئی ہے تو آخر زمانہ میں سب کا مسلمان ہوکر متحد ہونا کیوں کر ہوسکتا ہے۔

ج...... الی یوم القیامة سے قیامت کے نزدیک ہونا مراد ہے۔ بعینہ قیامت

کا دن مراد نہیں۔ حدیث میں ہے کہ: ''الجهاد ماض الی یوم القیامة'' باوجودیکہ جن لوگوں پر قیامت قائم ہوگی وہ سب کافر ہوں گے۔ جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ہے کہ: ''قال رسول اللہ ﷺ لاتقوم الساعة الا علی شرار الخلق (رواہ مسلم ومشکوۃ ص ۴۸۱) '' پھر جہاد کرنے والا کون ہوگا۔ اس لئے الی یوم القیامۃ سے لامحالہ الی قرب یوم القیامۃ مراد لینا پڑے گا۔ چونکہ نزول عیسیٰ علیہ السلام قیامت کی بڑی دس نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ اس لئے اس وقت تک عداوت یا غلبہ رہنے کو الی یوم القیامة کہنا درست ہے۔

۲...... عداوت ان لوگوں کے درمیان بیان کی گئی ہے جو یہودیت اور نصرانیت کے ساتھ متصف ہوں اور جب یہودی اور نصرانی ہی نہ رہیں گے تو پھر عداوت کیسی۔ اسی طرح غلبہ متبعین کے لئے ہے۔ روز قیامت سے کچھ پہلے متبعین بھی نہ رہیں گے۔ اسی لئے غلبہ کا سوال بھی باقی نہ رہے گا۔

س...... قبل موته کی ضمیر اگر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹائی جائے تب بھی کلیت حکم کی ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ بہت سے یہودی حضرت عیسیٰ سے جنگ کرتے ہوئے بحالت کفر مارے جائیں گے۔

ج...... آیت میں قبل موته ہے۔ عند نزولہ نہیں ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے پیشتر تمام اہل کتاب ضرور ایمان لے آئیں گے۔

س...... ملل مختلفہ کا ایک ہی ملت ہو جانا آیت ''ولو شئنا لاتینا کل نفس هداها ولکن حق القول منی لاملئن جهنم من الجنة والناس اجمعین (السجدہ:۱۳) '' اور ''ولو شاء ربك لجعل الناس امة واحدة ولایزالون مختلفین الا من رحم ربك (ھود:۱۱۸،۱۱۹) '' کے خلاف ہے۔

ج...... دونوں آیتوں کا یہ مفاد ہے کہ علم الٰہی میں جن اور انسانوں کے ایک گروہ کا دوزخی ہونا متعین ہے۔ اس لئے شروع دنیا سے لے کر آخر تک سب کے سب مسلمان نہیں ہوں گے۔ بلکہ جہنم میں داخل ہونے کے لئے کفاروں کی جماعتیں بھی ہوں گی۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دنیا کبھی کافروں سے خالی نہ ہوگی۔ ابتدائے دنیا میں سب دین حق کے تابع اور مسلمان تھے۔ اختلاف بعد میں ہوا ہے۔ قرآن میں ہے کہ: ''وماکان الناس الا امة واحدة فاختلفوا (یونس:۱۹) ''

اس لئے جائز ہے کہ آخر میں بھی ابتداء کی طرح سارے مسلمان ہوں۔ لہٰذا اگر

ابتدائے دنیا میں ایک مذہب پر ہونا آیت کے خلاف نہیں ہے تو آخر میں کیوں ہے۔ بینوا فتوجروا

۲...... دوسری آیت میں لایزالون مختلفین سے مرحومین کا استثناء کیا ہے۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ غیر مرحومین میں اختلاف ہوگا مرحومین میں نہیں ہوگا۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں سب مرحومین ہی ہوں گے اور غیر مرحومین سے ایک بھی نہیں رہے گا۔ اس لئے اختلاف بھی نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ اختلاف غیر مرحومین کے ساتھ تھا۔ جب وہی نہ رہے تو اختلاف بھی نہ رہا۔ جیسا کہ: ’’لایزال بنیانهم الذی بنوا ریبة فی قلوبهم الا ان تقطع قلوبهم (التوبہ:۱۱۰)‘‘ میں ان کی زندگی تک شک کو بیان کیا ہے۔ جب وہ نہ رہیں گے تو شک بھی نہ رہے گا۔

س...... جب سب مسلمان ہی ہوجائیں گے تو: ’’ثم یوم القیامة یکون علیهم شهیدا‘‘ کی رو سے اس کے خلاف گواہی دینے کا کیا مطلب ہے۔

ج...... آیت میں علیٰ ضرر کے واسطے نہیں ہے۔ بلکہ شہادۃ کا صلہ ہے۔ جیسا کہ اس آیت میں ہے کہ: ’’لتکونوا شهداً علی الناس ویکون الرسول علیکم شهیدا (البقرہ:۱۴۳)‘‘ یہاں شہادت سے مخالفت کی گواہی مراد نہیں ہے۔ جس طرح ہر نبی اپنی امت کے نیک وبد اعمال کی گواہی دیں گے۔ ایسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی قبل النزول اور بعد النزول کے تمام حالات کی شہادت دیں گے۔ قرآن مجید میں ہے کہ: ’’فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید وجئنا بك علی هؤلاء شهیدا (النساء:۴۱)‘‘

س...... تمام اہل کتاب کا مسلمان ہوجانا فلا یؤمنون الا قلیلا کے خلاف ہے۔

ج...... ایمان دو قسم کا ہے۔ ایمان اعتقادی۔ ایمان ذاتی۔ جملہ ضروریات دین کا اقرار اور تمام ان چیزوں کو جن پر ایمان لانا ضروری ہے تسلیم کرنا ایمان اعتقادی ہے اور مومن بہ میں سے کسی چیز کی تصدیق کرنا ایمان ذاتی ہے۔ رسولوں پر ایمان لانے کا یہی مطلب ہے کہ ان کو خدا کا برگزیدہ بندہ اور پیغمبر تسلیم کرے اور ان کی ذات کے متعلق صحیح اعتقاد رکھے۔ مگر نبی عربی ﷺ پر ایمان لانے کے یہ معنے ہیں کہ رسالت کا قائل ہونے کے بعد آپ ﷺ کے بتائے ہوئے احکام کو ماننے اور ان کے قطعی فیصلوں کو تسلیم کرے۔ لہٰذا آپ ﷺ کے اور اعلام کے متعلق ایمان اعتقادی اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے حق میں ایمان ذاتی مراد ہوا کرتا ہے۔

چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اتباع کا اقرار کرنا بھی دیگر انبیاء کی طرح ایمان

اعتقادی کا جز نہیں ہے۔ بلکہ ان کی ذات کے متعلق محض صحیح عقیدہ رکھنا کافی ہے۔اس لئے لیؤمنن به میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات کے متعلق ایمان لانے کی خبر دی گئی ہے۔مگر ایسے ایمان سے ایمان اعتقادی حاصل نہیں ہوتا۔اسی وجہ سے تمام اہل کتاب کے مسلمان ہونے پر اس آیت سے استدلال نہیں کیا جاتا۔ بلکہ ثبوت میں حدیث پیش کی جاتی ہے اور فلا یؤمنون الا قلیلا میں اہل کتاب سے ایمان اعتقادی اور رسول خداﷺ پر ایمان لانے کی نفی بیان کی گئی ہے۔اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ایمان رکھنے یا صحیح اعتقاد قائم کرنے کی نفی نہیں ہوتی۔ دونوں جملوں میں محمول مختلف ہے۔اس لئے ان میں کوئی تعارض نہیں ہوسکتا۔

س...... اس آیت سے پہلے جتنی آیتیں ہیں ان میں اہل کتاب کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ پھر اس میں ان کے ایمان لانے کی مدح کیونکر ہوسکتی ہے۔

ج...... آیات کے درمیان باہمی ارتباط سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے یہ سوال پیدا ہوا ہے۔اگر معمولی غور کیا جاتا یا تفاسیر کو اٹھا کر دیکھ لیتے تو یہ شبہ کبھی پیدا نہ ہوتا۔

نفی قتل اور رفع آسمانی کے ثبوت کے بعد اس آیت کے ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ جب سے یہ خبر دی گئی کہ وہ زندہ آسمان پر اٹھالئے گئے تو طبعاً یہ سوال پیدا ہوا کہ رفع آسمانی کے بعد کیا ہوگا۔اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد ہوا کہ وہ آخری زمانہ میں زمین پر اتریں گے اور اس زمانہ کے اہل کتاب جو آج تک ان کے معاملہ میں متردد ہیں صحیح خیال قائم کریں گے اور اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہوجائے گا۔

تفسیر رحمانی میں اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ جو لوگ آج ان کے قتل پر فخر کررہے ہیں نزول کے بعد ان کو اپنی غلطی معلوم ہوکر ذلیل ہونا پڑے گا:''ثم اشار الی من کان قائلاً بقتله سیتذلل به قبل موته'' (تفسیر رحمانی)

بیضاوی وغیرہ نے کتابی کی طرف ضمیر راجع کرنے کی صورت میں یہ ربط بیان کیا ہے:

''وهذا کالوعید لهم والتحریض علی معاجلة الایمان به قبل ان یضطروا الیه ولم ینفعهم ایمانهم'' (بیضاوی ج۱ ص۲۱۶)

س...... کیا آیت کے مندرجہ ذیل معنے بھی ہوسکتے ہیں:۱...... تمام اہل کتاب واقعہ صلیب سے لے کر قیامت تک حضرت عیسیٰ کے قتل کے متعلق اپنے تردد اور شک میں یقین اور اذعان رکھتے ہیں اور وہ یقیناً نہیں کہہ سکتے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ کو مقتول بالصلب کیا۔۲...... اہل کتاب کا ہر فرد حضرت عیسیٰ کے مصلوب یا مقتول ہونے پر اپنے مرنے سے پہلے ایمان لائے گا

اورلاتا ہے۔۳..... کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو ہمارے اس بیان مذکورہ بالا پر جو ہم نے اہل کتاب کے خیالات کی نسبت ظاہر کیا ہے ایمان نہ رکھتا ہو۔قبل اس کے جو وہ اس حقیقت پر ایمان لائے کہ مسیح اپنی طبعی موت سے مرگیا۔'' (ازالہ ص۳۷۲،خزائن ج۳ص۲۹۱)

ج..... مرزائی جماعت کے اس آیت کے صحیح معنے چھوڑ کر قواعد عربیہ اور اصول نحو اور احادیث صحیحہ کے خلاف مختلف تحریفیں کی ہیں اور چھوٹے سے لے کر بڑا تک کوئی بھی اس تحریف میں ایک دوسرے کے ساتھ متفق نہیں ہے۔ لیکن جھوٹ کو کبھی فروغ نہیں ہوتا۔ جتنے معنے بھی گھڑے گئے وہ سب کے سب غلط اور کئی وجہ سے باطل ہیں:

۱..... مضارع موکدہ بلام تاکید ونون تاکید تمام محاورات عرب اور قرآن وحدیث میں زمانہ مستقبل کے لئے آیا ہے۔ ماضی یا حال کے واسطے کبھی نہیں آیا۔ مگر مرزائی جماعت نے جتنے معنے بیان کئے ہیں ان سب میں ماضی اور حال کے زمانہ کو داخل کیا ہے۔ جو نحوی قواعد کی رو سے بالکل غلط ہے۔اس لئے اس قسم کے معنے بیان کرنے ،قرآن عزیز کی تحریف لازم آنے کی وجہ سے صحیح نہیں۔

مطالبہ:قرآن وحدیث یا محاورات عرب سے کوئی ایسی مثال پیش کر کے انعام حاصل کریں جس میں یقینی طور پر اس طرح کا مضارع موکد زمانہ ماضی یا حال پر دلالت کر رہا ہو اور اس میں شرط وغیرہ پر مرتب ہونے کی وجہ سے استمرار استقبالی نہ پایا جاتا ہو۔

۲..... وہ اپنے شک اور تردد پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ عبارت بھی ایسی ہی مہمل ہے جیسے کوئی کہے۔وہ شخص اپنے شک یا وہم اور تخیل ظن اور یقین پر اذعان اور یقین رکھتا ہے۔ایسا مضمون محاورات مروجہ کے برخلاف ہونے کے باوجود غیر مفید اور لایعنی بھی ہے۔ علاوہ ازیں جب آیت:''ان الذین اختلفوا فیه لفی شك منه · مالهم به من علم الا اتباع الظن (نساء:۱۵۷)''

میں ان کا قتل مسیح کے متعلق ظنی اور شکی ہونا ظاہر کیا تھا تو اس کے ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی اور اگر بے فائدہ ذکر ہی کرنا تھا تو اسی کے ساتھ اس ظن پر یقین رکھنے والا بھی کہہ دیا ہوتا۔قتل کی نفی یقینی بیان کرنے کے بعد اس کو علیحدہ ذکر کرنے سے کیا فائدہ تھا۔

۳..... جب نون اور لام تاکید مرزائی خیال میں مطلوب پر داخل ہوتا ہے تو لیومنن بہ کے یہ معنے ہوئے کہ ایمان یہود بالشک والتردد مطلوب خداوندی ہے جو علاوہ غیر مفید ہونے کے بالکل مہمل ہے۔

۴...... ماقتلوہ یقینا میں یقینا کا تعلق اگر منفی ہے تو یہ معنے ہیں کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یقینی طور پر قتل نہیں کیا۔ بلکہ ان کو مقتول کے عیسیٰ یا غیر عیسیٰ ہونے میں ابھی تک شک ہے۔ اس صورت میں یہ جملہ الا اتباع الظن کی تاکید ہوگا اور عبارت کی تقدیر اس طرح ہو جائے گی: ''ماقتلوہ متیقنین انه هو بل هم شاکون فیه '' اور اگر نفی یعنی عدم القتل کی قید ہے تو پھر یہ معنی ہیں کہ نہ قتل کرنا ان کے نزدیک یقینی ہے۔ مگر لوگوں کو دھوکہ دینے کی غرض سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قتل غلط مشہور کر دیا: ''قال الجبائی من المعتزلة نقله الرازی '' اور اگر اخبار بالحکم سے تعلق ہے اور بنفسہ حکم سے کوئی تعلق نہیں تو پھر یہ معنے ہیں کہ عدم قتل کی خبر اللہ کی طرف سے یقینی ہے اور اس میں کوئی شک وشبہ کرنے کی گنجائش نہیں ہے: ''ان التقین فی الایة وان کان من اخبار اللّٰہ لکنه هو فعلهم وانه منصوب بنزع الخافض ای ظن فهوقید لاخبار الحکم الا للحکم نفسه''

(ذکرہ ابن الحاجب فی شرح المفصل)

اب اگر آیت کے یہ معنی ہیں کہ اہل کتاب کو اپنے شک پر یقین ہے اور بہ کی ضمیر سے اس جملہ میں شک اور اتباع ظن مراد ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ جب مالهم به من علم سے مطلق اذعان کی نفی کر کے ماقتلوہ سے اس کی تائید بیان کر دی گئی تھی تو لیؤمنن به سے کسی شے کے متعلق یقین اور اذعان ثابت کرنا جائز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ضمیر مالهم به کو بھی شک کی طرف راجع کرنے سے کوئی شئی مانع نہیں ہے اور اگر قتل پر یقین رکھنا مراد ہے تو قرآن کی آیت ان الذین اختلفوا سے یہ خبر دینا کہ ان کو اس بارے میں تردد ہے غلط پڑے گی اور اگر عدم قتل ان کے نزدیک یقینی تھا جیسا کہ جبائی کہتا ہے تو اس صورت میں قتل پر ایمان رکھنے کی خبر دینے سے کذب اور تناقض لازم آئے گا۔ اور نیز جب انا قتلنا سے ان کے ادعائی یقین کو ظاہر کر کے خدا تعالیٰ نے ماقتلوہ یقینا سے تردید کر دی تھی تو پھر ان کے علم بالقتل کے دعویٰ کو دہرانے کی کیا ضرورت تھی۔

۵...... پھر لیؤمنن میں اہل زبان کے خلاف ماضی اور حال کے معنے لے کر بھی ان من اهل الکتاب! کی کلیت مطلقہ صادق نہیں آتی۔ کیونکہ اہل کتاب کا وہ گروہ جو عیسیٰ علیہ السلام سے پیشتر گزر گیا تھا وہ اس میں داخل نہیں ہے۔

۶...... محمد علی لاہوری اور بعض قادیانی کہتے ہیں کہ فریقین کی تاریخیں اور ان کی روایات اس امر کی مؤید ہیں کہ آپ کو قتل عیسیٰ کا شروع سے یقین چلا آ رہا ہے۔ اس لئے یہی ماننا

چاہئے۔ ورنہ یہ سب باتیں غلط ثابت ہو جائیں گی۔ گویا ان کی نظر میں قرآن عزیز کی خبر ان کے شک اور تردد کے متعلق اگر جھوٹی ہوتی ہے تو ہو جائے۔ مگر یہود و نصاریٰ کے خرافات اور ان کے مذہبی ڈھکوسلے جھوٹے نہیں ہونے چاہئیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ! شعر:

اگر مسلمانی ہمیں است کہ مرزا دارد
آہ گر از پس امروز بود فردائے

دراصل ان تمام آیتوں کا ماحاصل یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اگرچہ بظاہر قتل عیسیٰ کے متعلق اپنا اذعان اور یقین ظاہر کرتے ہیں۔ مگر دل سے اس معاملہ میں متردد ہیں اور اسی طرح متردد رہیں گے۔ یہاں تک کہ جب عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے تو ان کو دیکھ کر اپنی غلطی کا احساس اور قرآن کی صدق بیانی کا اقرار کریں گے۔

۷...... آخری معنے میں علاوہ مفاسد مذکورہ کے ایک تعریضی جزء یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے طبعی موت پر ایمان لانے سے پہلے معنے بیان کر کے آیت میں قبل الایمان بموتہ کا اضافہ کر دیا۔

مطالبہ: اب جب اہل کتاب کے ہر فرد کے لئے ماذکر پر ایمان لانے کی یہ شرط ہو گئی کہ وہ موت طبعی کا علم ہونے سے پہلے ہو تو کیا اب تک تمام اہل کتاب میں ایسا ہی ہو رہا ہے۔ نیز اگر عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت طبعی کا علم گزشتہ افراد کو ہو چکا تھا تو سب کو اس سے پہلے ماذکر کا علم نہ ہونے کی وجہ سے کلیت کس طرح رہے گی اور اگر ابھی تک ان کو موت طبعی کا علم نہیں ہوا تو بہت سے کتابی اس علم کے حاصل کرنے کے بغیر مر گئے۔ ان میں کلیت کیونکر صادق آئے گی۔ بینوا! فتوجروا!

آیت نمبر۹...... ’’لن یستنکف المسیح ان یکون عبداللہ ولا الملائکۃ المقربون‘‘ (نساء: ۱۷۲)

استدلال

اس پر تمام دنیا کا اتفاق ہے کہ تثلیث اور الوہیت مسیٰ کا عقیدہ نصاریٰ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ ان کے غائب ہونے کے بعد ظاہر ہوا ہے۔ اس پر یقیناً اپنی الوہیت کا انکار اور عبدیت کا اقرار اور تردید نصاریٰ کا موقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا کے قیام میں نہیں ملا۔ لہٰذا ایسا وقت ضرور آنا چاہئے جس میں وہ نصاریٰ کے عقائد باطلہ کی تردید کریں۔ ایسا زمانہ نزول کے بعد ہی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں بھی کسر صلیب اور قتل خنزیر

سے اسی بات کی طرف اشارہ ہے اور مضارع موکد بلن تاکید بھی جو محض زمانہ استقبال پر دلالت کرتا ہے۔ اسی غرض سے لایا گیا ہے۔ اگر آئندہ زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول مقدر نہ ہوتا تو مضارع پر لن تاکید یہ استقبالیہ کبھی داخل نہ ہوتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ کا دوبارہ آنا اس آیت کی رو سے ضروری ہے۔

آیت نمبر ۱۰...... ’’اذ کففت بنی اسرائیل عنك اذجئتهم بالبینات فقال الذین کفروا ان هذا الاسحر مبین‘‘ (مائدہ: ۱۱۰)

فائدہ: منجملہ ان احسانات کے جو قیامت کے روز عیسیٰ علیہ السلام سے بطور امتنان ذکر کئے جائیں گے۔ ایک احسان یہ بھی ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو تجھ سے اس وقت روکے رکھا جبکہ تو ان کے پاس معجزات لے کر آیا تھا اور کافروں نے ان کو جادو کہتے ہوئے تجھ پر حملہ کرنا چاہا تھا۔ چونکہ اذ قال اللہ سے اس آیت کا شروع یوم یجمع اللّٰہ الرسل بدل ہے اور اس میں یوم سے قیامت کا دن مراد ہے۔ اس لئے یہ جملہ احسانات قیامت کے روز بیان کئے جائیں گے ’’اذقال الله‘‘ بدل من یوم لجمع (بیضاوی ج۱ ص۲۵۱ وتفسیر ابی سعود ج۳ ص۹٤)

استدلال

یہ قول قیامت کے دن محل امتنان اور احسانات کے ذیل میں ذکر کیا جائے گا۔ جیسا کہ اذقال اللّٰہ یاعیسی بن مریم اذکر نعمتی علیك! سے ظاہر ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچالینے اور دشمنوں کو ان کے پاس تک نہ جانے دینے کا احسان اس صورت میں ظاہر ہوسکتا ہے جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں کے مکروفریب اور دست درازی سے بالکل بچالیا گیا ہو۔ ورنہ اگر سوائے قتل حقیقی کے مارنا پیٹنا ذلیل کرنا وغیرہ سب کچھ ہوا تھا تو احسانات کے ضمن میں کبھی اس کا ذکر نہ ہوتا اور نہ اس کو کف سے تعبیر کیا جاتا۔ کیونکہ کف لغت میں روکنا اور منع کرنا ہے۔ خصوصاً جبکہ اس کا صلہ عن آیا ہو جو بعد اور مجاوزۃ پر دلالت کرتا ہے۔ اس وقت ہانکنے اور چلانے ہی کے معنی آتے ہیں: ’’الکف راندن یقال کففته عنه فکف (منتهی الارب ج٤ ص۳۹)‘‘ ...... ’’قد کف صاحبه عن محاوزته الی غیره الی منعه (مجمع البحار ج٤ ص٤۳۰)‘‘ جب ایک سفر میں کافروں نے رسول خدا ﷺ اور مسلمانوں کو دھوکہ سے اذیت اور تکلیف پہنچانی چاہی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو دشمنوں کے شر سے بالکل محفوظ رکھا اور یہ آیت بطور امتنان نازل فرمائی: ’’یا ایها الذین آمنوا اذکر نعمة اللّٰہ علیکم اذهم قوم ان یبسطوا الیکم ایدهم فکف ایدهم عنکم (مائدہ:۱۱)‘‘ اس آیت میں کف کا لفظ آیا

ہے اور ایسے موقعہ پر استعمال کیا ہے جہاں بالکل بچالیا گیا اور دشمنوں کا ہاتھ ان کے قریب تک نہیں پہنچنے دیا۔ بعینہ یہاں بھی بچانے کی ایسی ہی صورت ہوئی اور ان کو یہودیوں کے ہاتھوں میں جانے سے پہلے آسمان پر اٹھالیا۔ اسی لئے نجیتک نہیں کہا جو گرفتاری کے بعد خلاصی کا مقتضی ہے:

''ولما الی عیسیٰ بھذہ الایات البینات قصد الیھود بقتلہ فخلصہ اللّٰہ منھم ورفعہ الی السماء'' (فتح البیان ج۲)

''الی واذکر نعمتی علیك فی کفی ایاھم عنك حین جئتھم بالبراھین والحجج القاطعة علی نبوتك ورسالتك من اللّٰہ الیھم فکذبوك واتھموك بانك ساحر وسعوافی قتلك وصلبك فنجیتك منھم ورفعتك الی وطھرتك من دنسھم وکفیتك شرھم'' (ابن کثیر ج۳ص۲۰۱)

''روی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لما اظھر ھذہ المعجزات العجیبة قصد الیھود قتلہ فخلصہ اللّٰہ منھم حیث رفعہ الی السماء''

(تفسیر کبیر ج۱۲ص۱۲۷ واللفظ لہ ومثلہ فی الخازن ج۱ص۵۳۹)

س…… اگر رفع آسمانی ہوا ہوتا تو وہ بھی اس جگہ ضرور ذکر کیا جاتا۔

ج…… جب اس آیت میں رفع آسمانی کی طرف اشارہ ہے تو لفظ رفع کا ذکر کرنا ضروری نہیں۔ علاوہ ازیں رفعت مکانی رفع درجہ کو مستلزم نہیں ہے۔ دوسرے دشمنوں سے بچالینا اصلی احسان ہے اور جس جگہ حفاظت کی گئی وہ اس کا نتیجہ ہے۔ اصل احسان کے ذکر کرنے کے بعد فرع کے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

آیت نمبر۱۱…… ''وانہ لعلم للساعة فلاتمترن بھا واتبعون ۰ ھذا صراط مستقیم (زخرف:۶۱)'' تحقیق عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے آنے کا علم ہیں۔ لہٰذا قیامت کے آنے میں شک نہ کرو اور میری پیروی کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے: علم سے مراد مایعلم بہ یاما یحصل بہ العلم ہے۔ قال ابوالسعود وتسمیة علما لحصولہ بہ''

(ج۸ ص۵۲)

استدلال

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے قیامت کے قریب ہونے کا علم اس صورت میں حاصل ہوسکتا ہے جبکہ آخری زمانہ میں ان کا نزول مان لیا جائے اور جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے بموجب اس کے قیامت کی دس بڑی نشانیوں میں سے اس کو بھی ایک نشانی تسلیم کریں۔

س...... انہ کی ضمیر قرآن کی طرف بھی راجع کی جاتی ہے۔ لہٰذا نزول عیسیٰ پر اس آیت سے استدلال کرنا کس طرح صحیح ہوسکتا ہے۔

ج...... اس میں کوئی شک نہیں کہ انہ کے مرجع میں مختلف احتمالات نکل سکتے ہیں اور ہر ایک احتمال اپنی جگہ پر صحیح بھی ہے۔ لیکن اس سے مطلقاً اور ہر حالت میں نزول مسیح پر استدلال نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس خاص صورت میں جبکہ انہ کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹائی جائے۔ نزول مسیح پر استدلال کیا گیا ہے۔ جب تک اس احتمال کا غلط ہونا ثابت نہ کیا جائے گا اس وقت تک اس توجیہہ سے نزول عیسیٰ پر استدلال کرنا منع نہیں ہوسکتا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ آیت سے ہر ایک توجیہہ پر استدلال نہیں ہوسکتا۔ لیکن یہ ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ آیت سے کسی توجیہہ پر بھی نزول مسیح کو ثابت کرنا صحیح نہیں ہے۔ پھر یہ توجیہہ تمام توجیہوں میں اعلیٰ و افضل توجیہہ ہے۔

’’قال ابن كثير انه لعلم للساعة تقدم تفسير ابن اسحاق ان المراد من ذالك مابعث به عيسىٰ عليه السلام من احياء الموتى وابراء الاكمه والابرص وغير ذالك من الاسقام وفي هذا نظر وابعد منه ماحكاه قتاده من الحسن البصرى وسعيد بن جبيران الضمير فى انه عائد على القرآن بل الصحيح انه عائد على عيسىٰ عليه السلام فان السياق فى ذكره ثم المراد بذالك نزوله قبل يوم القيامة قال الله تبارك وتعالىٰ وان من اهل الكتاب اى قبل موت عيسىٰ عليه السلام ثم يوم القيامة يكون عليهم شهيدا ويؤيد هذا المعنے القرأة الاخرىٰ وانه لعلم للساعة اى امارة ودليل على وقوع الساعة‘‘
(ابن كثير ج۷ص۲۱۷)

’’اى خروج عيسىٰ ابن مريم قبل يوم القيامة هكذا روى عن ابى هريره عن ابن عباس وابى العاليه وابى مالك وعكرمه وحسن وقتاده وضحاك‘‘ (ابن كثير ج۷ص۲۱۷)

’’اخرج الهريابى سعيد بن منصور ومسدود وعبدبن حميد وابن ابى حاتم والطبرانى من طرق عن ابن عباس فى قوله انه لعلم للساعة قال خروج عيسىٰ قبل يوم القيامة‘‘ (درمنثور ج٦ ص۲۰)

اور ایسا ہی ابوہریرہ، مجاہد اور حسن سے عبد بن حمید اور ابن جریر نے نقل کیا ہے (روح

المعانی ج۲۵ص۸۷) میں ہے: ’’(وانہ) ای عیسیٰ علیہ السلام لاللقرآن‘‘

علاوہ ازیں جب آیت میں ام ھو۔ان ھو۔ جعلناہ کی ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہیں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس ضمیر کو بھی انہی کی طرف لوٹانا اولیٰ نہ ہو اور آیت کا سیاق وسباق بھی اسی کا مقتضی ہے۔ لہٰذا افضل اور ارجح توجیہہ کو مرجوح اور غیر اولیٰ احتمال کی وجہ سے ترک کرنا صحیح نہیں۔ اس لئے نزول مسیح پر استدلال بالکل درست ہے۔

۲...... اس آیت میں دوسری قرأت عین اور لام کے زبر کے ساتھ آئی ہے:

’’القرأۃ الاخری وانہ علم للساعۃ ای امارۃ ودلیل علی وقوع الساعۃ (ابن کثیر ج۷ص۲۱۷)‘‘ ...... ’’قرئ لعلم ای علامۃ (ابوالسعود ج۸ص۵۳ بیضاوی ج۲ص۲۹۴)‘‘ اور دو قرائتیں بمنزلہ دو آیتوں کے ہیں۔ لہٰذا بموجب اس قراۃ کے نزول مسیح پر اس آیت سے استدلال کرنا مطلقاً جائز ہے۔ دیکھو ارجلکم میں زبر اور زیر کی دو قرائتیں آئی ہیں۔ زبر سے خف کی صورت میں مسح اور زبر سے بغیر خف کے پاؤں کا دھونا ثابت کیا گیا ہے۔

س...... قیامت کا علم سوا خدا تعالیٰ کے کسی کو نہیں دیا گیا۔ قرآن مجید میں ہے: ’’الیہ یرد علم الساعۃ‘‘ ...... ’’عندہ علم الساعۃ‘‘ پھر عیسیٰ کو قیامت کے جاننے کا ذریعہ کہنا کیونکر درست ہوسکتا ہے۔

ج...... قیامت کے واقع ہونے کا خاص اور متعین وقت اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کو حاصل نہیں۔ البتہ اس کی آمد کی نشانیاں اور قریب ہونے کی علامتیں رسول خدا ﷺ کو معلوم تھیں۔ ایسی نشانیوں میں دس بڑی نشانیاں رسول خدا ﷺ نے امت کی آگاہی کیلئے بیان فرمائی ہیں۔ جن میں سے ایک بڑی نشانی عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی ہے: ’’قال انہا لن تقوم حتی تروا قبلہا عشر آیات فذکر الدخان والدجال والدابۃ وطلوع الشمس من مغربہا ونزول عیسیٰ بن مریم‘‘ (مشکوۃ ص۴۷۲ باب العلامات بین یدالساعۃ وذکر الدجال)

اس قسم کی علامتیں قیامت کے خاص دن کو نہیں بتاتیں۔ البتہ وقت کے قریب ہونے پر یقیناً دلالت کرتی ہیں:

’’نزول من اشراط الساعۃ یعلم بہ دنوہا‘‘ (بیضاوی ج۲ص۲۹۴)

’’ثم المراد بذالک نزولہ قبل یوم القیامۃ‘‘ (ابن کثیر ج۷ص۲۱۷)

الیہ یرد علم الساعۃ وغیرہ میں قیامت کا معین دن مراد ہے۔ اس کا علم خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے قیامت کے قریب ہونے کا علم ہوتا ہے۔

ولا تعارض بینهما اسی واسطے یرد علم الساعۃ میں اتصال پر دلالت کرنے کے لئے حرف جر یعنی لام کو حذف کر دیا اور انه لعلم للساعة میں بعد اور دوری پر دلالت کرنے کے لئے حذف نہ کیا۔

س..... جو واقعہ ہزار سال بعد ہونے والا ہے۔ اس کی اتنی مدت پہلے خبر دینے کی کیا ضرورت تھی۔

ج..... چونکہ ایمان بالغیب ہوتا ہے۔ اس لئے وقت سے پہلے ہی ذکر کرنا چاہئے۔ پھر یہ اعتراض تو انبیاء علیہم السلام اور قرآن عزیز پر بھی وارد ہوتا ہے۔ جنہوں نے قیامت کی آمد جنت و دوزخ اور حشر و نشر کی بہت مدت پہلے خبر دی ہے۔ ہر ایک نبی اپنی امت کو دجال کے فتنہ سے ڈراتا رہا۔ اس پر بھی یہ اعتراض وارد ہوتا ہے۔ نیز رسول خداﷺ بھی اس ملحدانہ اعتراض سے نہیں بچ سکتے۔ کیونکہ انہوں نے قیامت کے بڑے بڑے نشانات بیان فرمائے ہیں جن میں سے ایک عیسیٰ علیہ السلام کی آمد بھی ہے۔

س..... نزول عیسیٰ بجسدہ العنصری اس وقت قابل تسلیم ہے۔ جبکہ ان کا صعود جسمانی مان لیا جائے اور وہ زیر بحث ہے۔

ج..... اول تو رفع جسمانی قوی اور مستحکم دلائل سے پہلے بھی ثابت ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ جب آیت مذکورہ میں کوئی قرینہ نزول بجسدہ العنصری کے مراد لینے سے مانع نہیں ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس سے انکار کیا جائے اور انشاء اللہ عنقریب بروزی نزول کی تردید کی جائے گی جس کے بعد بعینہ نزول سے انکار کرنے کی گنجائش باقی نہ رہے گی۔

آیت نمبر۱۲..... ’’ولقد ارسلنا رسلاً من قبلك وجعلنا لهم ازواجاً وذرية‘‘ ہم نے آپ سے پہلے رسول بھیجے اور ان کے اہل و عیال بھی تجویز کئے۔

استدلال

ہر شخص جانتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اولوالعزم رسولوں میں سے ہیں اور دنیا کے گزشتہ قیام میں ان کا نکاح نہیں ہوا اور اس آیت کے فیصلہ کے بموجب بیوی بچے ضرور ہونے چاہئیں۔ اس لئے آخری زمانہ میں ان کا بعینہ آ کر نکاح کرنا اور بچوں کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ اس آیت کے مفہوم میں وہ بھی دوسرے رسولوں کی طرح داخل ہو سکیں۔ حدیث میں ہے: ’’قال رسول اللهﷺ ينزل عيسى ابن مريم الى الارض فيتزوج ويولدله‘‘

(مشکوۃ ص۴۸۰ باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

باب۲......حیات مسیح کا ثبوت حدیث سے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس وقت آسمان پر زندہ موجود ہونا اور آخری زمانہ میں زمین پر اترنا احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے۔ حدیث کے متواتر ہونے پر علامہ ابن کثیر، حافظ ابن حجر، قاضی شوکانی و دیگر علماء کبار کی شہادتیں موجود ہیں:

۱...... ''قد تواترت الاحادیث من رسول اللہ ﷺ انہ اخبر بنزول عیسی علیہ السلام قبل یوم القیامۃ اماماً عادلاً حکماً مقسطاً۔ ابن کثیر ج۷ ص۲۱۷'' علامہ نے (سورۃ نساء ج۲ ص۴۰۲) کی تفسیر میں بھی تواتر کا دعویٰ کیا ہے۔

۲...... ''الاحادیث الواردۃ فی نزولہ متواترہ'' (کتاب الاذاعہ)

۳...... ''قدذکر الحافظ فی الفتح الباری ج۶ ص۳۵۸ تواتر نزولہ علیہ السلام عن ابی الحسن الآبری''

۴...... ''قد تواتر الاحادیث بنزول عیسیٰ حسب ما اوضح ذالک الشوکانی فی مؤلف مستقل یتضمن ذکر ماورد فی المنتظر والدجال والسمیح وغیرہ فی غیرہ وصحح الطبری ھذا القول و ورد بذالک الاحادیث المتواترہ'' (فتح البیان ج۲ ص۳٤٤)

۵...... ''یجئ آخر الزمان لتواتر خبر النزول''

(مجمع البحار ج۱ ص۵۳٤)

علاوہ ازیں دیگر صحاح کی کتابوں کو چھوڑ کر محض جامع ترمذی میں نزول مسیح کی حدیث پندرہ طریقوں سے آئی ہے اور قاضی شوکانی نے اپنے رسالہ التوضیح فی تواتر ماجاء فی المنتظر والدجال والمسیح میں ۲۹ حدیثیں صحیح اور حسن بیان کی ہیں

علاوہ احادیث متواترہ کے آثار صحابہ اور تابعین بھی کثرت سے آئے ہیں کہ ان کا شمار کرنا بھی مشکل ہے۔ اطلاعاً کچھ ذکر اجماع کی بحث میں آئے گا۔ اگرچہ اس اجمالی بیان کے بعد اس مختصر رسالہ میں احادیث نزول کا تفصیل سے ذکر کرنا ضروری نہیں ہے مگر ایسی حدیثیں جن میں رفع الی السماء یا نزول من السماء کی قید ہے یا حیات اور عدم موت کا ذکر ہے یا مرزائیوں نے شبہات عقلیہ کی وجہ سے ان روایات کے تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔ اس قسم کے حدیثیں معلومات کو اضافہ کرنے اور تحقیق حق کے لئے بیان کی جاتی ہیں۔

وہ حدیثیں جن میں رفع الی السماء کی تصریح ہے

۱...... ’’(فی الدر المنثور ج۲ ص۲۳۸) اخرج عبدبن حمید والنسائی وابن ابی حاتم وابن مردویه عن ابن عباسؓ قال لما اراداللّٰه ان یرفع عیسیٰ علیه السلام الی السماء خرج الی اصحابه (الی ان قال) ورفع عیسیٰ من روزنة فی البیت الی السماء‘‘

۲...... ’’عن ابن عباسؓ فاجتمعت الیهود علی قتله فاخبره اللّٰه بانه یرفعه الی السماء ویطهره من صحبة الیهود‘‘ (رواہ سنن النسائی ج۶ ص۴۸۹ حدیث ۱۱۵۹۱ وابن ابی حاتم وابن مردویه ذکره فی السراج المنیر) ’’علامہ ابن کثیر نے اس حدیث میں ابن ابی حاتم کی سند سے صحیح کہا ہے۔

۳...... ’’قال ابن کثیر بعد ماذکر اسناد ابن ابی حاتم وهذا اسناد صحیح الی ابن عباسؓ ورواه النسائی عن ابی کریب بنحوه وکذا رواه غیر واحد من السلف‘‘ (ابن کثیر ج۲ ص۳۹۸)

۴...... ’’عن ابن عباسؓ فالقی اللّٰه عزوجل علیه شبیه عیسیٰ علیه السلام ورفع الی السماء‘‘

۵...... ’’وعنه ایضاً فرفعه جبرئیل من تلك الروزنة الی السماء‘‘
(ذکره ابوالسعود ج۲ ص۴۲ تحت آیت مکرو ومکراللّٰه)

س...... یہ تمام روایتیں ابن عباسؓ نے یہود ونصاریٰ کی تعلیم سے لی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا قول نہیں ہے۔

ج...... رفع کے متعلق ابن عباسؓ نے جو کچھ فرمایا ہے اس وقت یہود ونصاریٰ میں سے کوئی جماعت بھی اس کی قائل نہیں تھی۔ دونوں جماعتیں صلیب پر مارے جانے کی قائل ہیں۔ لہٰذا ابن عباسؓ کی یہ روایت اہل کتاب کے عقائد پر مبنی نہیں ہوسکتی۔ چونکہ ایسے حالات قیاساً دریافت نہیں ہوسکتے۔ اس لئے وہ اثر حدیث مرفوع کے حکم میں ہے۔ (دیکھو شرح نخبة الفکر)

غالب گمان بھی یہی ہے کہ ابن عباسؓ نے یہ قول رسول خدا ﷺ سے سنا ہے۔ کیونکہ ابن عباس نے کئی مرتبہ قرآن مجید از اول تا آخر رسول خدا ﷺ سے سمجھ کر پڑھا ہے۔
(دیکھو مقدمہ ابن کثیر)

وہ حدیثیں جن میں نزول مسیح من السماء کی قید ہے

۱...... ''روی اسحق بن بشر وعساکر عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ فعند ذالك ینزل اخی عیسیٰ بن مریم من السماء''
(کنزالعمال ج ١٤ ص ٦١٩ حدیث نمبر ٣٩٧٢٦)

۲...... ''عن ابی ہریرۃؓ انه قال قال رسول الله ﷺ کیف انتم اذا نزل ابن مریم من السماء فیکم وامامکم منکم''
(البیهقی فی کتاب الاسماء والصفات باسناد صحیحه ص ٤٢٤)

احمد، بخاری، مسلم نے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔ اگرچہ اس میں من السماء کا لفظ نہیں ہے۔ مگر مراد ان کی بھی یہی ہے۔ جیسا کہ علامہ بیہقی روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''رواه البخاری فی الصحیح عن یحیی بن بکیر واخرجه مسلم ومن وجه اخر عن یونس وانما اراد نزوله من السماء بعد الرفع الیه ''یعنی اس روایت کو بخاری اور مسلم نے بھی نقل کیا ہے۔ لیکن اس میں من السماء کا ذکر لفظوں میں نہیں آیا۔ مگر مراد یہی ہے۔ مرزائی جماعت نے اپنی سوء فہمی سے رواہ البخاری کا یہ مطلب سمجھ لیا ہے کہ بیہقی نے یہ روایت صاحب مشکوٰۃ کی طرح صحیح بخاری سے نقل کی ہے۔ اپنی مستقل سند سے روایت نہیں کی۔ چنانچہ احمدیہ پاکٹ بک والا لکھتا ہے کہ:

''رواہ البخاری، بخاری میں راوی اور الفاظ سب موجود ہیں۔ مگر من السماء نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ حدیث کا حصہ نہیں۔''

ج...... گویا اس کے متعلق بیہقی نے یہ حدیث اپنی سند سے روایت نہیں کی۔ بلکہ بخاری اور مسلم سے نقل کی ہے اور نقل میں بھی حدیث سے کام لیا۔ اپنی طرف سے من السماء کا لفظ بڑھا کر رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کر دیا اور ''من کذب علی متعمدا فلیتبوء مقعده من النار (مسلم ج ۱ ص ۷)'' جیسی وعید کی پرواہ نہ کی۔ نعوذ باللہ من سوء الفهم وقلة التدبر!

دراصل علامہ بیہقی کی غرض اس عبارت کے ذکر کرنے سے یہ ہے کہ چونکہ زیادتی ثقہ کی معتبر اور قابل استناد ہوتی ہے۔ اس لئے جن روایتوں میں من السماء کی قید نہیں آئی وہاں بھی یہی مراد ہے۔ نیز انما اراد کی ضمیر رسول اللہ ﷺ کی طرف راجع ہے۔ بخاری، مسلم، یحییٰ بن بکیر اور یونس کی طرف نہیں لوٹتی۔ اسی لئے واحد غائب کا صیغہ بیان کیا ہے۔ جمع یا تثنیہ کا نہیں کیا۔

س...... درمنثور میں سیوطی نے جو روایت بیہقی کی نقل کی ہے۔ اس میں من السماء

کا لفظ نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ لفظ حدیث کا جز نہیں۔ چنانچہ (درمنثور ج۲ص۲۴۲) پر ہے:
''واخرج احمد والبخاری ومسلم والبیهقی فی الاسماء والصفات قال قال رسول اللهﷺ کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم وامامکم منکم''

ج...... علامہ جلال الدین سیوطی حدیث کا وہ حصہ بیان کرنا چاہتے ہیں جو ان سب میں مشترک ہے۔ چونکہ من السماء کی زیادتی میں بیہقی متفرد اور اکیلے ہیں اور بخاری، مسلم اور احمد کی طرف اس لفظ کی نسبت نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے اس کو ذکر نہیں کیا اور باقی تمام حدیث مشترک تھی اس کو بیان کر دیا۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ من السماء کی قید غلط اور بے بنیاد ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو بجائے حذف کرنے کے صاف لفظوں میں اس قید کا غیر معتبر ہونا ظاہر کر دیا جاتا۔

وہ حدیثیں جن میں عدم موت یا عدم فنا اور حیات کا ذکر ہے

۱...... ''روی ابن جریر وابن ابی حاتم عن الربیع ان النصاریٰ اتوا رسول اللهﷺ فخاصموه فی عیسیٰ علیه السلام وقالوا من ابوه وقالوا علی الله الکذب والبهتان فقال لهم النبیﷺ الستم تعلمون انه لایکون ولد الاوهو یشبه اباه قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون ان ربنا حی لایموت وان عیسیٰ یأتی علیه الفناء قالوا بلی...... الخ'' (درمنثور ج۲ص۳)

جب علماء نصاریٰ نجران سے رسول اللهﷺ کے ساتھ حضرت عیسیٰ کے بارے میں مناظرہ کرنے کے لئے آئے تھے۔ رسول خداﷺ نے حضرت عیسیٰ کی الوہیت کی تردید کرتے ہوئے ان ربنا حی لایموت وان عیسیٰ یأتی علیه الفناء فرمایا تھا۔ اگر حضرت عیسیٰ کی موت واقع ہو چکی ہوتی تو یاتی مستقبل کا صیغہ کبھی استعمال نہ کرتے بلکہ مات فرماتے:

۲...... ''عن الحسن قال قال رسول اللهﷺ للیهود ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة (درمنثور ج۲ص۳۶، رواه ابن کثیر عن ابن ابی حاتم من آل عمران ابن کثیر ج۲ص۴۰ وذکره فی النساء من طریق آخر موقوفا علیه فهو مرفوع وموقوف علیه واخرج ابن جریر مرفوع علیه)''

۳...... ''اخرج الحاکم فی آخر حدیث الملاقات مع عیسیٰ لیلة الاسراء بعد قوله فیما عهد الیّ فذکر من خروج الدجال فاهبط فاقتله ولا

اتـرکـکم یتامیٰ انی اتی الیکم بعد قلیل واما انتم فترونی الیّ اناحی ‘‘یہ حدیث مفصلاً اس طرح آتی ہے۔

’’(اخـرج احمد ج۱ص۳۷۵ واللفظ له وابن ابی شیبه ابن ماجه ص۲۹۹ ابن المـنذر والحاکم ج۳ص۱۴۱،۱۴۰ وصححه وابن مردویه والبیهقی فی البعث والنثور) عن رسول اللهﷺ قال لقیت لیلة اسری بی ابراهیم وموسیٰ وعیسیٰ علیهم السلام فتذاکروا امرلساعة فردوا امرهم الی ابراهیم فقال لاعلم لی بها فردوا امـرهم الی موسیٰ فقال لاعلم لی بها فردوا امرهم الی عیسیٰ فقال اما وجبتها فـلا یـعـلـم احـد الا الله تـعالیٰ وفیما عهد الیَ ربی عزوجل ان الدجال خارج ومعی قضیبان فاذا رأنی ذاب کما یذوب الرصاص قال فیهلکم الله اذا رانی حتـی ان الـحـجـر والشجـر یـقول یامسلم ان تحتی کافراً فتعال فاقتله قال فیهلکهم الله (قـد ذکـره الـحـافـظ فی الفتح ج۱۳ص۷۹ قبل ذکر الدجال وسکت علی تصحیح الحاکم ایاه)‘‘

س...... جب دجال حضرت عیسیٰ کو دیکھتے ہی رانگ یا نمک کی طرح پگھل جائے گا تو معلوم ہوا کہ آنے والے مسیح کے پاس دھاری دار آلہ نہیں ہوگا۔ بلکہ روحانیت اور قلم سے اپنے دشمنوں کو زیر کرے گا۔

ج...... اس کا جواب (مسلم ص۳۹۲ کتاب الفتن وشراط الساعة) کی روایت میں موجود ہے:’’فیـنـزل عیسـی بـن مـریم فامهم فاذا رأہ عدو الله ذاب کما یذوب الـمـلـح فی الماء فلوترکه لانذاب حتی یهلك ولکن یقتله الله بیده فیریهم دمه فی حربة‘‘ (مشکوٰۃ فی الملاحم ص۴۶۶)

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دیکھنے کا تو یہی اثر ہوگا کہ وہ نمک یا رانگ کی طرح پگھل جائے اور یہ لفظ حقیقت پر محمول ہے۔لیکن پگھلنے سے پہلے اس کو اپنے خنجر سے ہلاک کر دیں گے۔تا کہ لوگ خون آلود خنجر کو دیکھ کر اطمینان حاصل کر سکیں اور حدیث میں بھی قضیبان سے دو باریک تلواریں یا خنجر ہی مراد ہے۔قلم یا روحانی تلوار مراد نہیں ہے۔چنانچہ ایک روایت میں ہے:

’’وعـلـیـه مـمـصـرتـان وبـیـده الحربة و بمایقتل الدجال (رواه ابو السعود ج ۸ ص ۵۳ زیر آیت وانه لعلم للساعة وتفسیر کبیر ج ۲۷ ص۲۲۲)‘‘

۱۱...... ’’ لیھلن عیسیٰ بن مریم بفج الروحاء بالحج والعمرة اولیثنیھما‘‘ (رواہ مسلم ج ۱ ص ۴۰۸ باب جواز التمتع فی الحج والقرآن)

۱۲...... ’’(اخرج الحاکم ج۳ ص ۴۹۰ باب ھبوط عیسیٰ علیہ السلام و قتل الدجال) عن ابی ھریرةؓ و صححه قال قال رسول اللهﷺ لیھبطن ابن مریم حکما عدلا و اماماً مقسطا و یسلکن فجاً حاجاً او معتمراً او بینتھما اولیاتین قبری حتی یسلم علّی ولاردن علیه‘‘

س...... مواقیت احرام میں سے فج الروحاء کسی میقات کا نام نہیں ہے۔لہٰذا یہ حدیث اپنے ظاہری معنی پر محمول نہیں۔لہٰذا اہلال اور تلبیہ سے تبلیغ دعوت اسلام اور فج روحاء سے پنجاب مراد ہے۔

ج...... مواقیت سے احرام باندھنے کا یہ مطلب ہے کہ جو شخص مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہے اس کو بغیر احرام باندھے میقات سے گزرنا جائز نہیں ہے۔اس حدیث کا یہ منشاء ہرگز نہیں ہے کہ اگر کوئی شخص میقات سے پہلے کسی جگہ سے احرام باندھ کر چلے تو وہ ناجائز ہے۔اس لئے روحاء سے احرام باندھ کر چلنا خلاف شرع نہیں ہے جس کا ترک کرنا لازم ہو۔

۲...... درحقیقت حدیث کے یہ معنی ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام تلبیہ پکارتے ہوئے فج روحاء سے گزریں گے۔فج روحاء مدینہ سے بدر کی طرف ایک گھاٹی کا نام ہے:’’فج الروحاء مسلکهﷺ الی بدر‘‘ (مجمع البحار ج ۴ ص ۱۰۶)

بدر مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک کنوئیں کا نام ہے اور مدینہ سے ۲۸ میل فاصلہ پر ہے:

’’وھی الی المدینة اقرب یقال ھومنھا علی ثمانیة و عشرین فرسخا‘‘

(مسباح المنیر)

اس لئے ابتداء احرام کی اہل شام کے میقات سے ہوگی اور روحاء کے راستہ سے مکہ میں داخل ہوں گے۔(ولا حرج فیه)

پھر فج بمعنی راستہ یا گھاٹی ہے:’’وھو الطریق الواسع (مجمع البحار ج ۴ ص ۱۰۵)‘‘......’’ویطلق ایضاً علی المکان المنخرق بین الجبلین (مجمع البحار ج ۴ ص ۱۰۵)‘‘اور فج الروحاء کے معنی روحاء کا راستہ یا گھاٹی ہوئے۔مگر روحاء کے معنی درمیان دوآبہ یا کثرت انہار وغیرہ کے کس جگہ لکھے ہیں؟۔جس سے پنجاب کے معنی سمجھ لئے گئے اور اگر اس کو راحت سے گھڑا گیا ہے تو علاوہ قیاس فی اللغتہ کے بدروالی جگہ کا نام تو فج الروحاء ہونا

ہی نہ چاہئے۔ کیونکہ وہاں نہ دریا اور نہ نہریں ہیں اور نہ کسی قسم کی سرسبزی۔

۱۳...... ’’عن ابی هریره ان النبی ﷺ قال الانبیاء اخوة العلات امهاتهم شتی ودینهم واحد وانا اولی الناس بعیسیٰ بن مریم لا نه لم یکن بینی وبینه نبی وانه خلیفتی علی امتی وانه نازل فاذا رأیتموه فاعرفوه رجل مربوع الی الحمرة والبیاض و علیه ثوبان ممصران کأن راسه یقطرو ان لم یصبه بلل فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الجزیه ۰ ویدعوا الناس الیٰ الاسلام ویهلك الله فی زمانه الملل کلها الا الاسلام (رواه ابن ابی شیبه ج۸ ص۶۶۵ حدیث نمبر۷۲ باب ماذکر فی فتنة الدجال، مسنداحمد ج ۲ ص۴۰۶، ابو داؤد ج۲ ص۱۳۵ باب خروج الدجال و ابن جریر ج۳ ص۲۹۱، زیرآیت یعیسیٰ انی متوفیك ورافعك، ابن حبان ج۹ ص۲۸۹، ۲۹۰ باب ذکر البیان ان عیسیٰ ابن مریم اذانزل یقاتل الناس علی الاسلام)‘‘

۱۴...... ’’قال رسول ﷺ لن تهلك امة انا اولها وعیسیٰ آخرها (صححه فی الدرالمنشور ج۲ ص۲۴۵ وفی روایة برحاشیه احمد منتخب کنزالعمال ج۶ص۳۰ وابی نعیم والمهدی اوسطها کنز العمال ج۱۴ ص۲۶۶ حدیث نمبر۳۸۶۷۲، الحاوی للفتاوی ج۲ ص۶۴ وحسنه فی الفتح ومن خصائل اصحاب النبی ﷺ قال فی التفسیر رواه النسائی)‘‘

س...... (مستدرک کی ج ۳ص ۴۹۴،۴۹۵ حدیث نمبر ۴۲۲۹) ذکر خالد بن سنان کی روایت میں ہے کہ خالد بن سنان رسول اللہ ﷺ اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان نبی ہوئے ہیں اس لئے لم یکن بینی وبینه کہنا درست نہیں۔

ج...... (درمنثور ج۲ص۲۴۷) میں ’’رسلا لم نقصصهم ۰ النساء: ۱۶۴ ‘‘ کے تحت میں ذہبی کا قول نقل کر کے اس حدیث کی تضعیف کی ہے: ’’قال الذهبی منکر ‘‘ اسی وجہ سے تلخیص المستدرک میں یہ روایت مذکور نہیں ہے۔

۱۵...... ’’قال رسول الله ﷺ اذبعث الله المسیح بن مریم فینزل عند المنارة البیضاء مشرقی دمشق بین مهرو زتین واضعاً کفیه علی اجنحة ملکین اذا طاطأ راسه یقطرو اذا رفعه لحدرمنه مثل جمان کاللؤلؤ فلایحل لکافر یجد من ریح نفسه الامات ونفسه ینتهی حیث ینتهی طرفه فیطلبه

حتیٰ یدرکه بباب الد فیقتله (رواه فی المشکوٰة ص ٤٧٣ باب العلامات بین یدی الساعة وذکر الدجال مسلم ج ٢ ص ٤٠١ باب ذکر الدجال)‘‘

س...... عیسیٰ علیہ السلام کے سانس سے کافروں کا مرنا بتارہا ہے کہ آنے والا مسیح کافروں کو حجت اور دلیل سے ہلاک کرے گا۔ خنجر یا تلوار سے قتل نہیں کرے گا۔

ج...... آلات حرب میں سے یہ بھی ایک آلہ ہوگا۔ کفار کے ہلاک کرنے کا انحصار محض اسی آلہ پر نہیں ہے۔ بذریعہ سانس کے وہ ہی ہلاک ہوں گے جن پر عیسیٰ علیہ السلام کی نظر پڑے گی اور نظر کے ساتھ ساتھ وہ ان کے سانس کو محسوس بھی کریں گے۔ جیسا کہ لفظ یجد من ریح نفسه الامات اور اذاراء عدو الله لذاب کمایذوب الملح فی الماء یا اذاراء نی لذاب کمایذوب الرصاص سے مستفاد ہو رہا ہے۔ کیونکہ اس میں ریح نفس کے پانے اور ان کو دیکھنے کی شرط مذکور ہے۔ لہٰذا جن کافروں پر حضرت عیسیٰ کی نظر نہ پڑے گی اور نہ وہ ان کو دیکھیں گے یا درخت اور پتھر کے پیچھے چھپ جائیں گے یا باوجود ان تمام شرائط کے پائے جانے کے حضرت عیسیٰ ان کو خنجر سے ہلاک کرنا چاہیں گے ایسے تمام کافر تلوار یا نیزہ وغیرہ ہی سے قتل کئے جائیں گے۔ وہاں حجت اور دلیل کوئی کام نہ دے گی۔ پھر ایک آدمی کافروں کے اتنے بڑے لشکر کو تنہا سانس کے اثر سے ہلاک نہیں کرسکتا۔ ان کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلمانوں کا لشکر ہوگا جن کے سانس میں یہ تاثر نہ ہوگی۔ ان کو دشمنوں کا مقابلہ کے لئے آلات حرب کی لازمی طور پر ضرورت پڑے گی۔ لہٰذا حدیث کے کسی لفظ سے حرب وضرب کے آلات کی نفی کرکے اس سے حجت اور دلیل کو ثابت کرنا کسی طرح صحیح نہیں۔

۱۶...... ’’عن عبدالله بن عمرؓ وقال قال رسول الله ﷺ ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فتزوج ویولدویمکث خمساواربعین سنة ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسیٰ بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکروعمرؓ (رواه ابن الجوزی فی کتاب الوفاء ص ٨٣٢ باب فی حشر عیسیٰ بن مریم مع نبینا مشکوة ص ٤٨٠ باب نزول عیسیٰ علیه السلام)‘‘

۱۷...... ’’اخرج البخاری فی تاریخ والطبرانی عبدالله بن سلام قال یدفن عیسیٰ بن مریم مع رسول الله ﷺ و صحابیه فیکون قبره رابعاً (درمنثور ج ٢ ص ٢٤٦، مجمع الزوائد ج ٨ ص ٢٠٩، اخرج الترمذی عنه ج ٢ ص ٢٠٢

باب فضل النبی ﷺ مشکوٰۃ ص۵۱۵ باب فضائل سید المرسلین ﷺ قال مکتوب فی التورات صفة محمد وعیسیٰ ابن مریم یدفن معه)"

س...... عینی کی یہ روایت قیل یدفن فی الارض القدس کہ وہ بیت المقدس میں دفن کئے جائیں گے اس حدیث کی معارض ہے۔

۲...... یدفن معی میں معیت زمانی تو مراد ہو ہی نہیں سکتی۔ معیت مکانی کا ارادہ کرنا بھی ناممکن ہے۔ کیونکہ قبر شریف میں آپ کے ساتھ مدفون ہونا غیر معقول امر ہے۔

۳...... اگر قبر سے بتاویل بعید مقبرہ مراد لیں وہ بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ ترمذی میں ابو بکرؓ سے مرفوعاً یہ روایت ہے کہ نبی کی روح اسی جگہ دفن کی جاتی ہے جہاں وہ مدفون ہونا پسند کرتے ہیں اور یہاں یہ بات ممکن نہیں ہے۔

ج...... عینی کی روایت بمقابلہ بخاری کے ضعیف ہے۔ اسی لئے اس کو علامہ عینی نے تمریض کے صیغے قیل سے بیان کیا ہے۔ تعارض اس وقت معتبر ہوتا ہے جب دونوں روایتیں ایک درجہ کی ہوں قوت اور ضعف کی صورت میں قوی کو ضعیف پر ترجیح ہوا کرتی ہے۔ تعارض کی وجہ سے ساقط نہیں ہوا کرتی۔

۲...... فی قبری یا معی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بعینہ قبر شریف میں حضور ﷺ کے پہلو بہ پہلو مدفون ہوں گے۔ بلکہ اس کے قریب جگہ میں دفن ہونا مراد ہے: "(فی قبری) ای فی مقبرتی وعبر عنها بالقبر لقرب قبره بقبره فکانهما فی قبرا واحد (مرقاۃ ج۱۰ ص۲۳۳) قال ابو مودود قدبقی فی البیت موضع قبر (مرقاۃ ج۱۱ ص۶۷ ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲ باب ماجاء فی فضل النبی)" علاوہ ازیں ایک روایت میں موضع قبر آیا ہے: "عن عائشةؓ قلت یا رسول الله انی اری انیٰ عیش بعدك فتاذن لی ان ادفن الی جنبك فقال وانیٰ لك بذلك الموضع مافیه الاموضع قبرّی وقبر ابی بکر و عمر و عیسیٰ ابن مریم (کنز العمال ج۱٤ ص۶۲۰ حدیث نمبر۳۹۷۲۸ مختصر ابن عساکر ج۲۰ ص۱۵٤)" قرآن میں ہے: "ولا تقم علی قبره (توبه: ۸٤)" اس میں علی قبرہ کے معنی بعینہ قبر پر کھڑا ہونا نہیں ہے۔ بلکہ اس کے نزدیک کھڑا ہونا مراد ہے۔ اسی طرح لیا تین قبری میں موضعاً قریبا من قبری کا ارادہ کیا گیا ہے۔ لہٰذا فی قبری میں بھی فی مکان قریب من قبری مراد ہے۔

(ب)...... قبر سے بطور استعارہ مقبرہ مراد ہے اور وجہ استعارہ کی پہلے معلوم ہو چکی ہے۔

۳...... (ترمذی ج۱ص۱۹۸ ابواب الجنائز) کی حدیث اس طرح ہے:''عن عائشةؓ قالت لما قبض رسول الله ﷺ اختلفوا فی دفنه فقال ابو بكر سمعت من رسول الله ﷺ شيئا مانسيته قال ما قبض الله نبياً الا فی الموضع الذی يحب ان يدفن فيه فدفنوه فی موضع فراشه ''یعنی خدا کا پیغمبر جس موضع میں دفن ہونا پسند کرتا ہے وہیں ان کی روح قبض کی جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی قبر کے پاس دفن ہونے کی ہر مسلمان کو تمنا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو بدرجہ اولیٰ اس کی خواہش ہوگی۔ اس لئے جب ان کے انتقال کا وقت قریب ہوگا۔ وہ قبر شریف پر حاضر ہوں گے اور حضور کو سلام کریں گے۔ جیسا کہ: ''ليأتين قبری حتی يسلم علی ولاردن عليه (مستدرك حاكم ج ۳ ص ٤٩٠ باب هبوط عيسىٰ عليه السلام)'' سے ظاہر ہے اور قاعدہ مقررہ کے موافق وہیں انتقال ہوگا اور حضور ﷺ کے پہلو میں قریب ہی دفن کر دیئے جائیں گے اور بہت ممکن ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی درخواست پر مقام تیہ سے نکال کر پتھر پھینکنے کے فاصلہ کے موافق بیت المقدس سے قریب کر دیا تھا اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آرزو پر ان کو قبر مبارک کے نزدیک کر دیا جائے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیش گوئی اپنی حقیقت پر محمول ہے اور اس میں کسی قسم کی تاویل کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

۱۸...... ''(اخرج ابن حبان فی صحيحه ج ۹ ص ۲۸٦ باب ذكر قدر مكث الدجال فی الارض عندخروجه من وثاقه) عن ابی هريرةؓ قال سمعت رسول الله ﷺ يقول ينزل الله عيسىٰ بن مريم فيؤمهم فاذارفع راسه من الركعة قال سمع الله لمن حمده قتل الله الدجال واظهرالمؤمنين''

۱۹...... ''عن جابر سمعت رسول الله ﷺ يقول لا تنزال طائفة من امتی يقاتلون علی الحق ظاهرين الی يوم القيامة قال فينزل عيسىٰ بن مريم فيقول اميرهم تعالیٰ صلّ لنا فيقول لا ان بعضكم علی بعض امراء تكرمة الله هذه الامة''

(رواه مسلم ج۱ ص ۸۷ باب نزول عيسىٰ بن مريم حاكما بشريعة نبينا)

۲۰...... ''عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ والذی نفسی

بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیرویضع الجزیة ویفیض المال حتی لا یقبله احد حتی یکون السجدة الواحدة خیر من الدنیا وما فیها ثم یقول ابوهریرة فاقروااما شئتم وان من اهل الکتاب (بخاری ج۱ ص۴۹۰ باب نزول عیسیٰ بن مریم، مسلم ج۱ ص۸۷ نزول عیسیٰ بن مریم حاکما بشریعة نبینا ﷺ)''

۲۱...... ''عن ابی ھریرةؓ قال قال رسول اللہ ﷺ واللہ لینزلن ابن مریم حکما عادلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیضعن الجزیة''
(رواہ مسلم ج۱ ص۸۷ باب نزول عیسیٰ بن مریم حاکما بشریعة نبیناﷺ)

نزول کا معنی

س...... نزول سے مراد آسمان سے اترنا یا نازل ہونا نہیں ہے۔ بلکہ یہاں اس لفظ کے وہی معنی ہیں جو مندرجہ ذیل مثالوں سے ظاہر ہیں:

۱...... ''انزل لکم من الانعام (زمر:۶)'' ۲...... ''انزلنا الحدید. (الحدید: ۲۵)'' ۳...... ''انزلنا الیکم لباسا (اعراف: ۲۶)''

۴...... ''نزل النبی من الانبیاء تحت شجرة (کنزالعمال ج۵ ص۳۹۲ حدیث نمبر ۱۳۳۸۳)'' اس قسم کی اور بہت سی مثالیں قرآن مجید وحدیث مبارکہ میں پائی جاتی ہیں۔ اس لئے حدیث میں نزول مسیح سے ظلی اور بروزی نزول مراد ہے۔ حقیقی طور پر اترنا مراد نہیں۔

ج...... نزول کے کسی ایک معنی سے اس لئے انکار کر دینا کہ اس کا استعمال دوسرے معنوں میں قلت یا کثرت کے ساتھ آرہا ہے جہالت اور نادانی ہے۔ مجاز یا مشترک کے قرائن ترجیح میں سے کوئی قرینہ قلت یا کثرت استعمال کا نہیں ہے۔ لفظ زکوٰۃ قرآن اور حدیث میں کثرت سے صدقہ فرضیہ کے لئے آیا ہے۔ مگر اس کا استعمال طہارۃ نماز، برکت، صلاحیت وغیرہ بھی بدستور صحیح ہے۔ قرآن میں ہے:'' خیر امنه زکوٰة ای اسلاماً وقیل صلاحاً (ورحماً) ای رحمة لوالدیه (مجمع البحار ج۲ ص۴۳۴، مازکی منکم ماطهر...... ذلکم ازکی ای انمی واعظم برکة '' مجمع بحارالانوار ج۲ ص۴۳۴) اسی طرح نزول مختلف معنوں کے لئے استعمال کیا گیا۔ قرآن وحدیث اور محاورات عرب میں اوپر سے نیچے اترنے کے معنوں میں بھی کثرت سے آیا ہے:

''(۱)...... انا انزلناه فی لیلة القدر (القدر:۱) (۲)...... ونزل به الروح الامین (الشعراء:۱۹۳) (۳)...... بالحق انزلناه و بالحق نزل (الاسرا:۱۰۵) (٤)...... لما نزلت بنو قریظة ای نزلت من الحصن علی حکم سعد (مجمع البحار ج٤ ص ۷۰۸) (٥)...... بکتباك الذی انزلت (مقامات) (٦)...... تنزل الملائکة والروح (القدر:٤)''

دراصل جب ایک لفظ مختلف معنوں کے واسطے استعمال کیا جاتا ہے تو اس لفظ سے ایک خاص معنی کا ارادہ کرنے کے لئے ہمیشہ کسی نہ کسی قرینہ کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ خواہ وہ قرینہ اس عبارت میں موجود ہو یا کوئی خارجی قرینہ وہاں پایا جاتا ہو۔ جب تک تعین اور تخصیص کا کوئی قرینہ موجود نہ ہوگا۔ مشترک کو کسی خاص معنی کے لئے متعین کر لینا یا حقیقت کو چھوڑ کر مجاز کی طرف جانا ہرگز جائز نہیں ہے۔ حدیث نزول سے نزول حقیقی مراد لینے کے متعدد قرینے موجود ہیں:

(۱)...... قرآن مجید کی وہ آیتیں جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اب تک زندہ رہنا ثابت ہوتا ہے۔

(۲)...... احادیث میں حضرت عیسیٰ بن مریم کی وہ صفتیں بیان کی ہیں جو ان کے سوا کسی غیر میں نہیں پائی جاتیں۔ ان سے حقیقی نزول کے معنی مستفاد ہوتے ہیں۔

(۳)...... بغیر نکاح کرنے کے دنیا سے چلے جانا اور باوجود یہ کہ ہر ایک رسول کے بیوی بچے ہونے اس آیت کی رو سے ضروری ہیں: ''ولقد ارسلنا رسلا من قبلك وجعلنا لهم ازواجاً وذریة'' (الرعد:۳۸)

(۴)...... اپنے گزشتہ قیام میں حج نہ کرنا باوجود یہ کہ بیت اللہ کی زیارت کرنی بھی نبی عربی ﷺ کے ارشاد گرامی کے بموجب ضروری ہے۔

(۵)...... قرآن کی کسی آیت اور حدیث میں عیسیٰ علیہ السلام کے بروزی یا ظلی نزول کی طرف معمولی اشارہ بھی نہیں پایا جاتا۔

(۶)...... ظلی نزول ماننے کی وجہ سے صریح نصوص میں باوجود دلیل شرعی کے اپنی رائے سے تاویل کرنی لازم آتی ہے جو تحریف ہے اور اس طرح دین کی ہر ایک بات کا انکار کیا جاسکتا ہے۔

(۷)...... صحیح حدیث میں رفع الی السماء اور نزول من السماء عدم موت اور رجوع الی الدنیا کی قید صراحةً موجود ہے۔

(۸) ..... (مستدرک ج۳ ص۴۹۰، حدیث ۴۲۱۸) کی صحیح حدیث میں بجائے لینزلن کے لیهبطن ابن مریم حکما عدلا مذکور ہے اور ہبوط اوپر سے نیچے اترنے پر بولا جاتا ہے۔ "هبط هبوطا فرود آمد از باند (منتهى الارب ج٤ ص٣٤٦)" معلوم ہوا کہ نزول کے معنی اس جگہ فرود آمدن ہی کے ہیں۔

س ..... ظلیت اور بروزیت کا مطلقاً ثبوت قرآن میں موجود ہے۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بھی بروزیت کو تسلیم کرلیا جائے تو کیا حرج ہے۔ مثلاً ۱..... "نحن قدرنا بينكم الموت وما نحن بمسبوقين ۰ على ان نبدل امثالكم وننشئكم فيما لاتعلمون (واقعه ٦٠،٦١)" ۲..... "ضرب الله مثلا الذين آمنوا امرء ة فرعون ۰ اذ قالت رب ابن لي عندك بيتاً في الجنة ونجني من فرعون و عمله ونجني من القوم الظالمين ۰ ومريم ابن عمران التي احصنت فرجها (تحريم١٢)"

اس آیت میں ہر مومن کو فرعون کی عورت اور مریم کی مثل کہا ہے۔ جب مریم کا کوئی مثل ہوسکتا ہے تو ابن مریم کا کیوں نہیں ہوسکتا۔

(۳) ..... وہ آیتیں جن میں نبی عربی ﷺ کے زمانے کے یہودیوں کو ان افعال کی وجہ سے مخاطب بنایا ہے جو ان کے آباؤ اجداد نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں کئے تھے۔ ان کا مخاطب بنانا اس صورت میں صحیح ہوسکتا ہے۔ جبکہ ان میں اور ان کے آباء میں مماثلت اور بروزیت کا اقرار کیا جائے۔

(۴) ..... علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اس حدیث میں امت کے علماء کو انبیاء بنی اسرائیل کا مثل کہا ہے۔

(۵) ..... فتوحات میں شیخ اکبر اور دیگر صوفیاء بروز کے قائل ہیں۔

ج ..... صوفیاء کی اصطلاح میں بروز کے یہ معنی ہیں کہ کسی کی قوی یا کامل روح دوسرے آدمی کے بدن میں تصرف کرے اور اس کو اپنے افعال کا آلہ کار یا اپنی صفات کا مظہر بنا لے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہیں کہ ناقص درجہ کی روح کامل کی روح سے استفاضہ کرے جس طرح بعض جنات کا اثر بدن انسانی میں ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح بروز میں ایک روح دوسرے میں متصرف ہوتی ہے۔ شیخ محمد اکرم صابری نے (اقتباس الانوار ص۵۱) میں لکھا ہے: "بروز آں را نامند که روحانیت کمل در بدن کاملی تصرف نماید وفاعل افعال اوشود" یہ

وہی شیخ محمد اکرم ہیں جن کی نسبت مرزا قادیانی نے (ایام الصلح ص ۱۳۸، خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۲، ۳۸۳) پر یہ لکھا ہے: ''شیخ محمد اکرم صابری کہ از اکابر صوفیہ متاخرین بودہ''

حضرت مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں:

''در بروز تعلق نفس بہ بدن دیگر از برائے حصول نیست بلکہ مقصود ازیں تعلق حصول کمالات است مران بدن را..... چنانچہ جنی بفرد انسانی تعلق پیدا کندو در شخص اوبروز نماید و مشائخ مستقیم الاحوال بعبارت کمون وبروز لب نہے کشایند (مکتوبات امام ربانیؒ ج ۲ ص ۱۶۵ مکتوب نمبر ۵۸)'' پھر اس خیال کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''نزد فقیر قول بنقل روح از قول بتناسخ ہم ساقط تراست زیراکہ..... بعد از حصول کمال نقل ببدن ثانی برائے چہ'' پھر دو چار سطر بعد لکھتے ہیں کہ: ''افسوس ہزار افسوس ایں قسم بظاہر ان خود رابمسند شیخی گرفتہ اندو مقتدائے اہل اسلام گشتہ'' (مکتوب امام ربانی ج ۲ ص ۱۶۶ مکتوب نمبر ۵۸)

حافظ کے اس شعر میں بھی بروز کے اس معنی کی طرف اشارہ ہے۔ شعر:

فیض روح القدس ارباز مدد فرماید

دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

اگر مرزا قادیانی کے خیال میں بروز کے یہی معنی ہیں تو ایسا بروز ہمارے لئے مضر نہیں اور نہ اس سے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے مماثلت یا مساوات کا دعویٰ ہوسکتا ہے۔ شیخ اکبر فتوحات میں حضرت عیسیٰ کی روح سے فیض حاصل کرنے کے قائل ہیں۔ مگر مماثلت کے دعویٰ دار نہیں ہیں بلکہ ان کو زندہ آسمان پر تسلیم کرنے اور بعینہ دوبارہ آنے کے معتقد ہیں۔ جیسا کہ ہم انشاء اللہ اجماع کی بحث میں بیان کریں گے۔ قال الشیخ فی الفتوحات ''وھو (عیسیٰ) شیخنا الاول رجعنا علی یدیہ ولہ بنا عنایۃ عظیمۃ لا یغفل عنا ساعۃ''

جن صوفیاء پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانی توجہ ہوتی ہے وہ عیسوی المشرب کہلاتے ہیں۔ مگر اس حالت کو بروزی نہیں کہتے۔ شیخ نے فتوحات میں اس قسم کے بعض صوفیاء کا تذکرہ کیا ہے اور شیخ نے ساتھ ہی (فتوحات ج ۱ باب ۳۶ ص ۲۲۳، ۲۲۴) میں یہ بھی لکھ دیا کہ زریت

بن برثملا وصی عیسیٰ نے جو ابھی تک کوہ حلوان میں زندہ موجود ہے۔ نضلہ بن معاویہ صحابیؓ کو حضرت عیسیٰ کے آسمان سے اترنے کی خبر دی تھی۔

پھر بروز سے استفاضہ روحی مراد لے کر عیسیٰ علیہ اسلام کے متعلق نزول یا رجوع بروزی معنی کرنے کی وجہ سے صحیح نہیں ہیں:

۱...... رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا: ''ان عیسیٰ لم یمت وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة (تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۴۰ زیر آیت یعیسیٰ انی متوفیك، تفسیر ابن جریر ج۳ ص ۲۸۹ زیر آیت ایضاً)'' اگر اس میں رجوع سے رجوع ظلی اور بروزی بمعنی افاضہ روحانی مراد ہو تو لم یمت کی قید مرزا کو مضر اور غیر مفید ہونے کے علاوہ بالکل بے فائدہ اور مخل بالمقصود ہو جائے گی۔ کیونکہ استفاضہ روحی فیض پہنچانے والے کی زندگی یا موت میں سے کسی ایک پر موقوف نہیں ہے۔ جنات اور ملائکة اللہ کے روحانی تصرفات زندگی ہی میں ہوتے ہیں۔ بعض ارواح کے اثرات مرنے کے بعد بھی ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ جب روحانی تصرف دونوں حالتوں میں ہوتا ہے تو لم یمت کی خصوصیت کی کوئی وجہ نہیں رہتی۔ پھر لم یمت کی تصریح کے بعد روحانی بروز کے ثابت کرنے سے مرزا کا مسیح علیہ السلام کی موت پر استدلال کرنا بھی درست نہیں رہتا۔

۲...... جس طرح لینزلن فیکم میں مسلمان مخاطب ہونے کی وجہ سے مرزا قادیانی نے اس کے یہ معنی کئے ہیں کہ آنے والا مسیح مسلمانوں ہی میں سے ایک فرد ہوگا اسرائیلی مسیح نہ ہوگا۔ اسی طرح راجع الیکم میں یہود مخاطب ہونے کی وجہ سے یہ معنی ہونے چاہئیں کہ اے یہود آنے والا مسیح یہودی مذہب کا ایک آدمی ہوگا اور عیسیٰ کے مشابہ ہونے کی وجہ سے عیسیٰ مسیح کہلائے گا اور اصلی مسیح نہیں ہوگا۔ وھو کما تری!

۳...... جب رجوع سے بروزی اور ظلی رجوع مراد ہے تو قبل یوم القیامة کی قید کا کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ عبث ہے کیونکہ استفاضہ روحی ہر وقت ہو سکتا ہے۔

۴...... جب رسول اللہ ﷺ کو یہ معلوم تھا کہ بہت سے جھوٹے دعویدار مسیحیت کے پیدا ہوں گے اور اسی لئے ان لوگوں کے دھوکے اور کذب سے بچنے کے واسطے آپ نے حضرت عیسیٰ کا حلیہ اور ان کی صفات مخصوصہ تک ظاہر فرما دیں تو کیا وجہ ہے کہ آپ نے بروز عیسوی کو کسی جگہ بیان نہیں فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے امت کو گمراہی سے بچانے کے لئے بذریعہ رسالت پناہ ﷺ اس سے آگاہ نہیں کیا۔ خصوصاً جبکہ اللہ تعالیٰ خود قرآن میں یہ فرماتا ہے: ''وما کان اللہ

لیضل قوما بعد اذهد اهم حتی یبین لهم مایتقون (التوبہ: ۱۱۵)''تو مسئلہ بروز کا ذکر کرنا اور بھی ضروری ہو جاتا ہے اور اگر بروز سے انتقال روحی مراد ہے تو روح کے منتقل ہونے کی دو ہی صورتیں ہیں۔

(۱)..... کوئی روح سابق کسی دوسرے جسم کے ساتھ دنیا میں پیدا ہو اور روح کا تعلق جسم کے ساتھ حیات اور زندگی کا ہو اس کو تناسخ کہتے ہیں۔

(۲)..... ایک جاندار جسم میں روح موجود ہونے کے باوجود دوسری روح اس میں حلول کرے اور اس کے جسم سے وہی تعلق ہو جو اس کی روح کا ہے ایک جسم میں دو روحوں کا حلول کرنا محال ہے۔ اس لئے یہ دونوں احتمال غلط اور شریعت اسلامیہ کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہیں۔ اگر بروز سے وہ مراد ہے جو امام شعرانی نے اہل کشف کے بارے میں (میزان کبریٰ کے ص۱۳) پر لکھا ہے کہ صاحب کشف مقام یقین میں مجتہدین کے مساوی ہوتا ہے اور کبھی بعض مجتہدین سے بڑھ جاتا ہے۔ کیونکہ وہ اسی چشمہ سے چلو بھرتا ہے جس سے شریعت نکلتی ہے۔ پھر (ص۴) پر فرماتے ہیں کہ بہت سے اولیاء اللہ کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ سے عالم ارواح میں یا بطور کشف ہم مجلس ہوئے۔ اس طرح شیخ نے فتوحات میں لکھا ہے کہ اہل ولایت بذریعہ کشف آنحضرت ﷺ سے احکام پوچھتے ہیں اور ان میں سے جب کسی کو کسی واقعہ میں حدیث کی حاجت پڑتی ہے تو وہ آنحضرت ﷺ کی زیارت سے مشرف ہو جاتا ہے۔ (میزان کبریٰ) تو یہ معنی بھی کئی وجہ سے صحیح نہیں۔

(۱)..... اس کا نام کشف وشہود ہے۔ اس کو بروز نہیں کہتے۔

(۲)..... اس میں رسول اللہ ﷺ کی ذات سے غلامی کا تعلق ہے۔ حضرت عیسیٰ سے کوئی تعلق نہیں اور گفتگو اس میں ہے۔

(۳)..... صاحب کشف وشہود زیادہ سے زیادہ مجتہدین کے درجہ سے بڑھ سکتا ہے۔ مگر نبی کے برابر نہیں ہوسکتا۔

(۴)..... اس کا کوئی کشف عقاید دینیہ کے مخالف نہیں ہوتا۔

(۵)..... اہل کشف کا کوئی مکاشفہ دوسرے مکاشفہ کے خلاف نہیں ہوا کرتا۔'' قال الشیخ فی الفتوحات فهم علی نورمن ربهم نور علی نور ولو کان من عند غیر الله لوجد وافیه اختلافاً کثیراً (فتوحات)'' مگر مرزا قادیانی کو کبھی کشف میں قبر مسیح گلیل میں معلوم ہوئی اور ایک الہام میں سری نگر میں دکھائی دی اور کبھی بیت المقدس کے کلیسا

عظیمہ میں نظر آئی۔ (دیکھو ازالہ ص ۴۷۳، خزائن ج ۳ ص ۳۵۳، راز حقیقت ص ۲۰، خزائن ج ۱۴ ص ۱۷۲، اتمام الحجہ ص ۲۰، خزائن ج ۸ ص ۲۹۹)

(۶)...... ایک اہل کشف دوسرے اہل کشف کی مخالفت نہیں کیا کرتا۔ مگر مرزا قادیانی باوجود یہ کہ شیخ اکبر اور جلال الدین سیوطی کو اہل مکاشفہ تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ (ازالہ ص ۱۵۱، خزائن ج ۳ ص ۱۷۷) پر سیوطی کے صاحب کشف ہونے کا اقرار کیا ہے۔ لیکن ان کے نزول مسیح بعینہ کے عقیدہ کو نہیں مانتے۔

(۷)...... کبھی کسی اہل کشف نے عقلی ڈھکوسلوں کی وجہ سے معجزات یا مافوق العادات باتوں کے ماننے سے انکار نہیں کیا اور مرزا قادیانی رات دن عقلیات کی وجہ سے قرآن و حدیث کا انکار کرتے رہتے ہیں اور اگر مرزا قادیانی سے حضرت عیسیٰ کی صفات میں مماثلۃ یا مساوات کا ہونا مراد ہے تو مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ بھی غلط ہے۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کی وہ خصوصیتیں جو احادیث میں مذکور ہیں ان میں سے ایک بھی مرزا نہیں پائی جاتی۔ اگر اسی کا نام مماثلت ہے تو ظلمت و نور، دن و رات، کفر و اسلام سب ایک دوسرے کے مماثل ہیں۔ چنانچہ ذیل کے نقشہ سے یہ بات اچھی طرح ثابت ہورہی ہے۔

سیرت مسیح علیہ السلام

۱...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام سب سے پہلے ملک شام میں دمشق کی جامع مسجد میں دو چادریں پہنے ہوئے نماز صبح کے وقت خنجر بکف ظاہر ہوں گے۔ (رواہ احمد ج ۴ ص ۱۸۱، ۱۸۲، و مسلم ج ۲ ص ۴۰۰، ۴۰۱، باب ذکر الدجال و ابن ماجہ ص ۲۹۶، ۲۹۷، باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ علیہ السلام و ابن خزیمہ والحاکم ج ۵ ص ۵۷۴، ۵۷۵ حدیث ۸۵۲۰ ص ۶۹۲، حدیث نمبر ۸۵۵۵ و ابن کثیر ج ۲ ص ۴۱۰)

۲...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ظہور اس وقت ہوگا جبکہ دجال نے بیت المقدس کا محاصرہ کر رکھا ہوگا۔ (رواہ الطبرانی)

۳...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو اپنے ہاتھ سے قتل کریں گے اور اس کا باقی لشکر مسلمانوں کے ہاتھوں قتل کیا جائے گا۔ سوائے مذہب اسلام کے دنیا میں کوئی دوسرا مذہب باقی نہ رہے گا۔ (درواہ ابن ابی شیبہ ج ۸ ص ۶۶۰، باب ماذکر فی فتنۃ الدجال واحمد ج ۲ ص ۴۰۶ تا ۴۳۷ و ابن ماجہ ص ۲۹۷، ۲۹۸ وطبرانی کبیر ج ۱۹ ص ۴۴۳ حدیث ۱۰۷۵)

۴...... حرمین شریفین کی زیارت کریں گے اور روضہ اقدس کے قریب کھڑے

ہو کر آنحضرت ﷺ کو سلام دیں گے اور آپ ﷺ ان کے سلام کا جواب ارشاد فرمائیں گے۔
(رواہ حاکم ج ۳ ص ۴۹۰ حدیث ۴۲۱۸)

۵...... ظہور کے بعد آپ نکاح کریں گے اور اس بیوی سے آپ کے اولاد ہوگی۔ (مشکوٰۃ ص ۴۸۰، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

۶...... عبداللہ بن سلام سے (ترمذی ج ۲ ص ۲۰۲، باب ماجاء فی فضل النبیؐ وحسنہ) میں روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول خدا ﷺ کے روضہ میں مدفون ہوں گے۔

۷...... جس کافر کو ان کے سانس کا اثر پہنچے گا وہ فوراً مر جائے گا۔
(مسلم ج ۲ ص ۴۰۱)

۸...... دجال کو باب لد پر قتل کریں گے اور اس کے خون سے بھرا ہوا نیزہ لوگوں کو دکھائیں گے۔ (رواہ مسلم ج ۲ ص ۳۹۲ تا ۴۰۱)

۹...... وہ قرآن وحدیث کے موافق عمل کریں گے۔ احکام شرعیہ میں سے کسی حکم کی تردید نہیں کریں گے۔

۱۰...... نزول کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک روایت میں ۴۵ برس تک اور ایک میں چالیس برس تک دنیا میں زندہ رہیں گے۔
(کتاب الوفاء لابن جوزی ص ۸۳۲ مسند احمد ج ۲ ص ۴۰۶، مشکوٰۃ ص ۴۸۰، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

سیرت مرزا قادیانی

۱...... مرزا قادیانی پنجاب کے ایک گاؤں ''قادیان'' میں پیدا ہوئے۔ تلاش روزگار کے لئے سیالکوٹ کے دھکے کھاتے رہے۔ مختار کاری کے امتحان میں ناکامیاب رہنے کی وجہ سے واعظ، مناظر اسلام اور پھر مجدد اور مسیح سب کچھ بن بیٹھے اور قلم ان کی تلوار تھا۔ ذیابیطس اور دوران سر آپ کی دو چادریں تھیں۔

۲...... مرزا قادیانی کی آمد اس وقت ہوئی جبکہ ملک شام اور عرب پر بلاشرکت غیرے مسلمانوں کا قبضہ تھا اور کسی قسم کی کوئی جنگ نہ تھی۔

۳...... مرزا قادیانی تین سو دلائل کا حربہ لے کر نمودار ہوئے تھے۔ مگر اس دعویٰ کے ۲۳ برس بعد (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵، ۷، خزائن ج ۲۱ ص ۶، ۹) میں اپنی ناکامی کا نقشہ اس طرح پیش کیا ہے جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔ ''بیشک ہم نے تین سو دلائل دینے کا اور پچاس جز تک کتاب لکھنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر رائے یہی رہی کہ بجائے تین سو دلیلوں کے دو دلیلیں دی جائیں۔

کیونکہ ایک دلیل کی میری پیشگوئیاں بہت سی دلیلوں کے قائم مقام ہے۔ رہا پچاس جز کا وعدہ سو ہم اب تک پانچ جز لکھ چکے ہیں۔ پانچ اور پچاس میں صرف نقطہ کا فرق ہے۔ اس لئے یہ وعدہ بھی پورا ہو گیا'' مذاہب باطلہ اس طرح موجود ہیں اور عیسائیوں کی جو مرزائی دجال ہیں روز بروز ترقی ہو رہی ہے۔ چنانچہ سراج الاخبار جہلم نے ۲ دسمبر ۱۹۱۳ء میں لکھا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں پنجاب کے عیسائیوں کی مردم شماری ۳۷۶۹۵ تھی اور ۱۹۱۱ء میں ۸۱۶۳۰۹۴ ہو گئی۔ یعنی دس سال میں ۲۵۳۹۹ بڑھ گئے۔

۴...... مرزا قادیانی بیت اللہ اور حرم نبوی کی زیارت سے محروم رہے۔

۵...... مرزا قادیانی نے دعویٰ مسیحیت کے بعد محمدی بیگم کو ہتھیانے کے لئے مختلف تدبیریں کیں۔ مگر ناکامیابی کی حسرت دل میں لئے ہوئے چل بسے۔ دوسرا کوئی نکاح بھی نہیں کیا۔

۶...... مرزا قادیانی پنجاب کے ایک گاؤں میں پڑے ہوئے ہیں۔

۷/۸...... ان میں سے کوئی بات بھی مرزا قادیانی میں نہیں پائی جاتی۔

۹...... مرزا قادیانی رکیک اور بے ہودہ تاویلیں کر کے قرآن وحدیث کی تحریف تردید کر رہے ہیں اور اپنی عقل کو نقلیات پر ترجیح دے کر اسلام میں تبدیلیاں پیدا کرنے سے دریغ نہیں کرتے۔

۱۰...... مرزا قادیانی دعویٰ مسیحیت کے بعد پورے چالیس سال بھی زندہ نہ رہے اور چالیس سال کا الہام ہونے کے باوجود پہلے ہی چل بسے اور ان روایات میں سے کوئی روایت بھی ان پر صادق نہ آئی۔ تلك عشرة كاملة!

خصوصیات زمانہ مسیح علیہ السلام

۱...... امن کا زمانہ ہوگا۔ شیر بکری ایک گھاٹ پانی پئیں گے۔ بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے۔ مگر وہ ان کو کوئی ضرر نہ پہنچائیں گے۔ (رواہ احمد ج۲ ص۴۰۶، ابوداؤد، ابن حبان)

۲...... آپس میں قوموں کی دشمنی اور بغض وعداوت جاتی رہے گی۔

(مسلم ج۱ ص۸۷، باب نزول عیسیٰ بن مریم، مشکوٰۃ ص۴۸۰، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)

۳...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس قدر مال ودولت تقسیم کریں گے جس سے ہر ایک اتنا مالدار ہو جائے گا کہ کوئی زکوٰۃ کا قبول کرنے والا نہیں ملے گا۔

(مسلم ج۱ ص۸۷، باب ایضاً، بخاری ج۱ ص۴۹۰، باب نزول عیسیٰ بن مریم)

۴...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ظاہر ہونے کے بعد ایک ایسی قوم نکلے گی جس کے مقابلہ کرنے کی کسی میں طاقت نہ ہوگی۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ ہدایت ہوگی کہ ان سے بچنے کے لئے کوہ طور پر مسلمانوں کو لے کر چلے جائیں۔

(مسلم ج ۲ ص ۴۰۱، باب ذکر الدجال)

۵...... زمینی برکتیں اور بارش اس قدر ہوگی کہ ایک انار کو ایک جماعت مل کر کھائے گی اور اس کے چھلکے کے سایہ میں بیٹھے گی۔ (مسلم ج ۲ ص ۴۰۲، باب ذکر الدجال)

خصوصیات زمانہ مرزا

۱...... جور واستبداد کا زمانہ ہے ہر جماعت حکومت کی سختیوں سے تنگ آ کر گلو خلاصی میں لگی ہوئی ہے۔ درندوں اور زہریلے جانوروں کی نقصان رسانی اسی طرح موجود ہے۔

۲...... ہندوستان کے تمام باشندوں خصوصاً مسلمانوں میں دشمنی اور عداوت کی آگ بھڑک رہی ہے اور مرزائی مشن کے ذریعے بغض وحسد اور اختلافات میں اور زیادتی ہو رہی ہے۔

۳...... مسلمان سخت افلاس میں مبتلا ہیں۔ اگر ایک زکوٰۃ دینا چاہتا ہے تو سینکڑوں فقیر اس کے دروازہ پر جمع ہو جاتے ہیں اور مرزا قادیانی تبلیغی چندوں اور کتابوں کی فروختگی سے کافی روپیہ جمع کر لیتے ہیں اور اگر کوئی چندہ دینے سے انکار کرتا ہے تو اس کا نام مریدوں کی فہرست سے نکال دیا جاتا ہے۔

۴...... دعویٰ مسیحیت کے بعد کوئی نئی قوم ہندوستان میں ایسی نہیں آئی جس کا مقابلہ کرنا انسانی طاقت سے باہر اور مرزا قادیانی کوہ طور پر گئے ہوں۔

۵...... یہاں دن رات زلزلے قحط سالیاں اور طاعون وغیرہ بیماروں کا تسلط ہے۔

اس بیّن فرق اور ظاہری تفاوت کے باوجود، مرزا قادیانی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بروز اس معنی سے بھی نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا بروزیت اور ظلیت کا دعویٰ لغو اور بے ہودہ ہے اور جن آیات سے بروزت اور ظلیت کے ثبوت پر استدلال کیا ہے۔ وہ ہرگز صحیح نہیں۔

اگر ہدایت میں لفظ مثل یا کاف تشبیہ کے آنے سے بروزیت ثابت ہو جایا کرتی ہے تو مندرجہ ذیل مثالوں میں بھی مماثلت اور مساوات ہونی چاہئے۔ باوجود کہ وہاں ظلیت کا دعویٰ بداہت عقل کے خلاف ہے۔

۱...... ’’قل انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی (کھف:۱۱۰)‘‘اس میں کفاروں کومخاطب کر کے مثلکم کہا گیا ہے۔کیا اس سے کفار مکہ اور رسول اللہ ﷺ میں عیاذ اًباللہ مماثلت اور مشابہت ثابت ہوتی ہے؟۔

۲...... ’’قل ارائتم ان کان من عند غیر اللہ وکفرتم به وشهد شاهد من بنی اسرائیل علی مثله فامن واستکبرتم (احقاف:۱۰)‘‘اس میں مثلہ سے مراد توریت ہے۔’’مثل القرآن وهو ما فی التوراة من المعانی (بیضاوی ج ۲ ص ۳۰۷)‘‘مگر توریت کو قران کی مثل سمجھتے ہوئے اس پر عمل کرنا اور قرآن جیسا سمجھنا جائز نہیں ہے۔

۳...... ’’ولله المثل الاعلیٰ (النحل:۶۰)‘‘دوسری آیت میں’’لیس کمثله شی (شوریٰ:۱۱)‘‘ہے تو کیا دونوں آیتوں میں تعارض ہے؟۔اور اس سے خدا کا کوئی مثل ثابت ہوگیا۔ہرگز نہیں۔بلکہ پہلی آیت میں مثل سے صفت مراد ہے:’’**الصفة العلیا وهو انه لا اله الا هو** (جلالین)‘‘دوسری میں مماثل کی نفی ہے۔

۴...... ’’**ضرب الله مثلاً رجلین احدهما ابکم لا یقدر علی شی ء وهو کل علی مولاه اینما یوجهه لایأت بخیر هل یستوی هو ومن یا مر بالعدل وهو علی صراط مستقیم** (نحل:۷۶)‘‘جلالین ص۲۲۳ میں ہے۔دوسری مثال اللہ کی اور پہلی بتوں کی ہے تو کیا اللہ کو رجل عادل کی مثل کہنے کا یہ مطلب ہے کہ وہ خدا کی مانند اور اس کا ہمتا بن گیا۔

۵...... ’’اولئك کالانعام بل هم اضل (اعراف:۱۷۹)‘‘جس طرح انعام کی مثل کہنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ نوع انسانی سے نکل کر بالکل چوپائے بن گئے۔اس طرح علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کی یہ مراد نہیں ہے کہ ان میں انبیاء کی بعینہ صفتیں پائی جانے کی وجہ سے وہ نبی بن گئے ہیں۔پھر اول تو بروزیت قابل اعتبار نہیں۔دوسرے علماء امت میں سے کسی پر آج تک کوئی عیسیٰ کا لفظ اطلاق نہیں کیا گیا۔جن آیتوں سے بروزیت پر استدلال کیا ہے۔ان سے مماثلت فی الجملہ مراد ہے۔مشابہت تامہ اور مساوات کلی مراد نہیں اور جب تک یہ بات ثابت نہ کی جائے۔ایک کا دوسرے پر بعینہ اطلاق کرنا جائز نہیں ہے۔علاوہ ازیں ان آیتوں کے جو مراد ہے اس کو روایت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔

’’علی ان نبدیل امثالکم (واقعه:۶۱)‘‘میں امثال جمع مثل بالکسر کے ہے یا

مثل بفتحین کی پہلی صورت میں بمعنی اشباھکم اور دوسری میں صفاتکم ہے۔ تبدیل اشباہ سے دنیا اور آخرت میں اشکال کے مختلف کرنے کی طرف اشارہ ہے یا دنیا ہی میں بعض کافروں کی صورتیں قردۃ اور خنازیر میں تبدیل کرنی مراد ہیں۔ جیسا کہ حسن بصریؒ فرماتے ہیں اور یا تبدل اشخاص مراد ہے اور ان کو مشارکہ نوعی کی وجہ سے اشباہ کہا گیا ہے۔ ان تینوں صورتوں میں نہ استفاضہ روحی ہے اور نہ مماثلت تامہ موجود ہے۔ پھر بروزیت کس طرح ثابت ہو سکتی ہے اور تبدیل صفات میں لڑکپن، جوانی بڑھاپا مراد ہے جس کو بروزیت سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے:
''والمعنی علی ان نبدل منکم اشباھکم فنخلق بدلکم اونبدل صفاتکم (بیضاوی ج ۲ ص ۳۵۶)'' ...... ''قال الحسنؒ ای نجعلکم قردۃ وخنازیر وقیل المعنی ونشئکم فی البعث علی غیر صورکم فی الدنیا (تفسیر ابی السعود ج۸ ص ۱۹۷)'' ...... ''ضرب اللّٰہ مثلاً اللذین آمنوا امراۃ فرعون (تحریم: ۱۱)'' میں ہر مومن کو آسیہ اور مریم کی مثل نہیں کہا گیا۔ بلکہ ان مسلمانوں کی حالت کو جو کافروں کے درمیان رہتے ہیں امرأۃ فرعون کی حالت سے تشبیہ دیکر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ جس طرح امرأۃ فرعون کو فرعون سے تعلق ہونے کے باوجود علو درجہ اور ثواب اخروی میں کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا۔ اس طرح ایسے مؤمنوں کے درجہ اور ثواب میں کافروں میں رہنے کی وجہ سے کوئی فرق نہیں آتا۔ اس کو بروزیت سے کوئی تعلق یا لگاؤ نہیں ہے۔

''شبہ حالھم فی ان وصالۃ الکافرین لاتفرھم بحال آسیۃؓ ومنزلنھا عنداللّٰہ مع انھا کانت اعدی اعداء اللّٰہ (بیضاوی ج ۲ ص۳۸۶)'' مریم کا ذکر پاک دامن بیوگان اور بے شوہر عورتوں کی تسلی کے لئے کیا ہے۔ کیونکہ ان کو پاک دامنی ہی کی وجہ سے اس زمانہ کی عورتوں پر فضیلت بخشی گئی تھی: ''عطف و مریم بنت عمران علی امراۃ فرعون تسلیۃ للارامل'' (بیضاوی ج۲ ص۳۸۶)

علامہ ابوالسعود نے اس قسم کی مثال کے لئے اس سے پہلی آیت میں یہ ضابطہ بیان فرمایا ہے: ''ضرب المثل فی امثال ھذہ المواقع عبارۃ عن ایراد حالۃ غریبہ لیعرف بھا حالۃ اخری مشاکلۃ لھا فی الغرابتہ''

(تفسیر ابی السعود ج۸ ص۲۶۹)

بنی اسرائیل کے اباؤ اجداد کے افعال ابناء کی طرف نسبت کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ: ''خلقکم من تراب (الروم: ۲۰)'' میں تمام بنی آدم کو مٹی سے بنانا ظاہر کیا گیا ہے باوجود یہ

کہ مٹی سے محض آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی۔ مگر باپ کا فعل مجازاً بیٹے کی طرف منسوب کرنا جائز ہے۔ اس لئے ان آیات میں ابناء کو مخاطب بنا لینے میں کوئی حرج نہیں۔ یہاں فاعل کی طرف نسبت ہونے کی وجہ سے مجاز فی الاسناد ہے مجاز فی الظرف نہیں ہے۔ اگر مجاز فی الظرف ہوتا تو فی الجملہ مماثلت پر آیات سے استدلال کرنا صحیح تھا۔ اس لئے ان آیات کو مماثلت سے کوئی تعلق نہیں۔

س...... مرزا قادیانی نے (ایام الصلح ص ۱۳۸، خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۳) پر شیخ محمد اکرم صابری کی کتاب اقتباس الانوار سے نقل کیا ہے کہ مہدی بروزی طور پر عیسیٰ بھی ہوں گے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ”بعضے برانند کہ روح عیسیٰ در مہدی بروز کند و نزول عبارت از همیں برو زست مطابق حدیث لامهدی الاعیسیٰ بن مریم“

ج...... شیخ نے اس قول کو رد کرنے کی غرض سے اپنی کتاب میں لکھا ہے مگر مرزا قادیانی نے اس قول کو تو نقل کر دیا مگر اس کی تردید ذکر نہ کی۔ اس عبارت کے بعد جس کو مرزا قادیانی نے حذف کر دیا یہ ہے: ”وایں مقدمہ بغایت ضعیف است (اقتباس الانوار ص ۵۲)“ پھر صفحہ ۷۲ پر لکھتے ہیں: ”یک فرقہ بران رفتہ آندکہ مہدی آخرالزمان عیسیٰ بن مریم است وایں روایت بغایت ضعیف است زیراکہ اکثر احادیث صحیح و متواتر از حضرت رسالت پناہ ﷺ ورود یافتہ کہ مہدی از ازبنی فاطمہ خواهد بود و عیسیٰ بن مریم باو قتداء کردہ نماز خواهد گذارد و جمیع عارفاں صاحب تمکین بریں متفق اند چنانچہ شیخ محی الدین بن عربی قدس سرہ درفتوحات مکی مفصلا نوشتہ است کہ مہدی آخر الزماں ازاں رسول ﷺ من اولاد فاطمہ زہرا ظاہر شود“

معلوم ہوا کہ یہ حدیث غایت درجہ کی ضعیف ہے اور صحیح اور متواتر حدیثوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اسی وجہ سے ابن ماجہ (ص ۲۹۲) سے اس روایت کو نقل کرنے کے باوجود نزول مسیح جیسی حدیث ذکر کی ہے۔

۲...... مہدی سے معنی وصفی ہدایت یافتہ مراد ہے۔ شخص مہدی مراد نہیں۔ جیسا کہ لامومن الاتقی میں مومن سے کامل الایمان مطلوب ہے۔ چنانچہ یہ معنی کنز العمال کی اس حدیث میں بالکل ظاہر ہیں: ”عن عبداللّٰہ بن مغفل ینزل عیسیٰ بن مریم مصدقا بمحمد علی ملتہ اماماً مهدیا حکما عدلا (کنز العمال ج ۱۴ ص ۳۲۱ حدیث

نمبر۳۸۸۰۸ المعجم الاوسط ج۳ ص۴۷۷ حدیث نمبر ۴۵۸۰) من ابی هریرة مرفوعاً یوشك من عاش منكم ان یلقی عیسیٰ بن مریم اماماً مهد یا حكما عدلا (احمد ج۲ ص۴۱۱)'' نیز حدیث میں خلفاء راشدین کو بھی مهدیین کہا گیا ہے۔(ابن ماجه ص۵ باب اتباع سنة الخلفاء راشدین المهدبین، ترمذی ج۲ ص۹۶ باب الاخذ بالسنة و اجتناب البدعة)

۳...... پھر حدیث میں لا مهدی الا عیسیٰ بن مریم ہے۔لا عیسیٰ الامهدی نہیں ہے۔یعنی اگر نفی ہوتی تو مہدی کی ہوتی ہے۔حضرت عیسیٰ کا بعینہ نازل ہونا ہر حال میں ثابت ہے۔زیادہ سے زیادہ حدیث کی وجہ سے یہ کہتے ہیں کہ مہدی کی صفت بھی عیسیٰ ہی میں ہوگی۔لیکن اس روایت کے یہ معنی نہیں کر سکتے کہ مہدی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بروزی طور پر ظہور ہوگا۔

س...... حدیث میں مسیح علیہ السلام کے دو حلیے مذکور ہیں۔معلوم ہوا کہ ایک حلیہ عیسیٰ علیہ السلام کا اور دوسرا ان کے بروز کا ہے۔

ج...... حدیثوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ تین قسم کا آیا ہے:

۱...... ''فاما عیسیٰ فاحمرجعد عریض الصدر''

(بخاری ج۱ ص۴۸۹ باب قول الله واذكر فی الكتاب مریم)

۲...... ''اذا رجل آدم كا حسن مایری من آدم الرجال تضرب لمته بین منكبیه رجل الشعر'' (بخاری ج۱ ص۴۸۹)

۳...... ''رجل مربوع الی الحمرة والبیاض (احمد ج۲ ص۴۰۶ و ابن ابی شیبه ج ۸ ص ۶۶۰ باب ماذكرفی فتنة الدجال و ابن حیان ج۹ ص ۲۹۰ باب ذكرالبیان بان الامام هذه الامة عنه نزول عیسیٰ بن مریم)''

اس قاعدہ سے چاہئے کہ بجائے دو مسیح کے تین مسیح ہوں۔دوسرے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حلیہ کے متعلق دو قسم کے الفاظ ہیں:

۱...... ''كانه من رجال شنوۃ'' (بخاری ج۱ ص۴۸۹)

۲...... ''كانه من رجال الزط'' (ص۴۸۹)

بعض روایات میں ہے:''اما موسیٰ فجعدوروی انه رجل الشعر (مجمع بحار الانوار ج۱ ص۳۶۰) اس لئے موسیٰ بھی دو ہی ہونے چاہئیں۔رسول خدا ﷺ کے حلیہ

میں بھی الفاظ مختلف آئے ہیں۔ لہٰذا وہ بھی متعدد ہیں۔ درحقیقت ان روایات کو اختلاف پر محمول کرنا اور ان میں تضاد سمجھنا ہی غلط ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اصل حلیہ وہی ہے جو احمد کی روایت میں آیا ہے۔ چونکہ حمرت اور سفیدی آپ کے حلیہ شریف میں غالب تھی۔ اس لئے کہیں آنحضرت ﷺ نے احمر فرمادیا اور کبھی حمرت اور بیاض کی طرف مائل ارشاد فرماتے ہوئے گندمی رنگوں میں کھلا ہوا رنگ کہہ دیا۔ چیز ایک ہی ہے تعبیریں مختلف ہیں۔ نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام میانہ قد اور گٹھے ہوئے بدن کے تھے۔ اس لئے ایک جگہ ''مربوع مرد میانہ (منتھی الارب ج۲ ص۸۹)'' مذکور ہے اور ایک روایت میں جعد ٹھوس اور گٹھا ہوا بدن آیا ہے: ''الجعد فی صفات الرجال یکون مدحاً وذما فالمدح ان یکون شدید الاسرو الخلق (مجمع البحار ج۱ ص۳۵۹)'' لہٰذا جعد سے بالوں کی جعودت مراد نہیں ہے۔ بلکہ جعد البدن مراد ہے اور اس کو رجل الشعر سے منافاۃ نہیں: ''اما موسیٰ فجعد اراد جعودۃ الجسم وھو اجتماعہ واکتنازہ لا ضد سبوطۃ الشعر لانہ او وی انہ رجل الشعر وکذافی وصف عیسیٰ'' (مجمع البحار ج۱ ص۳۶۰)

س…… مسلم کی روایت امامکم منکم سے معلوم ہوتا ہے کہ آنے والا مسیح آپ کی امت کا ایک آدمی ہوگا۔ اسرائیلی نہ ہوگا۔ کیونکہ: ''کیف اذا نزل ابن مریم فیکم اما مکم منکم'' میں عطف تفسیری ہے۔

ج…… اس جملہ میں واؤ حالیہ ہے اور عطف تفسیری نہیں ہے۔ کیف جو استفہام کا فائدہ دے رہا ہے۔ واؤ حالیہ ہی کی صورت میں صحیح ہوسکتا ہے۔ عطف تفسیری میں درست نہیں ہوسکتا اور اگر واؤ کو تفسیری کے لئے مان لیا جائے تو پھر امامت سے امامت کبریٰ اور حکومت مراد ہے۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہونے کے باوجود شریعت محمدیہ کے پیرو اور اس کے موافق فیصلہ کرنے والے ہوں گے: ''ذکر سیوطی فی رسالتہ الاعلام لبحکم عیسیٰ علیہ السلام، ان عیسیٰ حین ینزل قرب القیامۃ یحکم بشریعۃ نبیناﷺ''

(الحاوی للفتاوی ج۲ ص۱۵۵)

یہ امر محل تعجب ہے۔ لیکن امامت صغریٰ مراد لے کر عطف تفسیری کی صورت میں کوئی تعجب نہیں ہے۔ علاوہ ازیں دوسری روایات میں وامکم منکم اور فامکم منکم ہے جس کے معنی امکم رجل منکم ہوئے اور وہ مہدی علیہ السلام ہیں۔ یا یہ معنی ہیں کہ امامت کرائیں گے تم

کو عیسیٰ علیہ السلام تمہارے میں سے ایک فرد بن کر۔ یعنی شریعت محمدیہ کے موافق نماز ادا کریں گے۔ اس میں امام اور عیسیٰ کا ایک ہونا لازم نہیں آتا۔

س...... نزول کی تفسیر میں حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں: ''فاقروء ان شئتم وان من اهل الكتاب ليؤمنن به قبل موته '' حدیث کا جز نہیں ہے۔ یہ ابوہریرہ کا اپنا قول ہے۔

ج...... یہ جملہ یہاں آیت کی تفسیر میں اگرچہ موقوفاً آیا ہے۔ لیکن (درمنثور ج۲ ص۲۴۲) میں ابن مردویہ کی روایت سے مرفوعاً مروی ہے۔ طحاوی نے سورالہرۃ کے باب میں ابن سیرین سے نقل کیا ہے۔ ان حديث ابى هريره كله مرفوع!

نیز امام احمد نے (مسند احمد ج۲ ص۲۹۰، ۲۹۱) حنظلہ الاسلمی عن ابی ہریرۃ اس روایت کو نقل کرتے ہوئے کہا ہے: ''وتلا ابو هريرة وان من اهل الكتاب الاليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا۰ فزعم حنظله ان اباهريرة قال ليؤمنن به قبل موت عيسىٰ فلا ادرى هذا اكله حديث النبى ﷺ او شى ء قاله ابو هريرة (تفسير ابن كثير ج۲ ص۴۰۴) '' یعنی حنظلہ کو موتہ کی ضمیر جو عیسیٰ کی طرف لوٹائی گئی ہے۔ اس کے مرفوع یا موقوف ہونے میں تردد ہے۔ آیت کے مرفوع ہونے میں کوئی شک نہیں۔ واللہ اعلم!

س...... نزول کی حدیث میں بڑا اختلاف ہے۔ کسی روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھائیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ وہ امام مہدی کے اقتداء کریں گے۔ کہیں ہے کہ نزول کے بعد ے سال رہیں گے اور کسی جگہ ہے کہ ان کے ٹھہرنے کی مدت ۴۰ اور ۴۵ سال ہوگی۔ ان اختلافات کے بعد یہ روایتیں قابل احتجاج نہیں ہیں۔

ج...... اختلاف روایات کا اس جگہ مضر اور مانع استدلال ہوتا ہے۔ جہاں روائتوں میں تطبیق یا ترجیح نہ ہو سکے اور حدیث نزول میں تطبیق نہ صرف ممکن بلکہ واقع ہے۔ امامت کے متعلق اختلاف روایات کی یہ وجہ ہے کہ جب عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اس وقت صبح کی نماز کی اقامت ہو رہی ہوگی اور امام مہدی مصلے پر کھڑے ہوں گے۔ امام مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر ان کو امامت کے لئے آگے بڑھانا چاہیں گے۔ لیکن وہ اس وقت کی امامت سے انکار کرتے ہوئے ''تكرمة الله هذه الامة (مسلم ج۱ ص۸۷ باب نزول عيسىٰ بن مريم) '' کہہ کر امام مہدی کی اقتداء کریں گے۔ اس کے بعد دوسرے اوقات میں

امامت کبریٰ کے ساتھ ساتھ امامت صغریٰ کے خدمات بھی انجام دیں گے۔ اس لئے بعض حدیثوں میں نزول کی حالت کو ذکر کر دیا اور کسی روایت میں نزول کے بعد کے واقعات بیان کر دیئے گئے۔ اگرچہ بظاہر بادی النظر میں تعارض معلوم ہوتا ہے۔ مگر واقع اور نفس الامر میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

چنانچہ عمدۃ القاری شرح بخاری میں یہ روایت مکمل تفصیل کے ساتھ نعیم بن کعب سے اس طرح مروی ہے: ''یحاصر الدجال المؤمنین بیت المقدس فیصیبهم جوع شدید حتی یأکلوا اوتار قسیهم فبینما هم کذالك اذ سمعوا صوتافی الغلس فاذا عیسیٰ علیه السلام قد نزل و تقام الصلوٰة فیرجع امام المسلمین فیقول علیه السلام تقدم فلك اقیمت الصلوٰة فیصلی بهم ذلك الرجل تلك الصلوٰة ثم یکون عیسیٰ الامام بعده''

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صبح کی نماز کو امام مہدی کے پیچھے ادا کرنا (مسند احمد ج۳ ص۳۶۸، مسلم ج۱ ص۸۷ باب نزول عیسیٰ میں جابر سے اور ابن ماجہ ص۲۹۷، ۲۹۸ باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ بن مریم، ابن خزیمہ اور مستدرک حاکم ج۵ ص۶۷۵ حدیث نمبر ۸۵۶۰ میں ابو امامہ سے اور تفسیر ابن کثیر ج۲ ص۴۰۸) میں عثمان بن ابی العاص سے ثابت ہے۔

اسی طرح جن روایتوں میں ٹھہرنے کی مدت سات سال آئی ہے۔ اس سے جنگ کا زمانہ اور بحالی امن کی مدت مراد ہے اور باقی مدت جنگ ختم ہونے کے بعد کی ہے۔ یا یہ کہا جائے کہ رفع آسمانی کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ۳۳ سال کی تھی اور ۷ سال نزول کے بعد قیام فرمائیں گے۔ اس لئے کل مدت زمین پر ٹھہرنے کی چالیس برس ہوگی۔ ۴۵ سال کی روایت اس درجہ قوی نہیں ہے جو پہلی دو رواتیوں کا مقابلہ کر سکے۔ اس لئے ان کو اس روایت پر ترجیح دی جائے گی یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ۵ سال اسلام کے غلبہ کے ہوں گے اور پھر دنیا میں کفر والحاد عام ہو جائے گا۔ اس زمانہ کو بھی مجازاً عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ کہہ دیا گیا۔ واللہ اعلم!

س...... اگر وضع جزیہ سے مراد جزیہ کو موقوف کر دینا ہے تو اس شریعت کو منسوخ ماننا پڑے گا۔ اس لئے یہ معنی کرنے چاہئیں کہ آنے والا مسیح بالکل جہاد نہ کرے گا۔ اس لئے کسی پر جزیہ بھی قائم نہ ہوگا۔ چنانچہ ایک روایت میں یضع الجزیة کے بجائے یضع الحرب آیا ہے۔

ج...... یہ محض وہم ہے جو سوءفہمی سے پیدا ہو گیا ہے۔ اس وقت جزیہ کا اٹھ جانا اسی

شریعت کا حکم ہے۔عیسیٰ علیہ السلام کو اس حکم کے وضع کرنے میں کوئی دخل نہیں۔ نبی عربی ﷺ ہی نے اس حکم کو اس وقت کے لئے رکھا تھا۔البتہ اجراء اس کا عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر ہوا جس طرح آپ ﷺ نے خیبر فتح کرنے کے بعد وہاں کے رہنے والے یہودیوں سے کہا تھا اضعکم ماوضعکم اللہ میں تمہیں خیبر میں رکھتا ہوں جب تک خدا تعالیٰ تمہیں رکھنا چاہے۔ساتھ ہی ''اخرجوا الیہود والنصاریٰ من جزیرۃ العرب (کنزالعمال ج۴ ص۳۸۲ حدیث نمبر۱۱۰۱۵ ومثلہ مشکوٰۃ ص۳۵۵)'' کے ماتحت یہ بھی فرمادیا کہ خیبر کے رہنے والے یہودی ایک دن خیبر سے نکالے جائیں گے۔ چنانچہ جب اس وصیت اور پیشگوئی کو حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں پورا کرنا چاہا تو یہودیوں نے کہا کہ ابوالقاسمؐ نے ہمیں رکھا تھا اور اے عمرؓ تو نکالتا ہے تو حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے تمہیں رہنے کی اجازت دی تھی۔ مگر تمہارے نکالے جانے کے متعلق بھی فرمایا تھا۔یعنی جلا وطنی میرے حکم سے نہیں ہوئی۔ آنحضرت ﷺ ہی کا ارشاد تھا۔البتہ اس کا اجراء عمرؓ کے ہاتھ ہوا۔

وضع الجزیہ یا وضع الحرب کے یہ معنی سمجھنا کہ وہ ابتداء سے جہاد نہ کریں گے غلط ہیں۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ جنگ کریں گے جب تمام ادیان باطلہ یہودیت اور نصرانیت مٹادی جائے گی اور سوائے اسلام کے کچھ نہ رہے گا تو اس وقت نہ کسی سے لڑنے کی ضرورت رہے گی اور نہ کوئی کافر ذمی رہے گا جس پر جزیہ قائم کیا جائے گا۔ چنانچہ حدیث میں وضع جزیہ کے بعد یہ الفاظ موجود ہیں جس سے وضع جزیہ کی مراد اچھی طرح واضح ہورہی ہے:''یضع الجزیۃ ویدعو الناس الی الاسلام ویهلك اللّٰه فی زمانه الملل کلها الا الاسلام (رواہ احمد ج۲ ص۴۰۶)''

حیات مسیح علیہ السلام کا ثبوت اجماع امت سے

تمام صحابہؓ، تابعینؒ، آئمہؒ، مجتہدینؒ، صوفیاؒ، محدثینؒ، مفسرینؒ، فقہا، علماء کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت جسم عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر موجود ہیں اور آخر زمانہ میں بجسدہ الشریف زمین پر اتریں گے اور دجال کو قتل کرنے کے بعد اپنی طبعی موت مریں گے۔امت میں سے ایک فرد بھی ایسا نہیں ہے جس نے اس بارے میں اختلاف کیا ہو۔البتہ رفع کی کیفیت میں اختلاف ہے کہ بیداری یا نیند کی حالت میں مرفوع ہوئے یا پہلے مردہ بنا کر اٹھایا اور پھر آسمان پر ان کو زندہ کردیا گیا۔امام مالکؒ اور علامہ ابن حزم اندلسیؒ رفع کے وقت موت کے قائل ہیں۔مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ کو آسمانوں پر دوبارہ زندہ کردیا گیا اور وہ اس وقت تک آسمان پر زندہ موجود ہیں اور دجال کو قتل کرنے کے لئے قیامت کے قریب نازل ہوں گے۔مرزا

قادیانی نے علماء اسلام میں سے جس شخص کی طرف موت کے عقیدہ کی نسبت کی ہے اس میں یا تو نقلاً خیانت کی اور اس شخص کے مذہب کو پورا نقل نہیں کیا یا سوء فہم اور قلت تدبر کی وجہ سے غلط سمجھ گئے اور باوجود حیات کا عقیدہ ہونے کے موت کے عقیدہ کی ان کی طرف نسبت کردی۔

۱...... ''نزول عیسی وقتله الدجال حق و صحیح عند اهل السنة للاحادیث الصحیحة فی ذالك ولیس فی العقل ولا فی الشرع مایبطله فوجب اثباته (نووی شرح مسلم ج۲ ص۴۰۳) ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آخری زمانہ میں نزول اور ان کا دجال کو قتل کرنا اہل سنت کے نزدیک احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ عقلاً یا نقلاً کوئی شے اس کے خلاف نہیں آئی۔

۲...... ''انه یحکم بشر عنا ووردت به الا حادیث وانعقد الاجماع ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں ظہور فرمائیں گے اور شریعت محمدی کے تابع ہوں گے اور اسی پر تمام امت کا اجماع ہے۔

۳...... ''اجمعت الامة علی ان عیسیٰ حی فی السماء سینزل الی الارض الی اخر الحدیث الذی صح عن رسول الله ﷺ فی ذالك''

(النهر الامادمن البحر)

۴...... ''اجمع الامة علی ماتضمنه الحدیث المتواتر من ان عیسیٰ فی السماء وانه ینزل فی آخر الزمان''

(بحر محیط ج۲ ص۷۵۶ کتاب التفسیر)

۵...... ''الاجماع علی انه حی فی السماء'' (وجیز ج۱ ص۲۴۴)

(نمبر۳، ۴، ۵) اس بات پر امت کا اجماع ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اس وقت زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ آخری زمانہ میں اتریں گے اور ایسا ہی احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔

۶...... ''قال الحافظ بن حجر فی (التلخیص الحبیر ج۳ ص۴۶۲ من کتاب الطلاق) اما رفع عیسیٰ فاتفق اصحاب الاخبار والتفسیر علی انه رفع ببدنه حیا و انما اختلفوا هل مات قبل ان یرفع اونام فرفع قال فی (الفتح ج۶ ص۲۶۷، من باب ذکر ادریس) لان عیسیٰ ایضاً قد رفع وهو حی علی الصحیح ''تمام مفسرین اور محدثین کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت عیسیٰ بجسدہ زندہ آسمان پر اٹھالئے گئے۔ مگر اس میں اختلاف ہے کہ زندہ مرفوع ہوئے یا رفع کے وقت مردہ تھے اور پھر زندہ

کر دیئے گئے یا نیند کی حالت میں رفع کیا گیا۔صحیح بات یہی ہے کہ زندہ بیداری کی حالت میں اٹھائے گئے۔

۷۔۔۔۔۔۔ ''قد اجتمعت الامة علی نزوله ولم یخالفه احد من اهل الشریعة سوی الفلاسفة الملاحدة ممن لایعتد بخلافه ولیس ینزل بشریعة مستقلة عدالنزول ولا کانت النبوة قائمة به (عقیده السفارینی) ''بدوین فلسفیوں کے علاوہ کسی نے حضرت عیسیٰ کے بعینہ نزول سے انکار نہیں کیا۔

۸۔۔۔۔۔۔ ''وانه لا خلاف انه ینزل فی اخر الزمان (فتوحات ج۲ ص ۳ باب ۷۳) ''صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ اور دیگر علماء امت میں سے جن مشہور علماء اور صوفیاء نے حضرت عیسیٰ کے رفع آسمانی اور نزول جسمانی کا اقرار کیا ہے۔ان کے اسماء گرامی یہ ہیں:

ابو بکر' عمر' علی' عبداللہ بن مسعود' عبداللہ بن عباس' سعد بن ابی وقاص' ابو ہریرہ' عبداللہ بن سلام' ربیع' انس' ابوموسیٰ' حاطب بن ابی بلتعہ' ابی بن کعب' جابر' ثوبان' عائشہ' تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہم' ائمہ اربعہ' ابن سیرین' حسن بصری' قتادہ' مجاہد' ابی العالیہ' عکرمہ' ضحاک' بخاری، مسلم' ترمذی' ابوداؤد' نسائی' ابن ماجہ' بیہقی' طحاوی' احمد' ابونعیم' ابن ابی حاتم' عبدالرزاق' ابن جریر' ابن ابی شیبہ' ابن حبان' ابن مردویہ' سیوطی' مسند بزاز' ذھبی' ابن حجر عسقلانی' قسطلانی' عینی' محمد ابن اسحاق' صاحب مشکوٰۃ وکنز العمال' شوکانی' ابن قیم' علامہ ابن تیمیہ' ملاعلی القاری' عبدالحق محدث دہلوی' شاہ ولی اللہ' شیخ اکبر، شیخ عبدالوہاب شعرانی' امام ربانی مجدد الف ثانی' شیخ محمد اکرم صابری صاحب اقتباس الانوار وغیرہم رحمهم الله تعالی علیهم!

اور تفاسیر متداولہ میں سے تفسیر ابن کثیر' مدارک' تفسیر کبیر' ابوالسعود' روح المعانی' معالم، خازن' کشاف' بحر محیط' فتح البیان' جمل، وجیز' جلالین' تفسیر ابن جریر' جامع البیان' بیضاوی' قنوی' درمنثور' سواطع الالہام' تفسیر مظہری وغیرہا میں ان علماء اور فضلاء میں سے جن کی طرف مرزا قادیانی نے یا ان کے متعلقین نے موت کے عقیدہ کی جھوٹی نسبت کرتے ہوئے نقل میں خیانت یا ان کی عبارتوں کو غلط جامہ پہنایا ہے۔اس جگہ ان کی وہ تحریرات پیش کی جائیں گی جن سے حضرت مسیح کے متعلق ان کا عقیدہ صاف طور پر ظاہر ہو رہا ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ کی وفات حسرت آیات کی وجہ سے صحابہؓ میں عام پریشانی رونما ہوئی تو حضرت عمرؓ بھی فرط غم سے تلوار کھینچے ہوئے یہ کہتے پھر رہے تھے:''من قال ان محمد اقد مات قتلته بسیفی هذا۔ انما رفع کما رفع عیسیٰ بن مریم (الفرق بین الفرق ص۱۲)''

ازالۃ الخفاء میں یہ الفاظ ہیں: ''ان محمد رفع کما رفع عیسیٰ بن مریم وسیعود الینا حیا (ازالۃ الخفاشاہ ولی اللہ) ''یعنی جو شخص یہ کہے گا کہ محمد ﷺ کی وفات ہوگئی میں اس تلوار سے اس کا سر قلم کردوں گا۔ وہ تو عیسیٰ بن مریم کی طرح مرفوع ہوئے ہیں اور کچھ عرصے کے بعد زندہ تشریف لائیں گے:'' چوں آنحضرت ﷺ از عالم دنیا برفیق اعلی انتقال فرمود تشویشھا وبے شمارے خاطر مردم راہ یافت ظن بعضے انکہ این موت نیست حالیتست کہ عند الوحی پیش می آیدو گمان بعضے آنکہ موت منافی مرتبہ نبوت ست (ازالۃ الخفاء مقصد دوم ص ۲۵) ''اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ صحابہ کے مجمع میں تشریف لائے اور اس غلط خیال کی تردید کرتے ہوئے حضرت عمرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا: ''ایھا الرجل اربع علی نفسك فان رسول اللہ ﷺ قدمات الم تسمع اللہ یقول انك میت وانھم میتون وما جعلنا لبشرمن قبلك الخلدا فان مت فھم الخالدون ''پھر عام مجمع کی طرف مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا: ''ایھا الناس ان کان محمد الھکم الذی تعبدون فان الھکم قدمات وان الھکم الذی فی السماء فان الھکم لم یمت وما محمد الارسول قدخلت من قبلہ الرسل فان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم (ازالۃ الخفاء مقصد دوم ص ۲۵ کنز العمال ج۷ص ۲۳۵،۲۳۴ حدیث نمبر ۱۸۷۵۸) ''یعنی اے عمرؓ ٹھہر اوران کو ناحق تکلیف میں نہ پھنسا۔ رسول اللہ ﷺ کا یقیناً انتقال ہوگیا اور قرآن میں بھی آپ ﷺ کے مرنے کے متعلق پہلے سے یہ خبر دی گئی ہے۔ اے لوگو! اگر محمد ﷺ تمہارے خدا تھے تو ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ یاد رکھو! تمہارا خدا وہ ہی ہے جو زمین آسمان کا مالک ہے اور جس کو کبھی موت آنے والی نہیں ہے۔ محمد ﷺ بھی مثل دوسرے رسولوں کے ایک رسول ہیں۔ کیا تم ان کی وفات پر دین الٰہی کو چھوڑ دو گے۔ اگر ایسا کرو گے تو تم خدا کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکو گے۔

حضرت عمرؓ کا یہ فرمانا ''من قال ان محمد اقدمات قتلتہ بسیفی ھذا ''اس امر کی دلیل ہے کہ ان کے خیال میں رسول اللہ پر موت وارد نہیں ہوئی تھی بلکہ حضرت عیسیٰ کی طرح رفع ہوا تھا۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کا رفع ان کے نزدیک بصورت موت ہوتا تو آنحضرت ﷺ کی عدم وفات کو رفع عیسیٰ کے ساتھ کبھی تشبیہ نہ دیتے۔ موت وارد نہ ہونے کی صورت میں حیات کا قائل ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ موت اور حیات دو متضاد چیزیں ہیں جن کے درمیان کوئی تیسری شے نہیں ہے۔ ان کی حیات ہی کے ثابت کرنے میں تشبیہ دی ہے۔ تشبیہ میں وجہ مشبہ مشترک ہوتا

ہے۔ ہر چیز میں مشبہ کا مشبہ بہ کے ساتھ شریک ہونا ضروری نہیں۔ زید کالاسد میں محض شجاعت اور بہادری میں اشتراک ہے۔ شیر کی دم میں کوئی شرکت نہیں۔ اسی طرح حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی حیات کو حیات مسیح سے تشبیہ دی ہے۔ کیفیت رفع سے تشبیہ نہیں دی۔ چنانچہ ازالۃ الخفاء کی اس عبارت سے یہ بات بالکل ظاہر ہو رہی ہے: ''وظن بعضے آنکه ایں موت نیست حالتست که عندالوحی پیش می آید'' پھر حضرت عمرؓ کا یہ فرمانا وسیعود الیناحیا اس کی مؤید ہے۔

چونکہ عام صحابہؓ کا یہ خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال نہیں ہوا اور آپ عیسیٰ علیہ السلام کی طرح زندہ ہیں اور یہ خیال کسی حد تک صحیح نہیں تھا۔ اس لئے ابوبکر صدیقؓ نے اس عام غلطی کا ازالہ کرنے کے لئے قرآن کی وہ آیتیں پڑھ کر سنائیں جن میں حضور ﷺ کی موت کو صراحتاً ذکر فرمایا گیا تھا۔ صرف اسی پر اقتصار کیا اور اس عقیدہ کی دوسرے جز یعنی حیات مسیح کی کوئی تردید اشارتاً یا کنایتاً نہیں فرمائی جس سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ حیات مسیح کا عقیدہ صحابہؓ کے درمیان بالکل مجمع علیہ تھا اور آیت: ''ما محمد الارسول قد خلت من قبله الرسل افامات'' سے یہ سمجھنا کہ حضرت ابوبکرؓ نے عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر استدلال کرنے کے لئے پیش کی ہے کئی وجہ سے غلط ہے:

۱...... اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ابوبکرؓ کے خیال میں ہوتی تو اتنا لمبا خطبہ بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ صرف اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ بیشک رسول اللہ ﷺ کا رفع حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح رفع روحانی بالموت ہوا ہے۔

۲...... الرسل سے تمام رسول مراد لے کر موت عیسیٰ پر استدلال کرنا اس وقت صحیح ہوسکتا ہے۔ جبکہ لام جمع استغراقی مان لیا جائے اور یہ ضروری نہیں ہے۔ کیونکہ اس آیت: ''اذ قالت الملائکة یامریم ان الله یبشرك (آل عمران: ٤٥)'' ...... ''واذا قالت الملائکة یامریم ان الله اصطفاك (آل عمران: ٤٢)'' میں لام جمع پر داخل ہے۔ مگر استغراق مراد نہیں ہے۔ بلکہ جبرائیل علیہ السلام مراد ہیں۔

۳...... حضرت ابوبکرؓ کا اس آیت کو تلاوت کرنا افان مات اوقتل انقلبتم کی غرض سے ہے اور اس سے آنحضرت کی وفات پر استدلال کرنا مقصود ہے یا اس پوری آیت سے ان لوگوں کی تردید کرنی مطلوب ہے جو رسالت اور موت میں منافات سمجھتے تھے۔ چونکہ سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ ہوتی ہے۔ اس لئے بعض رسولوں کی موت سے ان کے اس عقیدہ کی کوئی

رسول نہیں مرتا تردید ہوگئی۔ لہٰذا کلیتہً استغراق بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

غرض اس واقعہ سے صاف ظاہر ہوگیا کہ تمام صحابہؓ کا حیات مسیح پر اتفاق تھا حضرت عمرؓ کے اس عقیدہ کو پیش کرنے پر جماعت صحابہؓ میں سے کسی نے اس جز کا انکار نہیں کیا اور اسی کا نام اجماع ہے۔ ثم اجماعهم (الصحابه) بنص البعض و سکوت الباقین عن الرد (الاصول) دوسری دلیل صحابہؓ کے درمیان حیات مسیح پر اجماع ہونے کی یہ ہے کہ جنگ قادسیہ میں نضلہ بن معاویہ الانصاری تین سو سواروں کے ساتھ کوہ حلوان پر گئے۔ وہاں زریت بن برثملا سے ملاقات ہوئی جو عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے ایک حواری تھے۔ انہوں نے بیان کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رفع آسمانی کے وقت میری درازی عمر کی دعا کی تھی اور یہ فرمایا تھا کہ میرے نازل ہونے تک اسی جگہ موجود رہنا اور حضرت عمرؓ کی خدمت میں سلام پہنچانے کی ہدایت کی۔ حضرت نضلہ نے اس واقعہ کی اطلاع سعد بن ابی وقاصؓ کی خدمت میں پہنچائی۔ انہوں نے حضرت عمرؓ کو بذریعہ قاصد کے اس کی خبر دی۔ حضرت عمرؓ نے جواباً سعدؓ کو لکھا کہ تم اپنی تمام جمعیت کو لے کر اس پہاڑ پر جاؤ اور انہیں میرا سلام پہنچا دو۔ حضرت سعدؓ چار ہزار کی جمعیت لے کر وہاں پہنچے۔ مگر آپ کا کوئی پتہ یا نشان نہ ملا۔

(فتوحات ج۱ ص۲۲۳ صحح بالكشف ازالة الخفاء مقصد دوم ص ۱٦۷، ۱٦۸)

چار ہزار صحابہؓ کی یہ جماعت تھی اور حضرت عمرؓ کی خدمت میں رہنے والے ان کے علاوہ تھے جن کے سامنے نزول مسیح من السماء کا ذکر آیا۔ کسی نے اس کی تردید نہ کی۔ بلکہ ملنے کی کوشش کر کے اس کی مزید تائید کر دی۔ علاوہ ازیں ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے سعدؓ کو خط میں لکھا تھا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے ایک حواری کسی پہاڑ میں زندہ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا منتظر بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے بعد مرزا قادیانی کا (ازالہ اوہام ص۳۰۲، خزائن ج۳ ص۲۵۴، ۲۵۵) میں یہ کہنا کوئی اثر نہیں رکھتا۔

''غرض یہ بات کہ مسیح جسم خاکی کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا اور اسی جسم کے ساتھ اترے گا نہایت لغو اور بے اصل بات ہے۔ صحابہ کا ہرگز اس پر اجماع نہیں بھلا اگر ہے تو کم سے کم تین سو یا چار سو صحابہ کا نام لیجئے جو اس بارے میں اپنی شہادت ظاہر کر گئے ہیں۔''

کیونکہ اجماع سکوتی میں نام بنام ہر ایک کو بتانا شرط نہیں ہے۔ جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔ ایک کا ذکر کرنا اور باقی کا سکوت کرنا کافی ہے اور یہ بات یہاں موجود ہے۔ پھر اجماع میں ایک ہی

مجلس کا ہونا بھی کوئی شرط نہیں ہے۔ علماء عصر میں سے جن کو اس کے متعلق خبر پہنچے وہ بلا انکار اس کو تسلیم کرلیں تو اجماع نہ ہوگا؟۔

''اعلم ان الاجماع فی اللغة العزم والاتفاق یقال اجمع فلان علی کذا ای عزم علیه واجمعوا علی کذا اتفقوا علیه واما فی الاصطلاح فهو اتفاق علماء کل عصر من اهل السنة ذوی العدالة والاجتهاد علی حکم (فصول شرح الاصول) ذالك ان یتکلم البعض بحکم الحادث و یکست سائرهم بعد بلوغهم و بعد مضی مدة التامل''

مطالبہ: مرزائی صاحبان وفات مسیح کا اقرار کرنے والے صحابہؓ میں سے ۵۰ کا نام گنوادیں۔ چلو ۲۵ ہی کا سہی اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ایک یا دو ہی کا ایسا نام بتائیں جس سے صراحۃً وفات مسیح کا عقیدہ ظاہر کیا ہو۔ یا اشارہ کے طور پر اس کا اقرار کیا ہو۔

ابن عباسؓ بھی رفع جسمانی کے قائل ہیں

''عن ابن عباسؓ وقد رفع الله مع الجسم وهو حی الی الان ویرجع الی الدنیا فیصیر ملکا ثم یموت (رواه فی التفسیر ابن کثیر والطبقات الکبری ج۱ ص۵۰) قال القرطبی الصحیح ان الله تعالی رفعه من غیر وفاة ولا نوم کما قال الحسن و ابن زید وهو اختیار الطبری وهو الصحیح عن ابن عباسؓ (ابو السعود ج۲ ص۳۰ آیت یعیسی انی متوفیك و نحوه فی روح المعانی ج۳ ص۱۵۸ زیر آیت یعیسی انی متوفیك)''

لہٰذا متوفیك کی تفسیر ممیتک کرنے سے یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ ان کو اس وقت مردہ سمجھ رہے اور وفات مسیح کے قائل ہیں بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ممیتک میں اسم فاعل استقبال کے واسطے لیا ہے اور اس کو زمانہ آئندہ پر اتارتے ہوئے تقدیم وتاخیر کے قائل ہیں۔ مرزا قادیانی حضرت ابن عباسؓ کی آدھی بات تسلیم کرتے ہیں اور آدھی بات جو تقدیم وتاخیر کے متعلق ہے اسے نہیں مانتے۔ پھر وہ اس کے معنی آخری زمانہ میں مارنے کے کر رہے ہیں۔ مرزا قادیانی اس وقت مردہ ہونے کی نسبت ان کے عقیدہ کی طرف کرنے سے نہیں شرماتے اور وہ ایسی تلبیسی چال چل رہے ہیں جس میں خیانت فی النقل کے علاوہ توجیهه القول بما یرضی به القائل کر کے عوام الناس کو دھوکا دے رہے ہیں۔

اسی طرح بخاری کا متوفیك کی تفسیر میں ابن عباسؓ کا یہ قول نقل کرنے سے وفات مسیح

کا عقیدہ نہیں ہوسکتا۔ بلکہ ان کا مذہب وہ ہے جو انہوں نے نزول مسیح پر ترجمہ قائم کر کے ابو ہریرہؓ کی حدیث نزول مسیح اور دوسری حدیث ''کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم (بخاری ج ۱ ص ۴۹۰ باب نزول عیسی بن مریم)'' بیان فرمائی۔ حدیث اصحابی کا جواب انشاء اللہ آگے آئے گا اور حلیہ کا جواب پہلے گزر چکا ہے۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے مرنے کے بعد ان کے پہلو میں مدفون ہونے کی اجازت چاہی۔ حضور ﷺ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ:

''فقال و انی بی بذلك الموضع ما فیه لا موضع قبری و قبر ابی بکرؓ و عمرؓ و عیسیٰ بن مریم (منتخب کنز برحاشیه احمد ج ۶ ص ۵۷)'' یعنی اس میں میری ابوبکرؓ عمرؓ اور عیسیٰ علیہ السلام کے دفن ہونے کی جگہ ہے۔ پانچویں قبر کی جگہ نہیں ہے۔ (کنز العمال ج ۱۴ ص ۶۲۰ حدیث نمبر ۳۹۷۲۸) ابن عمرؓ سے بھی نزول مسیح کے متعلق یہ روایت ''ینزل عیسی بن مریم الی الاض فتزوج ویولدله (مشکوۃ ص ۴۸۰ باب نزول عیسی ابن مریم)'' پہلے گزر چکی ہے۔ اس لئے ان دونوں صاحبوں کے متعلق یہ کہنا کہ وہ وفات مسیح کے قائل تھے۔ انتہا درجہ غلط بیانی ہے۔

مرزائیوں کا اس دعویٰ کے ثبوت میں حضرت عائشہؓ اور ابن عمرؓ سے طبرانی اور مستدرک کی وہ روایت پیش کرنا جس میں ہے کہ ہر نبی کی عمر پہلے نبی سے آدھی ہوتی ہے اور عیسیٰ ایک سو بیس برس دنیا میں رہنے کے ہیں۔ اس لئے میں ساٹھ سال کے بعد دنیا سے رخصت ہونے والا ہوں کسی وجہ سے صحیح نہیں۔

۱...... اصول کا قاعدہ ہے کہ جب راوی کا قول یا فتویٰ اس کی روایت کے خلاف منقول ہو تو وہ روایت قابل اعتبار نہیں رہتی۔ چنانچہ بسند صحیح ابن عباسؓ سے (ترمذی ج ۱ ص ۴۷ باب ماجاء فی الجمع بین الصلوتین) میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو نمازیں مدینہ میں بلا کسی عذر کے ایک وقت میں جمع کیں۔ ترمذی فرماتے ہیں کہ علماء امت میں سے اس حدیث پر کسی نے عمل نہیں کیا۔ لیکن شیخ عبدالوہاب شعرانی نے کبریت احمر میں ابن عباسؓ کا فتویٰ خلاف نقل کیا ہے جو اس روایت کے ترک کا باعث ہے: ''من جمع بین صلوتین فی الحضرمن غیر عذر فقد اتی بابا من الکبائر'' (بهاشیة الیواقیت ج ۱ ص ۶۶)

۲...... عاش کے معنی مات لے کر استدلال کیا گیا ہے۔ باوجودیکہ لغت میں عیش کے معنی باقی رہنا نہیں کئے گئے۔ دن گزارنا ہیں۔ مرنا نہیں ہیں۔ علاوہ ازیں جائز ہے کہ اس میں

قبل از رفع اور بعد نزول دونوں زمانہ میں ٹھہرنے کی کل مدت بیان کی گئی ہو۔ اس صورت میں وفات پر استدلال کرنا صحیح نہیں رہتا۔

۳...... یہ روایت درایۃً بالکل غلط ہے۔ ورنہ چاہئے تھا کہ رسول خداﷺ کا وصال پورے ساٹھ برس پر ہوتا اور ادھر نوح علیہ السلام کی عمر ایک ہزار برس سے زیادہ ہوئی اور حضرت آدم ۹۳۰ برس بعد فوت ہوئے۔ داؤد علیہ السلام ۱۰۰ برس تک زندہ رہے اور بقول مرزا قادیانی، عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ۱۲۰ برس کی ہوئی۔ (دیکھو راز حقیقت ص۹، حاشیہ خزائن ج۱۴ ص۱۶۱) اس عدم تناسب کی موجودگی میں حدیث کی صحت ظاہر ہے۔

س...... مدارج نبوت میں ہے کہ حاطب ابن بلتعۃؓ صحابی نے مقوقس حاکم مصر کے سامنے حضرت عیسیٰ کے صلیب پر مارے جانے کا اقرار کیا ہے۔

ج...... اس عبارت کے نقل میں بھی خیانت کی گئی ہے۔ (اسد الغابہ ج۱ ص ۴۱۱، خصائص کبری ج۲ ص۱۳۹ باب ماوقع عند کتابیه الی المقوقس، اسیتعاب ج۱ ص۳۷۷) میں اصل عبارت اس طرح ہے:

’’ان حاطب ابن بلتعة قال لمقوقس حین اعرض علیه انك تشهد ان المسیح نبی فماله اذا ارادو صلبه لم یدع علیهم ان یهلکهم الله حتی رفعه الله فی السماء الدنیا فلما سمع مقوقس هذا الکلا م قال انك لحکیم جئت من حکیم‘‘

علاوہ ازیں حسن بصریؒ سے ایک روایت مرفوعاً گزر چکی ہے اور ان کا اپنا قول یہ ہے:
’’والله انه الان لحیی عند الله‘‘

(رواہ فتح الباری ج۶ ص۳۵۷، تفسیر ابن اکثیر ج۲ ص ۴۰۱)

س...... لفظ عنداللہ رفع روحانی پر اطلاق کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ شہداء کے بارے میں کہا گیا ہے: ’’احیأ عندربهم‘‘ (آل عمران:۱۶۹)

ج...... لفظ کے ایک استعمال سے اس کے دوسرے استعمال پر حکم لگا دینا مرزائیوں کی پرانی جہالت ہے۔ عنداللہ کا استعمال موت یا رفع روحانی کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ قرآن میں ہے: ’’ان مثل عیسی عند الله کمثل آدم خلقه من تراب (آل عمران:۵۹)‘‘

اس میں عنداللہ کے معنی فی علم اللہ ہیں۔ اسی طرح حسن بصری کے قول میں بھی عنداللہ کے یہی معنی ہیں یا مراد آسمان ہے۔ کیونکہ وہاں اللہ کے سوا کسی کی حکومت نہیں ہے۔ پھر جبکہ حسن بصریؒ سے حدیث مرفوع: ’’ان عیسی لم یمت وانه راجع الیکم الی یوم القیامة

(تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۰) ''مروی ہے تو ان کے قول کو کسی دوسرے معنی پر اتارنا کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا۔ پھر قسم اور لفظ آلان اس کے مؤید ہیں۔ اس کے علاوہ حسن بصریؒ نے قبل موته کی ضمیر عیسیٰ کی طرف راجع کی ہے: ''ان الله رفع عیسیٰ وهو باعثه قبل یوم القیامة مقاماً یؤمن به البرو الفاجر (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۰۱) '' اس بعث سے مراد بعث القبور ہے۔ نزول من السماء مراد نہیں ہے۔

ج...... بعث کے اصلی معنی ارسال ہیں: ''مبعوثك الذی بعثته الی الخلق ای ارسلته...... وهو ای عمرو ابن سعیدیبعث البعوث ای یرسل الجیش ...... ثم یبعث الله ملکا...... فیبعث الله عیسی ای ینزله من السماء حاکما بشر عنا (مجمع البحار ج ۱ ص ۱۹۵، ۱۹۶) '' اس لئے یہاں بھی ارسال و نزول من السماء مراد ہے۔ پھر جب حسن بصریؒ نے یہ قول قبل موته کی ضمیر عیسیٰ کی طرف لوٹاتے ہوئے کہا تھا تو پھر بعث سے بعد الموت کیونکر مراد ہوسکتا ہے۔

س...... حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے انتقال پر آپ کے صاحبزادے امام حسنؓ نے برسر منبر لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا تھا:

''ایها الناس قد قبض اللیة رجل لم یسبقه الاولون لقد قبض فی اللیلة التی عرج فیها بروح عیسیٰ بن مریم لیلة سبع و عشر ین من رمضان (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۲۸) '' کیا لفظ عرج بروح عیسیٰ وفات پر دلالت نہیں کرتا۔

ج...... عرج بروح عیسی میں ترکیب اضافی نہیں ہے۔ یہاں روح سے خود عیسیٰ مراد ہیں۔ کیونکہ جس طرح حضرت عیسیٰ کو روح اللہ کہا جاتا ہے۔ لفظ روح بھی اس پر طلاق کیا جاتا ہے۔ علامہ ابن قیم قصیدہ نونیہ میں فرماتے ہیں: ''وکذالك رفع الروح عیسی المرتضی حقا علیه جاء فی القرآن '' نیز امام حسنؓ کے خیال میں اگر موت ہی مراد ہوتی تو عبارت کو بدل کر عرج کبھی نہ کہتے اور بلکہ یہ فرمادینا کافی تھا: ''قبض لیلة قبض فیها عیسی بن مریم '' اس کے علاوہ یہ واقعہ درمنثور میں نقل کیا گیا ہے۔ مگر اس میں عبارت اس طرح ہے: ''قبض لیلة اسری بعد لیلة قبض موسی '' معلوم ہوا کہ طبقات ابن سعد میں اختصار کیا گیا ہے اور درمنثور میں پوری عبارت نقل کردی گئی۔ فعلیه الاعتماد!

آئمہ اربعہ میں سے امام ابوحنیفہؒ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں: ''خروج الدجال ویاجوج وماجوج و طلوع الشمس من مغربها ونزول عیسیٰ علیه السلام من

السماء وسائرُ علامات يوم القيامة على ماوردت به الاخبار الصحيحة حق كائن'' (فقه اكبر مترجم ص١٦ طبع ١٩٢٤)

امام احمدؒ، شافعیؒ، مالکؒ کا بھی یہی مذہب ہے۔لیکن امام مالکؒ لفظ متوفیك کی ایک تاویل کی بناء پر رفع کی کیفیت میں دیگر علماء سے اختلاف رکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام پر رفع آسمانی کے وقت موت واقع کی گئی اور آسمان پر لے جا کر ان کو زندہ کر دیا گیا اور آخر زمانہ میں صبح کے وقت اتریں گے۔ابی اور دوسرے شارحین حدیث نے مسلم کی شرح میں عتبیہ سے امام مالکؒ کا مذہب اس طرح نقل کیا ہے:''رفع العتبة قال مالك بين الناس قيام يستمعون لا قام الصلوٰة فتغشا هم غمامة فاذا عيسىٰ قد نزل ''اس میں نزول کی خاص کیفیت بیان کی گئی ہے۔اس لئے اس کو نزول بروزی باطنی پر محمول کرنا صحیح نہیں ہوسکتا۔علامہ زرقانی مالکی نے مواہب قسطلانی کی شرح میں اپنے مذہب کو بالکل واضح کر دیا ہے۔

''فاذا نزل سيدنا عيسىٰ عليه السلام فانما يحكم بشريعة نبيناﷺ...... بالهام لاحكامها اواطلاع على الروح المحمدى...... او بماشاء الله من استنباط لها من الكتاب والسنة ''پھر چند سطر بعد لکھتے ہیں:''فهو عليه السلام وان كان خليفة فى الامة المحديه فهو رسول و نبى كريم على حاله لاكماظن بعض الناس انه يأتى واحدا من هذه الامة بدؤن النبوة و الرسالة وجهل انهالا يزولان بالموت كما تقدم فكيف بمن هوحى نعم وهو واحد من هذه الامة مع بقائه على نبوة و رسالة'' (شرح مواهب ج٥ ص٣٤٧،٣٤٨)

مرزا قادیانی امام مالکؒ کی یہ تحقیق کہ وہ رفع کے وقت مردہ بنا دیئے گئے تھے تسلیم کرتے ہیں۔مگر دوبارہ ان کے زندہ ہونے اور آخر زمانہ میں بعینہ اترنے کی تحقیق کو نہیں مانتے اور سوطرح کی حجتیں نکالتے ہیں۔غضب ہے کہ جس مجمع البحار سے قال مالک مات نقل کرتے ہیں وہیں اس کی مراد بھی لکھی ہوئی ہے۔اس کو نقل نہیں کرتے اور وہ یہ ہے:''ولعله اراد رفعه الى السماء او حقيقة ويجئ اخر الزمان لتواتر خبر النزول (مجمع البحار ج١ ص٥٣٤ تحت حكم)''اس طرح علامہ ابن حزم الاندلسی مالکی کی طرف جھوٹی نسبت کر دی کہ وہ موت عیسیٰ کے قائل ہیں۔باجودیہ کہ رفع ونزول مسیح میں ان کا وہی خیال ہے جو امام مالکؒ کا ہے۔مگر لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے ان کی آدھی بات نقل کی جاتی ہے۔

علامہ ابن حزم اپنی کتاب (الملل والنحل ج٢ ص٢٦٩ باب الكلام فيمن

یکفر ولایکفر)میں حیات عیسیٰ کی تصریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''واما من قال ان اللّٰہ عزوجل ھوفلان لانسان بعنیه او ان اللّٰہ تعالیٰ یحل فی جسم من اجسام خلقه او ان بعد محمد ﷺ نبیا غیر عیسیٰ ابن مریم لا یختلف اثنان فی تکفیرہ لصحة قیام الحجة بکل ھذا علی کل احد''

علاوہ امام احمدؒ کے علماء حنبلیہ میں سے علامہ ابن تیمیہؒ اور علامہ ابن قیمؒ نے بھی حیات مسیح کا اقرار کیا ہے۔ ''سیظھر غلبة المسلمین علی النصاری عند نزول المسیح ، وان نزوله من اشراط الساعة (الجواب الصحیح ج ٤ ص ١٧٠) ''الجواب الصحیح کے دیگر حوالے پہلے گزر چکے ہیں۔

''محمد ﷺ مبعوث الی جمیع الثقلین فرسالته عامة للجن والانس فی کل زمان ولوکان موسیٰ و عیسیٰ حیّین لکانا من اتباعه واذا نزل عیسیٰ بن مریم فانما یحکم بشریعة محمد ﷺ فمن ادعی انه مع محمد ﷺ کالخضر مع موسی (الی ان قاله) شھادة الحق فانه مفارق لدین الاسلام بالکلیة فضلا ان یکون من خاصة اولیاء اللّٰہ وانما ھو من اولیاء الشیطان و خلفاۂ و نوابه و قال شعرا ، وکذاك رفع الروح عیسیٰ المرتضیٰ حقا علیه جاع فی القران (عن قصیدۃ النونیه) وھذ المسیح ابن مریمٔ حی لم یمت و غذاہ من جنس غذاء الملائکه'' (اقسام القرآن لابن قیم)

س...... ابراہیم ابن قیم نے زادالمعاد میں لکھا ہے: ''واما ما یذکر عن المسیح انه رفع الی السماء وله ثلث و ثلثین سنة فھو قول النصاری ''کتاب کے ص ۳٦ پر لکھا ہے: ''الانبیاء انما استقرت ارواحھم نھاك مفارقة بعد البدن'' اور مدارج السالکین میں ہے: ''لوکان موسی عیسی حیّین '' ہے۔ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک عیسیٰ علیہ السلام مرچکے ہیں۔

ج...... ابن قیم کی طرف وفات مسیح کے عقیدہ کی نسبت کرنا سوءفہم ہے۔ ان کا عقیدہ تو وہی ہے جو پہلے لکھا جاچکا ہے۔ مگر زادالمعاد کی عبارت کا یہ مطلب ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو کہا جاتا ہے کہ وہ آسمان پر اس وقت اٹھائے گئے۔ جبکہ ان کی عمر ۳۳ سال کی تھی۔ یہ نصاریٰ کا قول ہے مطلقاً مرفوع ہونا نصاریٰ کا قول نہیں ہے۔ دوسری عبارت میں مرنے کے بعد انبیاء علیہم السلام کے ارواح طیبہ کے رہنے کی جگہ بتائی ہے۔ اس میں عیسیٰ علیہ السلام کے

مرنے یا زندہ ہونے کا کوئی ذکر نہیں۔ جب حضرت عیسیٰ کی وفات ہوگی اس وقت ان کی روح بھی وہیں چلی جائے گی۔ یہ حکم ایسا ہی ہے جیسا کہ ابرار کے متعلق قرآن مجید میں آیا ہے: ''ان الا برار لفی نعیم'' اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ جب سارے ابرار اور فجار مر جائیں گے تب اس آیت کا مفہوم صادق آئے گا۔ مدارج السالکین کی پوری عبارت اوپر نقل کردی گئی۔ اس کے بعد اس کے سمجھنے میں کسی کو دقت ہی نہیں رہتی۔ کیونکہ اس کے معنی صاف ظاہر ہیں کہ مراد ابن قیم کی حیین سے موجودین ہے۔ یعنی اگر وہ دونوں اس وقت زمین پر موجود ہوتے تو ان کو حضور ﷺ ہی کی اتباع کرنی پڑتی۔ جس طرح کہ وہ آخر زمانہ میں آسمان سے اتر کر شریعت محمدیہ کی پابندی کریں گے۔ ابن کثیر اور شیخ عبدالوہاب شعرانی نے یواقیت میں اس روایت کو لکھا ہے۔ لیکن مطلب ہر دو صاحبان کا وہی ہے جو پہلے مذکور ہے۔

چنانچہ (یواقیت ج۲ ص۲۲) میں یہ روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ''فانه كان موجود الجسم من لدن ادم الى زمان وجوده لكان جميع نبى ادم تحت شريعة''

پھر دوسری جگہ شیخ نے حیین کی تفسیر موجودین کی ہے۔ نیز اسی صفحہ پر دہ چار سطر بعد لکھتے ہیں: ''مما يشهد لكون جمع الانبياء نوابا له ﷺ كون عيسى اذا نزل الى الارض لايحكم بشرع نفسه الذى كان عليه قبل رفعه و انما يحكم بشرع محمد ﷺ الذى بعث به الى امته''

اس کے علاوہ ص۲۱ پر یہ حدیث اس طرح نقل کی ہے۔ فی حدیث ''لوكان موسى حيا ما وسعه الا ان اتباعى'' نیز ص۱۱۸ پر رفع اور نزول کی تصریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''ثم رفعه الى السماء بقدر مافيه من الروحانية فكان مكثه فى الارض بقدر مافيه من الطين ومكثه فى السماء بقدرمافيه من النور'' (يواقيت ص۱۱۸)

''وقد جاء الخبر الصحيح فى عيسى وكان ممن اوحى اليه قبل رسول الله ﷺ انه اذا نزل اخر الزمان لايؤمنا اى بشر يعتنا''

(يواقيت ج۲ ص۸٤)

''فقد ثبت نزوله عيسىٰ عليه السلام بالكتاب والسنة وزعمت النصارى ان ناسوته صلب ولاهوته رفع والحق انه رفع بجسده الى السماء والايمان بذالك واجب قال تعالى بل رفع الله اليه قال العلامة ابو طاهر و

اعلم ان کیفیة رفعه ونزوله وکیفة مکثه فی السماء الی ان ینزل من غیر طعام ولا شراب مما یتقاصر عن درکه العقل ولا سبیل لنا الا نؤمن بذلك تسلیما لسعة قدرة اللّٰه تعالی" (یواقیت ج۲ ص۱٤٦)

س..... امام شعرانی طبقات ۲/۲۴ میں لکھتے ہیں رفع علیؓ کما رفع عیسیٰ اور علیؓ کا رفع بالاتفاق روحانی اور بالموت ہے۔ اس لئے حضرت عیسیٰ کا بھی ایسا ہی ہونا چاہئے۔

ج..... امام شعرانی نے سید علی الخواص کا قول نقل کیا ہے۔ اپنا مذہب بیان نہیں کیا۔ وہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت علیؓ کا بھی رفع آسمانی عیسیٰ علیہ السلام کی طرح ہوا ہے اور آخر زمانہ میں اتریں گے۔ اس میں رفع سے موت کے معنی مراد نہیں ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو اس طرح فرماتے رفع عیسیٰ کما رفع علیؓ چونکہ رفع عیسیٰ سے رفع جسمانی ہی مشہور ہے۔ اس لئے رفع علیؓ کو اس کی ساتھ تشبیہ دینے کے یہ معنی ہوں گے کہ علیؓ کا رفع حضرت عیسیٰ کی طرح جسمانی ہوا ہے۔ حضرت علیؓ کو الٹا اس عبارت میں مشبہ بہ بنانا الٹی عقل والوں ہی کا کام ہے۔

شیخ محی الدین العربی کا عقیدہ بھی حیات مسیح کے متعلق وہی ہے جو عام مسلمانوں کا ہے۔ چنانچہ فتوحات مکیہ کے باب ۹۳ میں لکھتے ہیں:

"اعلم انه لیس فی امة محمد ﷺ من هو افضل من ابی بکر غیر عیسی وذالك اذا نزل بین یدی الساعة لا یحکم الا بشرع محمد ﷺ فیکون له یوم القیامة حشر ان حشر فی زمرة الرسل بلواء الرسالة وحشر فی زمرة الاولیاء بلواء الولایة" (فتوحات)

"وابقی فی الارض ایضاً الیاس و عیسیٰ وکلاهما من المرسلین"

(فتوحات ج۲ ص٥ باب۷۳)

یواقیت میں فتوحات سے حدیث معراج نقل کی ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں:

"فاستفتح جبرئیل السماء الثانیة کما فعل فی الاولیٰ وقال وقیل له فلما دخل اذا بعیسی بجسده عینه فانه لم یمت الی الان بل رفعه اللّٰه الی هذه السماء" (الیواقیت ج۲ ص۳٤)

س..... شیخ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے: "انتقل روحه عند المفارقة من العالم السفلی بالعالم العلوی" معلوم ہوا کہ وہ حضرت عیسیٰ کی وفات کے قائل ہیں۔

ج...... شیخ کی کوئی تفسیر نہیں ہے۔لوگوں نے غلط عقائد لکھ کر شیخ کو بدنام کرنے کے لئے لکھ دیئے تھے:

اسی لئے شیخ عبدالوہاب شعرانی کو اس کی تردید کرنی پڑی۔ پھر تصریحات بالا کے بعد کسی غیر معتبر تحریر کو پیش کرنا دیانت اور عقلمندی کے خلاف ہے۔

علامہ ابن جریر کا عقیدہ بھی حیات مسیح کے متعلق وہ ہی ہے جو عام مسلمانوں کا ہے۔ جیسا کہ تفسیروں سے ثابت ہو چکا ہے۔لیکن اپنی تاریخ میں ایک واقعہ نقل کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مسیح کی وفات ہو چکی ہے اور وہ یہ ہے کہ راس الجماء میں جو مدینہ طیبہ کے پاس وادی عقیق کا ایک پہاڑ ہے ایک قبر نمودار ہوئی جس کے سرہانے ایک پتھر پر یہ تحریر کندہ تھی:

ھذا قبر رسول اللّٰہ عیسیٰ بن مریم !لیکن صحیح یہ ہے کہ اس عبارت میں سہو ہے۔ورنہ مسیح کے بارے میں ابن جریر کا عقیدہ اجماع کے موافق ہے۔اس کے خلاف نہیں ہے۔

چنانچہ اسی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ:''انہ رفعہ اللّٰہ مع جسم وھوحی الیٰ الاٰن''

(تاریخ ابن جریر ص۴۹۵ ج۱)

اس عبارت میں لفظ اللہ زائد ہے اور اصل عبارت اس طرح ہے کہ ھـــذا قبـــر رسول عیسیٰ ابن مریم !یعنی یہ قبر عیسیٰ ابن مریم کے قاصد کی ہے یا ایک مضاف مقدر ہو۔ یعنی رسول رسول اللہ عیسیٰ بن مریم یا رسول روح اللہ عیسیٰ بن مریم۔اس عبارت کو اس طرح صحیح کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ تاریخ کی دوسری کتابوں میں وضاحت کے ساتھ بالتصریح اس کتبہ کی تحریر وہ لکھی ہوئی ہے جو تصحیح کے بعد بتائی گئی۔

چنانچہ کتاب الوفاء کے باب سوم میں ہے کہ:''فـاخرجت الیھما الحجر فقرأہ فـاذافیـہ انـا عبداللّٰہ بن الاسود رسول، رسول اللّٰہ عیسیٰ بن مریم الیٰ اھل قـری عـرینہ ''اس کے بعد روایت ابن شہاب منقول ہے کہ:''وجـد قبر علی جماء ام خـالـدا ربـعون ذرا عافی اربعین ذراعا مکتوب فی حجر انا عبداللّٰہ من اھل نینوی رسول رسول اللّٰہ عیسیٰ بن مریم علیھما السلام انی ارسلت الی اھل ھذہ القریۃ فادرکنی الموت فاوصیت ان ادفن فی جماء ام خالد''

ان تصریحات کے موجود ہوتے ہوئے ہر ذی ہوش انسان کا فرض ہے کہ وہ کتابت کی غلطیوں کی اصلاح کر لے اور حافظ بن جریر طبری کی طرف جو اپنی تاریخ اور تفسیر میں عیسیٰ علیہ السلام کو جسم عنصری کے ساتھ زندہ مان رہا ہے وفات مسیح جیسے غلط عقیدہ کی نسبت نہ کرے۔اگرچہ

صاحب کشاف علامہ زمخشری معتزلی الخیال ہے۔مگر حیات مسیح کے عقیدہ میں وہ بھی اجماع امت کے ساتھ ہے۔لیکن مرزائیوں نے نقل میں خیانت کرتے ہوئے اس کی تفسیر کے حوالہ سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ صاحب کشاف وفات مسیح کا قائل ہے اور اس کے ثبوت میں یہ کہا گیا کہ اس نے کشاف میں متوفیك کے معنی حتف انفك کئے ہیں۔اگر مرزائی جماعت دجل ا، رخیانت کو چھوڑ کر کشاف کی پوری عبارت نقل کر دیتے تو ان کو یہ بات کہنے کی نوبت ہی نہ آتی۔متوفیك کی تفسیر میں صاحب کشاف لکھتے ہیں:''انی متوفیك ای مستوفی اجلك ومعناہ انی عاصمك من ان یقتلك الکفارو مؤخرك الی اجل کتبة لك و ممیتك حتف انفك لا قتلا بایدیھم ورافعك الی سمائی و مقرملائکتی (تفسیر کشاف ج۱ ص۳۶۶)''

زیرآیت:یاعیسیٰ انی متوفیك ورافعك!

یعنی جو مدت تیری زندگی کی ہمارے علم میں مقدر ہو چکی ہے وہ پوری کی جائے گی اور یہودی تجھ کو قتل نہ کر سکیں گے اور میں تجھے آسمان کی طرف اٹھانے والا ہوں۔اس میں کسی جگہ بھی یہ نہیں لکھا کہ میں میں تجھے مار کر روحانی طور پر مرفوع کروں گا۔اللہ تعالیٰ اس کج فہمی اور بے عقلی سے ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔ان علماء کے علاوہ علامہ ابن حجرؒ عسقلانی اور شیخ الاسلام الحرانیؒ ،شاہ ولی اللہؒ وغیرہم نے رفع اور نزول جسمانی کی اپنی کتابوں میں تصریح کی ہے:

چنانچہ علامہ ابن حجر لکھتے ہیں:''نزولہ لدنوا جله لیدفن فی الارض اذ لیس بمخلوق من التراب ان یموت فی غیرھا وقیل انه دعا اللّٰہ لما رأی صفة محمد ﷺ وامته ان یجعله منھم فاستجاب اللّٰہ دعاء ہ وابقاہ حتی ینزل فی آخر الزمان مجدد الا مرالاسلام فیوافق خروج الدجال''

(فتح الباری ج۶ ص۳۵۷ باب واذکر فی الکتاب مریم)

مواہب لدنیہ کی شرح میں ہے:''قال الحافظ وعلیه اذا نزل الی الارض ومضت المدة المقدورة له یموت ثانیا و قیل معنی متوفیك ورافعك من الارض فعلیه لایموت الا فی اخر الزمان وقال فی موضع اخر رفع عیسیٰ وھوحی علی الصحیح'' (شرح مواہب لدنیه ج۵ ص۳۵)

شیخ الاسلام الحرانی فرماتے ہیں:''وصعود الادمی ببدنه الی السماء قد ثبت فی امرالمسیح عیسی بن مریم فانه صعد الی السماء وسوف ینزل الی الارض''

شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں: ''نیز از ضلالت ایشاں یعنی نصاری یکے آنست که جرم میکنند که حضرت عیسیٰ علیه السلام مقتول شده است وفی الواقعه درقصه عیسیٰ اشتبهائے واقعه شده رفع آسمانی راقتل گمان کردند و کابراعن کا برغلط را روایت نمودند خدا تعالیٰ در قرآن شریف ازاله شبه فرموده که ماقتلوه وماصلبوه (الفوز الکبیر) الحمد للّٰه علی ذلک وما کنا اهلا لهذالو لا ان هدانا اللّٰه واللّٰه روف بالعباد''

خلاصہ مافی الباب

۱..... ''وایتنا عیسی ابن مریم البینات وایدنا ه بروح القدس''

(بقره: ۸۷)

''انه جبرئیل علیه السلام (کبیر ج۳ ص۱۷۷) وهو الذی رباه فی جمیع الاحوال وکان یسیره معه حیث سارو کان معه حیث صعد الی السماء'' (کبیر ج۳ ص۱۷۸)

مطالبہ: ''فلما خلی بینه وبین الیهود حین ارادوا قتله ولم یحافظه فما معنی التائید والاعانة بعده''

۲..... ''وجیهاً فی الدنیاوالآخرةومن المقربین(آل عمران :۴۵)''

''هو اشارة الی رفعه الی السماء'' (ابوالسعود ج۲ص۳۷)

''ان هذا الوصف کاالتنبیه علی انه علیه السلام سیرفع الی السماء'' (تفسیر کبیرج۸ص۵۴)

مطالبہ: ''هل تبقی الوجاهة بعد الاهانة کما جوزها المرزافی''

(ازاله ص۳۷۸تا۳۸۴)

۳..... ''یکلم الناس فی المهد وکهلا ومن الصالحین''

(آل عمران: ۴۶)

''ذکرها فی موضع الامتنان علی مافی المائدة ولایمکن بغیر حمل کهل عند النزول فی الحدیث عن ابن عباسؓ تکلم (فی المهد) اربعة صغارشاهد یوسف، ابن مشاطه بنت فرعون وعیسی بن مریم و صاحب جریج'' (رواه احمد ج۱ ص۳۱۰ کمالین ورازی ج۵ص۱۲۲) ''کهلا بعد نزول''

(بیضاوی ج ۱ ص۱۳۹) وفی ھذا نص علی انه سینزل من السماء الی الارض ویقتل الدجال''
(خازن ج۲ ص۲۵۰)

۴...... ''ومکروا ومکراللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین (آل عمران: ۵۴)''

''لانه عبارة عن التد بیر للحکم الکامل ثم اختص فی العرف بالتدبیر فی ایصال الشرالی الغیر وذلك فی حق اللّٰہ غیر ممتنع'' (کبیر ج ۸ ص۷۱)

''مکراللّٰہ ان رفع عیسیٰ الی السماء والقی شبیه علی من ارادا اغتیاله حتی قتل''
(کشاف ج ۱ ص۳۶۶)

''ویمکرون ویمکراللّٰہ واللّٰہ خیر الماکرین فیه اشارة بانجاه النبیﷺ من کفار مکة یوم الھجرة۔ مکروامکرا ومکرنا مکراً وھم لا یشعرون فیه اخبار عن انجاه صالح علیه السلام فی مقابله الکفاراذ ھوا بفتکه۔ قال المولی علیؓ فی الھجرة''

''وفیت بنفسی خیر من وطی الثری ، ومن طاف بالبیت العتیق یا الحجر، رسول! له خاف ان یمکرو به۔ فنجاه ذوالطول الا له من المکر''

مطالبہ: ''کیف ان یذکر تدبیر اللّٰہ فی مقابله الکفار ثم تکون الغلبة لھم لا له ھل له من نظیر''

۵... ''اذ قال اللّٰہ یا عیسیٰ انی متوفیك ورافعك الی ومطھرك من الذین کفروا''
(آل عمران: ۵۵)

۱...... ''استوفاه وتوفاه استکمله'' (اساس البلاغة)

۲...... ''توفیت المال منه واستو فیته اذا اخذته کله''

(لسان العرب ج۱۵ ص۳۵۹)

۳... ''ومن المجاز ادرکته الوفاة ای الموت والمنیة و توفی فلان اذا مات وتوفاه اللّٰہ عزوجل اذا قبض...... روحه''

(تاج العروس شرح قاموس ج ۲۰ ص۳۰۱)

''ومن المجاز توفی فلان وتوفاه اللّٰہ اذادرکة الموت لا بدللمجازو المشترك من قرینة والقرینة ھھنا للحیاة دون الموت وذالك کما قیل''

''قد ثبت الدلیل انه حی وورد الخبر عن النبیﷺ انه سینزل

ویقتل الدجال ثم انه تعالیٰ یتوفاه بعد ذالك" (کبیر ج٨ ص٧٢)

٢...... "وانما احتاج المفسرون الی تاویل الوفات بما ذکر لان الصحیح ان اللّٰه تعالیٰ رفعه الی السماء من غیر وفات کمارحجه کثیر من المفسرین واختاره ابن جریر الطبری ووجه ذلك انه قد صح فی الاخبار عن النبی نزوله وقتله الدجال" (فتح البیان ج٢ ص٤٥)

٣...... "ذکر الحافظ ابن حجر فی التلخیص الحبیر من کتاب الطلاق واما رفع عیسیٰ فاتفق اصحاب الاخباروالتفسیر علی انه رفع ببدنه حیاوانما اختلفواهل مات قبل ان یرفع اونام فرفع...... فی العتبیة قال مالك بینما الناس قیام یستصغون لا قامة الصلوة فتغشاهم غمامة فاذا عیسیٰ نزل (نقله لا بی فی شرح مسلم ج١ ص٤٤٦ باب نزول عیسیٰ ابن مریم طبع دارالکتب بیروت)"

قال ابن حزم من قال "ان بعد محمد نبینا غیر عیسیٰ علیه السلام لا یختلف اثنان فی تکفیره" (الملل النحل ج٢ ص٢٦٩)

مثال التوفی الذی فاعله اللّٰه ومفعوله ذوروح ثم معناه لیس یموت!

(١)...... "وهو الذی یتوفاکم باللیل" (انعام:٦٠) "ای ینیمکم" (مجمع بحار الانوار ج٥ ص٩٩)

(٢)...... "اللّٰه یتوفی الانفس حین موتهاوالتی لم تمت فی منامها" (زمر:٤٢)

مطالبہ: این کثرت الاستعمال من قرائن المجاز!

(٣)...... "ثم فی ای کتب اللغة والنحو قاعدتکم المخترع فالرفع فی الاجسام حقیقة فی الحرکة والانتقال وفی المعانی علی مایقتضیه المقام (مصباح منیر) لایترك الحقیقة بدون القرینة ۰ وان اریدمن الموت حقیقة فالقول باحیاء الموتیٰ اوالتاخیر الوقوعی لازم کمافعل مالك و ابن عباس ومثله فی التقدیم والتاخیر کثیر فی القران" (کبیر ج٨ ص٧٣)

(٦)...... "ماقتلوه وما صلبوه ولکن شبه لهم" (نساء:١٥٧)

"لکن فان کانت لعطف مفرد علی المفرد فهی نقیضة لافتکون

لایجاب ماانتفی عن الاول فتکون لا زمة لنفی الحلم عن الاول نحوماقام زید لکن عمرواى قام عمرو وانکانت لعطف الجملة على الجملة فهی نظیرة بل فی مجیها بعد النفی والاثبات فبعد النفی لاثبات مابعده وبعد الاثبات لنفی مابعدها نحوجاء نی زید لکن عمرولم یجی وماجاء نی زیدلکن عمرو قد جاء نی علی کل تقدیر غیر مستعملة بدون النفی (شرح الجامی) قوله لایجاب ای لاثبات ماانتفی عن المتبوع (تکمله عبدالغفور)''

''ان لکن الداخله عى الجملة عاطفة وهومختار (الزمخشرى فلابحسن الوقف علیه بل یعطف فکان تقدیرة فی عطف المفرد مافی تفسیر رحمانی ولکن قتلوه وماصلبوا من ابقی علیه شبه ولا بدمن تقدیر من لیصیح کونه مفعولالفعل قتلوا مثله فی المدارك والکشاف یجوزان یسند اے ضمیر المقتول لان قوله وما قتلوه یدل على انه وقع القتل على غیره فصار ذلك الغیر االمذکور ابهذا الطریق فحسن اسناد شبه الیه(تفسیرکبیرج ۱۱ ص۹۹)''

''وان اخذ شبه من التشبیه بمعنى الاشتباه فهو لعطف الجملة ومنهم من یقول بل اشتبه على الذین صلبوه وهذا قول اکثر الناس''

(الجواب الصحیح ج۱ ص۳۱۳)

'' ولکن وقع لهم التشبیه بین عیسیٰ علیه السلام والمقتول''

(بیضاوى ج۱ ص۲۱۵ ابو السعود ج۲ ص۲۵۱)

''والتقدیر الواضح هکذا اى لکن وقع لهم التشبیه بین عیسی والمقتول فقتلوا شابامن النصارىٰ حسبوه عیسیٰ'' (جامع البیان)

''وان کان ضمیر لهم لمن اخبره الیهود فالمعنی شبه للناس الذین اخبرهم اولئك بصلبه'' (الجواب الصحیح ج۱ ص۳۱۳)

''هذا قول ابن حزم ذکره فی الملل'' (الجواب ج۱ ص۳۱۳)

''التقدیر الواضح هکذا ولکن شبه على الناس بصلب عیسیٰ وقدصلبوا غیره اومعناه لم یقع القتل لاحدولکن اشیع کذبافکان تقدیره ما قال البیضاوى اوفی الامراى وقع لهم التشبیه اى الاشتبهاه فی امر القتل والتقدیر الواضح هکذالکن قتلوا ۰ صلبوا عیسی الفرضی الذى ارجف بقتله

کذبافی زعم الناس وهو غیر عیسی بن مریم الذی نفی عنه الصلب فصح العطف لتغائر المسند الیه فعلی کل تقدیر یثبت ان عیسیٰ لم یعلق بالصلیب ومارُفع علیه''

مطالبہ:ھل یثبت ان نبیاً من الانبیاء ھرب من قوله مختفیا وبقی ۸۷ سنة ساکتالم یقل من التبلیغ حرفا!

۵/۲...... ''من این اخذا اذ رفع علی الصلب ولکن لم یمت مع تواتر الیھود والنصاری علی موته ظاهراً (و قد صحح اثر ابن عباسؓ ابن کثیر والسیوطی)''

''ان قول الصحابی حجة یجب تقلیده عندنا اذا لم ینفه شی اخرمن السنة'' (شامی ج۱ ص۵۷٤)

۶/۳...... ''کیف یرفع التناقض فی الایة ویصیح ذکر من علی طریق لنحوبارجاع ضمیر شبه الی عیسیٰ کما''

۷...... ''وما قتلوه یقیناً بل رفعه اللّٰه الیه (نساء ۱۵۷٬۱۵۸)''

''اما بل فی عطف الجملة علی الجملة فللا ضراب اما بابطال نحو قالوا اتخذ الرحمن ولدا سبحانه بل عباد مکرمون واما بانتقال من غرض الی اخرنحو قد افلح من تزکی وذکراسم ربه فصلی بل تؤثرون الحیوٰة الدنیا ھی فی ذلک کله حرف ابتداء لا عاطفة علی الصحیح کذا فی المغنی فلذا لم یتعرض له الشارح ویجوزان یوافق مابعده لما قبله اثباتا ونفیا قال اللّٰه انتم لتاتون الرجال شهوة من دون النساء بل انتم قوم تجهلون وقوله تعالیٰ ام یقلون افتره بل ھو الحق من ربك'' (تکمله ص۵٤۷)

''بل ھو حقیقة فی الاعراض وھو متنوع تارة تکون لجعل الاول مسکوتا وقدتکون مقررا لابطال الاول نفسه او غرضه۰ (بحرالعلوم علی مسلم الثبوت) فعلم ان بل الابطالیه قدیبطل غرض المقدم وسببه فھنا ابطل دعوی القتل الذی ھو سبب ذکره ماقتلوه......... الخ''

''بل رفعه اللّٰه الیه .... ردوانکار لقتله''

(بیضاوی ج۱ ص۲۱۶ وابوالسعود ج۲ ص۲۵۲)

’’وان اخذبل انتقالية فهو يقع لانتقال من غرض الى غرض وذلك لايمكن الا فى الرفع الجسمانے اويقال ان هذه الجملة لقصر القلب فيكون فيه الرد على اعتقاد المخاطب صريحا كماتقول زيد قائم لا قاعد لمن يعتقد قعوده دون القيام فكذلك لمابين دعوى اليهود انهم قتلواعيسى فرد عليه اولاً بقوله ماقتلوه ثم اكده ببل رفعه وذالك فى الرفع الجسما نى دون وغيره۔ وايضا كما ان ضمير ماقتلوه راجع الى عيسى المجسم فليكن ضمير رفعه ايضاء اليه والا لم يبق تعلق مابعد بل بما قبلها‘‘

مطالبہ: يؤتى بمثال من المحاورات يذكرفيه الماضى بعد بل لكن يكون اظهره بعد مدة ويلة كسبع وثمانين سنة كما فيها مثال الرفع الجسمانى ان مفعوله انسان !

۱...... ’’فرفع الى رسول الله الصبى‘‘

(مشكوة ص ۱۵۰ باب البكاء على الميت)

۲...... ’’رفع ابو يه على العرش‘‘ (يوسف: ۱۰۰)

۸...... ’’وان من اهل الكتاب الاليؤمنن به قبل موته ثم يوم القيامة يكون عليهم شهيدا‘‘ (النساء:۱۵۹)

’’اما المضارع ان كان حالالم يؤكد بهما وان كان مستقبلا اكدبهما وجوباً فى النحوتالله لاكيدن اصنامكم‘‘ (مغنى ج۲ ص۲۲)

’’والمستقبل الذى هو خبر محض لا تلحق نون التاكيد باخره الابعد ان يدخل على اول الفعل مايدل على التاكيد كلام القسم وان لم يكن فيه معنى الطلب‘‘ (شيخزاده على البيضاوى)

’’مثله فى الرضى‘‘ (ص۳٤۱ ومتن متين)

’’فقوله ليؤمنن الاستقبال واستقبالية تبتدء من وقت نزول الاتية ان صيغة الافعال موضوعة لازمنة التكلم اذا كانت مطلقه فاذاجعلت قيوداً لمايدل على زمان كان ومضيًها وغيره باالنسبة الى زمانه‘‘

(روح المعانى من الكهف)

مطالبہ: فلیوی المضارع المؤکد بهما لغیر الاستقبال فی مثال وانه لم یکن مفیدا بشرط!

٩...... ''لن یستنکف المسیح ان یکون عبداً لله والملائکة المقربون'' (النساء: ١٧٢)

''لن للاستقبال وعدم الاستنکاف منه لایکون الابعد النزول''

١٠...... ''واذ کففت بنی اسرائیل عنك'' (مائده: ١١٠)

''فهذا مذکور فی موضع الامتنان فان ضربه الیهود اوصلبوه لم یصح ذکره امتناناً، هذا کقوله تعالیٰ یا ایها الذین امنو اذکرو نعمة الله علیکم اذهم قوم ان یبسطوا الیکم ایدهم فکف ایدهم عنکم'' (مائده: ١١)

١١...... ''انه لعلم للساعة فلاتمترن بها'' (زخرف: ٦١)

''فی قرأ ة علم الفتحین تسمیة علما لحصوله به''

(ابوالسعود ج٨ ص٥٢)

''ای خروج ابن مریم ونزوله من السماء قبل یوم القیامة هکذا مروی عن ابن عباس وجابر و ابی مالك وحسن و قتاده ومجاهد''

(ابن کثیر ج٩ ص١٧٥)

''ان الضمیر للعیسیٰ لاللقرآن'' (روح المعانی)

١٢...... ''ولقد ارسلنا رسلاً من قبلك وجعلنا لهم ازواجاً و ذریة'' (الرعد: ٣٨)

١٣...... ''قال رسول الله ینزل عیسیٰ بن مریم الی الارض فیتزوج ویولدله''

(مشکوة ص٤٨٠ باب نزول عیسیٰ علیه السلام ای یتزوج و یولدله بعد نزوله)

احادیث

(١)...... ''الاحادیث الواردة فی نزوله المتواترة''

(کتاب الاذاعه للشوکانی)

(٢)...... ''قد تواترت الاحادیث عن رسول اللهﷺ انه اخبر بنزول عیسیٰ علیه السلام قبل یوم القیامة (ابن کثیر ج٩ ص١٧٥) ''یجیی

آخر الزمان لتواتر خبر النزول (مجمع البحار ج١ ص٥٣٤) قد تواترت الاحاديث بنزول عيسى ..... صحح الطبرى هذا القول . فتح البيان، عن ابن عباس رفع عيسىٰ من روزنة فى البيت الى السماء (رواه ابن كثير) وقال ابن كثير اسناد ابن ابى حاتم اسناد صحيح الى ابن عباس رواه النسائى عن ابى كريب فهو فى حكم الموفوع''

(١)..... ''عن ابى هريرةؓ انه قال رسول اللهﷺ كيف انتم اذانزل ابن مريم من السماء فيكم واما مكم منكم''

(البيهقى كتاب الاسماء والصفات بسند صحيح ص٣٠١)

(٢)..... ''عن ابن عباسؓ قال رسول اللهﷺ فعند ذلك ينزل اخى عيسىٰ بن مريم من السماء (كنز العمال ج١٤ ص٦١٩ حديث ٧٢٦٣٩)''

(١)..... ''عن الحسنؒ قال قال رسول اللهﷺ لليهود ان عيسىٰ لم يمت وانه راجع اليكم قبل يوم القيامة''

(درمنثور ج٢ ص٣٦ وابن كثير وابن جرير مختصراً)

(٢)..... ''استفتح جبرائيل السماء الثانية كما فعل فى الاولى وقال وقيل له فلما دخل اذا بعيسىٰ عليه السلام بجسده عينه فانه لم يمت الان بل رفعه الله الى هذه السماء''

(يواقيت ج٢ ص٣٤ المبحث الرابع والثلاثون فى صحة الاسراء)

(١)..... ''قال رسول الله لوفد نجران قال الستم تعلمون ان ربنا حى لا يموت وان عيسىٰ ياتى عليه الفنا (ابن جرير، ابن ابى حاتم، اخرج الحاكم فى اخرحديث الاسراء فاهبط فاقتله ولا اتركك نيامى افى اتى اليكم بعد قليل و اما انتم فترونى الى انا حى (ذكره الحافظ فى الفتح و سكت على تصحيح الحاكم اياه) قال رسول اللهﷺ ليهبطن بن مريم حكما ، الحاكم و صححه)''

اجماع

''اجمعت الامة على ان عيسىٰ عليه السلام الان حى فى السماء سينزل الى الارض الى اخرالحديث الذى صح عن رسول اللهﷺ فى ذلك (النهر المادعن البحر) قد اجتمعت الامة على نزوله ولم يخالفه احد من اهل

الشریعة سوی الفلاسفة الملاحدة ممن لایعتد بخلافه ولیس ینزل بشریعة مستقلة عند النزول وانکانت النبوة قائمة به (عقیدة السفارینی) انه لا خلاف فی انه ینزل فی آخر الزماں (فتوحات ج٢ ص٣ باب الثالث والسبعون، وقد ذکرا الاجماع علیه النووی ج٢ص٤٠٣ السیوطی فی الاعلام، بحر المحیط، الوجیز، الحافظ فی التلخیص)''

''قال ابن قیم، شعراً وکذاك رفع روح عیسی المرتضی حقاعلیه جاء فی القرآن، فی اقسام القران له وهذه المسیح ابن مریم حی لم یمت وغذاه من جنس غذالملائکة۔ عن الحسن واللّٰه انه لحیی الان عنداللّٰه روی ذالك موقوفا و مرفوعا عن ابن عباس ان اللّٰه رفعه بجسده وانه حیی الان وسیرجع الی الدنیا فیکون ملکا ثم یموت کما یموت الناس''

(طبقات ابن سعد ج ١ ص٢٧)

حیات مسیح علیہ السلام پر مرزا قادیانی کا اقرار

١... ''هوالذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله۔ ... یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔'' (براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ ص٤٩٩، خزائن ج١ص٥٩٣)

٢... ''عسی ربکم ان یرحم علیکم وان عدتم عدنا وجعلنا جهنم للکفرین حصیرا ... یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے... وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خداتعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس وخاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام ونشان نہ رہے گا اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست ونابود کر دے گا۔''

(حاشیہ در حاشیہ براہین ص٥٠٥، خزائن ج١ص٦٠١)

٣... ''انی متوفیك ... میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔''

(براہین احمدیہ ص٥٢٠، خزائن ج١ص٦٢٠)

مطالبہ: اگر بقول مرزا قادیانی، فاعل اللہ اور مفعول ذی روح کی صورت میں توفی کے معنی موت ہی کے ہوتے ہیں تو الہامی کتاب میں لغت کے خلاف ترجمہ کیوں کیا گیا ہے؟۔

۴ ..... ''بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو ہی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع مسیح بھی کہتے ہیں۔''

(توضیح المرام ص۳، خزائن ج۳ ص۵۲)

س..... تحقیق سے پہلے مرزا قادیانی کا عقیدہ مسلمانوں کی طرح حیات مسیح کا تھا مگر بعد میں اس عقیدہ کو چھوڑ کر وفات کے قائل ہو گئے تھے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ: ''حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے ہیں اور ان کا زندہ آسمان پر معہ جسم عنصری جانا اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت معہ جسم عنصری زمین پر آنا یہ سب ان پر تہمتیں ہیں۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ ج۵ ص۲۳۰، خزائن ج۲۱ ص۴۰۶)

۲..... ''میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا۔'' (اعجاز احمدی ص۷، خزائن ج۱۹ ص۱۱۳)

۳..... ''اس جگہ یاد رہے کہ میں نے براہین احمدیہ میں غلطی سے توفی کے معنی ایک جگہ پورا دینے کے کئے ہیں۔'' (ایام الصلح ص۴۱، خزائن ج۱۴ ص۲۷۱)

ج..... مرزا قادیانی نے حیات مسیح پر قرآن اور احادیث صحیحہ سے استدلال کیا ہے۔ اس لئے حیات مسیح کے عقیدہ کو تہمت یا جھوٹ بتانا قرآن کریم اور حدیث نبوی کو جھوٹا کہنے کے برابر ہے۔

۲..... جب براہین احمدیہ بزعم مرزا الہامی کتاب ہے۔ جیسا کہ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ: ''خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے۔'' اور: ''الرحمن علم القرآن کے ماتحت براہین کے مضامین تفہیمات الٰہیہ میں سے ہیں۔'' تو اس سے انکار کرنا دو حال سے خالی نہیں ہے۔ یا نعوذ باللہ خدا تعالیٰ اپنے الہام میں جھوٹا ہے؟ جس نے بغیر سوچے اور سمجھے ہوئے الہام کر دیا اور بارہ برس تک اس کی اصلاح نہ کی۔ بلکہ ۱۳سو سال تک تمام مسلمانوں کو اسی غلط عقیدہ میں پھنسا رکھا اور اس کی تصحیح کے لئے کسی کو مبعوث نہ کیا اور یا دعویٰ الہامیت کا کرنا جھوٹ اور نفس کا اختراع ہے اور یہی صحیح ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سے غلطی کا ظہور ناممکن ہے اور مرزا

قادیانی کی یہ عبارت بھی اسی کی مؤید ہے: ''میں نے براہین احمدیہ میں غلطی سے توفی کے معنی ایک جگہ پورا دینے کے کئے ہیں۔'' (ایام الصلح ص ۴۱، خزائن ج ۱۴ ص ۲۷۱)

۳..... توفی کے معنی ایک دفعہ پورا دینے کے کر کے اس سے انکار کرنا اس امر کی دلیل ہے کہ مرزا قادیانی نے اس معنی کے تسلیم کرنے سے محض ہوائے نفسانی کی وجہ سے انکار کیا ہے۔ ورنہ توفی کے یہ معنی اس جگہ ضرور لگتے ہیں اور اگر کہا جائے کہ ابتداء میں لغت سے ناواقف ہونے کے سبب سے یہ معنی لکھے گئے تھے تو جہالت اور ناواقفیت کے باوجود قرآن دانی کے دعوے کہاں تک صحیح ہیں اور نیز اس غلطی کو ذہول اور غفلت پر بھی محمول نہیں کر سکتے۔ کیونکہ بارہ برس تک ذہول ہی ہوتے رہنا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

۴..... جب وفات کے عقیدہ کی اختراع کے بعد ۲۰ یا ۳۰ آیتیں مرزا قادیانی کے خیال میں وفات مسیح پر دلالت کرنے والی موجود ہیں تو پہلے ان پر کیوں نظر نہ پڑی اور وہی دو آیتیں کس لئے سامنے آئیں جن سے حیات مسیح پر براہین میں استدلال کیا ہے؟۔ کیا اس کی یہ وجہ تو نہیں تھی کہ اس وقت مسلمانوں کو مانوس کرنا مقصود تھا؟۔ اس لئے عقیدہ صحیح ظاہر کیا اور جب ان کا حسن ظن حاصل کر لیا تو پھر ان پر اپنی شخصیت قائم کرنی شروع کر دی۔ حافظ شیرازی نے کیا خوب کہا ہے:

حافظا رندی کن دمے خوردو خوش باش ولے
دام تزدیر مکن چوں دگراں قرآن راء

باب ۲..... تحریفات مرزائیہ متعلقہ وفات

تحریف:۱..... ''وکنت علیہم شہیداً مادمت فیہم ۰ فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم'' (مائدہ: ۱۱۷)

اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ اقرار ہے کہ تثلیث پرستی کا عقیدہ توفی کے بعد ہوا ہے جس کا مجھے کوئی علم نہیں۔ اگر عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ثانی مان لیا جائے تو پھر عدم علم کا عذر صحیح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ تثلیث پرستی کوئی راز نہیں ہے جس کا علم نہ ہو سکے۔ بلکہ ایک کھلی ہوئی بات ہے۔

۲..... توفی کے معنی موت کے ہیں۔ کیونکہ قرآن و حدیث میں یہ معنی کثرت

سے آئے ہیں اور خصوصاً جہاں اللہ فاعل ہو اور ذی روح مفعول ہو تو وہاں موت ہی کے معنی ہوا کرتے ہیں۔

۳...... اس کے علاوہ بخاری کی اس حدیث سے بھی توفی کے معنی اس جگہ موت ہی کے معلوم ہوتے ہیں: ’’فاقول کما قال العبد الصالح وکنت علیهم شهداً مادمت فیهم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیهم (بخاری ج۲ ص۶۶۵ کتاب التفسیر)‘‘ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی توفی اور حضرت عیسیٰ کی توفی کو ایک جیسا بتایا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی توفی بالاتفاق موت کے ساتھ ہے۔ اس لئے حضرت عیسیٰ کی بھی موت ہی کے ساتھ ہونی چاہئے۔

تحقیق آیت میں لفظ توفیتنی سے وفات مسیح پر استدلال کرنا دو باتوں پر موقوف ہے۔

(۱)...... ’’واذ قال الله یا عیسیٰ‘‘ میں قال زمانہ ماضی پر دلالت کرتی ہے اور استقبال کا فائدہ نہ دے اور یہ سوال وجواب قیامت سے پہلے عالم برزخ میں تسلیم کئے جائیں۔

(۲)...... توفیتنی کے معنی امتنی مارا تو نے کے ہوں۔ قبضتنی یا استوفیتنی کے نہ ہوں۔ چونکہ ایسا ہونا غلط ہے اس لئے توفیتنی سے وفات مسیح پر استدلال کرنا بھی صحیح نہیں ہے۔ پہلی یہ وجہ ہے کہ اذ ظرف زمانیہ اگرچہ زمانہ ماضی پر دلالت کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ لیکن کبھی زمانہ آئندہ کے لئے بھی آجایا کرتا ہے۔ جیسا کہ مغنی اللبیب اذ کی بحث میں لکھتا ہے:

’’احدهما ان تجی للماضی کما تجئ اذ للمستقبل‘‘ (مغنی) قرآن میں ہے: اذ تبرء الذین اتبعوا۔ ظاہر ہے کہ متبوعین کی بیزاری تابعین سے قیامت کے روز ہوگی۔

۲...... ’’فسوف یعلمون اذا لاغلال فی اعناقهم‘‘ (مومن) ہذا سوف استقبال کا قرینہ ہے۔

ایک شاعر کہتا ہے: اذ مادخلت علی الرسول فقل له! (مفصل، زمخشری)

۳...... ’’حقا علیك اذا اطمان المجلس‘‘ فقل صیغہ امر کا استقبال پر دلالت کرتا ہے۔

۴...... ’’ثم جزاك الله مسغفرا ذحزی ۰ جنات عدن فی السموات العلی‘‘ جنات عدن زمانہ مستقبل کا قرینہ ہے۔ لہٰذا اذ قال میں بھی اذ استقبال کے لئے ہے اور

ماضی مضارع مستقبل کے معنی میں ہے۔ کیونکہ: ’’اذ قال اللّٰہ یا عیسیٰ ابن مریم أنت قلت للناس ‘‘عطف ہے۔’’اذ قال اللّٰہ یا عیسیٰ ابن مریم اذ کرنعمتی علیك ‘‘پر اور وہ’’یوم یجمع اللّٰہ الرسل فیقول ماذا اجبتم ‘‘کا بدل ہے۔ اور رسولوں کو جمع کر کے امت کے قبول کرنے یا نہ کرنے کا سوال یقیناً قیامت کے روز ہے۔ اس لئے یہ واقعہ بھی قیامت ہی کے دن ہوگا۔

’’ھذا معطوف علی قوله اذ قال اللّٰہ یا عیسیٰ ابن مریم اذ کرنعمتی علیك وعلی ھذا لقول فھذا الکلام انما یذکرہ یعیسیٰ یوم القیامة‘‘

(تفسیر کبیر ج۳ ص۴۷۲)

’’اذ قال اللّٰہ یا عیسیٰ ابن مریم اذ کر نعمتی‘‘

(بدل من یوم یجمع ،بیضاوی ص۲۱۰)

دوسرے اس آیت میں عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم مذکور ہے اور اس سے یقیناً قیامت کا دن مراد ہے۔’’ھذا یوم ینفع الصادقین صدقھم والمراد به یوم القیامة (تفسیر کبیر ج۳ ص۴۷۲)‘‘ امام بخاری بھی یہی معنی لکھتے ہیں۔ اذ قال اللّٰہ بمعنی یقول جمہور مفسرین اور شارحین حدیث نے بھی یہی معنی کئے ہیں۔ حافظ عماد الدین ابن کثیر نے ایک حدیث نقل کی ہے جس سے اس واقعہ کا قیامت کے دن ہونا صاف طور پر ظاہر ہو رہا ہے۔

’’قال رسول اللّٰہ ﷺ اذا کان یوم القیامة دعی الانبیاء وامم‍ھم ثم یدعی یا عیسیٰ ابن مریم فیذکرہ اللّٰہ نعمته علیه فیقر بما فیقول یعیسیٰ بن مریم اذکر نعمتی علیك وعلی والدتك الایه ثم یقول أأنت قلت للناس اتخذونی وامّی الھین من دون اللّٰہ فینکران یکون قال ذالك ۰ ابن کثیر‘‘

اور خود مرزا نے بھی (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ۵ ص۶، خزائن ج۲۱ ص۱۵۹) میں اس بات کا اقرار کیا ہے۔ اذ ماضی پر کبھی مستقبل کے لئے آتا ہے اور مثال میں یہی آیت پیش کی ہے اور (حقیقت الوحی کے ص۳۱ ج۲۲ ص۳۳) پر لکھا ہے کہ یہ واقعہ قیامت کے دن ہوگا اور ایسا ہی (نصرۃ الحق کے ص۴۰ خزائن ج۲۱ ص۵۱) پر تحریر کیا ہے کہ: ’’خدا قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہے گا کہ تو نے ہی لوگوں کو کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اپنا معبود ٹھہرا۔‘‘ اور اس جگہ توفی سے موت کے معنی اس لئے مراد لئے کہ وہ دیگر مواضع میں موت ہی کے معنی لئے گئے ہیں غلط ہیں۔ قبض

واستیفاء کے معنی بھی قرآن وحدیث اور محاورات عرب میں بکثرت پائے جاتے ہیں اور نہ فاعل اللہ اور مفعول ذی روح کی خصوصیت کی وجہ سے کوئی ایسا قاعدہ لغت یا نحو کی کتاب میں لکھا ہوا ہے۔ یہ محض مرزا قادیانی کا خانہ ساز اور من گھڑت ضابطہ ہے۔ جس کی لغت عرب میں کوئی اصلیت نہیں ہے۔ ہم لفظ توفی کی تحقیق انی متوفیك کی بحث میں کر چکے ہیں۔ یہاں اس قاعدہ کی تردید میں صرف دو مثالیں دوبارہ ذکر کر دینی کافی ہیں:

(۱)...... ''هو الذی یتوفاکم باللیل ''ای ینیمکم ہیں۔

(۲)...... ''اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها''
(الزمر:۴۲)

اور جس حدیث سے توفی معنی موت کے اخذ کئے گئے ہیں وہ بھی صحیح نہیں ہیں۔ کیونکہ اوّل کما قال العبد الصالح میں رسول اللہ ﷺ نے شرک سے اپنی بیزاری کو حضرت عیسیٰ کی شرک سے بیزاری کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔ مشبہ اور مشبہ بہ میں ہر حیثیت سے مماثلت اور مساوات ہونا شرط نہیں ہے۔ جیسا کہ اس آیت میں ہے: ''کما بدانا اوّل خلق نعیده (انبیا:۱۰۴)'' یعنی جس طرح ہم نے اول پیدائش کی ابتداء کی تھی۔ اسی طرح ہم اس کو دوبارہ لوٹائیں گے۔ ظاہر ہے کہ یہاں لفظ کما سے ابتداء اور اعادہ کے باہمی مماثلت بیان کرنے کے یہی معنی ہیں کہ وہ دونوں قدرت کے نیچے داخل ہیں۔ ورنہ پیدائش کی کیفیت میں ایک کی دوسرے کے ساتھ کوئی مشابہت نہیں ہے۔ پہلی پیدائش زوجین کے نطفہ سے تھی۔ دوسری مرتبہ پیدا کرنا اس طرح نہیں ہے۔

دوسرے اسی آیت میں تعلم مافی نفسی ولا اعلم مافی نفسك مذکور ہے جس میں نفس دو مرتبہ آیا ہے۔ مگر خدا پر نفس کا اطلاق بمعنی ذات ہے اور عیسیٰ پر بلحاظ نفس انسانی بولا گیا ہے۔ اس لئے جائز ہے کہ اس حدیث میں لفظ توفی رسول اللہ ﷺ پر بمعنی موت اطلاق کیا جائے اور عیسیٰ علیہ السلام پر قبض اور استیفاء کے معنی سے مستعمل ہو۔ نیز ''اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها'' میں توفی کا استعمال الگ الگ معنی کے لئے ہے۔ پہلی صورت میں قبض روح یعنی موت مراد ہے۔ دوسرے میں نیند کا ارادہ کیا گیا ہے۔ دونوں جگہ ایک ہی طرح کی توفی مراد نہیں ہے۔ اسی طرح اگر حدیث میں بھی توفی کے دو معنی علیحدہ علیحدہ کئے جائیں تو کیا حرج ہے؟۔

پھر توفی کے معنی رسول اللہ ﷺ میں موت کے اور عیسیٰ علیہ السلام میں رفع جسمانی اور

استیفاء کے ان آیات قرآنیہ اور احادیث کی وجہ سے متعین کئے گئے ہیں۔ جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ مرفوع ہونا اور آنحضرت ﷺ کی وفات ثابت ہے۔ لہٰذا اگر توفی کے معنی اس جگہ موت ہی کے مان لئے جائیں تو چونکہ یہ قصہ قیامت کے روز ہوگا اس لئے آیت کے یہ معنی ہوں گے۔ جب تک میں ان میں رہا ان کا نگراں حال رہا اور جب تو نے مجھے موت دیدی تو پھر تو ہی ان کا نگہبان تھا۔

اس موت سے نزول کے بعد کی موت مراد ہے اور لفظ مادمت فیھم قبل ازرفع اور بعد نزول دونوں زمانوں کو شامل ہے اور توفیتنی سے قبل رفع موت مراد لینے کا کوئی قرینہ قرآن یا حدیث میں موجود نہیں ہے۔ بلکہ اس کے خلاف دلائل شرعیہ موجود ہیں۔ اس لئے اس آیت سے وفات مسیح پر استدلال کرنا صحیح نہیں۔ اسی لئے تمام مفسرین نے توفیتنی کے معنی قبضتنی یا رفعتنی کئے ہیں۔ چنانچہ ابو السعود، بیضاوی' سراج منیر، جامع البیان نے فلماتوفیتنی کی تفسیر بالرفع الی السماء کے ساتھ کی ہے اور ایسا ہی خازن، تفسیر کبیر، معالم، مدارک وغیرہ نے لکھا ہے اور اگر کسی تفسیر میں موت کے معنی لکھے ہیں۔ تو اس سے نازل ہونے کے بعد کی موت مراد ہے اور یا موت قبل از رفع کے معنی لے کر وہ ان کے دوبارہ زندہ ہونے کے بعد رفع آسمانی کا بھی قائل ہے۔

چنانچہ تفسیر فتح البیان میں توفیتنی کے تحت میں لکھا ہے: ''قیل ھذا یدل علی ان اللہ سجانہ توفاہ قبل ان یرفعہ'' لیکن اسی تفسیر کی دوسری جلد میں یہ بھی لکھا ہوا ہے: ''ولما اتی عیسی بھذا الایات البینات قصد الیھود بقتلہ فخلصہ اللہ منھم ورفعہ الی السماء (فتح البیان ج ۲)'' چونکہ موت قبل از رفع کا قول ضعیف اور مرجوح تھا۔ اس لئے اس کو قیل سے بیان کیا اور پھر قبل ان یرفع کی قید لگا کر اس بات کی طرف اشارہ کر دیا کہ اس قول کے مطابق ان کو مار کر دنیا ہی میں نہیں چھوڑا بلکہ زندہ کر کے آسمان پر اٹھالیا۔ جب تک صاحب فتح البیان کی طرف سے عدم رجوع موتی ثابت نہ کیا جائے گا۔ اس کی کسی تحریر سے وفات مسیح کو مطلقاً پیش کرنا صحیح نہیں ہوسکتا۔ بلکہ نقل مذہب میں خیانت سمجھی جائے گی۔

مطالبہ: علمائے اسلام میں سے کسی ایک عالم کا ایسا قول پیش کرو جس نے اذ قال کو ماضی کے معنوں میں رکھتے ہوئے توفیتنی سے موت کے معنی مراد لئے ہوں اور موت وارد کرنے کے بعد ان کے دوبارہ زندہ ہونے اور رفع آسمانی کا قائل نہ ہو۔

جب تک یہ تینوں باتیں ثابت نہ کی جائیں گی وفات مسیح پر اس آیت سے استدلال

کرنا یا کسی مفسر کے قول کو تائیداً نا تمام نقل کرنا فائدہ مند نہیں ہو سکتا اور اگر ”کنت علیهم شهیداً مادمت فیهم “ سے نفی علم بعد الرفع پر استدلال کیا گیا ہے اور اس سے بطور لزوم موت ثابت کی گئی ہے تو یہ بھی دو وجہ سے غلط ہے۔

۱..... کنت علیهم شهداً کے معنی اس سے زیادہ کچھ نہیں ہیں کہ میں جب تک ان میں رہا ان کی نگہبانی اور نگرانی کرتا رہا اور گمراہی سے بچاتے ہوئے ان کو سیدھے راستہ کی ہدایت کرتا رہا۔ چنانچہ نازل ہونے کے بعد اہل کتاب میں سے جو لوگ توریت اور انجیل کی صحیح تعلیم پر قائم نہ رہیں گے۔ ان کے خلاف تلوار اٹھائیں گے اور تثلیث پرستی کو دور کرتے ہوئے دنیا میں اسلام کی اشاعت کریں گے۔

رفع آسمانی کے بعد سے نزول کے زمانہ تک اگر نفی ہوتی ہے تو اس قسم کی نگرانی اور مراقبہ کی ہوتی ہے۔ امت کے احوال سے واقف ہونے کی کوئی نفی نہیں ہوتی۔ نیز اپنی امت کے حالات سے واقف ہونے کے لئے نبی کا ان کے درمیان زندہ موجود ہونا ضروری نہیں ہے اور نہ شہادت دینے کے لئے اس کی کوئی شرط قرآن میں ہے:

”فکیف اذاجئنا من کل امة بشهید وجئنا بك علی هولاء شهیداً“

(النساء: ٤١)

امت محمدیہ پہلے نبیوں کی تبلیغ پر قیامت کے روز گواہی دے گی۔ (دیکھو مشکوٰۃ) مگر اس امت کا زمانہ پہلے نبیوں کے زمانہ سے بہت پیچھے ہے اور دراصل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی عدم نگرانی ہی کا عذر کرنا چاہئے اور عدم علم کا عذر کرنا بالکل بے سود اور غیر مفید ہے۔ کیونکہ نبی امت کی نگرانی کے لئے بھیجے جاتے ہیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ان کا فرض منصبی ہے صرف امت کی گمراہی کا تماشہ دیکھنا ان کا کام نہیں ہے۔ اس لئے قول بالشرک کی نفی کرنے کے بعد حضرت عیسیٰ نے اپنی مفوضہ خدمات کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے کوتاہی کی نفی کرنی مناسب سمجھی اور کنت علیهم شهیداً سے اپنی برأت کو اچھی طرح واضح کرتے ہوئے یہ ظاہر کر دیا کہ تثلیث کا عقیدہ بنی اسرائیل میں نہ میری تعلیم سے پیدا ہوا اور نہ میرے فرض کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی سے آیا۔ بلکہ ان کا نفسانی اختراع ہے۔ ورنہ میں نے قبل از رفع اور بعد نزول دونوں زمانوں میں ان کی پوری پوری نگرانی کی ہے۔

۲..... اگر ہم مان لیں کہ مادمت فیهم رفع سے پہلے زمانہ کے ساتھ خاص ہے تو اس آیت سے گواہی یا نگرانی کی نفی رفع کے بعد والے زمانہ کی ہوتی ہے۔ قبل از رفع کی نہیں

ہوتی۔لیکن سورہ نساء کی آیت ویوم القیامة یکون علیهم شهیداً میں قیامت کے دن گواہی دینے کا اثبات ہے اور یہ اثبات ان لوگوں کے متعلق ہے جو اہل کتاب میں سے ان پر قیامت کے قریب ایمان لائیں گے۔اس لئے دونوں آیتوں کا یہ مفاد ہوگا کہ عیسیٰ علیہ السلام قبل از رفع اور بعد نزول دونوں زمانوں کی گواہی دیں گے اور درمیانی زمانہ جو رفع سے نزول تک کا ہے۔اس کے متعلق کسی قسم کی شہادت یا گواہی نہ دیں گے۔

تحریف:۲......''انی متوفیك ورافعك الی (آل عمران:۵۵)'' اللہ نے متوفیك کو جو موت پر دلالت کرتا ہے پہلے رکھا ہے اور باقی تین چیزوں کو بعد میں۔کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم ترتیب قرآنی کو بدل کر اس کو سب سے آخر میں رکھیں اور پھر وہ بھی صحیح نہ ہو سکے۔

تحقیق اس آیت کے متعلق حیات مسیح کی بحث میں پوری تحقیق کر دی گئی ہے۔مرزائی جماعت کے ہر ایک شبہ کا مدلل جواب بھی عرض کر دیا گیا ہے۔وہاں دیکھ لینا چاہئے۔

تحریف۳......''ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل وامه صدیقة کانا یاکلان الطعام (مائدہ:۷۵)'' فرمایا کہ دونوں ماں بیٹے کھانا کھایا کرتے تھے۔یعنی اب نہیں کھاتے۔دوسری جگہ فرمایا کہ:''وما جعلناهم جسداً لا یاکلون الطعام وما کانوا خالدین (انبیاء:۸)'' یعنی ہم نے انبیاء کا ایسا جسم نہیں بنایا کہ کھانا نہ کھایا کرے اور وہ ہمیشہ رہنے والے نہیں ہیں۔معلوم ہوا کہ کوئی جسم بغیر کھائے زندہ نہیں رہ سکتا اور پہلی آیت سے معلوم ہوا تھا کہ وہ کھانا نہیں کھاتے۔اس لئے وہ زندہ بھی نہیں ہیں۔

تحقیق......اگرچہ کانا یاکلان ماضی استمراری ہے اور فعل ماضی زمانہ گزشتہ پر دلالت کرتا ہے۔لیکن جس طرح وہ زمانہ حال یا استقبال میں کسی چیز کو ثابت نہیں کرتا۔اسی طرح ان دونوں زمانوں میں کسی شے کی نفی بھی نہیں کرتا۔

(۱)...... وکان اللہ عزیزاً حکیماً میں فعل ماضی آیا ہوا ہے۔مگر اس سے بطور مفہوم مخالف یہ سمجھنا کہ خدا تعالیٰ زمانہ حال اور استقبال میں غالب اور حکمت والا نہیں ہے۔بالکل غلط ہے۔

(۲)...... فمن کان یرجوا لقاء ربه فلیعمل عملاً صالحاً میں لفظ کان فعل مضارع پر کان یاکلان کی طرح داخل ہے۔مگر اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ جو زمانہ گزشتہ میں لقاء رب کی امید رکھتے تھے وہ عمل صالح کریں۔زمانہ موجودہ یا آئندہ میں نہ کریں۔پھر اگر کانا یاکلان الطعام کے یہی معنی ہیں کہ وہ زمانہ گزشتہ میں کھاتے تھے۔اب یا آئندہ زمانہ

میں نہ کھائیں گے تو چاہئے کہ جنت میں داخل ہونے کے بعد بھی کچھ نہ کھائیں اور ایسا ہونا بداہتہ باطل ہے۔

دراصل اس آیت کے ذکر کرنے سے الوہیت عیسیٰ کی تردید مقصود ہے۔ کیونکہ جس میں کسی قسم کی احتیاج پائی جاتی ہو وہ کبھی خدا نہیں ہوسکتا۔ اس کو زمانہ حال یا استقبال میں کھانے کی نفی یا اثبات سے کوئی تعلق نہیں ہے: ’’واعلم ان المقصود من ذلك الاستدلال علی فساد قول النصاری‘‘ (کبیر ج۳)

’’(والثانی) انهما کانا محتاجين لانهما کانا محتاجين اے الطعام اشد الحاجة ولااله هوالذی يكون غنيا عن جميع الاشياء فكيف يعقل ان يكون الها‘‘ (تفسیر کبیر ج۳ ص۴۳۶)

دوسری آیت کے متعلق تفصیلی جوابات پہلے گزر چکے ہیں۔ یہاں اتنا کہنا کافی ہے کہ رسول خدا ﷺ بغیر کھائے پئے درپے روزے رکھتے تھے۔ جب صحابہؓ نے آپ ﷺ کی نقل اتارنی چاہی تو یہ فرمایا ایکم یقدر مثلی ابیت عند ربی فهو يطعمنی ويسقينی اس لئے کلیت حکم کی باطل ہے۔

دراصل یہ آیت کافروں کے اس خیال کی تردید کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے کہ رسول کھانے پینے والا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ آیت مالهؤ لاء یاکلون الطعام ويمشون فی الاسواق سے ظاہر ہے ہروقت کھاتے رہے یا کچھ زمانے کے بعد کھانے سے اس آیت کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے جائز ہے کہ عشق الٰہی کی غذا ملنے کی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی کچھ عرصہ کے لئے ظاہری غذا کے محتاج نہ رہے ہوں۔

۲...... ممکن ہے کہ جنت سے میوے ان کے لئے لائے جاتے ہوں جس کے کھانے سے فضلہ بھی تیار نہیں ہوتا۔

۳...... ان کے عادات وخصلات آسمان پر فرشتوں کی مانند ہوگئے ہیں۔ تسبیح اور تحمید ہی ان کی غذا ہے۔ فرشتوں کی طرح وہ ظاہری غذا کے محتاج نہیں رہے۔

’’وایضا فعیسیٰ لما رفع الی السماء صار حاله کحال الملائکة فی زوال الشهوة والغضب والاخلاق الذميمة‘‘ (تفسیر کبیر ج۲ ص۴۵۸)

تحریف:۴...... ’’ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات اوقتل‘‘ (آل عمران:۱۴۴)

اس آیت میں آنحضرت ﷺ سے پہلے رسولوں کی نسبت گزر جانے کی خبر دی ہے اور اس کے دو ہی طریقے بتائے ہیں۔ موت اور قتل۔ اگر تیسری صورت گزرنے کی ہوتی تو اس کا بھی آیت میں ذکر ہوتا۔

۲...... نیز قد خلت کے معنی ماتت کے ہیں۔ چنانچہ بعض مفسرین نے اسی تفسیر میں یہی معنی لکھے ہیں: ''قد خلت مضت وماتت من قبله الرسل فیموت'' (تفسیر مظهری ج۱ ص۴۸۰) ''قد خلت من قبله الرسل بالموت اوالقتل فیخلوا محمد ﷺ'' (تفسیر جامع البیان ص ۶۱)

۲...... اہل لغت کے نزدیک بھی یہی معنی ہیں: ''خلا فلان اذا مات (لسان العرب) خلا الرجل اے مات (اقرب الموارد) خلا فلان اے مات (تاج العروس) اذا سید منا خلا قام سید ۰ فعول بما قال الکرام فعول (حماسه)''

۳...... بخاری کی روایت سے جو اس نے باب کتاب النبی ﷺ الیٰ کسریٰ وقیصر میں لکھی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ صحابہؓ نے اسی آیت کی وجہ سے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر اجماع کیا ہے۔

تحقیق...... لفظ خلا موت کے لئے خاص نہیں ہے۔ اصلی معنی گزرنے یا چلے جانے کے ہیں۔ کبھی ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا بذریعہ موت کے ہوتا ہے اور کبھی فرض منصبی سے فراغت کے بعد علیحدگی یا کسی اور وجہ سے بلا موت چلے جانے پر لفظ خلا کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ مثلاً: ''خلا المکان والشئی یخلوا خلواً وخلاء واخلی لم یکن فیه احد ولا شئی فیه وهو خال'' (لسان العرب وهکذا فی القاموس والصراح)

قرآن مجید میں ہے: (۱)...... ''اذا خلوا الی شیطینهم (البقره: ۱۴)'' (۲)...... ''اذا خلوا عضوا علیکم الا نامل من الغیظ (آل عمران: ۱۱۹)'' ان میں ایک جگہ سے دوسری جگہ چلے جانے کے معنی ہیں: (۳)...... ''بما اسلفتم فی الایام الخالیة (الحاقه: ۲۴)'' (۴)...... ''سنة الله التی قد خلت من قبل (الفتح: ۲۳)'' (۵)...... ''قد خلت من قبلکم سنن (آل عمران: ۱۳۷)'' ان امثلہ میں وقت اور زمانے کے گزرنے پر لفظ خلا بولا گیا ہے۔

اذا سید منا خلا قام سید! میں خلا کے معنی مرنے کے نہیں ہیں۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ جب کوئی سردار اپنی سرداری یا صدارت کا زمانہ پورا کر لیتا ہے اور فرائض منصبی سے اس کو

فراغت ہوتی ہے تو فوراً ہماری قوم میں کوئی نہ کوئی اس منصب کا اہل اور اس کی جگہ پوری کرنے والا ہروقت موجود رہتا ہے۔ کیونکہ سرداری سے علیحدگی کی وجہ صرف موت ہی نہیں ہوتی۔ لائق یہ ہے کہ اس کی کثرت کے وقت مقررہ اوقات پر ڈیوٹیاں بدلتی رہا کرتی ہیں۔ وہاں ٹھہرنا پڑتا ہے جہاں بہترین افراد کی کمی ہوا کرتی ہے۔

جب تک آیت میں خلت کے معنی ماتت متعین نہ ہوں گے اور الرسل والف لام استغراق فرض نہ کیا جائے گا۔ اس وقت تک عموم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر استدلال کرنا کس طرح جائز نہیں ہوسکتا۔

لیکن آیت میں یہ دونوں باتیں نہیں ہیں۔ کیونکہ اگر آیت میں قد خلت سے خلت مراد ہوتا تو پھر خلو کی انواع میں سے افائن مات او قتل یہ کہ موت اور قتل کو کبھی ذکر نہ کیا جاتا۔ ورنہ قتل کو جو موت طبعی سے ایک علیحدہ اور مبائن صورت ہے۔ موت میں داخل کرنے کی وجہ سے قسیم الشی قسم منہ یا تقسیم الشئي الی نفسه والی غیره لازم آئے گی۔ جو قطعاً نا جائز ہے۔ اور نیز یہ کہنا کہ خلو کی صرف دو ہی قسمیں ہیں۔ موت یا قتل بالکل غلط ہے۔

یہ دونوں چیزیں بطور تمثیل مذکور ہوئی ہیں۔ خلو کا ان میں انحصار نہیں ہے اور نہ آیت میں انحصار کا کوئی قرینہ موجود ہے۔

جب گزرنے اور چلے جانے کی موت اور قتل کے علاوہ حرق، غرق، تردی یعنی بلندی سے گر پڑنا، فرائض منصبی سے فارغ ہونا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا وغیرہ صورتیں دنیا میں پائی جاتی ہیں تو ان کی موجودگی میں پہلی دو قسموں میں خلو کو منحصر کرنا کذب بیانی ہے۔ جس سے خدا کا کلام پاک اور منزہ ہے: ''وما تکون فی شان وماتتلوا منه من قرآن ولا تعلمون من عمل الا کنا علیکم شهوداً (یونس: ٦١)'' ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے حالات صرف انہی دو صورتوں میں منحصر نہیں ہیں اور نہ یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ سوائے ان دو حالتوں کے کسی تیسری حالت سے واقف نہیں ہے۔ نیز: ''الذین هاجروا فی سبیل الله ثم قتلوا وماتوا لیرزقنهم الله رزقاً حسناً (الحج: ٥٨)'' اس میں رزق حسن دینے کا وعدہ مہاجرین فی سبیل اللہ کے لئے مرنے اور قتل ہونے کی صورت میں ذکر کیا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر اللہ کے راستے میں زندہ رہیں تو پھر کوئی اجر نہیں ہے۔

اور نہ الف لام استغراقی ہوسکتا ہے۔ کیونکہ الف لام جمع پر داخل ہو کر اس کی جمعیت کو باطل کر دیتا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ مثالوں سے ظاہر ہے:

(۱) ''اذ قالت الملائكة یا مریم ان الله یبشرك (آل عمران:٤٥)''

(۲) ''اذ قالت الملائكة یا مریم ان الله اصطفك (آل عمران:٤٢)''

مریم کو بشارت دینے والا صرف جبرائیل علیہ السلام تھے۔

(۳) ''ولقد اتینا موسیٰ الکتاب وقفینا من بعده بالرسل''

اس میں بالرسل معرف باللام ہے۔لیکن یہاں لام استغراقی نہیں ہے۔کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اورنوح علیہ السلام بھی رسول تھے۔مگر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد نہیں آئے۔

دوسرے اگر لام استغراقی ہوگا۔تو یہ معنی ہوں گے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اورتمام رسول محمد ﷺ سے پہلے گزر گئے ہیں۔اس میں جمع بین المتنافیین ہے اورآخرکلام اول کے متناقض ہے۔کیونکہ ما محمد الا رسول سے آپ ﷺ کی رسالت ثابت کی اورآپ ﷺ سے پہلے تمام رسولوں کا گزر جانا بتا کر آپ ﷺ کی رسالت کی نفی کردی۔خدا کے کلام میں ایسا تہافت اور مناقضہ نہیں ہوسکتا۔

علاوہ ازیں حضرت مسیح علیہ السلام کی شان میں بھی اسی قسم کے لفظ آئے ہیں: ''ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل'' اب اگر اس جگہ بھی الرسل سے تمام رسولوں کا گزرنا مراد ہے تو رسول خدا ﷺ کی رسالت باقی نہیں رہتی اورحضرت عیسیٰ بھی رسولوں کی فہرست سے نکل جاتے ہیں۔

پھر جب حضرت عیسیٰ کے متعلق قد خلت من قبله الرسل کہنے کے باوجود رسول اللہ ﷺ کی نفی نہیں ہوتی۔توما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل کہنے سے حضرت عیسیٰ کے وجود کی کیوں نفی ہوتی ہے۔

۴۔ ''کذالك ارسلناك فی امة قدخلت من قبلها امم(رعد:۳۰)''

اس آیت میں قد خلت اور من قبلها دونوں لفظ موجود ہیں۔مگر اس امت کے ظاہر ہونے کے بعد پہلی امتوں میں سے کوئی امت بھی کلیۃً معدوم اور ہلاک نہیں ہوئی۔جب اس آیت میں خلت کے معنی ماتت نہیں ہیں تو آیت زیر بحث میں کیوں موت ہی کے معنی ہیں؟اور نیز جس طرح اس آیت میں قد خلت اس بات کے منافی نہیں ہے کہ پہلی امتیں اس امت کے زمانہ میں زندہ رہیں۔اس طرح ان میں بھی کوئی منافات یا استحالہ نہیں ہے کہ رسول کے زمانہ

نبوت میں کوئی نبی اس کا تابع بن کر تشریف لائے۔ اور حدیث لوکان موسیٰ حیاً لما یسعه الا اتباعی کا بھی یہی منشاء ہے۔

س اگر من قبله صفت الرسل کی مقدم ہو جیسا کہ الی صراط العزیز الحمید الله میں العزیز الحمید الله کی صفت مقدم واقع ہوئی ہے اور آیت کے یہ معنی ہوں کہ جتنے پہلے رسول تھے وہ سب گزر گئے تو کیا حرج ہے؟۔

ج صفت کا اپنے موصوف پر مقدم کرنا اس جگہ جائز ہے جہاں موصوف اور صفت دونوں معرفہ ہوں اور مقدم کرنے کی صورت میں موصوف اپنی صفت کا بدل یا عطف بیان بن سکے۔ چنانچہ جمل نے اس آیت کے تحت میں لکھا ہے: ''وهذا على القاعدة ان نعت المعرفة اذا تقدم على المنعوت يُعرب بحسب العوامل و يعرب المنعوت بدلا او عطف بيان والاصل الى صراط الله العزيز الحميد الذى''

(جمل حاشیه جلالین)

یہاں اگر من قبله الرسل کی اصلی تقدیر نکال کر الرسل من قبله کہیں۔ تو من قبله کبھی الرسل کی صفت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ من قبله ظرف لغو ہے۔ جو فعل کے ساتھ متعلق ہونے کی وجہ سے جملہ کے حکم میں ہے اور جملہ کبھی معرفہ کی صفت نہیں بنتا۔

پھر مقدم ہونے کی صورت میں الرسل نہ اس کا مغائرت کی وجہ سے بدل ہو سکتا ہے اور نہ عطف بیان۔ اس لئے اس کی ترکیب یہی ہو سکتی ہے کہ من قبله جار مجرور کو قد خلت فعل کے متعلق کیا جائے۔ لہٰذا آیت کے وہ معنی جو مرزا قادیانی نے کئے ہیں۔ غلط ہونے کے علاوہ قرآن مجید میں کھلی ہوئی تحریف ہے۔

اور اس آیت سے وفات مسیح پر اجماع صحابہ کا دعوے کرنا اور بھی جسارت ہے۔ دراصل جب غزوہ احد میں آنحضرت ﷺ کے قتل ہونے کی خبر اڑ گئی تو بعض ضعیف الایمان مسلمانوں کو اسلام کی صداقت میں تردد اور شک اس وجہ سے لاحق ہو گیا کہ اگر محمد ﷺ اللہ کے رسول ہوتے تو قتل نہ کئے جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تردید میں یہ آیت نازل کر کے بتادیا کہ موت یا قتل نبوت کے منافی نہیں ہے۔

فرط غم کی وجہ سے یہی غلطی حضرت عمرؓ کو رسول اللہ ﷺ کی وفات پر لگی ہے اور وہ موت کو نبوت کے منافی سمجھتے ہوئے یہ کہتے پھرتے تھے کہ جو شخص محمد ﷺ کے مرنے کا قائل ہوگا میں اس کا سر تن سے جدا کر دوں گا۔ وہ مرے نہیں بلکہ حضرت عیسیٰ کی طرح مرفوع ہوئے ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے اپنے خطبہ میں اس آیت کو پڑھ کر یہ ظاہر کر دیا کہ موت اور نبوت میں کوئی منافات نہیں ہے اور وہ واقعی وفات پا گئے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کی طرح زندہ مرفوع نہیں ہوئے۔ اس میں حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عیسیٰ کے زندہ مرفوع ہونے کی تردید نہیں کی۔ صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ظاہر کرتے ہوئے موت اور نبوت کی عدم منافات کو ثابت کیا ہے۔ اسی وجہ سے حضرت ابوبکرؓ نے انك میت وانهم میتون اورافان مات او قتل سے استدلال کیا ہے۔ قد خلت من قبله الرسل سے حجت نہیں پکڑی۔ ورنہ اسی پر بس کرتے اورافان مات او قتل یاانك میت وانهم میتون وغیرہ کہتے۔

اور صحابہؓ کے عقیدہ کے دوسرے جز حیات مسیح کے غلط ہونے کی صورت میں اشارۃً یا کنایۃً ضرور تردید فرماتے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ حیات مسیح کی تردید میں ایک لفظ بھی ارشاد نہ فرمایا۔ جو کچھ کہا وہ حضور علیہ السلام کی وفات پر کہا۔

اس لئے اس کو حیات مسیح کے متعلق اجماع کہہ سکتے ہیں۔ وفات کے لئے نہیں کہہ سکتے۔ امام محمد بن عبدالکریم الشہرستانی نے اپنی کتاب الملل والنحل میں لکھا ہے:

”وقال عمر بن الخطابؓ من قال ان محمداً قدمات قتلته بسیفی هذا وانما رفع کما رفع عیسی بن مریم وقال ابو بکر بن قحافةؓ ومن كان يعبد محمداً فان محمداً قد مات۔“

مزید تحقیق اجماع کی بحث میں گزر چکی اور اگر بالفرض تسلیم کر لیا جائے کہ خلت بمعنی ماتت ہے اور الرسل پر الف لام استغراقی آیا ہے پھر بھی وفات مسیح پر استدلال صحیح نہیں۔ کیونکہ جب قرآن کی دوسری آیتوں اور حدیث کے تواتر سے یہ بات ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر موجود ہیں تو وہ اس سے مستثنیٰ سمجھے جائیں گے جس طرح:

۱..... ”انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج (الدهر:۲)“ میں انسان کی پیدائش نطفہ سے بتائی ہے اور آدم علیہ السلام بھی منجملہ انسانوں کے ایک انسان ہیں۔ مگر دوسری آیات کی وجہ سے آدمؑ حوا اور عیسیٰ علیہم السلام کو اس ضابطہ سے مستثنیٰ کرنا ضروری اور لابدی امر ہے۔ تاکہ قرآن عزیز یا حدیث نبوی ﷺ کی تکذیب لازم نہ آئے۔

۲..... ”ان الانسان لکفور (الحج:۶۶)“ ظاہر ہے کہ تمام انسان کافر اور ناشکرے نہیں ہیں بلکہ مشرکین ہی ایسے ہیں۔ مگر چونکہ حکم جنس انسان پر لگایا گیا ہے اس لئے یہ کہنا صحیح ہے۔

تحریف:۵..... ''والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وھم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون (نحل:۲۰، ۲۱)'' اس میں تمام معبودان باطل کو مردہ کہا ہے۔ لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام بھی مردہ ہونے چاہئیں۔ کیونکہ ان کو بھی خدا کا بیٹا یا خدا بنایا گیا ہے اور اموات جمع میت مخفف کی ہے۔ جس کے معنی مردہ کے ہیں۔ مرنے والے کے نہیں ہیں۔

تحقیق..... اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے داخل نہ ہونے کے دو قرینہ موجود ہیں:

۱..... ''لا یخلقون شیئا'' وہ کچھ نہیں بنا سکتے اور عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت قرآن میں ہے۔ ''اذ تخلق من الطین کھیئة الطیر'' اگرچہ حضرت عیسیٰ کی خلق خدا کے خلق کی طرح نہیں۔ لیکن اس پر خلق کا لفظ ضرور اطلاق کیا گیا ہے اور آیت میں مطلق خلق کی نفی آئی ہے۔ کسی خاص قسم کے خلق کی نفی نہیں کی گئی۔

۲..... ''وما یشعرون ایان یبعثون'' اور وہ نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

ہر مسلمان کو قیامت کے دن اٹھنے کا پتہ ہے تو عیسیٰ علیہ السلام کو بدرجہ اولیٰ اس کا علم ہوگا۔ ان کی نسبت مایشعرون کہنا کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا۔ اس کے علاوہ اگر ہر معبود باطل کا اس کی پرستش کے وقت مردہ ہونا ضروری ہوتا تو فرعون اسی وقت مرجاتا۔ اور اس کو ''انا ربکم الاعلی'' کہنے کی مہلت نہ ملتی۔ جب فرعون زندہ کی عبادت ہوسکتی ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نصاریٰ کی پرستش کی وجہ سے مرنا کیوں ضروری ہوا؟۔ اور ملائکہ بھی معبود بنائے گئے ہیں۔ ان کو بھی مرجانا چاہئے؟۔ ''ویوم یحشرھم جمیعاً ثم یقول للملائکة ھؤلاء ایاکم کانوا یعبدون'' (سباء:۴۰)

پھر اموات جمع میت کی ہے۔ اصل وزن اس کا فیعل ہے لیکن کبھی تخفیفاً ایک یا کو حذف کر کے میت بالتخفیف پڑھتے ہیں۔ بلحاظ معنی دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ بہرصورت صفت مشبہ ہے۔ فی الحال مردہ ہونا اس کے مفہوم میں داخل نہیں ہے۔ جیسا کہ انک میت وانھم میتون سے ظاہر ہے۔ اس لئے اموات غیر احیاء کے یہ معنی ہیں کہ معبودان باطل ایک وقت مرنے والے ہیں۔

اصل میں یہ آیت بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان کی الوہیت کی نفی کرتے

ہوئے ان کو بے حس وحرکت کہا ہے۔اسی لئے غیر احیاء وہ کبھی زندہ ہی نہیں ہوئے کی قید کا اضافہ کیا ہے۔

الذین اسم موصول غیر ذوی العقول کے لئے بھی آجایا کرتا ہے۔قرآن میں ہے:

''والذین یدعون من دونہ لایستجیبون لھم الشئی الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وماھو ببالغہ'' (رعد:۱۴)

پکارنے والوں کی آواز کا جوب نہ دے سکنا بتوں ہی کا خاصہ ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ بات صادق نہیں آسکتی۔

تحریف:۶... ''فیھا تحیون وفیھا تموتون ومنھا نخرجون (اعراف:۲۵)'' یہ قانون الٰہی ہر فرد بشر کے لئے عام ہے۔پھر عیسیٰ علیہ السلام اس سے کیونکر مستثنیٰ ہوسکتے ہیں اور ایسا ہی ان آیتوں سے ثابت ہے:

۱..... ''الم نجعل الارض کفاتاً احیاء واموتاً (مرسلات:۲۶)''

۲..... ''ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین (بقرۃ:۳۶)''

تحقیق..... پوری آیت اس طرح ہے:

''قال اھبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر ومتاع الی حین ۰ قال فیھا تحیون وفیھا تموتون ومنھا تخرجون (اعراف:۲۴،۲۵)''

اس میں آدم وحواء کو آسمان سے نازل ہونے کے وقت مخاطب بنایا گیا ہے اور یہ آیت انہی کے قصہ کو ظاہر کر رہی ہے۔ جب آدم وحوا کی عمر کا کچھ حصہ باوجود اس آیت کے مخاطب ہونے کے آسمان پر گزر سکتا ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کچھ مدت آسمان پر رہنا کس لئے ناجائز ہے؟۔(ورنہ جنت، دوزخ اور آدم کے ہبوط آسمانی سے انکار کر کے لوگوں پر اپنی مسلمانی ظاہر کردو۔)

۲..... تمام انسان مرنے کے بعد زمین میں ہی دفن نہیں ہوتے۔بہت سے ایسے بھی ہیں جو چیل اور کوؤں کی خوراک بنتے ہیں۔دریا میں ڈوب کر مچھلیوں کے پیٹ میں جاتے ہیں۔کچھ درندوں کا لقمہ بنتے ہیں۔ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہنا پڑے گا کہ یہ حکم جنس پر کیا گیا ہے اور جنس کے لئے تمام افراد کا احاطہ ضروری نہیں ہوتا۔مثلاً:(۱)..... ''انا خلقنکم من نطفۃ'' (۲)..... ''خلقکم من تراب'' اسی قسم کی آیتوں میں جنس ہی پر حکم ہو رہا ہے۔

۳..... اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ زمین کا رہنے والا کبھی زمین سے جدا

نہیں ہو سکتا۔ ورنہ ہوائی جہازوں میں اڑنے والے کرہ ہوائی تک کبھی نہ جا سکتے۔ یا آیت کا مفہوم غلط ہو جاتا۔ بلکہ اس کی یہ مراد ہے کہ زمین انسانوں کے رہنے اور مرنے کی جگہ بنائی ہے۔ جس طرح ایک مسافر گھر سے نکل کر مہینوں مسافرت میں رہنے کے باوجود ایک دن اپنے اصلی وطن کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اسی طرح زمین کے رہنے والے اگرچہ کچھ مدت زمین سے باہر گزار دیں۔ مگر پھر ان کو ایک دن زمین ہی کی طرف لوٹنا پڑتا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ایک روز ضرور آسمان سے نزول فرمائیں گے اور زمین پر ہی مریں گے اور یہیں دفن کئے جائیں گے اور یہی مطلب باقی دو آیتوں کا ہے۔

تحریف: ۷ ... ''واو صانی بالصلوة والزکوة مادمت حیا (مریم:۳۱)''

حضرت عیسیٰ کو زکوٰۃ دینا ان کی تمام زندگی بھر فرض قرار دیا ہے۔ اگر وہ زندہ آسمان پر موجود ہیں تو زکوٰۃ دینے کے لئے روپیہ کہاں سے آیا اور وہاں کس کو دیتے ہیں اور پھر وہاں اگر نماز اسرائیلی پڑھتے ہیں تو نسخ شریعت لازم آتا ہے اور اگر نماز محمدی ہے تو وہ ان کو کس نے سکھائی؟۔

تحقیق ... جس وقت حضرت عیسیٰ نے یہ جملہ بچپن کے زمانہ میں بحالت شیر خوارگی کہا تھا۔ اسی وقت ان پر نماز یا زکوٰۃ فرض نہیں ہوگئی تھی۔ بلکہ صلوٰۃ کی فرضیت بلوغ تک اور زکوٰۃ کا وجوب بقدر نصاب ملکیت کے ثابت ہونے تک موقوف رہا تھا جس کے یہ معنی ہیں۔ کہ صلوٰۃ یا زکوٰۃ کے واجب ہونے کے لئے اہلیت کی شرط ہے۔ چونکہ آسمان کے رہنے والے کسی شریعت کے مکلف نہیں ہیں اور اسی وجہ سے وہاں کوئی نبی یا رسول مبعوث نہیں ہوا۔

اس واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب تک آسمان پر رہیں گے۔ کسی شریعت کا کوئی حکم ان کی طرف متوجہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ ان کی مادمت حیا سے یہ مراد ہرگز نہ تھی کہ زندگی کے ہر حصہ میں نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی میرے ذمہ واجب ہے۔ ورنہ بچپنے میں بھی ان کو نماز ادا کرنی چاہئے تھی اور بغیر کسی چیز کے مالک ہونے کے زکوٰۃ ادا کرنی ضروری ہوتی اور لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا کے خلاف تکلیف مالایطاق میں گرفتار ہو جاتے۔

۲... جس طرح توحید اور نبوت کا اقرار کرنے کے بعد روزہ، نماز، حج، زکوٰۃ کی فرضیت کا اقرار کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے اور یہ چاروں ارکان جملہ مسلمانوں پر اس معنی سے فرض ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کو اپنی اپنی شرط کے وقت ادا کریں گے۔ دیکھو اقیموا الصلوة واتوا الزکوة میں مخاطب اس کے تمام مسلمان ہیں۔ مگر ادا کرنا انہی لوگوں پر ضروری ہوگا جو اس کے اہل ہوں گے۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ نے اس آیت میں صلوٰۃ اور زکوٰۃ سے نفس وجوب کا اقرار کیا ہے اور وجوب ادا کی کوئی خبر نہیں دی اور نفس وجوب کا بغیر وجوب ادا کے پایا جانا ممکن ہے۔ جیسا کہ اصول کی کتابوں میں درج ہے۔ لہٰذا ہر فرض کے لئے فوراً ہی اس کا ادا کرنا ضروری نہیں ہے۔

تحریف:۸..... ''والسلام علیّ یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیاً (مریم:۱۵)'' ان تینوں حالتوں کو ذکر کرنا بتارہا ہے کہ زندگی میں کوئی اہم امر رفع آسمانی وغیرہ کے متعلق پیش نہیں آیا۔ ورنہ اظہار تشکر کے وقت اس کا بیان کرنا ضروری تھا۔

تحقیق..... کسی اہم واقعہ کے عدم ذکر سے اس واقعہ کی نفی لازم نہیں آیا کرتی۔ ورنہ چاہئے کہ نبوت اور بغیر باپ کے پیدا ہونا، گہوارے میں باتیں کرنا جو یہاں مذکور نہیں ہوئیں۔ ان میں سے کوئی بھی تسلیم نہ کی جائیں۔ چونکہ ان اوقات میں انسان پر زبردست تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔ اس لئے انہی پر اکتفاء کیا گیا۔ کیونکہ ولادت سے موت تک یا موت سے بعث ونشور کے زمانہ تک کے واقعات درمیانی اور ضروری واقعات ہیں۔ جن کا ذکر کرنا بڑی طوالت کا محتاج ہے۔

تحریف:۹..... ''اوترقی فی السماء ولن نؤمن لرقیك حتی تنزل علینا کتاباً نقرء د قل سبحان ربی هل کنت الابشراً رسولاً (بنی اسرائیل:۹۳)'' اس میں کفار نے آنحضرتﷺ سے آسمان پر جاکر کتاب لانے کا مطالبہ کیا۔ تو اس کے جواب میں فرمایا گیا کہ ایسا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ تو بشر ہے اور کوئی بشر آسمان پر نہیں جاسکتا۔

تحقیق..... ''قل سبحان ربی هل کنت الا بشراً رسولاً'' کا تعلق محض صعود فی السماء کے ساتھ نہیں ہے۔ بلکہ اور بھی چند نشانیاں ہیں جو کفار نے رسول اللہﷺ سے ان کی سچائی پر طلب کی تھیں اور وہ یہ ہیں:

''وقالوا لن نؤمن لك حتی تفجر لنا من الارض ینبوعاً اوتکون لك جنة من نخیل وعنب فتفجر الانهار خلالها تفجیراً اوتسقط السماء کمازعمت علینا کسفاً اوتأتی بالله والملائکة قبیلاً اوتکون لك بیت من زخرف او ترقی فی السماء''

ان تمام نشانیوں کے طلب کرنے کے جواب میں هل کنت الابشراً رسولا۔ کی تعلیم دینے سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ رسول کسی نشانی کو اپنی سعی اور کوشش سے ظاہر نہیں کرسکتا۔ معجزہ اور آیت وہبی اور عطائی چیز ہے کسبی یا اکتسابی چیز نہیں ہے جو اپنی مرضی اور سعی سے لائی جاسکے۔ چنانچہ جلالین میں اس آیت کی تفسیر اس طرح لکھی ہے:

’’کسائر الرسل ولم یکونوا یأتوبایة الاباذن اللّٰہ ‘‘اگر یہ آیت بشریت اور مطلوبہ نشانیوں کے درمیان منافاۃ بیان کرنے کے لئے ہو۔ تو باغات اور عمدہ مکانات کا ہونا اور انہار کا جاری کرنا بھی بشریت کے مخالف ہونا چاہئے؟۔ کیونکہ یہ بھی ان کی مطلوبہ نشانیوں میں سے چند نشانیاں ہیں۔ پھر آسمان پر چڑھنا نہ صرف انبیاء علیہم السلام کے لئے ممکن ہے بلکہ کافروں تک کے واسطے غیر ممتنع ہے۔ قرآن مجید میں ہے:’’ولو فتحنا علیھم باباً من السماء فظلوا فیه یعرجون لقالوانما سکرت ابصارنا بل نحن قوم مسحورون (الحجر:۱۴،۱۵)‘‘

تحریف:۱۰..... ’’وما جعلنا لبشر من قبلك الخلدافان مت فھم الخالدون (الانبیاء:۳۴)‘‘یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ تو دنیا سے رحلت کر جائے اور کوئی تجھ سے پہلے کا زندہ ہو۔ معلوم ہوا کہ مسیح فوت ہو چکے ہیں۔

تحقیق... آیت میں خلود اور ہمیشہ رہنے کی نفی کی گئی ہے۔ لیکن اس سے حیات مسیح پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ کیونکہ ہم بھی اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت عیسیٰ ایک دن ضرور وفات پائیں گے۔ دوام اور ہمیشگی ان کو بھی نصیب نہ ہوگی۔ عمر کے دراز ہونے کی آیت میں کوئی نفی نہیں ہے۔ لہٰذا آیت سے وفات مسیح پر استدلال کرنا خدع اور دھوکا دہی یا جہالت ہے اور عمر کے دراز یا کوتاہ ہونے میں کوئی فضیلت نہیں ہے۔

بزرگی بعقل است نہ بسال

ورنہ شیطان جو روز قیامت تک امھلنی الی یوم یبعثون کے ماتحت زندہ رہنے والا ہے۔ مرزا اور اس کے حوار یین سے افضل ہونا چاہئے۔

تحریف:۱۱..... ’’ومنکم من یتوفی ومنکم من یرد الی ارذل العمر لکیلایعلم من بعد علم شیئا (حج:۵)‘‘

کیا حضرت عیسیٰ اگر زندہ ہیں تو اتنے زمانہ کے بعد بڑھاپے کی وجہ سے بیکار نہ ہو گئے ہوں گے۔ پھر ان کا دنیا میں آنا کس کام کا ہے؟۔

تحقیق... اس قسم کی آیتوں کو وفات مسیح سے مطلقاً کوئی لگاؤ نہیں۔ باقی آسمان پر ان کا بڑھاپا اور کمزوری ظاہر کرنے کے لئے پہلے آسمان کا محل تغیر ہونا کسی شرعی دلیل سے ثابت کریں۔ قرآن وحدیث میں تو اس کا ثبوت ملنا مشکل ہے۔ البتہ اگر مرزائیوں کا اس تحریف پر ایمان ہے تو وہ جداگانہ بات ہے۔ شعر:

ایسی جنت کو کیا کریں لے کر
جس میں لاکھوں برس کی حوریں ہوں

تحریف:۱۲...... ’’وما ارسلنا من قبلك المرسلین الا انهم لیأكلون الطعام ویمشون فی الاسواق‘‘ (فرقان:۲۰)

ظاہر ہے کہ آسمان پر کوئی بازار نہیں جس میں حضرت عیسیٰ چلتے پھرتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ وہ مرگئے ہیں

تحقیق...... یہ استدلال بھی جہالت اور بے وقوفی پر مبنی ہے۔ آیت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ نبی ہر وقت کھانا کھاتے اور بازاروں میں پھرتے رہتے ہیں۔ بلکہ اس میں منجملہ عام انسانی حالات کے ایک حالت بیان کر کے کفاروں کے اس خیال کی تردید کی ہے:

’’وقالوا ما لهذا الرسول یأكل الطعام ویمشی فی الاسواق (فرقان:۷)‘‘

یعنی کھانا اور ضرورت کے لئے بازار میں جانا نبوت کے خلاف نہیں ہے۔ واللہ اعلم!

تحریف:۱۳...... ’’ماكان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبیین (الاحزاب:۴۰)‘‘ عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے کی صورت میں وہ نبی ہوں گے۔ تو ختم نبوت جاتی رہے گی اور اگر نبی نہ ہوں گے تو ایک نبی کا نبوت سے معزول ہونا جائز نہیں اور پھر اس کو شریعت محمدی کی تفاصیل کا علم بغیر وحی کے نہیں ہوسکتا۔ جب وحی آئی تو وہ نبی ہوگئے اور شریعت محمدیہ منسوخ قرار دی گئی۔

تحقیق...... ختم نبوت کے یہ معنی ہیں کہ اب کوئی نیا نبی نہیں بنایا جائے گا اور کسی کو نبوت جدید عطا نہیں کی جائے گی۔ نہ یہ کہ کوئی پہلا نبی اپنی نبوت قدیمہ کے ساتھ بھی زندہ نہ رہے گا۔ کیونکہ رسول خدا ﷺ نے سلسلہ نبوت کو ایک زیر تعمیر مکان سے تشبیہ دیتے ہوئے اپنے آپ ﷺ کو مکان کی آخری اینٹ فرمایا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ اس آخری اینٹ کے بعد دوسری تمام اینٹیں گر پڑیں گی۔

عیسیٰ علیہ السلام پہلے نبیوں میں سے ہیں اور مکان نبوت کی وہ اینٹ ہیں جو رسول عربی ﷺ سے پہلے رکھی گئی اور ان کے بعد آنحضرت ﷺ کو رسالت عطا فرمائی گئی اور یہی معنی یأتی من بعدی اسمه احمد کے ہیں۔ یعنی میرے بعد خلعت نبوت زیب تن کرنے والے احمد مجتبیٰ ﷺ ہوں گے۔

نیز’’لوكان موسیٰ حیاً ماوسعه الا اتباعی (مشكوة ص۳۰ باب

الاعتصام بالکتاب والسنۃ)''فرما کر اشارہ کردیا کہ حضور علیہ السلام کی آمد اور ظہور کے بعد پہلے نبیوں میں سے کسی نبی کا آنا ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔

پھر منافات اس وقت ہوتی جبکہ عیسیٰ علیہ السلام پر نزول کے بعد وحی نبوت نازل ہوتی یا وہ رسول اللہ ﷺ کی شریعت کو چھوڑ کر اپنی شریعت پر عمل کرتے۔ لیکن ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات بھی نہ ہوگی۔ نہ ان پر وحی نبوت آئے گی اور نہ شریعت اسرائیلی پر عمل کریں گے۔ بلکہ وہ شرع محمدی کے پابند ہوں گے اور شریعت کی تفاصیل سے واقف ہونے کے لئے وحی نبوت کا آنا ضروری نہیں ہے۔ جس نے ''علم آدم الاسماء کلھا (البقرہ:۳۱)'' آدم علیہ السلام کو بلاواسطہ تمام اسماء سکھادیئے۔

''وعلم الانسان مالم یعلم (العلق:۵)'' جملہ انسانوں کو ان کی ضرورتوں کا علم بغیر فرشتوں کے کرادیا اور جو تمام جنتیوں کو عربی زبان سے واقف کردے گا۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔''قال رسول اللہ ﷺ احبو العرب لثلاث لانی عربی والقرآن عربی وکلام اھل الجنۃ عربی'' (المشکوۃ ص۵۵۳ باب مناقب قریش عن البہیقی)

وہی حضرت عیسیٰ کو اس شریعت کا علم بھی عطا کرے گا۔ صاحب الیواقیت والجواہر لکھتے ہیں:

''کذلک عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اذا نزل الی الارض لایحکم فیھا الا بشریعۃ نبینا محمد ﷺ یعرفہ الحق تعالی بھا علی طریق التعریف وان کان نبیا'' (یواقیت ج۲ ص۳۸ ومثلہ فی ج۲ ص۸۹)

لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد نبی ہوں گے۔ مگر خدا کا معاملہ ان کے ساتھ انزال وحی اور شریعت جدیدہ وغیرہ کے متعلق نبیوں جیسا نہ ہوگا۔ جس طرح قیامت کے روز جملہ انبیاء علیہم السلام نبی ہوں گے مگر فرائض نبوت ان کے سپرد نہ ہوں گی یہی حال عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا میں نزول کے بعد ہوگا۔ اس کی مزید تحقیق انشاءاللہ نبوت کی بحث میں آئے گی۔ واللہ اعلم

مذکورہ بالا

تحریفات کے علاوہ اور بھی بہت سی بے جوڑ اور انمل باتیں آیات قرآنیہ کے رنگ میں مرزائیوں کی طرف سے پیش کی جاتی ہیں۔ لیکن ان کا جواب دینا نہایت سہل اور آسان کام تھا۔ اس لئے ہم نے ان کی طرف توجہ کرنا مناسب نہیں سمجھا۔

فائدہ

اس جگہ بعض احادیث سے بھی وفات مسیح پر قادیانی استدلال کرتے ہیں اور اس طرح بعض علماء اور مفسرین کے اقوال وفات کی تائید میں پیش کرتے ہیں جن میں بیشتر تو ایسے ہیں جن کے نقل میں خیانت کی ہے اور اصل روایت کے پورے الفاظ ذکر نہیں کئے اور بعض کا مطلب اپنی سوءفہم سے کچھ کا کچھ سمجھ لیا گیا ہے۔ اس لئے ہم ایسے بیانات کا نام مغالطہ اور ان کے جوابات کو تصیح سے تعبیر کریں گے۔

مغالطہ:۱۔ ''لوکان موسی وعیسی حیین لما یسعهما الاتباعی (یواقیت والجواهر ج۲ ص۲۲) لوکان موسی وعیسی فی حیاتهما لکان من اتباعه''

(مدارج السالکین ج۲ص۳۱۳ لابن قیم)

معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح زندہ نہیں ہیں۔

تصیح یواقیت والجوہر میں حیین کی شرح موجودین کی ہے۔ یعنی اگر وہ دونوں حضور علیہ السلام کے زمانہ میں موجود ہوتے تو ان کو انہی کی اتباع کرنی پڑتی اور نیز اسی کتاب کے متعدد مواضع میں حضرت عیسیٰ کے نزول کا بڑی شدومد سے ذکر کیا ہے۔ منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے:

''قدجاء الخبر الصحیح فی عیسیٰ علیه السلام وکان ممن اوحی الیه قبل رسول اللهﷺ انه اذا انزل آخر الزمان لایؤمنا الابنا اے بشر یعتنا''

(یواقیت ج۲ ص۸٤)

اس لئے صاحب یواقیت کی طرف وفات مسیح کے عقیدے کی نسبت کرنا انتہائی جسارت اور دیدہ دلیری ہے اسی طرح مدارج السالکین کی عبارت پوری نقل کر دی جاتی تو وہ خود اس حدیث کی شرح بن جاتی۔ چنانچہ اس حدیث کے نقل کرنے کے بعد یہ عبارت مدارج السالکین میں لکھی ہوئی ہے:''واذا نزل عیسی بن مریم فانما یحکم بشریعة محمدﷺ'' باقی تحقیق پہلے گزر چکی ہے۔

مغالطہ:۲۔۔۔ ''ما من نفس منفوسة الیوم یأتی علیها مأة سنة وهی یومئذحیة (کنز العمال ج۱٤ ص۱۹۳ حدیث نمبر ۳۸۳٤۲)''یعنی سو سال کے اندر تمام جاندار انسان اور غیر انسان سب مرجائیں گے۔ لہٰذا عیسیٰ علیہ السلام بھی اگر زندہ تھے تو وہ مر چکے ہیں۔

تصحیح......اس حدیث میں علی الارض کی قید ہے۔جیسا کہ مسلم نے جابرؓ اور ابی سعید خدریؓ سے نقل کیا ہے:

''عن جابرؓ قال سمعت النبیﷺ یقول قبل ان یموت بشهر تسئلونی عن الساعة وانما علمها عند الله واقسم بالله ما علی الارض من نفس منفوسة تاتی علیه مائة سنة وهی حیة یومئذ (رواه مسلم ج۲ ص ۳۱۰ باب معنی قولهﷺ راس مائة سنة)''اور عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نہ تھے اس لئے یہ حدیث ان کو شامل ہی نہیں ہوتی۔

مغالطہ:۳... ''ادم فی السماء الدنیا تعرض علیه اعمال ذریته و یوسف فی السماء الثانیة و ابنا الخالة یحیی و عیسیٰ فی السماء الثالثة و ادریس فی السماء الرابعة...... الخ۔ ابن مردویه عن ابی سعید''جب معراج میں تمام انبیاء علیہم السلام روحانی طور پر تھے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ایسے ہی ہونے چاہئیں۔ان کی کیا خصوصیت ہے جو ان کو بجسد العنصری زندہ آسمان پر مانا جائے۔

تصحیح تمام انبیاء علیہم السلام کا ایک ہی حالت میں مساوی ہونا کوئی ضروری نہیں ہے۔ورنہ کہنا پڑے گا کہ رسول اللہﷺ بھی مرنے ہی کے بعد معراج کے لئے آسمان پر تشریف لے گئے تھے۔اس کی مزید تحقیق پہلے گزر چکی ہے۔

مغالطہ:۴... ابن عباسؓ اور امام مالک،ابن حزم وغیرہ کی طرف نسبت کی جاتی ہے کہ وہ وفات مسیح کے قائل تھے۔

تصحیح......ان حضرات کا پورا قول نقل نہیں کیا جاتا۔آدھی بات نقل کر کے لوگوں کو دھوکا دیا جاتا ہے۔ابن عباسؓ نے متوفیك کی تفسیر وفات بعد النزول سے کی ہے اور وہ تقدیم تاخیر وقوعی کے قائل ہیں۔امام مالک اور علامہ ابن حزم اگرچہ وفات قبل از رفع کے قائل ہوئے ہیں۔لیکن اسی وقت دوبارہ زندہ ہوکر آسمان پر مرفوع ہونے کے بھی قائل ہیں۔ان حضرات کے وفات قبل الصعود کے قول کو نقل کر دیا جاتا ہے۔مگر رجوع موتی اور زندہ ہوکر مرفوع ہونے کے اقرار کو نقل نہیں کیا جاتا۔

اس کے علاوہ دیگر بزرگوں کی طرف بھی اسی قسم کی خیانتیں کر کے وفات مسیح کے عقیدہ کو منسوب کیا ہے۔لیکن ہم اجماع کی بحث میں مکمل اس کی تردید کر چکے ہیں۔واللہ اعلم!

مغالطہ:۵.....''انی ذاھب الی ربی او ارجعی الی ربک ''میں شام کی طرف جانا یا عبادت اور جنت کی طرف لوٹنا مراد ہے۔ایسے ہی معنی رافعک الی کے کرنے چاہئیں۔

تصحیح......تاریخ سے ثابت ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت فرمائی تھی۔اس لئے الی ربی سے الی ملک ربی وھو الشام معنی کئے گئے اور آیت ''یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ ''میں آیت کا سیاق سباق جنت یا دنیا کی واپسی اور عبادت وغیرہ کا قرینہ ہے۔اگر ہر ایک کا اپنا اپنا قرینہ نہ ہوتا۔تو ہر دو آیت کی مراد الگ الگ کبھی نہ ہوتی اور نہ یہ معنی لئے جاتے۔مگر جیسا قرینہ ملتا گیا ویسے ہی معنی متعین ہوتے رہے۔چونکہ بدلائل عقلیہ ونقلیہ ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔اس لئے رافعک الی سے الی سماء ی مقر ملائکتی معنی کرنے ضروری تھے۔

مغالطہ:۶ حضرت عیسیٰ کی آسمان پر حفاظت کرنا اور ہمارے رسول ﷺ کی نہ کرنا یہ ان کے افضل ہونے کی دلیل ہے۔

تصحیح خدا کا معاملہ ہر ایک نبی کے ساتھ ایک جیسا ہونا ضروری نہیں۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون اور اس کے لشکر سے نجات دلانے کے لئے لڑنے کی بھی تکلیف نہ دی اور دشمنوں کو غرق کر کے ان کو بچالیا۔مگر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک دن بھی ایسا نہ ہوا۔کیا اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی افضلیت ثابت کی جاسکتی ہے؟۔

۲..... عیسیٰ علیہ السلام کی حفاظت بذریعہ جبرائیل امین کردی گئی۔چونکہ جبرائیل علیہ السلام آسمان پر رہتے ہیں۔امین کا فرض ہے کہ اپنے قیام گاہ میں امانت کی حفاظت کرے۔اس لئے وہ آسمان پر اٹھا لئے گئے۔

پھر آسمان پر ہونا افضلیت کی نشانی نہیں ہے۔ورنہ چاند سورج ستارے اور فرشتے سب سے افضل ہونے چاہئیں۔بلندی پر اڑنے والی چیل بھی مرزائیوں سے افضل ہونی چاہئے۔صدر ہر جا کہ نشیند صدر است......مکان کے نیچے اور اوپر ہونے سے فضیلت پر استدلال کرنا حماقت اور بے وقوفی ہے۔

۳..... حضرت عیسیٰ میں روحانیت کا اثر جبرائیل علیہ السلام سے اور ارضیت والدہ کی طرف سے تھی۔اس لئے بلحاظ روحانیت آسمان پر اور باعتبار ارضی ہونے کے زمین پر رہنا ضروری تھا۔ (یواقیت ج۱ص۱۱۸)

باب النبوۃ والرسالت

لغت میں نبی مخبر کو کہتے ہیں جو نباء سے مشتق ہے انبیاء علیہم السلام کو بھی اسی لئے نبی کہتے ہیں کہ وہ اللہ کی طرف سے خبر دینے والے ہیں یا نباوۃ اور نبوۃ سے مشتق ہے جو شئی مرتفع اور راستہ پر بولا جاتا ہے۔ چونکہ انبیاء علیہم السلام رفیع الدرجات اور خدا تک پہنچنے کا راستہ ہیں۔ اس لئے ان کو نبی کہا جاتا ہے اور رسول پیغمبر کا نام ہے جو رسالت بمعنی پیغمبری سے ماخوذ ہے۔

(کتب لغت مجمع البحار وغیرہ)

شرعی اصطلاح میں جو شخص خدا کی طرف سے خلق کی ہدایت کے لئے مامور ہو اس کو نبی کہتے ہیں۔ خواہ وہ نئے دین کی تبلیغ کے لئے مامور من اللہ ہو یا نہ ہو اور رسول شریعت جدیدہ کی تبلیغ پر مامور من اللہ کا نام ہے: ''النبی المنبئی وان لیؤمر بالتبلیغ والرسول المامور به''

(مجمع البحار ج ٤ ص ٦٦٥ تحت لفظ نبا)

نبی اور رسول دونوں تشریعی نبی ہیں

١۔ ''فان النبی من اوحی باحکام الشریعة ولم یؤمربه تبلیغها''

(کمالین طه)

٢۔ ''فالنبی علی هذا انسان اوحی الیه سواء امر بتبلیغه والدعوة الیه ام لا ۰ فان امر بذالك فهونبی رسول والا فهونبی غیر رسول''

(مسامره شرح مسائره ص ٩٤)

نبی وہ شخص ہے جس پر شرعی احکام اور مسائل کی وحی نازل ہو۔ اب اگر اس کو نئی شریعت کی تبلیغ اور اشاعت کا حکم ہے تو وہ رسول ہے اور اگر تبلیغ کا حکم نہیں ملا تو ایسا شخص نبی محض کہلاتا ہے۔ اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ شرعی احکام اور مسائل نبی اور رسول دونوں پر نازل ہوتے ہیں مگر نبی کی شریعت اس کی ذات کے ساتھ خاص ہوتی ہے اور ان مخصوص احکام کی تبلیغ کرنے کا ان کو حکم نہیں ہوتا۔ البتہ وہ پہلے رسول کی احکام شرعیہ کی تبلیغ پر ضرور مامور ہوتے ہیں اور رسول پر جو نئے احکام نازل ہوں وہ اس کے ساتھ خاص نہیں ہوتے۔ بلکہ امت بھی اس میں ان کی شریک ہوتی ہے اور وہ نازل شدہ احکام کی تبلیغ پر مامور ہو کر آتے ہیں۔ اس معنی سے نبی اور رسول الگ الگ دو چیزیں ہیں۔ لیکن نبی بمعنی مخبر اور مامور من اللہ ہونے کے رسول پر بھی اطلاق کیا جاتا ہے۔

اس صورت میں نبی عام اور رسول اس سے خاص ہے۔

نبی اور رسول کا فرق

شیخ عبدالوہاب شعرانی ؒ ''یواقیت والجواہر'' میں نبی اور رسول کا فرق اور نبوت تشریعہ کی مراد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''الفرق بینهما هو ان النبی اذا القی الیه الروح شیئاً اقتصربه ذالك النبی علی نفسه خاصة ویحرم علیه ان یبلغ غیره ثم ان قیل له بلغ ما انزل الیك اما لطائفة مخصوصة کسائر الانبیاء او عامة لم یکن ذالك الا لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم سمی بهذا الوجه رسولاً وان لم یخص فی نفسه بحکم لایکون لمن بعث الیهم فهو رسول لا نبی واعنی بهانبوة التشریع التی لایکون للاولیاء''

(ج ۲ ص ۲۵ ونحوه فی کبریت احمر ص ۱۲۱)

جو حکم بذریعہ جبرائیل علیہ السلام کے نبی پر ظاہر ہو۔ اگر وہ اس کی ذات کے لئے خاص کر دیا گیا اور اس کو غیر کی طرف اس حکم کی تبلیغ کرنے سے روک دیا تو ایسا آدمی نبی کہلائے گا اور اگر اس کو نازل شدہ احکام کی تبلیغ کا حکم ہوا ہے خواہ جماعت مخصوصہ کی طرف تبلیغ کرنے کا حکم ملا ہے یا عامہ تمام قوموں کی طرف اس کو مبعوث کیا ہے تو ان کو رسول کہتے ہیں۔ ہمارے سیدی مولائی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے اور دوسرے تمام انبیائے کرام علیہم السلام خاص خاص قوموں کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ ہم نے انہی دونوں قسموں کا نام نبوت تشریعیہ رکھا ہے۔ جس کا دروازہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مطلقاً بند ہو چکا ہے اور یہ مراد اس عبارت کی ہے:

''والفرق بین البنی والرسول ان النبی انسان اوحی له بشرح خاص به فان قیل له بلغ ماانزل الیك اما لطائفة مخصوصة کسائر الانبیاء واماعامة ولم یکن ذالك الا لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم وحده وسمی بهذا الوجهه رسولاً وان لم یخص فی نفسه بحکم لا یکون لمن بعث الیهم فهورسول لانبی''

(کبریت احمر ص ۱۲۰)

معلوم ہوا کہ نبی اور رسول دونوں کے لئے شریعت ہوتی ہے۔ لیکن نبی کی اپنی شریعت ان کی ذات کے ساتھ خاص ہے۔ ان احکام کی پابندی میں امت ان کی شریک نہیں ہوئی جس طرح یا ایها المزمل میں نماز تہجد کی فرضیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہے۔ امت اس کی

فرضیت میں آپ ﷺ کی شریک نہیں ہے اور رسول کو شریعت عامہ دی جاتی ہے جس کی پابندی رسول اور اس کی امت دونوں پر لازم ہوئی ہے۔ اسی لئے شیخ محی الدین ابن العربیؒ نے نبی اور رسول دونوں کو نبی تشریعی کے نام سے موسوم کیا ہے:

''قد ختم الله تعالی بشرع محمد ﷺ جمیع الشرائع فلا رسول بعده یشرع ولا نبی بعده یرسل الیه بشرع یتعبدبه فی نفسه انما یتعبد الناس بشر یعته الی یوم القیامة'' (یواقیت ج۲ ص۳۷)

اللہ تعالیٰ نے تمام شریعتوں کو آپ ﷺ کی شریعت پر ختم کر دیا۔ نہ آپ ﷺ کے بعد کوئی مخلوق کی ہدایت کے لئے شریعت عامہ لے کر آئے گا۔ نہ ایسی شریعت کسی کو دی جائے گی کہ جس پر وہ خود عمل کرے۔ بلکہ آپ ﷺ کی شریعت کی پابندی قیامت تک آنے والوں پر ضروری ہے۔

''الذی اختص به النبی من هذا دون الولی الوحی بالتشریع ولا یشرع الاالنبی ولا یشرع الاالرسول (فتوحات مکیه)'' وہ چیز جو نبی کے ساتھ خاص ہے اور ولی میں نہیں پائی جاتی وہ وحی تشریعی ہے۔ نبی اور رسول کے علاوہ کوئی دوسرا شارع نہیں ہوسکتا۔

''واعلم ان حقیقة النبی الذی لیس برسول هو شخص یوحی الله بامر یتضمن ذالك شریعة یتعبد بها فی نفسه فان بعث بها الی غیره کان رسولا ایضاً'' (یواقیت ص۳۷ ج۲)

نبی وہ ہوسکتا ہے جس کی طرف ایسا حکم نازل کیا جائے جس پر عمل کرنا اسی کے لئے لازم ہوا اور اگر اس حکم کے ساتھ غیر کی طرف مبعوث ہوتو وہ رسول کہلاتا ہے۔ (فتوحات باب۱۴)

وحی نبوت کی تحقیق

معلوم ہوا کہ نبی اور رسول دونوں تشریعی نبی ہیں مگر نبی کی شریعت اس کی ذات کے لئے خاص ہے اور رسول کی شریعت امت اور رسول دونوں کے واسطے عام ہوتی ہے۔ جس طرح امرونہی رسول پر نازل ہوتے ہیں ایسے ہی نبی پر اترتے ہیں۔ مگر رسول کو ان کی تبلیغ کرنے کا حکم ہوتا ہے۔ نبی کو نہیں ہوتا۔ البتہ رسولی شریعت کی اشاعت اور تبلیغ کا حکم ہوتا ہے۔ ایسا ہی قرآن سے مستفاد ہے: ''انا اوحینا الیك کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعده واو حینا الی ابراهیم واسماعیل واسحاق و یعقوب والاسباط و عیسیٰ وایوب

ویونس وھارون وسلیمان ۰ وآتینا داود زبورا'' (نساء: ۱۶۳)

﴿ہم نے وحی کی تیری طرف جس طرح کہ وحی بھیجی ہم نے نوح اوران کے بعد آنے والے نبیوں کی طرف اور وحی نازل کی ابراہیم، اسماعیل، اسحٰق، یعقوب اوران کی اولاد عیسیٰ اور ایوب، ہارون، سلیمان کی طرف اور ہم نے داؤد کو زبورعطاء کی﴾

اس آیت میں اولوالعزم رسول اور دیگر انبیاء علیہم السلام کا ذکر آیا ہے۔ مگر وحی بھیجنے کا طریقہ سب کا ایک ہی جیسا بیان کیا ہے جو لفظ کما سے ظاہر ہے۔ چونکہ رسول اللہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کی وحی میں امرونہی تھا۔ اس لئے دیگر انبیاء علیہم السلام کی وحی میں بھی امرونہی ماننی پڑے گی۔ اس امر میں تو نبی اور رسول دونوں برابر ہیں۔ شریعت عامہ اور خاصہ تبلیغ کا حکم یا عدم حکم کا فرق اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے:

''شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیك وما وصینابہ ابراھیم و موسی و عیسی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ ۰ کبر علی المشرکین ما تدعوھم'' (الشوریٰ: ۱۳)

﴿ہم نے تمہارے لئے وہ دین جاری کیا جس کی نوح علیہ السلام کو وصیت کی اور آپ کی طرف وحی بھیجی اور ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ کو وصیت کی اور وہ یہ ہے کہ دین کو درست رکھو۔ اس میں اختلاف نہ ڈالو۔ جس دین کی طرف آپ مشرکین کو بلاتے ہیں وہ ان پر نہایت گراں ہے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے رسالت کے لئے منتخب کرلیتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اللہ ان کو ہدایت دیتا ہے۔﴾

اس آیت میں ان رسولوں کا ذکر ہے جس کو نئے دین کی تبلیغ کا حکم ملا تھا اور وہ صاحب کتاب تھے۔ غرض امرونہی دونوں کی وحی میں ہوتی ہے اور اسی کا نام وحی تشریعی یا وحی نبوت ہے جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے: ''مابقی احد من خلق اللہ تعالیٰ یامرہ اللہ بامریکون شرعا یتعبدبہ ابدا'' (یواقیت ص۳۸ ج۲)

اب کوئی شخص ایسا نہیں رہا جس کو اللہ کسی حکم کا امر کرے: ''من قال ان اللہ تعالیٰ امرہ بشئی فلیس ذالك یصیحح انماذالك تلبس لان الامر من قسم الکلام ۰ وصفتہ وذالك باب مسدود دون الناس فانہ مابقی فی الحضرۃ الاھیۃ امر تکلیفی الاوھو مشروع'' (فتوحات مکیہ باب ۲۱)

آج ایک شخص کا یہ کہنا کہ اللہ نے اسے کسی بات کا امر کیا ہے بالکل غلط اور محض دھوکہ

ہے۔ کیونکہ امر کلام کی صفت ہے اور اب اس کا دروازہ لوگوں پر بالکل بند ہو چکا ہے۔ کوئی ایسا حکم یا فیصلہ نہیں رہا جس کا شرع محمدی میں ذکر نہ ہو۔ ''فلا ینزل ملك الهام على غير النبى بامرونهى ابداً وانما لا ولياء ه وحى المبشرات وهو الروياء الصالحة يراها الرجل اوترے'' (فتوحات مكيه ص ۳۱۰)

وحی نبوت کے نازل ہونے کے تین طریقے ہیں جو نبیوں ہی کے ساتھ خاص ہیں۔ ولی اور محدث وغیرہ میں نہیں پائے جاتے:

۱..... کلام ربانی بذریعہ جبرائیل امین نبی کے قلب پر القاء کیا جائے۔ قرآن میں ہے: ''نزل به الروح الامين على قلبك (الشعراء: ۱۹۳)'' روح الامین نے تیرے دل پر وحی نازل کی جس میں فرشتہ بشکل انسانی نظر نہیں آتا باریک آواز سنائی دیتی ہے جو گھنٹہ کی جھانج یا مکھی کی بھنبھناہٹ کی طرح معلوم ہوتی ہے۔ ایسی وحی میں رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور پر تغیر کے آثار نمایاں ہو جاتے اور سانس پھول جاتا اور آواز بھرا جاتی تھی اور سخت سردی میں جبین مبارک عرق آلود ہو جاتی اور آپ ﷺ کی ناقہ بوقت سواری زمین پر بیٹھ جاتی اور ایک قدم نہ چل سکتی تھی۔ (دیکھو ان تفاصیل کے لئے بخاری، مسلم وغیرہ)

صاحب (یواقیت ج۲ ص۱۵۳) پر لکھتے ہیں:

۱..... ''قد كان رسول الله ﷺ اذا جاء ه الوحى ونزل به الروح الامين على قلبه يوخذمن حسه ويسجى بثوبه ويرغوكمايرغو البعير حتى ينفصل عنه''

۲..... ''جبرائیل علیہ السلام دحیہ کلبیؓ یا سراقہ ابن مالکؓ کی شکل میں انسان مجسم بن کر آتے اور کلام ربانی رسول اللہ ﷺ کو پہنچاتے تھے۔'' (مدارج النبوۃ ج۲ ص۴۴)

''انه ﷺ لما كان يرى جبرئيل عليه الصلوة والسلام فى صورة دحية الكلبى يراه حقيقة لا مثالاً'' رسول اللہ ﷺ جبرائیل علیہ السلام کو انسانی شکل میں مثالاً نہیں بلکہ حقیقتاً دیکھتے تھے۔

''لاتكون الرسالة قط الابواسطة روح قدسى ينزل برسالة على قلبه احياناً يتمثل له رجلاً وكل وحى لايكون بهذه الصفة لايسمى رسالة بشريعة وانما يسمى وحيا او الهاماً اونفثاً اوالقاءاً ونحو ذالك''

(كبريت احمر ص ۱۲۰)

۳..... بلاواسطہ کسی فرشتہ کے رب العزت خود کلام کرے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو طور پر اور آنحضرت ﷺ سے شب معراج ہم کلام ہوا تھا۔ یہ تینوں طریقہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کسی ولی یا محدث وغیرہ میں نہیں پائے جاتے۔ البتہ ایک قسم وحی کی اور بھی ہے جس کو وحی نوم یا الہام کہتے ہیں۔ ان تمام قسموں کو اس آیت میں جمع کر دیا گیا ہے: ''وما کان لبشر ان یکلم اللہ الا وحیا اومن وراء حجاب اویرسل رسولاً فیوحی باذنہ مایشاء انہ علی حکیم'' (شوری:۵۱)

جلالین میں الا وحیاً کی تفسیر یہ ہے کہ فی المنام یا الہام اور ایسا ہی جامع البیان میں ہے۔ ارسال رسول یعنی فرشتہ کے ذریعے سے جو وحی نازل کی جاتی ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں۔ اس لئے مطلق وحی کی چار قسمیں ہوئیں جن میں وحی نوم اور الہام تو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص نہیں ہیں۔ اس کے علاوہ تینوں قسمیں نبیوں کے ساتھ مخصوص ہیں کمامر۔

مرزا قادیانی نے بھی (الحکم نمبر ۲۹ جلد ۳ مورخہ ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء) میں نبی اور رسول دونوں کو صاحب شریعت تسلیم کیا ہے۔ ''وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے۔''

(مسیح موعود اور ختم نبوت ص ۲ مصنفہ محمد علی لاہوری)

اولیاء اللہ کو سچی خوابیں یا الہامات ہو جایا کرتے ہیں

وحی نوم کی دو قسم جس میں امر و نہی ہوتی ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ذبح ولد کا حکم ہوا تھا۔ وہ بھی نبیوں ہی کے ساتھ خاص ہے۔ وحی نوم بمعنی وحی مبشرات یعنی سچی خواب جس میں کسی قسم کی بشارت اور خوشخبری سنائی گئی ہو وہ اولیاء اللہ کو بھی ہو جایا کرتی ہیں:

''عن ابی ہریرہؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات قالوا مالمبشرات قال الرویاء الصالحۃ رواہ اللبخاری و زاد مالک بروایۃ عطاء ابن یسار یراھا الرجل المسلم اوتری لہ (مشکوۃ ص ۳۹۴ کتاب الرویا)'' ﴿نبوت ختم ہو چکی۔ صرف اس میں مبشرات رہ گئے ہیں۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ مبشرات کیا چیز ہیں۔ فرمایا وہ بہترین خوابیں ہیں جن کو نیک مسلمان دیکھتا ہے اور یا اس کے متعلق کیسی کو دکھائی جاتی ہیں۔﴾

عبادہ بن صامتؓ نے رسول اللہ ﷺ سے آیت: ''لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ (یونس:۶۴)'' ﴿ان کے لئے دنیا اور آخرت کی خوشخبریاں ہیں۔﴾

کی نسبت استفسار کیا تو فرمایا کہ: ''تلك الرویاء الصالحة یراها الصالح اوتری له'' (مسند احمد ج ۵ ص ۳۱۵) ''ابن جریر نے بروایت ابو ہریرہؓ اس حدیث کو اس طرح بیان کیا ہے: ''ھی فی الدنیا الرویأ الصالحة یراها العبد اوتری له وفی الاخرة الجنة'' دنیا کی بشارت اچھی خوابیں جس کو نیک آدمی دیکھتا ہے یا اس کے لئے دوسرے کو دکھایا جاتا ہے اور آخرت کی خوشخبری جنت ہے۔

ہر سچی خواب نبوت کا جز نہیں ہے

حدیث میں جو سچی خواب کو نبوت کا چھیالیسواں جز کہا ہے اس سے ہر سچی خواب مراد نہیں ہے۔ کیونکہ سچی خوابیں تو کافر اور بددین کو بھی ہوتی ہیں۔ بلکہ وہ سچی خواب نبوت کا جز ہے جس میں مرد مومن کو دنیا یا آخرت کے متعلق خوشخبری دی گئی ہو۔ اسی لئے رسول اللہﷺ نے سچی خواب کی دو قسمیں کر دیں۔ خوش کرنے والی اچھی خوابوں کو مبشرات اور رنج دینے والی خوابوں کو رویاء سوء فرمایا ہے: ''عن ابی قتادةؓ قال رسول اللهﷺ الرویاء الصالحة من الله والحلم من الشیطان فاذ اری احدکم مایحب فلا یحدث به الامن یحب واذا رای یکره فلیتعوذ بالله من شرها ومن شر الشیطان ولیتفل ثلاثا ولایحدث بها احداً فانهالن تضره'' (متفق علیه مشکوة ص ۳۹۴ کتاب الرویا)

مکروہ خواب سے بچنے کی ترکیب اسی لئے بتائی گئی کہ وہ باعتبار نتیجہ کے سچی تھی۔ اگر اس سے بچنے کی تدبیر نہ کی جاتی تو ضرر اور نقصان پہنچنے کا ڈر تھا۔

آدمی رویاء صالحہ کی وجہ سے نبی نہیں بن جاتا

رویاء صالحہ کو نبوت کا چھیالیسواں جز کہنا ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک روایت میں حسن اخلاق اور حلم، میانہ روی کو نبوت کا چوبیسواں جز کہا ہے۔ اس قسم کی روایتوں کا یہ مطلب ہے کہ نبوت جو جامع خیرات اور جملہ کمالات کا احاطہ کرنے والی چیز ہے وہ مجموعہ تو اب باقی نہیں رہا۔ لیکن اس کے بعض اجزا یا چند نشانیاں باقی رہ گئی ہیں جس کا نام صوفیاء نے نبوت غیر تشریعیہ رکھا ہے۔ وہ دراصل نبوت نہیں بلکہ ولایت کا مقام ہے۔ اس لئے اس حدیث کی یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ جو شخص سچی اور کثرت سے دیکھے وہ نبی ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ خود مرزا قادیانی کو بھی اقرار ہے کہ: ''سچے خواب فاسق، فاجر، تارک نماز، بدکار، حرام کار، کافر، اللہ، رسول کے دشمن، اخوان الشیاطین، فاسق، نجاست خوار، پلید، حرام خور، کنجروں سے بدتر، بددین، ملحد بھی دیکھ سکتے ہیں۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۴۸، خزائن ج ۱۷ ص ۱۶۸، ۱۶۷ متن وحاشیہ ملخص) کیونکہ جز کبھی بعینہ کل نہیں ہوسکتا۔

''السمت والتودة الاقتصاد جز من اربع و عشرين من النبوة ای من شمائل الانبیاء الا النبوة لا یتجزاء ولا ان من جمعها یکون نبیاً''

(مجمع البحار ج ٤ ص ٦٦٦ بلفظ نباء)

نیک راست، بردباری اور میانہ روی نبوت کا چوبیسواں جز ہے۔ یعنی انبیاء علیہم السلام کی عادات اور خصائل حسنہ میں سے ایک خصلت ہے۔ ورنہ نبوت کی تجزی اور ٹکڑے نہیں ہوتے اور نہ وہ شخص جو ان خصلات کو جمع کرے وہ نبی ہوتا ہے۔)

الہام کی تحقیق اور اس کی قسمیں

مبشرات کے سوا اولیاء اللہ کو بھی سچے الہامات بھی ہوتے ہیں۔ الہام کے معنی لغت میں دردل افگندن چیزے کسی خیال کا دل میں ڈالنا ہے۔ صوفیاء کی اصطلاح میں الہام کے یہ معنی ہیں کہ انسان کے دل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کے متعلق ایک صحیح خیال پیدا ہو۔ مگر اس کے سچے اور صحیح ہونے کی یہ نشانی ہے کہ وہ کتاب وسنت کی ظاہری تعلیم کے موافق اور اس کے مطابق ہو اور اگر آئندہ واقعات کے متعلق اس میں خبر دی گئی ہو تو اکثر سچی اور درست نکلے۔ لہٰذا جو الہام واقعات کے لحاظ سے جھوٹا یا خلاف شرع ہو یا صاحب الہام اس میں امر ونہی کا دعویٰ کرے تو وہ الہام وسوسہ شیطانی اور کذب محض سمجھنا چاہئے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل حوالوں سے ظاہر ہے:

١..... ''الالهام ان یلقی الله فی النفس امر ایبعثه علی الفعل اوالترک وهو نوع من الوحی'' (مجمع البحار ج ٤ ص ٥٣٤ بلفظ لهم)

الہام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کے دل میں ایک ایسا خیال ڈالے جو اس کو ایک کام کے کرنے یا نہ کرنے پر آمادہ کرے۔

٢..... ''اعلم ان وحی الانبیاء لایکون الا علی لسان جبرائیل لیقظة ومشافیة واما وحی الاولیاء فیکون علی لسان ملك الهام وهو علی ضروب کماقاله الشیخ فی باب ص ٢٨٥ فمنه مایکون متلقی بالخیال کا لمبشرات فی عالم الخیال وهو الوحی فی المنام..... ومنه مایکون خیالاً فی حس علی ذی حس ومنه مایکون معنی یجده الموحی الیه فی نفسه من غیر تعلق حسن ولا خیال ممن نزل علیه(یواقیت)''

نبی کی وحی بذریعہ جبرائیل علیہ السلام بیداری کی حالت میں بالمواجہ یعنی جبرائیل علیہ السلام کو دیکھتے ہوئے ہوتی ہے۔ لیکن ولی کی وحی الہام اس طرح نہیں ہوتی بلکہ کبھی سوتے ہوئے

خواب میں کوئی چیز اس کو دکھائی دیتی ہے۔ گاہے بیداری میں کوئی شے نظر آتی ہے اور کبھی بغیر حس اور خیالی قوت کے خود بخود دل میں ایک بات پیدا ہوتی ہے۔ جس طرح کہ حضرت عمرؓ کے دل میں بعض باتیں خود بخود منبعث ہوئیں جو کچھ عرصہ کے بعد بذریعہ وحی نبوت رسول اللہ پر ظاہر کر دی گئیں۔ مثلاً شراب کی حرمت، عورتوں کے لئے پردہ کا حکم، بدر کے قیدیوں کو قتل کا مشورہ، یہ ایسی چیزیں ہیں جن کا خیال پہلے حضرت عمرؓ کے دل میں اٹھا اور پھر اسی کے موافق رسول خداﷺ پر وحی نازل ہوگئی۔ اذان کے کلمات ملک الہام ہی کے ذریعے سے حضرت زیدؓ اور حضرت عمرؓ پر ظاہر کئے گئے تھے۔ مگر اس کو وحی نبوت نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ جو وحی انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے وہ وہی ہے جو بیداری میں جبریل علیہ السلام کے ذریعے سے نازل ہو اور بوقت نزول جبرائیل علیہ السلام نظر آ رہے ہوں یا بلا واسطہ کسی فرشتہ کے خدا تعالیٰ ان سے ہم کلام ہو۔ یہ باتیں وحی الہام کی کسی قسم میں بھی موجود نہیں۔

''فان قلت فهل ينزل ملك الالهام على احد من الاولياء بامراو نهى (فالجواب) ان ذالك ممتنع كماقاله الشيخ فى الباب ص ۳۱۰ فلا ينزل ملك الالهام على غير نبى بامرونهى ابداً وانما وللاولياء وحى المبشرات وهو الرؤياء الصالحة يراها الرجل اوترى له' وهى حق و وحى غالباً لانها غير معصومة'' (يواقيت ج ۲ ص ۸۵)

ملک الالہام کا کسی ولی پر امر و نہی کے ساتھ اترنا بالکل ممتنع ہے کبھی کسی ولی پر امر و نہی کا الہام نہیں ہوتا۔ اولیاء کے لئے سوائے مبشرات کے اور کچھ نہیں رہا اور وہ رویاء صالحہ ہے جو اکثر سچی نکل آتی ہے۔

۴ ..... ''انه ليس فى الحضرة الالهيه امرتكليفى الا وهو مشروع فما بقى للاولياء اسماع امرها فاذا امرهم الانبياء بشئى كان لهم المنا جاة واللذة السارية فى جميع وجودهم لا غير و معلوم ان المنا جاة الامر فيها ولانهى انما هو حديث وسمر وكل من قال من اهل الكشف انه مامور بامر الهى مخالف لامرشرعى محمدى تكليفى فقد التبس عليه الامر''

(يواقيت ج ۲ ص ۸۵)

جس قدر بھی امر شرعی تھے وہ سب دین محمدی میں ختم ہو چکے ہیں۔ اولیاء اللہ کے لئے سوائے ان احکام کے سننے کے کچھ نہیں رہا اور اس میں ان کو لذت آتی ہے۔ کیونکہ وہ ان کو انبیاء

علیہم السلام کی زبان مبارک سے سنتے ہیں۔اس لئے سوائے مناجات کے امرونہی وہاں نہیں ہوتا اور جو اہل کشف میں سے اپنے الہام میں امرونہی کا دعویٰ کرے وہ فریب خوردہ ہے۔

۵...... ’’بان لك ان ابواب الاوامر الالهية والنواهي قدسدت وكل من ادعاها بعد محمد ﷺ فهو مدع شريعة اوحى بها اليه سواء وافق شرعنا وخالف فان كان مكلفاً ضربنا عنقه والاضربنا عنه مفحا‘‘

(يواقيت والجواهر ج۲ ص۳۸)

۶...... ’’مابقى للاولياء الاوحى الالهام على لسان ملك اللغيب لايشاهد فيعلمهم بصحة حديث قيل بتضعيفه اوعكسه من طريق الالهام من شهود الملك و سماع خطابه الا الانبياء واما الولى فان سمع صوتاً لايرى صاحبه وان راى الملك لايسمع كلاما اذلا تشريع فى وحى الاولياء‘‘

(كبريت احمر ص۱۰ فتوحات باب ۲۲)

اولیاء اللہ کے لئے سوائے الہام کے کچھ باقی نہیں رہا۔ جو ایسے فرشتہ کے ذریعہ سے ان کے دل میں ڈالا جاتا ہے جو ان کو نظر نہیں آتا۔مگر وہ ان کو حدیث کی صحت وفساد سے آگاہ کرتا ہے۔فرشتہ کی رؤیت اور اس کے کلام کا سماع یہ دونوں چیزیں انبیاء علیہم السلام کے لئے مخصوص ہیں۔ولی اگر آواز سنتا ہے تو فرشتہ اس کو نظر نہیں آتا اور اگر فرشتہ دکھائی دیتا ہے تو وہ ان سے کوئی کلام نہیں کرتا۔کیونکہ یہ وحی تشریعی کی خصوصیتیں ہیں۔

وحی نبوت اور کشف تام اور الہام کا باہمی فرق

غرض الہام وحی نبوت کے مقابلہ میں ایک معمولی چیز ہے۔بلکہ الہام تو کشف تام کے برابر بھی نہیں ہوسکتا اور کشف کا درجہ وحی نبوت سے کم ہے۔اسی لئے نص کے مقابلہ میں کشف کوئی چیز نہیں ہے۔ پھر وحی الہام، وحی نبوت کا مقابلہ کیونکر کرسکتا ہے؟۔ چنانچہ شیخ اکبر وحی نبوت اور الہام کا فرق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’فان النفث فى الروع منحط عن رتبه وحى الكلام ووحى الاشارة والعبارة ففرق يا اخى بين وحى الكلام ووحى الالهام‘‘

وحی الہام دل میں ایک نیک خیال پیدا کرنے کا نام ہے جو وحی نبوت سے درجہ میں کم ہے۔کیونکہ وحی نبوت میں فرشتہ بالمواجہ خدا کا پیغام سناتا ہے اور سے الہام میں ایسا نہیں ہوتا۔ کیونکہ الہام کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے جو اس حدیث میں مذکور ہے

’’عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ان للشیطان لمة بابن آدم وللملك لمة فامالمة الشیطان فایعاد بالشر وتکذیب بالحق واما لمة للملك فایعاد بالخیر و تصدیق بالحق فمن وجدذالك فلیعلم انه من الله فلیحمد الله ومن وجدالاخری فلیتعوذ بالله من الشیطان الرجیم ثم قراء الشیطان یعدکم الفقرو یأمرکم بالفحشا رواہ الترمذی (مشکوٰة ص۱۹ باب الوسوسة)‘‘

’’عن ابن مسعودؓ قال قال رسو ل الله مامنکم من احد الاوقد وکل به قرینه من الجن و قرینه من الملائکة(رواہ مسلم، مشکوٰة ص۱۸ باب الوسوسة)‘‘

یعنی انسان پر فرشتہ اور شیطان دونوں مقرر کئے گئے۔ شیطان گناہ اور تکذیب حق کے لئے اکساتا ہے اور فرشتہ نیکی کی طرف بلاتا ہے اور سچائی کی تصدیق کراتا ہے۔ جس شخص کے دل میں نیکی کے خیالات پیدا ہوں تو وہ اللہ کی طرف سے ہیں اور گناہ اور خلاف شرع کاموں کی رغبت شیطانی وسوسہ ہے۔

معلوم ہوا کہ الہام کی دو قسمیں ہیں۔ الہام شیطانی اور الہام رحمانی۔ خدا کی طرف سے وہی الہام سمجھا جائے گا جو شریعت محمدی کے موافق ہو۔ اسی لئے سچے الہام میں شریعت کے موافق ہونے کی شرط لگائی گئی ہے۔ یہ مرتبہ اتباع شریعت سے دین دار مسلمانوں کو حاصل ہوسکتا ہے۔ بلکہ کشف تام کا رتبہ اس سے بڑھا ہوا ہے۔ اسی لئے سوائے حضرت عیسیٰ کے جوان کو نزول کے بعد حاصل ہوگا صالحین میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔

الہام دونوں کو ہوسکتا ہے اور وحی نبوت کسی کو بھی نہیں ہوسکتی: ’’قد جاء الخبر الصحیح فی عیسیٰ وکان ممن اوحی الیه قبل رسول اللہ ﷺ انه اذا نزل آخر الزمان لایؤمنا الابنا ای بشریعتنا وسنتنا مع ان له الکشف التام اذا نزل زیادة علی الالهام الذی یکون له کما لخواص هذه الامة‘‘

(یواقیت ج۲ ص۸٤)

حدیث سے ثابت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں نزول فرمائیں گے۔ اگرچہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے ان پر وحی نبوت نازل ہوتی تھی۔ مگر نزول من السماء کے بعد سوائے کشف تام کے اور علاوہ الہام کے جو صالحین کو بھی ہوتا ہے وحی نبوت نازل نہیں ہوگی۔

نبی یا رسول کہلانے کیلئے تین باتیں ہونی ضروری ہیں

معلوم ہوا کہ انسان نبی یا رسول اسی وقت کہلایا جاسکتا ہے یا نبوت کے درجہ پر جب ہی

پہنچ سکتا ہے۔ جبکہ اس میں مندرجہ ذیل اوصاف موجود ہوں:

۱...... امر و نہی تحلیل و تحریم وغیرہ احکام اس پر نازل ہوں جو ان کی ذات کے ساتھ خاص ہوں اور ان کو امت میں تبلیغ کرنے سے روک دیا گیا ہو۔ البتہ پہلے رسول کی شریعت کی تبلیغ اور اتباع کرنے کا حکم ہو۔ گویا وہ بعض احکام میں شریعت سابقہ کا پابند ہو اور بعض میں نہ ہو اور اگر اس کو ایسی شریعت عامہ عطا فرمائی گئی ہو جس کی تبلیغ کرنے کا حکم ہو۔ اس صورت میں رسول پیغامبر کی حیثیت سے خود بھی عمل کرے اور دوسرے کو بھی پابندی کی تلقین فرمائے۔

۲...... اس سے خدا تعالیٰ بلا واسطہ ہم کلام ہو یا اس کے پاس بذریعہ فرشتہ کے پیغام پہنچایا گیا ہو۔

۳...... وحی لانے والے فرشتہ کو آنکھوں سے دیکھے اور کانوں سے خدا کا پیغام سنے۔

ملہم ہونے کی شرطیں

اسی طرح ملہم ہونے کی بھی چند شرطیں ہیں:

۱...... نیک مرد صالح اور پابند شریعت ہو۔ تاکہ اس پر دقائق شریعت اور اسرار قرآنیہ کا دروازہ کھل جائے۔ کیونکہ گناہ اور معصیت کی وجہ سے شیطان کا تسلط قوی اور فرشتہ کی امدادی طاقت کمزور ہو جاتی ہے جس سے الہامات ربانی کے بجائے شیطانی وساوس کا القاء ہونے لگتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: ’’هل انبئكم على من تنزل الشيطين تنزل على كل افاك اثيم‘‘ (الشعراء :۲۲۲،۲۲۱)

شیخ عبدالوہاب شعرانی کبریت احمر میں فرماتے ہیں: ’’الولی الكامل يجب عليه معانقة العمل بالشريعة المطهرة حتى تفتح الله تعالى له فى قلبه عين الفهم عنه فيلهم معانى القران ويكون من المحدثين‘‘ (ص۲۲)

۲...... ملہم کا کوئی الہام خلاف شریعت نہ ہو اور اس کی ہر ایک حرکت کتاب اور سنت کے موافق ہو۔ قرآن میں ہے:

’’ومن لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الكافرون‘‘ (مائدہ:۴۴)

’’ومن يشاقق الرسول من بعد‘‘ (نساء:۱۱۵)

یواقیت میں ہے: ’’فان من شان اهل الطريق ان تكون جمعى حركاتهم وسكناتهم محرزة على الكتاب والسنة ولا يعرف ذالك الا بالتبحر فى علم الحديث والفقه والتفسير‘‘ (یواقیت ج۲ ص۹۲)

''اذا رائیتم شخصاً متربعا فی الهواء فلاتلتفتوا الیه الا رائتموه مقیدابالکتاب والسنة'' (یواقیت ج۲ ص۹۳)

۳...... ملہم کتاب وسنت کے وہی معنی بیان کرے جو آئمہ مجتہدین نے سمجھے ہیں اور جو شریعت کے مطالب اور مضامین آج ہمارے ہاتھ میں ہیں ان کے خلاف کوئی بات نہ کہے۔

شیخ عبدالوہاب لکھتے ہیں:''هل ثم طریق للشریعة غیر مابایدینا من النقول ثم یقول من زعم ان ثم علما باطناً غیر مابیدینا فهو باطلی یقارب الزندیق (یواقیت ج۲ ص۹۲)'' جو علم شریعت کا آج ہمارے ہاتھ میں ہے کیا اس کے سوا کوئی اور معنی بھی ہیں۔ ہرگز نہیں جو شخص ایسا دعویٰ کرے وہ زندیق اور بے ایمان ہے۔

شیخ اکبر فتوحات میں لکھتے ہیں:''اعلم ان میزان الشرع الموضوعة فی الارض هی مابایدی العلماء من الشریعة فمهما خرج ولی عن المیزان الشرع المذکورة مع وجود عقل التکلیف انکرنا علیه ذالك فان غلب علیه الحال سلم له حاله مالم یعارض نصاً اوا جماعاً واما مخالفة لما طریقه الفهم فلاقال فان ظهر بامریوجب الحد فی ظاهر الشرع ثابت عند الحاکم اقیمت علیه الحدودولابد'' (کبریت احمر ص۱۳۸ و فتوحات باب ۱۸۵)

''آج شریعت کی ترازو وہی ہے جو علماء ظاہر کے ہاتھ میں ہے۔ جو ولی اس میزان پر صحیح نہیں اترے گا۔ اگر وہ ذی ہوش ہے تو اس پر انکار کریں گے اور اگر مغلوب الحال ہے تو اس کو معافی دی جائے گی۔ بشرطیکہ اس نے کوئی کلمہ قرآن وحدیث اور جماع امت کے خلاف نہ کہا ہو اور اگر اپنی رائے اور عقل سے ایسے معانی اور مطالب بیان کرتا ہے جو ظاہری شریعت کے خلاف ہیں تو پھر اس کو مہلت نہیں دی جائے گی۔ اگر وہ مستحق سزا کا ہوگا تو اس پر حد شرعی جاری کر دی جائے گی۔''

۴...... الہام میں امر ونہی اور تحلیل وتحریم نہیں ہوتی۔ بلکہ اسرار شریعت، مناجاۃ الٰہی اور بشارات وغیرہ ہوتی ہیں اور بس۔ اسی پر تمام اہل کشف کا اجماع ہے:''وقد ثبت عند اهل الکشف باجمعهم انه لا تحلیل ولا تحریم لا حد بعد انقطاع الرسالة والنبوة'' (کبریت احمر ص۱۱۶)

ملہم کے لئے فرشتہ کی روایت اور اس کے کلام کا سماع یہ دونوں کبھی جمع نہیں ہوتیں۔

۶...... خدا تعالیٰ کبھی کسی ملہم سے بلاواسطہ ہم کلام نہیں ہوتا:''فان قال لم

یجٔنی بذالك ملك وانما امر فی اللّٰه تعالیٰ به من غیر واسطة قلنا له' هذا اعظم من الاول فانك اذن ادعیت ان اللّٰه تعالیٰ کلمك کما کلم موسی علیه الصلوٰة والسلام ولاقائل بذالك من علماء النقل ولا من علماء الذوق''

(یواقیت ص۳۸ ج۲)

تحقیق نبوت غیرتشریعہ

چونکہ الہام اور کشف اور رویاء صالحہ بھی ایمان اور تقوی طہارت کی طرح انبیاء علیہم السلام کے مجموعہ اوصاف وکمالات میں سے چند وصف ہیں۔ اس لئے اس پر صوفیائے کرام نے نبوت غیرتشریعہ کا لفظ اطلاق کر دیا۔ ورنہ وہ بعینہ نبوت نہیں ہے۔ اسی طرح حسن خلق، حلم، عفت اعتدال، ایمان، ورع وتقوی پر بھی نبوت کاملہ کا اطلاق کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ بھی نبی کے اوصاف میں سے چند وصف ہیں۔ لہٰذا ہر مومن جس میں عفت، پاک دامنی، کمال ایمان وغیرہ خاصیتیں موجود ہوں وہ نبی ہونا چاہئے۔ باوجودیکہ یہ ضابطہ بداہتہً باطل ہے۔ غرض نبوت غیر تشریعہ ولایت کا ایک درجہ ہے جس کو فنافی الرسول سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ جس طرح بحر توحید میں ڈوبے ہوئے کو فنافی اللہ کہتے ہیں۔ مگر وہ باوجود اس بات کے بعینہ خدا نہیں بن جاتا اسی طرح رسول اللہ کی کامل پیروی کرنے والا محب رسول کو فنافی الرسول کہتے ہیں اور وہ اس وجہ سے بعینہ رسول یا نبی نہیں ہو جاتا۔ بلکہ ولایت کا ایک ایسا مرتبہ ہے کہ جس کی شان کسی قدر نبوت کی شان سے ملتی جلتی ہے۔

مگر مرزا قادیانی نبی تشریعی اور رسول میں کوئی فرق نہیں کرتے اور جو تفسیر رسول کی، کی جاتی ہے۔ یعنی اس کو ایک کتاب خلق کی ہدایت کے لئے اور شریعت عامہ امت کے عمل کرنے کے واسطے دی جائے۔ بعینہ وہی معنی نبی تشریعی کے لیتے ہیں باجویکہ نبی تشریعی کے معنی عام ہیں جو نبی اور رسول دونوں پر بولے جاتے ہیں اور رسول اس کی ایک قسم ہے اور قسم کبھی مقسم کی عین نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں نبی تشریعی اور غیرتشریعی صوفیائے کرام کی ایجاد کردہ اصطلاح ہے۔ قرآن وحدیث اور پہلی آسمانی کتابوں میں نبی غیرتشریعی کا مطلقاً ذکر نہیں ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں سے خواہ وہ نبی تھے یا رسول۔ مگر سب کے سب نبی تشریعی تھے اور ان پر وحی نبوت نازل ہوتی تھی۔ غیرتشریعی نبی کوئی بھی نہ تھا۔ محض صوفیائے کرام نے فنا فی الرسول کے مقام کا نام نبوت غیرتشریعہ رکھ دیا اور ساتھ ہی یہ ہدایت کر دی کہ نبوت کا لفظ اس پر اطلاق کرنا قطعاً ناجائز اور بالکل حرام ہے۔ چنانچہ یواقیت میں ہے:

''قد كان الشيخ عبدالقادر الجيلی يقول اوتی الانبياء اسم النبوة واوتينا اللقب ای حجر علينا اسم النبی مع ان الحق تعالی يخبرنا فی سرائرنا، بمعانی كلامه و كلام رسولهﷺ ويسمی صاحب هذا المقام من انبياء الاولياء غاية نبوتهم التعريف بالا حكام الشريعة حتی لا يخطئوا فيها لا غير'' (اليوقيت ج ۲ ص ۳۹)

اگرچہ اللہ تعالیٰ ہمارے دل میں قرآن اور حدیث کے معانی اور مطالب کا القاء کرتا ہے اور ہم کو شریعت کے وقائق اور اسرار پر نبیوں کی طرح مطلع کرتا ہے۔ لیکن ہم پر لفظ نبی اطلاق کرنا صحیح نہیں ہے۔ چونکہ اس مقام میں نبوت کی جھلک ہوتی ہے۔ اس لئے اس درجہ پر جو فائز ہوں ان کو انبیاء الاولیاء سے موسوم کر سکتے ہیں۔ ان کی نبوت صرف اس قدر ہے کہ ان کو شریعت کا صحیح علم بذریعہ الہام کے کرادیا جائے۔ تاکہ شریعت کے سمجھنے میں غلطی نہ کھائیں۔ گویا ایسے لوگ حدیث من اراداللہ به خير ايفقه فی الدين کے صحیح مصداق ہوجاتے ہیں۔

''القسم الثانی، من النبوة البشرية وهو خاص بمن كان قبل بعثة نبينا محمدﷺ وهم الذين يكونون كالتلامذه بين يدی الملك فينزل عليهم الروح الامين بشريعة من الله فی حق نفوسهم يتعبد هم بها فيحل لهم ماشاء أو يحرم عليهم ماشاء ولا يلزمهم اتباع الرسل وهذاالمقام لم يبق له اثر بعد محمد'' (يواقيت ۲ج ص۲۵)

''نبوت کی وہ قسم جس میں نبی کی ذات کے واسطے امر ونہی اور حلال وحرام کے احکام بذریعہ جبرئیل نازل ہوتے ہیں اور وہ اس حکم میں پہلے رسول کے تابع نہیں ہوتے۔ البتہ رسولی شریعت کی اشاعت کرنے میں مانند سرکاری اہلکاروں کے کام کرتے ہیں۔ ایسی نبوت رسول عربیؐ کے ظاہر ہونے سے پیشتر تمام نبیوں میں پائی جاتی تھی۔ لیکن اب حضرت کی بعثت سے وہ بالکل بند ہوچکی ہے۔''

معلوم ہوا کہ جس نبی کو ہدایت کے لئے کتاب نہیں دی جاتی تھی اس میں دوحیثیتیں پائی جاتی تھیں:

(۱)...... امت کے حق میں وہ پہلی شریعت کی مبلغ ہوتے تھے اسی کی اتباع کی امت کو تلقین فرماتے تھے۔

(۲)...... اپنی ذات خاص کے لئے ہر حکم میں شریعت سابقہ کے پابند نہیں ہوتے

تھے بلکہ بعض احکام براہ راست خدا کی طرف سے بذریعہ جبرئیل نازل ہوتے تھے۔ نہ بالکل رسولوں کی طرح مستقل تھے اور نہ مانند امتی کے ہر حکم میں تابع ہوتے تھے۔

چنانچہ حضرت لوط اور حضرت یوسف اور ہارون علیہم السلام مستقل نبی نہ تھے۔ بلکہ تابع ہی تھے۔قرآن مجید میں ہے:''فامن له لوط'' (العنکبوت:۲۶)

''ای فی جمع مقالاته لافی النبوة ومادعاالیه من التوحید فقط (ابو السعود ص ۳۷۹)''حضرت ابراہیم پر لوط ایمان لے آئے اور ان کی ہر ایک بات تسلیم کر لی۔

۲ ''فارسله معی ردآیصدقنی (القصص:۳٤)''اے اللہ! میرے بھائی ہارون کو میرا مددگار اور تصدیق کرنے والا بنا کر میرے ساتھ بھیج دے۔

۳ ..... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام سے کہا: ''افعصیت امری (طٰہٰ:۹۳)''

۴ حضرت یوسف علیہ السلام نے دین ابراہیم کی اتباع کا ان لفظوں میں اقرار کیا:''اتبعت ملة ابائی ابرهیم واسحق ویعقوب (یوسف:۳۸)''میں اپنے آباؤ اجداد ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے دین کا متبع ہوں۔

۵ ''اناانزلنا التوراة فیها هدی ونور یحکم به النبیون'' (المائده:٤٤)

ہم نے توریت نازل کی جس میں ہدایت اور حق کی روشنی ہے۔انبیاء علیہم السلام اسی کے احکام بیان کرتے تھے۔علامہ ابن جریر حدیث تسوسهم الانبیاء کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ای انهم کانواذا اظهر فیهم فساد بعث الله لهم نبیا، یقیم لهم امرهم ویزیل ماغیروا من احکام التوراة''نبی کا پہلے رسول کے تابع ہونا اور شریعت سابقہ کا تبلیغ کرنا ان آیات سے ظاہر ہے اور بعض احکام کا براہ راست خدا سے حاصل کرنا پہلے ثابت ہو چکا ہے۔لہٰذا جو شخص آج رسول اللہ ﷺ کی اتباع کا دعویٰ کرتے ہوئے خدا سے براہ راست فیض حاصل کرنے کا دعویدار ہوگا وہ مدعی نبوت سمجھا جائے گا۔

مرزا قادیانی لکھتے ہیں:''مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی یعنی موسیٰ کا تابع اور خادم دین تھا اور اس کی انجیل توریت کی فرع ہے۔''

(براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر۳ ص۵۰۰، خزائن ج۱ ص۵۹۴)

ب .... وحی غیر انبیاء پر بھی نازل ہوتی ہے: ’’اوحینا الی ام موسیٰ (القصص:۷)‘‘ سے ظاہر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نبیہ نہیں تھیں۔ ذوالقرنین کو مخاطب بناتے ہوئے یہ فرمایا گیا: ’’یاذالقرنین اماان تعذب واماان تتخذ فیھم حسنا (کہف:۸۶)‘‘ حضرت مریم پر یہ وحی اتری: ’’یا مریم اقنتی لربک واسجدی (آل عمران ۴۳)‘‘

ج .... وحی الہام رویاء اور فرشتہ کی گفتگو، مکالمہ خداوندی پر بولی جاتی ہے۔ پہلی تین قسمیں نبیوں کے ساتھ خاص نہیں ہیں۔ البتہ الہام اور القاء ربانی کے علاوہ مخاطبہ الٰہیہ کی وہ قسم جو بذریعہ فرشتہ کے بیداری میں ہو یا بلاواسطہ خداتعالیٰ کسی سے کلام کرے۔ یہ دونوں قسمیں وحی نبوت کہلاتی ہیں جو نبیوں کے علاوہ کسی غیر میں نہیں پائی جاتیں۔ اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کو بذریعہ الہام یا خواب کے واقعہ کے اطلاع دی گئی یا کسی فرشتہ کی معرفت حقیقت حال سے آگاہ کیا گیا۔ مگر یہ فرشتہ کی اپنی گفتگو تھی خدا کی پیغام رسولی نہیں تھی۔ اسی طرح مریم کے ساتھ فرشتہ کا مکالمہ تھا خداتعالیٰ کے حکم کی پیغام رسانی تھی۔ الہام یا فرشتوں کی گفتگو وحی نبوت نہیں کہلاتی۔ دیکھو آیت: ’’ولوتری اذاالظالمون فی غمرات الموت والملائکۃ باسطوا ایدیھم اخرجوا انفسکم (الانعام:۹۳)‘‘ (میں اخرجوا انفسکم فرشتوں کا کلام ہے جو کفاروں سے سکرات موت کے وقت کہا جاتا ہے۔ مگر اس مخاطبہ کی وجہ سے کسی کی نبوت ثابت نہیں ہوتی۔ ومثلہ کثیرفی القرآن!

۶ .... صاحب مدارک اوحینا الی ام موسیٰ کے تحت میں لکھتے ہیں:

’’بالھام او بالرویاء او باخبار ملک کماکان لمریم ولیس ھذاوحی الرسالۃ ولا تکون ھی رسولا ‘‘ یہ فرشتوں کا مکالمہ یا الہام تھا جس کو وحی نبوت نہیں کہتے۔ اور ذوالقرنین اگر نبی نہ تھے تو یہ وحی اس زمانہ کے نبی کی معرفت آپ کو پہنچائی گئی تھی۔ براہ راست ان پر نازل نہیں ہوئی اور ایسی مثالیں قرآن میں بکثرت موجود ہیں۔

۱ .... ’’وقلنالھم کو نوا قردۃ خاسئین‘‘ (البقرۃ:۶۵)

۲ .... ’’قلنااھبطوا مصرا فان لکم ماسألتم (البقرۃ:۶۱)‘‘

میں جن بنی اسرائیل کو مخاطب بنایا گیا ہے۔ ان میں سے ایک بھی نبی، رسول نہ تھا۔ بلکہ وحی اس زمانہ کے نبی پر اتری تھی۔ مگر مخاطب امت کو بنایا گیا۔

۳ .... ’’یابنی آدم خذوا زینتکم‘‘ (الاعراف:۳۱)

۴...... ''الم أعهد یا بنی آدم ان لاتعبدوا الشیطین (یاسین:۶۰)''
اس میں بنی آدم کو مخاطب بنایا جو یقیناً نبی نہ تھے۔ بس ایسا ہی یہاں سمجھنا چاہیے۔ یا اس مخاطب الٰہیہ سے الہام مراد ہے: ''ان کان نبیا فقدا وحی اللّٰه الیه بهذا والّا فقدا وحی الی نبی فامره النبی به او کان الهام (مدارک)''

باب: مرزا قادیانی اور دعویٰ نبوت

یوں تو مرزا قادیانی کی کوئی تحریر بھی کسی معاملہ میں قطعی فیصلہ نہیں ہے۔ لیکن نبوت کا دعویٰ آپ نے ایسے مبہم اور پیچیدہ لفظوں میں کیا ہے کہ آپ کے متبعین بھی کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے سے قاصر ہیں۔ مرزا محمود احمد خلیفہ قادیانی جماعت کا دعویٰ ہے کہ مرزا قادیانی نے ابتداء میں محدثیت اور مسیحیت کا دعویٰ کیا اور نبوت کے مدعی کو کافر سمجھا۔ لیکن ۱۹۰۱ میں ان کو معلوم ہوا کہ آپ حقیقی طور پر نبی ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد آپ نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اسی پر آخر تک قائم رہے۔

لاہوری جماعت کہتی ہے کہ آپ سے جو خدا کا مکالمہ ہوا اس میں آپ کو نبی یا رسول کے لفظ سے ضرور یاد کیا گیا۔ لیکن وہ مجازی اور لغوی اعتبار سے تھا۔ حقیقی طور پر نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہمیشہ مدعی نبوت کو کافر کہتے رہے اور کبھی نبوت مستقلہ کا دعویٰ نہیں کیا۔

ہر ایک فریق اپنے دعویٰ کے ثبوت میں مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کرتا ہے۔ مرزا محمود احمد اپنی کتاب (القول الفصل کے ص۲۴) پر لکھتے ہیں ''تریاق القلوب کی اشاعت تک (جو کہ اگست ۱۸۹۹ سے ۲۵؍اکتوبر ۱۹۰۲ء ختم ہوئی) آپ کا عقیدہ یہی تھا کہ آپ کو حضرت مسیح پر جزوی فضلیت ہے اور آپ کو جو نبی کہا جاتا ہے تو یہ ایک قسم کی جزوی نبوت ہے اور ناقص نبوت ہے۔ لیکن بعد میں جیسا کہ نقل کردہ عبارت کے فقرہ دو اور تین سے ثابت ہے۔ آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا کہ آپ ہر ایک شان میں مسیح سے افضل ہیں اور کسی جزوی نبوت کے پانے والے نہیں بلکہ نبی ہیں۔ ہاں ایسے نبی جس کو آنحضرت ﷺ کے فیض سے نبوت ملی۔ پس ۱۹۰۲ سے پہلے کی کسی تحریر سے حجت پکڑنا بالکل جائز نہیں ہوسکتا۔'' چونکہ اسی کتاب میں ۵نومبر ۱۹۰۱ء کے ٹریکٹ سے چار حوالے ص۴، ۵، ۶، ۷ پر تحریر کئے جو ۱۹۰۲ء کے دعویٰ نبوت کے خلاف تھے۔ اس لئے حقیقت النبوۃ میں ایک سال اور کم کر کے لکھتے ہیں۔ ''اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے اور ۱۹۰۲ء درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور

پرحد فاصل ہے............ پس یہ بات ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں اوران سے حجت پکڑنی غلط ہے۔'' (ص ۱۲۱)

اس خیال کی تائید میں مرزا قادیانی کی وہ تحریریں جو ۱۹۰۱ء کے بعد لکھی گئیں پیش کی جاتی ہیں۔احمدیہ پاکٹ بک والا حوالجات نقل کرتا ہوا لکھتا ہے:

(۱)...... ''ہمارے نبی ہونے کے وہی نشانات ہیں جو توراۃ میں مذکور ہیں۔میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں پہلے بھی کئی نبی گذرے ہیں جنہیں تم لوگ سچا مانتے ہو۔''

(ملفوظات ج ۱۰ص ۲۱۷)

(۲)...... ''میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کرسکتا ہوں۔میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک کہ اس دنیا سے گذر جاؤں۔''

(آخری مکتوب اخبار عام ۲۳مئی ۱۹۰۸ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ص ۵۹۷)

(۳)...... ''اور ایک ایسا ہوگا کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا ایک پہلو سے امتی۔وہی مسیح موعود کہلائے گا۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۰۱، خزائن ج ۲۲ص ۱۰۴، حاشیہ)

(۴)...... ''اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہوسکتا ہے۔مگر وہی جو پہلے امتی ہو۔''

(تجلیات الہیہ ص ۲۰، خزائن ج ۲۰ص ۴۱۲)

(۵)...... ''بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت سے آنحضرتﷺ کے افاضہ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔'' (حاشیہ حقیقت الوحی ص ۱۵۰، خزائن ج ۲۲ص ۱۵۴)

(۶)...... ''میرا ہرگز یہ دعویٰ نہیں کہ آنحضرتﷺ سے الگ ہوکر نبی ہوں۔''

(البلاغ المبین ص ۲۰)

(۷)...... ''جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔مگر اس معنی سے کہ میں نے اپنے رسول اور مقتداء سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۷،۶، خزائن ج ۱۸ص ۲۱۱،۲۱۰)

(۸) ..... ''ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اس لئے ہم نبی ہیں۔''

(اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۸)

اس قسم کی اور بھی تحریرات تھیں جو بخوف طوالت حذف کر دی گئیں۔ ان حوالہ جات سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کے خیال میں رسولی شریعت کی اتباع کرنے سے نبوت مل سکتی ہے اور ایسی نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا اور نہ یہ ختم نبوت کے خلاف ہے اور خود مرزا قادیانی بھی ایسے نبی تھے۔ گویا نبی تشریعی مرزا قادیانی کے رائے میں وہی ہے جو مخلوق کی ہدایت کے لئے نئی شریعت عامہ تبلیغیہ اور نئی کتاب لے کر آئے اور بغیر کسی پہلے رسول کے اتباع کے نبوت حاصل کرے۔ یعنی جو تعریف رسول کی ہے وہ مرزا قادیانی کے نزدیک نبی تشریعی کی ہے اور لاہوری جماعت کا امیر محمد علی اپنے رسالہ ''مسیح موعود اور ختم نبوت'' میں قادیانی خیالات کی تردید کرتے ہوئے مرزا قادیانی کی تحریرات کے مندرجہ ذیل حوالے پیش کرتا ہے:

۱..... ''میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائکہ اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر۔ بلکہ میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہوگئی۔''

(اشتہار مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۱، ۲۳۰)

۲..... ''تمام مسلمانوں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح الاسلام و توضیح المرام و ازالۃ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ بلکہ صرف سادگی سے ان کے لغوی معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں۔ ورنہ حاشا وکلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں۔ میرا اس پر ایمان ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں تو وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ میری نیت میں جس کو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے بلکہ صرف محدث مراد ہے جس کے معنی آنحضرت ﷺ نے متکلم

مراد لئے ہیں۔یعنی محدثوں کی نسبت فرمایا ہے:''عن ابی هریرةؓ قال قال النبی ﷺ قدکان فیمن قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکون انبیاء فان یك فی امتی منهم احد فعمرؓ! بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو کاٹا ہوا خیال فرمالیں۔''

(اشتہار مورخہ ۳فروری ۱۸۹۲ء جو ڈاکٹر عبدالحکیم کے مقابلہ میں دیا گیا مجموعہ اشتہارات ج۱ص۳۱۴)

۳..... ''وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے۔ بلکہ رسول کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ سے علم پاکر پیشین گوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتانے والا۔ سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں اسلام میں فتنہ پڑتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے۔ اس لئے اپنی جماعت کو معمولی بول چال اور دن رات کے محاورے میں یہ لفظ نہیں چاہئیں..... جاننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے تمام نبیوں اور رسولوں کو قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ پر ختم کردیا۔'' (الحکم نمبر۲۹ ص۳ مورخہ ۱۷اگست ۱۸۹۹ء)

۴..... ''نہ مجھے دعویٰ نبوت وخروج از امت اور نہ میں منکر معجزات اور ملائکہ اور نہ میں لیلۃ القدر سے انکاری ہوں اور آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی کریم ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا ہو یا پرانا اور قرآن کریم کا ایک شوشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہوگا۔ ہاں محدث آئیں گے جو اللہ جل شانہ سے ہم کلام ہوتے ہیں اور نبوت تامہ کے بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں اور بلحاظ بعض وجوہ شان نبوت کے رنگ سے رنگین کئے جاتے ہیں اور ان میں سے میں ایک ہوں۔'' (نشان آسمانی ص۳۰، خزائن ج۴ ص۳۹۰)

مرزا قادیانی نے تمام تحریروں میں محدث کو متکلم اور غیر نبی کہا ہے اور ہر قسم کے نبی آنے سے انکار کیا ہے۔ مگر یہ تمام تحریریں ۱۹۰۱ء سے پہلے کی ہیں۔ اس کے بعد کی تحریرات ملاحظہ ہوں۔

(۵)..... ''نؤمن بانه خاتم الانبیاء لا نبی بعده الالذی ربی من فیضه واظهره وعده ولله مکالمات ومخاطبات مع اولیائه فی هذه الامة وانهم یعطون صیغة الانبیاء ولیسوا بنبیین فی الحقیقة فان القران اکمل

وطرالشریعة ولا یعطون الافہم القرآن ولا یزیدو عـلـیه ولا ینقصون ومن زاد وانقص فاؤلئک من الشیطان الفجرہ‘

(مواہب الرحمن ص ۶۶٬۶۷، خ ج ۱۹ ص ۲۸۵٬۲۸۶، ۱۹۰۳ء)

حقیقت الوحی میں جو مرزا غلام احمد قادیانی کی سب سے آخری کتاب ہے لکھتے ہیں کہ ’’والنبوة قد انقطعت بعد نبیناﷺ ولاکتاب بعد الفرقان الذی ہوخیر الصحف السابقة ولا شریعة بعد الشریعة المحمدیة بیدانی سمیت نبیاً لسان خیرا البریة وذالك امرظلی من برکات المتابعة وما اری فی نفسی خیرا ووجدت کلما وجدت من ہذہ النفس المقدسة وماعنی اللّٰہ من نبوتی الاکثرة المکالمة والمخاطبة...... فلیس حق احدان یدعی النبوة بعد رسولنا المصطفی علی الطریقة المستقلة وما بقی بعدہ الاکثیرة المکالمة وہو بشرط الاتباع لابغیر متابعة خیر البریة واللّٰہ ماحصل لی ہذا لمقام الامن انوار اتباع الاشعة المصطفویة و سمیت نبیامن اللّٰہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقة‘‘ (ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۶۴٬۶۵، خزائن ج ۲۲ ص ۶۸۸٬۶۸۹)

معلوم ہوا کہ ۱۹۰۲ء کے بعد مرزا قادیانی کے خیال میں سابق کی طرح ہر قسم کی نبوت بند نہیں تھی بلکہ صرف اس نبوت کا دروازہ بند ہوا تھا جو مستقل طور پر حاصل ہو اور اس میں ہدایت کے لئے نئی شریعت اور کتاب دی جائے اور جو نبوت رسول اللّٰہﷺ کی اتباع سے یا شریعت عامہ تبلیغیہ کے حاصل ہو وہ نبوت قطعاً بند نہیں ہوئی اور مرزا قادیانی بھی ایسے ہی نبی تھے جو صاحب کتاب نبی کے مقابلہ میں مجازاً نبی کہلایا جاتا ہے۔ اصل میں وہ محدث ہے جس میں نبوت کے تمام اجزاء بالقوہ جمع ہوتے ہوں۔ اس لئے اس کو بالقوہ نبی کہہ سکتے ہیں۔ بالفعل نہیں کہہ سکتے اور وہ اس کی تائید میں مرزا قادیانی کی یہ عبارت پیش کرتے ہیں۔

(۶)...... ’’قلت ان اجزاء النبوة توجدفی التحدیث کلہا ولکن بالقوة لا بالفعل فالمحدث نبی بالقوة ولو لم یکن سدباب النبوة لکان نبیاً بالفعل...... وکمالات النبوة جمیعہا مخفیة مضمرة فی التحدیث وما حبس ظہورہا وخروجہا الی الفعل الاسدباب النبوة والی ذالک اشار النبیﷺ فی قولہ لوکان بعدی نبی لکان عمروما قال ہذا الابناء علی ان عمر کان محدثا

فاشارا الی ان مادة النبوة و بذرها یکون موجود افی التحدیث

(حمامۃ البشریٰ ص ۸۱،۸۲ خزائن ج ۷ ص ۳۰۱،۳۰۰)

"میں نے یہ کہا ہے کہ محدث میں تمام اجزاء نبوت پائے جاتے ہیں۔لیکن بالقوہ نہ بالفعل پس محدث بالقوہ نبی ہے اور اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو وہ بالفعل نبی ہوتا... کمالات نبوت سب کے سب تحدیث میں مخفی اور مضمر ہوتے ہیں اور ان کا ظہور اور خروج فعل تک صرف اس لئے رک جاتا ہے کہ باب نبوت مسدود ہے اور اسی کی طرف نبی علیہ السلام نے اپنے قول میں اشارہ کیا ہے اور اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا اور یہ صرف اسی لئے کہا کہ عمر محدث تھے۔ پس یہ اشارہ کیا کہ نبوت کا مادہ اور اس کا تخم محدث میں موجود ہوتا ہے۔"

(ترجمہ از مسیح موعود محمد علی لاہوری)

اس تحریر میں تحدیث کے معنی بدل دیئے اور اس میں تمام اجزاء نبوت کے جمع ہونے کا دعویٰ کر دیا باوجودیکہ پہلے یہ عقیدہ تھا کہ محدث میں نبوت کے بعض صفات پائے جاتے ہیں اور محدث کسی قسم کا نبی نہیں ہوتا۔ جیسا کہ الہورنی نوٹ ۲؍۱ سے ظاہر ہے۔

تحدیث میں تمام اجزاء نبوت تسلیم کرنے کے بعد نبی اور محدث میں کوئی فرق نہیں رہتا۔

نبوت وہبی ہے کسبی نہیں

قوۃ اور فعلیت کا فرق بالکل غلط اور غیر مفید ہے۔ کیونکہ حصول نبوت کے لئے کسی استعداد اور قابلیت کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ محض موہبت الٰہی ہے جس کو وہ چاہتا ہے عنایت کرتا ہے۔ اس کے لئے قابلیت کا کوئی خاص معیار مقرر نہیں ہے۔ "اللہ اعلم حیث یجعل رسالته" اگر کوئی قابلیت ہے تو وہ یہ ہے کہ وہ مرد ہو عورت نہ ہو۔ "ماارسلنا من قبلك الارجا لا" ورنہ نبی عربی جو رسمی علوم اور معمولی نوشت وخواند سے بھی ناواقف اور شرائع اور احکام سابقہ سے بیخبر تھے۔ کبھی نبی نہ بنائے جاتے اور باوجودیکہ قرآن عزیز میں یہ ارشاد ہوتا ہے: "وکذلك او حینا الیك روحاً من امرنا ماکنت تدری ماالکتاب ولا الایمان (شوریٰ:۵۲)" اسی طرح ہم نے تجھ پر وحی نازل کی باوجودیکہ تو نہ کتاب سے واقف اور نہ ایمان کو جانتا تھا کہ وہ کیا چیز ہے۔ پھر نبوت کے اجزاء اور اس کے صفات میں سے یہ بھی ہے کہ اس پر بذریعہ جبرائیل امین کے وحی ربانی نازل ہو اور احکام شرعیہ تبلیغیہ یا غیر تبلیغیہ اس پر ظاہر ہوں یا خدا تعالیٰ بلاواسطہ اس سے موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہم کلام ہو۔ اگر یہ اجزاء بھی محدث میں پائے جاتے ہیں تو پھر وہ نبی

ہی ہوا۔ اس کو محدث کہنا اور قول اور فعل کا فرق نکالنا سراسر غلط ہے اور یہ اگر صفات کسی میں نہیں پائے جاتے تو پھر تمام اجزاء نبوت کو تحدیث میں جمع کرنا صحیح نہیں۔ اس دو عملی سے تو صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ لاہوری اور قادیانی جماعت کے درمیان مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کے بارے میں محض جنگ زرگری ہے جس کی حیثیت اختلاف لفظی سے زیادہ نہیں ہے۔

کیونکہ اس بات پر دونوں جماعتیں متفق ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نئی شریعت تبلیغ لے کر کوئی شخص نہیں آسکتا اور نہ مستقل اور طور پر بغیر رسول شریعت کی اتباع کے ولی نبی بن سکتا ہے۔ البتہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور پیروی کرنے سے ایک شخص میں نبوت کے تمام اجزاء اور اس کی صفات جمع ہو سکتی ہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی میں تھے۔ چنانچہ محمد علی اپنے رسالہ ''مسیح موعود اور ختم نبوت کے ص ۲۳'' پر لکھتا ہے کہ ''ہاں جس بات کے سب لوگ اس وقت تک قائل تھے وہی تھی جس کی تشریح میاں صاحب نے اپنے مضمون میں رد کر دی ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ آپ کے کمالات اعلیٰ سے اعلیٰ ترقیات کے ان منازل تک پہنچ گئے کہ آپ کی اتباع کی برکت سے ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں جو بڑے سے بڑے انبیاء کا مرتبہ رکھتے تھے۔ نیز اس پر اتفاق ہے کہ نبی تشریعی وہ نبی ہے جس پر شریعت جدیدہ اور نئی کتاب نازل ہوا اور وہ کسی رسول شریعت کا تابع نہ ہو۔ جیسا کہ گزشتہ حوالہ جات سے ثابت ہو چکا ہے۔ البتہ اگر اختلاف ہے تو یہ ہے کہ جو شخص ایک حیثیت سے نبی اور ایک جہت سے امتی ہو وہ حقیقتاً نبی کہلایا جا سکتا ہے یا نہیں۔''

لاہوری کہتے ہیں کہ وہ محدث ہے اور اس کو نبی یا رسول مجازاً کہتے ہیں اور اس کا منکر کافر نہیں ہوتا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ''ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔''

(تریاق القلوب ص ۱۳۰، خزائن ج ۱۵ ص ۴۳۲)

اور مرزا محمود اور اس کی پارٹی اس امر کی قائل ہے کہ ابتداء میں مرزا قادیانی اس مقام کو محدثیت کا درجہ سمجھتے رہے۔ لیکن ۱۹۰۱ء کے بعد ان کو معلوم ہو گیا کہ یہ مقام نبوت کا ہے اور اس سے ختم نبوت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ کیونکہ ختم نبوت کے اگر مخالف ہے تو وہ نبوت تشریعیہ ہے اور نبوت غیر تشریعیہ اس کے خلاف نہیں ہے۔ چنانچہ حقیقت النبوۃ میں لکھتے ہیں کہ ''خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود چونکہ ابتداء نبی کی تعریف یہ خیال کرتے تھے کہ نبی وہ ہے جو نئی شریعت لائے یا بعض حکم منسوخ کرے یا بلاواسطہ نبی ہو۔ اس لئے باوجود اس کے وہ سب شرائط جو نبی کے

لئے واقع میں ضروری ہیں آپ میں پائی جاتی تھیں۔ آپ نبی کا نام اختیار کرنے سے انکار کرتے رہے اور گو ان ساری باتوں کا دعویٰ کرتے رہے جن کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی ہو جاتا ہے۔ لیکن چونکہ آپ ان شرائط کو نبی کی شرائط نہیں خیال کرتے تھے بلکہ محدث کی شرائط سمجھتے تھے کہ اس لئے آپ کو محدث کہتے رہے اور نہیں جانتے تھے کہ میں دعویٰ کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کے سواء اور کسی میں پائی نہیں جاتی اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں۔'' (ص ۱۲۴)

مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کس طرح کیا

ان تمام تحریرات کے بعد ایک دانشمند اور منصف مزاج انسان اس نتیجہ پر پہنچنے کے لئے مجبور ہے کہ مرزا قادیانی نے شہرت کے ابتدائی زمانہ میں مجددیت اور محدثیت کا دعویٰ کیا اور پھر محدث کے وہ معنی بیان کئے جو نبی غیر رسول کے ہیں اور نبی اور رسول میں کوئی فرق نہیں کیا بلکہ جو معنی رسول کے تھے وہی نبی کے بیان کئے۔ اسی طرح محدثیت کے پردہ میں ایک زمانہ تک نبوت کا دعویٰ ہوتا رہا اور جب عوام پر ان کا یہ جادو چل گیا اور عقیدت مندوں کی ایک جماعت اردگرد جمع ہوگئی تو نبوت کا دعویٰ کھلے الفاظ میں کر دیا اور یہ مرزا قادیانی کی زندگی کا آخری زمانہ تھا جس میں آپ محدثیت کا پردہ چاک کر کے نبوت کی شکل میں نمودار ہوئے۔ قادیانی جماعت کا یہ خیال کس قدر صحیح ہے کہ مرزا قادیانی ایک زمانہ تک نبوت کو محدثیت سمجھتے رہے یا یوں کہو کہ محدث کی یہ توجیہ بیان کی جو نبی پر صادق آتی تھی۔

محدث کی تعریف

کیونکہ محدث اصل میں اس کو کہتے ہیں کہ جس پر شریعت مطہرہ کی پابندی اور اتباع کرنے کی وجہ سے قرآن عزیز کے معارف کا دروازہ کھل جائے اور اللہ تعالیٰ اس کے دل کی آنکھوں کو ایسا روشن کر دے جس سے وہ بغیر ظاہری تعلیم و تعلم کے قرآن کریم کے معانی اور مطالب کو صحیح طور پر سمجھنے لگے۔ چنانچہ شیخ عبدالوہاب کبریت احمر میں لکھتے ہیں: ''فذا الك الولی الكامل يجب عليه معانقة العمل بشريعة المطهرة حتى يفتح الله تعالىٰ قلبه علىٰ الفهم بمنه فيلهم معانى القران ويكون من المحدثين بفتح الدال (ص ۲۲)''

ابتداء زمانہ میں مرزا قادیانی بھی محدث کے یہی معنی بیان کرتے تھے۔ جیسا کہ وہ ازالہ میں لکھتے ہیں کہ: ''اب یہ بھی یاد رہے کہ عادت اللہ ہر ایک کامل ملہم کے ساتھ یہی رہی ہے کہ عجائبات مخفیہ فرقان اس پر ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات ایک ملہم کے دل پر قرآن شریف کی آیت الہام کے طور پر القاء ہوتی ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۳۱۸، خزائن ج ۳ ص ۲۶۱)

اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے بلکہ صرف محدث مراد ہے جس کے معنی آنحضرتﷺ نے متکلم مراد لئے ہیں۔ یعنی محدثوں کی نسبت فرمایا ہے: ''عن ابی ھریرۃ قال قال النبیﷺ قد کان فیمن قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکون انبیاء فان یك فی امتی منھم احد فعمر''

(مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۳۱۴،۳۱۳)

ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ تم سے پہلے بنی اسرائیل میں ایسے لوگ تھے جن سے مکالمہ الٰہی ہوتا تھا۔ مگر وہ نبی نہیں ہوتے تھے۔ میری امت سے بھی اگر کوئی ایسا ہو تو عمرؓ ہوگا۔ من غیر انبیاء کی قید نے بالکل واضح کر دیا کہ ملہم نبی نہیں ہوتا۔ کیونکہ اولیاء کے ساتھ مکالمہ الٰہی کے یہی معنی ہیں کہ ان کے دل میں کوئی سچی بات ڈالی جاتی ہے اور وہ مکالمہ جس کی آواز کانوں سے سنی جاتی ہے یا فرشتہ کی وساطت سے ہوتا ہے نبیوں کے لئے مخصوص ہے۔ اس کی مزید تحقیق پہلے گزر چکی ہے۔ گویا ملہم اور نبی یہ دو متغائر مفہوم ہیں جو کبھی جمع ہی نہیں ہو سکتے۔ مرزا قادیانی کا بھی شروع زمانہ میں یہی عقیدہ تھا۔ ملاحظہ ہو۔

''قرآن شریف کی وہ قرأت یاد کرو کہ جو ابن عباسؓ نے کی ہے اور وہ یہ ہے وما ارسلناك من قبلك من رسول ولا نبی ولا محدث الا اذاتمنی القی الشیطان فی امنیته!''

(ازالہ ص۶۲۲، خزائن ج۳ ص۴۳۱)

مرزا قادیانی نے اس قرأت کو نقل کر کے دو باتیں ظاہر کر دیں:

۱...... رسول اور نبی اور محدث یہ تینوں شخصیتیں بالکل الگ ہیں۔

۲...... محدث نبی نہیں ہوتا۔

۳...... وہ شخص جس نے کشتی کو توڑا اور ایک معصوم بچے کو قتل کیا جس کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ وہ صرف ایک ملہم ہی تھا۔ نبی نہیں تھا۔'' (ازالہ ص۱۵۳، خزائن ج۳ ص۱۰۸)

لیکن کچھ عرصہ کے بعد آپ نے محدث اور نبی کے مفہوم میں ترمیم کر دی۔ محدث تو اس شخص کا نام رکھا جو امتی ہو کر نبی بنا ہو۔ یعنی وہ نئی شریعت اور نیا دین لے کر نہ آیا ہو۔ بلکہ وہ رسولی شریعت کا تابع اور محض اتباع کی وجہ سے نبوت کے درجہ پر پہنچا ہو۔ نبی کے یہ معنی کئے کہ وہ صاحب شریعت تبلیغیہ ہو وہ کسی پہلی شریعت کا تابع نہ ہو۔ گویا جو معنی رسول کے ہیں وہ نبی کے اور جو مراد نبی سے تھی وہ محدث کی کر دی۔ اب بجائے تین مقام کے صرف دو درجہ رہ گئے:

(۱)...... رسول جس کو مرزا قادیانی نبی بھی کہتے ہیں۔

(۲)...... محدث جس کا مفہوم وہ بیان کیا جو واقع میں نبی کا ہے۔ امور محدثیت کے یہ معنی ہیں کہ وہ اجزاء نبوت میں سے ایک جز کا نام ہے متروک کر دیئے اور جس حدیث میں اس کو جزو س اجزاء النبوۃ فرمایا گیا ہے۔ اس کا ترجمہ نوع من انواع النبوت کر دیا۔

''فاعلم ارشدك الله ان النبی محدث والمحدث نبی باعتبار حصول نوع من انواع النبوۃ وقد قال رسول اللہ ﷺ لم یبق من النبوۃ الا المبشرات ای لم یبق من انواع النبوۃ الانوع واحد وھی المبشرات من اقسام الرؤیاء۔'' (توضیح المرام ص۱۹، خزائن ج۳ ص۶۰)

اس میں من النبوۃ کے معنی من انواع النبوۃ بیان کر کے مبشرات کو نبوت کی ایک نوع بنا دیا۔ باوجودیکہ مبشرات اور رویاء صالحہ نبوت کا چھیالیسواں جز ہے اور جزء عین کل یا اس کی قسم نہیں ہو سکتا۔

اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ محدثیت اور نبوت میں جامع کمالات کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں رکھا۔ صرف قوہ اور فعلیت کے لفظی اعتبار پر اکتفاء کی گئی۔ باوجودیکہ باب نبوت کے بند ہو جانے کی وجہ سے کوئی شخص مقام نبوت میں قدم ہی نہیں رکھ سکتا۔ پھر محدثیت میں جمیع اجزاء نبوت کے پائے جانے کے کیا معنی ہو سکتے ہیں۔

خود محمد علی اپنی کتاب ''مسیح موعود'' میں شیخ اکبر کا یہ مقولہ نقل کر رہے ہیں کہ امت محمدیہ میں کوئی شخص مقام نبوت میں داخل نہیں ہو سکتا اور نہ نبوت کے متعلق اپنا ذوق پیش کر سکتے ہیں۔ لیکن پھر وہ مرزا قادیانی کو جامع کمالات نبوی اور اجزاء نبوت پر حاوی ہونا تسلیم کر رہے ہیں۔

مصرعہ بسوخت عقل زحیرت کہ اینچہ بو العجبی ست!

چنانچہ کہتے ہیں: اعلم انه لاذوق لنافی مقام النبوۃ لنتکلم علیه وانا نتکلم علی ذالك بقدر ما اعطینا من مقام الارث فقط فانه لایصح منا دخول مقام النبوۃ! (از فتوحات نقلہ محمد علی کی رسالہ ص۲۹)

مقام نبوت کے متعلق ہمیں کوئی ذوق نہیں ہے کہ ہم اس پر کلام کر سکیں جو تھوڑا سا حصہ بطور وراثت محمدی مل جاتا ہے۔ اس کے متعلق کچھ کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ کوئی شخص نبی کے بعد نبوت کے مقام پر قدم نہیں رکھ سکتا۔

شیخ عبدالوہاب شعرانی لکھتے ہیں: ’’فلا تلحق نہایۃ الولایۃ بدایت النبوۃ ابد ا ولو ان ولیاً تقدم الی العین التی یاخذمنھا الانبیا لاحترق ‘‘

(یواقیت ج ۲ ص ۷۱)

ولایت کا انتہائی درجہ نبوت کے ابتدائی درجہ تک نہیں پہنچ سکتا اور اگر کوئی ولی اس چشمہ کی طرف قدم اٹھائے جہاں سے انبیاء علیہم السلام اخذ کرتے ہیں تو فوراً جل جائے۔

اسی طرح کسی ولی میں جمیع اجزاء نبوت کے بالقوۃ جمع نہیں ہوسکتے: ’’اما قدم محمد ﷺ فلا یطاء اثرہ احد کمالایکون احد علی قلبہ وکمالایکون احدوارثالہ علی الکمال ابداً لانہ لوورثہ علی الکمال لکان رسولا مثلہ اونبیا بشریعۃ تخصہ یاخذھا عمن اخذ منہ محمد ﷺ ولا قائل بذلك فنعوذ باللہ من التلبیس ‘‘یعنی رسول اللہ ﷺ کی بعینہ متابعت کسی سے نہیں ہوسکتی اور نہ کسی کا دل آپ جیسا ہوسکتا ہے اور نہ کوئی وراثۃ تمام کمالات سے نبوی پر حاوی ہوسکتا ہے۔ ورنہ وہ ان جیسا رسول یا نبی تشریعی صاحب شریعت خاصہ غیر تبلیغیہ ہوگا اور اس کا امت میں سے کوئی قائل نہیں۔ یہ وسوسہ شیطانی ہے جس سے ہم پناہ مانگتے ہیں۔‘‘

معلوم ہوا کہ کمالات نبوی کا کوئی شخص جامع نہیں ہوسکتا اور اگر کسی کو ایسا دعویٰ ہوگا تو لازمی طور پر وہ نبوت کا مدعی ہی سمجھا جائے گا۔ اگرچہ زبان سے اپنے آپ کو نبی یا رسول نہ کہتا ہو۔ اس لئے مرزا قادیانی کا اپنے آپ کو جمیع اجزاء نبوت کا جامع کہنا اور تمام کمالات نبوت کا بالقوہ اپنے اندر دعویٰ کرنا نبوت کے دعویٰ کرنے کے برابر ہے اور شعر:

منم مسیح زمان منم کلیم خدا
منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴)

کہنا اگرچہ وہ مثالی طور پر ہو کفر ہے۔

س...... حضرت مجدد الف ثانی تحریر فرماتے ہیں: ’’پس حصول کمالات نبوت مرتابعاں رابطریق متبعیت ووراثت خاتم الرسل منافی خاتمیت اونیست ‘‘ یعنی کمالات نبوت کا حصول پیروؤں کے لئے پیروی اور وراثت کے طریق پر خاتم الرسل کی بعثت کے بعد اس کے خاتم ہونے کے منافی نہیں۔ معلوم ہوا کہ اولیاء وارث نبی ہونے کی وجہ سے جامع کمالات نبوت ہوسکتے ہیں اور یہی منشاء ان حدیثوں کی ہے:

(۱)...... ’’علماء امتی کا ابنیاء بنی اسرائیل‘‘

(۲)...... ’’لوکان بعدی نبی لکان عمر‘‘ یعنی عمر بالقوہ نبی ہے۔ اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو وہ بالفعل نبی کر دیا جاتا۔

ج...... مجدد صاحب نے وراثت محمدی کا ذکر کیا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ کسی شخص میں جمیع اجزاء نبوت کے جمع ہو سکتے ہیں یا روحانیت اور ظاہری علوم کے علاوہ نبوت کی خصوصیات میں بھی وراثت جاری ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے اس عبارت سے سمجھا ہے۔ مجدد صاحب کی وہی مراد ہے جو شیخ اکبر نے فتوحات کے باب میں لکھا ہے:

’’ولا یخفی ان الارث کلہ یرجع الی نوعین معنوی ومحسوس فالمحسوس ھوالاخبار المتعلقة بافعالہ واقوالہ واحوالہ ﷺ واما المعنوی فھو تطھیر النفس من مذام الخلاق تحلتبھا بمکار مھاوکثرۃ ذکر اللہ عزوجل علی کل حال بحضور و مراقبة‘‘ (یواقیت ج۲ ص۸۹)

رسول اللہ ﷺ کی وراثت دو قسم کی ہے۔ ظاہری اور معنوی۔ ظاہری وراثت حضور ﷺ کا قول و فعل اور آپ ﷺ کے حالات ہیں (جس کے علمائے ظاہر وارث ہیں) تزکیہ نفس، تقویٰ طہارت، اخلاقی خوبیوں کے ساتھ متصف ہونا اور بد اخلاقیوں سے بچنا اور ہر حال میں اللہ کا ذکر کرنا وغیرہ وراثت معنوی ہے۔ جس طرح تخلق باخلاق اللہ سے خدائی کی صفتیں کسی شخص میں پیدا نہیں ہوسکتیں اور وہ خدا نہیں کہلایا جا سکتا۔ اس طرح اخلاق نبوی حاصل کرنے کی وجہ سے کمالات کا جامع یا نبی بالقوہ نہیں بن سکتا۔ یہی مراد حدیث ’’علماء امتی‘‘ کی ہے اور ’لوکان بعدی نبی لکان عمر‘‘ کے یہ معنی کرنے کہ اصل نبوت بالقوۃ موجود تھی غلط ہے۔ اس حدیث میں صرف ان کی نبوت کے واسطے موزنیت کا اظہار کیا ہے۔ نہ یہ کہ اس میں جمیع کمالات نبوت بالقوہ موجود تھے۔ ورنہ تو ان سے زیادہ ابوبکرؓ اس بات کے مستحق تھے۔ پھر نبوت کے حصول کے واسطے لیاقت کا کوئی خاص معیار مقرر نہیں ہے۔ جیسا کہ مذکور ہو چکا۔ اس کے علاوہ کمالات نبوت میں نبی کے مساوی ہونے کے باوجود اگر کوئی فرق لاہوری جماعت کے خیال کے موافق قابل اعتبار ہوسکتا ہے تو وہ یہی ہے کہ نبی بالفعل کو حقیقی نبی کہہ سکتے ہیں اور ان کو حقیقت میں نبی نہیں کہہ سکتے۔ گو نبی کے معنی سے محدث کہہ سکتے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی صرف لغوی نبی نہیں بلکہ خدا کی طرف سے خطاب یافتہ نبی ہونے کے مدعی ہیں۔ بلکہ ’’فلا یظھر علی غیبہ احداً (جن:۲۶)‘‘ نبیوں کے واسطے مخصوص ہے پیش کر کے اپنی نبوت ثابت کرنا

چاہتے ہیں۔ پھر لغوی اور حقیقی کا فرق نکالنا بھی بے سود ہے چنانچہ ملاحظہ ہو:

(۱)...... ’’میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اسی پر قائم ہوں اس وقت تک کہ اس دنیا سے گزر جاؤں۔‘‘

(مرزا کا آخری مکتوب اخبار عام ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۷)

(۲)...... ’’اس امت کے لئے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے ہیں۔ پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کی رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے...... مصفی غیب پانے کے لئے نبی ہونا ضروری ہوا۔ اس مصفی غیب سے یہ امت محروم نہیں اور مصفی غیب حسب منطوق آیت (فلا یظهر علی غیبه احدا) نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے۔ وہ طریق براہ راست بند ہے...... اس موہبت کے لئے محض بروز ظلیت اور فنافی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔‘‘ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۵۵، حاشیہ خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۹)

(۳)...... ’’مستقل نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہوگئی ہے۔ مگر ظلی نبوت جس کے معنی ہیں کہ محض فیض محمدی سے وحی پانا وہ قیامت تک باقی رہے گی۔‘‘

(حقیقت الوحی ص ۲۸، خزائن ج ۲۲ ص ۳۰)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ وہ نبوت اور رسالت جو آیت کا مصداق ہے مستقل طور پر بلا واسطہ تو حاصل نہیں ہو سکتی۔ مگر مرزا کے خیال میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع سے یہ درجہ نصیب ہو سکتا ہے اور یہی معنی ظلیت کے ہیں۔

لہٰذا محمد علی کا دعویٰ ظلیت کو دعویٰ نبوت کی نفی میں پیش کرنا کہ سایہ اور اصل شے برابر نہیں ہوا کرتی جائز نہ رہا۔ اس کے علاوہ مرزا قادیانی نے (الحکم مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۲ء) میں ظلیت کے معنی کمالات نبوی کا حاصل کرنا لکھا ہے اور ایسی ظلیت کا وجود دوسرے حقیقی نبیوں میں تسلیم کیا ہے جس کا مطلب بالکل ظاہر ہے کہ جب دوسرے نبی باوجود ظلیت کے حقیقی نبی تھے تو مرزا قادیانی کیوں حقیقی نبوت سے محروم رکھے جائیں۔ ملاحظہ ہو اخبار الحکم جس میں وہ لکھتے ہیں:

’’پہلے تمام انبیاء ظل تھے نبی کریم ﷺ کی خاص خاص صفات میں اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریم کے ظل ہیں۔‘‘ (الحکم ج ۶ نمبر ۱۵، ۲۴ اپریل ۱۹۰۲ء، ملفوظات ج ۳ ص ۲۷۰)

جب ایک صفت میں ظل ہونے کے باوجود تمام انبیاء نبی حقیقی تھے تو مرزا قادیانی جو جمیع اوصاف نبوی میں اپنے آپ کو ظل کہہ رہے ہیں کیوں نبی حقیقی نہ ہوں گے؟۔

رہا یہ شبہ کہ وہ اپنے منکر کو کافر نہیں کہتے۔ اگر وہ نبی ہوتے تو ان کا منکر ضرور کافر سمجھا جاتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ نبی غیر رسول کا خیال امت کے اولیاء اللہ کی طرح ہے۔ کسی خاص ولی کو ماننا اور اس کی بیعت کرنا ضروری نہیں۔ البتہ بیعت میں داخل ہونے کے بعد ان سے بلا وجہ شرعی علیحدہ ہونا مذموم ہے اور نبی کی بیعت سے نکلنا موجب کفر ہے۔

چنانچہ فتوحات کے باب ۳۱۴ میں ہے: ''اعلم ان اول رسول ارسل نوح علیه السلام ومن کانو اقبله انما کانوا انبیاء کل واحد علی شریعة من ربه فمن شاء دخل فی شرعه معه ومن شاء لم یدخل فمن دخل ثم رجع کان کافراً ومن لم یدخل فلیس بکافر'' (کبریت احمر ج۱ص۱۰)

سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام تھے اور ان سے پہلے سب نبی تھے جن کو خدا کی طرف سے شریعت غیر تبلیغیہ دی گئی تھی۔ جو شخص ان کی شریعت میں داخل ہونا چاہتا تھا وہ داخل ہو جاتا اور جو نہ چاہتا وہ داخل نہ ہوتا۔ اسی لئے ان کی بیعت میں داخل نہ ہونے والا کافر نہ ہوتا۔ لیکن جو شخص بیعت کرنے کے بعد اس کو توڑ دیتا وہ کافر ہو جاتا تھا۔

یہی بات مرزا قادیانی نے کہی ہے۔ اسی لئے ڈاکٹر عبدالحکیم کو بیعت توڑنے کے بعد مرتد کہا گیا۔ اس کے علاوہ اپنے نہ ماننے والوں کو کافر نہ کہنا مرزا قادیانی کا پہلا خیال ہے۔ آخری عقیدہ بھی سن لیجئے:

''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔''

(مرزا کا خط بنام عبدالحکیم مندرجہ تذکرہ ص۶۰۷ طبع سوم)

''یہ عجیب بات ہے کہ آپ کافر کہنے والے اور نہ ماننے والے کو دو قسم کے انسان ٹھہراتے ہیں۔ حالانکہ خدا کے نزدیک ایک ہی قسم ہے۔ کیونکہ جو شخص مجھے نہیں مانتا وہ اسی وجہ سے نہیں مانتا کہ وہ مجھے مفتری قرار دیتا ہے۔ ...... علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے۔''

(حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ص۱۶۷)

س...... ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذنه! اس آیت سے معلوم ہوا کہ نبی امتی نہیں ہوسکتا۔

ج...... یہ آیت رسول کے بارے میں ہے۔ نبی سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ نبی

زمانہ نبوت میں امتی ہوسکتا ہے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ البتہ رسول زمانہ رسالت میں مطیع کسی دوسرے رسول کا نہیں ہوتا۔ لیکن زمانہ نبوت کے ختم ہو جانے کے بعد مطیع ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

حدیث میں ہے: ''لوکان موسی حیاً لما یسعه الا اتباعی'' اور عیسیٰ علیہ السلام بھی نزول کے بعد نبی ہوں گے۔ مگر نبوت کے عہدہ پر نہیں ہوں گے۔ بلکہ وہ اس معاملہ میں بالکل امتی جیسے ہوں گے۔ پھر اس آیت کا مفہوم صرف اس قدر ہے کہ جس قوم کی طرف اس کو رسول بنا کر بھیجا جاتا ہے وہ اپنی قوم کا پیشوا ہوتا ہے۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اپنے سے بڑے رسول کا فرمانبردار یا تبع نہیں ہوسکتا۔ قرآن میں ہے: ''واذ اخذ الله میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمة لتؤمنن به ولتنصرنه (آل عمران:۸۱)'' اس میں تمام نبیوں کو آنحضرت ﷺ کی اتباع اور پیروی کرنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔

غرض مرزا قادیانی نے آخر میں نبوت کا کھلا ہوا دعویٰ کیا ہے۔ اس لئے لاہوری جماعت محمد علی کی اس تحریر کے بموجب جس میں وہ مدعی نبوت کو کافر کہتے ہیں۔ مرزا قادیانی کو بھی خارج از اسلام سمجھیں یا قادیانیوں کے ساتھ مل جائیں اور محدثیت کے پردہ میں ان کی نبوت پیش کرنی چھوڑ دیں۔ چنانچہ مسٹر محمد علی اپنے رسالہ (مسیح موعود اور ختم نبوت ص۳) میں تحریر کرتے ہیں کہ: ''آپ دعویٰ نبوت کرنے والے کو کاذب وکافر بتاتے ہیں۔'' اس کے بعد ہم مرزا قادیانی کے وہ چند حوالے پیش کرتے ہیں جس سے ہمارے فیصلہ کی تائید اور تقویت ہوتی ہے:

۱...... ''جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتداء سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم بالغیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔'' (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ص۷،۶، خزائن ج۱۸ ص۲۱۱،۲۱۰)

۲...... ''بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے۔ مگر ان کی نبوت موسیٰ کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا۔ بلکہ وہ نبوتیں براہ راست خدا کی ایک موہبت تھیں۔ حضرت موسیٰ کی پیروی کا اس میں ایک ذرہ کچھ دخل نہ تھا۔ اس وجہ سے میری طرح ان کا یہ نام نہ ہوا کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک

پہلو سے امتی بلکہ وہ انبیاء مستقل نبی کہلائے اور براہ راست ان کو منصب نبوت ملا۔“ (حاشیہ حقیقت الوحی ص ۹۷، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰) اس بیان کی غلطی پہلے مذکور ہو چکی ہے۔

۳...... ”غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے۔ اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔“

(حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

۴...... ”جس شخص کو بکثرت مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۳۹۰، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

۵...... ”خدا کی یہ اصطلاح ہے جو کثرت مکالمات ومخاطبات کا نام اس نے نبوت رکھا۔“ (چشمہ معرفت ص ۳۲۵، خزائن ج ۲۳ ص ۳۴۱)

۶...... ”میرے نزدیک نبی اسی کو کہتے ہیں جس پر خدا کا کلام یقینی قطعی بکثرت نازل ہو جو غیب پر مشتمل ہو اور اس لئے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ مگر بغیر شریعت کے۔“

(تجلیات الٰہیہ ص ۲۶، خزائن ج ۲۰ ص ۴۱۲)

۷...... ”خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک کلام پا کر جو غیب پر مشتمل زبردست پیشگوئیاں ہوں مخلوق کو پہنچانے والا اسلامی اصطلاح کی رو سے نبی کہلاتا ہے۔“

(انوار الاسلام، خزائن ج ۱۰ ص ۲۶۷)

۸...... ”اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۹)

مرزا قادیانی نے ان حوالجات میں ثابت کر دیا کہ جس شخص کو بکثرت مکالمہ اور مخاطبہ الٰہی سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر کھولے جائیں اس کو شرعی اصطلاح میں نبی کہتے ہیں اور دنیا میں جس قدر انبیاء علیہم السلام گزرے ہیں وہ سب اسی قسم کے نبی تھے اور ان پر لفظ محدث اطلاق کرنا جائز نہیں اور ساتھ یہ بھی اعلان کر دیا کہ ”یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ ومخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں۔ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ اگر کوئی منکر ہو تو

بار ثبوت اس کی گردن پر۔" (حقیقت الوحی ص ۳۹۱ 'خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

لاہوری جماعت نبوت حقیقیہ کے دعویٰ سے انکار کرتی ہے۔ مگر مندرجہ ذیل حوالہ سے صاف طور پر ظاہر ہو رہا ہے کہ مرزا قادیانی حقیقی نبی ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں:

۱...... "یہ تمام بد قسمتی دھوکہ سے پیدا ہوئی ہے کہ نبی کے حقیقی معنوں پر غور نہیں کی گئی۔ نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۱۳۸ 'خزائن ج ۲۱ ص ۳۰۶)

۲...... "بعد توریت کے صدہا ایسے نبی بنی اسرائیل میں آئے کہ کوئی نئی کتاب ان کے ساتھ نہیں تھی۔ بلکہ ان انبیاء کے ظہور کے مطالب یہ ہوتے تھے کہ تا ان کو توریت کے اصلی منشاء کی طرف کھینچیں۔" (شہادت القرآن ص ۴۴ 'خزائن ج ۶ ص ۳۴۰)

۳...... "نبی کا شارع ہونا شرط نہیں۔ یہ صرف موہبت ہے جس سے امور غیبیہ کھلتے ہیں۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص ۹ 'خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰)

نبی کے معنی ظاہر کرنے کے بعد اسی قسم کی نبوت کا دعویٰ بایں الفاظ کرتے ہیں

(۱)...... "اس امت میں آنحضرت ﷺ کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں۔ ایک وہ بھی ہوا جو امتی بھی ہے اور نبی بھی۔" (حقیقت الوحی ص ۲۱ 'خزائن ج ۲۲ ص ۳۰)

(۲)...... "جو میری نسبت کلام الٰہی میں رسول اور نبی کا لفظ اختیار کیا گیا ہے کہ یہ رسول اور نبی اللہ ہے یہ اطلاق مجاز اور استعارہ کے طور پر ہے۔ کیونکہ جو شخص براہ راست وحی پاتا ہے اور یقینی طور پر خدا اس سے مکالمہ کرتا ہے۔ جیسا کہ نبیوں سے کیا۔ اس پر رسول یا نبی کا لفظ بولنا غیر موزوں نہیں ہے۔" (حاشیہ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۱ 'خزائن ج ۱۷ ص ۶۱)

(۳)...... "ہمارے نبی ہونے کے وہی نشانات ہیں جو توراۃ میں مذکور ہیں۔ میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں۔ پہلے بھی کئی نبی گزرے ہیں جنہیں تم لوگ سچے مانتے ہو۔"

(بدر ۱۹ اپریل ۱۹۰۸ء ملفوظات ج ۱۰ ص ۲۱۷)

(۴)...... "ایسا رسول ہونے سے انکار کیا گیا ہے جو صاحب کتاب ہو۔ دیکھو جو امور سماوی ہوتے ہیں ان کے بیان کرنے میں ڈرنا نہیں چاہئے اور کسی قسم کا خوف کرنا اہل حق کا قاعدہ نہیں...... ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ اصل میں یہ نزاع لفظی ہے۔ خدا تعالیٰ جس کے ساتھ ایسا مکالمہ مخاطبہ کرے جو بلحاظ کمیت وکیفیت دوسروں سے بہت بڑھ کر ہو اور اس

میں پیشگوئیاں بھی کثرت سے ہوں اسے نبی کہتے ہیں اور یہ تعریف ہم پر صادق آتی ہے۔ پس ہم نبی ہیں۔ ہاں یہ نبوت تشریعی نہیں جو کتاب اللہ کو منسوخ کرے اور نئی کتاب لائے۔ ایسے دعویٰ کو تو ہم کفر سمجھتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں کتنے ایسے نبی ہوئے ہیں جن پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی۔ صرف خدا کی طرف سے پیشگویاں کرتے تھے۔ جن سے موسوی دین کی شوکت وصداقت کا اظہار ہو۔ پس وہ نبی کہلائے۔ یہی حال اس سلسلہ میں ہے۔ بھلا اگر ہم نبی نہ کہلائیں تو اس کے لئے اور کون سا امتیازی لفظ ہے جو دوسرے ملہموں سے ممتاز کرے۔ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں کوئی نبی نہیں ہوتا۔ اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لئے اس کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں۔ ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشانات اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں۔ اسی لئے ہم نبی ہیں امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہئے۔‘‘

(ڈائری مرزا قادیانی مندرجہ اخبار بدر ۵ مارچ ۱۹۰۸ء ملفوظات ج۱۰ ص۱۲۷)

(۵) ’’خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلائے کہ اگر وہ ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں تو ان کی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔‘‘ (چشمہ معرفت ص۳۱۷، خزائن ج۲۳ ص۳۳۲)

ان تمام حوالہ جات سے اچھی طرح ثابت ہوگیا کہ مرزا قادیانی نے اسی قسم کی نبوت کا دعویٰ کیا تھا جو انبیاء بنی اسرائیل میں پائی جاتی تھی اور اس کو ختم نبوت کے خلاف نہیں سمجھتے تھے اور اس کا نام لوگوں کے اشتعال کو دبانے کے لئے نبوت غیر تشریعۃ رکھا ہوا تھا۔ البتہ رسالت جس کو نبوت تشریعی بھی کہتے تھے اور جس میں نئی کتاب اور شریعت جدیدہ لانے کی شرط لگا رکھی تھی اس کا کھلم کھلا دعویٰ نہیں کیا اور اس کو ختم نبوت کے خلاف سمجھتے تھے۔ گویا ان کے خیال میں خاتم النبیین کے معنی خاتم المرسلین یعنی تشریعی نبی کے ختم کرنے والے تھے۔ اور بس!

مگر ان کا یہ خیال بھی اجماع امت کے خلاف اور موجب کفر ہے۔ کما سیظھر لک انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور جیسا کہ خود مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ’’حضرت محمد مصطفیٰ خاتم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا ایمان ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی۔‘‘

(اشتہار مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء، از رسالہ مسیح موعود ص۳، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳۰،۲۳۱)

بلکہ اگر بنظر غور دیکھا جائے تو مرزا قادیانی نے رسالت تشریعی کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے جو معنی نبی تشریعی کے ازالہ وغیرہ میں بیان کئے ہیں ان کو مرزا قادیانی کے دعاوی سے مقابلہ کرنے کے بعد یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ انہوں نے در پردہ نبی تشریعی ہونے کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ چنانچہ ذیل کے اقتباسات ہمارے اس خیال کے زبردست مؤید ہیں:

۱..... ''جب حضرت مسیح بن مریم نازل ہوئے اور حضرت جبرائیل لگاتار آسمان سے وحی لانے لگے اور وحی کے ذریعے سے انہیں تمام اسلامی عقائد اور صوم وصلوٰۃ اور زکوٰۃ اور حج اور جمیع مسائل فقہیہ کے سکھلائے گئے تو پھر بہرحال یہ مجموعہ احکام دین کا کتاب اللہ کہلائے گا۔ اگر یہ کہو کہ مسیح کو وحی کے ذریعہ سے صرف اتنا کہا جائے گا کہ تو قرآن پر عمل کر اور پھر وحی مدت العمر تک منقطع ہو جائے گی اور کبھی حضرت جبرائیل ان پر نازل نہیں ہوں گے بلکہ وہ بھی بکلی مسلوب النبوۃ ہو کر امتیوں کی طرح بن جائیں گے تو یہ طفلانہ خیال ہنسی کے لائق ہے۔ ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول ہونا فرض کر لیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرائیل لاویں اور پھر چپ ہو جاویں تو یہ امر بھی ختم نبوت کے منافی ہے۔'' (ازالہ ص۵۷۷، خزائن ج۳ ص۴۱۱)

۲..... ''اور جیسا کہ احادیث میں آیا ہے جزیہ وغیرہ کے مطابق بعض احکام قرآن کے منسوخ بھی ہو جائیں گے تو ظاہر ہے کہ اس نئی کتاب کے اترنے سے قرآن شریف توریت اور انجیل کی طرح منسوخ ہو جائے گا اور مسیح کا نیا قرآن جو قرآن کریم سے کس قدر مختلف بھی ہوگا۔'' (ازالہ ص۵۸۴، خزائن ج۳ ص۴۱۵)

۳..... ''غرض شریعت محمدیہ کے تمام اجزاء پر خواہ از قبیل عقائد ہیں یا از قسم عبادات یا از نوع معاملات یا از قبیل قوانین قضایا از قبیل مقدمات اطلاع پانا ان کے لئے ضروری ہوگا... لہٰذا ان کے لئے بھی لابدی اور ضروری ہے کہ جمیع اجزاء شریعت کے نئے سرے ان پر نازل ہوں۔'' (ازالہ اوہام ص۵۸۴، ج۳ ص۴۱۵)

۴..... ''یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرائیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد ہی رکھتی ہو پیدا ہو جائے۔'' (ازالہ اوہام ص۵۸۳، خزائن ج۳ ص۴۱۴)

معلوم ہوا کہ عقائد و اعمال عبادات اور معاملات قوانین زندگی اور فصل قضاء وغیرہ اجزاء شریعت میں سے کسی جز کا خواہ وہ شریعت محمدیہ کے موافق ہو یا مخالف بذریعہ الہام ظاہر

ہونا نبوت تشریعیہ ہے جو ختم نبوت کے خلاف ہے۔ حتیٰ کہ وضع حرب اور وضع جزیہ کا حکم بھی ایک شریعت جدیدہ ہے۔ جس سے شریعت محمدی کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے۔ کیونکہ انعقاد شریعت کے لئے جملہ احکام فقہیہ کا ظاہر ہونا ضروری نہیں۔ صرف ایک حکم بھی شریعت کہلایا جا سکتا ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی بھی بعض احکام شرعیہ کو وقتی تقاضا کی وجہ سے منسوخ اور تبدیل کر رہے ہیں۔ چنانچہ جہاد کی فرضیت کو حکم شرعی سمجھتے ہوئے رفتار زمانہ کی وجہ سے حرام فرما رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

''ہر ایک مسلمان کو چاہئے کہ ان باتوں پر ہرگز اعتقاد نہ رکھے بلکہ جہاد اب قطعاً حرام ہے۔ اسی وقت تک جہاد تھا کہ جب اسلام پر مذہب کے لئے تلوار اٹھائی جاتی تھی۔ اب خود بخود ایک ایسی ہوا چلی ہے جو ہر ایک فریق اس کاروائی کو نفرت کی نظر سے دیکھتا ہے جو مذہب کے لئے خون کیا جائے ...... مگر اب وہ لوگ بھی ان بے جا کاروائیوں سے کنارہ کش ہو گئے ہیں اور عام طور پر تمام لوگوں میں عقل اور تہذیب اور شائستگی آ گئی ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ اب مسلمان بھی جہاد کی تلوار کو توڑ کر کلبہ رانی کے ہتھیار بنالیں۔ کیونکہ مسیح موعود آ گیا اور اب تمام جنگوں کا خاتمہ زمین پر ہو گیا۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۹۷، خزائن ج۱۷ص۲۲۳)

مرزا قادیانی بعنوان ''دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ مسیح موعود کی طرف سے'' یہ اشعار لکھتے ہیں کہ:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

اب آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے

آخری شعر ہے کہ:

کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر
کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۶، ۲۷، خزائن ج۱۷ص۷۷، ۷۸)

عقائد میں ملائکہ کی حقیقت شرعیہ سے انکار کیا۔ فلسفی رنگ میں جبرائیل علیہ السلام کا نزول پانا۔ معجزات کی شرعی حیثیت سے انکار کرتے ہوئے اس کو جادو اور از قبیل مسمریزم بتایا۔ حیات مسیح اور ختم نبوت سے انکار کیا۔ قرآن عزیز کی تفسیر میں رائے کو دخل دیا اور رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی کوئی پرواہ نہ کی وغیرہ وغیرہ تمام نئے احکام ہیں جس کا شریعت اسلامی میں کوئی پتہ نہیں ہے۔

اس کے علاوہ حسب بیان سابق قرآن مجید کی کسی آیت کا الہام ہونا بھی نبوت تشریعیہ ہے اور مرزا قادیانی کو قرآنی آیات کا الہام کئی بار ہوا ہے۔ جیسا کہ یہ الہام لکھا ہے:

(۱)...... وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى (۲)...... الرحمن علم القرآن (۳)...... لتنذر قوما ما انذر اباءهم (۴)...... ولتستبين سبيل المجرمين! اس صغریٰ کبریٰ کے بعد نتیجہ ظاہر ہے۔ (نصرۃ الحق ص ۵۱ خزائن ج ۲۱ ص ۶۶)

س...... اگر عیسیٰ علیہ السلام کا نزول مانا جائے تو قرآنی علم حاصل کرنے کے لئے وحی کا نازل ہونا تو ضروری ہے اور یہ ختم نبوت کے خلاف ہے۔

ج...... عیسیٰ علیہ السلام کو معارف قرآنیہ کا علم بذریعہ القاء ہوگا۔ وحی نبوت کی کوئی قسم نہیں پائی جائے گی (یواقیت ج ۲ ص ۳۸) پر ہے کہ:

’’وكذالك عيسىٰ عليه السلام اذا نزل الى الارض لايحكم فينا الا بشريعة نبينا محمد ﷺ يعرفه الحق تعالىٰ بها على طريق التعريف وان كان نبياً. ويلهم بشرع محمد ﷺ ويفهمه على وجه كالا ولياء المحمديين فهومنا وهو سيدنا‘‘

یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو شریعت محمدی کا علم بذریعہ الہام اور کشف تام کے ہوگا۔ جیسا کہ اس امت کے خواص کو ہوتا ہے پھر مرزا قادیانی بھی ملہم کے لئے بذریعہ الہام معارف قرآنیہ اور علم حدیث کے حاصل ہونے کے قائل ہیں۔

جیسا کہ لکھتے ہیں: ’’والوحى الذى ينزل على خواص الاولياء والنور الذى يتجلى على قلوب قوم‘‘ (توضیح المرام ص ۱۹ خزائن ج ۳ ص ۶۰)

اگر عیسیٰ علیہ السلام کو بھی قرآن کا علم اس طرح ہو تو کیا مضائقہ ہے۔ براہین میں لکھتے ہیں کہ: ’’ماسوا اس کے علم دیا گیا اور احادیث کے صحیح معنی میرے پر کھولے گئے۔‘‘

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۳۱ خزائن ج ۲۱ ص ۲۹۸)

ختم نبوت کا ثبوت قرآن مجید سے

۱..... ''وماهو الا ذكر للعالمين (القلم:٥٢)'' ٭قرآن تمام عالم کے لئے تذکرہ اور نصیحت ہے۔٭

رنگ ولون، ملک وقوم کی تخصیص کے بغیر ہر فرد بشر کے واسطے اس میں ہدایت ہے اور اس کے اصول کی پابندی نجات کا ذریعہ ہے۔ اس لئے کوئی ایسا فرد انسانی نہیں نکل سکتا جو کسی مسئلہ میں قرآنی فیصلہ کے علاوہ خدا تعالیٰ سے جدید حکم حاصل کر کے نبوت کے عہدہ پر ممتاز ہو سکے۔ ورنہ قرآن کا یہ دعویٰ: ''هدى للناس وبينات من الهدى والفرقان (البقرہ:١٠٥)'' کہ وہ تمام انسانوں کے لئے ہدایت کی کتاب ہے اور ہدایت کی روشن اور قوی دلائل پر حاوی اور حقانیت کو ظاہر کرنے والی ہے، صحیح نہ ہوگا۔ مرزا قادیانی بھی صداقت اور نجات کو اسی میں منحصر کر رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

''وہ یقین اور کامل اور آسان ذریعہ کہ جس سے بغیر تکلیف اور مشقت اور مزاحمت شکوک اور شبہات اور خطا اور سہو کے اصول صحیحہ معہ ان دلائل عقلیہ کے معلوم ہو جائیں اور یقین کامل سے معلوم ہوں۔ وہ قرآن شریف ہے اور بجز اس کے دنیا میں کوئی ایسی کتاب نہیں اور نہ کوئی ایسا دوسرا ذریعہ ہے کہ جس سے یہ مقصد اعظم ہمارا پورا ہو سکے۔''

(براہین احمدیہ ص۸۹، خزائن ج۱ص۷۷)

۲..... ''وما ارسلناك الا رحمة للعالمين (الانبیاء:١٠٧)'' کا ترجمہ جو مرزا قادیانی نے لکھا ہے یہ ہے: ''یعنی میں نے تمام عالموں کے لئے تجھے رحمت کر کے بھیجا ہے۔''

(چشمہ معرفت ص۶۸، خزائن ج۲۳ص۷۶)

پس جیسا کہ خدا تعالیٰ تمام جہان کا خدا ہے۔ ایسا ہی آنحضرت ﷺ تمام دنیا کے لئے رسول ہیں اور تمام دنیا کے لئے رحمت ہیں۔

آپ ﷺ کی ذات بابرکات اسی وقت تمام دنیا کے لئے رحمت ہو سکتی ہے جبکہ کوئی شخص نبوت اور وحی جو خدا تعالیٰ کی رحمتوں میں سے بڑی رحمت ہیں خدا تعالیٰ سے نہ پائے۔ اگرچہ وہ آنحضرت ﷺ کی غلامی اور شریعت کی اتباع کرنے سے ہی نصیب ہو۔ کیونکہ اب جملہ رحمتوں کا انحصار رسول عربی ﷺ کی ذات اقدس میں ہو گیا ہے۔

اگرچہ نبی بعض احکام میں رسولی شریعت کا تابع ہوتا ہے۔ جیسا کہ (احمدیہ پاکٹ بک

کےص ۳۶۰) پر اس کا اقرار کیا ہے اور تائیداً یہ عبارت پیش کی ہے: ''قد لا یکون مستقلاً بل یأتی لتقویم شریعة من نبی ماقبله · زرقانی ج ٤ ص ٧٤'' یعنی وہ نبی جو رسول نہیں ہوتا وہ رسولی شریعت کی تقویت کے لئے آتا ہے۔ لیکن نبوت اور وحی براہ راست خدا کی طرف سے عطا کی جاتی ہے۔ اس صفت میں کسی کا واسطہ نہیں ہوتا۔ مگر رسول اکرم ﷺ کی غلامی کی رحمت تمام رحمتوں سے بڑھ کر رحمت ہے۔

اس کی موجودگی میں کسی اور رحمت کی ضرورت نہیں ہے۔ اس سے زیادہ فخر اس امت کے لئے کیا ہوسکتا ہے کہ اس کے علمائے ربانی کا درجہ قیامت کے روز بنی اسرائیل کے نبیوں کے برابر ہوگا اور ایک اولوالعزم رسول حضور سرورکائنات ﷺ کی غلامی میں داخل ہوکر امتیوں کا درجہ بلند کرے گا۔

۲...... دراصل اس رحمت سے نکل کر براہ راست نبوت اور وحی ملنے سے آنحضرت ﷺ کی رحمت عامہ ہونے پر حرف آتا ہے جو کسی طرح جائز نہیں۔

۳...... اور جبکہ قیامت کے روز تمام انبیاء علیہم السلام ان کے علم کے نیچے ہوں گے تو دنیا میں کسی کا آپ ﷺ کی غلامی سے بھاگنا خسران مبین ہے:

فخر دارم کہ مرا داغ غلامی زدہ

اس بیان سے یہ شبہ بھی جاتا رہا کہ امت محمدیہ کو اس رحمت سے محروم رکھنا اس کے مفضول اور کم مرتبہ ہونے کی دلیل ہے۔ نیز اس کا جواب مرزا قادیانی کے الفاظ میں سنئے: ''کمال عقل اور کمال نورانیت قلب صرف بعض افراد بشریہ میں ہوتا ہے۔ کل میں نہیں ہوتا۔ اب ان دونوں ثبوتوں کے ملانے سے یہ امر بپائیہ ثبوت پہنچ گیا کہ وحی اور رسالت فقط بعض افراد کاملہ کو ہی ملتی ہے۔ نہ ہر ایک فرد بشر کو۔'' (براہین احمدیہ ص۱۸۲، خزائن ج۱ ص۱۹۸ حاشیہ)

۳...... ''قل یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا (اعراف:۱۵۸)''

''وارسلناك للناس رسولا (النساء:۷۹)'' ﴿لوگوں کو کہہ دو کہ میں تمام دنیا کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ نہ صرف ایک قوم کے لئے۔﴾

(چشمہ معرفت ص۱۶، خزائن ج۲۳ ص۲۸۸ و چشمہ معرفت ص۶۸، خزائن ج۲۳ ص۷۶)

حضور ﷺ کی یہ بعثت عامہ آپ کے زمانہ کے لئے مخصوص نہ تھی۔ بلکہ ہر زمانہ کی ہر قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے۔ حدیث میں ہے کہ: ''انی رسول من ادرکت حیا ومن یولد بعدی (کنزالعمال ج۱۱ ص٤٠٤ حدیث نمبر ۳۱۸۸۵ وطبقات ابن سعد ج۱ ص۱۵۰)''

جو میری زندگی میں اور مرنے کے بعد پیدا ہوں گے میں ان سب کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ یہی معنی اس آیت کے ہیں: ’’واوحی الی ھذا القرآن لانذرکم به ومن بلغ (انعام:۱۹)‘‘ اب اگر کوئی آپ کے بعد نبی ہوگا تو آپ کی رسالت عامہ نہ رہے گی۔ کیونکہ نبی فی الجملہ رسول کی اتباع سے باہر ہوتا ہے۔

۴ … ’’الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی (المائدہ:۳)‘‘ ﴿آج میں نے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں۔﴾

’’ھذا اکبر نعم اللّٰہ تعالیٰ علیٰ ھذہ الامة حیث اکمل اللّٰہ تعالیٰ دینهم فلا یحتاجون الیٰ دین غیره ولا الی نبی غیرنبیهم صلوة اللّٰہ وسلامه علیه ولهذا جعله اللّٰہ تعالی خاتم الانبیاء (ابن کثیر ص۲۲ ج۳)‘‘ یہ خدا کی بڑی نعمت ہے کہ ان کا دین کامل کر دیا اور اب کسی نئے نبی اور جدید مذہب کی ضرورت نہیں رہی اور ہمارے رسول خاتم النبیین بنا دیئے گئے۔

جب کوئی چیز کامل اور تمام ہو جاتی ہے تو اس پر کسی بڑی زیادتی یا اضافہ ناممکن ہو جایا کرتا ہے۔ لہٰذا اگر کسی نبی کا آنا جائز سمجھ لیا جائے تو ایک ناممکن چیز کو ممکن کرنا لازم آئے گا۔ کیونکہ انسان نبی اس صورت میں ہوسکتا ہے جبکہ وہ بعض احکام میں رسولی شریعت کا تابع ہو اور بعض احکام اس کی ذات خاص کے لئے خدا کی طرف سے نازل ہوں۔ جس کے یہ معنی ہوں گے کہ رسولی شریعت ناقص تھی اور اس میں اس کے متعلق یہ حکم موجود نہ تھا۔ اس لئے ایک جدید حکم حاصل کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور یہ تکمیل دین اور اتمام شریعت کے خلاف ہے۔ یہی وجہ تھی کہ موسوی شریعت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کامل اور تمام نہ کی گئی۔ کیونکہ ان کے بعد بنی اسرائیل میں نبی آنے والے تھے۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے دین موسوی کی تکمیل کی گئی اور وہ متمم شریعت موسوی کی حیثیت سے تشریف لائے۔ کیونکہ ان کے بعد بنی اسرائیل میں کوئی نبی آنے والا نہیں تھا اور وہ خاتم انبیاء بنی اسرائیل تھے۔

جیسا کہ خود مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ’’جو اسرائیلی خلیفوں میں سے آخری خلیفہ تھا یعنی مسیح بن مریم۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۶۸۱،۶۸۲، خزائن ج۳ ص۴۶۷)

’’بنی اسرائیل میں خلیفۃ اللہ ہونے کا منصب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شروع ہوا اور ایک مدت دراز تک نوبت بہ نوبت انبیاء بنی اسرائیل میں رہ کر چودہ سو برس پورے ہونے تک حضرت عیسیٰ بن مریم پر یہ سلسلہ ختم ہوا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۶۶۹، خزائن ج۳ ص۴۶۱)

اس دلیل کی صداقت اور قوت کا مرزا قادیانی کو بھی اقرار ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ:
(۱)......

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

(دیباچہ براہین احمدیہ ص۱۰، خزائن ج۱ ص۱۹)

’’ہر پیغمبرے‘‘ نبوت اور رسالت دونوں کے ختم ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

(۲)...... ’’ولیسوا نبیین فی الحقیقة فان القرآن اکمل واطر الشریعة‘‘ (مواہب الرحمٰن ص۶۶،۶۷، خزائن ج۱۹ ص۲۸۵) حقیقت میں نبی نہیں ہوتے۔ کیونکہ قرآن کریم نے شریعت کی تمام حاجتوں کو مکمل کر دیا۔

(۳)...... ’’قرآن شریف سے ہم کوئی زیادہ امر بیان نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس کی تعلیم اتم واکمل ہے۔ وہ توریت کی طرح کسی انجیل کا محتاج نہیں۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۵۱، خزائن ج۲۲ ص۱۵۵)

۵...... ’’وما ارسلناک الا کافة للناس بشیراً ونذیراً ولکن اکثر الناس لایعلمون (سبا:۲۸)‘‘ ہم نے آپ ﷺ کو تمام انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا تاکہ آپ ﷺ مومنوں کو خوشخبری اور کفاروں کو عذاب الٰہی سے ڈرائیں۔ لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں جانتے۔

اگر کوئی نبی منصب نبوت پر فائز ہوکر آیا تو آپ ﷺ کی بعثت عامہ نہیں رہے گی۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ’’ارسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیون (مسلم ج۱ ص۱۹۹ باب المساجد ومواضع الصلوة)‘‘ میں تمام جہان کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں اور تمام نبیوں کا آنا مجھ پر ختم ہو چکا ہے۔

۶...... ’’واذ اخذ الله میثاق النبیین لما آتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاءکم رسول (آل عمران:۸۱)‘‘ اور یاد کرو جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب وحکمت دوں گا اور پھر تمہارے پاس آخری زمانہ میں میرا رسول آئے گا تمہیں اس پر ضرور ایمان لانا ہوگا۔ ’’اب ظاہر ہے کہ انبیاء تو اپنے اپنے وقت پر فوت ہو چکے تھے۔ یہ حکم ہر نبی کی امت کے لئے ہے کہ جب رسول ظاہر ہو تو اس پر ایمان لاؤ۔ ورنہ مواخذہ ہوگا۔ جو لوگ آنحضرت ﷺ پر ایمان نہیں لاتے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۳۱، خزائن ج۲۲ ص۱۳۴)

بقول مرزا قادیانی کے معلوم ہوا کہ جن نبیوں سے آنحضرت ﷺ کی اتباع کا عہد لیا تھا وہ انبیاء گزر چکے ہیں اور ان کی امتیں بھی آپ ﷺ کی آمد سے پہلے بن چکی ہیں اور اب کوئی نیا نبی یا نئی امت آنے والی نہیں رہی اور یہی تقاضا تم جاء کم رسول! میں لفظ ثم کا ہے جو تاخیر زمانی کے لئے آتا ہے۔

۷۔ ''انا ارسلناک شاھداً ومبشراً ونذیرا وداعیاً الی اللّٰہ باذنہ وسراجاً منیرا (الاحزاب:٤٥،٤٦)'' ﴿ہم نے آپ کو گواہ اور مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا کہ آپ بامر الٰہی لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف بلائیں اور آپ کو روشن اور چمکتا ہوا ایسا چراغ بنایا کہ اس سے دوسرے لوگ اپنے ایمان کے چراغ روشن کرتے ہیں۔﴾

معلوم ہوا کہ اب براہ راست نور کا استفادہ حق تعالیٰ سے ہو ہی نہیں سکتا۔ ہر حالت میں آپ ہی کی اتباع کرنی ضروری ہے۔ اس لئے کوئی نبی بھی نہیں آ سکتا۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

''واعلم انہ خاتم الانبیاء ولا یطلع بعد شمسہ الانجم التابعین الذین یستفیضون من نورہ'' (حمامۃ البشریٰ ص۴۹، خزائن ج۷ص۲۴۴)

۸۔ ''انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون! جبکہ فرقان مجید کے اصول حقہ کا محرف اور مبدل ہو جانا یا پھر ساتھ اس کے تمام خلقت پر تاریکی شرک اور مخلوق پرستی کا بھی چھا جانا عندالعقل محال اور ممتنع ہوا تو نئی شریعت اور نئے الہام کے نازل ہونے میں امتناع عقلی لازم آیا۔ کیونکہ جو امر مستلزم محال ہو وہ بھی محال ہوتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ حقیقت میں خاتم الرسل ہیں۔'' (مقدمہ براہین احمدیہ ص۲۱۱۲، خزائن ج۱ص۱۰۳)

اگر مرزا قادیانی کی مراد خاتم الرسل سے اصطلاحی رسول ہے اور اس میں انبیاء علیہم السلام کو داخل نہیں کیا تو لازم آئے گا کہ مرزا قادیانی حضور ﷺ کو خاتم النبیین یعنی نبی اور رسول دونوں کے ختم کرنے والے نہیں سمجھتے اور آیت کے ظاہری معنی سے انکار کرتے ہیں۔

۹۔ ''انک لعلی خلق عظیم! ہاں جو اخلاق حمیدہ فاضلہ حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کا قرآن شریف میں ذکر ہے۔ وہ حضرت موسیٰ سے ہزار درجہ بڑھ کر ہے۔''

(حاشیہ الحاشیہ نمبر۳ براہین احمدیہ ص۵۰۹، خزائن ج۱ص۶۰۶)

۱۰۔ ''تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا (الفرقان:۱)'' ﴿مبارک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر اس لئے قرآن نازل کیا کہ وہ تمام دنیا کو ڈراوے۔﴾

مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ’’ہم نے اس لئے بھیجا ہے کہ تمام دنیا کو ڈراوے۔‘‘

(چشمہ معرفت ص ۶۸، خزائن ج ۲۳ ص ۷۶)

اس لئے عالم کا کوئی آدمی بھی اس سے باہر نہیں ہوسکتا اور نبی کے واسطے فی الجملہ ایسا ہونا ضروری ہے۔

۱۱…… ’’ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین نوله ماتولی ونصلیه جهنم وسأت بصیرا (النساء:۱۱۵)‘‘ اس میں آنحضرتﷺ کی اتباع سے نکلنے والوں کو جہنمی کہا گیا ہے۔ چونکہ نبی کے لئے فی الجملہ رسولی شریعت کی پابندی سے باہر ہونا لازمی ہے۔ ورنہ وہ نبی نہیں ہوسکتا۔ اس لئے نبی کا آنا ممتنع ہے۔

۱۲…… ’’ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول الله وخاتم النبیین وکان الله بکل شئی علیما (الاحزاب:۴۰)‘‘

’’خاتم النبوة بکسر التاء ای فاعل الختم وهو الاتمام وبفتحها بمعنی الطابع‘‘ (مجمع البحار الانوار ج۲ ص۱۵) ’’وخاتم کل شئی وخاتمته عاقبته وآخره‘‘ (لسان العرب ج۴ ص۲۵ زیر آیت ختم)

یعنی لفظ خاتم تا کی زیر اور زبر دونوں طرح پر لکھا پڑھا گیا ہے۔ بکسر التا ختم مصدر کا لفظ اسم فاعل ہے۔ جس کے معنی ختم کرنا یا مہر لگانا ہیں۔ لیکن جب مہر لگانے کے لئے آتا ہے تو اس کا صلہ علیٰ آیا کرتا ہے۔ قولہ تعالیٰ ختم الله علی قلوبهم اور زبر کے ساتھ بمعنی مہر ہے اور اس وقت آیت کے یہ معنی ہیں۔ آپﷺ نبیوں کی مہر ہیں۔ کسی تحریر کے آخر میں مہر کا ہونا اس مکتوب یا مضمون کے ختم ہونے کی علامت ہے یا جو تحریر سربمہر ہوتی ہے وہ ہر قسم کے تغیر اور تبدیلی سے محفوظ ہوجایا کرتی ہے:

’’قیل ای طابعه وعلامته التی تدفع عنهم الاعراض والعاهات لانه خاتم الکتاب یصونه ویمنع الناظرین عمافی باطنه‘‘

(مجمع البحار ج۲ ص۱۴ ختم)

اسی طرح نبوت ایک سربمہر چیز ہوگئی۔ جس کو نہ کوئی دیکھ سکتا ہے اور نہ کوئی اس مقام میں قدم رکھ سکتا ہے۔ جس کے لازمی معنی یہی ہوئے کہ نبوت آپﷺ پر بند ہوچکی ہے اور یہی

معنی کسرتاء کی صورت میں ہیں اور مہر لگانے والے معنی نہیں بن سکتے۔ کیونکہ ان کا استعمال لفظ علیٰ کے بغیر نہیں آتا۔

لہٰذا مرزا قادیانی کا خاتم النبیین کے یہ معنی کرنا صحیح نہیں کہ: ”اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔“ (حقیقت الوحی ص ۲۸، خزائن ج ۲۲ ص ۳۰)

یعنی وہ اپنی مہر سے دوسروں کو نبی بناتے ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں متعدد تحریفیں کرنی پڑیں گی:

۱ ...... النبیین سے آئندہ آنے والے نبی مراد لینے ہوں گے۔ کیونکہ گزشتہ انبیاء علیہم السلام براہ راست نبی بنائے گئے تھے۔ آنحضرت ﷺ کی اتباع کرنے سے وہ نبی نہیں بنے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”جس قدر نبی گزرے ہیں ان سب کو خداتعالیٰ نے براہ راست چن لیا تھا۔“ (حاشیہ حقیقت الوحی ص ۲۸، خزائن ج ۲۲ ص ۳۰)

اس لئے لفظ خاتم النبیین بمعنی اپنی مہر سے نبوت عطا کرنے والے باعتبار انبیاء سابقین کے صادق نہیں آسکتا۔

۲ ...... نبیین جمع کا لفظ ہے۔ جس کی رعایت کرتے ہوئے ساڑھے تیرہ سو برس میں کم از کم تین نبی ضرور ہونے چاہئیں تھے۔ مگر مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ”غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔“

(حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

۳ ...... رسول اللہ ﷺ نے جو اس آیت کی تفسیر ارشاد فرمائی ہے اس کی مخالفت کرنی اور اپنی رائے کو ترجیح دینی لازم آتی ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ نے اپنے آپ کو مکان نبوت کی آخری اینٹ فرما کر خاتم النبیین ہونے کے معنی واضح کر دیئے۔ نیز (مسلم کتاب المساجد ج۱ ص۱۹۹) میں ہے: ”ختم بی النبیون “ ایک اور روایت میں ہے: ”انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم (ابن ماجه ص ۲۹۷ باب فتنة الدجال) “ وفی روایت: ”انی آخر الانبیاء (ایضاً) اول الرسل آدم وآخرہم محمد “

(کنز العمال ج ۱۱ ص ۴۸۰ باب ذکر الانبیاء)

''ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلارسول بعدی ولانبی''

(ترمذی ج۲ ص۵۳ باب ذہبت النبوة وبقیت المبشرات)

پھر اناخاتم النبیین لانبی بعدی میں دونوں جملوں کوذکر کرکے ثابت کردیا کہ خاتم النبیین کے معنی مہر لگانے والا ہو ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی ہی نہیں۔ پھر نبوت بالواسطہ یا بلاواسطہ کا ذکر ہی فضول ہے۔

لہٰذا ان احادیث صحیحہ کی موجودگی میں آیت کے ایسے معنی کرنے جس سے سلسلہ نبوت کا ختم ہونا ظاہر نہ ہوتا ہو اسی شخص کا کام جو قرآن میں تفسیر بالرائے کو جائز سمجھتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیم پر نہیں چلتا۔

۴… پھر اس آیت کی دوسری قرأت یوں آئی ہے۔ ولکن نبیا ختم النبیین اس قرأت نے پہلے معنی کو اچھی طرح واضح کردیا۔ اس لئے تمام مفسرین اس کے معنی آخرالنبیین کرتے ہیں۔ خواہ خاتم کو تا کی زبر کے ساتھ پڑھیں یا زیر کے ساتھ۔ مگر احادیث صحیحہ سے تجاوز نہیں کرتے اور اس کی مخالفت کو تفسیر بالرائے ہونے کی وجہ سے کفر خیال کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو کتب ذیل:

۱… ''وخاتم النبیین ای کان آخر هم الذی ختموابه وقری بکسر التاء ای کان خاتمهم ویؤیده قراءة ابن مسعود ولکن نبیا ختم النبیین'' (تفسیر ابوالسعود ج۷ص۱۰۶ زیر آیت ماکان محمد ابا احد)

۲… ''ولکن رسول الله وخاتم النبیین الذی ختم النبوة فطبع علیها فلا تفتح لاحدبعده الی قیام الساعة'' (ابن جریر ج۲۲ص۱۶)

۳… ''ومن قرء بفتحها ارادانه علیه السلام آخر النبیین لا نبی بعده حیث ختموابه وتم به بنیان النبوة'' (شیخ زاده علی البیضاوی)

۴… ''فهذه الآیت نص فی انه لانبی بعده''

(ابن کثیر ج۶ ص۳۸۱)

۵… ''ومن اسمائه علیه السلام الخاتم والخاتم وهو الذی ختم النبوة بمجیئه'' (تاج العروس ج۱۶ص۱۹۱، تحت لفظ)

۶… ''وخاتم النبیین لانه ختم النبوة ای تمها بمجیه''

(مفردات راغب ص۱۴۲)

۷..... ''والخاتم اسم آلة لما يختم به كالطابع يطبع به فمعنى خاتم النبيين الذى ختم النبيون به ومآله آخر النبيين''

(روح المعانی ج۲۲ص۳۲)

اور یہی معنی مرزا قادیانی نے بھی کئے ہیں:

۱..... ''وقد انقطع الوحی بعد وفاته وختم الله به النبيين''

(حمامۃ البشریٰ ص۲۰، خزائن ج۷ص۲۰۰)

۲..... ''الا تعلم ان الرب الرحيم المتفضل سمى نبيناﷺ خاتم الانبياء بغير استثناء وفسره نبينا فى قوله لانبى بعدى ببيان واضح''

(حمامۃ البشریٰ ص۲۰، خزائن ج۷ص۲۰۰)

اس تحریر میں مرزا قادیانی نے آنحضرتﷺ کے قول ''لانبی بعدی'' کو خاتم النبیین کی تفسیر ہونا تسلیم کیا ہے۔ پھر ازالہ میں اس کا صاف ترجمہ اس طرح کرتے ہیں کہ: ''یعنی محمدﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے۔ مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔''

(ازالہ اوہام ص۶۱۴، خزائن ج۳ص۴۳۱)

اس لئے آیت سے کوئی اور معنی کرنے صحیح نہیں ہیں۔

س..... خاتم النبیین سے مستقل بلاواسطہ نبی کا ختم ہونا بتایا گیا ہے اور یہی معنی لانبی بعدی کے ہیں۔ یعنی کوئی نبی مغائر نہیں آسکتا۔ اس سے نبی تابع کی نفی نہیں ہوتی جو ایک وجہ سے امتی ہوگا اور ایک حیثیت سے نبی۔

ج..... نبی ہمیشہ سے رسولی شریعت کے تابع اور پیرو ہوتے چلے آئے ہیں۔ اس لئے نبی امتی اور غیر امتی کا فرق نکالنا سراسر غلط ہے اور جس نبی امتی کا نام مرزا قادیانی نے غیر تشریعی نبی رکھ دیا ہے اس کا قرآن وحدیث اور پہلی آسمانی کتابوں میں کوئی پتہ نہیں اور نہ مرزا قادیانی کے ایجاد کردہ معنی صوفیاء کے نزدیک مقبول ہیں۔ کیونکہ جس کو وہ نبی غیر تشریعی کہتے ہیں اس کے ساتھ نبوت کا معاملہ قطعاً جائز نہیں کہتے اور نہ نبی کا لفظ اس پر اطلاق کرنا جائز قرار دیتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا غیر تشریعی کے یہ معنے کرنے کہ وہ رسول اللہﷺ کی اتباع سے مقام نبوت پر پہنچا ہوتا ہے، ایجاد ہے۔ بلکہ اس طرح غیر تشریعی نبوت کے پردہ میں حقیقی نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام یہی فی الجملہ امتی اور فی الجملہ نبی ہوتے رہے ہیں۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ اسی طرح لانبی بعدی سے نبی مغائر کی نفی مراد لینا صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ حضورﷺ نے

حضرت علیؓ سے اس وقت ارشاد فرمایا تھا جبکہ آپ غزوہ تبوک کے لئے تشریف لے جا رہے تھے اور حضرت علیؓ کو اپنا قائم مقام بنا کر مدینہ کی حفاظت کے لئے چھوڑ رہے تھے۔ مگر چونکہ حضرت علیؓ کی دلی تمنا جہاد میں شرکت کی تھی۔ اس لئے ان کو تسلی دینے کے لئے آپ ﷺ نے یہ فرمادیا:

''یاعلی اماترضی انت منی بمنزلة هارون من موسی ولکن لانبی بعدی (مشکوٰة ص ۵۶۳ باب مناقب علیؓ)'' یعنی جس طرح حضرت موسیٰ کوہ طور پر جاتے وقت حضرت ہارون کو اپنا قائم مقام بنا گئے تھے۔ اسی طرح میں بھی تجھے اپنا نائب بنا رہا ہوں۔ مگر ہارون نبی تھے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس لئے تو بھی نبی نہیں۔

ظاہر ہے کہ حضرت علیؓ آنحضرت ﷺ کے تابع اور فرماں بردار تھے۔ مخالف یا مغائر نہ تھے۔ مگر حضور ﷺ نے ان سے بھی نبوت کی نفی کرنے کے لئے عام ضابطہ لانبی بعدی ہی ارشاد فرمایا۔ جس میں تابع اور مستقل دونوں کی نفی ہوگئی۔

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ لفظ بعد سے بعدیت زمانی مراد نہیں۔ ورنہ حضرت علیؓ سے نبوت کی نفی ہرگز صحیح نہ ہوتی اور لکن لانا جو مغائرت کو چاہتا ہے درست نہ رہتا۔ کیونکہ بعد وفات نبی کے نفی کرنے سے زمانہ حیات میں نبی کی نفی لازم نہیں آتی اور مقصود اصلی یہی ہے کہ زمانہ حیات اور مابعد وفات دونوں صورتوں میں کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس لئے لامحالہ بعد کے معنی اور کے لینے پڑیں گے۔ جس کے صاف طور پر یہ معنی ہوں گے کہ میرے علاوہ کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔ یعنی جتنے نبی آنے تھے وہ آ چکے۔ اب کوئی اور نیا نبی نہیں آئے گا۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی ختم نبوت کے خلاف نہیں ہوگی۔ کیونکہ لانبی بعدی یا ختم نبوت کے یہی معنی ہیں کہ اب کوئی اور نیا نبی نہیں آئے گا اور عیسیٰ علیہ السلام پہلے نبی ہیں۔ حضور ﷺ کے بعد نبی نہیں بنائے گئے۔ بلکہ اس وقت ان کے ساتھ نبیوں جیسا معاملہ بھی نہ ہوگا۔ جیسا کہ ریٹائرڈ لارڈ دوسرے قائم مقام وائسرائے کی موجودگی میں اعزازی طور پر لارڈ یا وائسرائے ہی کہلائے گا۔ مگر وائسرائے کے اختیارات میں سے کوئی اختیار بھی نہیں ہوگا۔

غرض پہلے نبی کا آنا ختم نبوت کے خلاف نہیں ہے۔ ورنہ قیامت کے روز دیگر انبیاء علیہم السلام کی موجودگی میں آپ خاتم النبیین ہی نہ رہیں گے۔ دوسرے: ''لوکان موسی حیا لما وسعه الاتباعی (مشکوٰة ص ۳۰ باب الاعتصام باالکتاب والسنة)'' سے بھی پہلے نبی کا آنا جائز اور ختم نبوت کے خلاف معلوم نہیں ہوتا۔

یہی مطلب حضرت عائشہؓ کے اس قول کا ہے: ''قالت قولوا خاتم النبیین

ولاتقولوا لانبی بعدہ (مجمع بحار الانوار ج۵ص۵۰۲، مصنف ابن ابی شیبہ ج۶ ص۲۵۹) ''یعنی لانبی بعدی سے مطلق نبی کی آمد کو ختم نبوت کے خلاف سمجھنا درست نہیں۔ کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام نبی ہونے کے باوجود آنحضرت ﷺ کے بعد تشریف لائیں گے مگر ان کا آنا ختم نبوت کے خلاف نہیں ہوگا۔ کیونکہ کسی نئے نبی کا آنا یا منصب پر فائز ہونا ختم نبوت کے مخالف ہے اور پہلے نبی کا آنا ختم نبوت کے خلاف نہیں اور اگر بعد کو اپنے ظاہری معنی پر رکھنا ہے تو پھر بھی نئے نبی کے آنے کی نفی ہوگی۔ پہلے کی نہیں۔ کیونکہ ان میں قبلیت اور بعدیت دو جہتیں جمع ہو جائیں گی اور حدیث میں صرف بعدیت کی نفی ہے۔

جیسا کہ مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں: ''فقال المغیرۃ حسبك اذا قلت خاتم الانبیا فاناکنا نحدث ان عیسی علیه السلام خارج فان هو خرج فقدکان قبله وبعده (مصنف ابن ابی شیبه ج۶ ص۲۵۹، طبرانی کبیر ج۲۰ ص۴۱۴) ''یعنی جب عیسیٰ علیہ السلام آئیں گے تو وہ محض نبی مابعد نہ ہوں گے کہ جن کی حدیث میں نفی آئی ہے۔ بلکہ وہ نبی مابعد اور ماقبل دونوں ہوں گے اور ایسا ہونا ختم نبوت کے خلاف نہیں۔

بہرحال نئے نبی کا آنا ختم نبوت کے خلاف ہے۔ اس لئے مفسرین نے خاتم النبیین کے معنی لاینبأ بعدہ کئے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

۱..... ''لاینبأ احد بعدہ'' (کشاف ج۳ ص۵۴۵)

۲..... ''ولایقدح فیه نزول عیسی بعده علیه السلام لان معنی کونه خاتم النبیین انه لاینبأ احد بعده وعیسی ممن ینبئ قبله وحین ینزل انما ینزل عاملا شریعة محمد ﷺ مصلیا الی قبلته کانه بعض امته'' (ابوسعود ج۷ ص۱۰۶)

س..... خاتم المحدثین کی طرح خاتم النبیین کے معنی بھی افضل النبیین ہوں تو کیا مضائقہ ہے۔

ج..... بلاقرینہ صارفہ معنی حقیقی کو چھوڑ کر مجاز کی طرف جانا جائز نہیں ہے۔ پھر اس سے لازم آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم نبوت تشریعیہ بھی نہ رہیں۔ باوجودیکہ اس کے انکار کو مرزا قادیانی نے کفر لکھا ہے۔

س..... لانبی بعدی کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ میرے ساتھ اور کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔

ج...... بعد کے معنی کسی لغت کی کتاب میں معیت کے نہیں آئے۔ البتہ اور یا دیگر کے معنی کثیر الاستعمال ہیں۔ نووی نے شرح مسلم میں اقتل من بعدنا من املاقاء کے معنی من سوانا کئے ہیں۔

۲...... ''اولتهما كذابين يخرجان بعدى احدهما عنسى والاخر مسيلمه (بخارى ج۲ص۶۲۸ باب وفد بنى حنيفة)'' میں بعد سے مراد مدعی نبوت ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں الكذابين الذين انا بينهما آیا ہے اور ان دونوں نے دعوئی نبوت بھی آپ ﷺ ہی کے زمانہ میں کیا تھا۔

۳...... ''لوكان موسىٰ حيا (مشكوة ص۳۰ باب الاعتصام بالكتاب والسنة)'' نے یہ بات ثابت کردی کہ پرانے نبی کا آنا آپ ﷺ کے ساتھ جمع ہونا منع نہیں ہے۔ ناجائز اگر ہے تو جدید نبی کا آنا ناجائز ہے۔

س...... لانبی بعدی میں لانفی جنس کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ صفت کے واسطے ہے۔ جیسا کہ اذهلك كسرىٰ فلا كسرى بعده میں ہے۔

ج...... لاکونفی صفت کے لئے لینا مضر نہیں ہے۔ کیونکہ نبوت غیر تشریعہ درحقیقت شرعی اصطلاح میں نبوت نہیں کہلاتی۔ بلکہ وہ ولایت کا ایک مقام ہے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

ختم نبوت از احادیث

۱...... ''قال مثلى ومثل الانبياء من قبلى كمثل رجل بنى بيتا فاحسنه واجمله الاموضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به ويتعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال انا اللبنة واناخاتم النبيين (بخارى ج۱ص۵۰۱ باب خاتم النبيين، مسلم ص۲۴۸، نسائى، ترمذى، مشكوة ص۵۱۱)''

سلسلہ نبوت کو ایک مکان سے تشبیہ دی جس کے تمام ہونے میں ایک اینٹ کی کسر تھی۔ وہ آخری اینٹ رسول اللہ ﷺ تھے۔ لہٰذا مکان مکمل ہوگیا اور اس میں کوئی نئی اینٹ لگانے کی جگہ نہیں رہی۔ عیسیٰ علیہ السلام نزول کے وقت نئے نبی نہ ہوں گے۔ بلکہ مکان نبوت کی پہلے والی اینٹ ہوں گے۔ جن کی آمد نبوت کے رنگ میں نہ ہوگی کہ جو تکمیل مکانیت کے منافی ہو اور من قبلی کی قید اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جس قدر نبی آنے والے تھے وہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے

آ چکے ہیں۔ یہ کہنا کہ یہ مثال صرف پہلے نبیوں کی ہے۔ اس سے آنے والے کی نفی نہیں ہوتی درست نہیں ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو تکمیل مکان کے ساتھ کبھی تشبیہ نہ دی جاتی اور آنحضرت ﷺ اپنے آپ ﷺ کو آخری اینٹ نہ فرماتے۔

۲..... ''كانت بنواسرائيل تسوسهم الانبياء كلما هلك نبی خلفه نبی وانه لانبی بعدی (بخاری ج۱ ص ۴۹۱ باب ماذكر عن بنی اسرائيل، مشكوة ص ۳۲۰ كتاب الامارة، مسند احمد ج۲ ص۲۹۷، مسلم ج۲ ص۱۲۶ باب وجوب الوفاء ببيعة الخليفة الاول فالاول)''

فرمایا کہ بنی اسرائیل کی سیاست اور ملکی انتظام انبیائے کرام علیہم السلام کرتے تھے۔ جب کوئی نبی مرجاتا تو دوسرا نبی اس کا قائم مقام ہوجاتا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

س ..... اس کے یہ معنی ہیں کہ پہلے سیاست کرتے تھے۔ میری امت کے سیاست نہ کریں گے۔

ج ..... اگر یہ مطلب ہوتا تو لانبی بعدی سے نبی کی نفی نہ کرتے۔ بلکہ یہ فرماتے کہ لاكن لاتسوس نبی امتی مگر حدیث میں تو مطلق نبی کی نفی ہے۔

''فانه ليس كائنا فيكم نبی بعدی. ابن جرير ''میرے بعد تم میں کوئی نبی نہیں ہونے والا۔ اس میں اماماكم منكم کے اس معنی کی تردید ہوگئی جو مرزا قادیانی نے گھڑے ہیں۔

۴..... ''انا خاتم النبيين ولا فخر (دارمی ج۱ ص۲۷ باب كيف كان اول شان النبی ﷺ، مشكوة ص ۵۱۴ باب فضائل سيدالمرسلين ﷺ)''

۵..... ''ارسلت الی الخلق كافة وختم بی النبيون''
(مسلم ج۱ ص۱۹۹ كتاب المساجد، نسائی، ترمذی، مشكوة ص۵۱۲)

''ختم بی النبيون ای فلا نبی بعده ولاشرعاً ولا متابعاً''
(روح البيان ج۷ص۲۹۵)

''لانبی بعده مشرعا اومشرعاله والاول هوالآتی بالاحكام الشرعية من غير متابعة نبی آخر كموسی وعيسی ومحمد ﷺ والثانی هو المتبع لما شرعه له النبی المقدم كانبياء بنی اسرائيل''
(شرح فصوص الحكم و روح البيان ج۷)

۶۔ ''انی عنداللہ مکتوب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینة (احمد ج ۴ ص ۱۲۷، ۱۲۸، مشکوٰۃ ص ۵۱۳ باب فضائل سید المرسلین ﷺ)''

۷۔ ''انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی''

(مسلم شریف ج ۲ ص ۲۶۱ باب فی اسمائہ ﷺ)

''وفی روایة انا خاتم النبیین ولا نبی بعدی وانا العاقب لیس بعدی نبی (ترمذی ج ۲ ص ۱۱۱ باب ماجاء فی اسماء النبی ﷺ)'' معلوم ہوا کہ پچھلی حدیث میں بھی عاقب کی تفسیر رسول اللہ ﷺ کی ہے۔

''اما العاقب فھو الذی جاء عقب الانبیاء فلیس بعدہ نبی لان العاقب ھو الآخر'' (انوار محمدیہ، مواہب لدنیہ ص ۴۰۱ طبع بیروت)

۸۔ ''سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم زعم انہ نبی اللہ وانا خاتم النبیین ولا نبی بعدی (مسلم، ترمذی ج ۲ ص ۴۵ باب ماجاء لاتقوم الساعة حتی یخرج کذابون، دارمی، ابن ماجہ، ابوداؤد ج ۲ ص ۱۲۷ کتاب الفتن، مشکوٰۃ ص ۴۶۵)''

ب۔ ۳۰ کی تعداد مذکور ہو چکی ہے۔ (اکمال شرح مسلم ص ۲۵۸)

ج۔ یہ ثلاثین کی قید کا فائدہ بیان کیا ہے۔ اس میں مابعد کی نفی نہیں ہے۔

۳۔ بڑے بڑے دجال تیس ہوں گے۔ باقی پہلوؤں کے تعلم سے اخذ کرنے والے جن میں سے ایک مرزا قادیانی بھی ہیں۔

۹۔ ''لاتقوم الساعة حتی یخرج ثلاثون کذاباً''

(المعجم الکبیر طبرانی ج ۷ ص ۱۸۹ حدیث نمبر ۶۷۹۷)

۱۰۔ ''سیکون فی امتی کذابون دجالون وانا خاتم النبیین ولا نبی بعدی'' (درالمنثور ج ۵ ص ۲۰۴)

۱۱۔ ''لاتقوم الساعة حتی یخرج ثلاثون دجالون کذابون کلھم یزعم انہ نبی فمن قالہ فاقتلوہ ومن قتل منھم احداً فلہ الجنة''

(کنز العمال ج ۱۴ ص ۱۹۹ حدیث نمبر ۳۸۳۷۶)

۱۲۔ ''ان اللہ لم یبعث نبیا الا حذر امتہ الدجال وانا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم یا عباداللہ فاثبتوا فانہ یبدٔ فیقول انا نبی فلا نبی

بعدی'' (ابن ماجه باب فتنة الدجال وخروج عیسی بن مریم ص۲۹۷)

۱۳۔ ''انا محمد النبی الامی انا محمد النبی الامی انا محمد النبی الامی لانبی بعدی'' (کنزالعمال ج۱ص۱۹۰ حدیث نمبر۹۶۱)

۱۴۔ ''انا محمد واحمد المقفی والحاشر ونبی التوبة نبی الرحمة'' (مسلم ج۲ص۲۶۱ باب فی اسمائہﷺ)

نووی کہتے ہیں: ''المقفی فقال شمرهو بمعنی العاقب''

(حاشیه مسلم ج۲ص۲۶۱)

شیخ عبدالرؤف المناوی شرح کبیر میں فرماتے ہیں: ''المقفی بشدة الفاء وکسرها لانهﷺ جاء عقب الانبیاء وفی قفاهم'' (نقله النبهانی فی جواهر البحار ج۱)

۱۵۔ ''ربی الله وحده لاشریك له والاسلام دینی ومحمد نبی وهو خاتم النبیین فیقولان صدقت'' (درمنثور ج۶ص۱۶۵)

۱۶۔ ''نزل آدم بالهند واستوحش فنزل جبریل فنادی بالاذان الله اکبر الله اکبر مرتین اشهدان لااله الا الله مرتین اشهد ان محمد رسول الله مرتین قال آدم من محمد قال آخر ولدك من الانبیاء (کنزالعمال ج۱۱ص۴۵۵ حدیث نمبر۳۲۱۳۹ وفی روایة هو آخر الانبیاء من ذریتك، طبرانی)''

۱۷۔ ''الا ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسی الا انه لانبی بعدی (بخاری ج۲ص۶۳۳ باب غزوه تبوك مسلم ج۲ ص۲۷۸ باب فضائل علیؓ، مشکوة ص۵۶۳ باب مناقب علیؓ)''

''وفی روایة مسلم الا انه لانبوة بعدی''

(مسلم ج۲ص۲۷۸ باب فضائل علیؓ)

۱۸۔ ''فانی آخر الانبیاء ومسجدی آخر المساجد''

(مسلم ج۱ ص۴۴۶)

آخرالمساجد سے نبیوں کی مسجد میں آخری مسجد مراد ہے۔ جیسا کہ اس روایت میں ہے:

''انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء''

(کنزالعمال ج۱۲ ص۲۷۰ حدیث نمبر۳۴۹۹۹)

۱۹۔ ''لانبی بعدی ولا امة بعد امتی'' (ابن کثیر ج۹ص۳۶۹)

۲۰..... ''اول الرسل آدم وآخرهم محمد ﷺ''

(کنزالعمال ج ۱۱ ص ۴۸۰ حدیث نمبر ۳۲۲۹۹)

۲۱ ''ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی''
(ترمذی ج ۲ ص ۵۳ باب ذهب النبوة وبقیت المبشرات)

۲۲..... ''لوکان بعدی نبی لکان عمر (ترمذی ج ۲ ص ۲۰۹ باب مناقب ابی حفص عمرابن خطاب، مشکوة ص ۵۵۸ باب مناقب عمر الفصل الثانی)''

س..... قال الترمذی هذا حدیث غریب!

ج. غریب ضعیف حدیث کونہیں کہتے۔ بلکہ آحاد کی قسموں میں سے ایک قسم کا نام ہے جو سنداً صحیح ہوتی ہے۔

۲۳ ''کنت اول النبیین فی الخلق وآخرهم فی البعث ''(کنز العمال ج ۱۱ ص ۴۰۹ حدیث نمبر ۳۱۹۱۷، ابن کثیر ج ۶ ص ۳۴۲ نحو البخاری فی تاریخه واحمد وابونعیم فی دلائل النبوة ج ۱ ص ۴۲)

۲۴..... ''ان تشهد وان لا اله الا الله وانی خاتم الانبیاء ورسله''

(مستدرک ج ۴ ص ۲۲۵ حدیث نمبر ۴۹۹۹)

۲۵..... ''والذی نفس محمد بیده لواصبح فیکم موسیٰ ثم اتبعتموه لضللتم انکم حظی من الامم وانا حظکم من النبیین''

(مسند احمد، درمنثور ج ۲ ص ۴۸)

۲۶..... ''ولوکان موسی حیاً وادرک نبوتی لاتبعنی''

(دارمی مشکوة ص ۳۲)

''وفی روایة لوکان موسی حیا لما یسعه الاتباعی (مشکوة ص ۳۰)''
یعنی وہ عہد نبوت پر نہیں رہیں گے اور نہ ان پر وحی نازل ہوگی۔ البتہ ان کو شریعت محمدیہ کی پابندی کرنی پڑے گی۔ گو مرتبہ نبی کا ہوگا۔ مگر عہدۂ نبوت پر ختم نبوت کی وجہ سے فائز نہ رہیں گے۔

۲۷ آپ نے حجۃ الوداع میں تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار کی جماعت کے سامنے فرمایا تھا: ''یا ایها الناس انه لانبی بعدی ولا امة بعدکم''

(مسند احمد حاشیه منتخب کنزالعمال ج ۲ ص ۳۹۱)

۲۸..... ''ان ربکم واحد واباکم واحد ودینکم واحد ونبیکم

واحد ولا نبی بعدی'' (کنزالعمال ج۳ص۹۳حدیث نمبر ۵۶۵۵)

۲۹... حشر کے دن سب لوگ آپ کی خدمت میں شفاعت کے لئے حاضر ہوکر عرض کریں گے:''یا محمد انت رسول اللّٰہ وخاتم الانبیاء''

(بخاری مسلم ج۱ ص۱۱۱باب اثبات الشفاعۃ)

۳۰... ''لم یبق من النبوۃ الا المبشرات (بخاری شریف ج۲ ص۱۰۳۵)''

نبوت کے جملہ اجزا میں سے صرف مبشرات یعنی رویا صالحہ رہ گئی ہیں اور جز کبھی کل کے مساوی نہیں ہوسکتا۔

س... نبوت سے نبوت تشریعیہ مراد ہے۔یعنی اقسام نبوت میں سے صرف ایک قسم رہ گئی ہے۔

ج... جزء من اجزاء النبوۃ کا ترجمہ قسم اور نوع کرنا تحریف لغوی ہے۔نیز اس سے لازم آتا ہے کہ بقاعدہ استثناء مبشرات بھی نبوت تشریعیہ ہو اور اس کا دعویٰ نبوت تشریعی کا دعویٰ ہو جو مرزا قادیانی کے نزدیک بھی کفر ہے۔

۳۱... ''عن ام کوز الکعبیہ قالت سمعت رسول اللّٰہﷺ یقول ذہبت النبوۃ وبقیت المبشرات (طبرانی واحمد وصححہ ابن حبان وابن خزیمہ)''

۳۲... ''کشف رسول اللّٰہﷺ الستارۃ والناس صفوف خلف ابی بکرؓ فقال ایہا الناس انہ لم یبق من مبشرات النبوۃ الا الرؤیا الصالحۃ یراہا المسلم اوتری''

(مسلم ج۲ص۱۹۱ باب النہی عن قرأۃ القرآن فی رکوع والسجود)

۳۳... ''عن ابی ہریرۃؓ مرفوعاً انا اول النبیین فی الخلق وآخرہم فی البعث'' (ابن کثیر ج۶ص۳۴۲، عن ابی حاتم)

۳۴... ''قال رسول اللّٰہﷺ العباس حین سالہ الہجرۃ بعد الفتح یاعم اقم مکانک انت بہ فان اللّٰہ قدختم بک الہجرۃ کما ختم بی النبیون'' (الطبرانی ج۶ص۱۵۴ حدیث نمبر۵۸۲۸وابونعیم)

س... ہجرت تو اب بھی جائز ہے۔لہٰذا نبوت کا اجرا بھی جائز ہونا چاہئے۔

ج... ہجرت کی خاتمیت مکہ سے بیان فرمائی گئی ہے اور حضرت عباسؓ نے اس کا سوال بھی کیا تھا۔تمام جہان سے ہجرت کا ختم ہونا ذکر نہیں کیا۔حدیث میں وارد ہے:''الہجرۃ

ماضية الى يوم القيامة ’’چونکہ مکہ دارالاسلام ہے اور قیامت تک رہے گا۔اس لئے وہاں سے ہجرت کرنا بند ہو چکا ہے اور ہجرت کی خاتمیت اپنے حقیقی معنوں پر محمول ہے۔

۳۵۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی عربی ﷺ کے متعلق حضرت آدم علیہ السلام کو خبر دیتے ہوئے فرمایا:’’آخر ولدك من الانبياء‘‘

(ابن عساکر، کنز العمال ج ۱۱ ص ۴۵۵ حدیث نمبر ۳۲۱۳۹)

اس مختصر رسالہ میں چند روایتوں پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ورنہ ختم نبوت پر احادیث متواترہ موجود ہیں۔چنانچہ ابن کثیرؒ آیت خاتم النبیین کے تحت لکھتے ہیں’’فهذا الاية نص فی انه لا نبی بعده (الی ان قال) وبذالك وردت الاحاديث المتواترة عن رسول اللهﷺ من حديث جماعة من الصحابةؓ‘‘ (ابن کثیر ج۶ ص ۳۸۱)

’’قد اخبر الله تعالى فى كتابه ورسولهﷺ فى السنة المتواترة منه انه لانبى بعده‘‘ (ابن کثیر ج۸ ص۹۱)

ختم نبوت از اجماع امت

۱۔ ’’واعلم ان الاجماع قد انعقدعلى انهﷺ خاتم المرسلين كما انه خاتم النبيين وان كان المراد بالنبيين فى الآية هم المرسلين ؛ عبارت الشيخ محى الدين فى الباب۴۶۲ من الفتوحات قد ختم الله تعالى بشرع محمدﷺ جميع الشرائع فلا رسول بعده يشرع ولا نبى بعده يرسل اليه بشرع يتعبدبه فى نفسه انما يتعبد الناس بشريعة الى يوم القيامه‘‘

(یواقیت ج۲ ص۳۷)

آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر اجماع ہو چکا ہے۔اب نہ کوئی نبی آئے گا کہ جس پر احکام اس کی ذات کے لئے نازل ہوں اور نہ کوئی رسول شریعت تبلیغیہ دے کر مبعوث کیا جائے گا۔بلکہ قیامت تک آپ ﷺ کی شریعت کی پابندی تمام بنی نوع انسان پر لازمی ہے۔آیت خاتم النبیین میں نبی اور رسول دونوں مراد ہیں اور اگر کوئی مرسلین کے معنی لے پھر بھی اجماع اسی پر منعقد ہوا ہے کہ ان کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں بنایا جائے گا۔

۲۔ ’’وكونهﷺ خاتم النبيين ممانطق به الكتاب وصدعت

به السنة واجمعت عليه الامة فيكفر مدعى خلافه ويقتل ان اصر''
(روح المعانی ج۸ ص۳۹)

۳..... علامہ نووی شرح مسلم میں اس شبہ کا جواب دیتے ہوئے کہ عیسیٰ علیہ السلام کا آنا ختم نبوت کے خلاف ہے۔

لکھتے ہیں کہ'' وانكر ذالك بعض المعتزلة والجهمية ومن وافقهم وزعموا ان هذه الاحاديث مردودة بقوله تعالى وخاتم النبيين وبقوله عليه السلام لا نبى بعدى وباجماع المسلمين انه لا نبى بعد نبينا وان شريعة مؤبدة الى يوم القيامة لا تنسخ ، وهذا استدلال فاسد لانه ليس المراد بنزول عيسى عليه السلام انه ينزل نبيا بشرع ينسخ شرعنا ولا فى هذه الاحاديث ولا فى غير هاشئ من هذا بل صحت هذه الاحاديث ههنا وما سبق فى كتاب الايمان وغيرها انه ينزل حكما مقسطا يحكم بشرعنا ويحيى من امور شرعنا ماهجره الناس'' (شرح نووی مسلم ج۲ ص۴۰۳)

معتزلہ جہمیہ (مرزا قادیانی) نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا ختم نبوت کے خلاف ہونے کی وجہ سے انکار کیا ہے مگر یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ اگرچہ بے شک ختم نبوت پر اجماع ہو چکا ہے۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام پر شریعت خاصہ غیر تبلیغیہ یا عامہ تبلیغیہ نازل نہیں ہوگی۔ جس سے وہ نبوت کے عہدے پر سمجھے جائیں۔ بلکہ وہ ہر حکم میں شریعت محمد ﷺ کے تابع ہوں گے اور ان کی حیثیت امتی امت جیسی ہوگی۔ اگرچہ درجہ میں وہ نبی ہی ہوں گے۔ صاحب یواقیت اس شبہ کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ'' وان عيسى عليه السلام وان كان بعده ومن اولى العزم وخواص الرسل فقد زال حكمه من هذا المقام بحكم الزمان عليه الذى هو بغيره فيرسل وليا ذا نبوة مطلقة فختمت النبوة بمحمد والولاية بعيسى عليه السلام'' (اليواقيت ج۲ ص۸۹)

۴..... ''ثم ان الامة اجمعت على ان لا نبوة بعده ﷺ ولا رسالة اجماعاً قطعيا وتواترت به الاحاديث نهو مائتى حديث فتاويه بحيث ينتفى به الختم الزمانى كفر بلاشبه'' (عقیدہ اسلام ص۲۱۶)

۵..... ''قال ابوبكرؓ قد انقطع الوحى وتم الدين''

(مشکوۃ ص۵۵۶، مناقب ابوبکرؓ الفصل الثالث)

۶ ''قالت ام ایمن ان الوحی قد انقطع من السماء''
(مشکوۃ ص۵۴۸، باب وفات النبی علیہ السلام)

۷ ''اخبرانه ﷺ خاتم النبیین ولا نبی بعده واخبر عن الله تعالی انه خاتم النبیین وانه ارسل الی کافة الناس واجمعت الامة علی حمل هذا الکلام علی ظاهره وان مفهومه المراد به دون تاویل ولا تخصیص فلا شك فی کفر هولاء الطوائف کلها قطعاً واجماعاً'' (الشفاء ج۲ ص۲۴۷)

س..... مولانا محمد قاسم صاحب دیوبندی اجراء نبوت کے قائل ہیں اور اسی طرح دیگر بزرگان دین اجراء نبوت غیر تشریعی کے قائل ہیں؟۔

ج..... مولانا محمد قاسم صاحبؒ کی جس عبارت کو ختم نبوت کے خلاف سمجھا گیا ہے وہ یہ ہے کہ: ''اگر بالفرض بعد زمانہ نبی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔'' (تحذیر الناس ص۲۸)

اس تحریر سے باوجود لفظ ''بالفرض'' ہونے کے اجراء نبوت پر استدلال کرنا ایسا ہی غلط اور بے وقوفی ہے۔ جیسا کہ ''لوکان فیهما الهة الا الله لفسدتا'' سے شرک کے جواز پر استدلال کرنا غیر صحیح ہے۔

دوسرے یہ مضمون اس حدیث سے ماخوذ ہے۔ ''لوکان موسی حیاً لما یسعه الا اتباعی (مشکوۃ ص۳۰ باب الاعتصام بالکتاب والسنة)'' اگر اس حدیث سے جواز نکلتا ہے تو اس سے بھی نکالنا صحیح ہے۔ ورنہ نہیں۔ پھر نبوت غیر تشریعی نبوت مصطلحہ نہیں ہے۔ یہ ولایت کا ایک درجہ ہے۔ جس کو فنا فی الرسول سے تعبیر کرتے ہیں۔ مزید تحقیق پہلے گذر چکی۔

باب: تردید اجراء نبوت

تحریف:۱..... ''یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی (اعراف:۳۵)'' اے بنی آدم جب بھی آویں تمہارے پاس میرے رسول تم میں سے بیان کرتے ہوئے تم پر میری آیتیں اور اب اس غرض (لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیت بتلانا) کے پورا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ (پاکٹ بک احمدیہ ص۳۴۴)

تحقیق..... اسی رکوع میں اس آیت سے پہلے یا بنی آدم تین مرتبہ آیا ہے اور اول یا بنی آدم کا تعلق ''اهبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض (اعراف:۲۴)'' سے

ہے۔ کیونکہ اهبطوا کا مخاطب آدم اور حوا کی اولاد ہے۔ اسی لئے معلوم ہوا کہ اس آیت میں بھی ہبوط آدم کے وقت مخاطب بنایا گیا ہے۔ چنانچہ سورۂ بقرہ میں اس امر کو بالکل واضح کر دیا گیا۔

''قلنا اهبطوا منها جميعاً فاما ياتينكم منى هدى (البقرہ:۳۸)'' علامہ سیوطیؒ ہدی کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کتاب ورسول (جلالین) لہٰذا یاتینکم اور یقصون حکایت حال ماضیہ کے طور پر مذکور ہوئے ہیں۔ یعنی زمانہ ماضی میں ہبوط کے وقت مضارع استعمال کیا گیا تھا۔ اسی مضارع کو زمانہ دراز کے بعد بھی بعینہ نقل کر دیا۔ اس لئے اس میں زمانہ استقبال یا آئندہ ہبوط کے بعد سے شروع ہوگا۔ جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ تک پورا ہوگیا۔

مضارع اگرچہ بعض اوقات استمرار کے لئے آتا ہے۔ مگر استمرار کے واسطے قیامت تک رہنا ضروری نہیں ہے۔ جو فعل دو چار دفعہ پایا جائے۔ اس کو مضارع استمراری سے تعبیر کرنا جائز ہے۔ قرآن میں ایسی مثالیں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ جن میں سے چند یہ ہیں:

۱..... ''انا انزلنا التوراة فيها هدى ونور يحكم بها النبيون (المائدہ:۴۴)'' ظاہر ہے کہ توریت کے موافق حکم کرنے والے انبیائے کرام، آنحضرت ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی گذر چکے اور آج گذشتہ نبیوں میں سے عیسیٰ علیہ السلام کو بھی نزول کے بعد حق نہ ہوگا کہ وہ توریت یا انجیل کی اتباع کرائیں۔

۲..... ''واوحى الى هذا القرآن لانذركم به ومن بلغ (انعام:۱۹)'' قرآن مجھ پر اس لئے اتارا گیا ہے کہ میں تم کو اور جس کو میرا پیغام پہنچے خدا کے غضب سے ڈراتا ہوں۔ چنانچہ خود آنحضرت ﷺ ایک زمانہ تک ڈراتے رہے۔ مگر آج آپ ﷺ کی انذار وتبشیر کا سلسلہ بالواسطہ مسدود ہے۔

۳..... ''وسخرنا مع داود الجبال يسبحن والطير وكنا فاعلين (الانبیاء:۷۹)'' ہم نے پہاڑوں اور جانوروں کو داؤد علیہ السلام کا مسخر کر دیا کہ جو ایک ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ یہ تسبیح داؤد علیہ السلام کی زندگی تک رہی اور پھر بند ہوگئی۔

۴..... آیت میں صاحب شریعت رسول کا ذکر ہے۔ جیسا کہ لفظ رسل اور آیاتی سے ظاہر ہے۔ اس لئے اگر اس آیت سے استدلال کیا گیا تو نبوت تشریعیہ کا اجراء لازم آئے گا جو مرزا قادیانی کی نظر میں بھی کفر ہے اور تقریب کا ناتمام رہنا یعنی دلیل کا دعویٰ کے مطابق نہ ہونا اس کے علاوہ ہے۔

تحریف:۲..... ''وماكان الله ليطلعكم على الغيب ولكن الله يجتبى

من رسله من یشاء (آل عمران:۱۷۹) "نہیں تھا اللہ تعالیٰ کہ مطلع کرتا تم کو غیب کی باتوں پر لیکن رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے اس بات کے لئے منتخب کر لیتا ہے۔ معلوم ہوا کہ غیب پر رسولوں ہی کو مطلع کرتے ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی نے بذریعہ متعدد پیشگوئیوں کے غیب کی خبریں دیں اس لئے نبی ہو جاتا ہے۔ یہی منشاء اس آیت کا ہے۔ "فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول (الجن:۲۶،۲۷)" لفظ یجتبی مضارع بھی اسی امر کا مقتضی ہے۔

تحقیق: آیت کا مطلب نہیں ہے کہ جس کو رسول بنانا چاہتا ہے اس کو امور غیبیہ کی خبر دے کر اس سے مطلع کرتا ہے۔ بلکہ دونوں آیتوں کی یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ غیب کی خبریں رسولوں میں سے کسی ایک رسول کے ذریعے سے دیتا ہے۔ اس صورت میں من رسله میں لفظ من تبعیضیہ ہوگا۔ یعنی رسولوں میں سے بعض رسولوں کو پیشگوئی کے لئے چن لیتا ہے اور اگر من بیانیہ ہو تو غیب سے وحی مراد لینی پڑے گی اور اس وقت آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ وحی پر سوائے رسولوں کے کسی کو مطلع نہیں کرتا۔ غرض مغیبات کی اطلاعیں دے کر رسول بنانا آیات کا مفہوم نہیں ہے۔ بلکہ رسول بنا کر مغیبات پر مطلع کرنا آیت کا مفاد ہے۔ چنانچہ قاضی بیضاوی اس آیت کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ولکن اللہ یجتبی لرسالة من یشاء فیوحی الیه ویخبره ببعض المغیبات (بیضاوی ج۱ ص۱۶۷، آل عمران)" یعنی اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنا رسول بنا لیتا ہے اور پھر اس کے ذریعے سے مغیبات کی اطلاعیں دیتا ہے اور اگر ہر وہ شخص جو غیب کی خبر دے اس کا رسول ہونا ضروری ہے تو مرزا قادیانی کے خیال میں فاسق فاجر اور فاحشہ عورتیں بھی غیب کی خبریں سنایا کرتی ہیں۔ جیسا کہ متعدد حوالوں سے ثابت ہو چکا ہے۔ اس لئے ان کو بھی مرزا قادیانی کی سرکار سے کوئی معزز خطاب ملنا چاہئے۔ پھر مرزا قادیانی حضرت خضر کا ملہم ہونا مانتے ہیں۔ مگر نبی ہونا تسلیم نہیں کرتے۔

۲ ... یجتبی فعل مضارع ہے۔ جو استمرار الی یوم القیامہ کو نہیں چاہتا۔ جیسا کہ اس آیت میں ہے کہ: "وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحی الیهم (یوسف:۱۰۹)" نہیں بھیجے ہم نے آپ سے پہلے رسول مگر مرد کہ جن کی طرف وحی کی جاتی تھی۔ لفظ نوحی میں اگرچہ استمرار ہے۔ لیکن من قبلك استمرار الی یوم القیامہ مراد لینے سے مانع ہے۔ کما لا یخفی۔

۳۔ دعویٰ نبوت غیر تشریعیہ کا ہے اور دلیل میں نبوت تشریعیہ کے اجراء کو ثابت کیا جارہا ہے۔ جو تقریب ناتمام ہونے کے علاوہ کفر بھی ہے۔

۴۔ مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں کا وہی حال ہے۔ جو نجومی اور رمالوں کی پیش گوئیوں کا ہوتا ہے۔ جس میں ایک سچ ہے تو دس جھوٹ بھی موجود ہیں۔ ایسی غیب دانی نبوت کی نشانی نہیں ہے۔ وہ اخبار بالغیب نبوت کی خصوصیات میں ہے۔ جس میں ذرہ برابر جھوٹ نہیں ہوتا اور ہر ایک بات من وعن پوری ہوتی ہے اور مرزا قادیانی کا رتبہ اس میں رمال اور نجومی سے بھی گھٹا ہوا ہے۔

تحریف.۳ ''ان رحمة الله قريب من المحسنين (اعراف:۵۶)''

خدا کی رحمت نیکوں سے قریب ہے اور نبوت بھی ایک رحمت ہے۔ لہٰذا وہ بھی ملنی چاہئے۔

تحقیق... رحمت سے جملہ رحمتیں مراد نہیں ہیں۔ ورنہ مال ودولت جاہ وسلطنت بھی ایک رحمت ہے۔ مگر اس رحمت سے اکثر محسنین خصوصاً انبیاء علیہم السلام خالی ہیں۔ نیز رحمت سے خصوصیت کے ساتھ نبوت ہی مراد لینے پر کوئی قرینہ بھی موجود نہیں۔ بلکہ اس کے خلاف یہ قرینہ موجود ہے کہ آنحضرت ﷺ تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے۔ اس لئے آپ کی غلامی اور اتباع سب سے بڑی رحمت ہے۔ اس سے الگ ہونا انتہائی بدنصیبی ہے۔ مرزا قادیانی بھی لکھتے ہیں کہ: ''فلا حاجة لنا الى نبى بعد محمد'' (حمامۃ البشریٰ ص۲۹، خزائن ج۷ ص۲۰۰)

لہٰذا اگر کوئی نبی ہوگا تو وہ اس سعادت سے ضرور محروم ہو جائے گا۔ کیونکہ نبی آیت ''ان اتبع الا ما یوحی الی'' کے ماتحت ہر حکم میں رسولی شریعت کا تابع نہیں ہوتا کہ ماسر۔

۔۔۔ پھر بڑی رحمت تو نبوت تشریعیہ ہے۔ اس کو آیت کے منشاء سے نکال کر نبوت غیر تشریعیہ کو اس کا مصداق بنانا زبردستی اور ترجیح بلا مرجح ہے۔

تحریف:۴... ''اهدنا الصراط المستقيم'' نبوت بھی ایک ہدایت ہے۔ جیسا کہ اس آیت میں ہے کہ: ''ووهبنا له اسحق ويعقوب كلا هدينا ونوحا هدينا من قبل'' (انعام:۸۴)

تحقیق... لفظ ہدایت شرک اور گناہ سے بچنے اور تعلق باللہ اور قرب الٰہی پر بھی اطلاق کیا جاتا ہے۔ اس لئے ''اهدنا الصراط المستقيم (فاتحه:۵)'' میں ہدایت سے وہی معنی لئے پڑیں گے جو بطور قدر مشترک سب میں پائے جائیں۔ چونکہ نبوت قرب الٰہی کا ایک خاص درجہ ہے جو انبیاء ہی کے لئے مخصوص ہے۔ اور خاص عام میں نہیں پایا جاتا۔ اس لئے سیدھے

راستہ پر قائم رکھنا ہی مراد ہوگا۔ جس کے لئے ہر شخص دعا کرسکتا ہے۔

۲..... اس آیت میں منعم علیھم کی نعمت طلب کرنے کی تعلیم نہیں دی گئی۔ بلکہ ان کے راستہ پر قائم رہنے کی دعا سکھائی گئی ہے اور ان کا راستہ شریعت اور مذہب ہے کہ وہ اس کی پابندی اور اتباع کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں۔ قرآن میں ہے کہ: ''وجعلنا منهم آئمة يهدون بامرنا (حم السجده:۲٤)'' ہم نے ان میں سے پیشوا بنائے جو لوگوں کو دین حق کی طرف بلاتے تھے۔ اگر نبوت طلب کرنے کی تعلیم دینی مقصود ہوتی تو اعطنا ما انعمت عليهم ہوتا۔ ''صراط الذين انعمت عليهم'' نہ ہوتا۔

۳..... نبوت دعاؤں سے نہیں ملا کرتی جیسا کہ: ''ماكنت ترجو ان يلقى اليك'' (قصص:۸٦)

''وما كنت تدرى ماالكتب ولا الايمان (الشورى:۵۲)'' سے ظاہر ہے۔

دوسرے ''وهبنا له اسحاق'' کے چند آیات بعد یہ آیت ذکر کی گئی ہے۔ ''ذلك هدى الله يهدى به من يشاء من عباده (انعام:۸۸)'' نبوت اللہ کی ایک ہدایت ہے اور یہ ہدایت جس کو وہ چاہتا ہے۔ عطا فرماتا ہے۔ معلوم ہوا کہ نبوت وہبی چیز ہے کسی عمل یا دعاء سے نہیں ملتی اور آیت زیر بحث دعائیہ ہے۔ اس لئے نبوت اس کے مفہوم میں داخل نہیں ہوسکتی۔

تحریف:۵..... ''ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين'' (النساء:٦٩)

تحقیق..... لفظ مع رفاقت اور معیت کے لئے ہے۔ عینیت کے واسطے نہیں آتا۔ ورنہ آیت ''ان الله معنا (توبه:٤٠)''

۲..... ''ان الله مع الصابرين'' (البقره:۱۵۳)

۳..... ''وهومعكم اينما كنتم (الحديد:٤)'' میں اللہ تعالیٰ اور انسان میں عینیت لازم آئے گی۔ وهو كما ترى اور اس حدیث میں تارک الصلوة بعينه قارون، فرعون اور ہامان وغیرہ ہونا چاہئے: ''عن النبى ﷺ انه ذكر الصلوة يوما فقال من حافظ عليها كانت له نورا وبرهانا ونجاة يوم القيامة ومن لم يحافظها لم تكن له نورا ولا برهانا ولا نجاة وكان يوم القيامة مع قارون وفرعون وهامان وابى ابن خلف (رواه احمد والدارمى والبيهقى، مشكوة ص۵۹، كتاب الصلوة)''

ایسا ہی ایک اور روایت میں ہے کہ: ''التاجر الصدوق مع النبيين والصديقين

والشهداء والصالحين (منتخب كنز العمال برحاشيه مسند احمد ص۲۰۹ ج۲، ابن کثیر ص۵۲۳ ج۱) ''چاہئے کہ تاجر بھی نبی ہوا کرے۔علاوہ ازیں حسن اولئك رفيقاً میں مرافقت کی تصریح موجود ہے۔پھر عینیت کیوں کر مراد ہو سکتی ہے؟۔

۲...... آیت میں اللہ اور رسول کی اطاعت کا ذکر ہے۔ظاہر ہے کہ جب تک قتل فی سبیل اللہ نہ ہو شہید نہیں ہو سکتا۔جس کا آیت میں کوئی ذکر نہیں۔جب شہادت کے لئے قتل کی قید دوسری آیتوں کی وجہ سے لگائی جاتی ہے تو دلائل ختم نبوت کی وجہ سے کیوں عینیت کی نفی نہیں کی جاتی؟۔

۳...... قرآن،حدیث اور پہلی آسمانی کتابوں میں کسی جگہ نبی کا لفظ غیر تشریعی نبی پر اطلاق نہیں کیا گیا۔لہٰذا یہاں بھی نبیین سے تشریعی نبی ہی مراد ہے۔اس لئے اگر مع کو عینیت کے لئے تسلیم کرلیں تو نبوت تشریعیہ کا اجراء لازم آئے گا۔جو مرزا قادیانی کے نزدیک بھی ختم نبوت کے خلاف اور اس کا دعویٰ کرنا کفر ہے۔

۴...... نبی،صدیق،شہید،صالح چاروں کی معیت ایک ہی شرط کی جزاء ہے۔اگر مع کو عینیت کے لئے رکھیں تو نفس طاعت سے چاروں نام ایک ہی آدمی کے ہوں گے۔باوجودیکہ یہ غلط ہے۔

۵...... نبیین جمع کا لفظ ہے۔اس کی کیا وجہ ہے کہ سوائے مرزا قادیانی کے آج تک کوئی نبی نہ بنا؟۔باوجودیہ کہ مرزا قادیانی حضرت ابوبکرؓ صدیق اور حضرت عمرؓ فاروق کے مطیع اور صالح ہونے کے قائل ہیں۔مگر نبی ان کو بھی تسلیم نہیں کرتے۔ملاحظہ ہو۔''خدا تعالیٰ افراد خاصہ امت محمد ﷺ کو جب وہ متابعت اپنے رسول میں فنا ہو جائیں اور ظاہراً وباطناً اس کی پیروی اختیار کریں بہ تبعیت ایسے رسول کے اس کی برکتوں میں سے عنایت کرتا ہے۔ اور یہی لوگ ہیں جن کا نام احادیث میں امثل اور قرآن شریف میں صدیق آیا ہے۔''

(براہین احمدیہ ج۳ص۲۳۲،۲۳۳، خزائن ج۱ص۲۵۶،۲۵۷)

حضرت عمرؓ فاروق کا محدث ہونا پہلے گذر چکا ہے کہ:''وقال عليّ الاواني لست بنبي ولا يوحى الي وشله في الحاكم'' (ازالۃ الخفاء ج۱ص۱۳۳)

۲...... نبوت وہبی اور عطائی چیز ہے۔کسبی شے نہیں ہے۔جیسا کہ آیت''الله اعلم حيث يجعل رسالته'' (انعام:۱۲٤)

۳...... ''والله يختص برحمته من يشاء'' (البقره:۱۰۵)

۴ "اھم یقسمون رحمته ربك (الزخرف:۳۱)" وغیرہ بات ظاہر ہے۔ لہٰذا نبوت واکتسابی کہنا اس قسم کی آیات کا انکار کرنے کی وجہ سے کفر ہے۔

تحریف:۶ "هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ۰ وآخرین منهم لما یلحقوابهم ۰ وهو العزیز الحکیم (جمعه:۲،۳)" اس آیت میں آخرین کی بعثت کا بھی ذکر ہے اور ان میں سے مرزا قادیانی بھی ہیں۔

تحقیق: آخرین کا عطف الامیین یا یعلمهم کی ضمیر پر ہے اور اس لفظ کے زیادہ کرنے سے آنحضرت ﷺ کی بعثت عامہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ بیضاوی میں ہے کہ: "واخرین منهم عطف علی الامیین او المنصوب فی یعلمهم وهم الذین جاؤا بعد الصحابة الی یوم الدین فان دعوته وتعلیمه یعم الجمیع (بیضاوی شریف ص۳۷۶ زیر بحث سورہ جمعه)" رسولا پر عطف کرنا صحیح نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جو قید معطوف علیہ میں مقدم ہوتی ہے۔ اس کی رعایت معطوف میں بھی ضروری ہے۔ چونکہ رسولا معطوف علیہ سے فی الامیین مقدم ہے۔ اس لئے فی الامیین کی رعایت وآخرین منهم میں بھی کرنی پڑے گی اور اس وقت یہ معنی ہو جائیں گے کہ بہت سے دوسرے رسول امیین میں اور بھی آئیں گے۔ چونکہ امیین سے مراد عرب ہیں۔ جیسا کہ صاحب بیضاوی لکھتے ہیں کہ: "ای فی العرب لان اکثرهم لا یکتبون ولا یقرؤن (بیضاوی ص۳۷۶، سورہ جمعه)" اور لفظ منهم کا یہی تقاضا ہے اور مرزا قادیانی عربی نہیں ہیں۔

دوسرے بعث ماضی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اگر رسولا پر عطف کریں گے تو مضارع کے لئے لینا پڑے گا۔ ایک ہی وقت میں ماضی اور مضارع دونوں کا ارادہ کرنا ممتنع ہے۔

۲ لما نفی ترقب کے لئے آتا ہے۔ اس لئے لما یلحقوابهم کے یہ معنی ہوں گے کہ دوسرے آنے والے ابھی تک امیین سے نہیں ملے۔ مگر ان سے ملنے کی امید ہے یہ بات تابعین اور تبع تابعین پر صادق آتی ہے۔ مرزا قادیانی پر صادق نہیں آسکتی کہ جنہوں نے ۱۳سو برس بعد جنم لیا ہے۔

تحریف:۷ "یا معشر الجن والانس الم یأتکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی وینذرونکم لقاء یومکم هذا (انعام:۱۳۰)" معلوم ہوا کہ رسولوں کا آنا جائز ہے۔ اسی لئے الم یاتکم سوال کیا گیا ہے۔

تحقیق: یہ سوال دوزخیوں سے قیامت کے دن ہوگا جیسا کہ ینذرونکم لقاء یومکم ھذا سے ظاہر ہے اور اسی کی یہ آیتیں ہیں۔ ''وقال لھم خزنتھا الم یاتکم رسل منکم یتلون علیکم ایات ربکم و ینذرونکم لقاء یومکم ھذا'' (الزمر:۷۱)

۲۔ ''ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع آیتک (قصص:۴۷)

فعل مضارع ان آیتوں میں حکایت حال ماضیہ کے لئے ہے اور یہ پہلا ان آیات و اجرائے نبوت سے کوئی تعلق نہیں۔

تحریف:۸ ''وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا (بنی اسرائیل:۱۵)''
معلوم ہوا کہ جب دنیا میں سخت درجہ کی گمراہی اور غفلت پھیلی ہوئی ہو تو خدا کی طرف سے رسول آتا ہے جس کے آنے پر لوگوں کو ہلاک کر دیا جاتا ہے۔

تحقیق: اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو غفلت اور بے خبری میں ہلاک نہیں کرتا بلکہ بذریعہ رسول کے ان کو آگاہ اور مطلع کر دیتا ہے تاکہ وہ گمراہی کو چھوڑ کر ہدایت کا راستہ اختیار کریں تاکہ دنیوی عذاب سے نجات مل جائے اور اگر وہ رسول کی نافرمانی کریں ان کے کہنے پر نہ چلیں تو پھر ہلاک کئے جاتے ہیں اور اس کی تائید میں یہ آیت صریح موجود ہے۔ ''الم یکن ربک مھلک القری بظلم واھلھا غافلون (الانعام:۱۳۱)'' اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ رسول کے آنے سے پہلے تو لوگ امن میں رہتے ہیں اور ان کی آمد کے ساتھ ساتھ عذاب کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ گویا ان کا آنا رحمت کیا ہوا الٹا زحمت بن گیا۔

۲۔ ایسے وقت میں نبی کے آنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہدایت اور ارشاد کا کام بذریعہ علماء حق بھی ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی خود بھی قائل ہیں کہ ''جن کا نام احادیث میں امثل اور قرآن میں صدیق آیا ہے اور ان لوگوں کا زمانہ ظہور پیغمبروں کے زمانہ بعث سے بہت ہی مشابہ ہوتا ہے۔ یعنی جیسے پیغمبر اس وقت آتے رہے ہیں کہ جب دنیا میں سخت درجہ کی گمراہی اور غفلت پھیلتی رہی ہے۔ ایسا ہی یہ لوگ بھی اس وقت آتے ہیں کہ جب ہر طرف گمراہی کا سخت غلبہ ہوتا ہے اور حق سے ہنسی کی جاتی ہے۔'' (براہین احمدیہ ص۲۳۵، خزائن ج۱ ص۲۵۹، ۲۶۰ حاشیہ)

تحریف:۹ ''وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنکم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم (النور:۵۵)'' پہلے لوگوں میں خلافت نبوت کے رنگ میں تھی۔ اس امت میں بھی ایسی ہی ہونی چاہئے۔

تحقیق: ...اس خلافت سے حکومت اور زمینی وراثت مراد ہے جو حضرات صحابہ کرامؓ کے عہد میں پوری ہوگئی اور قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ: ''وھو الذی جعلکم خلائف الارض (انعام:۱۶۵)'' صحابہ کرامؓ کی جماعت اس کی مخاطب ہے اور انہی کو پہلوں کا خلیفہ ہونا بلفظ ماضی فرمایا گیا ہے۔

مغالطہ:۱... ''الھم بارك علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم'' حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد پر خیر و برکت نبوت اور رسالت تھی۔ اسی قسم کی برکات اور رحمتیں آل محمد ﷺ پر ہونی چاہئیں ورنہ لفظ کما کا ناصحیح نہ رہے گا۔

تصحیح: اس خیر و برکت سے کثرت اولاد اور بقاء نسل مراد ہے۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے کہ: ''قالوا أتعجبین من امر الله رحمة الله وبرکاته علیکم اھل البیت (ھود:۷۳)'' اس میں حضرت سارہؓ کو اولاد کی بشارت دیتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ہے عطاء نبوت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس لئے درود شریف میں بھی نبوت یا رسالت کی برکت مراد نہیں ہے۔ ورنہ بارک علی محمد کے یہ معنی ہوں گے کہ محمد ﷺ کو نبوت کی برکت عطاء فرما اور یہ بداہۃً غلط ہے۔ پھر آل نبی ہونے کی وجہ سے مرزا پر یہ دعا صادق نہیں آتی۔ نیز ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں نبوت مستقلہ اور بعد اکثیر ہوتی آئی ہے۔ امت محمدیہ میں سے بقول مرزا قادیانی سوا ان کے کوئی بھی نبی نہ ہوا اور وہ بھی ظلی بروزی جس کا ابراہیم میں کہیں پتہ نہیں۔ لہٰذا مرزا قادیانی کی تحریف تسلیم کرتے ہوئے بھی کما کے معنی صحیح نہیں ہوتے۔

مغالطہ:۲... اگر مرزا قادیانی جھوٹے ہوتے تو ان کو اس قدر کامیابی کبھی نصیب نہ ہوتی۔

تصحیح: قلت اور کثرت پر حق و باطل کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ قرآن حکیم میں کافروں کی نسبت ارشاد ہے کہ: ''وجعلنا هم أئمة یدعون الی النار ویوم القیامة لا ینصرون (القصص:۴۱)'' ہم نے ان کو دنیا میں لوگوں کا پیشوا بنایا۔ جو ان کو دوزخ کی طرف بلاتے تھے۔ قیامت کے دن ایسوں کی مدد نہ کی جائے گی۔

مغالطہ:۳... ''لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً (ابن ماجه ص۱۰۸ باب ماجاء فی الصلوٰة علی ابن رسول الله ﷺ)'' معلوم ہوا کہ نبوت ابھی تک جاری ہے۔

ورنہ بصورت زندگی ابراہیم بن رسول اللہ کا نبی ہونا ممکن تھا۔

تصحیح...... اہل علم سے مخفی نہیں کہ لوعاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً قضیہ شرطیہ ہے۔ اس میں لوعاش مقدم یعنی قضیہ کا پہلا جزاور لکان صدیقاً نبیاً تالی۔ یعنی دوسرا جز ہے۔ قضیہ شرطیہ کے صدق کے واسطے تالی کا وقوع تو بجائے خود رہا۔ اس کے واقع ہونے کا امکان بھی ضروری نہیں۔ مثلاً کوئی شخص کہے کہ: ''لوکان اجتماع الضدین جائز لکان اللیل مع النھار موجوداً'' اگرچہ اس میں جزء ثانی پہلے جز کی طرح محال ہے۔ مگر قضیہ کے سچا ہونے میں ذرا شک نہیں۔ اسی طرح ''قوله تعالیٰ قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین (زخرف:۸۱)'' اور ''قوله تعالیٰ لئن اشرکت لیحبطن عملك (زمر:۶۵)'' میں قضیہ شرطیہ کے دونوں جز غیر ممکن الوقوع ہیں۔ مگر قضیہ کے صادق ہونے میں کوئی کلام نہیں ہوسکتا۔ فخر الدین رازی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: ''الشرط انماھو تعلیق شی بشی من غیر تعرض لامکان شی کما فی قوله تعالیٰ قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اوّل العابدین وقوله تعالیٰ لئن اشرکت لیحبطن عملك'' لہٰذا اس عبارت سے نبوت کے وقوع یا اس کے امکان پر استدلال کرنا عقلمندی سے بعید ہے۔

۲...... اس کے یہ معنی ہیں کہ اگر وہ زندہ رہتا تو نبی بنایا جاتا۔ مگر چونکہ نبوت آپ ﷺ پر ختم کردی گئی تھی۔ اس لئے وہ بڑی عمر تک زندہ نہیں رکھا گیا۔ چانچہ اس بیان کی تائید میں اسی باب کی پہلی حدیث موجود ہے۔ ''عن اسمعیل بن خالد قلت لعبد الله بن ابی اوفی ارائیت ابراھیم بن رسول الله قال مات وھو صغیر ولو قضی ان یکون بعد محمد ﷺ نبی لعاش ابنه ولکن لا نبی بعده (ابن ماجه ص۱۰۸، باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی ابن رسول الله ﷺ وذکر وفاته)'' آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم لڑکپن ہی میں فوت ہوگئے تھے۔ اگر آپ ﷺ پر نبوت ختم نہ ہوتی تو وہ زندہ رکھے جاتے اور آپ ﷺ کے بعد وہی نبی ہوتے۔ یہی معنی اس روایت کے ہیں۔ جو مسند احمد میں انس بن مالکؓ سے منقول ہے: ''انه لوبقی ابراھیم بن النبی ﷺ کان نبیا ولکن لم یبق لان نبیکم اخر الانبیاء (حاوی للفتاوی ج۲ ص۹۹، للسیوطیؒ)'' اگرچہ ان دونوں روایتوں میں عبداللہ بن ابی اوفیٰ اور انس کا ذاتی خیال ذکر کیا گیا ہے۔ مگر صحابی کا وہ قول جس میں قیاس کو دخل نہ ہو مرفوع حدیث کے حکم میں ہوا کرتا ہے۔ علاوہ ازیں یہی معنی آیت ''ماکان محمد ابا

احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین (احزاب:۴۰)''سے مستفاد ہیں۔کیونکہ لکن وہم سابق کودور کرنے کے لئے آتا ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے پسری اولاد کے زمانہ رجولیت تک زندہ نہ رہنے کے شبہ کوآپ کی ختم نبوت اورابوۃ روحانیہ کا ذکرفرما کردور کردیا۔اگر یہ معنی نہ لیں گے تولکن کالانا صحیح نہ رہے گا۔

۳..... پھر یہ حدیث مرفوعاً صحیح نہیں ہے کہ:''قال ابن حجر ان هذا الحديث لم يصح رفعه من حيث انه روى ابن ماجه بسند فيه ابوشيبه ابراهيم بن عثمان العبسى قاضى واسط وهو متروك الحديث قال الترمذى منكر الحديث قال الدار قطنى ضعيف وقال النووى فى تهذيبه واما ماروے عن بعض المتقدين حديث لوعاش ابراهيم لاكان نبياً فباطل''

مغالطہ:۴..... تکملہ مجمع البحار میں خاتم النبیین کے یہ معنے لکھے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جوآپ کی شریعت کومنسوخ کرے اورایسا ہی ملاعلی قاری نے موضوعات کبیر کے ص۵۸،۵۹ پرتحریر کیا ہے۔

تصحیح..... گذشتہ بیانات سے ظاہر ہوچکا ہے کہ نبی اوررسول دونوں تشریعی نبی کہلاتے ہیں۔اس لئے خاتم النبیین سے نبی اوررسول دونوں کی خاتمیت ثابت ہوتی ہے۔مگر چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریعی نبی تھے اوران کی آمد ثانی جواحادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے۔بظاہر خاتمیت کے خلاف تھی۔اسی لئے مفسرین ودیگر علماء کبار نے اس تعارض کواٹھاتے ہوئے یہ ظاہر کردیا کہ عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ پہلے صاحب شریعت نبی تھے۔مگر نزول کے بعدان کے لئے کسی قسم کی نئی یاپرانی شریعت نہ ہوگی۔اس لئے وہ تشریعی نبی بھی نہ ہوں گے اورآیت میں ایسے ہی نبی کے آنے کی نفی کی گئی ہے۔چونکہ ایک نبی کے نبی ہونے کے لئے لازمی ہے کہ اس کی طرف شریعت خاصہ ان کی ذات خاص کے لئے یاعامہ جوامت اوررسول دونوں کے واسطے ہوبھیجی جائے اورعیسیٰ علیہ السلام کوبحکم تبعیت خاتم الانبیاء کسی قسم کی شریعت نئی یاپرانی نہیں دی جائے گی۔بلکہ وہ ہرحکم میں شریعت محمدیہ کے تابع اورمطیع ہوں گے۔اسلئے ان پر نبی تشریعی کالفظ صادق نہیں آئے گا۔جوخاتمیت کے منافی ہے۔بلکہ نبوت سابقہ غیرتشریعیہ ہوگی اوراس سے ختم نبوت پرکوئی اثرنہیں پڑتا اوریہی مطلب عائشہؓ کی اس روایت کا ہے۔''قولوا خاتم الانبياء ولا تقولوا لا نبى بعده (مجمع بحار الانوار ج۵ ص۵۰۲)''یعنی کسی نبی کا خواہ نیا ہو یاپرانا شریعت لےکرآنا

منع ہے اور اگر پہلا نبی بلا شریعت آئے تو وہ خاتمیت کے مخالف نہیں ہے۔ چنانچہ مجمع البحار پر مرقوم ہے۔"عن عائشۃ قولوا خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ وھذا ناظرا الی نزول عیسیٰ وھذا ایضاً لا ینافی جینئذ لا نبی بعدی لانہ اراد لانبی ینسخ شرعہ (مجمع بحار الانوار ج۵ ص۵۰۲)"یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی آیت خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی کے مخالف نہیں ہے۔ کیونکہ صاحب شریعت نبی کے آنے کی نفی کی گئی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کسی شریعت کے ساتھ نہیں آئیں گے اور نہ ان پر امرونہی کی وحی نازل ہوگی اور یہی مراد ملا علی قاریؒ کی بھی ہے۔ غرض عیسیٰ السلام آمد ثانی کے وقت ہر حکم میں شریعت محمدیہ کی اتباع کریں گے اور کوئی حکم ان کی ذات خاص کے لئے نازل نہ ہوگا اور نہ وحی نبوت ان پر اترے گی۔ اگرچہ ان کا مرتبہ نبیوں جیسا ہوگا۔ مگر وحی نبوت اور شریعت خاصہ نازل نہ ہونے کی وجہ سے وہ شرعی اصطلاح میں نبی نہیں کہلائیں گے۔ جس طرح قیامت کے دن تمام انبیاء اور رسل اسی نام کے ساتھ پکارے جائیں گے۔ لیکن منصب نبوت تبلیغ تشریع اور نزول وحی وغیرہ کچھ نہیں ہوگا نہ کوئی حکم شریعت محمدیہ کے موافق اور یا مخالف ان پر نازل ہوگا۔ کیونکہ ایسا ہونے سے نسخ شریعت لازم آئے گا۔ جو بحکم تبعیت جائز نہیں ہے۔

اسی لئے جلالین اور جامع البیان میں خاتم النبیین کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

"منہ بان لا نبی بعدہ واذا نزل السید عیسی یحکم بشریعتہ (تفسیر جلالین ص۳۵۵ زیر آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین)"وعیسی ینزل بدینہ موئدٌ الہ اذا نزل السید کی قید کا فائدہ بتاتے ہوئے صاحب جمل لکھتے ہیں کہ:"واذا نزل السید عیسی یحکم بشریعتہ جواب عمایقال کیف قال تعالی وخاتم النبیین وعیسی ینزل بعدہ وھونبی (حاشیہ۱۰، جلالین ص۳۵۵ زیر آیت ماکان محمد ابا احد)"اور نیز اسی میں درج ہے کہ:"قال الزمخشری فان قلت کیف کان اخر الانبیاء وعیسی ینزل فی آخر الزمان قلت بمعنے کونہ آخر الانبیاء انہ لا ینبا بعدہ احد وعیسی ممن نبئ قبلہ وحین ینزل ینزل عاملا بشریعۃ محمد ﷺ اہ کرخی" (تفسیر کشاف الزمخشری ج۳ ص۵۴۴،۵۴۵)

۲...... "ولا یقدح نزول عیسی بعدہ لانہ اذا نزل کان علی دینہ مع ان المراد انہ آخر من نبی (بیضاوی ج۲ ص۱۹۶)"غرض ملا علی القاری اور

صاحب فتوحات اور شیخ عبدالوہاب شعرانی وغیرہ جس علماء نے نبوت غیر تشریعیہ کے اجراء کا اقرار کیا ہے۔ انہوں نے صاف طور پر یہ ظاہر کر دیا کہ ایسا شخص ہر حکم میں نبی عربی ﷺ کا تابع اور فرمانبردار ہوگا اور اس پر موافق یا مخالف کسی قسم کی وحی نازل نہ ہوگی۔ نبی غیر تشریعی یا تابع نبی کے یہی معنے ہیں۔ اس بات کا کسی جگہ اظہار نہیں کیا کہ کوئی شخص شریعت محمدیہ کی اتباع سے درجہ نبوت حاصل کر سکتا ہے۔ بلکہ ایسا کہنے والے کو کافر کہا ہے: ’’ومن ادعی النبوة او جوزا لنفسه اوجوز اکتسابها والبلوغ بصدق القلب الی مرتبتها کا الفلاسفة وغلاة المتصوفة وکذالك من ادعی منهم انهم یوحی الیه وان لم یدع النبوة فهؤلاء کلهم کفار مکذبون للنبی ﷺ‘‘ (شفاء ج۲ ص۲۴۶،۲۴۷)

۲...... ’’ودعویٰ النبوة بعد نبینا ﷺ کفر بالاجماع‘‘

(شرح فقه اکبر ص۲۰۲)

۳...... ’’ولم یفضل ولی قط دهرا نبیا اورسولا فی انتحال قال الملا علی قاری فی شرحه عبارة النفسی فی عقائده ولا یبلغ ولی درجة الانبیاء اولیٰ من عبادة الناظم الافادتها لفی المساوات (ایضاً)‘‘ لہٰذا لاہوری مرزائی جماعت کا مرزاقادیانی کو مجدد مانتے ہوئے بعض انبیاء سے افضل کہنا موجب کفر ہے۔ چونکہ نبی اس وقت نبی کہلایا جاسکتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی حکم میں شریعت سابقہ کی اطاعت سے بہرہ ور ہو اور براہ راست اس پر خدا کی وحی اترے۔ ایسا نبی قیامت تک کبھی نہیں آسکتا۔ اس لئے عیسیٰ علیہ السلام بھی جب تشریف لائیں گے تو یہ حیثیت ان میں کلیتہً مفقود ہوگی اور ان پر شریعت محمدیہ کے ہر حکم کی اتباع کرنی لازمی ہوگی۔

مطالبہ:۱...... مرزاقادیانی نے جو تابع نبی کے معنے گھڑے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع سے نبوت حاصل کرے۔ اگر مرزائی جماعت نبی غیر تشریعی کے یہ معنی کسی عالم سے ثابت کر دے تو ہم علاوہ انعام کے اجراء نبوت کے قائل ہو جائیں گے۔

مطالبہ:۲...... اگر نبی تشریعی کے معنے مرزاقادیانی کے خیال میں یہ ہیں کہ وہ صاحب کتاب نئی شریعت اور نئے احکام خدا کی طرف سے لے کر آیا ہو تو پھر رسول کے کیا معنے ہیں؟ اور اگر رسول، تشریعی نبی ایک ہی ہے تو آنحضرت ﷺ خاتم المرسلین ہوئے۔ خاتم الانبیاء نہ ہوئے باوجود یہ کہ آیت میں خاتم النبیین ہے۔

باب: بطالت مرزا قادیانی

فصل اوّل معیار نبوت

مراق مرزا

بنائے صاحب نظرے گوہر درد دیا
عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند

''ام یقولون به جنة بل جأهم بالحق واکثرهم للحق کارهون (المومنون: ۷۰)'' کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ محمد ﷺ کو جنون ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ وہ ان کے پاس حق لے کر آئے ہیں۔ جس کے اختیار کرنے کو اکثر لوگ برا جانتے ہیں۔ بل جملہ پر ابطالیہ یا انتقالیہ ہوا کرتا ہے اور دونوں صورتوں میں مابعد بل کا ماقبل کے مخالف ہوتا ہے۔ اس لئے آیت کا یہ مفاد ہوگا کہ جس پر حق ظاہر ہو وہ کبھی مجنون نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ نبوت اور جنون میں منافاۃ ہے۔ نبوت نعمت الٰہی ہے جو کمال عقل کو چاہتی ہے اور جنون قمۃ اور سزا ہے۔ جو سخافت عقل کی مقتضی ہے اور یہ دونوں باتیں کبھی ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتی۔ اسی لئے قرآن مجید میں پیغمبر خدا ﷺ کی نسبت ارشاد ہوا ہے کہ: ''وما انت بنعمة ربك بمجنون (القلم:۲)''...... ''وما بصاحبکم من جنة'' (سباء:۴۶)

تصدیق مرزائیاں

''ایسا ہی خداتعالیٰ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر کوئی خبیث مرض دامن گیر ہو جائے۔ جیسا کہ جذام اور جنون اور اندھا ہونا اور مرگی تو اس سے یہ لوگ نتیجہ نکالیں گے کہ اس پر غضب الٰہی ہوگیا۔'' (حاشیہ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۳۱، خزائن ج۱۷ ص۶۷)

''ملہم کے دماغی قویٰ کا نہایت مضبوط اور اعلیٰ ہونا بھی ضروری ہے۔''
(ریویو آف ریلیجنز ص۴، ماہ ستمبر ۱۹۲۹ء)

''انبیاء کا حافظہ نہایت اعلیٰ ہوتا ہے۔'' (ریویو ص۸، ماہ نومبر ۱۹۲۹ء)

''ملہم کا دماغ بہت اعلیٰ ہوتا ہے۔'' (ریویو ص۲۶، ماہ جنوری ۱۹۳۰ء)

''جب تک نور قلب نور عقل کسی انسان میں کامل درجہ پر نہ پائے جائیں تب تک وہ نور

رز نہیں پاتا۔'' (حاشیہ براہین احمدیہ ص۱۸۲، خزائن ج۱ ص۱۹۸)

اگرچہ کافروں نے انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے ان کو ساحر کاہن اور مجنون کہا ہے۔ لیکن انبیاء کرام علیہم السلام نے کبھی اپنی زبان مبارک سے اس الزام کا اقرار نہیں کیا۔ وحی ربانی ہمیشہ اس کی تردید کرتی رہی۔ قرآن کریم میں ہے: ''وما انت بنعمة ربك بكاهن ولا مجنون (القلم:٦)'' مگر مرزا قادیانی اپنے مراقی ہونے کے خود مقر ہیں۔

شہادت:۱..... ''حضرت اقدس نے فرمایا کہ مجھے مراق کی بیماری ہے۔''

(ریویو ص۴۵، ماہ اپریل ۱۹۲۵ء)

۲..... ''میری بیماریوں کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیشین گوئی کی تھی۔ جو اس طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی۔ تو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی۔ یعنی مراق اور کثرت بول۔'' (ملفوظات ج۸ ص۴۴۵)

۳..... ''رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں۔ حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے۔''

(کتاب منظور الٰہی ص۳۴۸)

مرزا قادیانی کا دوسرا بیٹا سیرۃ المہدی میں لکھتا ہے کہ: ''مرزا قادیانی کو ہسٹریا کا دورہ بھی پڑتا تھا۔'' (سیرۃ المہدی ج۱ ص۱۳)

مراق مالیخولیا ہے اور مالیخولیا ایک قسم کا جنون ہے۔ جیسا کہ خلیفہ نورالدین قادیانی لکھتا ہے کہ: ''چونکہ مالیخولیا جنون کا ایک شعبہ ہے اور مراق مالیخولیا کی ایک شاخ ہے اور مالیخولیا میں دماغ کو ایذا پہنچتی ہے۔'' (بیاض نورالدین جزء اوّل ص۲۱۱ مطبوعہ ۷ رستمبر ۱۹۲۸ء)

ایسا مریض اگر لکھا پڑھا ہو تو وہ اکثر نبوت کا دعویٰ کیا کرتا ہے۔ ''اگر مریض دانشمند بوده باشد دعوی پیغمبری ومعجزات وکرامات کند سخن از خدائے گوید وخلق رادعوت کند'' (اکسیر اعظم ج۱ ص۱۸۸)

ایسا ہی (مخزن حکمت ج۲ ص۱۳۵۲) میں ہے اور (بیاض نورالدین حصہ اوّل کے ص۲۱۲) پر لکھا ہے کہ: ''مالیخولیا کا کوئی مریض خیال کرتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں۔ کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں۔ کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں خدا ہوں۔''

اس کے بعد ہم مرزائی ڈاکٹر شاہنواز کی ایک شہادت پیش کرتے ہیں۔ جس سے

صاف معلوم ہوگا کہ مالیخولیا کا مریض کبھی ملہم نہیں ہوسکتا: ''ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہوجائے کہ اس کو ہسٹریا مالیخولیا یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھیڑ دیتی ہے۔'' (ریویو ج۷ص۶، ماہ اگست ۱۹۲۶ء)

اور یہ پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ: ''مرزا قادیانی کو ہسٹریا کا دورہ بھی پڑتا تھا۔'' (سیرۃ المہدی ج۱ص۱۳)۔

اختلافات مرزا

۲...... ''لوکان من عند غیر اللہ لوجدو افیہ اختلافا کثیراً (النساء:۸۲) ''اگر قرآن خدا کا کلام نہ ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف نظر آتا۔یعنی جس کلام میں تناقض اور اختلاف پایا جائے گا وہ خدا کا کلام کبھی نہیں ہوسکتا۔ بلکہ مرزا قادیانی اس شخص کو جس کے کلام میں تناقض پایا جائے۔ اس کو پاگل اور مخبوط الحواس تک بتا رہے ہیں۔ ''ہر ایک کو سوچنا چاہئے کہ اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۱۸۴، خزائن ج۲۲ص۱۹۱)

''ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔'' (ست بچن ص۳۱، خزائن ج۱۰ص۱۴۳)

بموجب مرزا قادیانی کے اس الہام کے''مـاینطق عن الھوی ''یعنی مرزا قادیانی اپنی خواہش سے نہیں کہتا۔ (تذکرہ ص۳۷۸،۳۹۴)

اورالہام''اعلمو ان فضل اللّٰہ معی وان روح اللّٰہ ینطق فی نفسی ''

(انجام آتھم ص۱۷۶، خزائن ج۱۱ص۱۷۶)

''یعنی جان لو کہ اللہ کا فضل میرے ساتھ ہے اور اللہ کی روح میرے ساتھ بول رہی ہے۔''

یہ کہنا پڑے گا کہ مرزا قادیانی جو کچھ فرماتے ہیں وہ درحقیقت خداتعالیٰ ہی کا کلام ہے۔مگر مرزا قادیانی کی کتابیں تناقض اور اختلاف سے بھری پڑی ہیں۔ اس لئے وہ کبھی الہامی کتابیں نہیں ہوسکتیں اور نہ ان کا کوئی کلام خدا کا کلام کہا جاسکتا ہے۔ بلکہ اس قسم کے تمام دعوے دروغ بافی یا غلط بیانی پر مبنی ہیں اور ایسے متناقض کلام کہنے والے کے حق میں مرزا قادیانی کا فتویٰ اس کے علاوہ ہے۔ یہاں چند ایسے اختلافات نمونۃً ذکر کئے جاتے ہیں۔ جن میں کسی طرح کی

تاویل نہیں ہو سکتی اور ان میں بقول مرزا قادیانی کھلا کھلا تناقض پایا جاتا ہے۔

الف ... ''میں مسیح موعود ہوں۔'' (حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص۱۹۵، ۱۹۶، خزائن ج ۱۷ ص ۲۵۳)

ب ... ''یہ عاجز مسیح موعود نہیں۔'' (ازالہ ص۱۸۵، خزائن ج ۳ ص۱۸۹)

۲: الف ... ''ابن مریم نبی نہ ہوگا۔'' (ازالہ ص۲۹۲، خزائن ج ۳ ص ۲۴۹)

ب ... ''کیا مریم کا بیٹا امتی ہو سکتا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۲۹، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱)

۳: الف ... ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اکیسویں برس کی عمر ہوئی تھی۔''

(حاشیہ راز حقیقت ص ۲، خزائن ج ۱۴ ص ۱۵۴)

ب ... ''آخر سری نگر میں ایک سو پچیس برس کی عمر میں وفات پائی۔''

(تبلیغ رسالت ج ۸ ص ۶۰، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۰۹)

ج ... ''تمام یہود و نصاریٰ کے اتفاق سے صلیب کا واقعہ اس وقت پیش آیا تھا جب کہ حضرت ممدوح کی عمر صرف ۳۳ برس کی تھی۔'' (حاشیہ راز حقیقت ص ۳، خزائن ج ۱۴ ص ۱۵۵)

''اور احادیث میں آیا ہے کہ اس واقعہ (صلیب) کے بعد عیسیٰ ابن مریم نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی اور پھر فوت ہو کر اپنے خدا کو جا ملا۔'' (تذکرۃ الشہادتین ص ۲۷، خزائن ج ۲۰ ص ۲۹)

۳۳ واقعہ صلیب تک اور ۱۲۰ برس واقعہ صلیب کے بعد اس لئے کل ۳۳+۱۲۰=۱۵۳ برس کی عمر ہوئی۔

۴: الف ... ''جیسا کہ کئی جگہ قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ وہ کتابیں محرف مبدل ہیں اور اپنی اصلیت پر قائم نہیں۔ چنانچہ اس واقعہ پر اس زمانہ میں بڑے بڑے محقق انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے۔'' (چشمہ معرفت ص ۲۵۵، خزائن ج ۲۳ ص ۲۶۶)

ب ... ''یہ کہنا کہ وہ کتابیں محرف مبدل ہیں۔ ان کا بیان قابل اعتبار نہیں۔ ایسی بات وہی کہے گا جو خود قرآن سے بے خبر ہے۔'' (حاشیہ چشمہ معرفت ص ۷۵، خزائن ج ۲۳ ص ۸۳)

''باوجود یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی توریت و انجیل کے محرف ہونے کی شہادت دی ہے۔'' (دیکھو مشکوۃ ص ۲۸، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

کذبات مرزا

۳ ... ''انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون بآیات اللّٰہ (النحل: ۱۰۵)''

جھوٹ وہی بولتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے۔

یاد رہے کہ جھوٹ اور نبوت دونوں کبھی جمع نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ بموجب فیصلہ ''لعنۃ

اللّٰہ علی الکاذبین (آل عمران: ٦١) ''جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہوتی ہے اور نبوت نعماء الٰہی میں سے ایک بڑی نعمت ہے۔ اس لئے اگر کسی شخص کے کلام میں ایک فی صدی بھی جھوٹ نکل آیا تو وہ کبھی نبی نہیں ہو سکتا۔

مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ:

۱..... ''نبی کے کلام میں جھوٹ جائز نہیں۔'' (مسیح ہندوستان ص۲۱، خزائن ج۱۵ ص۲۱)

۲..... ''جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔''

(حاشیہ ضمیمہ گولڑویہ ص۱۳، خزائن ج۱۷ ص۵٦)

۳..... ''جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۲٦، خزائن ج۲۲ ص۴۵۹)

۴..... ''غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شریر اور بدذات آدمیوں کا کام ہے۔'' (آریہ دھرم ص۱۱، خزائن ج۱۰ ص۱۳)

۵..... ''جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں اس پر اعتبار نہیں رہتا۔'' (چشمہ معرفت ص۲۲۲، خزائن ج۲۳ ص۲۳۱)

٦..... ''یہ عجیب حیرت نما امر ہے کہ بعض طوائف یعنی کنجریاں بھی جو سخت ناپاک فرقہ دنیا میں ہیں۔ سچی خوابیں دیکھا کرتی ہیں۔'' (حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص۴۸، خزائن ج۱۷ ص۱٦۸)

مگر مرزا قادیانی نے ہر معاملہ میں جھوٹ بولنے کے علاوہ خدا تعالیٰ اور اس کے رسول پر بھی افتراء کرنے اور بہتان باندھنے سے دریغ نہیں کیا۔ ملاحظہ ہو۔

۱..... ''مجھے معلوم ہے کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلاتوقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔ ورنہ خدا تعالیٰ سے لڑائی لڑنے والے ٹھہریں گے۔''

(اشتہار تمام مریدوں کے لئے عام ہدایت ریویو ریلیجنز قادیان ج٦ ش۹، ماہ ستمبر ۱۹۰۷ء ص۳٦۵)

اس مضمون کی حدیث کوئی نہیں آئی۔ یہ مرزا قادیانی کا رسول اللہﷺ پر افتراء اور بہتان ہے۔

۲..... ''آنحضرتﷺ سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی تو آپ نے فرمایا کہ آج کی تاریخ سے سو برس تک تمام بنی آدم پر قیامت آجائے گی۔''

(ازالہ اوہام ص۲۵۲، خزائن ج۳ ص۲۲۷)

اصل الفاظ حدیث کے اس طرح آئے ہیں۔ جن کو مرزا قادیانی نے قطع برید کے بعد اپنے مطلب کو موافق گھڑ لیا ہے۔

''عن جابرؓ قال سمعت النبی ﷺ یقول قبل ان یموت بشهر تسالونی عن الساعة وانما علمها عند الله واقسم بالله ماعلی الارض من نفس منفوسة یأتی علیها مائة سنة وهی حیة یومئذ (مشکوة باب قرب الساعة ص ٤٨٠)'' جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو وفات سے ایک ماہ پیشتر یہ کہتے ہوئے سنا کہ تم مجھ سے قیامت کے آنے کا وقت پوچھتے ہو۔ جس کا علم خدا تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔ البتہ جو اس وقت زمین پر لوگ آباد ہیں۔ وہ آج کی تاریخ سے زیادہ سے زیادہ سو سال تک زندہ رہیں گے۔ اس میں سو سال تک قیامت کے آ جانے کا ذکر کہیں نہیں کیا گیا۔ آنحضرت ﷺ کی طرف ایسی غلط بات کی نسبت کر کے مرزا قادیانی، حدیث: ''من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعده من النار (مسلم ج ۱ ص ۷ باب تغلیظ الکذب علی رسول الله ﷺ)'' کی وعید کے مستحق بن گئے ہیں۔

۳… ''نسائی نے ابی ہریرہؓ سے دجال کی صفت میں آنحضرت ﷺ سے یہ حدیث لکھی ہے یخرج فی آخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون للناس جلود الضان من الدین السنتهم احلی من العسل وقلوبهم قلوب الذیاب! یعنی آخری زمانہ میں ایک گروہ دجال نکلے گا۔'' (گولڑویہ ص ۸۶ خزائن ج ۱۷ ص ۲۳۵)

مرزا قادیانی نے اس روایت کے نقل کرنے میں بھی دجل اور خیانت سے کام لیا ہے۔ حدیث میں رجال یختلون بالراء ہے۔ دجال بالدال نہیں ہے۔ اگر دجال دال کے ساتھ ہوتا تو یختلون بصیغہ جمع نہ آتا۔ بلکہ مفرد ہوتا۔ یا دجال کی جگہ دجالون بلفظ جمع ذکر کیا جاتا۔ مگر مرزا قادیانی نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ دجال ایک گروہ کا نام ہے اور شخص واحد نہیں ہے۔ دجال کے راء کو دال سے بدل کر دجال نقل کر دیا۔

۴… ''وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ ہذا خلیفۃ اللہ المہدی اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے۔ جو ایسی کتاب میں درج ہے۔ جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔''

(شہادت القرآن ص ۴۱، خزائن ج ۶ ص ۳۳۷)

یہ حدیث بخاری میں نہیں ہے۔

۵…… ’’مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے۔ لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۳۹۰، خزائن ج۲۲ص۴۰۶)

مرزا قادیانی نے اس تحریر میں مجدد صاحب کے جس مکتوب کا حوالہ دیا ہے اس کی اصل عبارت یہ ہے کہ: ’’واذ اکثر ھذا القسم من الکلام مع واحد منھم سمی محدثا‘‘

(مکتوبات جلد ثانی ص۹۹، ازالہ اوہام ص۹۱۵، خزائن ج۳ص۶۰۱)

مرزا قادیانی نے اپنی نبوت باطلہ کو ثابت کرنے کے لئے دانستہ بجائے محدث کے نبی رکھ دیا اور لوگوں کو مکتوبات امام ربانی کا نام لے کر دھوکا دینا چاہا۔

۶…… ’’ہاں میں وہ نبی ہوں۔ جس کا سارے نبیوں کی زبان پر وعدہ ہوا۔‘‘

(فتاویٰ احمدیہ ج۱ص۵۱)

اور اربعین میں لکھتے ہیں کہ: ’’اے عزیزو تم نے وہ وقت پالیا جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعود کو تم نے دیکھ لیا۔ جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے خواہش کی تھی۔‘‘ (اربعین ج۴ص۱۴، خزائن ج۱۷ص۴۴۲)

مرزا قادیانی کے یہ تمام دعوے دروغ بیفروغ ہیں۔ جن کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ کے حق میں جو انبیاء سابقین نے پیشین گوئیاں کی تھی ان کو اپنے اوپر چسپاں کر کے سخت گستاخی کا مرتکب ہوا ہے۔

۷…… ’’اور یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔‘‘ (کشتی نوح ص۵، خزائن ج۱۹ص۵)

یہ مرزا قادیانی کا قرآن مجید پر افتراء اور بہتان ہے۔ ورنہ قرآن میں کسی جگہ یہ لکھا ہوا نہیں ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔

۸…… ’’اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان اور یہ کشف تھا۔‘‘

(ازالہ ص۷۷، خزائن ج۳ص۱۴۰، البشریٰ ج۱ص۱۹ حصہ۲)

قادیان کا نام قرآن سے دکھاؤ اور انعام حاصل کرو اور اگر یہ کشف جھوٹا تھا تو

ایسے صاحب کشف کو کیا کہنا چاہئے؟ اور اگر تاویل کرنی ہے تو اس طرح ہر ایک جھوٹ کو سچا کیا جا سکتا ہے۔

۹ ..... ''ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر اور دجل سے باز آکر طواف بیت اللہ کرے گا۔ کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا۔''

(ایام الصلح ص ۱۶۸،۱۶۹، خزائن ج ۱۴ ص ۴۱۶،۴۱۷)

دجال کا کفر سے تائب ہوکر حج بیت اللہ کرنا اور بمعیت اس کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حج کے لئے مکہ میں داخل ہونا مرزائی صاحبان کسی حدیث سے ثابت کریں اور اپنے جھوٹے نبی کو ''من کذب علی ..... الخ'' کے ماتحت جہنم میں جانے سے بچالیں۔

۱۰ ..... ''ہم نے صدہا طرح کا فتور اور فساد دیکھ کر کتاب براہین احمدیہ کو تالیف کیا تھا اور کتاب موصوف میں تین سو مضبوط اور محکم عقلی دلیل سے صداقت اسلام کو فی الحقیقت آفتاب سے بھی زیادہ تر روشن دکھلایا گیا۔'' (براہین احمدیہ حصہ دوم ص ۲۹، خزائن ج ۱ ص ۶۲)

''لیکن جہاں تک ہم نے نظر کی ہم کو کوئی کتاب ایسی نہ ملی جو جامع ان تمام دلائل اور براہین کی ہوتی کہ جن کو ہم نے اس کتاب میں جمع کیا ہے اور جن کا شائع کرنا بغرض اثبات حقیقت دین اسلام کے اس زمانہ میں نہایت ضروری ہے تو ناچار واجب دیکھ کر ہم نے یہ تالیف کی۔''

(براہین احمدیہ حصہ دوم ص ۳۰، خزائن ج ۱ ص ۶۴)

''ہم نے کتاب براہین احمدیہ کو جو تین سو براہین قطعیہ عقلیہ پر مشتمل ہے۔ بغرض اثبات حقانیت قرآن شریف جس سے یہ لوگ بکمال نخوت منہ پھیر رہے ہیں۔ تالیف کیا ہے۔''

(براہین احمدیہ حصہ دوم ص ۳۲، خزائن ج ۱ ص ۶۶،۶۷)

''اور اس کتاب میں ایسی دھوم دھام سے حقانیت اسلام کا ثبوت دکھلایا گیا ہے۔ جس سے ہمیشہ کے مجادلات کا خاتمہ فتح عظیم کے ساتھ ہو جائے گا۔''

(براہین احمدیہ حصہ دوم ص ۳۵،۳۴، خزائن ج ۱ ص ۶۹)

''یہ کتاب تین سو محکم اور قوی دلائل حقیقت اسلام اور اصول اسلام پر مشتمل ہے۔''

(براہین احمدیہ ص ۱۳۶، حصہ ۲، خزائن ج ۱ ص ۱۲۹)

''گذارش ضروری! چونکہ کتاب اب تین سو جز تک بڑھ گئی ہے۔ لہٰذا ان خریداروں کی خدمت میں جنہوں نے اب تک کچھ قیمت نہیں بھیجی یا پوری قیمت نہیں بھیجی۔ التماس ہے کہ اگر کچھ نہیں تو صرف اتنی مہربانی کریں کہ بقیہ قیمت بلاتوقف بھیج دیں۔ کیونکہ جس حالت میں اب اصلی

قیمت کتاب کی سو روپیہ ہے اور اس کے عوض دس یا پندرہ روپے قیمت قرار پائی۔"

(مقدمہ براہین احمدیہ، خزائن ج۱ ص۱۳۶)

ان تمام عبارتوں میں لوگوں کو یقین دلایا گیا ہے کہ حقیقت اسلام پر تین سو محکم دلائل کا مجموعہ لکھا جا چکا ہے۔ اور کتاب تین سو جز تک پہنچ گئی ہے۔ جس کی اصلی قیمت ضخامت بڑھ جانے کی وجہ سے فی نسخہ سو روپیہ ہیں۔ مگر رعایتی قیمت متوسط الحال سے ۲۵ روپیہ اور غرباء سے دس روپیہ ہوں گے۔ چنانچہ اسی تحریر کے موافق لوگوں سے یہ قیمتیں وصول کی گئیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی اس کتاب میں ایک جگہ لکھتے ہیں کہ:

"اس عاجز کو اس تجربہ کا اسی کتاب کے چھپنے کے اثناء میں خوب موقع ملا کہ حالانکہ خوب مشتہر کیا گیا تھا کہ اب باعث بڑھ جانے ضخامت کے اصل قیمت کتاب کی سو روپیہ ہی مناسب ہے کہ ذی مقدرت لوگ اس کی رعایت رکھیں۔ کیونکہ غریبوں کو صرف دس روپیہ میں دی جاتی ہے۔ سو جبر نقصان کا واجبات سے ہے مگر بجز سات آٹھ آدمی کے سب غریبوں میں داخل ہوگئے۔ خوب جبر کیا۔ ہم نے کسی منی آرڈر کی تفتیش کی کہ پانچ روپیہ بعبہ قیمت کتاب کس کے آئی ہے۔ یا یہ دس روپیہ کتاب کے مول میں کس نے بھیجی ہے تو اکثر یہی معلوم ہوا کہ فلاں نواب صاحب یا فلاں رئیس اعظم نے۔ ہاں نواب اقبال الدولہ صاحب حیدرآباد نے اور ایک اور رئیس نے ضلع بلند شہر سے جس نے اپنا نام ظاہر کرنے سے منع کیا ہے۔ ایک نسخہ قیمت میں سو روپیہ بھیجا ہے اور ایک عہدہ دار محمد افضل خان نام نے ایک سو دس روپیہ اور نواب صاحب مالیر کوٹلہ نے تین نسخہ کی قیمت تین سو روپیہ بھیجا ہے اور سردار عطر سنگھ صاحب رئیس اعظم لدھیانہ نے کہ جو ایک ہندو رئیس ہیں۔ اپنی عالی ہمتی اور فیاضی کی وجہ سے بطور اعانت پچیس روپیہ بھیجے ہیں۔"

(براہین احمدیہ، خزائن ج۱ ص۳۱۹)

اس طرح بہت سا روپیہ آپ نے بطور اعانت وامداد اور پوری قیمت کے وصول کر لیا۔ مگر ۲۳ برس تک خریداروں کو کوئی جواب نہ ملا اور اس عرصہ میں بہت سے خریدار راہی ملک بقاء ہوگئے۔ جن کی رقم مرزا قادیانی شیر مادر کی طرح پی گئے اور ڈکار بھی نہ لی۔

چنانچہ براہین احمدیہ کے حصہ ۵ میں تحریر فرماتے ہیں کہ: "بہت سے لوگ جو اس کتاب کے خریدار تھے۔ اس کتاب کی تکمیل سے پہلے ہی دنیا سے گذر گئے۔"

(براہین احمدیہ حصہ ۵ ص۲، خزائن ج۲۱ ص۴)

جب خریداروں نے سختی کے ساتھ کتاب کا مطالبہ کیا تو مرزا قادیانی نے ۲۳ برس بعد

پنجم حصہ لکھا اور اس میں خریداروں کی سخت کلامی کا شکوہ ان لفظوں میں کیا۔

''اور اس مدت اور اس قدر زمانہ التواء میں مخالفوں کی طرف سے بھی وہ اعتراض مجھ پر ہوئے کہ جو بدظنی اور بدزبانی کی گند سے حد سے زیادہ آلودہ تھے اور بوجہ امتداد مدت درحقیقت وہ دلوں میں پیدا ہو سکتے تھے۔'' (دیباچہ براہین حصہ۵ ص۱، خزائن ج۲۱ ص۲)

لیکن دیکھنا یہ ہے کہ جس شئے کی خرید و فروخت ہوئی تھی۔ اگرچہ وہ اتنی مدت بعد ملی۔ مگر وہی چیز بعینہ ملی ہے یا کوئی اور شئے دے گئی۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ مرزا قادیانی نے تین سو جز تک کتاب کے مکمل ہونے کا اعلان کیا تھا اور کتاب کی قیمت بھی اس ضخامت کو پیش نظر رکھ کر وصول کی گئی تھی۔ مگر پانچواں جز لکھتے ہوئے کس صفائی سے اپنا پیچھا خریداروں سے چھڑا لیا ہے۔ چنانچہ شروع دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ:

بحمداللہ کہ آخر ایں کتابم
مکمل شد بفضل آنجنابم

(دیباچہ براہین احمدیہ ص۱، خزائن ج۲۱ ص۲)

یعنی جس کتاب کی خریداری ہوئی تھی۔ وہ پانچویں جز کے لکھنے سے مکمل ہوگئی۔

ص۵، ۷ پر اس کو وضاحت کے ساتھ اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ: ''میں نے پہلے ارادہ کیا تھا کہ اثبات حقیقت اسلام کے لئے تین سو دلیل براہین احمدیہ میں لکھوں۔ لیکن جب میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ دو قسم کے دلائل ہزارہا نشانوں کے قائم مقام ہیں۔ پس خدا نے میرے دل کو اس ارادہ سے پھیر دیا۔'' (دیباچہ براہین احمدیہ حصہ۵ ص۵، ۷، خزائن ج۲۱ ص۶)

''پہلے پچاس حصہ لکھنے کا ارادہ تھا۔ مگر پچاس سے پانچ پر اکتفاء کیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے۔ اس لئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہوگیا۔''

(دیباچہ براہین حصہ۵ ص۷، خزائن ج۲۱ ص۹)

کجا تین سو دلائل والی کتاب کے مکمل ہونے کا اعلان اور اس پر وصولی قیمت اور کجا دو دلیلیں جن میں ایک دلیل مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں تھیں۔ پھر کہاں ۵۰ جز کا اشتہار اور کہاں پانچ جز کی تحریر بلند آہنگی سے کتاب کی تکمیل اور ایفائے عہد کا دعویٰ، اللہ اللہ، این چہ بوالعجبی:

جنوں کا نام خرد رکھ دیا خرد کا جنوں
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

اس صریح جھوٹ کے علاوہ اشتہاری لوگوں کی طرح براہین کے متعلق مندرجہ ذیل اوصاف حسنہ کا بڑی زور سے اعلان کیا گیا۔

''اول اس بات میں یہ فائدہ ہے کہ یہ کتاب مہمات دینیہ کے تحریر کرنے میں ناقص البیان نہیں۔ بلکہ وہ تمام صداقتیں کہ جن پر اصول علم دین کے مشتمل ہیں اور وہ تمام اخلاق عالیہ کہ جن کی ہیئت اجتماعی کا نام اسلام ہے۔ وہ سب اس میں مکتوب اور مرقوم ہیں۔''

(براہین احمدیہ حصہ ۲ ص ۱۳۶ خزائن ج ۱ ص ۱۲۹)

''دوسرا یہ فائدہ کہ یہ کتاب تین سو محکم اور قوی دلائل حقیقت اسلام اور اصول اسلام پر مشتمل ہے کہ جس کے دیکھنے سے صداقت اس دین متین کی ہر ایک طالب حق پر ظاہر ہوگی۔''

(براہین احمدیہ ص ۱۳۶ خزائن ج ۱ ص ۱۲۹)

''تیسرا یہ فائدہ کہ جتنے ہمارے مخالف ہیں۔ یہودی، مجوسی، عیسائی، آریہ، براہمو، بت پرست، دہریہ، طبعیہ، اباحتی، لامذہب۔ سب کے شبہات اور وساوس کا اس میں جواب ہے، اور جواب بھی ایسا جواب دروغ گو اس کے گھر تک پہنچایا گیا ہے۔''

(مقدمہ براہین حصہ ۲ ص ۱۳۶ خزائن ج ۱ ص ۱۲۹)

''چوتھا یہ فائدہ جو اس میں بمقابلہ اصول اسلام کے مخالفین کے اصول پر بھی کمال تحقیق اور تدقیق سے عقلی طور پر بحث کی گئی ہے اور تمام وہ اصول اور عقائد ان کے جو صداقت سے خارج ہیں۔ بمقابلہ اصول حقہ قرآنی کے ان کی حقیقت باطلہ کو دکھلایا گیا ہے۔''

(براہین احمدیہ ص ۱۳۷ خزائن ج ۱ ص ۱۳۰)

''پانچواں اس کتاب میں یہ فائدہ ہے کہ اس کے پڑھنے سے حقائق و معارف کلام ربانی کے معلوم ہو جائیں گے۔'' (براہین ص ۱۳۷ خزائن ج ۱ ص ۱۳۰)

اب براہین احمدیہ موجود ہے اس میں جو چیز نظر آ رہی ہے۔ وہ یہ ہے کہ پہلی جلد میں اشتہار اور دوسری تیسری جلد میں مقدمہ اور اس میں بے مغز باتیں اور تیسری کی پشت پر تین سو جز تک کتاب بڑھ جانے کا اشتہار۔ جس کا اس وقت تک کوئی وجود نہ تھا اور نہ بعد میں ہوا۔ چوتھی جلد میں صرف مقدمہ اور آٹھ تمہیدات ہیں۔ پانچ سو بارہ صفحہ تک مقدمہ اور اس کی تمہیدات چلی گئیں ہیں۔ اس کے بعد باب اول شروع ہوا ہے۔ ابھی دلائل کا آغاز ہی ہوا تھا اور ایک دلیل بھی مکمل نہیں ہوئی تھی کہ اس کو ختم کر دیا اور تین سو دلائل کا وعدہ خطائی میں پڑ گیا۔ یہ اس سلسلہ کا کھلا ہوا جھوٹ ہے۔ تلک عشرة کاملة!

س...... حدیث میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تین جھوٹ بولے؟۔

ج .... تسمیۃ کذباً فی حدیث الصحیحین ''لم یکذب ابراھیم الاثلث کذبات نظر ابظاھرہ (کمالین حاشیہ جلالین ص۳۷۶ زیر آیت فقال انی سقیم)''

''یکون المراد بکونہ کذبا خبراً شبیھاً بالکذب (کبیر ص۱۴۸ ج۱۳ زیر آیت فقال انی سقیم) ''یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین باتیں بظاہر جھوٹ ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ جھوٹ نہیں ہیں۔ کیونکہ انی سقیم بطور تعریض فرمایا ہے کہ: ''اما الکذب فغیر لازم لانہ ذکر قولہ انی سقیم علی سبیل التعریض بمعنے ان الانسان لا ینفک فی اکثر احوالہ من حصول ھالۃ مکروھتہ اما فی بدنہ واما فی قلبہ وکل ذالک سقیم'' (کبیر ص۱۴۸ ج۱۳ زیر آیت فقال انی سقیم)

اس لئے انی سقیم کے یہ معنے ہوئے کہ میں تمہاری صحبت سے تنگ آیا ہوا ہوں۔

دوسری بات بل فعلہ کبیر ھم ھذا ہے یہ قول بھی بطور تعریض اور ان کی غلطی پر متنبہ کرنے کے لئے کہا تھا۔ اس لئے اس کے بعد ''فاسئلو ھم ان کانوا ینطقون ''فرمایا تاکہ ان کو بتوں کی بے بسی اور ان کا عجز معلوم ہو جائے۔

''وفیما قبلہ تعریض لھم بان الصنم المعلوم عجزہ عن الفعل لا یکون الھا'' (جلالین الاسراء)

تیسری بات یہ تھی کہ حضرت سارہ کو اپنی بہن فرمایا۔ باوجود یہ کہ وہ ان کی اہلیہ محترمہ تھیں۔ مگر اس میں بھی کوئی جھوٹ نہیں۔ کیونکہ سارہ آپ کی چچا زاد بہن تھی۔ اگر اس رشتہ کی وجہ سے ان کو بہن کہہ دیا گیا تو اس میں کسی قسم کا کذب نہیں ہے۔ ذو معنی لفظ استعمال کر کے ایک معنی کا ارادہ کرنا اور ایک کو چھوڑ دینا کذب نہیں۔ بلکہ تعریض ہے اور تعریض میں کوئی شرعی نقص لازم نہیں آتا۔

مرزا قادیانی کے مالی معاملات

۴ .... ''وما اسئلکم علیہ من اجر۰ ان اجری الا علی رب العالمین (الشعراء:۱۸۰) ''کسی نبی نے بذریعہ تبلیغ دین واشاعت مذہب اپنی ذات کے لئے لوگوں سے روپیہ جمع نہیں کیا۔'' وما من نبی دعا قومہ الی اللہ تعالی الاقال لا اسئلکم علیہ اجراً فانبت الاجر علی الدعا ولکن اختار ان یاخذہ من اللہ تعالی (الیواقیت ج۲ ص۲۸) ''مگر مرزا قادیانی نے تبلیغی سلسلہ کو جاری کرتے ہوئے۔ شروع سے

چندہ اور کتابوں کی قیمت ایک ایک کے دس دس کر کے وصول کیے۔

جیسا کہ مرزا قادیانی کی اس تحریر سے ظاہر ہے کہ: ''چونکہ یہ مخالفین پر فتح عظیم اور مومنین کے دل و جان کی مراد تھی۔ اس لیے کہ امراء اسلام کی عالی ہمتی پر بڑا بھروسہ تھا۔ جو وہ ایسی کتاب لاجواب کی بڑی قدر کریں گے اور جو مشکلات اس کی طبع میں پیش آرہی ہیں ان کے دور کرنے میں بدل و جان متوجہ ہو جائیں گے۔'' (براہین حصہ۲ص ۷، خزائن ج۱ص ۶۲)

نیز بلا طلب کے اشتہاری اور بازاری لوگوں کی طرح کتابیں روساء کے نام روانہ کر دیں اور جب ان کی طرف سے تسلی بخش جواب نہ ملا تو کتابوں کی قیمت یا ان کی واپسی کی بڑی لجاجت سے درخواست کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ: ''ہم نے پہلا حصہ جو چھپ چکا تھا اس میں قریب ایک سو پچاس جلد کے بڑے بڑے امیروں اور دولت مندوں اور رئیسوں کی خدمت میں بھیجی تھی اور یہ امید کی گئی تھی کہ جو امراء عالی قدر خریداری کتاب کی منظوری فرما کر قیمت کتاب جو ایک ادنیٰ رقم ہے۔ بطور پیشگی بھیج دیں گے..... اور یہ انکساری تمام حقیقت حال سے مطلع کیا۔ مگر باستثناء دو تین عالی ہمتوں کے سب کی طرف سے خاموشی رہی..... اگر خدانخواستہ کتابیں بھی واپس نہ ملیں تو سخت دقت پیش آئے گی اور بڑا نقصان اٹھانا پڑے گا..... ہم بکمال غربت عرض کرتے ہیں کہ قیمت پیشگی کتابوں کا بھیجنا منظور نہیں تو کتابوں کو بذریعہ ڈاک واپس بھیج دیں۔ ہم اسی کو عطیہ عظمیٰ سمجھیں گے اور احسان عظیم خیال کریں گے۔'' (براہین حصہ۲ص ج، خزائن ج۱ص ۶۳)

''کبھی عیسائیوں کی کوششوں کا ذکر کر کے چندہ کے لیے اکسایا۔''

(براہین احمدیہ حصہ۲، خزائن ج۱ص ۶۰)

''اور کبھی اپنی غربت اور افلاس کو سامنے رکھا اور کہیں امداد باہمی اور اسلامی ہمدردی کا گیت گایا۔'' (دیکھو اشتہار عرض ضروری بحالت مجبوری، براہین احمدیہ ج۱ص ۳۶، خزائن ج۱ص ۵۹)

آخر کار اس جدوجہد کا نتیجہ ایک دن حسب دلخواہ بامراد نکل آیا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ''یہ مالی امداد اب تک پچاس ہزار روپیہ سے زیادہ آچکی ہے۔ بلکہ میں یقین کرتا ہوں کہ ایک لاکھ کے قریب پہنچ گئی ہے۔ اس کے ثبوت کے لیے ڈاکخانہ جات کے رجسٹر کافی ہیں۔'' (براہین احمدیہ حصہ۵ص ۵۷، خزائن ج۲۱ص ۷۴)

''جو کچھ میری مراد تھی سب کچھ دکھا دیا۔ میں ایک غریب تھا۔ مجھے بے انتہا دیا دنیا کی نعمتوں سے کوئی بھی نہیں رہی۔ جو اس نے مجھ کو اپنی عنایات سے نہ دی۔''

(براہین حصہ۵ص ۱۰، خزائن ج۲۱ص ۱۹)

''اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپیہ ماہوار بھی آئیں گے...... اب تک تین لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۲۱۱، خزائن ج۲۲ ص۲۲۱)

مرزا قادیانی نے ایک معمولی کتاب کو جو پانچ روپیہ سے زیادہ حیثیت کی نہ تھی۔ بڑی ضخامت میں پیش کر کے جس گندم نمائی اور جوفروشی کا ثبوت دیا ہے۔ اس کی نظیر ایک معمولی درجہ کے دیندار آدمی میں بھی نظر نہ آئے گی اور جو رقم اشاعت اسلام کے نام سے بطور چندہ وصول کی گئی۔ اس کو بتمامہ دین کے کاموں میں صرف نہ کیا۔ بلکہ بہت سا روپیہ اپنی ضرورتوں میں لگایا۔ جائدادیں خریدیں اور غریب سے رئیس اور دولت مند بن گئے۔ ورنہ وہی مرزا قادیانی اس وقت بھی تھے جب کہ سیالکوٹ کی کچہری میں پندرہ روپیہ کے کلرک تھے اور گذارہ مشکل سے ہوتا تھا۔

مطالبہ: کیا انبیاء سابقین میں سے ایسی کوئی مثال پیش کی جاسکتی ہے۔ جنہوں نے مذہب کی آڑ میں دنیا کمائی ہو یا مسلمانوں کے بیت المال کے روپیہ کو اپنی ضرورتوں میں خرچ کیا ہو۔

مرزا قادیانی اور دیانت

۵...... ''ان الله لا یحب الخائنین'' (انفال:۵۸)

نبوت اور رسالت خداتعالیٰ کی رضامندی کی نشانی ہے اور خیانت خواہ کسی قسم کی ہو نفاق کی علامت ہے۔ اس لئے نبوت اور خیانت کسی جگہ جمع نہیں ہوسکتی۔ قرآن مجید میں ہے کہ: ''وما کان للنبی ان یغل'' (آل عمران:۱۶۱)

''والمعنی وماصح لہ ذالك . یعنی ان النبوۃ تنافی الغلول (مدارک:۱۴۹)'' جامع البیان میں ہے کہ: ''ای ینسب الی خیانۃ'' مگر مرزا قادیانی میں خیانت جیسا قبیح فعل نہ صرف چندہ وغیرہ کے معاملہ میں پایا جاتا ہے۔ بلکہ نقل مذہب میں بھی خیانت سے کام لیا گیا ہے۔ چنانچہ تحفہ گولڑویہ میں لکھتے ہیں کہ: ''یعنی وہ لوگ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوبارہ دنیا میں واپس لاتے ہیں۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ بدستور اپنی نبوت کے ساتھ دنیا میں آئیں گے اور برابر ۴۵ برس تک ان پر جبرائیل علیہ السلام وحی نبوت لے کر نازل ہوتا رہے گا۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۱۰۱، خزائن ج۱۷ ص۱۷۴)

مرزا قادیانی نے مسلمانوں کے اس عقیدہ کو نقل کرنے میں خیانت کی ہے۔ مسلمانوں کا عقیدہ اس بارے میں صرف اس قدر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ نزول کے بعد بھی نبی رہیں گے۔ لیکن وحی نبوت ان پر نازل نہ ہوگی اور وہ شریعت محمدیہ پر عمل کریں گے۔ جس کا علم ان کو

بالہام الٰہی ہوتا رہے گا۔ جیسا کہ شیخ عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ:''ان عیسیٰ علیہ السلام وان کان بعدہ واولی العزم وخواص الرسل فقد زال حکمہ فی ہذا المقام بحکم الزمان علیہ الذی ہو بغیرہ غیر سل ولیا ذانبوۃ مطلقۃ وملہم بشرع محمد ﷺ ویفہمہ علی وجہہ کالاولیاء المحمدیین'' (یواقیت ج۲ ص۸۹)

شیخ عبدالحق مدارج میں لکھتے ہیں کہ:''ولہذا عیسیٰ علیہ السلام در آخر زمان بر شریعت وی بیاید وحال آنکہ وی نبی کریم ست وبا قیست بر نبوت خود نقصان نشدہ است ازوی چیزے'' (مدارج ج۱ص۹۳)

اور یہی مطلب شیخ اکرام والے کا ہے۔ یعنی ان کا مرتبہ نبیوں جیسا ہوگا۔ مگر معاملہ نبیوں کی طرح نہیں ہوا۔ اس لئے نہ ان پر وحی نبوت نازل ہوگی اور نہ ان کو عمل کرنے کے لئے کوئی خاص شریعت دی جائے گی اور ابن عباسؓ امام مالکؒ وغیرہ اور دیگر مفسرین اور محدثین کی طرف جو غلط عقیدے منسوب کئے ہیں۔ جن کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ منجملہ خیانات کے چند خیانتیں ہیں۔ براہین احمدیہ کے اشاعت کے زمانہ میں جس گندم نمائی اور جوفروشی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس کی کسی قدر تفصیل پہلے معلوم ہوچکی۔ پھر ان خریداروں کا روپیہ جو پانچویں حصہ کے لکھنے سے پہلے ہی مرچکے تھے۔ وہ بطور امانت مرزاقادیانی کی تحویل میں تھا۔ لیکن مرزاقادیانی نے اس رقم کو ان کے وارثوں کی طرف واپس نہیں کیا اور امانت کو صاف ہضم کر گئے۔ نیز مسلمانوں کو مذہبی تبلیغ کا دھوکہ دیا گیا اور اشاعت مذہب کا نام لے کر ان سے روپیہ وصول کیا گیا۔ مگر کام اس پردہ میں گورنمنٹ برطانیہ کا ہوتا رہا۔ چنانچہ ''قابل توجہ گورنمنٹ ہند'' کے عنوان سے ایک چٹھی انجام آتھم میں درج کی ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں کہ:''واشعنا الکتب فی حمایۃ اغراض الدولۃ الی بلاد الشام والروم وغیرہا من الدیار البعیدۃ وہذا امر لن تجد الدولۃ نظیرہا فی غیرہا من المخلصین'' (ص۲۸۳، خزائن ج۱۱ص۲۸۳)

''دولت برطانیہ کے اغراض ومقاصد کی حمایت میں ہم نے بہت سی کتابیں لکھ کر شام اور روم اور دیگر بلاد بعیدہ میں شائع کی ہیں۔ یہ ایک ایسا امر ہے۔ جس کی نظیر حکومت برطانیہ کو ہماری مخلص جماعت کے سوا غیر میں نظر نہیں آسکتی۔''

۲۔ ''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔

میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب میں مصر، شام، کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔'' (تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵،۱۵۶)

مطالبہ: اشاعت مذہب کا روپیہ کس شرعی حکم سے اس گناہ عظیم میں لگایا گیا کیا اس نام سے چندہ کی کوئی مدد کی جا سکتی ہے۔

مرزا قادیانی اور اغیار کی غلامی

۶ ...... ''ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا واتبع هواه وکان امره فرطا (کهف:۲۸)'' کبھی کسی نبی نے کفاروں کی غلامی اختیار نہیں کی۔ بلکہ جب تک عزت کی زندگی حاصل نہ ہوئی وہ ہمیشہ ان کی مخالفت کرتے اور ان سے لڑتے رہے ہیں۔

لیکن مرزا قادیانی جس حکومت برطانیہ کو دجال کہتے ہیں۔ اس کی غلامی پر فخر کرتے جاتے ہیں اور اس کو نعماء الٰہی میں سے ایک نعمت سمجھتے ہیں۔

ا ...... ''بنظر ان احسانات کے کہ جو سلطنت انگلشیہ سے اس کی حکومت اور آرام بخش حکمت کے ذریعہ سے عامہ خلائق پر وارد ہیں۔ سلطنت ممدوحہ کو خداوند تعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور نعماء الٰہی کے اس کو شکریہ بھی ادا کریں۔ لیکن پنجاب کے مسلمان بڑے ناشکر گذار ہوں گے۔ اگر وہ اس سلطنت کو جوان کے حق میں ایک عظیم الشان رحمت ہے۔ نعمت عظمیٰ یقین نہ کریں۔'' (براہین احمدیہ، خزائن ج ۱ ص ۱۴۰)

۲ ...... ''الم یفکر اننا ذریة آباء انفذوا اعمارهم فی خدمات هذه الدولة ! کیا گورنمنٹ اتنا غور نہیں کرتی کہ ہم انہی بزرگوں کی اولاد ہیں۔ جنہوں نے اپنی عمریں حکومت برطانیہ کی خدمت میں صرف کر دیں۔'' (انجام آتھم ص ۲۸۳، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

''خدا تعالیٰ نے مجھے اس اصول پر قائم کیا ہے کہ محسن گورنمنٹ کی جیسا کہ گورنمنٹ برطانیہ ہے۔ سچی اطاعت کی جائے اور سچی شکر گذاری کی جائے۔ سو میں اور میری جماعت اس اصول کے پابند ہیں۔ چنانچہ میں نے اسی مسئلہ پر عمل درآمد کرانے کے لئے بہت سی کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں تالیف کیں اور ان میں تفصیل سے لکھا کہ کیونکر مسلمانان برٹش انڈیا اس گورنمنٹ برطانیہ کے نیچے آرام سے زندگی بسر کرتے ہیں اور کیوں کر آزادگی سے اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے پر قادر ہیں اور تمام فرائض منصبی بے روک ٹوک بجالاتے ہیں۔ پھر اس مبارک اور

امن بخش گورنمنٹ کی نسبت کوئی خیال بھی جہاد کا دل میں لانا کس قدر ظلم اور بغاوت ہے۔ یہ کتابیں ہزار ہا روپیہ کے خرچ سے طبع کرائی گئیں اور پھر اسلامی ممالک میں شائع کی گئیں اور میں جانتا ہوں کہ یقیناً ہزار ہا مسلمانوں پر ان کتابوں کا اثر پڑا ہے۔ بالخصوص وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے۔ وہ ایک ایسی سچی مخلص اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے کہ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے۔ جن کا ظاہر و باطن گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے۔''

(تحفہ قیصریہ ص۱۲،۱۱، خزائن ج۱۲ ص۲۶۳،۲۶۴)

۴...... ''ہم پر اور ہماری ذریت پر یہ فرض ہوگیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گذار رہیں۔'' (ازالہ اوہام ص۱۳۲، خزائن ج۳ ص۱۶۶)

مطالبہ: حدیث میں آنے والے مسیح کو قاتل دجال فرمایا گیا ہے۔ مگر مرزا قادیانی اس کی حمایت میں جس کو دجال اور یاجوج ماجوج کہتے ہیں۔ اپنی عمر کا بیشتر حصہ صرف کرتے نظر آرہے ہیں۔ تو کیا ایسے حامی دجال مسیح کی حمایت میں کوئی حدیث یا آیت قرآنیہ پیش کی جاسکے گی۔

س...... حضرت یوسف ویعقوب علیہ السلام ایک کافر کی حکومت میں مصر جا کر آباد ہوئے اور یوسف علیہ السلام نے بحیثیت ملازم حکومت کا کام کیا۔

ج...... یوسف علیہ السلام کی زندگی مصر میں غلامانہ زندگی نہیں تھی۔ وہ مصر کے حل وعقد کے مالک اور بااختیار حکمران تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ''وكذلك مكنا ليوسف فى الارض يتبوأ منها حيث يشاء (يوسف: ٥٦)'' ہم نے یوسف کو مصر میں ایسی قوت اور طاقت عطاء فرمائی کہ وہ جہاں چاہتا رہتا اور ٹھہرتا تھا۔

۲...... مصر کا بادشاہ یوسف علیہ السلام کے دست حق پرست پر اسلام لے آیا تھا۔

''واقام العدل بمصر وأجلة الرجال والنساء واسلم علىٰ يده الملك وكثير من الناس'' (تفسير كبير ص١٦٢ ج٩ زير آيت وكذلك مكنا ليوسف)

''وعن مجاهدان الملك اسلم علىٰ يده'' (بيضاوى ص٤١٤)

مرزا قادیانی اور اعمال صالحہ

۷...... ''وكلا جعلنا صالحين اوجعلنا هم آئمة يهدون بامرنا واوحينا اليهم فعل الخيرات واقام الصلوٰة وايتاء الذكوٰة (الانبياء ٧٣)'' ہم

نے ہر ایک نبی کو صالح اور نیک عمل بنایا اور ان کو پیشوا کیا کہ جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے اور ان کی طرف نیکیوں کے کرنے، نماز پڑھنے، زکوٰۃ دینے کی وحی کی۔ یعنی نبی کے لئے متقی پرہیزگار ہونا شرط اول ہے۔ وہ ہمیشہ لوگوں کو نیک کام کے کرنے زکوٰۃ اور نماز کے ادا کرنے کی طرف بلاتے رہے ہیں۔

مگر مرزا قادیانی کی تالیفات میں بقول مرزا قادیانی پچاس الماریاں بھری جاسکتی ہیں۔ زکوٰۃ کی ادائیگی نماز روزہ کی تلقین اعمال حسنہ کی طرف ترغیب وتحریص مطلقاً نہیں پائی جاتی اور ذاتی تقویٰ اور پرہیزگاری کا یہ حال ہے کہ جب آپ مسلمانوں کا حسن ظن حاصل کر رہے تھے اور دعویٰ مہدیت مسیحیت وغیرہ کچھ نہیں کیا تھا اور براہین کے اشتہار بازی سے بہت سارو پیہ بھی جمع کر چکے تھے۔ اس وقت باجود امن طریق کے اور دس ہزار روپیہ کی مالیت رکھنے کے حج کے لئے نہ گئے۔ چنانچہ اس اشتہار میں جو جمیع ارباب مذہب کے مقابلہ میں دس ہزار روپیہ انعام دینے کے وعدہ کا اعلان کرنے کے لیئے شائع کیا تھا۔ لکھتے ہیں کہ: ''میں مشتہر ایسے مجیب کو بلاعذرے وحیلتے اپنی جائداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض ودخل دیدوں گا۔'' (براہین احمدیہ ص۲۵،۲۶، خزائن ج۱ ص۲۸)

کذب بیانی، وعدہ خلافی، تلبیس اور دھوکا دہی

خیانت چندہ کا ناجائز مصرف، حرص، وطمع دنیوی، نصاریٰ کی جاسوسیت وغیرہ نقائص شرعی اس کے علاوہ ہے۔ اگرچہ ان کی مثالیں پہلے گذر چکی ہیں۔ مگر مزید بصیرت کے لئے ایک دو حوالے اور نقل کیے جاتے ہیں۔

''پہلے یہ کتاب (براہین) صرف تیس پینتیس جز تک تالیف ہوئی تھی اور پھر سو جزو تک بڑھادی گئی اور دس روپیہ عام مسلمانوں کے لئے اور پچیس روپیہ دوسری قوموں اور خواص کے لئے مقرر ہوئی۔ مگر اب یہ کتاب بوجہ جمیع ضروریات تحقیق وتدقیق اور اتمام حجت کے تین سو جزء تک پہنچ گئی۔'' (اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول ص۲۴، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۳۲،۳۳)

اس مثال میں سوائے خدمت نصاریٰ کے مذکورہ بالا تمام برائیاں موجود ہیں۔ اس کے بعد نصاریٰ کی خدمت گذاری کے شوق میں شریعت کی قطع برید ملاحظہ ہو۔

''شریعت اسلام کا یہ واضح مسئلہ ہے۔ جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا جس کے زیر سایہ مسلمان لوگ امن اور عافیت اور آزادی سے زندگی بسر کرتے ہوں اور جس کے عطیات سے ممنون منت اور مرہون احسان ہوں اور جس کی

مبارک سلطنت حقیقت میں نیکی ہدایت پھیلانے کے لے کامل مددگار ہو۔ قطعی حرام ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ ص ب حصہ ۳، خزائن ج ا ص ۱۳۹)

مطالبہ: سوائے معاہدہ کے شریعت اسلامیہ کا اس بارے میں وہ واضح اور متفق علیہ مسئلہ ہم بھی دیکھنا چاہتے ہیں اور اگر یہ بات ثابت نہ کی جاسکے تو پھر اس کو اتفاقی اور کھلا ہوا مسئلہ بتانا دھوکا دہی نہیں ہے تو کیا ہے؟ اور اگر یہ ایسا متفقہ اور کھلا ہوا شرعی مسئلہ تھا تو جہاد سے روکنے کی تحریک کو اپنی کوشش کا نتیجہ کیوں کہا جاتا ہے۔ پھر اگر برطانیہ سے معاہدہ تھا تو وہ ہندوستان کے مسلمانوں کا تھا۔ اس کی پابندی عرب روم وشام کابل وغیرہ کے رہنے والے مسلمانوں پر نہیں تھی۔ مرزاقادیانی نے جو عمر کا بہت سا حصہ بلاد اسلامیہ میں امتناع جہاد کی بحث اور اغراض برطانیہ کی حمایت میں کتابیں بھیجنے پر صرف کردیا۔ وہ کس شرعی حکم کے ماتحت تھا۔ پھر لڑکے کو عاق کرنا چاہا۔ باوجود یہ کہ عاق کرنے والے پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔

(ابن ماجہ ص ۱۹۴ باب لا وصیت للوارث)

مرزاقادیانی اور انبیاء سابقین

۸… ’’وقفینا علیٰ اثارھم بعیسیٰ ابن مریم مصدقالما بین یدیہ (مائدہ:٤٦)‘‘ ہر ایک نبی پہلے انبیاء علیہم السلام کی تعلیم کی تصدیق اور توثیق کرتا چلا آیا ہے۔ خصوصاً عقائد کے بارے میں تمام نبیوں کی ایک ہی تعلیم رہی ہے۔ قرآن کریم کی نسبت بھی یہی فرمایا گیا: ’’مصدقالما بین یدیہ من التوراۃ والانجیل‘‘ (صف:٦)

۲…… ’’وانہ لفی زبر الاولین‘‘ (شعراء:١٩٦)

’’معناہ لفی الکتب المقدمہ‘‘ (بیضاوی:١٣٣)

حدیث میں ہے کہ: ’’نحن معشرا لانبیاء اخوۃ العلات اماتھم شتی ودینھم واحد‘‘ (بخاری ج ١ ص ٤٩٠ باب واذکر فی الکتاب مریم)

یعنی اصول دین تمام انبیاء علیہم السلام کے درمیان مشترک ہیں۔ صرف عبادت کے طریقے بدلے ہوئے ہیں۔ حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام بھی جب دوبارہ دنیا میں نازل ہوں گے۔ تو وہ ہر ایک بات میں نبی عربی ﷺ کی تصدیق کریں گے اور ان کی تحقیق سے ایک انچ باہر نہ ہوں گے۔ چنانچہ (کنزالعمال ج ۱۴ ص ۳۲۱ حدیث نمبر ۳۸۸۰۸) میں ہے کہ: ’’ینزل عیسیٰ بن مریم مصدقالما لمحمد علی ملتہ‘‘

مگر مرزاقادیانی کو انبیاء علیہم السلام کے عقائد سے سخت اختلاف ہے۔ بلکہ وہ اس

بارے میں نبی عربی ﷺ کی تحقیق کی بھی پرواہ نہیں کرتا اور اس کی تکذیب کرتا جاتا ہے۔

چنانچہ دجال کے ایک شخص واحد ہونے اور یک چشم اور اعور ہونے پر تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے شہادت دی ہے اور حضور ﷺ نے اس پر یہ تحقیق مزید اضافہ فرمادی کہ اس کی پیشانی پر ک، ف، ر، لکھی ہوئی ہوگی۔ جیسا کہ بخاری اور مسلم کی اس روایت سے ظاہر ہے۔

''عن انسؓ قال قال رسول اللہ ﷺ ما من نبی الاوقد انذرامته اعور الکذب الاانه اعور وان ربکم لیس باعور مکتوب بین عینیه ك،ف،ر''

(بخاری ج ۲ ص ۱۰۵٦ باب ذکر الدجال، مسلم ج ۲ ص ۴۰۰، باب ذکر الدجال)

مرزا قادیانی نے بھی ازالہ وہام میں اس حدیث کی تصدیق اس طرح کی ہے۔ حضرت نوح سے لے کر ہمارے سید ومولیٰ خاتم الانبیاء ﷺ کے عہد تک اس مسیح دجال کی خبر موجود ہے۔ مرزا قادیانی نے اس کی تعیین شخصی سے جو انبیاء علیہم السلام کے درمیان متفق علیہ چیز تھی۔ انکار کر دیا۔ خواہ وہ کسی تاویل کے ماتحت ہو۔ لیکن تمام نبیوں کا اس کا ظاہر پر اتارنا اور اس میں کسی قسم کی تاویل نہ کرنا نہ صرف مرزا قادیانی کی تاویل کی تردید کرتا ہے۔ بلکہ کھلم کھلا مرزا قادیانی کی بطالت پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی کا دجال کی شخصیت سے انکار کرتے ہوئے یہ لکھنا سراسر لغو ہے کہ: ''میرا یہ مذہب ہے کہ اس زمانہ کے پادریوں کی مانند کوئی اب تک دجال پیدا نہیں ہوا اور نہ قیامت تک پیدا ہوگا۔'' (ازالہ ص ۴۸۸، خزائن ج ۳ ص ۳٦۲)

''اور بپایہ ثبوت پہنچ گیا کہ مسیح دجال جس کے آنے کی انتظار تھی یہی پادریوں کا گروہ ہے جو ٹڈی کی طرح تمام دنیا میں پھیل گیا ہے۔'' (ازالہ ج ۲ ص ۴۹۵، ۴۹٦، خزائن ج ۳ ص ۳٦٦)

پھر یہ کہنا کہ رسول اللہ ﷺ کو دجال کی حقیقت کا صحیح علم نہ تھا۔ آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی کرنے کے علاوہ اس امر کی کھلی ہوئی شہادت ہے کہ مرزا قادیانی کے خیال میں ان کی اپنی تحقیق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تحقیق سے جدا اور اس کے مخالف ہے اور مخالفت ہی مرزا قادیانی کے باطل ہونے کی زبردست دلیل ہے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کماہی ہی ظاہر فرمائی گئی اور صرف امثلہ قریبہ اور صور متشابہ اور امور متشاکلہ کے طرز بیان میں جہاں تک غیب محض کی

تفہیم بذریعہ انسانی قویٰ کے ممکن ہے۔ اجمالی طور پر سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات نہیں۔‘‘

(ازالہ کلاں ص۶۹۲، خزائن ج۳ ص۴۷۳)

س...... اگر دجال کی شخصیت کا مسئلہ متفق علیہ ہوتا تو آنحضرت ﷺ ابن صیاد کے دجال ہونے میں کبھی تردد کا اظہار نہ فرماتے۔

ج...... حضور ﷺ کو دجال کے شخص واحد اور جل من الرجال ہونے میں تردد نہیں تھا۔ تردد اس بارے میں تھا کہ دجال ہونے والا شخص ابن صیاد ہے یا کوئی اور شخص ہے؟۔ انبیاء علیہم السلام کا اتفاق یقین شخصی میں ہے۔ تعین ذاتی میں نہیں این ہذا من ذاک اسی طرح یاجوج ماجوج، خردجال، دابۃ الارض وغیرہ مسائل میں رسول اللہ ﷺ کے بیان کی تصدیق نہ کرنا اور اس کے خلاف اپنی رائے پیش کرنا۔ آیت مذکورہ بالا کی رو سے بطالت کی نشانی ہے۔ مرزاقادیانی نے ملائکہ کی حقیقت اور ان کے نزول جسمانی نزول وحی سے مراد اور معجزہ کی حقیقت وغیرہ میں بھی نبی کریم ﷺ کی تحقیق کی مخالفت کی ہے اور بجائے تصدیق کے ان کی تکذیب کر کے اپنا جھوٹا ہونا ثابت کر دیا ہے۔ کیونکہ سچے کی مخالفت کرنے والا جھوٹا ہی ہوا کرتا ہے۔ سچا کبھی نہیں ہوتا۔ انشاء اللہ ان تمام چیزوں کی تحقیق ایمان مرزا کی بحث میں مفصل طور پر مذکور ہوگی۔ واللہ أعلم!

مرزاقادیانی اور بہادری

۹...... ’’الذین یبلغون رسالت اللہ ویخشونہ ولا یخشون احداً الا اللہ (احزاب:۳۹)‘‘ کبھی کوئی رسول یا نبی اظہار حق کے لئے کسی انسانی طاقت سے نہیں ڈرے۔ مرزاقادیانی تمام عمر حکومت کے خوف سے اس کی رضاجوئی کے متلاشی رہے اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے مقدمہ میں قید وبند کے ڈر سے بعض الہامات کے ظاہر نہ کرنے کا عدالت کے روبرو عہد کیا۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس اقرار نامہ کے چند دفعات الہامات مرزا کے ص۸۴ پر نقل کئے ہیں۔ جن میں سے یہ بھی ہیں۔

۱...... میں (مرزاقادیانی) ایسی پیشین گوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا۔ جس کے یہ معنے ہوں یا ایسے معنے خیال کئے جاسکیں کہ کسی شخص کو ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

۲...... میں خدا کے پاس ایسی اپیل کرنے سے بھی اجتناب کروں گا کہ وہ کسی شخص کو ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب الٰہی ہے۔ یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

۳...... میں کسی چیز کو الہام جتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا۔ جس کا یہ منشاء ہو یا جو ایسا منشاء رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص ذلت اٹھائے گا یا مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

(الہامات مرزا ص۸۴)

گورنمنٹ کے خوف سے لکھتے ہیں کہ: ’’ہر ایک ایسی پیش گوئی سے اجتناب ہوگا۔ جو امن عامہ اور اغراض گورنمنٹ کے مخالف ہو۔‘‘ (حاشیہ اربعین نمبر۱ص۱، خزائن ج۱۷ص۳۴۳)

مال و دولت اور نبوت

۱۰...... ’’الذین اتخذوا دینهم لعبا ولهوا وغرتهم الحیوة الدنیا (انعام:۷۰)‘‘ اس آیت میں کافروں کی دو نشانیاں بیان کی گئیں ہیں۔

۱...... لہو ولعب کھیل اور تماشہ کو انہوں نے دین کا جز بنالیا ہے۔

۲...... انہماک دینوی نے ان کو غافل کر رکھا ہے کہ دن رات دنیا ہی کو حاصل کرنے کا فکر ہے اسی کے عیش وآرام پر فخر کرتے اور خوشیاں مناتے ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ مرزا قادیانی بھی دنیاداروں کی طرح دینوی شہرت کو پسند کرتے اور مال ودولت کے جمع ہونے پر فخر کرتے ہوئے اس کو اپنی بڑی کامیابی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ: ’’جو میری مراد تھی سب کچھ دکھادیا۔ میں ایک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ۵ص۱۰، خزائن ج۲۱ص۱۹)

واقعی خدا تعالیٰ کسی کی محنت رائیگاں نہیں کرتا۔ مرزا قادیانی کو دنیا کی دولت ہی جمع کرنی مقصود تھی سو ہوگئی۔ ایک جگہ اپنی شہرت پر فخر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ’’اس زمانہ میں ذرا سوچو کہ میں کیا چیز تھا۔ جس زمانہ میں براہین احمدیہ کا دیا تھا اشتہار۔ پھر ذرا سوچو کہ اب چرچا میرا کیسا ہوا۔ کس طرح سرعت سے شہرت ہوگئی۔ در ہر دیار!‘‘ (براہین احمدیہ ص۱۱۲ حصہ۵، خزائن ج۲۱ص۱۴۲)

یہ تو مرزا قادیانی کا حال ہے۔ مگر رسول خداﷺ اس کے مقابلہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ: ’’اشدا لناس بلاء الانبیاء ثم الامثل فالامثل (کنز العمال ج۳ ص۳۲۷ حدیث ۶۷۸۳)‘‘ انبیاء علیہم السلام پر دنیا کی مصیبتیں عام ہوتی ہیں اور امت میں سے جو شخص عمل میں ان کے قریب ہوتا ہے۔ اسی قدر مصیبتوں کا اس پر ہجوم ہوتا ہے۔ سچ ہے کہ رسول اللہﷺ کی فقیرانہ زندگی ہی اس امر کا قطعی فیصلہ ہے اور قارون وفرعون کی وراثت پر فخر کرنا فرعون صفت لوگوں ہی کا کام ہے۔

س...... حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام بڑی سلطنت کے مالک تھے؟۔

ج...... اوّل تو ان بزرگوں نے کبھی مال ودولت پر فخریہ کلمات نہیں فرمائے

دوسرے وہ بیت المال سے ایک کوڑی بھی اپنے اوپر خرچ نہیں کرتے تھے۔ وہ علمائے کرام زرہ بنا کر بیچتے اور اس سے گزارہ کرتے تھے۔ جیسا کہ علمناہ صنعة لبوس سے ظاہر ہے اور یہی حال سلیمان علیہ السلام کا تھا۔ ٹوکریاں اپنے ہاتھ سے بنتے اور ان کو بازار میں بیچ کر اپنی ضروریات پوری کرتے تھے۔ مرزا کی طرح جھوٹ سچ کا مال جمع نہیں کرتے تھے۔ ان کے نزدیک دنیا کے مال کی پرکاہ کے برابر بھی قدر نہ تھی۔ یہی وجہ تھی کہ گھوڑوں کے مشغولیت کے سبب نماز عصر کے قضا ہوجانے کی وجہ سے ان کو ذبح کردیا اور ملکہ سباء کے ہدایا کو حقارت سے رد کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ: ''قال اتمدوننی بمال ۰ فمآ آتنی الله خیر ممآ آتکم ۰ بل انتم بهدیتکم تفرحون'' (نمل:۳۶)

چنانچہ صاحب جمل اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: ''ای انکم اهل مفاخرة ومکاثرة بالدنیا تفرحون باهداء بعضکم الیٰ بعض واما انا فلا افرح بالدنیا ولیست الدنیا من حاجتی'' (جمل حاشیہ نمبر۱۲ جلالین ص۳۲۰)

مگر مرزا قادیانی ہیں کہ تین سو دلائل والی کتاب لکھنے کا اعلان کر کے حسب وعدہ خریداروں کے پاس نہیں پہنچاتے اور جب خریدار تنگ آ کر اپنی قیمت واپس کراتے ہیں تو بادل ناخواستہ واپس کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ مگر تمنا اور آرزو یہی رہتی ہے کہ یہ آئی ہوئی رقم واپس نہ ہوتی تو بہت اچھا ہوتا۔ چنانچہ اس حسرت بھری تمنا کو ان لفظوں میں ظاہر فرمایا ہے کہ: ''پس جن لوگوں نے قیمتیں دی تھیں۔ اکثر نے گالیاں بھی دیں اور اپنی قیمت بھی واپس لی۔ اگر وہ اپنی جلد بازی سے ایسا نہ کرتے تو ان کے لئے اچھا ہوتا۔'' (دیباچہ براہین ج۵ ص۸، خزائن ج۲۱ ص۹)

کوئی ان سے پوچھے کہ اگر وہ قیمت واپس نہ کرتے تو کیا کرتے۔ کیا ان کو وہ کتاب مل جاتی جس کا معاملہ طرفین میں ہوا تھا۔ جب اس کتاب کا وجود ہی نہ تھا تو مرزا قادیانی کس وجہ شرعی سے یہ روپیہ دبانا چاہتے تھے۔

س…… ''جو لوگ کسی مکر سے دنیا کمانا چاہتے ہیں کیا ان کا یہی اصول ہوا کرتا ہے کہ یکبارگی ساری دنیا کی عداوت کرنے کا جوش دلادیں اور اپنی جان کو ہر وقت فکر میں ڈالیں۔''

(مقدمہ براہین ج۲ ص۱۱۸، خزائن ج۱ ص۱۱۰)

ج…… یہ فقرہ مرزا قادیانی نے اس وقت لکھا تھا۔ جب کہ آپ دنیا کو مقابلہ کی دعوت اور مسلمانوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ نے مسلمانوں کی توجہ کو اپنی طرف منعطف کرنے کے لئے مجددیت مہدیت وغیرہ دعاوی کا سلسلہ اس

خیال کے ماتحت جاری کیا کہ: ’’اگر کوئی نیا مصلح ایسی تعریفوں سے عزت یاب نہ ہو کہ جو تعریفیں ان کو پیروں کی نسبت ذہن نشین ہیں۔ تب تک وعظ اور پند اس مصلح جدید کا بہت ہی کم مؤثر ہوگا۔ کیونکہ وہ لوگ ضرور دل میں کہیں گے کہ یہ حقیر آدمی ہمارے پیروں کی شان بزرگ کو کب پہنچ سکتا ہے…… کیا حیثیت اور کیا بضاعت اور کیا رتبت اور کیا منزلت تا ان کو چھوڑ کر اس کی سنیں۔‘‘

(براہین ص۲۴۶ حاشیہ در حاشیہ نمبر۱، خزائن ج۱ ص۲۷۱)

جب مسلمانوں کی ایک جماعت کو مائل کر لیا تو پھر مسیحیت، مجددیت، نبوت وخدائی کے دعوے شروع کر دیئے۔

شاعری اور نبوت

۱۱…… ’’الشعراء یتبعهم الغاؤن‘‘ (الشعراء:۲۲٤)

انبیاء علیہم السلام میں سے کبھی کوئی نبی شاعر نہیں ہوا۔ مگر مرزاقادیانی شعرگوئی کا بھی شوق رکھتے ہیں اور مرزائی پارٹی میں ان کی شاعری اونچے درجہ کی ہے۔ پہلا تمام نبیوں سے نرالا شاعر نبی کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر ہے تو ایسے متنبی شاعر کے پیرو یقیناً بحکم قرآن گم کردہ راہ ہدایت ہوں گے۔

قومی زبان اور نبوت

۱۲…… ’’وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه لیبین لهم (ابراهیم:٤)‘‘

نہیں بھیجا ہم نے کسی رسول کو مگر اس کی قومی زبان میں تاکہ وہ لوگوں پر وحی کو ظاہر کرے۔

اس آیت میں رسول کے لئے دو قیدیں مذکور ہوئی ہیں۔

۱…… رسول پر ہمیشہ وحی ربانی اس کی قومی زبان میں نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ رسول اللہﷺ پر اگرچہ وہ تمام جہان کی طرف مبعوث کئے گئے۔ وحی قومی زبان عربی ہی میں نازل ہوتی رہی۔

۲…… نازل شدہ وحی کا سمجھنا رسول کے لئے لازمی ہے تاکہ وہ دوسروں کو اس کی حقیقت سے آگاہ کر سکے۔ خواہ وہ امت کو اس سے مطلع کرے یا نہ کرے۔ مگر اس کا واقف اور باخبر ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ اس اصول کو مرزاقادیانی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ: ’’یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصلی زبان تو کوئی اور ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے اور ایسے الہام سے کیا فائدہ ہوا۔ جو انسانی سمجھ سے بالاتر ہے۔‘‘ (چشمہ معرفت حصہ۲ ص۲۰۹، خزائن ج۲۳ ص۲۱۸)

چنانچہ مرزا قادیانی خود تحریر کرتے ہیں کہ:''وہ زیادہ تر تعجب کی یہ بات ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں۔جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں۔جیسے انگریزی، سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔'' (نزول المسیح ص۵۷، خزائن ج۱۸ ص۴۳۵)

ایسے الہامات سے چند الہام بطور نمونہ درج کیے جاتے ہیں ملاحظہ ہو۔

''ھوشعنا نعسآیہ دونوں فقرے شائد عبرانی ہیں اور ان کے معنے ابھی تک اس عاجز پر نہیں کھلے۔'' (براہین احمدیہ ص۵۵۶، خزائن ج۱ ص۶۶۴)

۲..... ''آئی،لو،یو۔آئی شیل، گو،یو۔لارج پارٹی آف اسلام۔چونکہ اس وقت یعنی آج کے دن اس جگہ کوئی انگریزی خواں نہیں اور نہ اس کے پورے پورے معنے کھلے ہیں۔''

(حاشیہ براہین احمدیہ ص۵۵۶، خزائن ج۱ ص۶۶۴)

۳..... ''پریشن،عمر براطوس یا پلاطوس نوٹ آخری لفظ براطوس ہے۔یا پلاطوس ہے۔بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا اور نمبر۲ میں عمر عربی لفظ ہے۔اس جگہ براطوس اور پریشن کے معنے دریافت کرنے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے لفظ ہیں۔''

(مکتوبات احمدیہ حصہ۱ ص۶۸، البشریٰ ص۵۱، تذکرہ ص۱۱۵)

۴..... ''غثم،غثم، غثم'' (البشریٰ حصہ۲ ص۵۰، تذکرہ ص۳۲۱)

۵..... ''ربنا عاج ہمارا رب عاجی ہے۔عاجی کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔'' (البشریٰ ج۱ ص۴۳، براہین احمدیہ ص۵۵۵،۵۵۶، خزائن ج۱ ص۶۶۲،۶۶۳)

اس قسم کے لغو اور لایعنی اور غیر زبان کے الہامات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ملہم وہ نہیں ہے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ تک انبیاء کرام پر وحی نازل کرتا رہا ہے۔

نبوت اور معجزہ

۱۳..... ''ولقد ارسلنا من قبلك رسلاً الی قومهم فجاؤ هم بالبینات (الروم:۴۷)''یعنی ہم نے آپ سے پہلے رسول اپنی اپنی قوم کی طرف بھیجے۔جو ان کے پاس اپنی صداقت کے روشن دلائل لے کر آئے۔''فان مدعی النبوة لا بدله من حجة'' (بیضاوی ج۲ ص۱۰۵)

''تمامی انبیاء ورسل وصلوٰت اللہ علیهم معجزات است وهیچ پیغمبرے بے معجزه نیست'' (مدارج ج۱ ص۱۹۹)

اس لئے دنیا میں کبھی کوئی نبی بغیر معجزہ کے نہیں آیا اور ہمیشہ ان کا معجزہ کوئی خارق

عادت ایسی شئے ہوتی رہی۔ جس کے کرنے میں انسانی طاقت کو مطلقاً دخل نہیں ہوا۔ بلکہ خدا کی طرف سے بطور نشان صداقت لوگوں کے مقابلہ میں ان کے ہاتھوں سے ظاہر کرادیا گیا۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ دنیا کے پیش آنے والے واقعات اور حوادث کو کسی نبی نے اپنی سچائی کے لئے پیش کیا ہو۔ یہ ایک جداگانہ بات ہے کہ قوموں کو ان کی نافرمانی کی سزا میں طاعون وغیرہ کی خبر دی گئی ہو جو انہی کے لئے اپنے وقت میں نکلی ہو۔ کیونکہ ایسی خبریں پیش گویاں کہلاتی ہیں۔ جن کا پورا ہونا ضروری تھا۔ لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا کہ دنیا کے کسی حصہ میں زلزلہ آیا ہو۔ وباء پھیلی ہوئی ہو۔ قحط پڑا ہو اور کسی نبی نے اس کو اپنی قوم کے مقابلہ میں اپنی صداقت کا نشان بتایا ہو۔ مگر نرالے نبی کے معجزے بھی نرالے ہی ہیں۔ کہیں زلزلہ آئے۔ کسی جگہ طاعون وغیرہ وبائی امراض کا زور ہو۔ وباء دنیا کے کسی خطہ میں باہمی تنگی ہو۔ پس وہ مرزا قادیانی کی صداقت کا نشان بن گیا۔ زلزلہ کانگڑے پہاڑوں میں آئے جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے جن بے چاروں کو مرزا قادیانی کے دعاوی کی بھی خبر نہیں ہے اور مسلمان جو مرزا کی تکذیب کرنے والے تھے۔ ان کا بال بھی بیکا نہ ہو۔ کرے داڑھی والا اور پکڑا جائے موچھوں والا۔ مگر اس سے سچائی مرزا قادیانی کی ظاہر ہو جائے۔ کیونکہ آپ نے زلزلہ کے آنے کی خبر دی تھی۔ باوجود یہ کہ اس قسم کی پیش گوئیوں کے نشان صداقت ہونے سے خود ہی انکاری بھی ہے ملاحظہ ہو:

''یہ سب خبریں ایسی ہیں کہ جن کے ساتھ اقتدار اور قدرت الوہیت شامل ہے۔ یہ نہیں کہ نجومیوں کی طرح صرف ایسی چیزیں ہوں کہ زلزلہ آویں گے۔ قحط پڑیں گے۔ قوم قوم پر چڑھائی کرے گی۔ وبا پھیلے گی۔ مری پڑے گی۔'' (براہین احمدیہ ص۲۴۵، خزائن ج۱ ص۲۷۱)

کوہاٹ میں ۱۹۳۲ء میں ایک زبردست زلزلہ آیا تھا۔ جس میں صدہا انسانوں کی ہلاکت اور مکانات کی تباہی واقع ہوئی۔ اگر مرزا قادیانی اس وقت زندہ ہوتے تو بڑے بڑے پوسٹروں اور اشتہاروں کے ذریعہ اپنی صداقت کے نشان ظاہر ہونے کا اعلان کرتے۔ دوسری پیشگوئیاں وہ تھیں۔ جو حالات حاضرہ کے مطالعہ سے قیاس اور تخمینہ اور انسانی اٹکلوں کے طور پر ذہن نے ان کی طرف رسائی کی تھی۔ مثلاً اخبارات میں حجاز ریلوے کا چرچا اور تیاری کی خبریں دیکھ کر جھٹ سے یہ پیش گوئی کر دی کہ مسیح کے زمانہ میں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ لیتسرکن القلاص!! اونٹوں کی سواری جاتی رہے گی۔ میرے زمانہ میں بھی مکہ مدینہ کے درمیان ریلوے لائن تیار ہو گئی ہے اور اب اونٹوں پر آمدورفت بند ہو جائے گی۔ چنانچہ تحفہ گولڑویہ میں لکھتے ہیں کہ: ''اونٹوں کے چھوڑے جانے اور نئی سواری کا استعمال اگرچہ بلاد اسلامیہ میں قریباً سو برس سے عمل

میں آ رہا ہے۔ لیکن یہ پیشگوئی اب خاص طور پر مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی ریل تیار ہونے سے پوری ہو جائے گی...... اور تعجب نہیں کہ تین سال کے اندر اندر یہ ٹکڑا مکہ اور مدینہ کی راہ کا تیار ہو جائے...... اور یہ پیش گوئی ایک چمک لیے بجلی کی طرح دنیا کو اپنا نظارہ دکھائے گی اور تمام دنیا اس کو بچشم خود دیکھے گی اور سچ تو یہ ہے کہ مکہ اور مدینہ کی ریل تیار ہو جانا گویا تمام اسلامی دنیا میں ریل کا پھر جانا ہے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۶۵، خزائن ج ۱۷ ص ۱۹۵، ۱۹۶)

شائد اگر مرزا قادیانی اپنی پیش گوئی کی ٹانگ نہ اڑاتے تو حجاز ریلوے مکمل ہو جاتی اور سفر حجاز کی تکلیفیں جاتی رہتیں۔ مگر ان کا درمیان میں دخل دینا تھا کہ ریل ایسی جاتی رہی کہ مدینہ اور دمشق کی لائن بھی اکھڑ گئی اور ریلوے سلسلہ بالکل بند ہو گیا۔ جنگ عظیم میں نتیجہ کے متعلق مختلف خیالات تھے۔ لیکن برطانیہ کے حق میں لوگوں کا قیاس صحیح نکلا۔ کیا وہ قیاس لگانے والے سب کے سب ملہم تھے؟۔

تیسری قسم پیش گوئیوں کی وہ تمام الہامات اور خوابیں ہیں۔ جن کی نسبت مرزا قادیانی کا یہ خیال ہے کہ سچی خوابیں اور صحیح الہام کنجریوں بدکاروں اور کافروں تک کو ہو جایا کرتے ہیں۔ سچے اور جھوٹے لوگوں میں اگر کوئی فرق ہے تو وہ قلت اور کثرت کا ہے۔ یعنی جھوٹوں کی خوابیں شاذونادر سچی ہوتی ہیں اور سچوں کی اکثر سچی اور بعض جھوٹی ہو جایا کرتی ہیں۔ چنانچہ تحفہ گولڑویہ میں لکھتے ہیں کہ: ''میں اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ سچی خوابیں اکثر لوگوں کو آ جاتی ہیں اور کشف بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر بعض اوقات بعض فاسق اور فاجر اور تارک صلوٰۃ بلکہ بدکار اور حرام کار بلکہ کافر اور اللہ اور اس کے رسول سے سخت بغض رکھنے والے اور سخت توہین کرنے والے اور سچ مچ اخوان الشیاطین شاذونادر طور پر سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں۔''

(تحفہ گولڑویہ ص ۴۷، ۴۸، خزائن ج ۱۷ ص ۱۶۷، ۱۶۸)

''اس راقم کو اس بات کا تجربہ ہے کہ اکثر پلید طبع اور سخت گندے اور ناپاک اور بے شرم اور خدا سے نہ ڈرنے والے اور حرام کھانے والے فاسق بھی سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں۔''

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص ۴۸، خزائن ج ۱۷ ص ۱۶۸)

''متوجہ ہو کر سننا چاہئے کہ خواص کے علوم اور کشوف اور عوام کے خوابوں اور کشفی نظاروں میں فرق یہ ہے کہ خواص کا دل تو مظہر تجلیات الٰہیہ ہو جاتا ہے اور جیسا کہ آفتاب روشنی سے بھرا ہوا ہے۔ وہ علوم اور اسرار غیبیہ سے بھر جاتے ہیں۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۴۸، خزائن ج ۱۷ ص ۱۶۸)

''تمام مدار کثرت علوم غیب اور استجابت دعا اور باہمی محبت و وفاء اور قبولیت اور

محبوبیت پر ہے۔ ورنہ کثرت وقلت کا فرق درمیان سے اٹھا کر ایک کرم شب تاب کو کہہ سکتے ہیں کہ وہ بھی سورج کی برابر ہے۔ کیونکہ روشنی اس میں بھی ہے۔''

(تحفہ گولڑویہ ص۴۸، خزائن ج۱۷ص۱۶۸)

مرزا قادیانی نے قلت اور کثرت کا فرق اس لئے رکھا ہے تا کہ ان کی جھوٹی پیش گوئیوں پر پردہ پڑ جائے۔ ورنہ نبی کی ہر ایک پیش گوئی سچی اور ہر خواب وحی الٰہی کا حکم رکھتا ہے۔

۴...... ایک قسم پیش گوئی کی ایسی ہے کہ جو مخالفین کے مقابلہ میں بطور نشان صداقت بیان کی گئی اور اس کا تعلق کسی خاص دشمن یا مخالف کے ساتھ ہے۔ اس قسم کی پیش گوئیاں انبیاء علیہم السلام میں پائی جاتی تھیں۔ جو اپنے اپنے وقت پر پوری ہتی رہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کے ایسے تمام الہامات اور پیش گوئیاں غلط اور جھوٹ نکلی ہیں۔

دعویٰ خدائی

۱۴...... ''ومن یقل منهم انی اله من دونه فذالك نجزیه جهنم۰ كذلك نجزی الظلمین (الانبیاء:۲۹)'' جو شخص ان میں سے یہ کہے کہ میں خدا ہوں تو ہم ایسے آدمی کو جہنم کی سزا دیں گے اور ظالمین کو ہم ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ انی الہ اپنے آپ کو عین خدا کہنے والا ظالم اور جہنمی ہے۔ اسی لئے کسی نبی نے آج تک بعینہ خدا یا اس کی مثل ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام بھی قیامت کے روز ''آنت قلت للناس تخذونی وامیی الهین (المائدہ:۱۱۶)'' کے جواب میں یہی فرمائیں گے۔ ''قال سبحانك ما یكون لی ان اقول مالیس لی بحق (المائدہ:۱۱۶)'' اے اللہ تو شرک کی آمیزش سے پاک ہے۔ میں ایسی بات کب کہہ سکتا ہوں۔ جو مجھے کہنی زیبا نہیں ہے۔ جبکہ مرزا قادیانی نے کہا کہ:

''میں نے ایک کشف میں دیکھا میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔''

(کتاب البریہ ص۸۵، خزائن ج۱۳ص۱۰۳)

''ظهورك ظهوری'' ''تیرا ظہور میرا ظہور ہے۔ (البشریٰ ج۲ص۱۲۶، تذکرہ ص۷۰۴)

''رأتنی فی المنام عین الله وتیقنت اننی هو!'' ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں بعینہ اللہ ہوں۔ میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔''

(آئینہ کمالات ص۵۶۴، خزائن ج۵ص۵۶۴)

س...... یہ ایک خواب کی حالت ہے۔ جو شرعاً حجت نہیں ہے۔

ج..... مرزا قادیانی نبوت کے دعویدار ہیں اور نبی کی خواب بھی وحی ہے۔ (دیکھو ترمذی) اور یہی وجہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام خواب ہی کی وجہ سے اپنے بیٹے اسماعیل کے ذبح کرنے پر تیار ہوگئے تھے۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے ''یا ابراهیم قد صدقت الرویاء (الصفت: ۱۰۳،۱۰۴،۱۰۵)'' ارشاد فرمایا کہ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی خواب متعلقہ داخلہ مکہ کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ: ''لقد صدق الله رسوله الرویاء بالحق (فتح:۲۷)'' پھر مرزا قادیانی تو عین اللہ ہونے پر اپنا یقین ظاہر کر رہے ہیں۔ جس کے بعد شک ظاہر کرنے والا مرزا کا کافر سمجھا جائے گا۔ نیز یہ عینیت کا دعویٰ خواب ہی تک محدود نہیں رہا۔ بلکہ کشف سے بھی ثابت ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی اپنے عین اللہ ہونے پر یقین لے آئے تھے۔ اس لئے ان کو خدائی صفات کے ساتھ متصف ہونے کے بھی الہامات ہوئے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ: ''واعطیت صفة الافناء والاحیاء'' (خطبہ الہامیہ ص۵۵،۵۶، خزائن ج۱۶ ص۵۵،۵۶)

مجھ کو فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی۔

۲..... ''انما امرک اذا اردت شیئا ان تقول له کن فیکون'' (البشریٰ ج۲ ص۹۴، حقیقت الوحی ص۱۰۵، خزائن ج۲۲ ص۱۰۸، براہین احمدیہ حصہ۵ ص۹۵، خزائن ج۲۱ ص۱۲۴) میں اس کا مصداق مرزا نے اپنے آپ کو بتایا ہے کہ: ''اے مرزا حقیقت میں تیرا ہی حکم ہے۔ جب تو کسی شئے کا ارادہ کرتا ہے تو کن ہو جا کہہ دیتا ہے۔ پس وہ ہو جاتی ہے۔'' اس قسم کے کشف والہامات کا اولیاء اللہ پر قیاس کرتے ہوئے سکر اور بے ہوشی کی حالت میں محمول کرنا صحیح نہیں۔ کبھی کسی نبی نے بے خودی اور سکر میں منصور کی طرح انا الحق کہا۔ صاحب یواقیت لکھتے ہیں کہ: ''لانه لایکون صاحب التقدم والا مامة الاصاحیاً غیر سکر ان (یواقیت ج۲ ص۷۳)'' مذہب کے پیشوا اور رہبر امامت پر کبھی بے ہوشی اور سکر کی حالت طاری نہیں ہوتی۔

مرزا قادیانی ولایت سے بڑھ کر مہدیت امامت اور نبوت کے دعوے دار ہیں۔ اس لئے ان پر بے ہوشی کبھی وارد نہیں ہوسکتی۔

مطالبہ: کیا کسی نے ہوشیاری یا بے ہوشی میں ایسے کلمات زبان سے نکالے ہیں؟۔ اگر ہے تو پیش کر کے انعام حاصل کرو۔

مردمیت اور نبوت

۱۵..... ''وما ارسلنا من قبلك الا رجالاً نوحی الیهم من اهل القری (یوسف:۱۰۹)'' ہم نے آپ سے پہلے تمام رسول مردوں میں سے بھیجے کہ جن پر وحی

کی جاتی تھی۔ یعنی گاؤں کا رہنے والا کبھی رسول یا نبی بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ جلالین میں اہل القریٰ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: ''الامصار لا نهم اعلم واعلم بخلاف اهل البوادی لجفائهم وجهلم (تفسیر جلالین ص۱۹۹)'' اسی طرح قرآن کریم میں دوسری جگہ ارشاد ہے: ''حتی یبعث فی امها رسولاً یتلوا علیهم آیاتنا (القصص:۵۹)'' علامہ ابو السعود اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ: ''ای فی اصلها وقصبتها التی هی اعمالها وتوابعها لکون اهلها افطن وانبل (ابوالسعود ص۲۰ ج۷)'' مرزا قادیانی ضلع گورداسپور کے ایک گاؤں قادیان کے رہنے والے ہیں۔ جو تحصیل نہ ہونے کی وجہ سے قصبہ کہلانے کے لائق بھی نہیں ہے۔ اس زمانہ میں بمشکل دو ہزار کی آبادی ہوگی۔ اس کے علاوہ مرزا قادیانی کو بھی اس کے گاؤں ہونے کا اقرار ہے: ''اول لڑکی اور بعد میں اسی حمل سے میرا پیدا ہونا تمام گاؤں کے بزرگ سال لوگوں کو معلوم ہے۔'' (تریاق القلوب ص۱۶۰، خزائن ج۱۵ ص۴۸۵)

س..... ''وجاء بکم من البدو'' (یوسف:۱۰۰)

اللہ تم کو جنگل سے لایا معلوم ہوا کہ یعقوب علیہ السلام بادیہ اور جنگل میں رہتے تھے۔

ج..... حضرت یعقوب علیہ السلام کنعان کے رہنے والے تھے۔ اسی لئے ان کو پیر کنعان بھی کہتے ہیں۔ کنعان مصر جتنا بڑا شہر تو نہیں تھا۔ لیکن ایک اچھے قصبہ کی حیثیت میں ضرور تھا اور وہ اتنا بڑا شہر تھا کہ وہاں کے باشندے بصورت قافلہ دوسرے شہروں میں تجارت کی غرض سے جاتے تھے۔ قرآن میں ہے کہ: ''واسئل القریة التی کنا فیها والعیر التی اقبلنا فیها (یوسف:۸۲)'' قافلہ کے لوگ یعقوب علیہ السلام کے پڑوسی تھے۔ ''وکانوا قوما من کنعان من جیران یعقوب علیه السلام (ابوالسعود ج۴ ص۳۰۱)'' آیت میں بدو کو اس لئے ذکر کیا ہے کہ یعقوب علیہ السلام مال مویشی کی وجہ سے کنعانی شہر کو چھوڑ کر جنگل یا گاؤں میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ ''قال ابن عباسؓ کان یعقوب قد تحول الی بدوو سکنها ومنها قدم علی یوسف ولد بها مسجد تحت جبلها''

(تفسیر کبیر ج۹ ص۲۱۵)

اس کے علاوہ خود مرزا قادیانی نے کنعان کا شہر ہونا تسلیم کیا ہے اور ''اسی طرح حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو جو کنعان کی بشارتیں دی گئی تھیں۔ بلکہ صاف صاف حضرت موصوف کو وعدہ دیا گیا تھا کہ تو اپنی قوم کو کنعاں میں لے جائے گا اور کنعاں کی سرسبز زمین کا انہیں مالک کردوں گا۔'' (ازالہ ص۴۱۶، ۴۱۷، خزائن ج۳ ص۳۱۷)

تدریجی دعویٰ نبوت

۱۶..... ''قل یا ایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعاً (اعراف:۱۵۸)''
تمام انبیاء علیہم السلام نے نبوت یا رسالت کا ایک ہی دعویٰ کیا ہے۔ مجددیت وغیرہ سے ترقی کر کے اوپر نہیں چڑھے۔ مگر مرزا قادیانی کے دعاوی کی بڑی لمبی فہرست ہے اور مجددیت سے زینہ بزینہ اوپر چڑھے ہیں۔

علامات نفاق اور مرزا قادیانی

۱۷..... ''عن عبداللّٰہ بن عمرؓ وقال قال رسول اللّٰہ ﷺ اربع من کن فیہ کان منافقاً خالصاً ومن کانت فیہ خصلۃ منھن کانت فیہ خصلۃ من النفاق حتی یدعھا اذا اؤتمن خان واذا حدث کذب واذا عاھد غدر واذ خاصم فجر (متفق علیہ، مشکوۃ باب ص۱۷)''مرزا قادیانی میں یہ چاروں باتیں موجود ہیں۔ خیانت جھوٹ وعدہ خلافی کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ خصومت اور جھگڑے کے وقت گالی گلوچ پر اتر آنا اب ملاحظہ فرمالیں:

۱..... ''یہ جو ہم نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ کے بہت سے لوگوں کی نسبت اچھے تھے۔ یہ ہمارا کہنا محض نیک ظنی کے طور پر ہے..... (ورنہ) مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوئی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا نام یہ نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔''

(دافع البلاء ص۳،۴، خزائن ج۱۸ ص۲۱۹،۲۲۰)

۲..... ''یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔'' (کشتی نوح ص۶۶ حاشیہ، خزائن ج۱۹ ص۷۱)

۳..... ''آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۹۱، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱ حاشیہ)

ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مرزا قادیانی کی بدزبانی کے وہ حوالے نقل کئے ہیں۔ جن میں عیسیٰ علیہ السلام، مسیح اور قرآن میں ان کو حصور نہ کہنا مصرحاً موجود ہے۔ تاکہ مرزائی جماعت یہ نہ کہہ سکے کہ مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی نہیں کی۔ بلکہ اس یسوع کی توہین کی ہے۔ جس کو عیسائی خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ اگرچہ ایسا کہنا بھی قرآنی تعلیم کے خلاف ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ''ولاتسبوا الذین یدعون من دون اللّٰه فیسبوا اللّٰه عدوا بغیر علم (انعام:۱۰۸) ''جن کو غیرمسلم اپنا بڑا کہتے اور ان کو پکارتے ہیں۔ تم ان کو برا نہ کہو ورنہ وہ ضد اور جہالت سے خدا کو برا کہیں گے اور ایسا ہی حدیث میں ہے۔

حرام زادہ ہونے کا ایک نیا طریقہ ملاحظہ ہو۔

۴…… ''ویقبلنی ویصدق دعوتی الاذریة البغایا''! ان میری کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے۔ مگر بدکار رنڈیوں (زناکاروں) کی اولاد۔''

(آئینہ کمالات ص۵۴۷،۵۴۸، خزائن ج۵ ص۵۴۷،۵۴۸)

مولوی سعد اللہ لدھیانوی جو مرزا قادیانی کے مخالف تھے ان کو لکھتے ہیں کہ:

۵…… ''اذیتنی خبثا فلست بصادق ۰ ان لم تمت بالخزی یابن بغاء'' تو نے مجھے تکلیف دی ہے۔ اے زانیہ کے بیٹے اگر ذلت سے نہ مرا تو میں جھوٹا ہوں۔

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۵، خزائن ج۲۲ ص۴۴۶)

۶ ''ان العدی صاروا خنازیر الفلا ۰ ونساهم من دونهن الاکلب'' ''میرے مخالف جنگل کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔ یا ان کی عورتوں کے پیچھے کتے لگے ہوئے ہیں۔'' (نجم الہدیٰ ص۱۰، خزائن ج۱۴ ص۵۳)

۷…… ''اے بدذات فرقہ مولویان۔'' (انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۲۱)

۸…… ''اے بدذات، خبیث، دشمن اللہ رسول کے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۰، خزائن ج۱۱ ص۳۳۴)

۹…… ''ہمارے دعوے پر آسمان نے گواہی دی۔ مگر اس زمانہ کے ظالم مولوی اس سے بھی منکر ہیں۔ خاص کر رئیس الدجالین عبدالحق غزنوی اور اس کا تمام گروہ علیہم نعال لعن اللہ الف الف مرۃ'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۶، خزائن ج۱۱ ص۳۳۰)

۱۰..... ''مخالف مولویوں کا منہ کالا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۸، خزائن ج ۱۱ص ۳۴۲)

اس قسم کی سینکڑوں گالیاں ہیں۔ یہاں نمونتاً بیان کی گئیں ہیں۔ اس قسم کی بدزبانی اور دریدہ دہنی، خلاف تہذیب الفاظ استعمال کرنے کے متعلق ہمارا کچھ کہنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ اس کے لئے مرزا قادیانی کا فیصلہ ناظرین کی آگاہی کے لئے سامنے رکھا جاتا ہے کہ: ''لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں۔ مومن لعان نہیں ہوتا۔'' (ازالہ ص ۶۶۰، خزائن ج ۳ص ۴۵۶)

''تحریری شہادت دینا ہے کہ ایسے بدزبان لوگوں کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ خدا کی عزت اس کے پیاروں کے لئے آخر کوئی کام دکھاتی ہے۔ بس اپنی زبان کی چھری سے کوئی اور بدتر چھری نہیں۔'' (خاتمہ چشمہ معرفت ص ۱۵، خزائن ج ۲۳ص ۳۸۶،۳۸۷)

اور بقول خلیفہ قادیان مرزا محمود قادیانی: ''بالکل صحیح بات ہے کہ جب انسان دلائل سے شکست کھا اور ہار جاتا ہے تو گالیاں دینی شروع کر دیتا ہے اور جس قدر کوئی زیادہ گالیاں دیتا ہے۔ اسی قدر اپنی شکست کو ثابت کرتا ہے۔'' (انوار خلافت ص ۱۵)

نیز مرزا قادیانی معلم اخلاقیات کا خصائل حمیدہ کے ساتھ متصف ہونا ضروری کہتے ہیں۔ مگر خود عمل نہیں کرتے۔

''اخلاقی معلم کا فرض ہے کہ پہلے آپ اخلاق کریمہ دکھلاوے۔''

(چشمہ مسیحی ص ۱۵، خزائن ج ۲۰ص ۳۴۶)

قال یہ ہے اور حال وہ مصرع:

بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تابہ کجا
مشکلے دارم زدانشمند محلس باز پرس
توبہ فرمایاں چراخود توبہ کمترے میکنند

وراثت اور نبوت

۱۷..... ''عن ابی بکرؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لانورث ماترکنا صدقۃ (مشکوۃ، بخاری ج ۲ ص ۵۷۶ باب حدیث بنی النضیر)'' انبیاء علیہم السلام نہ کسی کے مال ومتاع کے وارث ہوتے اور نہ کوئی اپ کے مال کا وارث ہوتا ہے۔ بلکہ ان کا ترکہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا جاتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی وارث بھی ہوتے ہیں اور اپنے مال میں وراثت کے حقوق بھی قائم کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

''میں مشتہر ایسے مجیب کو بلاعذرے وحیلتے اپنی جائداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض اور دخل

دے دوں گا۔'' (براہین احمدیہ ص۲۵،۲۶، خزائن ج۱ص۲۸)

براہین کے اشتہار دینے کے وقت یہ جائداد وہی تھی۔ جو ان کو اپنے والد غلام مرتضیٰ رئیس قادیان کے ترکہ میں پہنچی تھی۔ کیونکہ اس وقت تک فتوحات کا دروازہ نہیں کھلا تھا۔ وہ خطوط جو محمدی بیگم کے نکاح کے سلسلہ میں مرزا قادیانی نے مسماۃ کے والدین کو تحریص اور تخویف کے لکھے ہیں۔ اس میں اجرائے وارثت کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے۔

''والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چندروز تک مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے رشتہ ناطہ توڑ دوں گا۔ کوئی تعلق نہ رہے گا۔ (صلہ رحمی کے خلاف ہے) اس لئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ اور جس طرح تم سمجھا سکتی ہو سمجھاؤ اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو آج میں نے مولوی نورالدین اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ ہم کو بھیج دے اور اگر فضل طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اس کو عاق کیا جائے اور اپنی جائداد کا اس کو وارث نہ سمجھا جائے اور ایک پیسہ وراثت کا اس کو نہ ملے اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دوں گا اور پھر وہ میری وراثت سے ایک ذرہ نہیں پا سکتا...... مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں ایسا ہی کردوں گا اور خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ جس دن نکاح ہوگا اس دن عزت بی بی کا نکاح باقی نہ رہے گا۔''

(راقم مرزا غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج ۴؍مئی ۱۸۹۱ء، کلمہ فضل رحمانی ص۱۲۸)

س..... کرمانی لکھتے ہیں کہ نحن معشر الانبیاء کی حدیث غیر معتبر ہے؟۔

۲..... عدم توریث رسول اللہ ﷺ کا خاصہ ہے۔ چنانچہ بخاری میں اس حدیث کو ذکر کرتے ہوئے۔ حضرت عمرؓ کا قول یرید رسول اللہ ﷺ نفسه نقل کیا گیا ہے۔ جس سے آپ ﷺ کی خصوصیت کا پتہ چلتا ہے اس لئے قسطلانی نے اس قول کی شرح کرتے ہوئے یہ لکھا ہے۔ ''عن الحسن رفعه مرسلا رحم الله اخی زکریا وماکان علیه من یرث ماله فیکون ذالك مماخصه الله به ویؤید مقول عمر یرید نفسه ای یرید اختصاصه بذالك''

۳..... ورث سلیمان داؤد میں وراثت مال کی مراد ہے۔ کیونکہ نبوت میں وراثت جاری نہیں ہوا کرتی۔ ایسا ہی تفسیر ابن جریر اور تفسیر نیشاپوری میں درج ہے۔

ج..... کرمانی کے نزدیک تمام حدیثیں غیر معتبر نہیں ہے۔ محض لفظ نحن، غیر معتبر

ہے۔جیسا کہ علامہ ابن حجر تحریر فرماتے ہیں کہ:''وأما اشتهر فی کتب اهل الاصول وغيرهم بلفظ نحن معاشر الانبياء لانورث فقد أنكره جماعة من الأئمة وهو كذلك بالنسبة لخصوص لفظ نحن لكن اخرجه النسائی من طريق ابن عينيه عن ابی الزناد بلفظ انا معاشر الانبياء لا نورث'' (فتح الباری ج۱۲ص۶)

اوردارقطنی نے علل میں بروایت ام ہانیؓ عن فاطمہؓ ابوبکرؓ سے اس طرح روایت کی ہے کہ:''الانبياء لا يورثون'' (قسطلانی ج۹ ص۳٤۱)

اورنسائی میں انا معشر الانبياء لا نورث آیا ہے۔''وفی حديث الزبير عند النسائی انا معشر الانبياء لا نورث (قسطلانی ج٥ ص١٥٤)''ان دونوں صیغوں کے ساتھ اس حدیث کوتسلیم کرنے سے کسی نے انکارنہیں کیا۔ پھر اسی مضمون کی یہ صحیح حدیث بھی موجود ہے۔

''ان العلماء ورثة الانبياء ان الانبياء لم يورثوادينا را ولا در هما انما ورثوا العلم فمن اخذه اخذبحظ وافر (ابن ماجه ص ٢٠ باب فضل العلماء)''

۲...... یرید رسول نفسه کا یہ مطلب ہے کہ اس حکایت کرنے سے محض انبیاء سابقین کے حالات کو بیان کرنا مقصود نہیں تھا۔ بلکہ اس واقعہ کوذکر کر کے یہ ظاہر کرنا تھا کہ جملہ انبیاء علیہم السلام کی طرح میرے ترکہ میں بھی وراثت جاری نہ کی جائے۔ چنانچہ قسطلانی اس خصوصیت کی نفی کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:''يريد رسول الله نفسه وكذاغيره من الانبياء بدليل قوله فی الرواية الاخری انا معاشر الانبياء فليس خاصابه عليه السلام'' (مطبوعہ نول الکشورج۵ص۱۵۷)

''كذانفيا بقوله فی الحديث الآخر انا معاشر الانبياء لانورث فليس ذالك من الخصائص'' (نول الکشورج۹ص۳۴۲)

جس طرح بخاری کی حدیث''لعن الله اليهود والنصاری اتخذوا قبور آنبياء هم مساجد يحذر ماصنعوا'' (بخاری ج۱ص۶۲، مشکوۃ ص۶۹، باب المساجد)

اوردوسری روایت''عن عائشةؓ قالت قال رسول اللهﷺ لعن الله اليهود اتخذوا قبور انبياء ئهم مساجدؔ قالت فلولاذالك لابرز قبره انه خشی ان يتخذ وامسجداً (مسلم ج١ ص٢٠١ باب النهی عن بناء المسجد علی القبور)''میں ''يحذر ماصنعوا اور انه خشی ان يتخذ مسجد'' سے آنحضرتﷺ کی خصوصیت

ظاہر نہیں ہوتی۔ اسی طرح یرید رسول اللہ سے حضور ﷺ کی خصوصیت سمجھنا درست نہیں ہے۔

ب..... عدم توریت بلحاظ امت کے آپ ﷺ کا خاصہ ہے اور باعتبار نبیوں کے خاصہ نہیں ہے۔ یعنی آپ ﷺ آیت میراث کے عموم میں داخل نہیں ہیں۔ یہ حکم امت ہی کے واسطے ہے۔ آپ ﷺ کے واسطے نہیں ہے نہ یہ کہ دیگر انبیاء کے مال میں وراثت جاری ہوتی تھی۔ مگر رسول اللہ ﷺ میں نہیں ہوتی۔ ''فلا معارض من القرآن لقول نبینا ﷺ لانورث صدقة فيكون ذالك من خصائصه التى اكرم بها بل قول عمر يريد نفسه يوئد اختصاصه بذالك (فتح البارى ج ۱۲ ص ٦)'' یہی مطلب علامہ قسطلانی کا بھی ہے۔

ج..... حضرت عمرؓ کے قول کو آنحضرت ﷺ کے متعلق خصوصیت پر اتارنا ضعیف اور مرجوع قول ہے۔ جیسا کہ قسطلانی کے صیغہ تمریض (قیل) سے ظاہر ہو رہا ہے ملاحظہ ہو۔

''وقيل ان عمرؓ يريد نفسه اشاربه الے ان النون فى قوله لانورث المتكلم خاصة لا للجميع وحكى ابن عبدالبر للعلماء فى ذالك قولين اوان الاكثر على ان الانبياء لا يورثون'' (قسطلانی ج۹ ص۳٤۳)

پھر بھی راجح اور قوی رائے یہی رہی کہ انبیاء علیہم السلام میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔

۳: الف..... وراثت سے علم نبوت کی وراثت مراد ہے۔ مالی وراثت مراد نہیں ہے۔ ''والحكمة [۱] ان لا يورثوه لئلا يظن انهم جمعوا المال لوارثهم واما قوله تعالى وورث سليمان داؤد فحملوه على العلم والحكمة وكذاقول زكريا فهب لى من لدنك وليا يرثنى (قسطلانی ج۹ ص۳٤۳، ومثله فى فتح البارى ج۱۲ ص۹)''

''واما قول زكريا يرثنى ويرث من ال يعقوب وقوله وورث سليمان داؤد فالمراد ميراث العلم والنبوة والحكمة (قسطلانی ج۵ص۱۵۷)''

مفسر نیشاپوری کی وارثة فى النبوة کی نفی کرنے سے یہ غرض ہے کہ نبوة موهبة عظمى ہے۔ جو نبی کی اولاد ہونے کی وجہ سے نہیں ملا کرتی۔ خدا تعالیٰ جس کو چاہتا ہے۔ اس خدمت کے لئے منتخب کر لیتا ہے۔ سلیمان علیہ السلام کو بھی اگر نبوت ملی ہے تو انتخابی حیثیت سے ملی ہے۔ توریثی لحاظ سے نہیں ملی اور جن مفسرین نے سلیمان علیہ السلام کو حضرت داؤد کا وارث فی النبوۃ کہا ہے۔ ان کی یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے کرم اور فضل سے داؤد علیہ السلام کے بعد ان کے بیٹے

---

[۱] انبیاء میں وراثت اس لئے جاری نہیں کی گئی تا کہ کوئی شخص یہ بدگمانی نہ کرے کہ انہوں نے اپنے وارثوں کے لئے مال جمع کیا ہے۔

سلیمان کو نبی منتخب کرلیا۔ یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے ایک نبی کی اولاد ہونے کی وجہ سے نبوت حاصل کرلی۔ فلا معارضة بینهما دیکھوزکریا علیہ السلام نے لڑکے کے پیدا ہونے کی دعا کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ: ''فهب لي من لدنك ولياً ۔ يرثني ويرث من آل يعقوب (مریم:۵،۶)'' آل یعقوب کے وارث ہونے کے معنے اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتے کہ ان کو بنی اسرائیل کے نبیوں میں سے ایک نبی بنا دے۔ اس لئے اس سے علم نبوت ہی کی وراثت مراد ہوگی۔

ب..... کبھی وراثت کا لفظ کسی کے بعد آنے والے پر بھی بولا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ: ''واورثكم ارضهم وديارهم واموالهم وارضالم تطؤحاً''

(اے مسلمانو) تم کو یہودیوں کی املاک وجائداد اور ان کے گھروں کا ہم نے وارث بنادیا اس میں وراثت سے عرفی اور اصطلاحی وراثت مراد نہیں ہے۔ بلکہ ان کی املاک کو مسلمانوں کی قبضہ میں دے دینے کا نام وراثت رکھا ہے۔

۲..... ''ويجعلهم الوارثين (القصص:۵)'' میں بنی اسرائیل کو قوم فرعون کے وارث بنانے کا ذکر ہے۔ جو اصطلاحی حیثیت سے قطعاً ناممکن ہے۔

۳..... حدیث ''ان العلماء ورثة الانبياء (ترمذی ج۲ ص۹۸، باب فضل الفقه على العبادة)'' میں علماء کو انبیاء علیہم السلام کا وارث بنانا معنے عرفی کے لحاظ نہیں ہے۔ اسی طرح سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے وارث کہنے کا یہی مطلب ہے کہ ان کو علم وحکمت داؤد علیہ السلام کے بعد عطا فرمائی گئی۔ جس سے نبوت کی دولت گھر کے گھر میں رہی اور باہر نہ گئی اور وہ صحیح معنوں میں اپنے والد بزرگوار کے جانشین ہوئے۔

۴..... وراثت ذاتی املاک میں ہوا کرتی ہے۔ حکومت میں وراثت جاری نہیں ہوتی وہ ایک قومی امانت ہے۔ جس میں امیر کو قوم اور ملک مرضی کے بغیر کسی قسم کے تصرف کرنے کا حق نہیں ہوتا۔ ''عن ابی ذرؓ قال قلت يا رسول الله الايستعملني قال وضرب بيده على منكبي ثم قال يا اباذرانك ضعيف وانها امانة''

(مشکوۃ کتاب الامارۃ ص۳۲۰)

اے ابوذرؓ! حکومت ایک امانت ہے اور تو اس امانت کو نہیں اٹھا سکتا۔ لہٰذا سلیمان علیہ السلام کے وارث ہونے کے یہ معنے ہیں کہ وہ اپنے والد ماجد کے بعد حکومت کے تخت پر متمکن اور جلوہ افروز ہوئے۔ نہ یہ کہ وہ شرعی طور پر وارث ہوئے تھے۔

نبی کی تدفین

۱۸ ... ''قال ابوبکرؓ سمعت من رسول اللہ ﷺ شیئا مانسیته قال ماقبض اللہ نبیا الافی الموضع الذی یحب ان یدفن فیه فدفنوہ (ترمذی ج ۱ ص ۱۹۸، ابواب الجنائز)'' مگر مرزا قادیانی کا مرض ایلاؤس یا ہیضہ میں بمقام لاہور انتقال ہوا اور قادیان میں تالاب کے قریب اس کو دفن کیا گیا۔

انبیاء کا بکریاں چرانا

۱۹ ... ''عن ابی ہریرۃؓ عن النبی ﷺ مابعث اللہ نبیا الا رعی الغنم فقال اصحابه وانت فقال نعم کنت ارعیٰ علی قراریط لاھل مکه''

(بخاری ص ۳۰۱ باب اجارہ، مشکوۃ باب الاجارہ ص ۲۵۸)

ہر نبی نے اجرت پر چرواہا بن کر بکریاں چرائیں رسول اللہ ﷺ بھی چند پیسوں پر اہل مکہ کی بکریاں چرایا کرتے تھے۔ مرزا قادیانی اس ضابطہ سے خارج ہیں۔ مرزا قادیانی نے چرواہے کی طرح مزدوری پر بکریاں کبھی نہیں چرائیں۔

خاندان نبوت

۲۰ ... ''سالتك ھل کان من آبائه من ملك فذکرت ان لا فقالوا کان من ابائه من ملك قلت رجل یطلب ملك ابیه''

(بخاری ج ۱ ص ۴، باب کیف کان بدؤ الوحی الی رسول ﷺ)

ہرقل نے رسول اللہ ﷺ کے نامہ مبارک پہنچنے پر حضور ﷺ کے حالات کی تحقیق اور تفتیش کرتے ہوئے ابوسفیان سے چند باتیں دریافت کی تھیں۔ جن میں سے ایک یہ تھی کہ کیا کوئی آپ کے بزرگوں میں بادشاہ بھی تھا۔ ابوسفیان نے کہا نہیں۔ ہرقل نے اس سوال کی وجہ بتاتے ہوئے کہا کہ اگر کوئی بادشاہ ہوتا میں کہتا کہ یہ شخص اپنی کھوئی ہوئی ریاست کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔

مرزا قادیانی کے والد کی حیثیت سکھوں کے عہد سے پہلے بہت اچھی تھی۔ سکھوں کی لوٹ مار کی وجہ سے کمزور ہوگئی تھی۔ پھر بھی پنجاب فتح ہونے کے موقع پر سرکار انگلشیہ کی کافی امداد فرمائی۔ جیسا کہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''ہمارے والد صاحب مرحوم نے بھی باوصف کم استطاعت کے اپنے اخلاص اور جوش خیرخواہی سے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر کے اور پچاس مضبوط اور لائق سپاہی بہم پہنچا کر سرکار میں بطور امداد کے نذر کی۔''

(براہین احمدیہ حصہ ۳ ص الف، خزائن ج ۱ ص ۱۳۸، ۱۳۹)

اسی برباد شدہ ریاست کو حاصل کرنے کے لئے یہ جال پھیلا گیا ہے۔

اوصاف نبوت

۲۱ ..... ایک مدعی نبوت کے لئے ان خصوصیات کے ساتھ متصف ہونا ضروری ہے۔ جس کا پایا جانا ہر ایک نبی میں بروایات صحیحہ ثابت ہے۔ مثلاً

''از عائشه آمده است وگفت مرا آنحضرتﷺ راکه تومی آئی متوضأ ونمی بیراز تو چیزے از پلیدی فرمود که آیا ندانسته توای عائشه مین فرومی بروآنچه بیروں می آیداز انبیاء پس دیده نمی شودازاں رمزے'' (مدارج ج۱ ص۲۹)

''مروی ست از ابن عباس که گفت محتلم نشد هیچ پیغمبر هر گز واحتلام از شیطانت رواه الطبرانے'' (مدارج ج۱ ص۲۱)

۳..... ''انفاست بران که انبیاء صلوة الله وسلامه علیهم براخلاق حمیده صفات حسنه مجبول ومفطور اند'' (مدارج ج۱ ص۲۹)

مرزا قادیانی کی اخلاقیات کا نمونہ پہلے مذکور ہو چکا ہے۔

۴..... ''روایتے آمد ماتناوب بنی قط هیچ پیغمبرے خمیازه نه کرد'' (مدارج ج۱ ص۱۳۶)

۵..... ''مگس برهان مبارک وی نمی نشت وسپش درجاوے نمی افتاد واحتلام کرد آنحضرتﷺ هر گز همچنیں اندے دیگر رواه الطبرانی'' (مدارج ج۱ ص۳۶)

۶..... ''زمین نمیوخور وجسد شریف اور اﷺ وهمچنیں نمرد اجساد انبیاء علیهم السلام را'' (مدارج ج۱ ص۱۵۸)

''نیز آمده است که خداتعالی حرام گردانیده است احساد انبیاء را برارض'' (مدارج ج۱ ص۱۵۹)

۷..... ''ارث یافته نشدازوی ﷺ لابهمت بقاء ترکه وی وملك وے بعضی میگویند صدقه میگر ددوچنانچه درحدیث آمده است ماترکناه صدقه... وهمچنیں حکم تمامه ایں است که ایشانرا ارث نباشدو مراد درقول حق تعالی وورث سلیمان داؤد وقولواسبحانه رب هب لی من لدنك

ویایرثنی ارث علم نبوتست'' (مدارج ج۱ص۱۵۸)

۸…… ''پیغمبر خداﷺ زنده است درقبر خود وهمچنیں انبیاء علیهم السلام'' (مدارج ج۱ص۱۵۸)

کیا ان نشانات میں سے کوئی نشانی مرزا قادیانی میں پائی جاتی ہے۔ ہرگز نہیں ہے تو بارثبوت بذمہ مدعی۔

عمر کی بابت

۲۲…… ''عن عائشة قالت قال رسول الله ان جبرائیل کان یعارضنی القرآن فی کل عام مرة وانه عارضنی بالقرآن العام مرتین وانه اخبر انه لم یکن نبی الا عاش نصف عمر الذی قبله وانه خیرنی ان عیسیٰ ابن مریم عاش عشرین ومائة السنة والاارانی الا ذاهبا علیٰ راس الستین (طبرانی ج۲۲ ص۴۱۸ حدیث ۱۰۳۱)'' اس حدیث کو مرزائی حیات مسیح کے ثبوت میں پیش کیا کرتے ہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی کی عمر بصورت نبی ہونے کے ۳۱ برس چھ ماہ ہونی چاہئے تھی۔ مگر چونکہ ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ ان کی عمر ۶۵ برس ہوئی ہے۔ اس واسطے وہ اپنے دعوے نبوت میں جھوٹے تھے۔

خلاصہ معیار نبوت

بنمائے بصاحب نظرے گوهر خودرا، عیسیٰ نتواں گشت تصدیق خرے چند!

۱…… ''ام یقولون به جنة بل جاء هم باالحق واکثرهم للحق کارهون (مؤمنون:۷۰)'' لہٰذا حق یعنی نبوت اور جنون میں تضاد ہے جو کبھی جمع نہیں ہوسکتے۔ اسی لئے آنحضرتﷺ سے اس کی نفی کی گئی۔ ''مالانت بنعمة ربك بمجنون'' (القلم:۲)

۲…… ''مابصاحبکم من جنة ، سباء:۴۶'' نبی کی عقل کامل ہونی چاہئے۔

جنون غضب الٰہی ہے۔ (حاشیہ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۳۱، خزائن ج۱۷ ص۶۷)

۳…… ''ملہم کے دماغی قویٰ کا نہایت مضبوط اور اعلیٰ ہونا ضروری ہے۔'' (ریویو ستمبر ۱۹۲۹ء)

۴…… ''ملہم کا دماغ نہایت اعلیٰ ہوتا ہے۔'' (ریویو جنوری ۱۹۳۰ء)

بحث پہلے گذر چکی ہے کہ مرزا قادیانی باقرار خود مراقی تھے۔ مرزا قادیانی نے کہا کہ:
''مجھے مراق کی بیماری ہے۔'' (ریویو ج ۲۴ نمبر ۴ ص ۱۸۱ اپریل ۱۹۲۵ء)
۲...... ''مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی۔ یعنی مراق اور کثرت بول۔''

(بدر ج ۲ نمبر ۲۳ ص ۴ مورخہ ۷ جون ۱۹۰۶ء، ملفوظات ج ۸ ص ۴۴۵ تشحیذ الاذہان ج ۱ نمبر ۲ ص ۵)

''مرزا غلام احمد قادیانی کو ہسٹریا کا دورہ بھی پڑتا تھا۔''

(سیرۃ المہدی ج ۲ ص ۵۵ روایت نمبر ۳۶۹)

''مالیخولیا جنون کا ایک شعبہ ہے اور مراق مالیخولیا کی ایک شاخ ہے۔''

(بیاض نورالدین ص ۲۱۱)

نتیجہ ظاہر ہے کہ: ''ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹریا مالیخولیا یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعوے کی تردید کے لئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔''
(ریویو ج ۲۵ نمبر ۸ ص ۲۸۶، ۲۸۷ اگست ۱۹۲۶ء)

۲...... ''لوكان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا!
''اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے۔ جو ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔''
(حقیقت الوحی ص ۱۸۴، خزائن ج ۲۲ ص ۱۹۱)

''ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں نکل سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق''
(ست بچن ص ۳۱، خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۳)

۱...... ''میں مسیح موعود ہوں۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۹۶، خزائن ج ۱۷ ص ۲۵۳)
''میں مسیح موعود نہیں۔'' (ازالہ ص ۱۹۲، خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۳)
۲...... ''ابن مریم نبی نہ ہوگا۔'' (ازالہ ص ۲۹۲، خزائن ج ۳ ص ۲۴۹)
''کیا مریم کا بیٹا امتی ہو سکتا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۲۹، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱)
۳...... ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ۱۲۰ برس کی عمر ہوئی تھی۔''

(راز حقیقت ص ۲، خزائن ج ۱۴ ص ۱۵۴ حاشیہ)

''آخر سری نگر میں جا کر ۱۲۵ برس کی عمر میں وفات پائی۔''

(تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۶۰، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۴۹)

۴..... ''قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے کہ وہ کتابیں محرف مبدل ہیں۔''

(چشمہ معرفت ص ۲۵۵ خزائن ج ۲۳ ص ۲۶۶)

''یہ کہنا کہ وہ کتابیں محرف، مبدل ہیں۔ ان کا بیان قابل اعتبار نہیں۔ ایسی بات وہی کہے گا جو خود قرآن سے بے خبر ہے۔'' (چشمہ معرفت ص ۷۵ خزائن ج ۲۳ ص ۸۳)

''باوجودیکہ رسول اللہ ﷺ نے بھی توریت وانجیل کے محرف ہونے کی خبر دی ہے۔''

(مشکوٰۃ ص ۳۵)

۳..... ''انما یفتری الکذب الذین لا یومنون بایات اللّٰہ''

(النحل:۱۰۵)

''لعنة اللّٰہ علی الکاذبین'' (آل عمران:۶۱)

۱..... ''نبی کے کلام سے جھوٹ جائز نہیں۔''

(مسیح ہندوستان میں ص ۲۱ خزائن ج ۱۵ ص ۲۱)

۲..... ''جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۲۰ خزائن ج ۱۷ ص ۵۶ حاشیہ)

۳..... ''جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی برا کام نہیں۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۲۶ خزائن ج ۲۲ ص ۴۵۹)

۱..... ''حدیث میں ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کو بلاتوقف چھوڑ دیں۔'' (ریویو قادیان ج ۶ ش ۹ ماہ ستمبر ۱۹۰۷ ص ۳۶۵)

۲..... ''حضور ﷺ نے فرمایا قیامت سو برس تک آجائے گی۔''

(ازالہ ص ۲۵۳ خزائن ج ۳ ص ۲۲۷)

۳..... ''حدیث میں ہے کہ: یخرج فی آخر الزمان دجال (بالدال) یختلون الدنیا بالدین! یعنی آخری زمانہ میں ایک گروہ دجال کا نکلے گا۔''

(تحفہ گولڑویہ ص ۸۷ خزائن ج ۱۷ ص ۲۳۵)

باوجودیہ کہ حدیث میں رجال (بالراء ہے) مگر دھوکا دہی کی غرض سے بالدال نقل کیا ہے۔

۴..... ''ھذا خلیفہ اللّٰہ المھدی بخاری کی حدیث ہے۔''

(شہادت القرآن ص ۴۱ خزائن ج ۶ ص ۳۳۷)

۵..... ''مجدد صاحب سرہندی لکھتے ہیں کہ امت کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے اور اس کو نبی کہتے ہیں۔''

(حقیقت الوحی ص۳۹۱ خزائن ج۲۲ ص۴۰۶)

باوجود یہ کہ (مکتوبات ج۲ ص۹۹) میں یوں ہے کہ: ''اذا کثر ھذا القسم من الکلام من واحد منهم سمی محدثاً'' (ازالہ ص۹۱۵ خزائن ج۳ ص۶۰۰)

براہین احمدیہ کے معاملہ میں جس گندم نمائی اور جوفروشی کا مظاہرہ کیا وہ کسی سے مخفی نہیں۔ چونکہ جھوٹ کی فہرست لمبی ہے۔ اس لئے دوسرے مقام پر دیکھیں:

۴..... ''وما اسئلکم علیه من اجراً ان اجری الا علی الله رب العالمین وما من نبی دعا قومه الی الله تعالیٰ الا قال لا اسئلکم علیه اجراً. یواقیت ج۲ ص۲۵'' مگر مرزاقادیانی نے تبلیغی چاٹ لگا کر بہت سارو پیہ جمع کیا۔ جیسا کہ لکھتے ہیں کہ: ''یہ مالی امداد اب تک پچاس ہزار روپیہ سے زیادہ آچکی ہے۔ بلکہ میں یقین کرتا ہوں کہ ایک لاکھ کے قریب پہنچ گئی ہے۔'' (براہین ج۵ ص۵۷ خزائن ج۲۱ ص۷۴)

''اس قدر بھی امید نہ تھی کہ دس روپیہ ماہوار آئیں گے۔ اب تک ۳لاکھ کے قریب روپیہ آچکا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۲۱۲ خزائن ج۲۲ ص۲۲۱)

جو کچھ میری مراد تھی سب کچھ دکھا دیا
میں اک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا
دنیا کی نعمتوں سے کوئی بھی نہیں رہی
جو اس نے مجھ کو اپنی عنایت سے نہ دیا

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۰ خزائن ج۲۱ ص۱۹)

مطالبہ: کسی نبی سے مذہب کی آڑ میں دنیا کمانا اور تبلیغی چندہ کو اپنی ضرورتوں میں خرچ کرنا ثابت کرو؟۔

۵..... ''ان الله لا یحب الخائنین (انفال:۵۸)'' ''وہ لوگ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوبارہ دنیا میں لاتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ وہ بدستور اپنی نبوت کے ساتھ دنیا میں آئیں گے اور برابر ۴۵سال تک جبرائیل علیہ السلام وحی نبوت لے کر آتا رہے گا۔''

(تحفہ گولڑویہ ص۵۲ خزائن ج۱۷ ص۱۷۴)

نقل حدیث میں خیانت کی۔ اصل مذہب یہ ہے کہ: ''ان عیسی علیه السلام

وان کان بعده واولی العزم وخواص الرسل فقدزال حکمه من هذا المقام بحکم الزمان علیه الذی هو لغیره فیرسل ولیاذا نبوة مطلقة ویلهم بشرع محمد ﷺ ویفهمه علی وجهه کالاولیاء المحمدیین'' (یواقیت ج۲ ص۸۹)

اور ایسا ہی مدارج النبوۃ میں ہے۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ نبی ہوں گے۔ مگر ان پر وحی نبوت نازل نہ ہوگی۔ اسی لئے ان کے ساتھ نبیوں جیسا معاملہ نہ ہوگا۔ بلکہ وہ اس امت کے اولیاء اللہ کی طرح ہوں گے۔

۲...... ابن عباسؓ امام مالکؒ اور ابن حزمؒ وغیرہ کی طرف وفات مسیح کے عقیدہ کی نسبت کرنا باوجود یہ کہ وہ آخری زمانہ میں مرنے یا مرکر دوبارہ زندہ آسمان پر مرفوع ہونے کے قائل ہیں۔

۳...... نبی تشریعی کے یہ معنے کرنے کہ اس کو رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنے سے نبوت مل جائے اور اس کو ابن العربی اور ملا علی القاری وغیرہم کی طرف منسوب کرنا باوجود یہ کہ ان کے نزدیک نبی غیر تشریعی وہ ہے کہ اس پر وحی نبوت نازل نہ ہو اور وہ ہر حکم میں شریعت محمدیہ کے فیصلہ کا پابند ہو کیونکہ ولایت کے ایک مقام کا نام نبوت غیر تشریعی رکھا ہے۔ مرزا نے اس کے معنے بدل کر حقیقی نبوت کے اجزاء کا اعلان کرتے ہوئے دعویٰ کردیا۔ نیز مذہبی تبلیغ کا دھوکا دے کر بہت سارو پیہ جمع کیا اور اس کو اپنی ضروریات اور ''گورنمنٹ برطانیہ کی حمایت میں خرچ کیا۔''

(انجام آتھم ص۲۸۳، خزائن ج۱۱ص۲۸۳)

مطالبہ: تبلیغی روپیہ کو گورنمنٹ کی اغراض کی اشاعت میں کس شرعی حکم کی وجہ سے خرچ کیا ہے۔ کیا کوئی ایسی چندہ کی مدد کی جاسکتی ہے؟۔

۶...... ''ولا تطع من اغفلنا قلبه واتبع هواه ولا تطع الکافرین (کهف:۲۸)'' مرزا قادیانی جس حکومت برطانیہ کو دجال کا گروہ کہتے ہیں۔ اس کی غلامی پر فخر کرتے اور: ''سلطنت ممدوح کو خداتعالیٰ کی ایک نعمت سمجھیں اور مثل اور نعماء الٰہی کے اس کا شکر بھی ادا کریں۔'' (براہین ص ب، خزائن ج۱ص۱۴۰)

۷...... ''وکلاّ جعلنا صالحین وجعلناهم ائمة یهدون بامرنا واوحینا الیهم فعل الخیرات واقام الصلوٰة وایتآء الزکوٰة (الانبیاء:۷۳)'' مرزا قادیانی کی سوانح حیات میں کذب بیانی وعدہ خلافی تلبیس اور دھوکا دہی چندہ کا ناجائز تصرف، حرص وطمع دنیوی، نصاریٰ کی حمایت وغیرہ۔ عیوب کھلے طور پر نظر آرہے ہیں۔

۸...... ''وقفينا على آثارهم بعيسى ابن مريم مصدقا لما بين يديه '' (مائده:۴٦) ''الانبياء اخوة من علات وامهاتهم شتى ودينهم واحد (مسند احمد ج۲ ص۳۱۹) ''یعنی اصول دین تمام نبیوں کے درمیان مشترک ہیں۔ مگر عبادت کے طریقے بدلے ہوئے ہیں۔

چنانچہ تمام انبیاء دجال کے شخص واحد ہونے کی شہادت دیتے آئے۔ مگر مرزا کو اس کی شخصیت سے انکار ہے اور دجال ایک گروہ کا نام رکھا ہے۔ نیز مرزا قادیانی نے ملائکہ اور معجزہ کی حقیقت شرعیہ سے انکار کیا ہے اور فرشتوں کا نزول جسمانی بھی نہیں مانا۔ ان کی تفسیر کرنے میں اپنی رائے کو دخل دیا اور نزول وحی وغیرہ کی حقیقت میں رسول اللہ ﷺ کی تحقیق کی مخالفت کی ہے۔

۹. ''الذين يبلغون رسالات الله ويخشونه ولا يخشون احداً الا الله (احزاب:۳۹) ''مگر مرزا قادیانی حکومت سے ڈر کر بعض الہامات کے ظاہر نہ کرنے کا عدالت میں عہد کر آتے ہیں۔

۱۰. ''الذين اتخذوا دينهم لعباً ولهواً وغرتهم الحيوة الدنيا (انعام:۷۰) ''مرزا قادیانی دنیاداروں کی طرح دنیوی شہرت اور مال ودولت کے جمع ہونے پر فخر کرتے ہوئے اس کو اپنی بڑی کامیابی سمجھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

جو کچھ میری مراد تھی سب کچھ دکھادیا
میں ایک غریب تھا مجھے بے انتہا دیا

(براہین ص۱۰ حصہ۵، خزائن ج۲۱ ص۱۹)

اس زمانہ میں ذرا سوچو کیا چیز تھا
جس زمانہ میں براہین کا دیا تھا اشتہار

(براہین حصہ۵ ص۱۱۲، خزائن ج۲۱ ص۱۴۲)

پھر ذرا سوچو کہ اب چرچا میرا کیسا ہوا
کس طرح سرعت سے شہرت ہوگئی ہر سو یار

(براہین حصہ۵ ص۱۱۲، خزائن ج۲۱ ص۱۴۲)

ادھر آنحضرت ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ ''الانبياء اشد بلاءً الامثل فالامثل''

(كنز العمال ج۳ ص۳۲۷ حديث ٦٧٨٣)

۱۱...... ''الشعراء يتبعهم الغاون'' (الشعراء:۲۲۴)

’’وما علمناه الشعر وما ینبغی له (یسین:۶۹)‘‘ مگر مرزا قادیانی کی شعر سازی کا مرزائیوں میں بڑا چرچا ہے۔
مطالبہ: کوئی نبی شاعر پیش کرو۔

۱۲..... ’’یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو۔ جس کو وہ سمجھ بھی نہ سکتا ہو۔‘‘

(چشمہ معرفت ج۲ ص۲۰۹، خزائن ج۲۳ ص۲۱۸)

مگر مرزا قادیانی خود اس کے قائل ہیں۔ ’’بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں۔ جس سے مجھے کچھ واقفیت نہیں۔ جیسے انگریزی سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔‘‘

(نزول مسیح ص۵۷، خزائن ج۱۸ ص۴۳۵)

۱۳..... ’’ولقد ارسلنا من قبلك رسلاً الیٰ قومهم فجاؤهم بالبینات‘‘ (الروم:۴۷)

’’فان مدعی النبوة لا بدله من نبوة‘‘ (بیضاوی ج۲ ص۱۰۵)

’’تمامی انبیاء ورسل راصلوٰت الله علیهم معجزات است وهیچ پیغمبرے بے معجزه نیست‘‘ (مدارج ج۱ ص۱۹۹)

معجزہ کی حقیقت

’’وهی امر یظهر بخلاف العادة علیٰ ید مدعی النبوة عند تحدی المنکرین علی وجه یعجز المنکرین عن الاتیان بمثله‘‘ جو عادت کے خلاف مدعی نبوت کے ہاتھ پر منکرین کے مقابلہ میں ظاہر ہو اور منکرین اس کی مثال دینے سے عاجز ہوں۔

(شرح العقائد)

’’نجومیوں کی سی خبریں زلزلے آئیں گے۔ مری پڑے گی، قحط ہوگا، جنگ ہوگی۔ معجزہ نہیں۔‘‘ (براہین ص۲۴۵، خزائن ج۱ ص۲۷۱ حاشیہ)

مرزا قادیانی کی پیشین گوئیاں نجومیوں جیسی ہیں۔ یا حالات حاضرہ کو دیکھ کر تجربہ کاروں کی طرح پیش گوئیاں کی تھیں۔ جن میں سے اکثر غلط اور بے بنیاد نکلیں اور جہاں کہیں بطور تحدی منکرین کے مقابلہ میں اپنی صداقت کی نشانی پیش کرنی چاہی وہیں منہ کی کھائی۔

۱۴..... ’’ومن یقل منهم انی اله من دونه فذالك نجزیه جهنم کذالك نجزی الظالمین (الانبیاء:۲۹)‘‘ کبھی کسی نبی نے ہوشیاری یا سکر کی حالت میں

الوہیت کا دعویٰ نہیں کیا۔ مگر مرزا کہتا ہے کہ: ''کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا وہی ہوں۔'' (کتاب البریہ ص۵۷، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)

''رائیتنی فی المنام عین الله وتیقنت اننی ھو''

(آئینہ کمالات ص۵۶۴، خزائن ج۵ ص۵۶۴)

۱۵... ''ما ارسلنا من قبلك الا رجالًا نوحی الیھم من اھل القری'' (یوسف:۱۰۹)

''الامصار لانھم اعلم واحلم بخالف اھل البوادی لجفائھم وجھلم''

(جلالین:۱۹۹ ومثله فی ابی سعود ج٤ص ۳۱۰)

قادیان گاؤں ہے۔ ''اول لڑکی اور بعد میں اس حمل سے میرا پیدا ہونا تمام گاؤں کے بزرگ سال لوگوں کو معلوم ہے۔'' (تریاق القلوب ص۱۲۰، خزائن ج۱۵ ص۴۸۵)

۱۶ ''قال قال رسول الله ﷺ اربع من کن فیه کان منا فقاً خالصا ومن کانت فیه خصله منھن کانت فیه خصلة من النفاق حتی یدعھا اذا اؤتمن خان واذا حدث کذب واذا عاھد غدرا واذا خاصم فجر (بخاری ج۱ ص۱۰ باب علامة المنافق)'' مرزا قادیانی میں یہ سب خصلتیں موجود تھیں۔

۱۷... ''انا معشر الانبیاء لا نورث'' (مسند احمد ج۲ ص٤٦٣)

۲. ''الانبیاء لا یورثون'' (دارقطنی)

۳... ''ان العلماء ورثة الانبیاء ان الانبیاء لم یورثوا دیناراً ولادرھما انما ورثوا العلم عمن اخذه اخذبحظ وافر''

(ابن ماجه ص۲۰ باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم)

۴... ''نحن معشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ۰ قسطلانی''

۱۸... ''مابعث الله نبیاً الارعی الغنم فقال اصحابه وانت فقال نعم کنت ارعاھا علی قراریط لاھل مکه''

(بخاری ج۱ ص۳۰۱، باب رعی لغنم علی قراریط)

مرزا قادیانی نے کبھی مزدوری پر بکریاں نہیں چرائیں۔

۱۹... ''فی الحدیث ما قبض الله نبیا الافی موضع الذی یحب ان یدفن فیه'' (مشکوة، ترمذی ج۱ ص۱۹۸، ابواب الجنائز)

مرزا قادیانی لاہور مرے اور قادیان میں دفن ہوئے۔

۲۰...... ''سألتك هل كان من آبائه من ملك فذكرت ان لا فقلت فلوكان من آبائه من ملك قلت رجل يطلب ملك ابيه''

(بخاری باب کیف کان بدؤ الوحی الی رسول ص٤ ج١)

مرزا قادیانی کے آباؤ اجداد بڑے رئیس تھے۔ مگر سکھوں کے عہد میں کسی قدر کمزور ہوگئے تھے۔ دیکھو براہین احمدیہ وغیرہ۔ یہاں تک کہ ۱۵روپیہ کی مرزا قادیانی کو کلرکی کرنی پڑی۔

۲۱...... ''لم يكن نبي الا عاش نصف الذي قبله''

(طبرانی ج۲۲ ص٤١٨ حدیث ۳۰۳۰)

اس حدیث کو مرزائی وفات مسیح کے ثبوت میں پیش کیا کرتے ہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی کی عمر آنحضرتﷺ سے آدھی ہونی چاہئے تھی۔ مگر آپ اور دو سال بعد یعنی ۶۵ برس کے ہوکر مرے ہیں۔

فصل نمبر۲
صداقت کی نشانی...... مرزا قادیانی کی زبانی

خیال زاغ کا بلبل سے ہمسری کا ہے۔ غلام زادہ کو دعوئی پیمبری کا ہے۔

۱...... مسیح موعود کے وقت میں اسلام ساری دنیا میں پھیل جائے گا۔

''هو الذي ارسل رسوله بالهدى دين الحق ليظهره على الدين كله! یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔'' (حاشیۃ الحاشیہ براہین ص۴۹۹، خزائن ج۱ ص۵۹۳)

''هو الذي ارسل رسوله .... یعنی خدا وہ خدا ہے۔ جس نے اپنے رسول کو ایک کامل ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اس کو ہر ایک قسم کے دین پر غالب کردے۔ یعنی ایک عالمگیر غلبہ اس کو عطاء کرے اور چونکہ وہ عالمگیر غلبہ آنحضرتﷺ کے زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلف ہو۔ اس لئے اس آیت کی نسبت ان سب

متقدمین کا اتفاق ہے کہ جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح موعود کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔'' (چشمہ معرفت ص۸۳، خزائن ج۲۳ ص۹۱)

مگر مرزا قادیانی کے زمانہ میں ایسا نہیں ہوا۔ اس لئے مسیحیت کا دعویٰ محض افتراء ہے۔

۲..... مسیح موعود کے زمانہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل جاری ہوگی۔

''اور پیش گوئی آیت کریمہ واذا العشار عطلت پوری ہوئی اور پیش گوئی حدیث لیترکن القلاص ولا یسعی علیھا نے اپنی پوری چمک دکھلائی۔ یہاں تک کہ عرب وعجم کے ایڈیٹران اخبار اور جرائد والے اپنے پرچوں میں بول اٹھے کہ مدینہ اور مکہ کے درمیان جو ریل طیار ہو رہی ہے۔ یہی اس پیشگوئی کا ظہور ہے۔ جو قرآن اور حدیث میں ان لفظوں سے کی گئی تھی۔ جو مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے۔'' (اعجاز احمدی ص۲، خزائن ج۱۹ ص۱۰۸)

۳..... مسیح موعود حج کرے گا۔ ''آنحضرت ﷺ نے آنے والے مسیح کو ایک امتی ٹھہرایا اور خانہ کعبہ کا طواف کرتے اس کو دیکھا۔'' (ازالہ ص۴۰۹، خزائن ج۳ ص۳۱۲)

۴..... ''دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر اسلام قبول کر کے ان کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کرے گا۔''

''فی الحقیقت مارا وقتے حج راست وزیبا آید که دجال از کفر ودجل دست باز داشته ایماناً واخلاصاً وگر کعبه بگردد چنانچه از قرار حدیث مسلم عیاں می شود که جناب نبوت انتساب (صلوٰة الله علیه وسلامه) روید نددجال ومسیح موعود فی آن واحد طواف کعبه میکند''

(ایام الصلح (فارسی) ص۱۲۷)

''مسیح موعود بعد ظہور نکاح کریں گے اور اس سے اولاد پیدا ہوگی۔ اس پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ یتزوج ویولدلہ۔ یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہوگا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں۔ بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے۔ جو بطور نشان ہوگا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳، خزائن ج۱۱ ص۳۳۷)

مرزا قادیانی کا نکاح بطور نشان محمدی بیگم سے ہونے والا تھا۔ مگر افسوس قسمت نے یاوری اور عمر نے وفا نہ کی اور دل کی حسرت دل ہی میں رہ گئی۔

اگر وہ جیتا رہتا یہی انتظار ہوتا

۶..... ''مسیح موعود دعوے کے بعد چالیس سال زندہ رہے گا۔ حدیث سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود اپنے دعوے کے بعد چالیس برس دنیا میں رہے گا۔''

(تحفہ گولڑویہ ص۱۲۷، خزائن ج۱۷ ص۳۱۱)

مگر مرزا قادیانی ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوئے: ''میری پیدائش سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے۔''

(کتاب البریہ ص۱۵۹، خزائن ج۱۳ ص۱۷۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کی پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی ہے۔ (نور الدین ص۱۷۰)

''۱۸۳۹ء مطابق ۱۲۵۵ھ دنیا کی تواریخ میں بہت بڑا مبارک سال تھا۔ جس میں خداتعالیٰ نے مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر قادیان میں موعود مہدی پیدا فرمایا۔ جس کے لئے اتنی تیاریاں زمین و آسمان پر ہو رہی تھیں۔''

(مسیح موعود کے مختصر حالات از عمر دین قادیانی ملحقہ براہین حصہ اوّل ص۶۰ طبع اوّل)

مرزا قادیانی نے دعویٰ مجددیت یا مسیحیت براہین احمدیہ حصہ۴ ص۱۷۲ پر کیا۔ جس کے طباعت کی تاریخ یاغفور سے ۱۲۹۷ھ نکلتی ہے۔ گویا عمر کے بیالیسویں سال اور صدی سے تین سال پہلے دعویٰ کیا گیا یا پوری صدی پر دعویٰ کیا۔ جیسا کہ ازالہ اوہام کی اس عبارت اور مجدد کی حدیث علے راس کل مائۃٍ سے ظاہر ہے۔

''یہی وہ مسیح ہے کہ جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے غلام احمد قادیانی۔''

(ازالہ ص۱۸۶، خزائن ج۳ ص۱۸۹،۱۹۰)

مگر اس صورت میں بعثت کی مدت مقرر چالیس سال سے پانچ سال زیادہ ہو جائیں گے۔

یا دعوے ۱۲۹۰ھ میں ہوا جیسا کہ تحفہ گولڑویہ میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''دانی ایل نبی بتلاتا ہے کہ اس نبی آخر الزمان کے ظہور سے (جو محمد مصطفیٰ ﷺ ہے) جب بارہ سو نوے برس گذریں گے تو وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا۔''

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص۲۰۶، خزائن ج۱۷ ص۲۹۲)

اس صورت میں مرزا قادیانی کی عمر دعوے کے وقت ۳۵ برس کی ہوگی۔ جو زمانہ بعثت سے پانچ سال کم ہے۔ حدیث مجددیت کے بھی مخالف ہے۔

بالاتفاق ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء مطابق ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ اس حساب سے دعوے کے بعد ۲۹ یا ۲۶ یا ۳۶ برس آپ زندہ رہے اور ۴۰ برس جو مسیح موعود کے رہنے کی مدت تھی۔ اس سے پہلے ہی چل بسے اور مسیح کی نشانی آپ پر صادق نہ آئی۔

۷..... ''اگر قرآن نے میرا نام ابن مریم نہیں رکھا تو میں جھوٹا ہوں۔''

(تحفۃ الندوہ ص ۵، خزائن ج ۱۹ ص ۹۸)

ابھی ازالہ اوہام کے حوالے سے گذرا ہے کہ آپ نے اپنا نام غلام احمد قادیانی بتایا ہے۔ جس میں بحساب جمل ۱۳۰۰ عدد ہونے کی وجہ سے ۱۳۰۰ھ پر مبعوث ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کیا قرآن میں غلام احمد قادیانی بن مریم لکھا ہوا ہے؟۔ اگر نہیں ہے تو مرزا قادیانی اپنے بیان کے موافق یقیناً جھوٹے ہیں۔

فصل نمبر ۳

نشان آسمانی بر کذب قادیانی

گلیم بخت کسی را چو بافتند سیاہ
زآب زمزم وکوثر سفید نتواں کرد

۱..... مرزا قادیانی نے ۵ رجون ۱۸۹۳ء کو امرتسر میں عیسائیوں کے مباحثہ کے خاتمہ پر اپنے مقابل حریف مسٹر آتھم پادری کی نسبت یہ پیش گوئی کی تھی۔

''میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خداتعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے۔ وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جائے۔ روسیاہ کیا جائے۔ میرے گلے میں رسا ڈال دیا جائے۔ مجھ کو پھانسی دی جائے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔''

(جنگ مقدس ص ۲۱۰، ۲۱۱، خزائن ج ۶ ص ۲۹۲، ۲۹۳)

اس پیش گوئی کی مدت ۵؍ستمبر ۱۸۹۴ء پرختم ہو جانے والی تھی۔ مگر مسٹر عبداللہ آتھم اس پیش گوئی سے ایک سال دس مہینہ بعد ۲۷؍جولائی ۱۸۹۶ء بمقام فیروز پور فوت ہوا اور مرزا قادیانی اپنے بیان کے موافق جھوٹے نکلے۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی نے آتھم کی تاریخ وفات اپنے قلم سے یہ لکھی ہے۔ ''چونکہ مسٹر عبداللہ آتھم ۲۷؍جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروز پور فوت ہو گئے ہیں۔''

(انجام آتھم ص۳، خزائن ج۱۱ ص۳)

۵؍ستمبر ۱۸۹۴ء کا دن جو مرزا قادیانی پر ذلت اور رسوائی کا گذرا حق تعالیٰ وہ دشمن پر بھی نہ لائے۔ چاروں طرف سے پھبتیاں اڑائی گئیں۔ ہجو میں اشتہارات شائع ہوئے۔ جن میں سے ایک دو یہ ہیں۔

مسلمانان لدھیانہ کی طرف سے ایک اشتہار یہ شائع ہوا تھا۔

ارے او خود غرض خود کام مرزا
ارے منحوس نافر جام مرزا

غلامی چھوڑ کر احمد بنا تو
رسول حق باستحکام مرزا

مسیح مہدی موعود بن کر
بچھائے تو نے کیا کیا دام مرزا

ہوا بحث نصاریٰ میں بآخر
مسیحائی کا یہ انجام مرزا

مہینے پندرہ تو بڑھ چڑھ کے گذرے
ہے آتھم زندہ اے ظلام مرزا

تیری تکذیب کی شمش وقمر نے
ہوا مدت کا خوب اتمام مرزا

(نقل از الہامات مرزا ص۲۸)

عیسائیوں نے جو اشتہار دیا تھا اس میں یہ لکھا تھا۔

پنجہ آتھم سے مشکل ہے رہائی آپ کی
توڑ ہی ڈالیں گے وہ نازک کلائی آپ کی

آتھم اب زندہ ہے آ کر دیکھ لو آنکھوں سے اب
بات یہ کب چھپ سکے ہے اب چھپائی آپ کی

کچھ کرو شرم حیا تاویل کا اب کام کیا
بات اب بنتی نہیں کوئی بنائی آپ کی

(الہامات ص۳۰)

مرزا قادیانی نے بھی اپنی تذلیل اور رسوائی کا اقرار کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ: ''انہوں نے پشاور سے لے کر مراد آباد اور بمبئی اور کلکتہ اور دور دور کے شہروں تک نہایت شوخی سے ناچنا شروع کیا اور دین اسلام پر ٹھٹھے کیے۔'' (سراج منیر ص۵۲، خزائن ج۱۲ص۵۴)

کسی پیش گوئی کے پورے ہونے کے یہی معنے ہیں کہ وہ اپنی ظاہری مراد کے ساتھ صاف طور پر واقع ہو اور اس میں کسی ہیر پھیر اور تاویل کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے سراج منیر میں خود اس کا اعتراف کیا ہے: ''اگر پیش گوئی فی الواقع ایک عظیم الشان ہیبت کے ساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔''

(سراج منیر ۱۵، خزائن ج۱۲ص۱۷)

مگر مرزا قادیانی نے جو ذلت اور رسوائی کا داغ مٹانے کے لئے مختلف عذرات اور منگھڑت تاویلیں کی ہیں۔ ان کو دیکھ کر ان کی عیاری اور مکاری کا اور ثبوت مل جاتا ہے۔

کبھی فرماتے ہیں کہ: ''اور پیش گوئی کی کسی عبارت میں یہ نہیں لکھا گیا کہ فریق سے مراد عبداللہ آتھم ہے۔'' (نور الاسلام ص۲، خزائن ج۹ص۲)

لیکن اس میں مرزا قادیانی نے کئی وجہ سے خدیعہ دھوکا دہی اور اخفاء حق سے کام لیا ہے۔ اس پیش گوئی کے الفاظ یہ ہیں کہ: ''اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے۔ اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی۔'' (جنگ مقدس ص۲۰۹، ۲۱۰، خزائن ج۶ ص۲۹۱، ۲۹۲)

اس میں سارے فریق مخالف کو ہاویہ میں گرایا جانا ظاہر کیا ہے۔ فریق مخالف میں سے ایک دو آدمی کا مرنا بیان نہیں کیا۔ اس لئے پادری رائٹ کے مرنے کی وجہ سے یہ پیش گوئی پوری نہیں ہو سکتی۔ دوسرے مرزا قادیانی نے اس امر کی تصریح ہے کہ یہ پیش گوئی صرف آتھم کے متعلق

ہے۔ ڈاکٹر کلارک وغیرہ کو اس سے کوئی تعلق نہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں بعدالت مجسٹریٹ گورداس پور کا اقرار کیا ہے۔

(دیکھو روئداد مقدمہ مرزا و ڈاکٹر کلارک ۱۲، ۱۳، ۲۰ راگست ۱۸۹۷ء)

''ومنها ما وعدنی ربی اذا جادلنی رجل من المنتصرین الذی اسمه عبدالله آتهم فاذا بشرنی ربی بعد دعوتی بموته الیٰ خمسة عشراشهر من یوم خاتمة البحث'' (کرامات الصادقین ص ۱۶۳، خزائن ج ۷ ص ۱۶۳)

''آتھم کی موت کی نسبت پیش گوئی کی گئی تھی۔ جس میں یہ شرط تھی کہ اگر آتھم صاحب پندرہ مہینہ کی میعاد میں حق کی طرف رجوع کر لیں گے تو موت سے بچ جائیں گے۔''

(تریاق القلوب ص ۱۱، خزائن ج ۱۵ ص ۱۴۸)

دوسری تاویل یہ گھڑی گئی کہ: ''آتھم کی موت اس لئے نہیں ہوئی کہ اس نے حق کی طرف رجوع کیا تھا۔'' (اشتہار ہزاری و دو ہزاری، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۵۷)

رجوع الی الحق کا یہ مطلب تھا کہ وہ عیسائیت کو چھوڑ کر مسلمان ہو جائے۔ مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ اوّل تو پیش گوئی کے الفاظ سے یہ بات ظاہر ہو رہی ہے علاوہ ازیں خود مرزا قادیانی نے یہی مراد انجام آتھم میں بیان کی ہے کہ: ''پیش گوئی میں یہ صاف شرط موجود تھی کہ اگر (آتھم) عیسائیت پر مستقیم رہیں گے اور ترک استقامت کے آثار نہیں پائے جائیں گے اور ان کے افعال یا اقوال سے رجوع الی الحق ثابت نہیں ہوگا تو صرف اس حالت میں پیش گوئی کے اندر فوت ہوں گے۔'' (انجام آتھم ص ۱۳، خزائن ج ۱۱ ص ۱۳)

عسل مصفّٰی میں جو مرزا قادیانی کے ایک مرید نے لکھ کر مرزا قادیانی کی خدمت میں پیش کی تھی یہ لکھا ہوا ہے کہ: ''مسٹر عبداللہ آتھم عیسائی کی نسبت ...... یہ پیش گوئی کی کہ اگر وہ جھوٹے خدا کو نہ چھوڑے گا تو وہ پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا۔'' (عسل مصفی ج ۲ ص ۵۸۵)

مگر ایسا نہیں ہوا۔ اس لئے مرزا قادیانی کی یہ تاویل بھی غلط ہے۔ موت سے ڈرنے کو رجوع الی الحق کہنا انصاف کا خون کرنے کے علاوہ لازم آتا ہے۔ کہ پنڈت لیکھرام کے مرنے پر جب مرزا قادیانی کے پاس دھمکی کے خطوط پہنچے تو مرزا قادیانی نے گورنمنٹ سے حفاظتی دستہ کی درخواست کی اور گھر سے تنہا باہر نکلنا چھوڑ دیا تھا۔ تو کہہ دیجئے کہ مرزا قادیانی نے رجوع الی الحق کرتے ہوئے آریہ مذہب قبول کر لیا تھا۔

(دیکھو نور افشاں ص ۴ نمبر ۲۶۶، ۱۰ اکتوبر، تمبرو الہامات مرزا ص ۱۱، ۱۲ مصنفہ مولوی ثناءاللہ)

کبھی کہا جاتا تھا کہ جس طرح یونس علیہ السلام کی قوم سے عذاب جاتا رہا تھا۔ اسی طرح آتھم کے ڈرنے کی وجہ سے موت کا عذاب ٹل گیا۔ اس کے جواب میں یہ کہہ دینا کافی ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم سے وہی وعدہ تھا جو عام طور پر کفار سے ہوا کرتا ہے۔ کہ اگر کفر پر قائم رہے تو عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ مگر وہ کفر سے تائب ہوگئے۔ اس لئے ہلاک بھی نہ ہوئے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ: ''فلولا كانت قرية آمنت فنفعها ايمانها الا قوم يونس لما امنو كشفنا عنهم عذاب الخرى فى الحيوة الدنيا ومتعناً هم الىٰ حين (يونس:۹۸) دوسرے حضرت یونس علیہ السلام نے عذاب آنے کی خبر دی تھی۔ عذاب میں مبتلا ہونے کی پیش گوئی نہیں کی تھی۔ عذاب آیا مگر ایمان لانے اور توبہ کرنے کی وجہ سے نازل شدہ عذاب اٹھالیا گیا۔ جیسا کہ: ''لما آمنوا كشفنا عنهم'' سے ظاہر ہورہا ہے کہ: ''فلما دنا الموعداً غامت السماء غيما أسود ذاد خان شديد فهبط حتىٰ غشى مدينتهم فهابوا فطلبوا يونس فلم يجدوه فأيقنوا صدقه فلبسو السوح وبرزو الى الصعيد بانفسهم ونسائهم وصبيانهم ودوابهم وفرقوابين كل والدة وولدها فحن بعضها الى بعص وعلت الأصوات والعجيج وأخلصوا التوبة وأظهر والايمان وتضرعواالى الله تعالىٰ فرحمهم وكشف عنهم''

(بیضاوی ج۱ ص۳۸۱)

۲… محمدی بیگم کے شوہر مرزا سلطان محمد کی نسبت یہ پیش گوئی ۱۸۸۸ء میں شائع کی گئی کہ وہ نکاح سے اڑھائی سال تک مرجائے گا اور اگر وہ مقررہ میعاد میں نہ مرا تو مرزا قادیانی جھوٹے ہیں۔ بلکہ یہ بھی لکھ دیا کہ اگر میں (مرزا قادیانی) اس کے سامنے مرگیا تو میرے جھوٹ ہونے کی یہ دوسری نشانی ہوگی۔

۱… ''پس تم نکاح کے بعد تین سال کے اندر مر جاؤ گے۔ بلکہ تمہاری موت قریب ہے اور ایسا ہی اس لڑکی کا شوہر بھی اڑھائی سال کے اندر مرجائے گا یہ اللہ کا حکم ہے۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۷۳، خزائن ج۵ ص۵۷۳)

۲… ''اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا۔'' (اشتہار مورخہ ۱۰؍جولائی ۱۸۸۸ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۵۸)

۳..... ’’یاد رکھو کہ اس پیش گوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ص۳۳۸)

’’اس پیش گوئی کا دوسرا حصہ جو اس کے داماد کی موت ہے۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۱۳، خزائن ج۱۱ص۲۹۷)

۴..... ’’میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ کی تقدیر مبرم ہے۔ اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی اور اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ اسے ضرور پورا کرے گا۔‘‘ (انجام آتھم ص۳۱، خزائن ج۱۱ص۳۱)

مگر یہ پیش گوئی بھی جو اس تحدی اور مقابلہ کے ساتھ پیش کی گئی تھی پوری نہ ہوئی اور مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ثابت ہوگیا۔ کیونکہ محمدی بیگم کا نکاح مرزا سلطان محمد سے ۱۷/اپریل ۱۸۹۲ء کو ہوا تھا۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ’’۱۷/اپریل ۱۸۹۲ء کو اس لڑکی (محمدی بیگم) کا دوسری جگہ نکاح ہوگیا۔‘‘ (آئینہ کمالات ص۲۸۰، خزائن ج۵ص۲۸۰)

اس لئے بموجب پیش گوئی اس کو ۲۱/اگست ۱۸۹۴ء میں اس جہان سے رخصت ہو جانا چاہئے تھا۔ جیسا کہ خود مرزا قادیانی تحریر فرماتے ہیں کہ: ’’مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے داماد کی موت کی پیش گوئی جو پٹی لاہور کا باشندہ ہے۔ جس کی میعاد آج کی تاریخ سے ۲۱/ستمبر ۱۸۹۳ء ہے۔ قریباً مہینہ باقی رہ گئی ہے۔‘‘ (شہادت القرآن ص۷۹، خزائن ج۶ص۳۷۵)

مگر افسوس مرزا قادیانی کی توقعات کے خلاف ان کی حسرتوں کا خون کرنے کے لئے مرزا سلطان بیگ آج ۵/نومبر ۱۹۳۲ء تک زندہ (بلکہ پاکستان بننے کے بعد تک زندہ) رہے اور ان کی مخطوبہ پر قابض ہے اور مرزا قادیانی صدہا حسرت وارمان سے اس جہان سے ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء میں چلتے بنے:

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں پکا تھا پہلے مر گیا

اس پیش گوئی کے پورے نہ ہونے پر مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ وہ ڈر گیا تھا اور مرزائی کہتے ہیں کہ وہ مرزا قادیانی کی بزرگی کا قائل ہوگیا تھا۔ اس لئے وہ مقررہ میعاد میں نہ مرا۔ مگر یہ سب باتیں غلط ہیں۔ کیونکہ اس کا رجوع یا توبہ اسی صورت میں معتبر ہوسکتی ہے۔ جبکہ وہ مرزا قادیانی کی مخطوبہ سے دست بردار ہو جاتا اور اس کو طلاق دے کر مرزا قادیانی کے لئے راستہ صاف کر دیتا۔ کیونکہ اس کا قصور تو دراصل یہی تھا کہ اس نے محمدی بیگم سے نکاح کر لیا۔ جیسا کہ خود

مرزا قادیانی بھی لکھتے ہیں کہ: ''احمد بیگ کے داماد کا یہ قصور تھا کہ اس نے تخویف کا اشتہار دیکھ کر اس کی پرواہ نہ کی۔ خط پر خط بھیجے گئے۔ ان سے کچھ نہ ڈرا پیغام بھیج کر سمجھایا گیا۔ کسی نے اس طرف ذرا التفات نہ کی اور احمد بیگ سے ترک تعلق نہ چاہا۔ بلکہ وہ سب گستاخی اور استہزاء میں شریک ہوئے۔ سو یہی قصور تھا کہ پیش گوئی کو سنکر پھر ناطہ کرنے پر راضی ہوئے۔''

(اشتہار انعامی چار ہزار، مجموعہ اشتہارات ج۲ص۹۵)

علاوہ ازیں اخبار اہل حدیث میں سلطان محمد کی ایک چٹھی شائع ہوئی۔ جس میں اس نے ڈرنے اور مرزا کو بزرگ ماننے سے انکار کیا ہے۔

''جناب مرزا غلام احمد قادیانی نے جو میری موت کی پیش گوئی فرمائی تھی۔ میں نے اس میں ان کی تصدیق کبھی نہیں کی۔ نہ میں اس پیش گوئی سے کبھی ڈرا۔ میں ہمیشہ سے اور اب بھی اپنے بزرگان اسلام کا پیرو رہا ہوں۔''

(سلطان محمد بیگ ساکن پٹی ۳ر مارچ ۱۹۲۴ء نقل از اخبار اہل حدیث ۱۴ر مارچ ۱۹۲۴ء)

پھر جبکہ اس کا مقررہ میعاد میں مرنا تقدیر مبرم تھا۔ تو وہ کسی ڈرنے یا توبہ کرنے سے کیونکر ٹل سکتا تھا۔

۳... محمدی بیگم کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا ان پیش گوئیوں میں سے ہے۔ جن پر مرزا قادیانی کے صادق یا کاذب ہونے کا دارومدار ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص (احمد بیگ) کی بڑی لڑکی کے نکاح کے لئے درخواست کر اور اس سے کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرے اور پھر تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے۔ جس کے تم خواہش مند ہو۔ بلکہ اس کے علاوہ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات تم پر کئے جائیں گے۔ بشرطیکہ تم اپنی بڑی لڑکی کا مجھ سے نکاح کردو۔''

(آئینہ کمالات ص۵۷۲،۵۷۳، خزائن ج۵ص۵۷۲،۵۷۳)

''پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی۔ ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اس عاجز کے نکاح میں لائے گا۔''

(اشتہار ۱۰ر جولائی ۱۸۸۸ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ص۱۵۸)

''خدا تعالیٰ نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا

گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی۔“

(ازالہ اوہام ص۳۹۶ خزائن ج۳ ص۳۰۵)

مرزا قادیانی کو اس پیش گوئی کے سمجھنے میں کسی قسم کی غلطی نہیں لگی۔ جیسا کہ خود تحریر فرماتے ہیں کہ: ”جب یہ پیش گوئی معلوم ہوئی اور ابھی پوری نہیں ہوئی تھی...... تو اس کے بعد اس عاجز کو ایک سخت بیماری آئی۔ یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت پہنچ گئی۔ بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی۔ اس وقت گویا پیش گوئی آنکھوں کے سامنے آ گئی اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ نکلنے والا ہے۔ تب میں نے اس پیش گوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اس کے اور معنی ہوں گے جو میں سمجھ نہیں سکا۔ تب اسی حالت قریب الموت میں مجھے الہام ہوا کہ ”الحق من ربك فلا تکونن من الممترین “ یعنی یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے۔ تو کیوں شک کرتا ہے۔“ (ازالہ ص۳۹۸ خزائن ج۳ ص۳۰۵،۳۰۶)

اس لئے مرزا قادیانی کو اس نفس پیش گوئی کے پورا ہونے کا اس درجہ یقین کامل ہو گیا تھا کہ آپ نے اس کو صدق و کذب کا معیار قرار دیتے ہوئے وثوق کے ساتھ یہاں تک کہہ دیا۔

”ھیچ کس باحیلہ خود اورا رد تنواں کردہ۔ ایں تقدیر از خدائے بزرگ تقدیر مبرم است عنقریب وقت آن خواھد آمد پس قسم آں خدائے که حضرت محمدﷺ را برائے مبعوث فرمودہ اور ابهترین مخلوقات گردانید که ایں حق است و عنقریب خواهی دید ومن ایں را برائے صدق خود یا کذب خود معیار میگردانم ومن نگفتم الابعد زآنکه ازرب خود خبردادہ شدم“ (انجام آتھم ص۲۲۳ خزائن ج۱۱ ص۲۲۳)

”میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر علیم اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیش گوئیاں تیری طرف...... سے نہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔“

(اشتہار انعامی چار ہزار، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۱۱۵،۱۱۶)

”نفس پیش گوئی اس عورت (محمدی بیگم) کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر مبرم ہے۔ جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی۔ کیونکہ اس کے لئے الہام الٰہی میں یہ فقرہ موجود ہے۔ لاتبدیل لکلمات اللہ۔ یعنی میری یہ بات ہرگز نہیں ٹلے گی۔ پس اگر ٹل جائے تو خدا کا کلام باطل ہوتا ہے۔“ (اشتہار ۶ اکتوبر ۱۸۹۴ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۳ ص۱۱۵، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۴۳)

''دعوت ربی بالتضرع والا بتهال ومددت الیه ایدی السوال فالهنی ربی ... انها سیجعل ثیبة ویموت بعلها وابوها الیٰ ثلث سنة من یوم النکاح ثم نردها الیك بعدموتهما ولا یکون احدهما من العاصمین وقال انا رادو هاالیك لا تبدیل لکلمات اللّٰہ ان ربك فعال لما یرید''

(کرامات الصادقین خزائن ج۷ ص۱۶۲)

پھر مرزا قادیانی کے بڑھتے ہوئے شوق وصال کو دیکھ کر ان کے ملہم غیبی نے سلطان محمد کی منکوحہ ہونے کے باوجود خلاف شرع محمدی بیگم کا نکاح مرزا قادیانی سے کرا ہی دیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی ایک الہام میں لکھتے ہیں کہ ''کذبوا بآیاتی کانوا بها یستهزؤن فسیکفیهکم اللّٰہ ویردها الیك امر من لدنا انا کنا فاعلین زوجنا کها الحق من ربك فلا تکونن من الممترین لا تبدیل لکلمات اللّٰہ ان ربك فعال لمایرید انا رادوها الیك''

(انجام آتھم ص۶۰،۶۱، خزائن ج۱۱ ص۶۰،۶۱)

''وآں زن راکه زن احمد بیگ رادختر است بازبسوئے تو واپس خواهم آورد یعنی چونکه اواز قبیله بباعث نکاح اجنبی بیروں شده باز بتقریب نکاح تو بسوئے قبیله رد کرده خواهد شودر کلمات خدا ووعدهائے اوهیچ کس تبدیل نتواں کرد''

(انجام آتھم ص۲۱۶، خزائن ج۱۱ ص۲۱۶)

''سچ ہے وہ عورت میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی۔ مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا۔ جیسا کہ پیش گوئی میں درج ہے۔ وہ سلطان محمد سے بیاہی گئی۔ جیسا کہ پیش گوئی میں تھا۔ اس عدالت میں جہاں ان باتوں پر جو میری طرف سے نہیں ہیں۔ بلکہ خدا کی طرف سے ہیں۔ ہنسی کی گئی ہے۔''

(الحکم ج۵ نمبر۲۹ ص۱۴،۱۵، ۱۰ راگست ۱۹۰۱ء)

''عورت اب تک زندہ ہے۔ میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئے گی۔ امید کیسی یقین کامل ہے۔ یہ خدا کی باتیں ہیں۔ ٹلتی نہیں ہوکر رہیں گی۔''

(الحکم ج۵ نمبر۲۹ ص۱۵، ۱۰ راگست ۱۹۰۱ء)

''اور وعدہ یہ ہے کہ پھر وہ نکاح کے تعلق سے واپس آئے گی۔ سو ایسا ہی ہوگا۔''

(الحکم ج۹ نمبر۲۳ ص۲، ۳۰ رجون ۱۹۰۵ء)

پیش گوئی میں اس بات کی تصریح ہونا کہ محمدی بیگم مرزا قادیانی کے نکاح میں ضرور آئے گی اور یہ تقدیر مبرم ہے۔ جو ٹل نہیں سکتی اور مرزا قادیانی کا اس پیش گوئی کے سمجھنے میں کسی قسم

کی غلطی نہ کھانا یہ تمام باتیں اس امر کی کھلی ہوئی شہادت ہے کہ محمدی بیگم کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا ضروری تھا اور ان کو محمدی بیگم کی مفارقت کا داغ سینہ پر لے کر کبھی نہ مرنا چاہئے تھا۔ کیونکہ ایسا ہونے سے نہ صرف مرزا قادیانی کی موت بقول ان کی نامرادی اور ذلت کی موت سمجھی گئی ہے۔ بلکہ مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کے ساتھ ان کے ملہم کا جھوٹا ہونا بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہونے لگا اور پھر شیطانی الہام کو وحی ربانی بتلانا یہ دوسرا گناہ ہے۔ جو مرزا قادیانی کے سر پر قائم رہا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ان کی نسبت یہ ارشاد ہے۔

’’ومن اظلم ممن افتریٰ علیٰ اللّٰہ کذبا اوقال اوحی الیّٰ ولم یوحی الیہ شئی ومن قال سانزل مثل ما انزل اللّٰہ (انعام:۹۳)‘‘ مرزا قادیانی کو جذبہ عشق سے آخری وقت تک ملاقات کی امید بندھی رہی۔ جذبہ عشق سلامت ہے تو انشاء اللہ کچے دھاگے میں چلے آئیں گے سرکار بندھے۔ لیکن قرآئن موجودہ کچھ ایسے یاس انگیز اور نوامیدی کا پہلو لئے ہوئے تھے کہ انہوں نے مرزا قادیانی کو تذبذب میں ڈال دیا۔

بلائے فرقت لیلے وصحبت لیلے
غرض دوگونہ عذاب است جان مجنوں را

اور مجبور ہو کر ان کو یہ الہام ظاہر کرنا پڑا کہ: ’’یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ یہ درست ہے۔ مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا۔ خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ ’ایتہا المرأۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک‘‘ پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا اور نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۲،۱۳۳، خزائن ج۲۲ ص۵۷۰)

کیا خوب مجھ کو محروم نہ کر وصل سے او شوخ مزاج
بات وہ کہہ کہ نکلتے رہیں پہلو دونوں

اس الہام میں علاوہ دورنگی اختیار کرنے کے کسی طرح کا سقم اور بدحواسی کا صاف طور پر پتہ چل رہا ہے۔

۱...... جب نکاح آسمان پر پڑھا گیا ہے تو اب تاخیر میں کیا چیز پڑ گئی؟۔

۲...... دولہا تو بیوی کو طلاق نہ دے اور قاضی جھٹ سے نکاح کو فسخ کر دے۔ یہ عجیب منطق ہے۔

۳...... توبہ کی شرط لوگ پوری کریں اور نکاح محمدی بیگم کا فسخ ہو جائے۔

۴...... کیا مرزا قادیانی کے ساتھ نکاح ہونا بلاء اور مصیبت تھی۔ جو توبہ کرنے سے ٹل گئی۔

۵...... عورت کی توبہ تو یہ تھی کہ وہ سلطان محمد کے نکاح سے نکل کر مرزا قادیانی کی بزم نشاط کی رونق ہوتی۔ غرض معلوم ہوا کہ یہ سب مرزا غلام احمد قادیانی کے شیطانی الہامات تھے۔ جو بیت الفکر میں گھڑے جاتے تھے۔ جادو وہ ہے جو سر چڑھ کے بولے۔ لو سن لو محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور کیا فرماتے ہیں کہ: ''یہ سچ ہے کہ مرزا قادیانی نے کہا تھا کہ نکاح ہوگا اور یہ بھی سچ ہے کہ نہیں ہوا۔'' (اخبار پیغام صلح لاہور ۱۶ر جنوری ۱۹۲۱ء)

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعاں کا

س...... جس طرح رسول خدا ﷺ نے فرمایا تھا کہ قیصر اور کسریٰ کے شہر میرے ہاتھ فتح ہوں گے۔ مگر وہ صحابہؓ کے زمانہ میں فتح ہوئے تھے۔ اسی طرح مرزا قادیانی کے ساتھ نکاح ہونے کے یہ معنے ہیں کہ ان کی اولاد میں سے کوئی شخص محمدی بیگم کی اولاد سے عقد کرے گا۔

ج...... نبی عربی ﷺ نے کسی جگہ یہ نہیں فرمایا کہ قیصر وکسریٰ کی حکومت میری زندگی میں فتح ہو جائے گی۔ بلکہ صحابہؓ کو مخاطب کر کے یہ فرمایا کہ تم ان کے خزانے لوٹو گے اور تمہارے ہاتھوں ان کے شہر مفتوح ہو کر اسلامی حکومت میں داخل ہوں گے۔ یہ محض نبی عربی ﷺ پر افتراء ہے اور جب کہ پیش گوئی میں مرزا کے ساتھ تصریح تھی اور مرزا قادیانی کو اس کے سمجھنے میں کسی قسم کی غلط فہمی بھی نہیں ہوئی تو پھر ایسی رکیک اور لچر تاویلیں کرنی سراسر مضحکہ خیز ہیں۔

پیشگوئی ڈاکٹر عبدالحکیم

۴...... ''ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب پٹیالوی نے مرزا قادیانی کے متعلق یہ الہام شائع کیا تھا کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے ۱۴ ماہ تک مرزا مر جائے گا۔ مرزا قادیانی نے اس کے جواب میں ایک اشتہار بعنوان تبصرہ ۵ر نومبر ۱۹۰۷ء کو شائع کیا۔ جس میں ڈاکٹر صاحب کے متعلق یہ پیش گوئی تحریر فرمائی:

''اپنے دشمن کو کہہ دے کہ خدا تجھ سے مواخذہ لے گا۔ میں تیری عمر کو بڑھاؤں گا۔ یعنی دشمن تو کہتا ہے کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینہ تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں۔ یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیش گوئی کرتے ہیں ان سب کو جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو میں بڑھا دوں گا۔ تاکہ

معلوم ہو کہ میں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔''

آگے لکھتے ہیں کہ: ''یہ عظیم الشان پیش گوئی ہے۔ جس میں میری فتح اور دشمن کی شکست اور میری عزت اور دشمن کی ذلت اور میرا اقبال اور دشمن کا ادبار بیان فرمایا ہے اور دشمن پر غضب اور عقوبت کا وعدہ کیا ہے۔ مگر میری نسبت لکھا ہے کہ دنیا میں تیرا نام بلند کیا جائے گا اور نصرت اور فتح تیرے شامل حال ہوگی اور دشمن جو میری موت جانتا ہے وہ خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب فیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔'' اس کے بعد ڈاکٹر عبدالحکیم نے ایک اور اشتہار شائع کیا جس میں لکھا تھا کہ: ''مرزا قادیانی مورخہ ۴ اراگست ۱۹۰۸ء تک مر جائے گا۔''

(دیکھو چشمہ معرفت ص ۳۲۱، ۳۲۲، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۷)

آخر کار ڈاکٹر صاحب کی پیش گوئی کے ماتحت مرزا قادیانی ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو اگلے جہان کی طرف سدہار گئے اور ڈاکٹر صاحب کے مقابلہ میں اپنا یہ قول سچا کر کے دکھا گئے۔ ''رب فرق بین صادق وکاذب انت بری کل مصلح وصادق'' اے اللہ سچے اور جھوٹے کے درمیان فرق کر کے دکھادے کہ تو مصلح اور سچے کو دیکھتا ہے۔'' (نقل از اشتہار مرزا قادیانی مورخہ ۱۶ اراگست ۱۹۰۶ء مطابق ۲۴ ر جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۶۰)

۵ مرزا قادیانی نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے متعلق (۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸) کو ایک اشتہار بعنوان ''مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ'' شائع کیا جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ: ''اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی ہی ہلاک ہو جاؤں گا... اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید کرتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر یہ پیش گوئی نہیں۔ بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا

ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین! مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون اور ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میری روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے۔ جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین ...... اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کا تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے۔ یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر" آمین ثم آمین ربنا افتح بیننا وبینا قومنا...... الخ"

مرزا قادیانی نے یہ پیش گوئی شروع میں بطریق دعا شائع کی تھی۔ لیکن پھر اس کی قبولیت کا الہام ہو گیا۔ اس لئے یہ پیش گوئی بھی الہامی ہی سمجھنی چاہئے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: "ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا۔ اجیب دعوۃ الداع صوفیاء کے یہاں بڑی کرامت استجابت دعا ہے باقی سب اس کی شاخیں۔" (البدر مورخہ ۲۵ راپریل ۱۹۰۷ء)

مرزا قادیانی اس پیش گوئی کے مطابق مولوی ثناء اللہ صاحب صادق کی زندگی میں آسمانی مرض ہیضہ یا ایلاؤس میں ہلاک ہو کر دنیا پر اپنا مفسد کذاب مفتری علی اللہ ہونا ثابت کر گئے۔

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں پکا تھا پہلے مرگیا

۶...... ۵ رنومبر ۱۸۹۹ء کو مرزا قادیانی نے ایک اشتہار دیا۔ جس میں اپنی صداقت پر خدا تعالیٰ سے بڑی گریہ وزاری کے ساتھ ایک آسمانی نشان طلب کیا جس کے ظہور کی مدت ۳ سال تک رکھی اور اس دعا کی قبولیت یا عدم قبولیت کو اپنے صدق وکذب کا معیار قرار دیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: "اے میرے مولا قادر خدا اب مجھے راہ بتلا ...... اگر میں تیری جناب میں

مستجاب الدعوات ہوں تو ایسا کر کہ جنوری ۱۹۰۰ء سے آخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک میرے لئے کوئی اور نشان دکھلا اور اپنے بندے کے لئے گواہی دے۔ جس کو زبانوں سے کچلا گیا ہے۔ دیکھ میں تیری جناب میں عاجزانہ ہاتھ اٹھاتا ہوں کہ تو ایسا ہی کر۔ اگر میں تیرے حضور میں سچا ہوں..... تو ۳ سال میں جو آخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ختم ہو جائیں گے۔ کوئی ایسا نشان دکھلا کہ جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو۔'' (اشتہار ۵ر نومبر ۱۸۹۹ء، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۷۸)

گو یہ الفاظ دعائیہ ہیں۔ مگر مرزا قادیانی نے (اعجاز احمدی کے ص۸۸، خزائن ج۱۹ ص۲۰۲) پر اس کو پیش گوئی لکھا ہے۔

پھر مرزا قادیانی کی دعا کوئی معمولی دعا نہ تھی۔ جو مقبول نہ ہوتی۔ اس کے لئے قبولیت لازم تھی۔ چنانچہ اسی اشتہار میں لکھا ہے کہ: ''مجھے بار بار خدا تعالیٰ مخاطب کر کے فرما چکا ہے کہ جب تو دعا کرے تو میں سنوں گا۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۷۸)

پھر آپ اسی اشتہار میں لکھتے ہیں کہ: ''اگر تو (اے خدا) تین برس کے اندر جو جنوری ۱۹۰۰ء سے شروع ہو کر دسمبر ۱۹۰۲ء تک پورے ہو جائیں گے۔ میری تائید میں اور میری تصدیق میں کوئی نشان نہ دکھلاوے اور اپنے بندوں کو ان لوگوں کی طرح رد کرے۔ جو تیری نظر میں شریر اور پلید اور بے دین اور کذاب اور دجال اور خائن اور مفسد ہیں تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تئیں صادق نہ سمجھوں گا اور ان تمام تہمتوں اور الزاموں اور بہتانوں کا اپنے تئیں مصداق سمجھ لوں گا۔ جو میرے اوپر لگائے جاتے ہیں..... میں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود اور ملعون اور کافر اور بے دین اور خائن ہوں۔ جیسا کہ مجھے سمجھا گیا ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۷۷، ۱۷۸)

لاریب فیه هر که شك آرد کافر گردد!

جب ۲۴ر نومبر ۱۹۰۲ء تک کوئی نشان آسمانی ظاہر نہ ہوا تو مرزا قادیانی نے مسیحیت جاتی ہوئی دیکھ کر فوراً ایک رسالہ اعجاز احمدی شائع کر دیا۔ جس میں لکھا کہ اگر مولوی ثناء اللہ اتنی ضخامت کا رسالہ اردو عربی نظم میں بنا کر پانچ روز میں پیش کر دے تو میں اس کو دس ہزار روپیہ انعام میں دوں گا اور اگر وہ عاجز ہو گیا تو میری سہ سالہ میعاد والی پیش گوئی پوری ہو جائے گی۔

(ملخص اشتہار ملحقہ اعجاز احمدی ص۸۹، ۹۰، خزائن ج۱۹ ص۲۰۲ تا ۲۰۵)

سبحان اللہ (سخن فہمی عالم بالا معلوم شود) سوال تھا ایسے آسمان نشان کا جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر وہ نشان تو مرزا قادیانی کی دعا کی وجہ سے کہ مفتری اور کذاب کو نہ ملنا چاہئے نہ ملا اور

ناحق مرزا قادیانی کے انسانی ہاتھوں پر نشان دہی کا بار ڈال دیا۔ پھر نشان بھی دیا تو ایسا نور بھرا کہ جس میں عروضی، صرفی، نحوی، اغلاطات بھری پڑیں ہیں۔ اگر کسی کو دیکھنے کا شوق ہو تو الہامات مرزا اور سیف چشتیائی وغیرہ دیکھ لے۔ پھر جب مولوی ثناء اللہ صاحب نے ۲۵ر نومبر ۱۹۰۲ء کو بذریعہ اشتہار قصیدہ اعجازیہ کے اغلاط بیان کرتے ہوئے ان سے اس امر کا مطالبہ کیا کہ مہینوں کی کوشش کے بعد ایک رسالہ تیار کر کے اس کا جواب پانچ روز میں مانگنا انصاف کے خلاف ہے۔ اس لئے زانو بزانو بیٹھ کر عربی اردو تحریر کا نظم ونثر میں مقابلہ کر لیا جائے تو سوائے سکوت کے کوئی جواب نہ ملا اور مولوی ثناء اللہ صاحب یہ شعر ہی گنگناتے رہے:

بنائی آڑ کیوں دیوار گھر کی
نکل دیکھیں تیری ہم شعر خوانی

ہم تو مرزا قادیانی کے پیش کردہ معیار کے موافق ان کے لئے وہی القابات تحریر کریں گے جو مرزا قادیانی نے اس پر پورے نہ اترنے والے کے لئے مفتری، کذاب، خائن، مفسد، دجال شریر وغیرہ منتخب کئے تھے۔ مصرعہ آنچہ اسنادازل گفت هماں میگویم اور مرزائی اگر ناخلف نہیں ہیں اور مرزا کو سچا سمجھتے ہیں تو ان کو بھی اس میں ہمارا ہمنوا ہونا چاہئے۔ ورنہ ہم تو یہی کہیں گے جو اس پر بھی نہ سمجھے تو اس بت کو خدا سمجھے۔

''افلا یتدبرون القرآن ام علیٰ قلوب اقفالها'' (نساء:۸۲)

فصل نمبر۴
تردید صداقت مرزا قادیانی

تحریف:۱ ''لوتقول علینا بعض الا قاویل لا خذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین · الحاقه:٤٤،٤٦'' اور اگر وہ (محمد ﷺ) ہم پر بعض افتراء باندھتے تو ہم ان کو داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے اور اس کی شہ رگ کاٹ ڈالتے۔

مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''اگر اس مدت تک اس مسیح کا ہلاکت سے امن میں رہنا اس کے صادق ہونے پر دلیل نہیں تو اس سے لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کا ۲۳ برس تک موت سے بچنا آپ کے سچا ہونے پر بھی دلیل نہیں...... یہ قرآنی استدلال بدیہی الظہور جب ہی ٹھہر سکتا ہے۔ جبکہ یہ قاعدہ کلی مانا جائے کہ خدا مفتری کو...... کبھی مہلت نہیں دیتا...... آج تک علماء

امت سے کسی نے یہ اعتقاد ظاہر نہیں کیا کہ کوئی مفتری علی اللہ تئیس برس تک زندہ رہ سکتا ہے..... میرے دعوے کی مدت تئیس برس ہو چکی ہے۔"

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ موسومہ اشتہار پانچ سو روپیہ ص۴، خزائن ج۱۷ ص۴۲،۴۳)

اسی کتاب کے ص۲ پر لکھا ہے کہ: "شرح عقائد نسفی میں بھی عقیدے کے رنگ میں اس دلیل کو لکھا ہے۔"
(تحفہ گولڑویہ ص۲، خزائن ج۱۷ ص۴۰)

اور توریت میں بھی یہی درج ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جاتا ہے۔

تحقیق ..... یہ آیت رسول اللہ ﷺ کی شان میں اس بات کو ظاہر کرنے کے لئے نازل ہوئی کہ اگر وہ اللہ سبحانہ کی طرف بعض باتوں کی جھوٹی نسبت کر دیتے تو ان کو فوراً ہلاک کر دیا جاتا اور ایک زمانہ دراز تک کبھی مہلت نہ دی جاتی اور سورہ بنی اسرائیل میں اسی فیصلہ کو وضاحت کے ساتھ اس طرح بیان کیا ہے۔ کہ: "وان کادوا لیفتنونک عن الذی اوحینا الیک لتفتری علینا غیرہ واذا لا تخذوک خلیلا ۰ ولولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیھم شیئاً قلیلاً ۰ اذاً لاذقنک ضعف الحیوۃ وضعف المماۃ ثم لا تجد علینا نصیراً (بنی اسرائیل:۷۳،۷۴،۷۵)" یعنی قریب تھا کہ کفار تجھے وحی الٰہی سے ہٹا کر افتراء پردازی پر مائل کر دیں۔ اس صورت میں وہ تجھے اپنا دوست بنا لیتے۔ اگر ہم آپ کو ثابت قدم نہ رکھتے تو آپ کچھ نہ کچھ ان کی طرف مائل ہو جاتے۔ مگر اس وقت ہم آپ کو دنیا اور آخرت میں دگنا عذاب دیتے۔ جس پر تجھے کوئی مددگار نہ ملتا۔

معلوم ہوا یہ ایک خاص واقعہ ہے۔ اس میں کوئی لفظ کلیت یا عموم پر دلالت کرنے والا موجود نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے اس کو عام ضابطہ یا قاعدہ کلیہ قرار دیا جائے۔ شرح عقائد نسفی میں علامہ تفتازانی کا بھی یہی مطلب ہے۔ کیونکہ وہ جامع کمالات فاضلہ اور اخلاق عظمیہ سے رسول اللہ کی نبوت پر استدلال کر رہے ہیں۔ ہر مدعی نبوت کی نبوت کو اس سے ثابت نہیں کرتے۔ جیسا کہ اس عبارت سے ظاہر ہے۔ "قد یستدل ارباب البصائر علی نبوۃ بوجھین احدھما بالتواتر من احوالہ قبل النبوۃ وھال الدعوۃ وبعد تمامھا واخلاقہ العظمۃ واحکامہ الحکمیۃ واقدامہ حیث تحجم الابطال ووثوقہ بعصمۃ اللہ تعالیٰ فی جمیع الاحوال وثباتہ علی حالہ لدی الاھو بحیث لم تجد اعداؤہ مع شدۃ عداوتھم وحرصھم علے الطعن فیہ مطعنا ولا الی القدح فیہ سبیلا فان العقل یجزم بامتناع اجتماع ھذا الامور فی غیر الانبیاء وان یجمع

اللّٰہ تعالیٰ هذه الکمالات فی حق من یعلم انه یفتری علیه ثم یمهله ثلثا وعشرین سنة'' (شرح عقائد نسفی مجتبائی ص۱۳۶، ۱۳۷، مبحث النبوات)

اس میں جملہ ضمیریں رسول اللہ ﷺ کی طرف راجع کی گئیں ہیں اور انبیاء علیہم السلام میں سے وہی جامع کمالات اور اخلاق عظیمہ کے ساتھ متصف ہیں۔ جیسا کہ: ''بعثت لاتمم حسن الاخلاق'' (الحدیث مؤطا ص۷۰۵ باب فی حسن الخلق) وآیت ''انک لعلی خلق عظیم'' (القلم:۴) سے ظاہر ہے۔ اس لئے شرح عقائد کی عبارت کو معیار نبوت میں کلیہ پیش کرنا ہرگز صحیح نہیں اور اگر آیت کی دلالت بالفرض کلیت پر تسلیم کر لی جائے تو رسول اللہ ﷺ کے حالات کو سامنے رکھ کر کلیت اخذ کرنی پڑے گی۔ جیسا کہ خود مرزا قادیانی نے ۲۳ سالہ مہلت اور نبی کاذب کی قید آنحضرت ﷺ کے حالات ہی سے اربعین وغیرہ میں لگائی ہے۔ ورنہ آیت میں وحی نبوت اور ۲۳ سال مدت کی کوئی قید مذکور نہیں ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ: ''خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ جھوٹا نبی ہلاک کیا جاتا ہے۔ اب اس کے مقابل میں یہ پیش کرنا کہ اکبر بادشاہ نے نبوت کا دعویٰ کیا یا روشن دین جالندھری نے دعویٰ کیا۔ اور وہ ہلاک نہیں ہوئے۔ یہ ایک دوسری حماقت ہے۔ جو ظاہر کی جاتی ہے۔... پہلے ان لوگوں کی خاص تحریر سے ان کا دعویٰ ثابت کرنا چاہئے... کہ میں خدا کا رسول ہوں... کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت میں ہے۔'' (ضمیمہ اربعین نمبر۳،۴ ص۱۱، خزائن ج۱۷ ص۴۷۷)

۲..... ''ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افتراء کر کے... تئیس برس تک مہلت پا سکے۔ ضرور ہلاک ہوگا۔'' (اربعین نمبر۴ ص۵، خزائن ج۱۷ ص۴۳۴)

۳..... ''یہی قانون خدا تعالیٰ کی قدیم سنت میں داخل ہے کہ وہ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے کو مہلت نہیں دیتا۔'' (تحفہ قیصریہ ص۶، خزائن ج۱۲ ص۲۵۸)

جس طرح نبوت اور تئیس سالہ مدت کی قید رسول اللہ ﷺ کے حالات سے لگائی گئی ہے۔ اسی طرح سچے اور صادق ہونے کی قید کا اضافہ کرنا بھی ضروری ہوگا اور اس وقت آیت کا مفاد یہ ہوگا کہ جو سچا نبی کسی غیر نازل شدہ حکم کی جھوٹی نسبت اللہ سبحانہ کی طرف کرے گا وہ ہلاک کیا جائے گا اور آیت میں بعض الاقاویل کی قید کا فائدہ بھی اسی صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ جب کہ نبی سے سچا نبی مراد لیا جائے ورنہ جھوٹے مدعی نبوت کی ہر وہ بات جس کو وحی الٰہی کہتا ہے۔ جھوٹی ہے اور یہی مطلب توریت کی آیت کا ہے۔ خود مرزا قادیانی نے بھی اس ضابطہ میں صادق نبی ہونے کی شرط کو ملحوظ رکھا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ: ''میں بار بار کہتا ہوں کہ صادقوں کے لئے

آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر تیس برس مہلت پا سکے۔" (اربعین نمبر۴ ص۵ خزائن ج۱۷ ص۴۳۴)

معاملات دینوی میں بھی اس بہروپیہ سے جو حاکم کے بہروپ میں کوئی حکم نافذ کرے مواخذہ نہیں ہوتا۔ مگر ایک سرکاری عہدہ دار حکومت سے حکم و احکام حاصل کرنے کے بغیر اگر کوئی حکم نافذ کرے گا تو حکومت اس سے باز پرس کرے گی۔ شرح عقائد میں ۲۳ سال مہلت اگر معیار بن سکتی ہے تو فی الجملہ اسی طرح بن سکتی ہے کہ اس کے ساتھ دیانت اور اتقاء راست گفتاری استقامت توکل علی اللہ وغیرہ کو مدعی نبوت میں ثابت کیا جائے۔ جیسا کہ شرح عقائد میں کہا گیا ہے اور یہ شرط مرزا قادیانی میں کلیۃً مفقود ہے۔ شرح عقائد کی ایک بات کو ماننا اور جو اپنے خلاف ہو۔ اس کا نام نہ لینا کہاں کا انصاف ہے اور جو مدعیان کاذب ہیں۔ ان کی سزا دنیا میں کوئی نہیں بیان کی گئی۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ: "ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذباً اوقال اوحی الیّ ولم یوح الیه شئی ومن قال سانزل مثل ماانزل اللہ ولوتری اذا لظالمون فی غمرات الموت والملائکة باسطوایدیهم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الهون بماکنتم تقولون علی اللہ غیر الحق" (انعام:۹۳)

اس میں مقررہ وقت پر موت آنے کے علاوہ نبوت کے جھوٹے دعویدار کی کوئی سزا دینوی بیان نہیں کی۔ بلکہ سورہ اعراف میں ہے کہ ایسے مفتری کی عمر مقررہ مدت تک پوری کر دی جائے گی۔ "فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذباً اوکذب بایته اولئك ینالهم نصیبهم من الکتاب (اعراف:۳۷)" جلالین میں من الکتاب کی یہ تفسیر کی ہے کہ: "مما کتب لهم فی اللوح المحفوظ من الرزق و [illegible] وغیر ذالك" (جلالین ص۱۳۲)

لہٰذا یہ کہنا کہ نبوت کے جھوٹے مدعی کو ہلاک کرنا خدا کی سنت ہے۔ بالکل غلط اور سرتاپا جھوٹ ہے اور اگر مان لیں کہ جھوٹے مدعی نبوت کو ۲۳ برس تک مہلت نہیں ملتی تو پھر بھی مرزا قادیانی کاذب کے کاذب ہی رہتے ہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ ۱۹۰۲ء میں کیا تھا۔ جیسا کہ مرزا محمود جانشین مرزا نے القول الفصل کے ص۲۴ پر لکھا ہے کہ: "تریاق القلوب کی اشاعت تک جو اگست ۱۸۹۹ء سے شروع ہوئی اور ۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ختم ہوئی۔ آپ کا (مرزا قادیانی) کا یہی عقیدہ تھا کہ...... آپ کو جو نبی کہا جاتا ہے یہ ایک قسم کی جزوی نبوت ہے۔ ۱۹۰۲ء کے بعد میں آپ کو خدا کی طرف سے معلوم ہوا کہ آپ نبی ہیں اور ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل قریباً ساڑھے دس بجے مرزا قادیانی مرض ہیضہ سے لاہور میں ہلاک ہوئے۔ اس دعویٰ

نبوت کی کل مدت چھ برس ہوئی۔ مگر اربعین نمبر۴ ص۶ کی رو سے سچے نبی کی مدت تئیس برس ہونی چاہئے جو مرزا قادیانی میں نہیں پائی جاتی۔ اس لئے آپ جھوٹے کے جھوٹے ہی رہے۔ جب کہ یہ آیت مرزا قادیانی کے خیال میں نبوت کا معیار ہے تو لاہوری پارٹی کا اس آیت سے مرزا قادیانی کی صداقت پر استدلال کرنا ان کے دعوے نبوت کو تسلیم کرنا ہے۔ جس کو وہ اپنے خیال میں افتراء سمجھے ہوئے ہیں۔ چنانچہ محمد علی امیر جماعت لاہور لکھتا ہے کہ: ''جو شخص اس امت میں سے دعویٰ نبوت کرے۔ کذاب ہے۔'' (النبوۃ الاسلام ص۸۹، باب سوم ختم نبوت)

بلکہ جس کا دعوے نبوت نہ ہو اس کی صداقت پر اس آیت کو پیش کرنے والا بقول مرزا قادیانی بے ایمان ہے۔ ''بے ایمانوں کی طرح قرآن شریف پر حملہ کرتا ہے اور آیت لوتقول کو ہنسی ٹھٹھا میں اڑانا۔'' (ضمیمہ اربعین ص۱۲، خزائن ج۱۷ ص۴۷۷)

اور یہ کہنا کہ مفتری کے لئے قتل ہونا ضروری ہے اور مرزا قادیانی قتل نہیں ہوئے۔ اس لئے وہی سچے تھے۔ کئی وجہ سے غلط ہے۔

۱...... قرآن شریف میں قتل کی کوئی قید نہیں۔

۲...... خود مرزا قادیانی نے مفتری کی سزا موت بتائی ہے۔ قتل نہیں کہا۔''

''اگر وہ ہم پر افتراء کرتا تو اس کی سزا موت تھی۔''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۳، خزائن ج۱۷ ص۳۹)

''اس سے لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت ﷺ کا تئیس برس تک موت سے بچنا آپ کے سچا ہونے پر بھی دلیل نہیں۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۳، خزائن ج۱۷ ص۴۲)

۳...... مرزا قادیانی نے (ضمیمہ اربعین میں استثناء باب۱۸ آیت ۱۸تا۲۰) سے استدلال کیا ہے کہ جھوٹا نبی میت (یعنی مر جائے گا) اور اس بات کے ثبوت میں کہ میت کے معنے عبرانی زبان میں مرنے کے ہیں۔ مرزا قادیانی نے یہ عبارت لکھی ہے کہ: ''جب میں صبح کو اٹھی کہ بچے کو دودھ دوں تو دیکھا میت دیکھو وہ مرا پڑا تھا۔'' (ضمیمہ اربعین ص۹، خزائن ج۱۷ ص۴۷۵)

آگے لکھتے ہیں کہ: ''میت جس کا ترجمہ پادریوں نے قتل کیا ہے بالکل غلط ہے۔ عبرانی لفظ میت کے معنے ہیں۔ مرگیا یا مرا ہوا ہے۔''

معلوم ہوا کہ مدعی کاذب کا قتل ہونا ضروری نہیں بلکہ مرزا قادیانی کے خیال میں تئیس برس سے پہلے مرجانا بھی اس کے کذب کی دلیل ہے۔ اس لئے مرزا قادیانی بموجب اپنے فیصلہ کے کاذب ٹھہرے۔''

۴...... ’’قتل ہونا کاذب ہونے کی نشانی نہیں ہے۔قرآن شریف میں یہودیوں کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے۔’’قتلهم الانبياء بغير الحق ‘‘ (النساء:۱۵۵)اگر جھوٹے مدعی کو قتل کیا جاتا تو ان کی کبھی مذمت نہ کی جاتی اور نہ ایسے قتل کو قتل ناحق کہنا صحیح ہوتا۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:’’اے بنی اسرائیل کیا تمہاری یہ عادت ہوگئی کہ ہر ایک رسول جو تمہارے پاس آیا تو تم نے بعض کی ان میں سے تکذیب کی اور بعض کو قتل کر ڈالا۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۴،خزائن ج۵ص۳۴)

۵...... ایسی نشانی جس کا ظہور آغاز نبوت سے ۲۳برس بعد ہو صدق وکذب کا معیار نہیں بن سکتی۔ ورنہ تئیس سال تک نبوت کا ثبوت ہی موقوف رہے گا اور ایک نبی اس سے پہلے کبھی نبی نہیں بن سکے گا اور نہ اس عرصہ میں مرنے والے کافر یا مسلمان کہلانے کے مستحق ہوں گے۔اس سے مرزا قادیانی کی یہ شرط بالکل غلط ہے کہ:’’وہاں اس بات کا واقعی طور پر ثبوت ضروری ہے کہ اس شخص نے..... تئیس برس کی مدت حاصل کرلی۔‘‘

(اربعین ص۳،خزائن ج۱۷ص۴۰۹)

اور اگر یہ سزا مطلق الہام کے جھوٹے مدعی کے لئے ہے اور دعوے نبوت اس میں کوئی شرط نہیں تو چاہئے تھا کہ دنیا میں جھوٹے مدعیان الہام کو۲۳سال کی مہلت کبھی نہ ملتی۔ باوجودیکہ دنیا کی تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ پہلے مدعیان الہام کو مرزا قادیانی سے زیادہ کامیابی نصیب ہوئی اور ان کو مہلت کا زمانہ مرزا قادیانی کے زمانہ مہلت سے زیادہ ملا۔ چنانچہ:

۱...... حسن بن صباح نے ۴۸۳ھ میں الہام کا دعویٰ کیا ۵۱۸ھ میں دعوے کے ۲۵سال بعد مرا اور ایک کثیر جماعت متبعین کی چھوڑی۔

۲...... مسیلمہ کذاب نے رسول اللہﷺ کی زندگی میں نبوت کا دعویٰ کیا اور تھوڑے عرصہ میں بہت سے لوگ اس کے گرد جمع ہوگئے۔

جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں اس کو قتل کرنے کے لئے خالد بن ولیدؓ کی سرگردگی میں مسلمانوں کا لشکر بھیجا۔تو مسیلمہ کذاب ان کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک لاکھ کی جمعیت لے کر میدان میں نکلا اور شکست کھا کر مارا گیا۔

۳...... عبدالمومن افریقی نے ۲۷۷ھ میں مہدیت کا دعویٰ کیا اور ۲۴برس بعد ۳۰۰ھ میں مرا۔

۴...... عبداللہ بن تومرت مہدی بن کر ۲۵ برس تک تبلیغ کرتا رہا اور جب کافی جمعیت اکٹھی کر لی تو سلطنت حاصل کر کے ۲۰ سال حکومت کی اور مر گیا۔

۵ ..... سید محمد جونپوری نے سکندر لودھی کے زمانہ ۹۰۱ھ میں مکہ معظمہ پہنچ کر بیت اللہ میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور ۹۰۱ھ تک اپنے وطن میں واپس آ کر مذہب کی تبلیغ کرنی شروع کی۔ جس سے راجپوتانہ گجرات کاٹھیاواڑ سندھ میں بہت سے لوگوں نے اس کی بیعت اختیار کر لی۔ اس قسم کی اور بہت سی مثالیں تاریخی کتابوں میں موجود ہیں اور مطلق مفتری علی اللہ کی بھی یہ سزا نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ یہود و نصاریٰ جو آئے دن توریت و انجیل میں تحریفیں کر کے محرف حصہ کو اللہ کی آیتیں کہتے رہے ہیں۔ آج تک ہلاک نہیں ہوئے اور نہ قرآن عزیز میں ان کی کوئی دنیاوی سزا بیان فرمائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ''ویقولون ھو من عند اللہ وما ھو من عنداللّٰہ ویقولون علی اللّٰہ الکذب ویعلمون'' (آل عمران:۷۸) عام کافروں کی نسبت ارشاد ہے: ''یفترون علی اللّٰہ الکذب (مائدہ:۱۰۳) مگر پھر بھی ان کو کوئی دنیاوی سزا نہیں ملتی بلکہ ایسے لوگوں کو مہلت دی جاتی ہے۔ سچ ہے کذابوں دجالوں کی رسی دراز ہے مولانا فرماتے ہیں کہ:

تو مشو مغرور بر حلم خدا
دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

پھر مرزا قادیانی نے ۲۳ برس کی مدت ابتداء تجویز نہیں کی بلکہ جتنا زمانہ ان کے دعوے کو گذرتا گیا اتنی ہی مدت بڑھاتے رہے۔ پہلے یہ خیال تھا کہ مفتری علی اللہ کو فوراً اور دست بدست سزا دی جاتی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ: ''قرآن شریف کی نصوص قطعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا مفتری اس دنیا میں دست بدست سزا پا لیتا ہے۔'' (انجام آتھم ص۴۹، خزائن ج۱۱ ص۴۹)

''وہ پاک ذات جس کے غضب کی آگ وہ صاعقہ ہے کہ ہمیشہ جھوٹے ملہموں کو بہت جلد کھاتی رہی ہے...... بے شک مفتری خدا کی لعنت کے نیچے ہے...... اور جلد مارا جاتا ہے۔''

(انجام ص۵۰، خزائن ج۱۱ ص۵۰)

''توراۃ اور قرآن شریف دونوں گواہی دے رہے ہیں کہ خدا پر افتراء کرنے والا جلد تباہ ہوتا ہے۔'' (انجام ص۶۳، خزائن ج۱۱ ص۶۳)

پھر نشان آسمانی مطبوعہ جون ۱۸۹۲ میں لکھتے ہیں کہ: ''دیکھو خدا تعالیٰ قرآن کریم میں صاف فرماتا ہے کہ جو میرے پر افتراء کرے اس سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں اور میں جلد مفتری کو

پکڑتا ہوں اور اس کو مہلت نہیں دیتا۔ (قرآن میں ایسا کہیں نہیں آیا) لیکن اس عاجز کے دعوے مجدد اور مثیل مسیح ہونے پر اب بفضلہ تعالیٰ گیارہواں برس جاتا ہے کیا یہ نشان نہیں۔''

(نشان آسمانی ص ۳۷، خزائن ج ۴ ص ۳۹۷)

پھر اس کے آٹھ ماہ بعد آئینہ کمالات مطبوعہ فروری ۱۸۹۳ء میں لکھا ہے کہ: ''یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کام انسان کا ہوتا تو...... اپنی اس عمر تک ہرگز نہ پہنچتا جو بارہ برس کی مدت اور بلوغ کی عمر ہے۔''

(آئینہ کمالات ص ۵۴، خزائن ج ۵ ص ۵۴)

پھر انوار الاسلام مطبوعہ ۵؍ دسمبر ۱۸۹۴ء میں ایک سال نو ماہ بعد تحریر فرماتے ہیں کہ: ''یا کبھی خدا نے کسی جھوٹے کو ایسی لمبی مہلت دی ہے کہ وہ بارہ برس سے برابر الہام اور مکالمہ الٰہیہ کا دعویٰ کر کے دن رات خدا تعالیٰ پر افتراء کرتا ہو اور خدا تعالیٰ اس کو نہ پکڑے۔ بھلا اگر کوئی نظیر ہے تو بیان کریں۔'' (اس کی نظریں گذر چکیں ہیں)

(انوار الاسلام ص ۵۰، خزائن ج ۹ ص ۵۱)

اس کے ۵ ماہ بعد ضیاء الحق مطبوعہ بارہ مئی ۱۸۹۵ء کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ: ''خدا تعالیٰ نے آج سے سولہ برس پہلے الہام مندرجہ براہین احمدیہ میں اس عاجز کا نام عیسیٰ رکھا۔ ...اور خدا نے بھی اس قدر لمبی مہلت دے دی۔ جس کی دنیا میں.... نظیر نہیں۔''

(ضیاء الحق ص ۶۰، خزائن ج ۹ ص ۳۰۸)

نوٹ! براہین احمدیہ ۱۸۸۰ء،۱۸۸۲ء کی تالیف ہے۔

(دیکھو نزول المسیح ص ۱۱۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۹۷ حاشیہ)

اور ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۱ء میں مرزا قادیانی نے (فتح الاسلام ص ۱۷، خزائن ج ۳ ص ۱۱) اور (ازالہ اوہام ص ۲۶۱، خزائن ج ۳ ص ۲۳۱) میں مسیحیت کا دعویٰ کیا۔

پھر قریباً ڈیڑھ سال بعد انجام آتھم مطبوعہ ۱۸۹۷ء میں رقم طراز ہیں کہ: ''میرے دعویٰ الہام پر قریباً بیس برس گذر گئے۔''

(انجام آتھم ص ۴۹، خزائن ج ۱۱ ص ۴۹)

''کیا یہی خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ ایسے کذاب اور بے باک اور مفتری کو جلد نہ پکڑے۔ یہاں تک کہ بیس برس سے زیادہ عرصہ گذر جائے۔'' (انجام آتھم ص ۵۰، خزائن ج ۱۱ ص ۵۰)

اور (سراج منیر ص ۲، خزائن ج ۱۲ ص ۴ مطبوعہ ۱۸۹۷ء) میں پچیس سال لکھے ہیں۔

''کیا کسی کو یاد ہے کہ کاذب اور مفتری کو افتراؤں کے دن سے پچیس برس تک کی مہلت دی گئی ہو، جیسا کہ اس بندہ کو۔'' ایک ہی سال میں بیس اور اسی میں پچیس کے جھوٹ کو مرزائی صاحبان سچ کر کے دکھا دیں گے؟۔

پھر عجیب بات یہ ہے کہ ۱۹۰۰ء میں الہام کی مدت ۲۴ سال بتا رہے ہیں۔ ''کیا کسی ایسے مفتری کا نام بطور نظیر پیش کر سکتے ہو۔ جس کو افتراء اور دعویٰ وحی اللہ کے بعد میری طرح ایک زمانہ دراز تک مہلت دی گئی ہو ...... یعنی قریباً ۲۴ برس گذر گئے۔''

(اشتہار مطبوعہ ۱۹۰۰ء معیار الاخیار مندرجہ تبلیغ رسالت حصہ ۹ ص ۲۰، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۶۸)

پھر اربعین مطبوعہ ۱۹۰۰ء میں قریباً تیس برس لکھتے ہیں کہ: ''قریب تیس برس سے یہ دعویٰ مکالمات الٰہیہ شائع کیا گیا ہے۔'' (اربعین نمبر ۳ ص ۷، خزائن ج ۱۷ ص ۳۹۲)

اور ۱۹۰۲ء میں تئیس ہی برس رہ جاتے ہیں۔ ''مفتری کو خدا جلد پکڑتا ہے اور نہایت ذلت سے ہلاک کرتا ہے۔ مگر تم دیکھتے ہو کہ میرا دعویٰ منجانب اللہ ہونے کے تئیس برس سے بھی زیادہ ہے۔''

(تذکرۃ الشہادتین ص ۶۳، خزائن ج ۲۰ ص ۶۴، ونحوہ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۳، خزائن ج ۱۷ ص ۴۰ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

مہلت کی مدت میں اختلاف بیانی اختیار کرنے کی یہ وجہ ہے کہ اگر پہلے ہی تئیس سال مہلت کی شرط لگا دیتے تو لوگوں کی طرف سے قتل ہو جانے کا خطرہ زیادہ لاحق ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کا نام تک نہ لیا اور جو وقت گورنمنٹ برطانیہ کی مہربانی سے ان کے زیر سایہ گذرتا رہا۔ اسی کو معیار صداقت بناتے رہے۔ اب تو بقول اکبر الٰہ آبادی یہ حال ہے۔

گورنمنٹ کی خیر یارو مناؤ
گلے میں جو اتریں وہ تانیں اڑاؤ
کہاں ایسی آزادیاں تھیں میسر
انا الحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ

س..... امام رازی فرماتے ہیں کہ: ''هذا ذكره على سبيل التمثيل بما يفعله الملوك بمن يتكذب عليهم فانهم لا يمهلونه بل يضربون رقبة فى الحال'' (تفسیر کبیر ج ۳۰ ص ۱۱۸)

پھر لکھتے ہیں کہ: ''هذا هوا الواجب فى حكمة الله تعالى لئلا يشتبه الصادق بالكاذب'' (ص ۱۱۹)

تفسیر روح البیان میں ہے کہ: ''وفى الاية تنبيه على ان النبى ﷺ لوقال من عند لنفسه شيئا اوزادو نقص حرفا واحد على ما اوحى اليه لعاقبه الله وهواكرم الناس عليه فماظنك بغيره'' (ج ۴ ص ۶۶۳)

معلوم ہوا کہ مفسرین کے خیال میں اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ مفتری علی اللہ کو زیادہ مہلت نہیں ملتی۔ لہٰذا مرزا قادیانی کا دعویٰ کے بعد تیئس سال زندہ رہنا ان کی صداقت کی دلیل ہے؟۔

ج..... امام رازی کی پہلی عبارت کا یہ مطلب ہے کہ جس طرح بادشاہ ان لوگوں کو جو جعلی فرامین کو اصل کی طرح بنا کر لوگوں کو دھوکا دینا چاہتے ہیں پکڑ لیتا ہے۔ اسی طرح خداتعالیٰ اس شخص کو جو کذب کو سچ کی طرح بنا کر خدا کی طرف منسوب کرتا ہے۔ پکڑ لیتا ہے اور اس کے جھوٹ اور فریب کو عام لوگوں پر ظاہر کرا دیتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جس کا کذب واضح نہ ہو اس کو بھی پکڑ لیا جائے اور کسی مفتری علی اللہ کو جھوٹ نہیں بولنے دیتے۔ جس طرح حکومت اس شخص کو جو نوٹ کی شکل کی رسید تیار کرے سزا نہیں دیتی۔ لیکن جعلی نوٹ بنانے والوں کو فوراً گرفتار کر لیتی ہے۔ اسی طرح جس مفتری علی اللہ کا جھوٹ سچ کے مشابہ ہو اس کو پکڑ لیا جاتا ہے۔ چنانچہ امام رازی کی وہ دوسری تحریر جس کو مرزائی صاحبان پورا نقل نہیں کرتے۔ ہمارے بیان کی زبردست مؤید ہے ملاحظہ ہو۔ ''واعلم ان حاصل هذا الوجوه انه لو نسب الینا قولا لم نقله لمعناه عن ذلك اما بواسطة اقامه الحجة فماکنا نقیض له من یعارضه فیه وحینئذ یظهر للناس کذبه فیه فیکون ذالك ابطالا لدعواه وهد مالکلامه واما بان نسلب عنده القدرة علیٰ التکلم بذالك القول وهذا هو الواجب فی حکمة الله لئلا یشتبه الصادق بالکاذب'' (تفسیر کبیر ج۳۰ ص۱۱۹)

ان تمام وجوہ مذکورہ کا یہ حاصل ہے کہ اگر ہماری طرف کسی جھوٹے قول کی نفی کی جائے تو ہم اس کو اور دلائل سے جھوٹا ثابت کر دیتے ہیں اور ایسا آدمی اس کے مقابلہ میں کھڑا کر دیتے ہیں جو اس سے معارضہ کرتا ہے۔ جس سے اس کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر ہو جاتا ہے اور اس کے دعوے کے باطل ہونے میں اہل فہم کو شبہ نہیں رہتا اور یا کبھی اس کی زبان خدا کی طرف جھوٹی نسبت کرنے سے روک لیتا ہے اور ایسا کرنا خداتعالیٰ پر ضروری ہے تاکہ جھوٹ سچ کے ساتھ مشتبہ نہ ہو جائے۔ معلوم ہوا کہ امام رازیؒ کے نزدیک مفتری علی اللہ کو پکڑنے کے یہ معنی ہیں کہ اس کا کذب لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی آدمی اس کے مقابلہ میں کھڑا کر دیا جائے گا اور اس کے ہاتھ سے کوئی ایسی نشانی ظاہر نہیں کی جائے گی۔ جس کو اس نے اپنی سچائی کے لئے بطور پیشین گوئی ذکر کیا ہوگا۔ یا اس سے اس معاملہ میں کذب بیانی کے قدرت ہی لے لی جائے گی۔ دنیا

جانتی ہے کہ جس روز سے مرزا قادیانی نے مجددیت اور مسیحیت کے جال پھیلانے کی کوشش کی تھی اسی دن سے علمائے کرام نے اس کے کذب کو ظاہر کرنا شروع کر دیا تھا اور بحمد اللہ آج اس کے جھوٹ اور فریب کا پردہ ایسا چاک ہوا ہے کہ دنیائے اسلام کا بچہ بچہ اس کے جھوٹے اور مکار ہونے کا قائل ہے۔ مرزائیوں کے تسلیم کر لینے سے اس کا سچا ہونا لازم نہیں آتا۔ اگر ایک چور اور ڈاکو کو چند لٹیرے نیک طینت انسان بتائیں تو ان کی گواہی سے وہ نیک نہیں بن جاتا۔ بلکہ حکومت اور سمجھدار لوگوں کی نظر میں وہ بدکار ہی رہتا ہے۔ اسی طرح کافروں کے کہنے سے بتوں کی الوہیت ثابت نہیں ہوتی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان پیش گوئیوں کو جن کو مرزا قادیانی نے بطور تحدی اپنے صدق وکذب کا معیار بنا کر پیش کیا تھا۔ مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ظاہر کر دیا۔ اگرچہ بڑی تضرع سے ان کے پورے ہونے کی التجائیں کیں۔ مگر ایک نہ سنی اور مرزا قادیانی کو سربازار رسواء کر کے چھوڑا۔ سبحانہ ما اعظم شانہ! اللہ سبحانہ تعالیٰ نے وحی نبوت کے دعویٰ کرنے سے ان کی زبان کو روک کر رکھا۔ مرزا قادیانی نے کبھی وحی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ جو خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ بلکہ مدتوں الہام ولایت ہی کا دعویٰ کرتے ہوئے اس کو غلطی نظر سے وحی الٰہی کی مثل سمجھتے رہے۔ لیکن جب ۱۹۰۲ء میں مسند نبوت پر اپنے ناپاک قدم رکھنے کی کوشش کی تو غیرت الٰہی نے عذابی مرض سے ہلاک کر دیا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون وہیضہ وغیرہ۔''

(اشتہار متعلقہ مولوی ثناء اللہ، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۷۸)

اور روح البیان کی عبارت سے تو صاف ظاہر ہے کہ ایک سچا نبی اگر وحی ربانی میں کمی زیادتی کرے تو اس کو سزا دی جاتی ہے۔ ہر مفتری کی یہ سزا نہیں ہے۔ کیا مرزائی جماعت عبداللہ تیماپوری کو نبی ماننے کے لئے تیار ہے؟۔ جس کے دعویٰ نبوت کو آج ۱۹۳۳ء میں ۲۷ سال گذر چکے ہیں۔

تحریف:۲..... ''یا ایہا الذین ہادوا ان زعمتم انکم اولیاء للہ من دون الناس فتمنوا الموت'' (الجمعہ:۶) اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس شخص کے اعمال خراب ہوں وہ موت کی تمنا کبھی نہیں کرتا۔ مگر مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

گر تو می بینی مرا پر فسق وشر
گر تو دید استی کہ ہستم بدگہر

پـــاره پـــاره کـــن مـن بـدکـــار را
شـــادکـــن ایـن زمـرۂ اغیـــار را

(حقیقت المہدی ص۸، خزائن ج۱۴ص۴۳۴)

تحقیق.....اس آیت میں یہودیوں کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ وہ کبھی موت کی تمنا یا آرزو نہ کریں گے۔ جیسا کہ: ''ولتجدنهم اشد الناس علی حیوةٍ '' سے ظاہر ہے کہ ہر کافر سے موت کی تمنا کرنے کی نفی بیان نہیں کی گئی۔

اور اگر موت کی تمنا کرنی سچائی کی نشانی ہے تو مکہ کے کافر پہلے سچے ہونے چاہئیں۔ جنہوں نے رسول خداﷺ کے مقابلہ میں یہ کہا تھا کہ: ''اذقالوا اللهم ان کان هوا لحق من عندك فامطر علینا حجارة من السماء''

۲..... ''وما کان جواب قومه الا ان قالو ائتنا بعذاب الله ان کنت من الصادقین''

اور پھر مرزا قادیانی نے مولوی ثناء اللہ کے مقابلہ میں مفتری اور کذاب سے پہلے مرجانے کی دعا کی تھی جو پوری ہوگئی۔ مرزائی مانیں نہ مانیں مگر ہم تو مرزا قادیانی کو اس میں مستجاب الدعا سمجھتے ہیں۔

تحریف:۳.....''فقد لبثت فیکم عمراً من قبله افلا تعقلون''
(یونس:۱۶)

تحقیق.....مرزا قادیانی کے دعویٰ مجددیت سے پہلے کے صحیح حالات پردۂ اخفاء میں ہیں۔ لیکن دعویٰ مسیحیت ومجددیت وغیرہ کے بعد بجائے دیانت داری تقویٰ وطہارت کے کذب بیانی، وعدہ خلافی، خیانت، تحریف قرآنی، انکار معجزات، انکار از نزول ملائکہ، ترک حج، دنیا پرستی، سب وشتم وغیرہ عیوب ان میں نظر آتے ہیں۔

تحریف:۴.....''فلا یظهر علی غیبه احد الا من ارتضی من رسول۰ الجن:۲۶،۲۷''

مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں سچی نکلتی تھیں اور غیب کی خبر دینے والا سچا نبی ہوسکتا ہے۔

تحقیق.....مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں اٹکلوں اور اندازوں سے زیادہ نہیں ہوتی تھیں۔ ایسی باتیں بہت سے تجربہ کار کہہ دیا کرتے ہیں۔ جو اکثر پوری ہوجایا کرتی ہیں اور جو پیش

گویاں مرزا قادیانی نے انبیاء علیہم السلام کی طرح تحدی کے طور پر بیان کیں تھیں وہ سب کی سب جھوٹی نکلیں۔

پھر غیب کی بات بتانے والا رسول نہیں ہوتا۔ ورنہ کنجری اور فاسق وغیرہ بھی جو کبھی کبھی غیب کی باتیں بتایا کرتے ہیں۔ رسول کہنا چاہئے۔ چنانچہ مرزا قادیانی رقمطراز ہیں: ''بعض فاسقوں اور غایت درجہ کے بدکاروں کو بھی سچی خوابیں آجاتی ہیں۔ بلکہ بعض پرلے درجہ کے بدمعاش اور شریر آدمی اپنے ایسے مکاشفات بیان کرتے ہیں کہ اکثر وہ سچے نکلتے ہیں ... زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ ایسی عورت کبھی ایسی رات میں بھی کہ جب وہ بادہ بسر و آشنا بر کا مصداق ہوتی ہے۔ کوئی خواب دیکھ لیتی ہے اور وہ سچی نکلتی ہے۔'' (توضیح مرام ص۸۴، خزائن ج۳ ص۹۵)

تحریف:۵..... ''انه لا یفلح الظالمین'' (انعام:۲۱)

۲..... ''کتب الله لاغلبن انا ورسلی'' (مجادله:۲۱)

۳..... ''انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون'' (الحجر:۹)

اور وہ اپنے سلسلہ کی خود حفاظت کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بدکار اور گنہگار کو کبھی کامیاب نہیں کرتا۔ مگر مرزا قادیانی کی جماعت روز بروز بڑھ رہی ہے اور اس کو اپنی سکیم میں بڑی کامیابی نصیب ہوئی اور دشمن پر ان کا غلبہ ہو رہا ہے۔

تحقیق معنے آیت کے یہ ہیں کہ بدوں کو اگرچہ ابتداء میں کچھ کامیابی نظر آتی ہے۔ لیکن انجام کار وہ ذلیل اور رسوا ہوتے ہیں اور ان کا جھوٹ سب پر ظاہر ہو جاتا ہے اور آخرت میں ان کو عذاب دیا جاتا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں آنے والے ساحروں کے ساتھ حکومت کی امداد تھی۔ لیکن حق غالب ہو کر رہا اور ابتداً میں سوائے اظہار حق کے فرعونیوں کے مرنے یا ہلاک ہونے کے ساتھ غلبہ کا اظہار نہیں تھا۔ بلکہ ظاہر نظر میں موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے والے ساحروں کو پھانسی کی سزا دے کر فرعون نے اپنا غلبہ بحال رکھا۔ لیکن جب حق و باطل کے فیصلہ کا وقت آیا تو فرعون مع اپنے لشکر کے ہلاک ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام مع اپنے ساتھیوں کے صحیح سلامت زندہ رہے۔ مرزا قادیانی کے دعوے باطلہ کا انکشاف اچھی طرح ہو چکا ہے اور بار باحق کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کو شکست ہو چکی ہے۔ اگر عیش کی زندگی اور کثرت تعداد صداقت کی نشانی ہے تو دنیا کے تمام فرق باطلہ سچے ہونے چاہئیں۔ کیونکہ ان کی تعداد ہر زمانہ میں مسلمانوں سے کئی گنے زیادہ اور دولت

سند ہوتی چلی آئی ہے اور اللہ تعالیٰ کافروں کی بھی حفاظت کرتا ہے اور ان کی ترقی بھی ہوتی ہے تو وہ بھی خدائی سلسلہ ہونا چاہئے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ!

تحریف:۶ ''وان یك صادقاً یصبكم بعض الذی یعدكم''
مرزا قادیانی جو کچھ دشمنوں کے لئے کہتے رہے وہ بات پوری ہوتی رہی۔

تحقیق: اس آیت کی رو سے تو مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ جتنی وعیدیں مرزا قادیانی نے اپنے مخالفوں کے حق میں کی تھیں وہ انہیں پر وارد ہوتی رہیں۔

تحریف:۷..... ''ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (الصف:۶)'' اگر بعینہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے تشریف لائیں گے تو رسول اللہ ﷺ پہلے اور عیسیٰ بعد میں ہو جائیں گے۔ باوجود یہ کہ آیت میں رسول اللہ ﷺ پہلے اور عیسیٰ علیہ السلام کے بعد مذکور ہے۔

تحقیق: آیت میں بعد سے بعدیت زمانی یا مغائرت مراد نہیں۔ کیونکہ غزوہ تبوک پر جاتے ہوئے جب حضرت علیؓ کو آپ ﷺ نے مدینہ کا امیر مقرر کیا اور غزوہ میں اپنی ساتھ نہ لینے سے حضرت علیؓ کو رنجیدہ دیکھا تو ان کو تسلی دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ: ''انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ ولكن لا نبی بعدی'' (بخاری ج۱ ص۲۰۴، مناقب حضرت علیؓ) اگر بعد سے مراد بعدیت زمانی ہے تو حضرت علیؓ سے نبوت کی نفی نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ حضور ﷺ ہی کے زمانہ میں اور آپ ہی کے سامنے موجود تھے۔ باوجود یہ کہ آیت میں دونوں باتوں کی نفی کرنی مقصود ہے اور لفظ لٰکن کا بھی یہی تقاضہ ہے۔ اگرچہ موسیٰ علیہ السلام کی موجودگی میں ہارون علیہ السلام نبی تھے۔ مگر اے علیؓ تو نبی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ میرے علاوہ کوئی دوسرا نبی نہیں آئے گا اور ایسے ہی مغائرت کے معنے بھی نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ حضرت علیؓ رسول خدا ﷺ کے تابع اور موافق تھے۔ مستقل مخالف نہیں تھے اور بحیثیت تابع ہونے ہی کے ان سے نبوت کی نفی کی گئی ہے۔ اس لئے بعد سے مراد یا دوسرا نبی ہے۔ یعنی سلسلہ نبوت میں کوئی اور نبی آنے والا باقی نہیں رہا۔ اس لئے اے علیؓ تو بھی نبی نہیں ہوسکتا۔ اس میں پہلے نبی کے زندہ موجود ہونے رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں آنے کی نفی نہیں ہوتی۔ حدیث شریف میں ہے کہ: ''لوکان موسیٰ حیاً لما یسعہ الا اتباعی'' (مشکوۃ ص۳۰ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

اگر آج موسیٰ علیہ السلام بھی ہوتے تو ان کو میری ہی اتباع کرنی پڑتی۔ معلوم ہوا کہ پہلا نبی حضور ﷺ کے زمانہ یا بعد میں موجود ہوسکتا ہے اور اس سے ختم نبوت پر کوئی حرف نہیں آتا۔

آیت مذکورہ بالا میں بعدی کے یہی معنے ہیں کہ سلسلہ نبوت میں آنے والا نبی صرف احمد مجتبیٰ ﷺ رہ گئے۔ ولا غیر!

یہاں بعد کے معنے غیر کے ایسے ہی ہیں جیسا کہ اس حدیث میں ہیں: ’’قالت یا رسول اللہ ﷺ اقتل من بعد نامن الطلقائی ‘‘ نووی نے مسلم کی شرح میں من بعدنا کے معنے میں سوانا کئے ہیں۔ اسی طرح اولتهما کذابین یخرحان بعدی احدهما عنسی والاخر مسیلمه میں بعدی سوائی کے معنوں میں ہے۔ ورنہ اسود عنسی اور مسیلمہ دونوں نے نبی عربی ﷺ کی زندگی ہی میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ جیسا کہ بخاری کی دوسری روایت کے الفاظ ’’الکذابین الذین اتابینهما ‘‘ سے ظاہر ہے۔ دوسری آیت ’’کذلك ارسلنك فی امة قد خلت من قبلها امم ‘‘ (رعد:۳۰) میں یہود ونصاریٰ کو امم قبل اور اس امت کو مابعد کہا ہے۔ لیکن باوجود اس بات کے امم ماضیہ اسی طرح موجود اور زندہ ہیں۔ اگر امم ماقبل امت مابعد کے ساتھ جمع اور اس کے زمانہ میں زندہ موجود ہوسکتی ہیں تو کیا وجہ ہے کہ نبی ماقبل نبی مابعد کے سامنے یا اس کے پیچھے نہیں آسکتا۔ ’’ماھو جوا بکم فھو جو ابنا ‘‘

۲...... قرآن وحدیث اور تمام شرائع سابقہ میں نبی اس کو کہتے ہیں۔ جو اپنے ہر عمل میں پہلی شریعت کا تابع نہ ہو۔ بلکہ اس کی ذات خاص کے لئے بعض احکام میں وحی نبوت اس پر نازل ہو۔ البتہ تبلیغ اور پیغام رسانی میں شریعت سابقہ کی اتباع کرے اور اپنے مخصوص احکام کو غیر تک نہ پہنچائے اور رسول وہ ہے۔ جس کو ایسی شریعت عامہ عطاء فرمائی جائے۔ جس کی پابندی امت اور نبی دونوں پر لازمی ہو۔ اس مختصر تمہید کے بعد یاد رکھئے کہ عیسیٰ علیہ السلام آمد ثانی کے وقت ہر حکم میں شریعت محمدیہ کی اتباع کریں گے اور کوئی حکم ان کی ذات خاص کے لئے نازل نہ ہوگا اور نہ وحی نبوت ان پر اترے گی اور نہ وہ نبی تشریعی ہوں گے۔ اگرچہ ان کا مرتبہ نبیوں جیسا ہوگا۔ مگر وحی نبوت اور شریعت خاصہ نازل ہونے کی وجہ سے وہ شرعی اصطلاح میں نئے نبی نہیں کہلائیں گے۔

جس طرح قیامت کے دن تمام انبیاء اور رسل اسی نام کے ساتھ پکارے جائیں گے۔ لیکن منصب نبوت تبلیغ وتشریع اور نزول وحی وغیرہ کچھ نہیں ہوگا۔

اسی لئے عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی ختم نبوت کے ہرگز مخالف نہیں ہے۔

تحریف:۸...... ’’ماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولاً ‘‘ (بنی اسرائیل:۱۵) یعنی خداتعالیٰ جب کسی قوم پر عذاب بھیجنا چاہتا ہے تو پہلے اپنا ایک رسول بھیجتا ہے۔ جس کی وہ

تکذیب کرتے ہیں اور اس کی وجہ سے ان پر عذاب نازل ہو جاتا ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں مصیبتیں عام ہو رہی ہیں۔ اس لئے خدائی قانون کے موافق کوئی رسول بھی آنا چاہئے اور وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔

تحقیق: آیت کے جو معنے بیان کئے گئے ہیں وہ بالکل غلط ہیں۔ اس آیت کا منشاء صرف اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بداعمال قوم کو اس کی بداعمالی کی وجہ سے اس وقت تک ہلاک نہیں کرتا۔ جب تک ایک رسول کے ذریعہ سے اس کو نیکی اور بدی کے راستہ اور ان کے نتائج سے آگاہ نہ کردے اور اگر وہ باوجود اس اطلاع اور آگاہی کے رسول کی تعلیم و ہدایت کی پرواہ نہ کرے اور اپنی سرکشی اور نافرمانی پر قائم رہے اور وہ علم الٰہی میں مستحق سزا کی ہو جائے تو پھر ان کو ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ یعنی غفلت اور بے خبری میں کسی کو ہلاک نہیں کرتا۔ کیونکہ بے خبری میں کسی کو مار ڈالنا عدل و رحم کے خلاف ہے۔ چنانچہ قرآن میں دوسری جگہ ارشاد ہے کہ: ''ذلك ان لم يكن ربك مهلك القري بظلم واهلها غافلون'' (انعام:۱۳۱)

تحریف:۹... ''یاحسرة علی العباد مایاتیهم من رسول الا کانوابه یستهزؤن (الحجر:۱۱)'' چونکہ رسولوں سے استہزا اور مذاق کیا جاتا تھا اور مرزا سے بھی استہزا کیا گیا۔ اس لئے وہ سچا ہے۔

تحقیق: اس آیت کا مفاد صرف اس قدر ہے کہ رسولوں سے استہزاء اور تمسخر کیا گیا۔ اس کے یہ معنے ہرگز نہیں ہیں کہ جس کا تمسخر اور مذاق اڑایا جائے وہ رسول بن گیا۔ ورنہ تو کافروں کو رسول ہونا چاہئے۔ کیونکہ ان سے اللہ اور اس کے رسولوں نے ابا استہزاء اور تمسخر کیا ہے۔ جیسا کہ قرآن عزیز کی ان آیتوں سے ظاہر ہے کہ: ''اللّٰه یستهزی بهم (البقره ۱۵)'' اللہ کافروں سے استہزاء کرتا ہے۔ ''وکلما مر علیه ملأ من قومه سخروا منه قال ان تسخروا منا فأنا نسخر منکم کم تسخرون (هود ۳۸)'' جب ان کے پاس سے کافروں کی جماعت گذرتی تو انکا (نوحؑ) مذاق اڑاتے۔ انہوں نے کہا اگر تم ہمارا مذاق اڑاتے ہو تو ہم تمہارا مذاق اڑاتے ہیں۔

پھر دعویٰ ہے۔ نبوت ظلیہ کا اور ثبوت میں روایت پیش کی جا رہی ہے۔ جس میں صاحب شریعت رسولوں کے متعلق خبر دی گئی ہے۔ لہٰذا دلیل اور دعوے میں تطابق نہ ہونے کی وجہ سے استدلال ہی غلط ہے۔ اس کے بعد احادیث کے متعلق مغالطہ دیئے گئے جن میں سے اکثر کا جواب گذشتہ باب میں گذر چکا ہے۔ چند یہاں بھی ذکر کئے جاتے ہیں اور بعض کی حیثیت

خرافات سے زیادہ نہیں تھی۔ اس لئے ان کے جواب دینے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔

مغالطہ:۱ ''ولیترکن القلاص فلا یسعیٰ علیھا واذا العشار عطلت ... الخ'' مسیح موعود کے زمانہ میں اونٹوں کی سواری ترک کر دی جائے گی اور اسی طرف آیت میں پیش گوئی کی گئی ہے۔ جو مرزا قادیانی کے زمانہ میں پوری ہوگئی۔

تصحیح ..... حدیث میں اونٹوں کی سواری متروک ہونے سے مکہ اور مدینہ کے درمیان متروک ہونا مراد ہے۔ تمام دنیا میں مراد نہیں۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی نے مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل جاری ہونے کو مسیح موعود کی نشانی قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ: ''مدینہ اور مکہ کے درمیان جو ریل طیار ہو رہی ہے یہی اس پیش گوئی کا ظہور ہے۔ جو قرآن اور حدیث میں ان لفظوں سے کی گئی تھی۔ مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے۔'' (اعجاز احمدی ص۲، خزائن ج۱۹ ص۱۰۸)

مگر مکہ اور مدینہ کے درمیان اب تک اونٹ کی سواری متروک نہیں ہوئی۔ اس لئے مرزا قادیانی اپنے دعوے میں جھوٹے تھے۔ نیز اگر تمام دنیا سے اونٹ کی سواری متروک ہونی مراد ہوتو وہ بھی اب تک نہیں پائی گئی۔ عرب، بلوچستان، سندھ وغیرہ ریگستانی علاقوں میں اونٹ کی سواری عام ہے اور وہاں ریل جاری نہیں ہوئی۔ آیت میں قیامت کا ذکر ہے۔ مسیح موعود کی نشانی مذکور نہیں۔ جیسا کہ: ''اذا السماء کشطت'' (التکویر:۱۱)

''واذا الجحیم سعرت واذا الجنۃ ازلفت (التکویر:۱۲،۱۳)'' سے ظاہر ہے۔ کیونکہ ہر نفس کا اپنے صحیفہ عمل کو پڑھنا قیامت ہی کے دن ہوگا۔ اس لئے اذ ظرفیہ سے بھی قیامت ہی کا دن مراد ہے۔

مغالطہ:۲ ... مسیح کے دو حلیہ آئے ہیں۔ اس لئے مسیح بھی دو ہونے چاہئیں۔

تصحیح ..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حلیے حدیث میں تین طرح مذکور ہیں اور موسیٰ کے دو طرح۔ لہٰذا مرزائی تحقیق کے موافق مسیح علیہ السلام تین اور موسیٰ علیہ السلام دو ہونے چاہئیں اور نیز رسول اللہ ﷺ کے حلیہ میں بھی الفاظ مختلف آئے ہیں۔ اس لئے وہ بھی متعدد ہوں گے؟۔ دراصل اختلاف الفاظ کی جو وجہ مرزا قادیانی نے سمجھ لی ہے وہ غلط ہے۔ بلکہ اس کی یہ وجہ ہے کہ حلیہ بیان کرنے والے نے صاحب حلیہ کے مختلف اوصاف میں سے کبھی کسی وصف کا اعتبار کرلیا اور کبھی کسی کا۔ جس طرح کہ عیسیٰ علیہ السلام کے حلیہ کے بیان میں کہا گیا ہے اور اس کی مزید تحقیق حیات مسیح کے تحت میں مندرج ہے۔

مغالطہ:۳......"لا مھدی الا عیسیٰ "اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مہدی علیہ السلام ہی عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ان کے علاوہ کوئی اور عیسیٰ آنے والا نہیں ہے۔

تصحیح......اس حدیث میں زائد از زائد مہدی کی نفی نکلتی ہے۔عیسیٰ علیہ السلام کی نہیں نکلتی۔کیونکہ لانفی جنس کا ہونے کی وجہ سے اس کے یہ معنے ہوں گے۔سوائے عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی مہدی نہیں۔جس طرح لااله الا الله کے یہ معنے ہیں کہ سوائے اللہ کے کوئی معبود نہیں اور یہ نہیں ہیں کہ نہیں ہے معبود مگر اللہ یعنی عیاذ باللہ معبود باطل اللہ ہے۔اسی طرح اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ نہیں مہدی مگر عیسیٰ یعنی مہدی ہی عیسیٰ ہے اور اس کے علاوہ کوئی اور عیسیٰ نہیں ہے۔عیسیٰ علیہ السلام کی نفی اس وقت ہوتی۔جب حدیث کے الفاظ یوں ہوتے:"لا عیسیٰ الا مھدی "پھر جب بقول مرزا مہدی کے متعلق تمام حدیثیں مجروح اور جھوٹی ہیں تو اس حدیث سے مسیح کو مہدی کہنا کیوں کر صحیح ہوگیا۔چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں:"جیسا کہ تمام محدثین کہتے ہیں میں بھی کہتا ہوں کہ مہدی موعود کے بارے میں جس قدر بھی حدیثیں ہیں۔تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی ان میں صحیح نہیں۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ۵ ص۱۸۵،خزائن ج۲۱ص۳۵۶)

"مہدی کی حدیثوں کا یہ حال ہے کہ کوئی بھی جرح سے خالی نہیں اور کسی کو صحیح حدیث نہیں کہہ سکتے۔" (حاشیہ حقیقت الوحی ص۲۰۸،خزائن ج۲۲ص۲۱۷)

مغالطہ:۴......مہدی جب مبعوث ہوگا تو اس کی عمر چالیس سال ہوگی۔

(کنز العمال ج۱۴ص۲۶۷ حدیث نمبر۳۸۶۸۰)

تصحیح......مرزا قادیانی کی عمر دعوے کے وقت ۳۵ سال یا ۴۲ یا ۴۵ سال تھی۔پورے چالیسویں سال دعویٰ ہی نہیں ہوا۔اس لئے وہ مہدی نہ تھے۔اس کی تحقیق پہلے گذر چکی۔

مغالطہ:۵......نزول عیسیٰ کے وقت سب لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔

(تفسیر روح المعانی ج۲ص۲۰۰)

تصحیح......بے شک نزول کے وقت سب ایمان نہیں لائیں گے۔لیکن بعد میں جتنے زندہ بچیں گے وہ سارے مسلمان ہوجائیں گے۔خود مرزا قادیانی کو بھی اس بات کا اقرار ہے۔

"جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔"

(براہین احمدیہ حصہ۴ ص۴۹۹،خزائن ج۱ص۵۹۳)

مغالطہ:۶ ..... ’’ان المھدینا آیتین لم تکونا منذخلق السموت والارض تنکسف القمر لاول لیلة من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منه (دار قطنی ج۲ ص۶۵ باب صفة صلاة الحنوف والکسوف) ‘‘ چاند گرہن ۱۳، ۱۴، ۱۵ سورج گرہن ۲۷، ۲۸، ۲۹۔ (کتاب التعارض بین العقل والنقل ص ۱۲۴۶ احمدیہ پاکٹ بک ص ۳۸۹)

تصحیح ..... یہ قول رسول اللہ ﷺ کا نہیں ہے اور نہ متصلا یا مرسلاً آنحضرت ﷺ سے نقل کیا گیا ہے۔ بلکہ محمد بن علی کا کشف ہے اور کشف اس جگہ دو وجہ سے حجۃ نہیں ہوسکتا۔

۱ ..... محمد بن علی غیر معلوم آدمی ہے اور اگر مرزا قادیانی کی اس بات کو مان لیں کہ محمد بن علی سے مراد امام محمد باقرؒ ہیں تو پھر بھی یہ روایت از روئے سند کے غیر معتبر ہے۔ کیونکہ اس میں عمرو بن شمر راوی ہے اور میزان الاعتدال میں اس کے متعلق یہ لکھا ہوا ہے: لیس بشئی تشتم الصحابة ویروی الموضوعات عن الثقات ممکن ہے کہ یہ حدیث بھی اس نے گھڑ کر محمد باقر کی طرف منسوب کردی ہو اور مرزا قادیانی کا (ایام الصلح اردو کے ص ۸۰، خزائن ج ۱۴ ص ۳۱۵) پر تسلیم کرتے ہوئے کہ کسوف خسوف..... امام باقر سے مہدی کا نشان قرار دیا گیا ہے۔ پھر اس کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث اس لئے بتایا کہ سوائے نبی کے کوئی غیب کی خبر نہیں دیتا۔ جیسا کہ حاشیہ تحفہ گولڑویہ میں لکھتے ہیں کہ ’’دوسری گواہی اس حدیث کے صحیح اور مرفوع متصل ہونے پر آیت ’’فلا یظھر علی غیبه احد الا من ارتضی من رسوله ‘‘میں ہے۔ کیونکہ یہ آیت علم غیب صحیح اور صاف کا رسولوں پر حصر کرتی ہے۔ جس سے بالضرورت متعین ہوتا ہے کہ ان لمھدینا کی حدیث بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ ص ۲۹ خزائن ج ۱۷ ص ۱۳۵ حاشیہ)

تصحیح نہیں کیونکہ حدیث کی حجت اور اتصال کا انوکھا طریقہ ہونے کے علاوہ لازم آتا ہے کہ باعتبار اس ضابطہ کے جو خبریں بھی غیب سے تعلق رکھیں گی۔ وہ یا احادیث ہوں گی یا اس کی خبر دینے والا خود رسول ہوگا۔ دونوں باتوں میں سے ایک بات ضرور ماننی پڑے گی۔ اس لئے ہندو، بددین، کنجر، خاکروب وغیرہ کی ایسی خبریں بھی نعوذ باللہ حدیث ہوں گی۔ یا وہ خود رسول ہوں گے۔ لا حول ولا قوۃ!

کیونکہ مرزا قادیانی نے ان سب کو صاحب کشف وشہود بتایا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

’’خواب تو چوڑھوں چماروں اور کنجروں کو بھی آجاتے ہیں وروہ سچے بھی ہوجاتے

ہیں۔ایسی چیز پر فخر کرنا لعنت ہے۔فرض کرو ایک شخص کو چند خوابیں آ گئے اور وہ سچی بھی ہو گئیں۔ اس سے کیا بنتا ہے۔'' (ملفوظات ج۱۰ص۹۲)

''ہر ایک فرقہ کے لوگ خوابیں دیکھتے ہیں اور بعض خوابیں سچی بھی نکلتی ہیں۔ بلکہ بعض فاسقوں فاجروں اور مشرکوں کی بھی خوابیں سچی ہوتی ہیں اور الہام بھی ہوتے ہیں۔''

(چشمہ معرفت ص۳۰۱، خزائن ج۲۳ص۳۱۶)

پھر حدیث میں بھی تصریح ہے کہ جب سے زمین وآسمان بنا ہے۔ایسا اجتماع مہدی علیہ السلام کے زمانہ تک کبھی ظہور میں نہیں آیا ہوگا۔وہ یہ ہے کہ رمضان کی پہلی تاریخ کو چاند گرہن اور اسی رمضان کی پندرھویں تاریخ کو سورج گرہن ہوگا۔

نظام شمسی وقمری میں آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ پہلے دن چاند گرہن اور پندرھویں تاریخ سورج گرہن ہو۔چنانچہ خود مرزا قادیانی بھی اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ ہمیشہ سے چاند گرہن ۱۳،۱۴،۱۵ کو اور سورج گرہن ۲۷،۲۸،۲۹ ماہ کو ہوتا رہا ہے۔جیسا کہ کتاب التعارض سے نقل کیا ہے۔یعنی چاند اور سورج کو ان کی مقررہ تین تاریخوں میں سے ایک نہ ایک دن ضرور گرہن لگتا ہے۔

دنیا جانتی ہے کہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں رمضان کی پہلی اور پندرھویں تاریخ کو خلاف عادت چاند سورج کا گرہن نہیں ہوا۔ بلکہ مقررہ اوقات میں سے کسی ایک وقت میں گرہن ہوا تھا۔اس لئے ۱۳ تاریخ کا خسوف اور ۲۸ کا کسوف کسی صورت میں نشانی نہیں بن سکتا: ورنہ لم یکونا منذ خلق اللہ السموت والارض کی قید لغو اور بے سود ہو جائے گی اور دوسرے اس حدیث میں ''ینکسف القمر من اوّل لیلۃ من رمضان تنکسف الشمس فی النصف'' آیا ہے۔یہ نہیں آیا کہ ''ینکسف القمر لاول لیلۃ من لیالی خسوفھا وتنکسف الشمس فی نصف من ایام کسوفھا'' پھر دنیا میں چاند وسورج گرہن کا اجتماع رمضان المبارک میں مرزا قادیانی کے جیتے جی تین مرتبہ ہوا ہے۔ملاحظہ ہو۔ہندوستان میں ایسا پہلا اجتماع رمضان کے اندر ۱۲۶۷ھ میں ہوا۔یعنی ۱۳؍جولائی ۱۸۵۱ء مطابق ۱۳؍رمضان ۱۲۶۷ھ کو چاند گرہن اور ۲۸؍جولائی مطابق ۲۸؍رمضان کو سورج گرہن ہوا۔اس گرہن کے وقت مرزا قادیانی کی عمر تقریباً ۱۱،۱۲ برس کی تھی۔پھر دوسرا اجتماع انہی تاریخوں میں ۱۳۱۱ھ مطابق ۱۸۹۴ء کو امریکہ میں ہوا جس کا مرزا قادیانی نے حقیقت الوحی میں اقرار کیا ہے۔تیسرا اجتماع ۱۳؍رمضان ۱۳۱۲ھ مطابق ۱۱؍مارچ ۱۸۹۵ء کو چاند گرہن اور ۲۶؍مارچ مطابق ۲۸؍رمضان کو

سورج گرہن ہوا۔ جب اس تینتالیس سال کی مدت میں تین دفعہ اجتماع ہو گیا تو جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے نہ معلوم کتنی مرتبہ رمضان میں دونوں گرہنوں کا اجتماع ہوا ہوگا۔ پھر لطف یہ ہے کہ مہدی پہلے بن جاتے ہیں اور نشانی بعد میں ۱۲ برس پیچھے ظاہر ہوتی ہے اور مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ قمر کا لفظ اوّل رات کے چاند پر اطلاق نہیں کیا جاتا بالکل غلط ہے اور قمر عام ہے۔ ہلال اور بدر دونوں چاندوں پر بولا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ:''القمر قدرناه منازل حتی عادکالعرجون القدیم'' (یسین:۳۹)

۲۔ ''ھو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا وقدره منازل لتعلموا عدد السنین والحساب'' (یونس:۵)

''الھلال غرة القمروھی اوّل لیلة ۔ تاج عروس ''یعنی ہلال قمر کی پہلی رات ہے۔ اس کے علاوہ مرزامحمود پسر مرزا نے بھی تسلیم کیا ہے کہ قمر کا لفظ ہلال پر بولا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو:''قمر بدر نہیں ہوتا۔ لیکن بدر ضرور قمر ہوتا ہے۔ اسی طرح قمر ہلال نہیں ہوتا۔ مگر ہلال ضرور قمر ہوتا ہے۔'' (درس قرآن تفسیر سورہ مدثر مندرجہ اخبار الفضل ۷؍جولائی ۱۹۲۸ء)

مغالطہ ...... ابن العربی لکھتے ہیں کہ مسیح خاتم الاولاد ہوگا اور اس کے ساتھ اس کی بہن پیدا ہوگی۔ (شرح فصوص الحکم ص۸۳)

یہ بات مرزا قادیانی میں پائی جاتی ہے۔

تصحیح ...... اصل پیش گوئی ابن العربی کی اس طرح ہے کہ آخر زمانہ میں ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو بنی نوع انسان میں خاتم الاولاد ہوگا اور اس کے بعد کوئی لڑکا یا لڑکی جہاں میں پیدا نہ ہوگی۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تابہ کجا

مغالطہ ''ان اللہ یبعث لھذہ الامة علی راس کل مائة سنة من یجدد لھا دینھا (ابوداؤد ج۲ ص۱۳۲ کتاب الملاحم) ''مرزا قادیانی کا علمی کارنامہ اور خدمت دین اس امر کی شہادت ہے کہ وہ اس کے مجدد تھے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ اس پیش گوئی کے باوجود اب تک کوئی مجدد پیدا نہیں ہوا۔ یہ وعدہ الٰہی نہ صرف احادیث میں آیا ہے۔ بلکہ قرآن مجید میں بھی پایا جاتا ہے۔''وعداللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی

لھم (النور:۵۵) ''یعنی جس طرح وہ پہلے امت موسوی میں خلفاء بھیجتا تھا۔ اسی طرح امت محمدیہ میں مومنوں کو جو نیک عمل کریں گے۔ خلفاء بنائے گا تاکہ وہ اس دین کو مضبوط کریں۔ جس کو اللہ نے پسند کیا ہے۔ لہٰذا چونکہ موسوی شریعت کی تمکین کے لئے ۱۳سو سال بعد حضرت عیسیٰ تشریف لائے تھے۔ اس لئے سلسلہ محمدی میں ایک مثل عیسیٰ اتنی ہی مدت کے بعد آنا چاہئے تاکہ مماثلت پوری ہو جائے۔

تصحیح ...... تجدید دین کے یہ معنے ہیں کہ جس طرح کسی پتھر کی مٹی ہوئی تحریر پر قلم لگا کر اس کو روشن کر دیا جائے۔ اسی طرح دین کے مٹے ہوئے آثار کو از سر نو تازہ کر دے اور بدعت کو دور کر کے سنت مستقیم پر لوگوں کو قائم کرے۔ چنانچہ تیسر شرح جامع صغیر میں ہے کہ: ''یجدلھا بینھا ای یبین السنة من البدعة ویذل اھلھا'' سنت کو بدعات سے پاک کر دے اور اہل بدعت کی تردید کرے اور یہی معنے ملا علی قاری نے لکھے ہیں: ''من یجد دلھا دینھا ای یبین السنة من البدعة ویکثر العلم ولعز اھله ویقمع البدعة ویکسر اھلھا'' یعنی مجدد وہ ہے جو دین کو بدعات سے پاک کرے سنت کی ترویج اور اشاعت کرے۔ بدعات کو اکھاڑے دینداروں کی عزت کرے اور اہل بدعت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھے۔

(مرقاۃ شرح مشکوۃ ج۱ ص۳۰۲)

پھر جائز ہے کہ جماعت کثیرہ اس کام پر لگی ہوئی ہو اور ان میں ہر فرد اپنے عہد کا مجدد ہو چنانچہ تیسیر شرح جامع صغیر میں ہے کہ ''علی راس التنزیل سنة من الھجرة او غیرھا علی مامر من رجلا او اکثر یجدد...... الخ''

''قال ابن کثیر قدیدعی کل قوم فی امامھم انه المراد والظاھر حمله علی العلماء من کل طائفة (تیسیر) کل فرقة حملوه علی امامھم والاولی الحمل علی العموم ولا یخص بالفقھاء فان انتفاعھم باولی الامر والمحدثین والقراء والوعاظ والزھاد ایضا کثیر''

(مجمع البحار ج۱ ص۳۲۸)

یعنی عام علماء حق جو دین کی صحیح خدمت کرنے والے اور رد بدعت اور ترویج سنت جن کا مشغلہ ہے۔ وہ سب مجدد ہیں۔ خود مرزا قادیانی نے بھی یہی کہا ہے۔

گفت پیغمبرے ستودہ صفات
از خدائے علیم مخفیات

برسر هر صدی بروں آید
انکه این کار راهمی شاید
تاشود پاک ملت از بدعات
تابیایند خلق زو برکات
الغرض ذات اولیاء کرام
هست مخصوص ملت اسلام

(براہین حصہ۴ ص ۳۱۱، خزائن ج۱ ص ۳۶۲)

کیا مرزا قادیانی نے ۱۳سو برس سے جو دین چلا آتا تھا اس کی اشاعت کی اور کیا سنت کی ترویج کرتے ہوئے خلاف شرع کاموں اور بدعات کے دور کرنے میں جان لڑا دی اور جس طرح دین کی تجدید ہر صدی کے مجدد کرتے چلے آئے ہیں۔ کیا مرزا قادیانی نے اس طرح دین کی تجدید کی؟ اور جو اسلامی تعلیم مرزا قادیانی نے پیش کی ہے۔ کیا کسی پہلے مجدد نے ایسے گندے خیالات کو اسلام میں جگہ دی تھی؟۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ مرزا قادیانی نے:

۱..... اسلام میں وفات مسیح کا عقیدہ جاری کیا۔

۲..... نبوت کا دروازہ کھولا۔

۳..... ملائکہ کی شرعی حقیقت سے انکار کرتے ہوئے فلسفیوں کے خیال کی تائید کی۔

۴..... جبرائیل علیہ السلام اور دوسرے فرشتوں کے معینہ انسانی شکل میں حقیقی طور پر نازل ہونے سے باوجود اسلامی عقیدہ ہونے کے انکار کیا اور فلسفی رنگ نزول مانا۔

۵ معجزوں میں اسلامی تحقیق کو ٹھکرا کر ملحدانہ شبہے کئے اور ملحدین کے خیالات کی تائید کی۔

۶..... احیاء موتی اور خلق طیر اور اس قسم کے خارق عادت معجزوں کو تسلیم نہ کیا۔ اس کو جادو اور مسمریزم بتایا۔

۷..... قرآن میں اپنی رائے کو دخل دیا اور آنحضرت ﷺ کے ارشادات عالیہ کی پرواہ نہ کی اور فرقہ باطنیہ کی طرح قرآن کی آیتوں کو ظاہری معنوں سے پھیر کر استعارات کا رنگ دیا اور اس پردہ میں ناواقف اور دین سے بے خبر مسلمانوں کو اسلام کی سیدھی سادھی تعلیم سے ہٹا کر گمراہی کے گڑھے میں دھکیلا اور اسی طرح قرآن میں تفسیر بالرائے کا دروازہ کھولا۔

۸..... نصاریٰ کو خوش کرنے کے لئے جہاد کے حکم کو اسلامی تعلیم سے خارج کیا۔

۹..... معراج کو ایک کشفی چیز بتایا اور اس خیال کی حضرت عائشہ صدیقہؓ کی طرف جھوٹی نسبت کی۔

۱۰. ابن اللہ اور عین خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔

۱۱..... باوجود استطاعت کے کبھی حج نہ کیا نہ دعویٰ مسیحیت سے پہلے اور نہ بعد میں اور اس گناہ کو سر پر لے کر چلتے بنے۔ اگر مجدد دنیا میں ایسے ہی کاموں کے واسطے آتا ہے۔ تو ایسے مجدد کو دور ہی سے سلام ہے۔

محمد علی نے ۲۵ر دسمبر ۱۹۳۰ء کو بعنوان برادران قادیان سے اپیل ایک مصالحتی ٹریکٹ شائع کیا تھا۔ جس میں وہ اپنی اسلامی خدمات کا ذکر اس طرح کرتا ہے:

''آج خدا کے فضل سے اس ترقی کے علاوہ جو ہندوستان میں ہماری جماعت کو ملی ہے۔ دس بیرونی ممالک میں ہمارے ہاتھوں سے سلسلہ احمدیہ کی بنیاد قائم ہو چکی ہے اور وہاں جماعتیں بن چکی ہیں۔ چار ہزار سے زیادہ صفحات حضرت غلام احمد کی کتابوں کے ہم دوبارہ چھپوا کر اس کا بڑا حصہ تقسیم کر چکے ہیں۔ صرف انگریزی میں ہی نہیں بلکہ دنیا کی اور کئی زبانوں میں بھی تقسیم کیا۔ جب ہم آپ سے جدا ہوئے تھے تو اس وقت ہم کتنے آدمی تھے اور پھر کس قدر نصرت عطاء فرمائی کہ وہ علوم جو ہم کو حضرت موعود سے ورثہ میں ملے تھے۔ انہیں ہم نے دنیا کے دور دور کے کناروں تک پہنچایا ہے۔''

معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کے عقائد و خیالات ہی اس جماعت کی نظر میں اصل اسلام ہے اور اسی کی ہندوستان سے باہر دیگر ممالک میں اور یہاں اشاعت کی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں اگر (ازالہ اوہام ص ۵۷ اور آئینہ کمالات ص ۲۱۹، ۲۲۰) سے قطع نظر کر لیا جائے۔ جن سے مرزا قادیانی کا دعویٰ مجددیت ۱۲ر اپریل ۱۸۷۵ء میں معلوم ہوتا ہے اور (حاشیہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۹۱) کو بھی چھوڑ دیں کہ جس میں دعوے کی ابتداء ۱۲۹۰ء میں بتائی ہے تو پھر مرزا قادیانی نے مجدد کا دعویٰ صاف لفظوں میں (براہین احمدیہ ص ۳۱۲، خزائن ج ۱ ص ۳۶۳) پر مجدد کا ذکر کرتے ہوئے یوں کہا ہے:

وعدہ کج بطالباں ندھم

کاذبم گر از ونشاں ندھم

من خود از بهر ایں نشاں زادم
دیگر از ہر غمے دل آزادم
ایں سعادت چوبود قسمت ما
رفتہ رفتہ رسید نوبت ما

کتاب ۱۲۹۷ھ یعنی صدی سے تین سال پہلے طبع ہوئی۔ جیسا کہ مادہ تاریخ یاغفور سے ظاہر ہے اور حصہ سوم کے شروع میں ۸۷ دعویداروں سے بوجہ تاخیر عذر خواہی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حصہ سوم کے نکلنے میں تقریباً دو برس کی تاخیر ہوگی۔ مگر اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔ بلکہ مالک مطبع کی طرف بعض مجبوریاں ایسی پیش آ گئیں۔ جن سے طبع میں دیر ہوگئی۔ اس لئے معلوم ہوا کہ صدی سے تقریباً ۵ سال پہلے کا ہے اور اگر ۱۲۹۷ھ کو مان لیں تب بھی تین سال پیشتر ہونے میں تو کوئی شک ہی نہیں۔ اس کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ اللہ کا ایماندار اور نیک عمل مسلمانوں سے وعدہ ہے کہ وہ ان کو زمین میں حکومت عطاء فرمائیں اور ان کے دین کو جس کو اس نے پسند کیا ہے۔ مضبوط کرے۔ جس طرح کہ انبیاء علیہم السلام سابقین کے سچے پیروں کے ساتھ کرتا رہا ہے۔ لہٰذا جو معنے مرزائی جماعت نے اس آیت کے کئے ہیں۔ وہ سرتاپا غلط اور الفاظ قرآن کے مخالف ہیں۔ پھر ولایت کے لئے شرط اول یہ ہے کہ وہ کوئی مسئلہ قرآن عزیز کی صریح نص کے خلاف نہ کہے اور یواقیت ج۲ ص۹۲ میں ہے کہ: ''من زعم ان علما باطنا للشریعة غیر مایاید ینا فهو باطلی یقارب الذندیق ۰۰۰ فان من شان اهل الطریق ان یکون جمیع حرکاتهم وسکناتهم محررة علی الکناب والسنة ولا یعرف ذلك الا بالتبحر فی علم الحدیث والفقه والتفسیر'' مگر مرزا قادیانی کو ''لا تاخذه سنة ولا نوم (بقره:۲۵۵)'' کے خلاف ۳؍فروری ۱۹۰۳ء کو یہ الہام ہوا کہ: ''اصلی واصوم اسهر وانام واجعل لك انوار القدوم واعطیك ماید وم ان الله مع الذین اتقوا'' یعنی میں نماز پڑھوں گا اور روزہ رکھوں گا جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔۔۔ الخ!

(البشریٰ ج۲ ص۹۷، تذکرہ ص۴۶۰، اخبار الحکم ج۷ نمبر۵ ص۱۶، ۷؍فروری ۱۹۰۳ء)

قیاس کن زگلستان من بهار مرا
الحمد لله وسلام علی عباده الذین اصطفی ۰
تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

تفصیلی فہرست مسلم پاکٹ بک

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

کلمہ فضل رحمانی

(۱۳۱۴ھ)

بجواب

اوہام غلام قادیانی

(۱۳۱۴ھ)

جناب فضل احمد صاحب گورداسپوریؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

''الحمدللّٰہ رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علیٰ رسوله محمد واله واصحابه واهل بیته وذریاته واتباعه اجمعین''

اما بعد !حقیر پرتقصیراضعف من عبداللہ الصمد قاضی فضل احمد[1] بن حضرت قاضی اللہ دین صاحب متوطن ضلع گورداسپور حال کورٹ انسپکٹر لودھیانہ۔ ناظرین متین کی خدمت میں گذارش کرتا ہے کہ آج کل (ماہ شعبان ۱۳۱۴ھ) ایک کتاب مسمی بانجام آتھم معہ سہ رسائل دیگر خدا کا فیصلہ، دعوت قوم، مکتوب عربی بنام علماء ومشائخ بلاد ہند وغیرہ وغیرہ تصنیف مرزاغلام احمد قادیانی مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان تاریخ طبع ندارد دیکھنے میں آئی۔ جو اکثر علماء ومشائخ کی خدمت میں مرزا قادیانی کی طرف سے بذریعہ رجسٹری بھیجی گئی ہیں۔ جس میں مرزا قادیانی نے تمام مخالفین کی بالعموم اور علماء ومشائخ کی بالخصوص خوب خبر لی ہے اور سب وشتم کے تیروں سے ان کے دلوں کو چھلنی کی طرح خوب چھیدا ہے اور اپنے غصہ کی آگ کو بزعم خود خوب بھڑکایا ہے۔ گویا سب کے جسم کو معہ استخوان جلایا ہے۔ قبل اس کے کہ میں ان کے موٹے موٹے مضامین کو بہت ہی اختصار کے ساتھ بعبارت سلیس عام فہم پیش ناظرین کروں اور مرزا قادیانی کے ہی الہامات وتحریرات کے مقابلہ میں ہدیہ شائقین باتمکین کروں نہایت ہی افسوس کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی نے جو روش تحریر اس کتاب میں اختیار کی ہے۔ اہل اسلام کو تو کیا دیگر مذاہب کے لوگوں کو بھی نہایت ناپسند ہوئی اور تحقیر کی نظروں سے دیکھی گئی ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے احکامات الٰہی واحادیث رسول اکرمﷺ واقوال وافعال جمہور، کانعوذ باللہ صرف اغماض ہی نہیں کیا بلکہ بصورت انکار ان کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ بطور نمونہ آیات واحادیث واقوال وافعال بزرگان پیش کرتا ہوں۔

آیات قرآنی جن کی مرزا قادیانی نے تعمیل نہیں کی

۱...... اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: ''واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً ولا تفرقوا (آل عمران:۱۰۳)'' ﴿یعنی خدا کے دین کو سب اکٹھے ہو کر مضبوط پکڑو اور متفرق نہ ہو جاؤ۔﴾

---

[1] حنفی، نقشبندی، مجددی، حسنی، قصبہ شاہ پور پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور۔

۲...... ’’ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا (بقرہ۱۰۵)‘‘ ﴿یعنی ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ۔ جنہوں نے فرق اور اختلاف کیا۔﴾

ان ہر دو آیات کی تعمیل تو مرزا قادیانی نے یہ کی کہ تمام اہل اسلام سے ایسی تفریق اور تخالف پیدا کر لی کہ کسی کو بھی اپنے ساتھ نہیں رکھا۔ حتیٰ کہ حضرت رسول اللہ ﷺ سے لے کر آج تک کوئی بھی ان کے عقائد کے ساتھ متفق نہیں ہوا۔

۳...... خداوند کریم کا حکم ہے کہ:’’انما المؤمنون اخوۃ فاصلحوا بین اخویکم (حجرات:۱۰)‘‘ ﴿یعنی مسلمان سب بھائی بھائی ہیں۔ بھائیوں میں اصلاح کرو۔﴾

اس حکم کی تعمیل مرزا قادیانی نے ایسی کی کہ بجائے اصلاح کرنے کے، اور آتش فساد مشتعل کر دی اور اپنے خاص بھائیوں کو دشمن بنا لیا۔

۴...... حکم اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہے کہ:’’ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم (انفال:۴۶)‘‘ ﴿یعنی آپس میں مت جھگڑو۔ سست ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا بگڑ جائے گی۔﴾

اس کی تعمیل میں مرزا قادیانی نے رفع تنازع کے لئے ایسی کوشش کی کہ کوئی وقت ساعت جھگڑے یا فساد سے خالی ہی نہیں رکھی۔ کبھی کوئی کتاب، کبھی کوئی رسالہ، کبھی کوئی اشتہار نکالے ہی گئے۔ جس سے جھگڑوں میں روز افزوں ترقی ہوتی گئی۔ یہاں تک پہونچے کہ ایک اشتہار جمعہ کے روز کی تعطیل کا نکالا۔ اس میں اپنے مسلمان بھائیوں کے برخلاف گورنمنٹ کو اس امر کی توجہ دلائی کہ:’’مسلمان لوگ گورنمنٹ کے ساتھ باغیانہ خیال رکھتے ہیں۔ اس کی شناخت یہ ہے کہ جو لوگ نماز جمعہ نہیں پڑھیں گے وہ سرکاری باغی اور بدخواہ سمجھے جائیں گے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۲۳،۲۲۴)

مطلب اس سے یہ تھا کہ جو لوگ بباعث نہ پورا ہونے شرائط جمعہ کے شہروں یا دیہات میں نماز جمعہ نہیں پڑھتے وہ باغی سمجھے جائیں۔ مگر آفرین ہے گورنمنٹ کی دانش پر، کہ اس نے ایسی لغویات اور اشتہار پر کچھ توجہ نہ فرمائی ورنہ مرزا قادیانی نے اس آیت کی تعمیل میں ذرہ بھر بھی نیش زنی کرنے میں فروگذاشت نہ کی تھی کہ جھٹ مسلمان لوگ باغی قرار دیے جا کر احکام ضابطہ جاری ہوتے۔

۵...... ’’لا تفسدوا فی الارض (بقرہ:۱۰)‘‘ ﴿یعنی مت فساد پھیلاؤ زمین میں۔﴾

مگر افسوس مرزا قادیانی کو اس فساد اور جھگڑوں میں ہی مزہ اور رونق ہے۔ طبیعت کا لگاؤ اور تمام میلان ہی اس طرف ہے۔

۶...... حکم خداوندی ہے کہ: ''ولا تلمزوا انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعدالایمان (حجرات:۱۱)'' ﴿یعنی اپنے دین والوں کا عیب نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو۔ بدنامی ہے کسی کو ایمان کے بعد فسق سے یاد کرنا۔﴾

مرزا قادیانی نے اس حکم کی تعمیل یہ کی ہے کہ اس کتاب انجام آتھم میں مولوی صاحبان وسجادہ نشین صاحبان میں سے کسی کو دجال بطال، کسی کو شیخ بخدی، کسی کو شیطان، کسی کو فرعون، کسی کو ہامان وغیرہ وغیرہ لقبوں سے یاد کیا ہے۔ مہذب اہل اسلام ودیگر ناظرین مرزا قادیانی سے یہ سوال کرتے ہیں کہ یہ طریق جو اپنے کتاب میں اختیار کیا ہے۔ کوئی صفحہ یا سطر ایسی نہیں جس میں کوئی نہ کوئی گالی نہ ہو۔ یہ کس آیت یا حدیث یا الہام کے ارشاد سے کیا گیا ہے؟۔

۷...... ''ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللّٰہ (انعام:۱۰۸)'' ﴿یعنی کافروں کے معبودوں کو بھی گالی نہ دو۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ تمہارے خدا کو گالیاں دیں۔﴾

اس حکم کی تعمیل مرزا قادیانی نے ایسی کی کہ مرزا قادیانی کی کتابیں بالخصوص رسالہ انجام آتھم اور اس کا ضمیمہ شاہد ہیں اور ان کی تصدیق کے لئے آریہ اور عیسائیوں کی کتابیں موجود ہیں کہ جن میں مرزا قادیانی کی بدولت خداوند کریم اور تمام پیغمبران علیہم السلام اور خصوصاً حضرت رسول اللہ ﷺ کی نسبت ایسے ایسے الفاظ لکھے گئے ہیں کہ جن سے ایک ادنیٰ مسلمان کا بھی جگر پارہ پارہ ہوتا ہے۔ کیا یہ حکم خداوندتعالیٰ کی تعمیل ہے۔ کیا ان کل تحریروں کا ثواب مرزا قادیانی کے اعمال نامہ میں روز بروز درج نہیں ہوتا؟۔ بلکہ روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔

۸...... اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: ''قولوا للناس حسناً (بقرہ:۸۳)'' ﴿یعنی لوگوں سے نیک اور بھلائی کی بات کہو۔﴾

اس حکم میں کسی مسلمان کی بھی تخصیص نہیں۔ عوام تو کہاں بے چارے خاص بھائی اور عزیز مسلمان بھی نیکی اور اچھے کلمے سے یاد نہیں کئے گئے۔ جب مرزا قادیانی بقول خود تمام انبیاء اور مرسلین کی صفات سے موصوف ہیں تو ایک ہی جسم سے ملہم، مجدد، مثیل مسیح، مسیح موعود، مہدی موعود ہیں تو کیونکر ہوسکتا ہے کہ ان کے سینہ بے گنجینہ زبان بے عنان سے ایسی فحش گالیاں کہ مسلمان بھائیوں بالخصوص مولوی صاحبان وسجادہ نشین صاحبان کو کتابوں میں دی جاتی ہیں۔

جیسے بدذات، بے ایمان، دجال، لعین، شیطان، فرعون، ہامان، ظالم، یہودی، بطال، خبیث گدھے، کتے، سور، وغیرہ وغیرہ۔ اگر مسیح موعود کی تہذیب اور خواص ایسے ہی ہونے چاہئے تو مرزا قادیانی کو مبارک ہو۔

احادیث جن سے مرزا قادیانی نے روگردانی کی

۱...... امام احمد نے (مسند احمد ج۵ ص۲۳۱ اور ترمذی اور ابن ماجہ ص۲۸۶ باب کف اللسان فی الفتنۃ) نے ایک حدیث طویل میں حضرت معاذؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے توحید، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، صدقہ، تہجد اور جہاد کا ذکر فرما کر ارشاد کیا کہ کہو تو بتاؤں تمہیں ان سب کی جڑ اور اصل کو۔ حضرت معاذؓ نے کہا ہاں اے نبی، اللہ کے آپ ؐ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر فرمایا کہ اس کو روکے رہو۔ (مرزا قادیانی نے زبان کو خوب روکا؟۔)

۲...... حضرت رسول خدا ﷺ فرماتے ہیں: ''من صمت نجا (مشکوٰۃ ص۴۱۲، باب حفظ اللسان)'' ﴿جو چپ رہا نجات پا گیا۔﴾

مرزا قادیانی اتنے بڑے پیغمبر ایسی چھوٹی حدیث پر کیسے عمل کرتے؟۔ نعوذباللہ!

۳...... صحیحین میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسلمان کو لعنت کہنا مانند قتل کرنے اس کے ہے۔ (بخاری ج۲ ص۹۰۱، باب من اکفر اخاہ بغیر تاویل) قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

۴...... (ترمذی ج۲ ص۱۱، باب ماجاء فی اللعنۃ، مشکوٰۃ ص۴۱۳، باب حفظ اللسان) نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔ یعنی لعنت کرنا ایمان کے مخالف ہے۔ (مرزا قادیانی کی کل کتابیں لعنتوں سے پر ہیں۔)

۵...... صحیحین میں ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا گالی دینا مسلمان کو بڑے گناہ کی بات ہے۔ (بخاری ج۲ ص۸۹۳، باب ما ینھیٰ عن السباب واللعن)

مرزا کی تمام کتابیں ہی گالیوں سے بھری پڑی ہیں۔ حتیٰ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی معاف نہیں کیا۔

۶...... (ترمذی ج۲ ص۳۹۴، باب ماجاء فی اللعنۃ) میں بسند صحیح روایت ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ گالی بکنے والا اور بے حیائی کی بات کرنے والا بندہ مؤمن نہیں۔

لیکن مرزا کی گالیاں بھی نعوذ باللہ وہ کہ مسیح علیہ السلام کی دادیوں، نانیوں تک نوبت پہنچادی۔

۷...... (ترمذی ج۲ص۱۸، باب ماجاء فی اللعنة) اور بیہقی نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ نہیں ہے مسلمان طعنہ کرنے والا اور نہ لعنت کرنے والا اور فحش بکنے والا اور نہ بیہودہ گو۔ (مشکوٰۃ ص۴۱۳، باب حفظ اللسان)

۸...... مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس پر ظلم کرے نہ اس کی مدد چھوڑے۔ نہ اس کو ذلیل سمجھے۔ پرہیزگاری یہاں ہے۔

(بخاری ج۱ ص۳۳۰، باب لایظلم المسلم المسلم ولا یسلمه)

۹...... ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ فلاں عورت کا ذکر ہوتا ہے کہ نماز بہت پڑھتی ہے۔ روزے بہت رکھتی ہے اور خیرات بہت کرتی ہے۔ لیکن وہ اپنے ہمسایوں کو اپنی زبان سے ایذاء دیتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ دوزخ میں ہے۔

(مشکوٰۃ ص۴۲۴، باب الشفقة والرحمة علی الخلق)

۱۰...... حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو نہ بتاؤں وہ عمل جو روزہ صدقہ نماز سے افضل ہے۔ راوی کہتا ہے کہ ہم نے کہا کہ ہاں! فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا صلح کرانا آپس میں اور فساد ڈالنا یہ خصلت دین کی جڑ اکھاڑنے والی ہے۔

(ابوداؤد ج۲ ص۱۹۲، باب فی اصلاح ذات البین)

۱۱...... ایک شخص نے پیغمبر خدا ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ کو کچھ نصیحت فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ غصہ مت کیا کر اس نے کئی دفعہ یہ سوال کیا۔ آپ ﷺ نے یہی جواب فرمایا کہ غصہ مت کیا کر۔ (بخاری ج۲ ص۹۰۳، باب الحذر من الغضب)

۱۲...... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کیا تیرے نزدیک تیرے بندوں میں کون سا بہت عزیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب کسی کو کسی طرف سے ایذاء پہنچے تو اس کو بخشدے۔ (مختصر ابن عساکر ج۲۵ ص۳۷۵)

اثار صحابہؓ وتابعینؒ وتبع تابعینؒ واقوال وافعال، علماء کرام ومشائخ عظامؒ

اگر ضبط تحریر میں لائے جائیں تو ایک عرصہ دراز چاہیئے۔ ان کے لکھنے کی اس واسطے بھی ضرورت نہیں۔ جب آیت شریف وحدیث شریف سے ہی اعراض ہے تو باقی پر کیا اعتبار

ولحاظ ہے؟۔ سیلن مرزا قادیانی کے ہی الہامات وتحریرات پیش کرنا ضروری ہے تاکہ ناظرین اس پر توجہ فرمائیں۔

مرزا قادیانی کے الہامات وتحریرات جن پر انہوں نے خود بذات، مطلق عمل نہیں کیا اور حافظہ سے اتر گئے

میں نہایت افسوس سے کہتا ہوں۔ اگرچہ مرزا قادیانی نے قرآن شریف واحادیث شریفہ واثار صحابہ پر (جو تیرہ سو سال سے حضرت رسول خدا ﷺ پر نازل ہوا ہے) نعوذ باللہ پرانا ہونے یا کسی اور وجہ سے عمل نہیں کیا۔ جیسے کہ عرض ہوا ہے۔ مگر ان کو اپنے الہامات قطعی اور یقینی اور تحریرات الہامی پر تو (جو تازہ ہیں) ضرور ہی عمل کرنا چاہئے تھا۔ مگر ان پر بھی کوئی توجہ نہیں کی گئی۔

۱...... لکھتے ہیں کہ: ''مجھ کو خدا نے الہام کیا ہے کہ: ''تلطف بالناس وترحم علیھم'' یعنی لوگوں کے ساتھ لطف اور مہربانی اور رحم کر۔''

(انجام آتھم ص۵۵، خزائن ج۱۱ص۵۵)

۲...... اسی کتاب میں ہے کہ مجھے الہام ہوا ہے۔ ''یا داؤد عامل بالناس رفقاً واحساناً'' یعنی اے داؤد (پیغمبر) لوگوں کے ساتھ رفاقت اور احسان کر۔

(انجام آتھم ص۶۰، خزائن ج۱۱ص۶۰)

فرمایئے مرزا قادیانی!! تلطف، رحم، رفق، احسان۔ ان چاروں الہامی احکام کی آپ نے کیا تعمیل کی؟۔ اور داؤد علیہ السلام کی صفت لوہے کو موم کرنے والی نے آپ میں کیا اثر کیا۔ بلکہ الٹا موم دلوں کو لوہا اور پتھر کر دیا۔ تمام جانداروں کو اپنی زنبور کی خوش الحانی سے بجائے جمع کرنے اور دوست بنا لینے کے دشمن بنالیا اور متنفر کر لیا۔ کارروائی ہی معکوس کر لی۔ گویا تلطف کی جگہ سب وشتم، رحیم کی جگہ درشتی قلم، رفق کی جگہ نفاق اتم، احسان کی جگہ رجم خصم کو پورا کیا۔

۳...... ''ہر ایک صاحب کی خدمت میں جو اعتقاد اور مذہب میں ہم سے مخالف ہیں۔ بصد ادب اور غربت عرض کی جاتی ہے جو اس کتاب کی تصنیف سے ہمارا ہرگز یہ مطلب اور مدعا نہیں ہے۔ جو کسی کے دل کو رنجیدہ کیا جائے۔ یا کسی نوع کا بے اصل جھگڑا اٹھایا جائے۔''

(براہین احمدیہ ص۸۳، خزائن ج۱ص۷۱)

۴...... ''چہارم بخدمت جملہ صاحبان یہی عرض ہے کہ یہ کتاب کمال تہذیب اور رعایت آداب سے تصنیف کی گئی ہے اور اس میں کوئی ایسا لفظ نہیں۔ جس میں کسی بزرگ یا پیشوا کسی فرقہ کے کسر شان لازم آوے اور خود ہم ایسے الفاظ کو صراحتاً یا کنایتاً اختیار کرنا خبث عظیم سمجھتے

ہیں اور مرتکب ایسے امر کو پرلے درجہ کا شریر النفس خیال کرتے ہیں۔''

(براہین احمدیہ ص ۱۰۱، خزائن ج ۱ ص ۹۰)

۵ ..... ''عام اطلاع! ناظرین پر واضح رہے کہ ہمارا ہرگز یہ طریق نہیں کہ مناظرات ومجادلات میں یا اپنی تالیفات میں کسی نوع کے سخت الفاظ کو اپنے مخاطب کے لئے پسند رکھیں۔ یا کوئی دل دکھانے والا لفظ اس کے حق میں یا اس کے کسی بزرگ کے حق میں بولیں۔ کیونکہ یہ طریق علاوہ خلاف تہذیب ہونے کے ان لوگوں کے لئے مضر بھی ہے۔ جو مخالف رائے کی حالت میں فریق ثانی کی کتاب کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ وجہ یہ کہ جب کسی کتاب کو دیکھتے ہی دل کو رنج پہنچ جائے۔ تو پھر برہمی طبیعت کی وجہ سے کس کا جی چاہتا ہے کہ ایسی دل آزار کتاب پر نظر بھی ڈالے۔''

(شحنۂ حق ص الف، خزائن ج ۲ ص ۳۲۴)

۶ ..... ''بخدا ہم دشمنوں کے دلوں کو بھی تنگ کرنا نہیں چاہتے اور ہمارا خدا ہر جگہ ہمارے ساتھ ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا قول ہے کہ نبی بے عزت نہیں۔ مگر اپنے وطن میں۔''

(شحنۂ حق ص ج، خزائن ج ۲ ص ۳۲۶)

۷ ..... ''چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔''

(مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۸۹)

۸ ..... ''ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دے گا۔ فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کرے گا۔''

(مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۸۹، ۱۹۰)

۹ ..... ''نہم یہ کہ عام خلق خدا کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا۔ جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔''

(رسالہ تکمیل تبلیغ ص ۲، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۹۰)

ناظرین! مرزا قادیانی کو تمام آیات واحادیث والہام خاص وتحریرات الہامی سب کی سب یکدم فراموش ہوگئیں اور اپنی اقراری دستاویزات اور الہامی عبارات سب کو یک لخت ملیا میٹ کردیا، یا یاد ہوں۔ مگر پھر انہوں نے خدا کے حکم (اوفوا بالعقود) اپنے وعدوں اور اقراروں کو پورا کرو، کی تعمیل نہیں کی۔ پھر خیال فرمایئے کہ نہ تو احکام الٰہی کی تعمیل کی اور نہ احکام رسول خدا ﷺ پر کچھ توجہ کی اور نہ اپنے الہامات کی پرواہ کی۔ جب یہ حالت ہے تو مرزا قادیانی کے پاس کیا خاص وجہ ہے کہ باوجود ایسے صریح اور بدیہی احکام کی تعمیل پر بھی لوگوں سے اپنے کو مسیح

موعوداورتاویلات خانہ زادکومنوانا چاہتے ہیں۔

ایں خیال است ومحال است وجنون

البتہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مولوی صاحبان وسجادہ نشین صاحبان نے کیوں مرزاقادیانی پر تکفیر کا فتویٰ دیا؟ اور ممکن ہے کہ مرزاقادیانی خوداس کا جواب دیں کہ جب انہوں نے مجھ کوکافرکہا اورکفر کے فتوے میری نسبت میں بھی یہ گالیاں ترکی بہ ترکی دیں۔ جیسے کہ ایک نقل مشہور ہے کہ کسی لاہوری مسلمان نے ایک لاہوری بنیا[1] کوکسی بات کے تکرار پر بہت مارا۔ بنیا بے چارہ بہت کمزور تھا مقابلہ نہ کرسکا۔ لیکن جیسے وہ مارتا رہا بنیا بہت سی گالیاں دیتا رہا۔ جب وہ زبردست مسلمان چلا گیا تو ہمسایہ دکاندار نے پوچھا کہو بھئی کیا ہوا۔ بنیا نے اپنی پنجابی بولی میں کہا ''مینوں مُسلے نے بہت ماریا پر میں بھی اس نوں گالیاں دے نال پیپوہی کرچھڈیا۔'' یعنی اگرچہ اس مسلمان نے مجھ کو بہت مارا لیکن میں نے بھی اس کو گالیوں سے آدہ موا کردیا۔ سو اس میں شک نہیں کہ مولویوں اور سجادہ نشین صاحبوں نے مرزاقادیانی کو کافرکہا، دجال لکھا۔ جس کا انتقام مرزاقادیانی نے اس کتاب (انجام آتھم) میں گالیوں سے لیا انتقام بھی ایسا کہ وہ بھی یاد ہی کریں گے اور قیامت تک یہ کتاب مملوبہ درسب وشتم ان کی یادفرمائی اور مرزاقادیانی کے ثواب اخروی اور راہ نمائی کی یادگار رہے گی۔ جزاك الله!

یہ مانا کہ مرزاقادیانی کو جب انہوں نے کافرکہا اور دجال لکھا تب مرزاقادیانی نے غصہ میں آ کر گالیوں سے بدلا لیا۔ مگر افسوس مرزاقادیانی نے یہاں بھی تو حکم خداوندی کی

الف…… ''فاصفح الصفح الجميل (الحجر:٨٥)'' ﴿یعنی پس درگذر کر درگذر کرنا۔﴾

ب…… ''والكاظمين الغيظ والعافين عن الناس والله يحب المحسنين (آل عمران:١٣٤)'' ﴿یعنی غصہ کے ہضم کرنے والے باوجود قدرت کے اور معاف کرنے والے لوگوں سے، اللہ دوست رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو۔﴾

تعمیل پر کچھ توجہ نہیں کی۔ مؤخر الذکر آیت کے ماتحت میں اکثر مفسروں نے روایتیں لکھی ہیں۔ جن میں سے صرف دو روایتیں جو خاص مرزاقادیانی کی توجہ کے قابل ہیں لکھی جاتی ہیں۔

---

[1] بنیا…… الخ! بالکتانی اور نون دیا تحتانی والف بمعنی دوکاندار، ب،ن،ی،ا۔

روایت اوّل: کسی نے حضرت امام اعظمؒ کو طمانچہ مارا امام صاحب نے فرمایا کہ میں بھی تجھے طمانچہ مار سکتا ہوں۔ مگر نہیں ماروں گا اور اس بات پر قادر ہوں کہ خلیفہ وقت سے تیرے پر نالش کروں مگر نہ کروں گا۔ درگاہ الٰہی میں نالہ وفریاد کر سکتا ہوں۔ مگر نہ کروں گا کہ قیامت کے دن تجھ سے جھگڑوں اور بدلہ لوں مگر نہ کروں گا۔ اگر فردا قیامت کو مجھے چھٹکارا ملے اور حق تعالیٰ میری سفارش قبول کرے تو تیرے بغیر جنت میں قدم نہ رکھوں گا۔

(حدائق الحنیفہ بحوالہ امام اعظمؒ ابوحنیفہ کے حیرت انگیز حالات ص۱۲۹)

مردی گمان مبرم کہ بزور است وپردلی
باخشم گر برائی دانم کہ کاملی

روایت دوم: تیسیر میں لکھا ہے کہ ایک دن جناب امام حسینؓ مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرمانے بیٹھے تھے۔ آپ کا خادم جلتی ہوئی آش کا کاسہ مجلس میں لایا۔ دہشت سے اس کا پاؤں فرش کے کنارے لڑکھڑایا کاسہ جناب امام کے سر مبارک پر گر کر ٹوٹ گیا اور جلتی ہوئی آش سراطہر پر گری۔ حضرت نے ادب سکھانے کی راہ سے خادم کی طرف دیکھا۔ خادم کی زبان پر جاری ہوا۔ والکاظمین الغیظ! آپ نے فرمایا غصہ میں نے فرو کیا۔ خادم بولا والعافین عن الناس! حضرت نے فرمایا میں نے معاف کیا۔ خادم نے باقی آیت واللّٰہ یحب المحسنین! پڑھی۔ حضرت امام نے فرمایا جا میں نے تجھے آزاد کر دیا۔ ابیات!

بدی رامکافات کردن بدی
براھل صورت بود بخردی
بمعنی کسانے کہ پے بردہ اند
بدی دیدہ ونیکوئی کردہ اند

''من وعن از تفسیر حسینی''

کامل آدمیوں کی اس سے شناخت ہوتی ہے۔ جس پر مرزا قادیانی نے بھی اپنی تصانیف میں ادعا کیا ہے۔

یہ ہر دو روایتیں بطور ضروری مرزا قادیانی کی توجہ خاص کے واسطے اس لحاظ سے لکھی گئی ہیں کہ اوّل اپنے (ازالہ اوہام ص۵۳۱، خزائن ج۳ ص۳۸۵) میں حضرت امام اعظمؒ کی بہت تعریف لکھی ہے اور ان کا اجتہاد اور استنباط قبول کر کے داد دی ہے اور پھر کتاب (انجام آتھم کے ص۵۳، خزائن ج۱۱ ص ایضاً) میں ''ولوکان الایمان معلقاً بالثر یاالناله رجل'' جو حدیث حضرت

امام اعظمؒ کی پیشین گوئی میں ہے۔ اپنی طرف لگا کر فارسی النسل تسلیم کیا ہے اور حضرت امام حسینؓ بھی بذات خاص آپ ہی ہیں۔ جیسے کہ آپ نے (ازالہ اوہام کے ص۶۶ سے ۷۷، خزائن ج۳ ص۱۳۵ تا۱۴۱) تک اس کی تشریح کی ہے۔ قادیان کو دمشق قرار دیا ہے اور وہاں کے لوگوں کو یزیدی بنا کر خود حضرت امام حسینؓ بن گئے۔ حاصل کلام جب حضرت امام اعظمؒ و حضرت امام حسینؓ بھی آپ ہی ہیں تو پھر اس آیت کی تعمیل کرنے کے وقت کیا ہوا اور کیا بن گئے؟۔ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ اب ناظرین کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ مرزا قادیانی نے غضب وغیظ میں آ کر ایسی کارروائی کی ہے کہ تمام کوشش مسیح موعود کے ہونے کو یک دم ملیامیٹ کر دیا۔ تمام احکامات الٰہی واحادیث رسول اکرم ﷺ اور الہامات وحی خود اور دستاویزات قطعی کے برخلاف ایسی چال چلے۔ جس سے عوام کو بدظنی پیدا ہوگئی۔ مسیح ادعائی کو لازم تھا کہ اگر کوئی ایک رخسار پر طمانچہ مارتا تو دوسرا رخسار بھی اس کے آگے کر دیا جاتا کہ لیجئے دوسرا بھی حاضر ہے۔ اب اس کا کیا کیا جائے کہ مسیح موعود تو بنتے اور بننا چاہتے ہیں۔ مگر افسوس جسم میں خواص نہیں۔ حلیہ تاویلی تو بتادیں۔ مگر لباس نہیں، ارہاص نہیں۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ فی الواقعہ آپ بقول خود (انجام آتھم ص۶۸، خزائن ج۱۱ ص ایضاً) خونی مسیح اور خونی مہدی نہیں ہیں۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں کہ آپ سبی مسیح اور سبی مہدی ہیں۔ نعوذ باللہ منہا!

کیونکہ سب وشتم میں آپ کو کمال حاصل ہے۔ بے چارے علماء ومشائخ وقت آپ کے کس شمار وقطار میں ہیں۔ جبکہ آپ سے پیغمبران علیہم السلام بھی نہیں چھوٹے۔ مرزا قادیانی! گستاخی معاف بجائے اس کے آپ مسلمانوں کی بزرگ جماعت علماء ومشائخ کو گالیاں دے کر اپنا دشمن بنا لیتے۔ مناسب یہ تھا کہ اپنے اعجاز مسیحی اور ہدایت مہدویت سے ان کو گرویدہ کر کے اپنا حامی بنا لیتے اور کرامات وخوارق عادات کا اثر ان کے دلوں پر ڈال کر اور ''اپنی دعا سے جو بجلی کی طرح کودتی ہے۔'' (انجام آتھم ص۲۷۵، خزائن ج۱۱ ص۲۷۵)

اپنی طرف جذب کر دیتے۔ مگر افسوس اس طرف آپ نے بالکل رخ ہی نہیں کیا۔ کیا تو یہ کیا کہ گالیوں اور لعنتوں کے بوجھ سے ان کی کمر توڑ ڈالی اور کچھ بھی پاس مسلمانی نہ کیا۔ یہی باتیں ہیں کہ اس وقت آپ پر سب مسلمانوں کی طرف سے سخت درجہ کی بدگمانی ہے۔ دعاوی آپ کے سماوی میں اور عمل آپ کے ثرائی ہیں۔ ''انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ۰ وما ارید الا الاصلاح''

اب میں نہایت اختصار کے ساتھ مرزا قادیانی کی کتاب انجام آتھم وضمیمہ متذکرہ بالا کا

خلاصہ پیش ناظرین کرتا ہوں اور اس کے مقابلہ میں کچھ اپنی طرف سے بہت ہی کم لکھوں گا۔ ورنہ کلہم مرزا قادیانی کی ہی تصانیف سے ہدیہ ناظرین کروں گا۔ جس سے مرزا قادیانی کی حالت (جو گرگٹ کی طرح بدلتی رہی ہے اور بدلتی ہے اور بدلتی جائے گی) بخوبی ظاہر ہو جائے گی۔

اوّل مختصر خلاصہ رسالہ انجام آتھم

''مسٹر عبداللہ آتھم ۲۷؍جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروز پور مر گیا۔ پہلے تاریخ مقررہ پر جو نہیں مرا تھا اس کا باعث یہ تھا کہ عبداللہ آتھم نے رجوع الی الحق کر لیا تھا۔ اس واسطے تاریخ مقررہ پر فوت نہیں ہوا۔ جب ہم نے ۳۰؍دسمبر ۱۸۹۵ء کو اشتہار دیا تھا کہ اگر اس نے رجوع الی الحق نہیں کیا تو قسم کھاوے۔ اس نے قسم نہیں کھائی۔ اس لئے وہ ۲۷؍جولائی ۱۸۹۶ء کو مر گیا اور ہماری الہامی پیشین گوئی کے مطابق مرا۔'' (انجام آتھم ص ۱تا۳۳، خزائن ج ۱۱ص ایضاً)

مزید لکھتے ہیں: ''اے بدذات فرقہ مولویان! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس! کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔'' (انجام آتھم ص ۲۱، خزائن ج ۱۱ص ایضاً)

ناظرین! اوّل میں بابت پیشین گوئی مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کے لکھتا ہوں کہ جو مرزا قادیانی نے اس کی نسبت لکھا تھا اور جو ۵؍جون ۱۸۹۳ء کی پیشین گوئی ہے۔ وہ اس طرح پر ہے۔ ''میں اس وقت یہ اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پر ہے۔ وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔ روسیاہ کیا جاوے، میرے گلے میں رسا ڈال دیا جاوے۔ مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔ میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ضرور وہ ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین وآسمان ٹل جائیں گے پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی...... اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو۔ تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعنتوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔''

(جنگ مقدس ص ۲۱۱، خزائن ج ۶ص ۲۹۳)

یہ الہامی پیش گوئی تھی۔ اس پیشگوئی کی میعاد ۵، ۶؍ستمبر ۱۸۹۴ء کی رات پندرہ ماہ پورے ہوئے تھے۔ اس تاریخ کی کیفیت میں اخبار وفادار مطبوعہ ۸؍ستمبر ۱۸۹۴ء کے پرچے سے نقل کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ وھو ھذا!

''مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش گوئی مسٹر عبداللہ آتھم کی موت کی نسبت لاہور میں ۵/ستمبر ۱۸۹۴ء کی رات تک بڑا چرچا رہا کہ مرزا قادیانی کی پیش گوئی کے اختتام کا وقت آج رات کو ختم ہے۔ جا بجا بڑے۔ مجمعے اور طرفدار پارٹیوں کے لوگ مختلف قسم کے خیالات ظاہر کرتے رہے۔ ایسے ہی امید کی جاتی ہے کہ پنجاب کے تمام مقامات میں بھی یہی کیفیت ہوگی۔ ۶/ستمبر ۱۸۹۴ء کی صبح کو مسٹر عبداللہ آتھم کی پارٹی بشاش اور مرزا قادیانی کی پارٹی مغموم اور پریشان حالت میں تھی۔''

پھر اخبار وفادار مورخہ ۱۵/ستمبر ۱۸۹۴ء میں حسب ذیل درج ہے۔

مرزا قادیانی کی پیش گوئی دربارۂ مسٹر عبداللہ آتھم

سچ کہنے میں بدترین خطرات، جھوٹ کہنے میں ضمیر پر بدنما دھبہ۔ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل کا سا معاملہ ہے۔ پس جھوٹ سے گریز اور توبہ ہزار توبہ۔

راستی موجب رضائے خداست

مرزا قادیانی کی مسٹر عبداللہ آتھم کی نسبت پہلی پیش گوئی غلط۔ غلط جھوٹ اور سراسر جھوٹ ثابت ہونے پر بعض عام اور بازاری لوگ ناواقفیت سے اسلام پر بڑے نامعقول فقرات اور اعتراض جماتے ہیں اور خاص لوگ مگر غیر مذہب والے متانت سے اپنے دلی مذہبی تعصب کے خیالات کے ظاہر کرنے میں اپنا زور قلم دکھا رہے ہیں۔ جو بے شک زبردستی اور غلطی کر رہے ہیں۔ پہلے خیال کے لوگ مذہبی امور سے ناواقف ہیں۔ مگر دوسرے واقف ہو کر اسلام کی تحقیر پر وضعداری سے کمربستہ ہیں۔ ہم ان دونوں خیالات والوں کی علت غائی مرزا قادیانی کی جھوٹی پیش گوئی سمجھتے ہیں نہ کچھ اور۔ جس کی وجہ سے ہم بلا تامل اصول مذہب اور مذہبی اشتعال کی وجہ سے ایسا کہنے میں دریغ نہیں کرتے کہ اسلام ایسے صادق مذہب اور اسلام کے بانی صادق پیغمبر خدا ﷺ کے اصول مذہب کو بدنام اور ان کی تحقیر کرنے والا مرزا قادیانی ہے نہ کوئی اور۔ جس کے بعد ہم ایسا کہنے میں بے اختیار ہیں کہ او مرزا!! او قادیانی! او جھوٹے مسیح موعود!! او غلام!! او عبدالدراہم!! والدنانیر مرزا!! خداوند تعالیٰ تجھے تیری بدنیتی اور تیری جھوٹی پیشین گوئی کے صلہ میں اور تو خیر مگر کم سے کم تیری جھوٹی پیشین گوئی کے نتیجہ کے تمام فقرات کا تجھ پر ہی خاتمہ کر کے تمام دنیا میں تجھے عبرت مجسم بنا کر اسلام کی صداقت کی زیادہ تر صریح نظیر قائم کرے اور عام طور پر جتلا دے کہ تیری ایسی بدنیتی سے شہرت پسندی کے خیال سے ایسی جھوٹی پیشین گوئی کرنے والے دنیا میں ایسے ذلیل ہوا کرتے ہیں۔

ناظرین! مرزا قادیانی نے پہلے یہ پیشین گوئی کی تھی جو شرمناک طور پر ۵/ستمبر ۱۸۹۴ء کو

غلط ثابت ہوئی کہ آج سے پندرہ ماہ تک مسٹر عبداللہ آتھم بسزائے موت ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور میری پیش گوئی کبھی نہ ٹلے گی۔ خواہ زمین و آسمان ٹل جائیں۔ ۵ رستمبر ۱۸۹۴ء کو آفتاب نہیں غروب ہوگا۔ جب تک عبداللہ آتھم نہیں مرے گا۔ اگر میری پیش گوئی جھوٹ ہو تو مجھے ذلیل کیا جائے۔ میرے گلے میں رسا ڈال دیا جائے۔ میرا روسیاہ کیا جائے اور مجھے لعنتی سمجھا جائے وغیرہ وغیرہ۔ (جنگ مقدس ص۲۱۱، خزائن ج۶ ص۲۹۳)

اور اب ۶ رستمبر ۱۸۹۴ء کو اسی مرزا نے جو پیش گوئی شائع کی ہے۔ اس کے پورے اندراج سے گریز کر کے صرف اس کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے کہ ”مسٹر عبداللہ آتھم نے اپنے دل میں عظمت اسلام اور اسلام قبول کر لیا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ہاویہ میں نہیں گرایا گیا۔ ہاں! اب بھی اگر وہ عام مجمع میں اسلام کے خلاف کہہ دے تو وہ ایک سال تک مر جائے گا۔ اگر نہ مرے تو میں ایک ہزار روپیہ اسے ایک سال کے بعد دوں گا۔“ (انوار الاسلام ص۵۰۶، خزائن ج۹ ص۵۰۶)

ناظرین! آپ نے مرزا کی پہلی پیش گوئی کی فقرات بغور ملاحظہ فرمائے ہوں گے۔ اب دور اندیشی سے توجہ کے ساتھ خیال فرمائیں کہ جس صورت میں مرزا قادیانی کی پیش گوئی ایسی فاش غلط اور جھوٹی ثابت ہو چکی ہے تو کیوں نہ آپ دعا کریں گے کہ خداوند تعالیٰ تقدس وتعالیٰ ایسے شخص کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرے جس کا مرزا قادیانی مستوجب ہے۔ پس کیوں نہ آپ آمین کہیں اور کیوں نہ خدا کی طرف سے ایسے شخص پر اس کا قہر نازل ہو۔ جس نے کہ اس کے پیغمبر ﷺ کے برخلاف اپنی جھوٹے الہام کے نام سے عام شورش پھیلا دی۔ اے خدا تو ایسے مذہبی رخنہ انداز شخص کو دنیا سے ناپید کر اور ضرور کر اور ہماری دعا ہے کہ تو حق پسند ہے۔ چونکہ مرزا نے محض بدنیتی اور جھوٹے الہام کے ذریعہ سے غریب عبداللہ آتھم اور اس کے متعلقین کو پندرہ ماہ تک مشوش اور پرخطر رکھا اس لئے تو اپنے انصاف سے کم سے کم پندرہ ماہ تک اسے نہایت سختی کے ساتھ دنیا سے اٹھالے۔ تاکہ تیری قدرت اور تیرے پیغمبر ﷺ کے سچے طریق کے سیدھے راستہ میں پھر ایسے یا ایسے ٹائپ کے کسی دوسرے مسیح موعود کو رخنہ اندازی کا موقعہ نہ ملے۔ ناظرین! یہ جو کچھ لکھا گیا ہے۔ مرزا قادیانی کی پہلی پیش گوئی کے جھوٹ ثابت ہونے کی وجہ سے اب ذرا دوسری پیش گوئی کی تکذیب بھی ملاحظہ فرمائیے۔ اے ہے؟ یہ شخص مسلمان ہے اور اسے تو یہ مسلمانی اسی کا نام ہے؟۔ خدا ایسے مسلمانوں اور ایسی مسلمانی سے بچاوے۔ مرزا کی جدید پیش گوئی کے بعد مسٹر عبداللہ آتھم صاحب کا ایک خط ہمارے پاس پہنچا ہے۔ جس کا خلاصہ ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ وھوھذا ”میں خدا کے فضل سے تندرست ہوں اور آپ کی توجہ ص۸۱،۸۲ مرزا قادیانی کی بنائی

ہوئی کتاب نزول مسیح کی طرف دلاتا ہوں۔ جو میری نسبت اور دیگر صاحبان کی نسبت موت کی پیش گوئی ہے۔ اسے شروع کر کے آج تک جو کچھ گذرا ہے۔ ان کو معلوم ہے اب مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ آتھم نے دل میں اسلام قبول کرلیا ہے۔ اس لئے نہیں مرا۔ خیران کو اختیار ہے۔ جو چاہیں سو کہیں۔ جب انہوں نے میرے مرنے کی بابت جو چاہا سو کہا اور اس کو خدا نے جھوٹا کیا۔ اب ان کو اختیار ہے جو چاہیں سو تاویل کریں۔ کون کسی کو روک سکتا ہے۔ میں دل سے اور ظاہراً پہلے بھی عیسائی تھا۔ اب بھی عیسائی ہوں اور خدا کا شکر کرتا ہوں۔ جب میں امرتسر میں جلسۂ عیسائی بھائیوں میں شامل ہونے کو آیا تھا۔ تو وہاں بعض اشخاص نے پہلے تو ظاہر کردیا تھا کہ آتھم مر گیا ہے نہیں آئے گا۔ جب مجھے ریلوے پلیٹ فارم پر دیکھا گیا تو کہنے لگے کہ یہ آتھم کی شکل کا ربڑ کا آدمی بنا ہوا ہے۔ انگریز حکمت والے ہیں۔ ربڑ کے آدمی میں کل لگادی ہے۔ ایسی ایسی باتوں کا جواب صرف خاموشی ہے۔ میں راضی وخوشی تندرست ہوں اور ویسے ایک دن مرنا تو ضرور ہی ہے۔ زندگی موت صرف رب العالمین کے ہاتھ میں ہے۔ اب میری عمر ۶۸ سال سے زیادہ ہے اور جو کوئی چاہے پیش گوئی کرسکتا ہے۔

کیوں مرزا قادیانی جی! یہی آتھم صاحب کے اسلام قبول کرنے کا ثبوت ہے اور اسی پر آپ ایک ہزار روپیہ نہیں انعام میں دیتے ہیں۔ مرزا قادیانی جی! آپ کے سفید بال ہوگئے ہیں۔ اب تک ایسی جھوٹی پیشگوئیوں سے توبہ کرو یہ جھوٹا خضاب بجائے بال سیاہ کرنے کے چہرہ مبارک سیاہ کررہا ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ آپ سچائی کی مہندی لگا کر دنیا کے تمام لوگوں میں اور علماء دین کے سامنے سرخرو ہو جاتے۔ مگر یہ کب جب آپ جھوٹے مسیح موعود بننے کا دعویٰ نہ کرتے۔ اب تو جو حال جھوٹ بولنے والوں کا چاہئیے وہی آپ کا مناسب بلکہ انسب ہے۔ مرزا قادیانی کی بابت ہم عام لوگوں کو عموماً اور عیسائی صاحبان کی خدمت میں خصوصاً عرض کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی پیش گوئی اگر درست نہیں ہوئی تو اس کا الزام مرزا کی ذات خاص پر آسکتا ہے۔ نہ خدانخواستہ اسلام کے پاک اور سچے اصول پر، مرزا کی نسبت پہلے ہی انڈیا کے علماء وفضلاء شاید تکفیر کا فتویٰ صادر کرچکے ہیں۔ ایسے شخص کی دروغگوئی کا اثر ہرگز ہرگز اسلام کی سچائی پر کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ سچے مسلمان مرزا قادیانی کی پیش گوئی کو ہمیشہ نفرت اور حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔''

بلفظه من وعن ختم ہوئی عبارت اخبار وفادار کی۔

(لاہور ماہ ستمبر ۱۸۹۴ء منقول از کتاب راست بیانی بر شکست قادیانی ص ۵۶)

دوم: مرزا قادیانی کا مرید خاص لودھیانوی (اگرچہ اسی تحریر کے باعث سے اصحاب

بدر میں نام نہیں لکھا گیا) میاں الہ دین جلد ساز اخبار نور علیٰ نور میں بہت شدت کے ساتھ دروغگو ہونا لکھتا ہے۔تھوڑا سا خلاصہ اس کا بھی پیش ناظرین کرتا ہوں۔

''اب چونکہ اس پیش گوئی کی معیاد گذر کر بارہ تیرہ روز ہوئے اور عبداللہ آتھم عیسائی اب تک زندہ اور بالکل تندرست ہے اور مرزا قادیانی نے اپنے اشتہار فتح الاسلام میں جو تاویل کی ہے۔وہ بالکل قابل اطمینان نہیں ہے۔پس ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔المرء یوخذ باقرارہ آدمی اپنی اقرار کے سبب آپ گرفتار ہوتا اور پکڑا جاتا ہے اور ہم مرزا قادیانی کے عقائد جدیدہ یعنی اپنے آپ کو مسیح موعود قرار دینا نہیں مانتے۔''ہمارے وہی عقائد ہیں جو پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کے صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین فرقہ اہل السنۃ والجماعۃ سے برابر اب تک منقول اور متواتر ہیں۔والسلام! العبد کمترین الہٰ دین جلد ساز لودھیانوی!

(بلفظہ اخبار نور علی نور مورخہ ۱۷ر ستمبر ۱۸۹۴ء)

اب میں عرض کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی کے اشتہار پیش گوئی میں کوئی اگر،مگر کا لفظ نہیں تھا اور نہ اس میں شرط رجوع الی الحق [۲] کی تھی۔جیسے کہ اوپر نقل کیا گیا ہے۔لیکن مرزا قادیانی کی تاویلات کا پھاٹک کھلا ہے۔تاویل درست ہو نہ ہو۔اپنی تحریر کے مطابق ہو نہ ہو۔مگر غلط ثابت ہونے پر کوئی نہ کوئی تاویل ضرور ہی کردیں گے اور یہ بھی یاد رہے کہ عبداللہ آتھم کی عمر ۶۸ سال سے زیادہ تھی۔جس وقت مرزا قادیانی کی پیش گوئی سے بچ رہا تھا۔اس سے بھی واضح ہے کہ مسٹر آتھم اپنے پاؤں قبر میں لٹکائے بیٹھا تھا۔آج نہ مرتا کل مرتا۔مگر افسوس کہ اس وقت نہ مرتا کہ مرزا قادیانی کی پیش گوئی سچی ہو جاتی۔نیز ناظرین کو یہ بھی یاد رہے کہ مرزا قادیانی کی شرط اس بات پر تھی کہ میں مسیح موعود ہوں اور اس بات میں سچا ہوں۔اسلام کی حقانیت پر شرط نہیں تھی۔اگر صرف اسلام کے ہی مقابلہ میں ایسی شرط کی جاتی تو یہ ضرور تھا کہ مرزا قادیانی کامیاب ہوتی

---

[۱] یہ الہ دین اب بہت خالص مریدوں میں سے ہیں اور اپنی بات سب سے اوپر رکھتے ہیں۔

[۲] شرط رجوع الی الحق! یعنی مرزا قادیانی نے اگرچہ (جنگ مقدس ماہ جون ۱۸۹۳ء کے ص۲۱۰، خزائن ج۶ ص۲۹۲) میں لفظ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ہاویہ میں گرایا جائے گا لکھا ہے۔لیکن اس کے مخالف شرط رجوع الی الحق کو توڑ کر (ص۲۱۱، خزائن ج۶ ص۲۹۳) میں اس کے بعد اپنے اقرار واثق میں بڑے زور سے وہی لکھتے ہیں۔جو میں نے اس سے پہلے صفحہ میں درج کیا ہے۔اس میں کوئی شرط رجوع الی الحق کی نہیں ہے۔بلکہ پیشین گوئی کی شرط کو مرزا قادیانی کے الہامی اقرار نے جو اس پیش گوئی کے بعد کیا ہے۔بالکل توڑ کر معدوم کردیا۔

جاتے۔ مگر انکا دعویٰ ایسا تھا کہ جو خود اہل اسلام کے ہی مخالف اور غلط اور دروغ تھا اسی لئے۔ مرزا قادیانی سخت مایوسی کی حالت میں ناکام رہے۔ کیونکہ اہل اسلام کی طرف سے تو پہلے ہی بری نظروں سے دیکھے جاتے اور تکفیر کی تشہیر میں نزدیک ودور مشہور تھے۔ یہی وجہ تھی کہ مولویوں اور سجادہ نشینوں کی گالیوں سے خبر لی خدا رحم کرے۔

دوم مختصر خلاصہ رسالہ خدا کا فیصلہ

یہ (رسالہ ص ۳۴ سے ۴۱، خزائن ج۱۱ ص ایضاً) تک ہے۔ اس میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

الف..... ''جیسا کہ ہم نے کتاب ست بچن میں سکھ صاحبوں کے مخفی چولہ کی تمام گرو کے چیلوں کو زیارت کرادی ہے۔ اسی طرح ہم یسوع کے شاگردوں کو بھی ان کے تین مجسم خداؤں کے درشن کرادیتے ہیں اور ان کے سہ گوشہ تثلیثی خدا کو دکھلا دیتے ہیں۔ چاہے کہ ان کے آگے جھکیں اور سیس نوادیں اور وہ یہ ہے۔ جس کو ہم نے عیسائیوں کے شائع کردہ تصویروں سے لیا ہے۔'' (انجام آتھم ص ۳۵، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

بیٹا یسوع تصویر کی شکل پر، روح القدس تصویر کبوتر کی شکل پر، باپ آدم تصویر کی شکل پر۔

ناظرین! مرزا قادیانی نے اسی (ص ۳۵، خزائن ج۱۱ ص ۳۵) پر تین تصویر بالائی بنائی ہیں۔ جس کے واسطے سخت ممانعت خداوند تعالیٰ ورسول کریم ﷺ کی ہے کہ ہرگز تصویر نہ بنائی جائے۔ قیامت کو تصویر بنانے والے کو سخت عذاب دیا جائے گا۔ جیسا کہ صحیح حدیثوں میں وارد ہے۔ (دیکھو مشکوٰۃ ص ۳۸۵، باب التصاویر)

پھر تعجب ہے کہ مرزا قادیانی اپنے لئے تبع سنت نبوی بڑے زور سے لکھتے ہیں اور عمل ان کا بالکل خلاف کتاب وسنت ہے۔ شاید مرزا قادیانی اس کا جواب دیں کہ ہم نے تو عیسائیوں کی ہی کتابوں سے تصویریں دیکھ کر اپنی کتاب میں بھی بنادی ہیں۔ کوئی جدید تصویریں نہیں بنائیں۔ ممکن ہے کہ ناظرین خیال کر بھی لیں۔ مگر جبکہ ان کی کتابوں میں تصویریں بنی ہوئی ہیں اور وہ روز درشن کرتے ہیں۔ تو مرزا قادیانی کوکن سی ایسی ضرورت سخت پڑی تھی کہ آپ بھی تصویریں بنا کر حکم خدا اور رسول ﷺ کے منکر ہوئے۔ جب کہ مرزا قادیانی حکم خداوندرسول ﷺ کی مخالفت میں قدم بڑھائے جاتے ہیں اور ان کو ایک ذرہ بھر بھی پروانہیں۔ پھر کون شخص یا کون عالم اور مفتی ہے۔ جو مرزا قادیانی کو مرد مسلمان بھی قبول کر سکے۔ چہ جائیکہ مرد صالح، الہامی، مجدد، محدث، نبی، رسول، مسیح موعود، مہدی مسعود منظور کر لے گا۔ میں اس بات کو مانتا ہوں کہ علماء ومشائخ ہندوستان عرب وعجم فوراً سنتے ہی ضرور کفر کا فتویٰ عداوتاً (جو حارث کی زمین اراضی ملکیت پر ہے) لگا

دیں گے۔ اس واسطے میں ان کے فتوے کا منتظر نہیں۔ البتہ مرزا قادیانی کی ہی دستاویزات کو پیش ناظرین کرنا ضروری ہوا۔ سنیئے۔

ا...... ’’اور ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ ادنیٰ درجہ صراط مستقیم کا بھی بغیر اتباع ہمارے نبی ﷺ کے ہرگز انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ راہ راست کے اعلےٰ مدارج بجز اقتداء اس امام الرسل کے حاصل ہو سکیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۱۳۸، خزائن ج۳ ص۱۷۰)

۲...... ’’ششم قال اللہ وقال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دے گا۔‘‘ (رسالہ تکمیل تبلیغ ص۲، مصنفہ ۱۸۸۹ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۹۰)

۳...... ’’ہمیں قرآن اور حدیث صحیحہ کی پیروی کرنا ضروری ہے۔‘‘

(نور القرآن ص۳۲، خزائن ج۹ ص۴۰۷)

مرزا قادیانی نے تمام اپنی تالیفات میں اس بات کا ادعا کیا ہے کہ ہم کامل متبع رسول اکرم ﷺ کے ہیں۔ اسی واسطے ہم یہ ہیں اور وہ ہیں۔ اب ان کی دو تین عبارتیں بھی نقل کر دی ہیں۔ مگر میں پہلے بطور نمونہ کتنی آیات اور احادیث لکھ کر دکھلا چکا ہوں کہ مرزا قادیانی نے ان کی طرف رخ بھی نہیں کیا۔ پس جو کوئی ایسا کرے اس کے لئے مفتیان شرع متین فتویٰ دیں اور مرزا قادیانی خود اپنی تحریرات کو سامنے رکھ کر قبول کر لیں۔ مگر امید نہیں کہ مرزا قادیانی کوئی نہ کوئی تاویل نہ کریں۔ مگر افسوس صریح روگردانی کی بھی کوئی تاویل قابل قبول ہے؟۔ نتیجہ ان تصاویر کے بنانے اور احکامات نصی اور احادیث صحیحہ کے انکار کا یہی نکلتا ہے کہ مرزا قادیانی کو آزادی مدنظر ہے۔ جب عیسائیوں کے کفارہ کی طرح آپ کے [1] اگلے پچھلے گناہ معاف ہو گئے ہیں تو یہ تصویریں بنا لینے میں کون سا گناہ ان کے لئے مضر ہو سکتا ہے۔

ب...... ’’مسیح نے پہلے نبیوں سے بڑھ کر کیا دکھلایا۔ خدائی کی مد میں کون سے کام کئے۔ کیا یہ کام خدائی کے تھے کہ ساری رات آنکھوں میں سے رو رو کر نکالی۔ پھر بھی دعا منظور نہ ہوئی۔ ایلی ایلی کہتے جان دی۔ باپ کو کچھ بھی رحم نہ آیا۔ اکثر پیش گوئیاں پوری نہ ہوئیں۔ معجزات پر تالاب نے دھبہ لگایا۔ فقیہوں نے پکڑا اور خوب پکڑا کچھ بھی پیش نہ کی۔ ایلیا کی تاویل میں کچھ عمدہ جواب بن نہ پڑا اور نہ پیش گوئی کو اپنے ظاہر الفاظ پر پورا کرنے کے لئے ایلیا کو زندہ کر کے دکھلا سکا اور لما سبقتنی کہہ کر بصد حسرت اس عالم کو چھوڑا ایسے خدا سے تو ہندوؤں کا خدا رامچند رہی اچھا رہا۔ جس نے جیتے جی رات دن سے اپنا بدلہ لے لیا۔‘‘ (نور القرآن حاشیہ ص۲۵، خزائن ج۹ ص۳۵۴)

---

[1] براہین احمدیہ ص۵۶۱، خزائن ج۱ ص۶۶۸ حاشیہ

ج...... ''مریم کا بیٹا[۱] کشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔''

(انجام آتھم ص۴۱، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

ناظرین! مرزا قادیانی کے کلمات اور الہامات توہین واستہزاء واستخفاف حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف غور فرمادیں کہ حضرت مریم علیہا السلام کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو یہ بھی سوچ لیں کہ یہ ان کی کیسی توہین وتحقیر ہے۔ نعوذ باللہ منہا کسی مسلمان کی طرف سے ایسا ہونا ممکن نہیں۔ مسلمانوں کے عقائد میں ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کا بیٹا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سواء (جو اولوالعزم پیغمبر ہیں) کوئی نہیں ہے اور مسلمانوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ پیغمبران علیہم السلام میں سے کسی پیغمبر یا نبی علیہ السلام کی توہین کفر ہے۔ کیا یہی قرآن شریف کی تعلیم اور احادیث کی تہذیب اور اپنے الہاموں کی تعمیل ہے؟۔ کہ آیت شریف ''ولا تسبوا الذین (انعام:۱۰۸)'' کو کیسا نسیاً منسیاً کردیا۔ کسی طرف بھی کوئی خیال نہیں کیا۔ عداوت اور غصہ پادریوں کے ساتھ ہے اور توہین وگالیاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو توبہ! توبہ!! توبہ!! نقل کفر کفر نباشد!

مرزا قادیانی شاید یہ تاویل کریں کہ مریم ایک تیلن قادیان میں ان کے محلہ میں رہتی ہے۔ تیل وغیرہ کے جھگڑے میں اس کی بابت لکھا ہے۔ یہ ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ مخاطب اس کے عیسائی ہیں۔ تیلی نہیں۔ افسوس! ادھر تو مریم کا بیٹا کشلیا کا بیٹا ہے اور ادھر خود مرزا قادیانی ابن مریم ہیں؟۔ اس جگہ اتنا ہی لکھا گیا۔ باقی جو فحش اور گندی گالیاں مرزا قادیانی نے اپنے ضمیمہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کو منہ پھاڑ پھاڑ کر دی ہیں۔ ان کو اپنی جگہ ملاحظہ فرمادیں۔

سوم مختصر خلاصہ رسالہ دعوت قوم

یہ رسالہ ص۴۵ سے ۷۲، خزائن ج۱۱ص۴۵ تا ۷۲ تک ہے۔ اسی میں اشتہار مباہلہ بھی درج ہے۔

الف...... ''دجال اکبر پادری لوگ ہیں اور یہی قرآن اور حدیث سے ثابت ہے اور مسیح موعود کا کام ان کو قتل کرنا ہے۔'' (انجام آتھم ص۴۷، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

(ص۵۱، خزائن ج۱۱ص ایضاً) سے الہامات جو اکثر آیات قرآنی ہیں۔ مرزا قادیانی پر بذریعہ وحی القاء ہوئے ہیں۔ جن کا ترجمہ اردو بہت اختصار وانتخاب کے ساتھ بطور نمونہ درج کیا

---

[۱] کشلیا راجہ رام چندر جی کی ماں کا نام ہے۔ جس کو ہندو لوگ بعض پرمیشر اور بعض اوتار اور راجہ جانتے ہیں۔

جاتا ہے۔ جس سے مرزا قادیانی کو نبی پیغمبر مرسل کے خطابات اور مراتب عطاء ہوئے ہیں۔ گویا دوبارہ نزول قرآن شریف آپ پر شروع ہوگیا ہے۔

ب...... ''اے وہ عیسیٰ جس کا وقت ضائع نہیں جائے گا۔'' (ص۵۱)

۲...... ان کو کہہ کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میرے پیچھے ہو لو تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔ (ص۵۲،۵۶۰)

۳...... اے احمد تیرا نام پورا ہو جائے گا۔ قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو۔ (ص۵۲)

۴...... میں تجھ کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں۔ (ص۵۲)

۵...... تیری شان عجیب ہے۔ (ص۵۲)

۶...... تو میری جناب میں وجیہہ ہے۔ میں نے تجھے اپنے لئے چن لیا ہے۔ (ص۵۲)

۷...... پاک ہے وہ جس نے اپنے بندہ کو رات میں سیر کرایا۔ (معراج) (ص۵۳)

۸...... تجھے خوشخبری ہو۔ اے میرے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ (ص۵۵)

۹...... میں تجھے لوگوں کا امام بنادوں گا۔ (ص۵۵)

۱۰...... لوگوں سے لطف کے ساتھ پیش آ اور ان پر رحم کر۔ (ص۵۵)

۱۱...... تو ان میں بمنزلہ موسیٰ کے ہے۔ (ص۵۵)

۱۲...... تو ہمارے پانی میں سے ہے۔ (ص۵۵)

۱۳...... خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے۔ (ص۵۵)

۱۴...... سب تعریف خدا کو ہے۔ جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔ (ص۵۶)

۱۵...... کہہ میں ایک آدمی تم جیسا ہوں۔ مجھے خدا سے الہام (وحی) ہوتا ہے۔ (ص۵۷)

۱۶...... تیرا بدگو بے خبر ہے۔ (میاں سعداللہ مدرس لدھیانہ) (ص۵۸)

۱۷...... نبیوں کا چاند آئے گا۔ (ص۵۸،۶۰)

۱۸...... تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ (ص۵۹)

۱۹...... وہ خدا جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا۔ (ص۵۹)

۲۰...... اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔ (ص۵۹)

۲۱...... ان کو کہہ دے آؤ ہم اور تم اپنے بیٹوں اور عورتوں عزیزوں سمیت ایک جگہ اکٹھے ہوں۔ پھر مباہلہ کریں اور جھوٹوں پر لعنت بھیجیں۔ (ص۶۰)

۲۲...... ابراہیم یعنی اس عاجز (مرزا قادیانی) پر سلام۔ (ص۶۰)

۲۳...... اے داؤد لاگوں کے ساتھ نرمی اور احسان کے ساتھ معاملہ کر۔ (ص۶۰)

۲۴...... اے نوح اپنی خواب کو پوشیدہ رکھ۔ (ص۶۱)

۲۵...... ہم تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا۔ گویا خدا آسمان سے اترا۔ (نعوذ باللہ اوتار ہندواں) اس کا نام عمانوایل ہے۔

(ص۶۲، ملاحظہ کریں خزائن ج۱۱ ص۶۲تا۵۱)

''یہ کسی قدر نمونہ ان الہامات کا ہے۔ جو وقتاً فوقتاً مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوئی ہیں اور ان کے سوا اور بھی بہت سے الہامات ہیں۔ مگر خیال کرتا ہوں کہ جس قدر میں نے لکھا ہے۔ وہ کافی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مور، خدا کا امین، خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ۔ اس کا دشمن جہنمی ہے۔'' (انجام آتھم ص۶۲، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

ناظرین! غور فرمایئے گا کہ ان الہامات وتحریرات مندرجہ بالا مرزا قادیانی بہادر میں کوئی پہلو ایسا نکال سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی پیغمبری کا دعویٰ کھلم کھلا نہیں کرتے؟۔ کیا پیغمبران علیہم السلام کے القابات سے ملقب نہیں ہوئے؟۔ کیا خدا کا فرستادہ رسول نہیں؟۔ کیا خدا کا مامور پیغمبر نہیں؟۔ کیا خدا کا امین نبی نہیں؟۔ کیا پیغمبر وقت پر ایمان لانا نہیں چاہئے؟۔ پیغمبر علیہ السلام کا دشمن جہنمی نہیں؟۔ ان دعاوی میں کوئی شبہ ہے کہ جس سے آپ مرزا قادیانی کو پیغمبر یا نبی یا رسول نہیں کہہ سکتے؟۔ کیا جس قدر لوگ (گویا کلہم) مسلمان جو مرزا قادیانی پر ایمان نہیں لائے۔ نعوذ باللہ منہا کافر نہیں ہیں؟۔ پھر تعجب یہ ہے کہ جب کوئی مرزا قادیانی کو کہتا ہے کہ تم پیغمبری اور نبوت کا دعویٰ کرتے ہو تو فوراً کہتے ہیں کہ ''ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں۔''

(مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۹۷)

لیکن میں مرزا قادیانی کی ہی تحریرات والہامات سے ان کی نبوت ادعائی کے اثبات کو پیش ناظرین کرتا ہوں لکھتے ہیں۔

الف..... ''اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عاجز خدا کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہوکر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے..... کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے اور امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہوکر آتا ہے..... اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔ اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوئی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔'' (توضیح المرام ص۱۸، خزائن ج۳ ص۶۰)

ب..... (رسالہ شحنہ حق کے صفحہ ابتدائی خزائن ج۲ ص۳۲۶) پر جبکہ مرزا قادیانی کو قادیان والوں نے سخت تنگ اور بے عزت کیا تو اظہار نبوت اس طرح پر کر کے لکھتے ہیں کہ ''بخدا..... حضرت مسیح کا قول ہے کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں۔''

ج..... ''جو شخص مجھے بے عزتی سے دیکھتا ہے۔ وہ اس خدا کو بے عزتی سے دیکھتا ہے۔ جس نے مجھے مامور کیا اور مجھے قبول کرتا ہے۔ وہ اس خدا کو قبول کرتا ہے۔ جس نے مجھے بھیجا ہے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۳۶، خزائن ج۱۱ ص۳۲۰)

د..... ''اس عاجز کا نام خدا نے امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔''

(ازالہ اوہام ص۵۳۳، خزائن ج۳ ص۳۸۶)

ہ..... مرزا قادیانی کی کتاب (آریہ دھرم کے اخیر نوٹس میں ص۹، خزائن ج۱۰ ص۸۸) اپنا نام اس لقب سے لکھتے ہیں۔ ''حضرت اقدس امام انام مہدی و مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام۔''

ناظرین! اب انصاف فرمائے گا کہ پیغمبری، رسالت، نبوت میں کچھ کسر باقی ہے؟۔ بچہ ایسی ایسی وضعی لعنتیں کس پر ہوئیں۔ مگر مرزا قادیانی کو ان لعنتوں پھٹکاروں اور گالیوں کی پرواہ نہیں۔ بلکہ وہ اس کو عین تہذیب سمجھتے ہیں۔ جب کہ مرزا قادیانی کو ابتداء سے ہی ایسی عادت ہے تو اس کے جواز کے واسطے قرآن شریف پر ہی الزام لگا کر اس طرح پر لکھتے ہیں۔ نقل کفر کفر نباشد!

الف…… ’’قرآن شریف جس آواز بلند سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کررہا ہے۔ایک غائت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے۔لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۲۶،خزائن ج۳ص۱۱۵)

ب…… ’’ایسا ہی ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کئے ہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۲۷ حاشیہ،خزائن ج۳ص۱۱۶)

تو بہ،نعوذ باللہ منہا! یہ عقیدہ مرزا قادیانی کو ہی نصیب ہو کہ قرآن شریف میں بدتہذیبی اور گندی گالیاں بھری پڑی ہیں۔کسی مسلمان سے خداوند کریم ایسی اہانت کلام الٰہی کی نہ کرائے۔ جس سے مسلمانی سے خارج ہو جائے۔مفتیان شرع اس گستاخی اور اہانت قرآن شریف کلام پاک پر مرزا قادیانی کی نسبت خود فتویٰ دیں گے۔خدا تعالیٰ مرزا قادیانی کو بھی ہدایت بخشے۔اگر اس کی مشیت ہو۔پھر مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:’’اب اے مخاطب مولویو اور سجادہ نشینو! یہ نزاع ہم میں اور تم میں حد سے زیادہ بڑھ گئی ہے اور اگرچہ یہ جماعت بہ نسبت تمہاری جماعتوں کے تھوڑی سی ہے اور فۂ قلیلہ ہے اور شاید اس وقت تک چار ہزار پانچ ہزار سے زیادہ نہیں ہوں گی۔‘‘

(انجام آتھم ص۶۴،خزائن ج۱۱ص۶۴)

ناظرین! مرزا قادیانی کے حافظہ کو ملاحظہ فرمایئے گا کہ چار پانچ ہزار کی تعداد اسی کتاب میں درج کی ہے اور پھر اسی کتاب کے ضمیمہ میں ہفتہ عشرہ کے بعد آٹھ ہزار سے زیادہ لکھ دی ہے۔جیسے لکھتے ہیں کہ’’اب آٹھ ہزار سے کچھ زیادہ وہ لوگ ہیں جو اس راہ میں جان فشاں ہیں۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۶،خزائن ج۱۱ص۳۱۰ حاشیہ)

پھر لکھا ہے کہ’’اب خدا کے فضل سے آٹھ ہزار کے قریب ہیں۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۶،خزائن ج۱۱ص۳۴۰ حاشیہ)

لیکن (ص۴۱ سے ۴۴ تک ضمیمہ انجام آتھم خزائن ج۱۱ص۳۲۵ تا ۳۲۸) میں کل فہرست اپنی جماعت کے تین سو تیرہ لکھی ہے۔ممکن ہے کہ مرزا قادیانی کل اختلافات کی کوئی تاویل گھڑیں گے۔اس کی بابت ضمیمہ کے خلاصہ میں بھی لکھا جائے گا۔فانتظرہ!

ج…… ’’میں کسی خونی مسیح کے آنے کا قائل نہیں اور نہ خونی مہدی کا منتظر۔‘‘

(انجام آتھم ص۲۸،خزائن ج۱۱ص ایضاً)

حضرات ناظرین! مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ بروقت ظہور مہدیؑ ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کفار ودجال سے جہاد ہوگا۔ جس میں اکثر افواج کام آئیں گی۔ اس بات کو مرزا قادیانی نے تمام اہل اسلام کے عقائد کی مخالفت میں توہیناً، استہزاءً واستخفافاً حضرت مہدیؑ وحضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خونی کے لفظ اور لقب سے ملقب کیا ہے۔ اسی اعتقاد سے جہاد، غزا، سریہ وغیرہ حضرت رسول خدا ﷺ وخلفاء راشدین وصحابہ مہدیین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو بھی کشت وخون سمجھ کر ان کو بھی نعوذ باللہ منہا خونی پیغمبر اور خونی خلفاء سمجھا جاتا ہے۔ مفتیان شرع ذرہ اس طرف بھی توجہ فرمائیے گا۔ توبہ! توبہ!! توبہ!!!

وجہ اس کی یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے میں اب تک کوئی جرأت یا حوصلہ نہیں دیکھتے اور نہ کچھ امید رکھتے ہیں کہ جنگی کارروائی کریں۔ اگرچہ جماعت کو کبھی کبھی فیۂ قلیلہ بیان کر کے لوگوں سے ایک لاکھ فوج کی درخواست کرتے ہیں اور پانچ ہزار سپاہی منظور ہوتے ہیں۔ جیسے مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ''کشفی حالت میں اس عاجز نے دیکھا کہ انسان کی صورت پر دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہیں۔ ایک زمین پر اور ایک چھت کے قریب بیٹھا ہے۔ تب میں نے اس شخص کو جو زمین پر بیٹھا تھا۔ مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ مگر وہ چپ رہا۔ تب میں نے اس دوسرے کی طرف رخ کیا جو چھت کے قریب اور آسمان کی طرف تھا۔ اسے میں نے مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ وہ بولا کہ ایک لاکھ فوج نہیں ملے گی۔ مگر پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا۔ تب میں نے دل میں کہا کہ پانچ ہزار تھوڑے آدمی ہیں۔ پر اگر خدا چاہے تو تھوڑے بہتوں پر فتح پاسکتے ہیں۔ اس وقت میں نے یہ آیت پڑھی۔ کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ'' (ازالہ اوہام ص ۹۷، ۹۸، خزائن ج۳ ص ۱۴۹)

ناظرین! ذرہ مرزا قادیانی سے دریافت تو فرمائیے گا کہ ایک لاکھ فوج کی ضرورت کس کے واسطے ہوتی؟۔ مگر افسوس درخواست ایک لاکھ فوج کی دو انسانی صورتوں سے کی جاتی ہے اور صرف پانچ ہزار ہی سپاہی منظور ہوتے ہیں۔ یہ درخواست ۱۳۰۸ھ میں جس کو عرصہ سات سال کے قریب گذر گیا ہے کی تھی۔ اس وقت صرف ۷۵ ہی سپاہی، لنگڑے، کالے، نہ تھے اور اس وقت ہی دعویٰ صلیب کے توڑنے کا بھی کیا تھا اور دجال پادریوں کے قتل کا۔ مگر استعارات سے اور اس وقت یہ درخواست بھی ایک لاکھ فوج کی کی گئی تھی۔ مگر افسوس منظور نہ ہوئی۔ ورنہ ضرور تھا کہ عذر کر کے پادریوں کو قتل کرتے اور صلیب کو توڑتے اور اپنے دعوے کی تصدیق میں مسلمانوں پر بھی زور ڈالتے۔ اسی خیال سے اس رسالہ انجام آتھم میں اپنی جماعت کی تعداد چار یا پانچ ہزار بھی لکھی

ہے۔ اوراس کے ضمیمہ میں آٹھ ہزار تک لکھ کر اپنا رعب دکھلایا ہے کہ جس سے گورنمنٹ کو بھی خیال ہوجائے۔ مگر افسوس یہ تعداد محض خیالی اور دماغی ہی ہے۔ کیونکہ جب ضمیمہ میں فہرست لکھنے بیٹھے تو صرف تین سو تیرہ کے ہی نام درج کئے اوران میں بھی بہت سے مردوں (فوت شدہ) کے نام لکھ کر تعداد پوری کی۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ اس قدر فوج مرزا قادیانی کی معہ مردوں کے ہے۔ جو درج فہرست کردی ہے۔ یوں تو مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ''ہم گورنمنٹ کے بڑے خیر خواہ ہیں۔ ہمارے [1] باپ نے گھوڑے دیئے، آدمی دیئے۔ مگر جب [2] پادری لوگ جو گورنمنٹ حال کے

---

[1] ہمارے باپ نے گھوڑے دیئے...... الخ! (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۰۵،۱۰۶)

مرزا قادیانی نے اپنے اشتہار اسلامی انجمنوں کی خدمت میں التماس ضروری کے صفحہ اوّل الف۔ (مشمولہ براہین احمدیہ حصہ سوم ص الف، خزائن ج۱ ص۱۳۸) میں یوں لکھا ہے کہ ''غدر ۱۸۵۷ء میں ہمارے والد صاحب نے پچاس گھوڑے اور پچاس مضبوط لائق سپاہی بطور مدد کے سرکار میں نذر کئے۔ ملخصاً! یہ ایسا لکھنا مرزا قادیانی محض جھوٹ ہے جیسے کہ مرزا کے والد کے دوست مولوی عبدالحکیم بن امان اللہ ساکن دھرمکوٹ رندھاوا تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور اپنے رسالہ تحفہ مرزائیہ میں جو ۱۳۰۴ھ میں تالیف کیا تھا۔ اس طرح پر لکھتے ہیں۔ ''مرزا غلام مرتضٰے صاحب والد غلام احمد قادیانی ممدوح کے سکھوں کے عہد میں واسطے تلاش معاش راہی کشمیر ہوکر بسواری ایک چھوٹے سے ٹٹو بوزرنگ کے راقم آثم کے پاس بمکان دھرمکوٹ رندھاوا وارد فروکش ہوئے۔ ماحضر پیش کیا گیا۔ یہاں سے منزل بمنزل خطۂ کشمیر میں پہنچ گئے۔ چونکہ نوکری کی تلاش کی مگر میسر نہ ہوئی۔ آخرالامر جمعدار محمد بخش ککے زیئے۔ دھرمکوٹی کے پاس وہاں واسطے تعلیم اس کے فرزندان مسمیان پیر بخش وامیر بخش کے بمشاہرہ پانچ روپیہ اور نان نفقہ کے چندمدت گذاری۔ اتفاقاً سردار میھان سنگھ صوبہ کشمیر فوت ہوگیا۔ تو وہ جمعدار اور مرزا صاحب واپس تشریف لائے اور پھر شہزادہ شیر سنگھ کے زمانہ میں پھر کشمیر کو گئے اور واپس آگئے۔ شیر سنگھ بہادر مرزا صاحب (والد مرزا قادیانی) سے سخت ناراض ہوگئے تو مرزا صاحب اور قادیخان تھانہ دار طالب پورہ کو علیحدہ کردیا۔ مرزا صاحب اپنے گھر موضع قاضیان میں آکر پیشہ طبابت میں مشغول ہوئے۔ پھر ڈپٹی گوپال سہائے سے مرزا صاحب کی دوستی ہوگئی۔ سرکار انگریزی کے وقت میں ملکیت آراضی قاضیان مغل کی ان کے نام کردی۔ وقت مفسدہ دہلی تو مرزا غلام مرتضٰی قادیانی والد مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے پاس سے ایک سوار بھی نوکر رکھ کر مدد سرکار نہیں دی اوراس وقت ان کے پاس فقط (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ہم مذہب پیرومرشد اور بزرگ عیسائی ہیں۔ ان کو دجال مقرر کیا گیا ہے اور ان کو قتل کے لئے آپ مسیح موعود بنتے ہیں۔ تو پھر گورنمنٹ کی خیرخواہی کیسی؟۔ کیا گورنمنٹ کے پیرومرشد کا دشمن گورنمنٹ کا دوست ہوگا ہرگز نہیں۔ کیا گورنمنٹ کے بزرگ فرقہ کا دشمن اور قاتل گورنمنٹ کا دشمن اور قاتل نہیں؟۔ ضرور ہے ضرور ہے۔ مگر افسوس تو اتنا ہے کہ مرزا قادیانی کے پاس ایک لاکھ فوج نہیں۔ ورنہ مرزا قادیانی کے ہاتھ دیکھتے اور یہ بھی یاد رہے کہ جس وقت مرزا قادیانی کے پاس پانچ ہزار سپاہی بھی ہوگئے۔ اسی روز انہوں نے اپنے الہام کم من فئۃ الخ کے مطابق ضرور جنگ کرنا ہے اور فتح کی خوشی کے ارادہ پر اپنے الہام کے پورے اور سچا ہونے پر زور دینا ہے۔ خواہ کسی موت سے مریں۔ مگر مجھے یہ امید موہوم بھی معلوم ہوتی ہے۔ اب تو میرے خیال میں چیونٹی کو پر لگ گئے ہیں اور وقت قریب آ گیا ہے۔

د...... مرزا قادیانی نے اپنے مخالف مولویوں اور سجادہ نشینوں کے نام (ص۶۹ سے ۲۷، خزائن ج۱۱ ص ایضاً تک اور ۲۸۲، خزائن ج۱۱ ص ایضاً) پر درج کئے ہیں۔ مولوی صاحبان مقلدین

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) ایک گھوڑی چھوٹی سی سرخ اپنے رہنے سواری تھی اور مفسدہ سے پانچ یا چھ ماہ اولاً مرزا غلام قادر خلف الرشید تھانہ داری دنیانگر سے معزول ہوکر بے نوکر پیچھے پیچھے عملہ ضلع کے پھرتے تھے اور راقم الحروف ان دنوں دنیانگر میں مدرس تھا۔ اگر مرزا صاحب کو توفیق مدد دہی سرکار کی تھی تو ان کا خلف الرشید کیوں مارا مارا پھرتا تھا۔ فرضاً اگر سرکار کو اپنے رسالہ سے مدد دی تھی تو دفتر شاہی فوجی میں پتہ ہوگا۔ اس کے صلہ میں کوئی انعام یا جگیر ملی ہوگی۔ اس وقت سرکار عام نوکر رکھتی تھی۔ اگر قادیان کے دس پندرہ آدمی نوکر ہوئے ہوں تو کیا عجب ہے۔'' کہاں مرزا قادیانی کے والد کا پانچ روپیہ ماہوار پر لڑکے پڑھانے پر نوکر ہونا۔ پھر اس سے بھی برطرف ہونا اور کجا پچاس سوار بھرتی کر کے سرکار کو مدد دینا؟ محض جھوٹ ہے۔ اگر تسلیم بھی کر لیا جائے تو پھر یہ سوال ہے کہ مرزا قادیانی کے خیالات اپنے والد کے مطابق ہیں؟۔ جواب بھی ہوگا کہ ہرگز نہیں۔ جب باپ نے ایسی حالت میں گورنمنٹ کی مدد کی تو اب مرزا قادیانی باوجود صاحب جائیداد ہونے کے کون سی مدد کی؟۔ ہاں رعایا انگلشیہ میں فساد ڈلوانے اور ایک دوسرے کو جانی دشمن جاننے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ یوں یہی رعایا کا دشمن بادشاہ کا دشمن ہوتا ہے۔

۲؎ پادری لوگ...... الخ! گورنمنٹ عالیہ بھی عیسائی مذہب رکھتے ہیں اور پادری صاحبان بھی عیسائی مذہب کے وارث ہیں اور گورنمنٹ کے پیرومرشد۔ بس دوست کا دوست ہوتا ہے اور دوست کا دشمن دشمن مسلمہ ہے۔

وغیر مقلدین تعداد میں پچاسی ہیں اور سجادہ نشین صاحبان انچاس۔ کل ایک سو چونتیس ہیں۔ جو ہندوستان اور پنجاب میں مشہور اور معروف ہیں۔ سب کو ایک ہی رستہ سے ہانکا ہے اور بہت سی لعنتیں دے دے کر مباہلہ کے لئے طلب کیا ہے اور لکھتے ہیں کہ: ’’میں پھر ان سب کو اللہ جل شانہ کی قسم دیتا ہوں کہ مباہلہ کے لئے تاریخ اور مقام مقرر کر کے جلد میدان مباہلہ میں آئیں۔ اگر نہ آئے اور نہ تکفیر اور تکذیب سے باز آئے تو خدا کی لعنت کے نیچے مریں گے۔‘‘

(انجام آتھم ص۶۹، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

ہ…… ’’خدا کی لعنت اس شخص پر کہ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد نہ مباہلہ میں حاضر ہو اور نہ تکفیر اور توہین کو چھوڑے۔‘‘ (انجام آتھم ص۶۷، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

و…… ’’لیکن میں نے یہ اشتہار دے دیا ہے کہ جو شخص اس کے بعد اس سیدھے طریق سے میرے ساتھ مباہلہ نہ کرے اور نہ تکذیب سے باز آئے۔ وہ خدا کی لعنت فرشتوں کی لعنت اور تمام صلحا کی لعنت کے نیچے ہے۔ وما علی الرسول الا البلاغ!‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۱۹، خزائن ج۱۱ص۳۰۳ حاشیہ)

ناظرین! مرزاقادیانی نے مباہلہ کی درخواست پر کس قدر مخالفین کو لعنتیں دیں ہیں؟۔ لیکن پہلے اس سے جو کچھ مرزاقادیانی اپنے غالی عقائد بیان کر چکے ہیں۔ ان کو برائے ملاحظہ وتازگی حافظہ مرزاقادیانی پیش کرتا ہوں۔ وھوھذا!

ا…… ’’یہ نادان کہتے ہیں کہ ابن مسعود نے جو مباہلہ کی درخواست کی تھی اس سے نکلتا ہے کہ مسلمانوں کا باہم مباہلہ جائز ہے۔ مگر یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ ابن مسعود نے اپنے اس قول سے رجوع نہیں کیا۔ حق بات یہ ہے کہ ابن مسعود ایک معمولی انسان تھا۔ نبی اور رسول تو نہیں تھا۔ اس نے جوش میں آکر غلطی کھائی تو کیا اس کی بات کو ان ھو الا وحی یوحیٰ میں داخل کیا جائے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۵۹۶، خزائن ج۳ص۴۲۱،۴۲۲)

یہاں مرزاقادیانی نے کمال تعلّی کی ہے اور اس بات کو ثابت کیا ہے کہ مسلمانوں میں مباہلہ نہیں ہونا چاہئے اور ناجائز ہے اور ساتھ ہی حضرت ابن مسعودؓ صحابی کی کیسی بے ادبی کی ہے؟ کہ ان کے نام پر کوئی کلمہ تعظیمیہ نہیں لکھا اور نہ کوئی کلام میں ادب ملحوظ رکھا۔ بلکہ لکھتے ہیں کہ ’’ابن مسعود ایک معمولی انسان تھا اور اس نے جوش میں آکر غلطی کھائی۔ جو ماننے کے قابل نہیں۔‘‘ حضرت ابن مسعودؓ صحابی کو اپنے مقابلہ میں معمولی انسان سمجھتے ہیں اور کیسے گستاخانہ الفاظ سے تحریر

کرتے ہیں اور خود غرور سے اس سے اوّل صفحہ پر لکھتے ہیں کہ ''اس عاجز کو آدم اور خلیفۃ اللہ کہا۔
انی جاعل فی الارض خلیفه'' (ازالہ اوہام ص ۶۹۵، خزائن ج ۳ ص ۴۷۵)

اس کے بعد ۱۸۹۲ء کو مرزا قادیانی کتاب آئینہ کمالات میں اس طرح اپنا الہام لکھتے ہیں کہ: ''اور مباہلہ کے بارے میں جو کلام الٰہی میرے پر نازل ہوا وہ یہ ہے کہ نظر الله اليك معطرا وقالوا اتجعل فيها من يفسد فيها قال انی اعلم ما لاتعلمون ۰ قالوا كتاب ممتلے من الكفر والكذب قل تعالوا ندع ابنانا وابناء كم ونساء نا ونساء كم وانفسنا وانفسكم ثم نبهل فنجعل لعنت الله على الكاذبين '' یعنی خدا تعالیٰ ایک معطر نظر سے تجھ کو دیکھا اور بعض لوگوں نے اپنے دلوں میں کہا اے خدا کیا تو زمین پر ایک ایسے شخص کو قائم کر دے گا کہ دنیا میں فساد پھیلائے تو خدا نے ان کو جواب دیا کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے اور ان لوگوں نے کہا کہ اس شخص کی کتاب ایک ایسی کتاب ہے جو کذب اور کفر سے بھری ہوئی ہے۔ سو ان کو کہہ دے کہ آؤ ہم اور تم مع اپنی عورتوں اور بیٹوں اور عزیزوں کے مباہلہ کریں۔ پھر ان پر لعنت کریں جو کاذب ہیں۔''

(کتاب آئینہ کمالات اسلام ص ۲۶۳ تا ۲۶۵، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

''یہ وہ اجازت مباہلہ ہے جو اس عاجز کو دی گئی۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۶۶، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

اب مندرجہ بالا اجازت اور حکم کے پانچ سال بعد یہ مباہلہ کا اشتہار نہایت سختی کے ساتھ شائع کیا اور عبارات تحریف قرآن شریف اور حضرت آدم علیہ السلام اور فرشتوں کی بات چیت جو قرآن شریف میں ہے اور ادھر ادھر الفاظ قرآنی اکٹھے کر کے اور ازالہ اوہام میں اپنے تئیں آدم علیہ السلام اور خلیفۃ اللہ قرار دے کر اتنے عرصہ بعد یہ الہام ہوا اور آیت مباہلہ جو حضرت رسول کریم ﷺ پر نازل ہوئی تھی۔ مرزا پر بھی کئی بار نازل ہوئی۔ مگر افسوس پہلے مباہلہ کو ناجائز اور خلاف شرع لکھ کر حضرت ابن مسعودؓ کی سخت بے ادبی کی اور عرصہ پانچ سال کا ہوا کہ آیت مباہلہ اور حکم نازل ہوا۔ مگر اس کی تعمیل نہیں کی گئی۔ اب پھر وہی الہام ہوا اور آیت نازل ہوئی جس کو مرزا قادیانی نے اپنے (انجام آتھم ص ۶۰، خزائن ج ۱۱ ص ۶۰) میں لکھا ہے۔ اور تاکیدی لعنتیں دی گئیں کہ ''اگر کوئی مولوی یا شیخ اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد مباہلہ کے لئے حاضر نہ ہوگا۔ اس پر لعنت ہے اور وہ لعنتوں کے نیچے مرے گا۔'' لیکن اس رسالہ کے پہنچنے کے بعد بہت سے علماء نے

آپ کومباہلہ کے واسطے بلایا گیا۔ مگر آپ نے اس طرف رخ بھی نہ کیا۔ حضرت مولانا مولوی محمد ابوعبدالرحمٰن غلام دستگیر ہاشمی صاحب دوم شعبان ۱۳۱۴ھ سے بعد لکھنے منظوری مباہلہ کے مع اپنے دوصاحبزادوں کے لاہور میں تشریف لے آئے۔ پہلے ۱۵رشعبان مقرر کی۔ مگر مرزاقادیانی لاہور میں حاضر نہ ہوئے۔ پھرانہوں نے ۲۵رشعبان مقرر کر کے لکھ بھیجا۔ پھر بھی مرزاقادیانی لاہور میں بمیدان مباہلہ حاضر نہ ہوئے۔ بعد اس انتظار کے مولانا صاحب چار پانچ روز تک امرتسر میں مرزاقادیانی کے منتظر رہے۔ حتیٰ کہ تمام شعبان المبارک اپنے گھر قصور سے علیحدہ رہ کر لاہور اور امرتسر میں مباہلہ کے لئے حاضر رہے۔ مگر افسوس مرزاقادیانی نے باوجود ایسی لعنتی تاکیدوں خود کے بھی اس طرف رخ نہ کیا۔ جب یقین ہوگیا کہ مرزاقادیانی محض اشتہاری ہیں اور حاضری مباہلہ سے انکاری اور فراری ہیں۔ تب مولانا نے اشتہار شائع کر دیا۔ مرزاقادیانی لاہور میں مباہلہ کے لئے حاضر نہ ہوئے۔ اس کے جواب میں مرزاقادیانی نے ادھرادھر کی باتیں میعاد مباہلہ ایک سال نزول عذاب کے واسطے لگا کر اخیر پر ایک جھوٹ کا الزام اس طرح پر لگادیا کہ مولوی صاحب یعنی مولوی غلام دستگیر صاحب کے نزدیک ضرورت کے وقت کذب کا استعمال جائز ہے۔ بھلا ہم حضرت موصوف سے دیافت کرتے ہیں کہ کب اور کس وقت میرے دوست مولوی حکیم فضل الدین صاحب آپ سے ڈر کر قادیان میں بھاگ آئے تھے۔''

(اشتہار مطبوعہ ۲۰رشعبان ۱۳۱۴ھ، مجموعہ اشتہارات ج۲ص۲۹۹)

اشتہار حضرت مولانا مطبوعہ ۱۶رشعبان مذکورہ جو اس وقت سامنے رکھا ہے دیکھا گیا۔ اس میں ہرگز یہ الفاظ ''حکیم فضل دین مجھ سے ڈر کر قادیان میں بھاگ گئے تھے'' درج نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ مرزاقادیانی نے خود عمداً کذب کا استعمال کیا اور ناحق بہتان لگایا۔ مولانا صاحب کے اشتہار کے الفاظ اس کے متعلق صرف یہ ہیں۔ حکیم مذکور (فضل دین) بغیر تصفیہ ترک میعاد کے قادیان کو چلا گیا۔ فرمائیے وہ الفاظ ڈر کر قادیان کو بھاگ آئے۔ کہاں درج ہیں؟۔ افسوس! مرزاقادیانی ذرہ ذرہ بات پر جھوٹ اور کذب کے استعمال سے اجتناب نہیں کرتے تو باقی اہم اعلیٰ معاملات پر تو خدا حافظ!!

ناظرین! ذرہ انصاف فرمائیے گا کہ مرزاقادیانی نے ایسی سخت تاکیدیں اور مباہلہ نہ کرنے والوں کو خداتعالیٰ اور فرشتوں اور تمام صلحاء کی لعنتیں لکھی ہیں۔ جب علماء دین مباہلہ کے واسطے اپنا گھر بار چھوڑ کر ایک دارالسلطنت میں دوبارہ سہ بارہ اشتہار دے دے کر بلواتے

ہیں تو مباہلہ شرعی سے گریز کر کے اس طرف رخ بھی نہیں کرتے۔ پھر فرمایئے یہ کل لعنتیں کس کی طرف عود کرتی ہیں؟۔

چہام مختصر خلاصہ مکتوب عربی بنام علماء ہند و مشائخ ہذا البلاد وغیرہ

یہ مکتوب عربی مع ترجمہ فارسی مرزاقادیانی نے ص۷۳ سے شروع کر کے نہایت طوالت کے ساتھ ایک ہی بات کا چند بار اعادہ کر کے (ص۸۲، خزائن ج۱۱ص ایضاً) تک پہنچایا ہے۔ علماء و مشائخ کی سخت درجہ کی توہین کر کے اور بری گندی گالیاں دی ہیں۔ جن کے دھرانے کی ضرورت نہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ مرزاقادیانی نے بہت زبردستی کی ہے اور دور تک نوبت پہنچائی ہے اور نو اشخاص علماء کی طرف اشارہ کر کے دس علماء ہند کے نام درج کئے ہیں اور سب علماء کے علاوہ ان کو اپنی پاک زبان سے بڑھ کر گالیوں کی خلعت عنائیت کی ہے۔ ان میں وہ بھی ہیں۔ جنہوں نے بلا دریافت اصلیت کے مرزاقادیانی کی کتاب براہین احمدیہ اور ظاہری طرز اور ادعائی اتقاء کی تعریف کی تھی اور مرد صالح لکھ دیا تھا اور جب مرزاقادیانی کی اصلیت معلوم ہوگئی تو دجال اور کافر لکھا تھا۔ خلاصہ مکتوب عربی کا نہایت اختصار کے ساتھ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ اس میں بھی مرزاقادیانی نے اپنے الہامات درج کئے ہیں۔ وھو ھذا!

۱..... خدا نے میرا نام مسیح ابن مریم اپنے فضل اور رحمت سے رکھا۔ ہم دونوں ایک مادہ کے دو جوہر ہیں۔ (انجام آتھم ص۷۵، خزائن ج۱۱ص۷۵)

۲..... مجھ کو علم الغیب ازلی سے آگاہ کیا۔ (انجام آتھم ص۷۶، خزائن ج۱۱ص۷۶)
پیشین گوئیوں کی صحت اسی پر ہے؟۔

۳..... جس نے تیری بیعت کی اس کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ ہے۔
(انجام آتھم ص۷۸، خزائن ج۱۱ص۷۸)

۴..... ''وما ارسلناك الا رحمة للعالمین'' تجھ کو تمام جہانوں کی رحمت کے واسطے بھیجا ہے۔ (انجام آتھم ص۷۸، خزائن ج۱۱ص۷۸)

۵..... ''انی مرسلك الی قوم المفسدین'' میں نے تجھ کو مفسدین کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ (انجام آتھم ص۷۹، خزائن ج۱۱ص۷۹)

۶..... مجھے خدا نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ مر چکے اور دنیا سے اٹھائے گئے۔ پھر دنیا پر نہیں آئیں گے۔ خدا نے حکم موت کا اس پر جاری کیا اور پھر کر آنے سے روک دیا اور وہ مسیح میں ہی ہوں۔ (انجام آتھم ص۸۰، خزائن ج۱۱ص۸۰)

۷...... عیسیٰ علیہ السلام کی موت پر مجھ کو رسول خدا ﷺ نے خبر دے دی ہے۔

(انجام آتھم ص ۱۱۱، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۱)

۸...... مجھ کو خدا نے قائم کیا۔ مبعوث کیا اور خدا میرے ساتھ ہم کلام ہوا۔

(انجام آتھم ص ۱۱۳، خزائن ج ۱۱ ص ۱۱۳)

۹...... مجھ کو اس امت کا مجدد بنایا اور عیسیٰ نام رکھا۔

(انجام آتھم ص ۱۴۲، خزائن ج ۱۱ ص ۱۴۲)

۱۰...... ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی انسان آسمان پر گیا اور پھر واپس ہوا ہو۔

(انجام آتھم ص ۱۴۹، خزائن ج ۱۱ ص ۱۴۹)

۱۱...... میرے برابر کوئی کلام فصیح نہیں لکھ سکتا۔ وان لم یفعلوا ولن یفعلوا[۱] اگر نہ کریں اور ہرگز نہ کریں گے۔ (انجام آتھم ص ۱۵۵، خزائن ج ۱۱ ص ۱۵۵)

۱۲...... کیا تمہارا مسیح آسمان پھاڑ کر آئے گا۔

(انجام آتھم ص ۱۷۴، خزائن ج ۱۱ ص ۱۷۴)

۱۳...... خدا کا روح میرے میں باتیں کرتا ہے۔

(انجام آتھم ص ۱۷۶، خزائن ج ۱۱ ص ۱۷۶)

۱۴...... میرے پر دروازہ الہامات کا کھول دیا ہے۔ مکاشفات کے بابوں کو مفتوح کردیا ہے۔ (انجام آتھم ص ۱۸۱، خزائن ج ۱۱ ص ۱۸۱)

۱۵...... نو کس شریر اس ملک میں ہیں۔ جنہوں نے زمین پر فساد مچا رکھا ہے۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱...... مولوی رسل بابا، امرتسری۔
۲...... مولوی اصغر علی۔
۳...... مولوی محمد حسین بٹالوی۔
۴...... مولوی نذیر حسین دہلوی۔
۵...... مولوی عبدالحق دہلوی۔
۶...... مولوی عبداللہ ٹونکی۔
۷...... مولوی احمد علی سہارنپوری۔
۸...... مولوی سلطان الدین جیپوری۔
۹...... مولوی محمد حسن امروہی۔
۱۰...... مولوی رشید احمد گنگوہی۔

(ابتدائے ص ۲۳۶ لغائیت ۲۵۲، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۱؎ یہ استہزاء ہے جو کفر ہے۔

اخیر پر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کی نسبت الفاظ مندرجہ ذیل لکھے ہیں۔

''اخرهم شيطان الا عمیٰ والغول الا غوی يقال له رشيد احمد الجنجوهي وهو شقي كالا مروهي ومن الملعونين''

(انجام آتھم ص۲۵۲،خزائن ج۱ص۲۵۲)

۱۶...... مولوی حکیم نورالدین فاضل بزرگ ہے۔

(انجام آتھم ص۲۶۴،خزائن ج۱ص۲۶۴)

۱۷...... میرے پاس ایسی دعا ہے جو بجلی کی طرح کودتی ہے۔

(انجام آتھم ص۲۷۵،خزائن ج۱ص۲۷۵)

خلاصہ ختم ہوا نظر ثانی شروع ہوئی

حضرات ناظرین! یہ سترہ نمبر تک مکتوب عربی کا خلاصہ مختصر طور پر پیش کر کے جوابات عرض کرتا ہوں۔ بغور ملاحظہ فرمائیے۔

۱...... مرزا قادیانی کا نام خدا نے مسیح ابن مریم رکھا اور وہ اور حضرت مسیح ابن مریم ایک مادہ کے دو جوہر ہیں۔ مگر مرزا قادیانی نے کوئی ترکیب نہیں بتلائی کہ کیونکر؟۔ حضرت مسیح علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے فرزند تھے۔ کیا آپ کی والدہ کا نام بھی مریم ہے؟۔ (اگرچہ مجھے نام معلوم ہے۔ لیکن تہذیب بتلانے یا لکھنے سے روکتی ہے۔) پھر آپ تو خود ہی مریم بھی ہیں۔ اس صورت میں آپ عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہو سکتے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو انیس سو سال کا عرصہ ہوا پیدا ہوئے تھے اور آپ اب ۱۲۵۹ھ میں یہ تفاوت کیسے اور کیوں؟۔ آپ کے والد کا نام مرزا غلام مرتضیٰ ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے باپ پیدا ہوئے۔ اگرچہ آپ نے بھی سرسید احمد خان صاحب بہادر کی کاسہ لیسی سے ضرور لکھا ہے۔ ''یوسف نجار کے بیٹے تھے۔''

(ازالہ ص۳۰۳،خزائن ج۳ص۲۵۴)

وہ نجار اور آپ مغل حارث۔ وہ بے زن اور آپ کی کئی زوجہ۔ وہ بے اولاد اور آپ کے کئی لڑکے۔ ان کو بقول آپ کے یہودیوں نے سولی پر چڑھایا۔ آپ کا ابھی تک یہ موقعہ نہیں آیا۔ جو آپ کے الہام کے مطابق پورا ہوگا۔ جیسا کہ آپ نے اپنی (براہین ص۵۵۲،خزائن ج۱ ص۶۶۳) میں ''ایلی ایلی لما سبقتانی کا ترجمہ اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھ کو کیوں چھوڑ دیا۔'' لکھا ہے کہ خدا آپ کو جلدی نصیب کرے اور آپ کا الہام پورا ہو کر مریدوں کے دل کو تقویت ہو۔ آمین۔

۲..... مرزا قادیانی علم غیب ازلی سے آگاہ کئے گئے ہیں۔ اس سے مرزا قادیانی کا اپنے آپ کو نبی یا رسول ثابت کرتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ’’فلا یظهر علی غیبه احدا الا من ارتضی من رسول (جن:۲۶،۲۷)‘‘ خدا اپنے غیب پر کسی کو غالب نہیں کرتا۔ مگر جس کو پسند کرے رسول سے اور دوسری جگہ خداوند کریم فرماتا ہے کہ: ’’وما کان الله لیطلعکم علی الغیب ولکن الله یجتبی من رسله من یشاء (آل عمران:۱۷۹)‘‘ یعنی خدا غیب پر مطلع نہیں کرتا۔ لیکن خدا چن لیتا ہے اپنے پیغمبروں سے جس کو چاہتا ہے۔ پس رسالت اور نبوت کے اثبات میں ہی مرزا قادیانی اپنا الہام کرتے ہیں کہ مجھ کو علم غیب ازلی سے آگاہ کردیا ہے۔ (انجام آتھم ص۷۶، خزائن ج۱۱ ص۷۶)

مگر افسوس علم غیب سے تو مطلع ہیں۔ لیکن پیشین گوئیوں کے غلط ہونے پر نہیں۔

۳،۴،۵..... میں مرزا قادیانی نے اپنی نبوت اور رسالت کو کامل طور پر ثابت کیا ہے۔ جس سے کسی شخص کو شبہ کرنے کی بھی گنجائش نہ رہے۔ جیسے کہ حضرت رسول خدا ﷺ کے واسطے حکمی نزول آیات کا تھا۔ بعینہ مرزا قادیانی کے واسطے حکم خداوندی ہوا ہے اور نبوت تامہ کا ثبوت مرزا قادیانی نے پہنچا دیا۔ مگر اس ثبوت کے دلائل میں مرزا قادیانی کے پاس سوائے اپنے الہام کے اور کچھ نہیں۔

اور آیت شریف ہے کہ: ’’وما ارسلناك الا رحمة للعالمین‘‘ کا نزول بھی بڑی دلیری سے اپنے دعوے نبوت پر ثبت کیا ہے۔ (انجام آتھم ص۷۸، خزائن ج۱۱ ص۷۸)

ناظرین! رسول خدا ﷺ کا وجود باجود بموجب حکم خداتعالیٰ مسلمہ ومتفقہ تمام جہانوں کے لئے رحمت ہے۔ ابتداء ولادت سے حشر تک رحمۃ للعالمین ہیں۔ حضرت ﷺ کی برکت اور رحمت سے ایسی خیر وبرکت ورحمت ہوئی کہ قحط سخت وشدید دور ہوئے۔ خوب بارشیں ہوئیں۔ فصلیں میوہ جات بکثرت ہوئے۔ امراض دور ہوئے۔ مرزا قادیانی کے ظہور ونزول آیت کے وقت سے تصدیق الہام یہ ہوئی کہ بارش کا نام ونشان نہیں۔ قحط ایسا عالمگیر ہوگیا کہ سینکڑوں آدمی فاقوں مرگئے۔ لوگوں نے اپنے مویشی ذبح کر کے کھالئے۔ بال بچے چھوڑ دیئے۔ خویش واقارب سے دور ہوگئے۔ اپنے عزیزوں کی محبت اڑ گئی۔ وباء طاعون نے ملک کو برباد کر دیا۔ گھروں کے گھر بے چراغ ہوگئے۔ زلزلوں نے شہروں کے شہر منہدم کر دیئے اور مکانات اپنے مکینوں سمیت زمین سے مل گئے۔ مزید براں ایک اور رحمت مرزا قادیانی کی یہ ہوئی کہ مسلمانوں کے حج بند کروا دیئے۔ فرائض اہل اسلام میں بھی دست اندازی کروائی۔ مرزا قادیانی کی رحمت اس سے بڑھ کر

اور کیا ہو سکتی ؟ اور استدراج رحمت کی ر پر نقطہ ہی پڑتا گیا اور آپ کا استدراج ثابت ہوا۔ جیسا کہ مسیلمہ کذاب کا جس نے جھوٹا دعویٰ نبوت کا کیا تھا۔ جیسے لکھا ہے کہ مسیلمہ کے پاس کسی شخص نے اس کے سوال کے جواب میں کہا تھا کہ حضرت محمد ﷺ کے بے شمار معجزات ہیں۔ ادنیٰ ان میں سے یہ ہیں کہ اگر وہ اندھے کی آنکھوں پر اپنا دست مبارک رکھ کر دعا فرمائیں تو وہ بینا ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کڑوے کنویں میں اپنا لب مبارک ڈال دیں تو فوراً پانی اس کا میٹھا ہو جاتا ہے۔ مسیلمہ کذاب نے کہا کہ یہ تو کچھ بھی بڑی بات نہیں۔ لاؤ ایسا تو میں بھی کر سکتا ہوں۔ اس وقت ایک آدمی پیش کیا گیا۔ جس کی ایک آنکھ نہ تھی۔ مسیلمہ نے اس آنکھ پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ فوراً دوسری آنکھ بھی پھوٹ گئی۔ اسی طرح ایک کڑوے کنویں میں اپنا تھوک ڈالا تو اور بھی سخت کڑوا ہو گیا۔ اسی کا نام استدراج ہے۔ ایسے ہی مرزا قادیانی کے اور بھی استدراج ہیں۔ جیسے کہ:

الف..... مرزا قادیانی نے دعا کی اور الہام ہوا کہ میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا۔ بجائے اس کے لڑکی پیدا ہوئی۔ (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۱۷، ۱۲۵)

ب..... پھر کہا کہ لڑکا ضرور ہوگا۔ جس سے قومیں برکت پائیں گی۔ زمین کے کناروں تک مشہور ہوگا۔ تب لڑکا تو ہوا لیکن ۱۶ ماہ کا ہو کر گمنام اور بے برکت مر گیا اور اپنے باپ ملہم کو کاذب بنا کر الٹا داغ جگر پر دھر گیا۔ (مکتوبات احمدیہ ج۵ نمبر۲ ص۱۲۸)

ج..... مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں ہمارے نکاح میں آئے گی۔ باکرہ یا بیوہ ہو کر بھی۔ مگر افسوس ہے کہ وہ بے چاری لڑکی اپنے خاوند کے گھر میں بخوشی وخوری آباد اور صاحب اولاد ہے۔ مراد پوری نہ ہوئی۔ (ازالہ اوہام ص۳۹۶، خزائن ج۳ ص۳۰۵)

د..... عبداللہ آتھم پندرہ ماہ کے اندر مر جائے گا۔ مگر وہ زندہ رہا۔

(جنگ مقدس ص۱۸۸، خزائن ج۶ ص۲۹۲)

ہ.... مرزا قادیانی کا الہام میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔ (ازالہ اوہام ص۶۳۴، خزائن ج۳ ص۴۴۲)

برعکس اس کے سخت بے غیرتی اور نفرت کے ساتھ دور تک شہرت ہوئی اور لوگوں کے دلوں میں نہایت شدت کے ساتھ بدرجہ غایت دشمنی اور عداوت پڑ گئی۔ علی ھذا القیاس! مرزا قادیانی کے اور بھی استدراجات ہیں۔ جس سے آپ کا دعویٰ نبوت اور رسالت باطل اور کذب ثابت ہو رہا ہے۔

۶، ۷..... میں مرزا قادیانی نے اس بات پر زور دیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

فوت ہو چکے ہیں اور دنیا پر آنے سے روک دیئے گئے۔ مسیح موعود میں ہوں۔ مگر افسوس ہے کہ مرزا قادیانی پہلے اس سے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں اس طرح درفشانی فرما چکے ہیں کہ ''میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل مسیح ہونا میرے ہی پر ختم ہو گیا ہے۔ بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں۔'' (ازالہ اوہام ص۱۹۹، خزائن ج۳ ص۱۹۷)

اب فرمایئے کہ مرزا قادیانی کا کون سا الہام صحیح اور کون سا غلط ہے؟۔ یا حافظہ نہیں۔ مرزا قادیانی کا جواب ہو سکتا ہے کہ ۱۳۰۸ھ میں ہم کو مثیل مسیح کا عہدہ ملا تھا۔ اب ۱۳۱۴ھ چھ سال کے بعد مسیح موعودی کا عہدہ مل گیا۔ جبکہ حضرت مسیح علیہ السلام من کل الوجوہ فوت ہو گئے اور مستقل عہدہ خالی ہو گیا۔ آپ کا عہدہ بھی روز بروز بڑھتا ہی گیا اور غایت درجہ کو پہنچ گیا۔ پہلے تو آپ صرف حارث کاشتکار تھے۔ پھر مجدد ہوئے پھر مثیل مسیح، پھر مسیح موعود و مہدی مسعود دونوں خود ہو گئے۔ پھر پیغمبر بھی آپ بن گئے۔ پھر حضرت علیؓ پھر حضرت امام حسینؓ پھر حضرت امام اعظمؒ بن گئے۔ پھر ایک چھلانگ ماری اور ایسے کودے کہ نعوذ باللہ منہا خدا بھی بن گئے۔ ناظرین اور مرزائی اس بات پر ضرور چونکیں گے کہ ہیں!!! خدا کہاں بن گئے؟۔ البتہ باقی عہدے تو ضرور مرزا قادیانی نے الہاموں کے ذریعہ سے حاصل کر کے اختیار کئے ہیں اور اپنی کتابوں میں لکھے ہیں۔ مگر خدا بننا تو کہیں نہیں۔ لیجئے حضرات!! میں مرزا قادیانی کا خدا بننا بھی ان کی تالیفات و تحریرات سے ہی نکال کر پیش کرتا ہوں۔ وھو ھذا!!

الف...... ''غرض محدثیت دونوں رنگوں سے رنگین ہوتی ہے۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔''

(ازالہ اوہام ص۵۳۳، خزائن ج۳ ص۳۸۶)

ب...... ''اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔'' ''اشتہار لیکھرام کی موت کے متعلق آریوں کے خیالات''

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۳۵۹)

ان دونوں تحریرات مرزا قادیانی سے یہ ثابت ہے کہ براہین احمدیہ خدا کی کلام ہے۔ جو مرزا قادیانی کی تصنیف ہے اور کلام اللہ قرآن شریف مرزا قادیانی کی منہ کی باتیں ہیں۔ گویا قرآن شریف مرزا قادیانی کی کلام ہے۔ جو کلام الٰہی ہے۔ پس اب فرمایئے کہ مرزا قادیانی کے نعوذ باللہ خدا ہونے میں کوئی شبہ باقی ہے؟۔ جو کوئی شخص اپنی تصنیف کو خدا کی کلام کہے اور کلام الٰہی

قرآن شریف کو اپنی کلام بتلادے۔ پھر کسی ادنیٰ سمجھ دار کو بھی اس کے خدا ہونے میں کوئی تردد ہو سکتا ہے؟۔ ہرگز نہیں۔

مرزا قادیانی کچھ ایسے بے خوف ہیں کہ اندھا دھند جو چاہتے ہیں اور جو جی میں آتا ہے لکھے چلے جاتے ہیں۔ جو کچھ قلم سے نکل جائے بس وہی الہام ہے اور جو کچھ زبان سے نکال دیں وہی قرآنی کلام ہے۔ خدا بھی اس لئے بن گئے ہیں کہ عیسائیوں کے خدا کو مردہ ثابت کرلیا ہے۔ مرزا قادیانی پکی کارروائی کرتے ہیں۔ جب تک کسی عہدہ دار کو جان سے مار نہیں ڈالتے تب تک اس عہدہ پر قائم نہیں ہوتے اور نہ اس بات کو منظور کرتے ہیں کہ کسی پنشن خوار یا مستعفی یا رخصتی کا عہدہ اختیار کریں۔ یہ خیال رہتا ہے کہ کہیں واپس آجائے اور نیچے اترنا پڑے یا برخاست ہونا پڑے۔ جب تک اس کو قبر میں ہی داخل نہ کرلیں۔ تب تک دم نہیں لیتے۔ یہ بھی کسی کا ہی کام ہے۔

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

مرزا قادیانی کے دلائل وفات مسیح علیہ السلام میں

مرزا قادیانی نے اس کتاب و دیگر تالیفات میں حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات میں حسب ذیل دلائل اور ثبوت بطور دھوکا تحریر کئے ہیں۔ پہلے ان کے دلائل لکھے جاتے ہیں پھر ان کے جوابات ہوں گے۔

اوّل..... ’’مجھ کو خدا نے خبر دی ہے کہ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی حضرت عیسیٰ مر چکے اب وہ واپس نہیں آئیں گے۔‘‘ (انجام آتھم ص۸۰،۸۱،۸۲، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

دوم..... ’’مرہم عیسیٰ یا مرہم حوارین میں ہے۔ یہ مرہم نہایت مبارک مرہم ہے۔ جو زخموں اور جراحتوں اور نیز زخموں کے نشان معدوم کرنے کے لئے نہایت نافع ہے۔ طبیبوں کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ مرہم حواریوں نے حضرت عیسیٰ کے لئے تیار کی تھی۔ یعنی جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود علیہم اللعنت کے پنجہ میں گرفتار ہوئے..... اور صلیب [1] پر چڑھانے کے

---

[1] صلیب بمعنی سولی، کبھی ممکن نہیں کہ جو شخص سولی پر چڑھایا جائے اور زندہ رہ سکے۔ کیونکہ صلیب کی شکل یہ ہے۔ ✝ جب صلیب پر آدمی کو بٹھایا جاتا ہے تو صلیب کی نوک مقعد سے گذر کر تالو سے پار ہو جاتی ہے۔ جب یہ حالت ہے تو انسان کا بچنا ہرگز ممکن نہیں۔ مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھایا گیا اور پھر اوتار لیا گیا اور خفیف زخم بدن پر لگے تھے بالکل لغو ہے۔

وقت ان کو خفیف زخم بدن پر لگ گئے تھے۔ اس مرہم کے استعمال کرنے سے بالکل دور ہو گئے اور نشان بھی مٹ گئے تھے۔'' (ست بچن ص ۱۶۴، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۱ ملخصاً)

سوم..... ''ہمارے متعصب مولوی اب تک یہی سمجھے بیٹھے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ گئے ہیں..... اور آسمان پر موجود ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ صلیب پر بھی چڑھائے نہیں گئے۔ بلکہ کوئی اور شخص صلیب پر چڑھایا گیا۔ لیکن ان بیہودہ خیالات کے رد میں..... ایک اور قوی ثبوت یہ ہے کہ صحیح بخاری کے ص ۳۴۹ میں یہ حدیث موجود ہے۔ ''لعن اللہ علی الیھود والنصاری اتخذوا قبور انبیائھم مساجد یعنی یہود اور نصاریٰ پر خدا کی لعنت ہو۔ جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنالیا..... بلاد شام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کی پرستش ہوتی ہے اور مقررہ تاریخوں پر ہزارہا عیسائی سال بسال اس قبر پر جمع ہوتے ہیں۔ سو اس حدیث سے ثابت ہوا کہ درحقیقت وہ قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی قبر ہے۔''

(ست بچن ص ط، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۹)

چہارم..... ''اخویم حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب فرماتے ہیں کہ میں قریباً چودہ برس تک جموں اور کشمیر کی ریاست میں نوکر رہا ہوں..... کشمیر میں ایک مشہور و معروف قبر ہے۔ جس کو یوز آسف نبی کی قبر کہتے ہیں۔ اس نام پر ایک سرسری نظر کر کے ہر ایک شخص کا ذہن ضرور اس طرف منتقل ہوگا کہ یہ قبر کسی اسرائیلی نبی کی ہے۔ کیونکہ یہ لفظ عبرانی زبان سے مشابہ ہیں..... دراصل یہ لفظ یسوع آسف ہے۔ یعنی یسوع غمگین..... مگر بعض کا بیان ہے کہ دراصل یہ لفظ یسوع صاحب ہے۔ پھر اجنبی زبان میں بکثرت مستعمل ہو کر یوز آسف بن گیا۔ لیکن میرے نزدیک یسوع آصف اسم بامسمیٰ ہے..... حضرت مسیح اپنے ملک سے نکل گئے..... کشمیر میں جا کر وفات پائی اور اب تک کشمیر میں ان کی قبر موجود ہے..... ہاں! ہم نے کسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی بلاد شام میں قبر ہے۔ مگر اب صحیح تحقیق اس بات کے لکھنے کے لئے مجبور کرتی ہے کہ واقعی قبر وہی ہے۔ جو کشمیر میں ہے..... حضرت مولوی نورالدین صاحب فرماتے ہیں کہ یسوع صاحب کی قبر جو یوز آسف کی قبر کر کے مشہور ہے۔ وہ جامع مسجد سے آتے ہوئے بائیں طرف واقع ہوتی ہے..... عین کوچہ میں ملے گی۔ اس کوچہ کا نام خان یار ہے۔''

(ست بچن ص و، ز، حاشیہ خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۶، ۳۰۷ ملخصاً)

پنجم..... ''مجھے خدا نے خبر دی ہے کہ عیسیٰ مر چکے ہیں اور اس دنیا سے اٹھائے

گئے۔ پھر دنیا پر نہیں آئیں گے۔ خدا نے حکم موت کا اس پر جاری کیا اور پھر کر آنے سے روک دیا اور وہ مسیح میں ہی ہوں۔'' (انجام آتھم ص۸۰، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

ازالہ دلائل مندرجہ بالا

اوّل...... میں مرزا قادیانی نے آیت شریف ''انی متوفیك'' میں یقیناً فوت ہو جانا حضرت مسیح علیہ السلام کا ثابت کیا ہے۔ اس آیت شریف کا ترجمہ اور معنی جو مرزا قادیانی یا ان کے بزرگ فاضل حکیم نورالدین صاحب نے کئے ہیں۔ انہیں کو پیش کرتا ہوں۔ جس سے ناظرین کو واضح ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی کی دلیل کیسی باطل اور ناقابل یقین اور غیر معتبر ہے۔

الف...... مرزا قادیانی کے فاضل بزرگ مولوی حکیم نورالدین صاحب کتاب تصدیق براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں کہ: ''اذ قال اللّٰہ یا عیسی[۱] انی متوفیك ورافعك الی ''یعنی جب اللہ نے فرمایا اے عیسیٰ میں لینے والا ہوں تجھ کو اور بلند کرنے والا ہوں اپنی طرف تصدیق۔ (براہین احمدیہ ص۸ مؤلفہ حکیم نوردین صاحب)

ب...... خود مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''انی متوفیك ورافعك الی میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔'' (براہین احمدیہ ص۵۲۰، خزائن ج۱ص۶۲۰)

ج...... پھر خود مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''یا عیسی انی متوفیك ورافعك الی اے عیسیٰ میں تجھے کامل اجر بخشوں گا۔ یا وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔''

(براہین احمدیہ ص۵۵۷، ۵۵۸، خزائن ج۱ص۶۶۴)

ناظرین! مرزا قادیانی کے بزرگ فاضل متوفی کے معنے لینے والا ہوں۔ پوری نعمت دوں گا، کرتے ہیں اور خود بدولت پوری نعمت دوں گا اور کامل اجر بخشوں گا۔ یا وفات دوں گا۔ لکھتے ہیں کہ فرمایئے کس کے اور کیا معنے صحیح سمجھے جائیں؟۔ اب مشکل یہ ہے کہ وہ تو مرزا قادیانی کے فاضل بزرگ ہیں اور مرزا قادیانی خود ملہم اور نبی اور مرسل ہیں۔ بہرحال مرزا قادیانی کے ہی معنی کئے ہوئے صحیح سمجھے جائیں گے۔ لیکن ایک اور مشکل پڑ گئی کہ جب براہین احمدیہ میں دو دفعہ ترجمہ لکھا وہ بھی الہام سے اور اب جو لکھا وہ بھی الہام سے۔ تو کون سا الہام سچا سمجھا جائے اور کون سا جھوٹا؟۔ یا تو یہ مشتبہ الہام پوری نعمت دوں گا یا کامل اجر بخشوں گا۔ یا وفات دوں گا۔ ان تینوں

---

[۱] مرزا قادیانی کے فاضل بزرگ اور خود مرزا قادیانی جو خدا کے درجہ پر نعوذ باللہ ممتاز ہیں۔ قرآن شریف کی رسم الخط سے بھی واقف نہیں۔ یعسیٰ کو یا عیسیٰ لکھتے ہیں۔ افسوس!

باتوں میں سے ایک کروں گا۔ یا تینوں یا اب کا الہام کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی آیت کی سند سے فوت ہو چکے ہیں۔ کس بات کا اعتبار کیا جائے؟۔

د..... ''میرے بعد ایک دوسرا آنے والا ہے۔ وہ سب باتیں کھول دے گا اور علم دین کو بمرتبہ کمال پہنچائے گا۔ سو حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں میں جا بیٹھے۔'' (براہین احمدیہ ص ۳۶۱، خزائن ج ۱ص ۴۳۱)

اس جگہ مرزا قادیانی مانتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمانوں پر زندہ موجود ہیں۔

ہ ''ایسے ایسے دکھ اٹھا کر باقرار عیسائیوں کے مر گیا۔'' (براہین احمدیہ ص ۳۰۰، خزائن ج ۱ص ۴۴۲)

یہاں پر عیسائیوں کے اقرار کے مطابق مرنا حضرت مسیح علیہ السلام کا لکھا ہے۔ مسلمانوں کا اس میں اقرار یا اعتقاد نہیں۔

و..... مرزا قادیانی کا سب سے عمدہ اور مشرح وصریح الہام یہ ہے کہ ''ھوالذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله'' یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیشین گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔'' (براہین احمدیہ ص ۴۹۹،۴۹۸، خزائن ج ۱ص ۵۹۳)

لیجئے حضرات! مرزا قادیانی کے الہامات اس الہام کے نیچے آ کر دب گئے اور نہایت بری طرح سے کالعدم ہو گئے اور ساری کارروائی مسیح موعود ہونے کی ملیامیٹ ہوگئی۔ ان کی ہی تحریر اور الہام سے حیات حضرت مسیح علیہ السلام کی واضح طور پر صاف صاف ظاہر ہوگئی اور حضرت مسیح علیہ السلام کا دوبارہ اس دنیا پر تشریف لانا اظہر من الشمس بیان کر دیا۔ جب مرزا قادیانی خود اس امر کو تسلیم کر چکے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان پر ہیں اور دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے اور دین اسلام دنیا میں پھیلا دیں گے۔ تو اب کون سے مرزا قادیانی کے خدا کا دوسرا الہام اس کے خلاف میں ہوا ہے۔ جو قابل پذیرائی ہے؟۔ اب ان الہاموں کے تناقض میں امید نہیں کہ کوئی تاویل چل سکے۔ ہاتھ پاؤں تو ضرور ماریں گے۔ خواہ کنارے پر پہنچیں یا بیچ میں ہی رہیں۔ ایسے ہی الہامات ہیں جن پر مرزا قادیانی عدم تعمیل کی وجہ سے لوگوں کو مستوجب سزا قرار دیتے ہیں۔

دوم...... (ازالہ اوہام ص۳۷۸ تا ۳۸۲، خزائن ج ۳ ص۲۹۴ تا ۲۹۷) میں مرزا قادیانی نے اپنے زعم میں یہ ثابت کیا ہے کہ ''حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر ضرور چڑھائے گئے اور پھر اتار لئے۔ اس حالت میں کہ ابھی زندہ تھے اور زخموں کے واسطے ان کو حواریوں نے مرہم تیار کی۔ جس سے وہ راضی ہو گئے اور کشمیر میں آ کر فوت ہوئے۔'' مگر اس کے خلاف میں مندرجہ ثبوت نمبر سوم ایسا متناقض ہے کہ وہ اس بات کو بالکل باطل قرار دے رہا ہے جس کا بیان مفصل آتا ہے۔ فانتظروہ!

ناظرین! ذرہ مرزا قادیانی سے یہ تو دریافت کیجئے گا کہ اس آپ کی مرہم میں یہ بات لکھی ہوئی ہے؟۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہود نے سولی پر چڑھادیا تھا اور پھر جلدی سے اتار لیا تھا اور زخم جوان کو لگے تھے ان کے واسطے یہ مرہم تیار کی گئی تھی۔ مگر یہ الفاظ یا بات اس مرہم میں لکھی ہوئی نہیں ہے۔ (جو ہرگز نہیں ہے) تو پھر آپ یہ حکم کیسے لگا سکتے ہیں کہ ان کو صلیب پر چڑھایا تھا اور اسی لئے'' یہ مرہم تیار ہوئی تھی۔

اس مرہم میں لکھا ہے کہ یہ مرہم بارہ اقسام کے امراض کی دافع ہے۔ کیا حضرت مسیح علیہ السلام کو ان بارہ اقسام کی امراض میں سے کون سی مرض تھی یا بارہ کی بارہ ہی بیماریاں تھیں؟۔ اگر بفرض محال تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ مرہم حضرت مسیح علیہ السلام کے واسطے ہی تیار کی گئی تھی۔ تو بھی اس سے یہ بات کہاں ثابت ہے کہ فی الواقع وہ مرہم صلیب ہی کے زخموں کے واسطے بنائی گئی تھی۔ جب یہ نہیں تو کچھ نہیں۔ پڑتال کتب طب ہی فضول ہوئی۔ اب میں ان امراض کے نام بھی ذیل میں درج کئے دیتا ہوں تا کہ ناظرین کو بھی مرزا قادیانی کی صداقت کلام میں امتیاز ہو۔ وھوھذا!

اورام حاسبہ (جمع، ورم گرم یا سخت)، خنازیر (کنٹھ مالا)، طواعین (جمع طاعون)، سرطانات (ورم سوداوی)، تنقیہ جراحات (زخموں کا تنقیہ) اور ساخ (چرک)، جہت رویانیدن گوشت تازہ رفع شقاق واثار (شگاف پار)، حکہ (خارش جدید)، جرب (خارش کہنہ)، سعفہ (مرض سہ گنج)، بواسیر (مشہور)، (قرابادین قادری ص۲۸۷، مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لودھیانہ) جہاں سے یہ مرہم شروع ہوتی ہے وہ الفاظ یہ ہیں۔ ''مرہم حوارین کہ مسمی است بمرہم سلیخا و مرہم رسل نیز وآنرا مرہم عیسیٰ نامند۔'' پس لفظ رسل سے جو رسول کی جمع ہے۔ ظاہر ہو رہا ہے کہ بہت سے پیغمبروں کا یہ نسخہ ہے اور اس نسخہ کا نام حوارئین، سلیخا، رسل، عیسیٰ چار ہیں۔ پھر اس پر مرزا قادیانی کا فتویٰ کیوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صلیبی زخموں پر ہی قائم ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ ان بارہ بیماریوں میں سے کوئی بیماری حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی ہوئی ہو اور اکثر سفر کرنے سے جیسے کہ ان کی عادت

مبارک تھی۔ان کے پاؤں میں شقاق ہو گیا ہو۔یا کسی قسم کی جگہ(خارش جدید)یا اسا خ(چرک) یا جرب(خارش کہنہ)کی بیماری ہو گئی ہو۔جس کے لئے یہ مرہم تیار کی گئی ہو۔ہاں!اگر مرزا قادیانی مرہم میں سے یہ الفاظ حضرت مسیح علیہ السلام کو یہود نے صلیب پر چڑھا دیا تھا اور پھر جلدی اتار لیا تھا۔اس وقت ان کو زخم ہو گئے تھے۔ان زخموں کے واسطے یہ مرہم تیار کی گئی تھی۔لکھی ہوئی نکال کر دکھلاتے تو شاید کسی کو کچھ کسی قدر تامل کی گنجائش بھی ہوتی۔مگر افسوس کہ مرزا قادیانی ایسے ویسے خیالی اور کمزور استعاروں سے ایسے بڑے اہم امر کو ثابت کرنا چاہتے ہیں جو محض خیال ہی خیال ہے اور پھر یہ کتنی بڑی زبردستی ہے کہ اپنی طرف سے یعنی کر کے لکھتے ہیں۔یعنی جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہود علیہم اللعنت کے پنجہ میں گرفتار ہو گئے......اور صلیب پر چڑھانے کے وقت خفیف زخم بدن پر لگ گئے تھے۔اس مرہم کے استعمال کرنے سے بالکل دور ہو گئے اور نشان بھی مٹ گئے تھے۔'' (ست بچن ص الف،خزائن ج۱۰ص۳۰۱)

ان کا اپنا خانگی الہام ہے لیکن کسی طب کی کتاب یا اس مرہم میں ایسا کوئی لفظ نہیں۔جس سے آپ کا مدعا ثابت ہو سکے۔نرے استعارات ہی استعارات ہیں اور بے سود۔

سوم...... اس میں مرزا قادیانی اپنے زعم میں ثابت کرتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے اور فوت ہو گئے اور بلاد شام میں دفن بھی کر دیئے گئے اور اس قبر کی پرستش قوم نصاریٰ اب تک سال بسال ایک تاریخ پر جمع ہو کر کرتے ہیں اور حضرت رسول خدا ﷺ سے حدیث بھی نقل کی ہے کہ لعن اللہ کی بجائے لعنت اللہ لکھا ہے کہ یہود اور نصاریٰ پر لعنت ہے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔پس اس استعارہ سے ثابت ہو گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے جانے سے فوت ہو گئے اور قبر میں دفن کر دیئے گئے۔اسی قبر کی بلاد شام میں پرستش ہوتی ہے۔ (ملخص ست بچن حاشیہ در حاشیہ،خزائن ج۱۰ص۳۰۹)

ناظرین!!غور فرمائیے گا کہ یہاں پر وہ مرہم حواریین بالکل بے کار ہو گئی۔اگر حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے جانے سے فوت ہو گئے تو ان کی دلیل نمبر دوم کی مرہم کس لئے تیار ہوئی تھی اور اس کی کیا ضرورت پڑی؟۔آپ کے ہر دو دلائل میں اجتماع الضدین وارد ہو گیا۔جس کی کوئی تاویل گھڑنی پڑے گی۔اس دلیل کے اثبات میں ایک حدیث بھی نقل کی ہے۔مگر فرمائیے تو سہی اس حدیث میں یہ بات کہاں لکھی ہے۔جس سے یہ بات ثابت ہو کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے۔اگر یہ کہا جائے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو کر قبر میں دفن نہیں ہوئے۔تو نصاریٰ کس قبر کی پرستش کرتے ہیں۔کیا خوب!مرزا قادیانی خود اپنے کل تصانیف میں لکھ چکے ہیں

کہ عیسائی یعنی نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر نہیں بلکہ خدا تصور کر کے پرستش کرتے ہیں۔ لیکن حدیث شریف کی تصدیق کے لئے میں مانتا ہوں کہ یہود اور نصاریٰ اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں جانتے اور پرستش کرتے ہیں۔ لیکن یہ یاد رہے کہ جس قدر انبیاء گذرے ہیں شاذ و نادر کم ہی ہوں گے۔ جن کو یہود اور نصاریٰ بالاتفاق نبی نہ مانتے ہوں۔ بلکہ انجیل موجودہ میں جابجا لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں توریت کو پورا کرنے کے واسطے نہیں آیا۔ انہیں دس احکامات کو جو توریت میں ہیں سب کو عیسائی مانتے ہیں اور کل انبیاء جن کا ذکر توریت میں موجود ہے۔ سب کو اپنا انبیاء علیہم السلام نصاریٰ کے ہیں۔ صرف اتنا فرق ہے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیغمبر یا نبی نہیں مانتے۔ لیکن اس میں کوئی شک و شبہ نہیں رہا کہ جو انبیاء علیہم السلام یہود کے ہیں۔ وہی نصاریٰ کے اسی سے حدیث شریف کی تصدیق ہوگئی۔

مرزا قادیانی اس بات پر بھی بہت زور دیتے ہیں کہ درحقیقت وہ قبر (ملک شام میں) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی قبر ہے۔ نصاریٰ کا اعتقاد ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھائے گئے اور فوت ہوگئے اور قبر میں دفن کر دیئے گئے اور تیسرے روز کے بعد زندہ ہوگئے اور قبر سے نکل کر آسمان پر چلے گئے۔ جس قبر میں حضرت مسیح علیہ السلام کو بقول و اعتقاد مرزا قادیانی ونصاریٰ کے دفن کر دیا گیا تھا۔ کیا مرزا قادیانی کو اس قبر کے قبر ہونے میں کچھ شبہ ہے۔ اگرچہ مرزا قادیانی ونصاریٰ کا اس اعتقاد میں فرق صرف اتنا ہی ہے۔ نصاریٰ کہتے ہیں کہ تیسرے روز کے بعد زندہ ہوکر آسمان پر معہ جسد چلے گئے اور مرزا قادیانی کا اعتقاد ہے کہ وہ قبر ہی میں رہے۔ صرف روح آسمان پر گئی جسم نہیں۔ مگر یاد رہے کہ یہ اعتقاد کسی اہل اسلام کا نہیں ہے۔ پس اگر نصاریٰ اس اعتقاد پر اس قبر کی چند روز کی پرستش کرتے ہوں تو کیا عجب ہے۔ یہ دوسری وجہ صداقت حدیث رسول خدا ﷺ کی ہوئی۔ مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے کے لئے خلاف اہل اسلام کے کیا کیا ہاتھ پاؤں مارے ہیں اور کیا کیا اعتقاد پلٹے ہیں۔ پھر بھی کچھ نہ بن سکا۔ بلکہ الٹی حافظہ کی خرابی اور دماغ کے تخیلات اور وہمات پائے گئے۔ جیسے آگے آئے گا۔ (ست بچن حاشیہ ص و، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۶)

چہارم..... اس میں مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ اخویم حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب فرماتے ہیں کہ ہم چودہ سال ریاست جموں اور کشمیر میں ملازم رہے۔ یسوع کی قبر کشمیر محلہ خان یار میں معلوم ہوئی اور تحقیق سے معلوم ہوگیا کہ یسوع کی قبر کشمیر ہی میں ہے۔

(ست بچن ص و، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۶ حاشیہ)

حضرات! اخویم کی نحوی ترکیب پر خیال نہ فرما کر اب ذرہ بدل توجہ فرمائے گا کہ حکیم صاحب کی شہادت مذبذب کے مقابلہ میں وہ حدیث شریف صحیح الاسناد بھی نعوذ باللہ قابل اعتبار نہیں رہی۔ اے تو یہ مرزا قادیانی کی چغتائی بہادری نے مرزا قادیانی کے دل میں ایسی بے خوفی پیدا کی کہ میاں نورالدین صاحب کی شہادت بے معنی کے مقابلہ میں اپنے استعارات واہیہ سے حدیث شریف حضرت رسول خداﷺ کو کیسے ساقط الاعتبار قرار دیا۔ العیاذ باللہ اور کیسے کیسے واہی ڈھکوسلوں سے لفظ اور نام یوز آصف کو یسوع آسف یا یسوع صاحب بنایا گیا ہے۔ کیا ایسی ایسی خیالی باتوں سے آپ یہ ثابت کر لیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی فی الواقع کشمیر میں قبر ہے؟۔ میں کہتا ہوں کہ ایسے ایسے دھوکے یا ڈھکوسلے اور بھی بنا سکتے ہیں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر اور قرین قیاس بھی سنئے۔

الف...... کیا وہ لفظ یوز آسف، زوج آصف نہیں بن سکتا؟۔ ممکن ہے کہ حضرت ناممکن ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے وزیر کی عورت کی قبر ہو جس کا نام آصف یہ قرین قیاس بھی ہے۔ کیونکہ بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کشمیر میں تشریف لے گئے اور ان کے وزیر آصف برخیا نامی ساتھ تھے اور یہ بھی کتابوں میں ہے کہ تخت سلیمان علیہ السلام اس وقت تک موجود ہے۔ اغلب ہے کہ وزیر صاحب کی عورت فوت ہوگئی ہو اور زوج آصف سے بگڑ کر یوز آصف یا آسف بن گیا ہو۔

ب...... یا یوز آصف ہو یعنی وزیر آصف نے کوئی یوز یعنی چیتا یا شیر مارا ہو اور اس کی لاش کو وہاں دفن کر دیا ہو۔

ج...... یا جوس اشعب (لالچی آدمی کا جستجو کرنا) کا نام ہو یعنی کوئی اشعب شخص کسی شے کی تلاش میں آیا اور یہاں آکر مر گیا اور دفن کر دیا گیا ہو۔

د...... یا ہوس عاسف (جوناقہ ناامید ہو کر دم ہلاتی ہوئی مر جائے) وہ جو ناامیدی کی حالت میں یہاں پر دم ہلاتی ہوئی مر گئی اور دفن کر دی گئی ہو۔

غرض میں کہتا ہوں کہ ایسے ایسے ڈھکوسلے جس کا جی چاہے اور جتنے چاہے بنالے۔ لیکن کیا ان سے کوئی اصلی یا صحیح واقعہ ثابت ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں!! مگر یہ کیا بے تکی بات ہے کہ یسوع تو عبرانی لفظ ہو اور آسف اس کے ساتھ عربی کا لفظ لگا دیا جائے۔ اگر مرزا قادیانی فرمائیں کہ جب وہ عبرانی ملک سے نکل کر غمگین حالت میں کشمیر میں چلے آئے تو یہاں کشمیریوں نے

حضرت مسیح علیہ السلام کو آسف (غمگین) کا خطاب دے دیا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ لفظ عربی کیوں لگایا مناسب تو یہ تھا کہ کشمیری زبان کا لفظ اس کے ساتھ لگایا جاتا۔ مرزا قادیانی کا یہ کہنا اور وضعی ڈھکوسلا بیان کرنا کہ حضرت مسیح علیہ السلام غمگین حالت میں تھے محض غلط ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کبھی غمگین نہیں ہوئے اور نہ ہوتے تھے۔ جیسے کہ اکثر کتب سے یہ بات ان کے خوش وخرم رہنے کی ثابت ہے۔

نقل ہے کہ ایک دن حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں گفتگو ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتے تھے کہ ہنستا منہ بہتر ہے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام کہتے تھے کہ روتی آنکھ بہتر ہے۔ آخر دونوں صاحبوں نے فیصلہ اس کا حکم الٰہی پر رکھا۔ جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ہنستے منہ کو دوست رکھتا ہوں کہ میرے فضل وکرم کا امید دار ہے اور رونے والی آنکھ اپنے فعلوں پر نگاہ کرتی ہے۔ پس چاہئے کہ خلق خدا کے ساتھ ہنسی خوشی سے پیش آئے اور درگاہ الٰہی میں تضرع وزاری رہے۔ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت یحییٰ علیہ السلام سے کہا کہ تم بہت رویا کرتے ہو ''ء ایست من رحمة اللّٰه ''یعنی آیا تم رحمت الٰہی سے ناامید ہوگئے؟۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ تم ہمیشہ خوش اور شگفتہ رہتے ہو'' ء امنت من مكر اللّٰه '' آیا تم خوف خدا سے ایمن ہوگئے ہو۔ سبحان اللہ کیا خوب سوال وجواب ہیں۔ (کتاب مقاصد الصالحین ص۱۸، مطبوعہ نظامی)

یہاں پر مرزا قادیانی نے ایک اور غضب کیا ہے کہ اخویم نورالدین صاحب کی شہادت کے مقابلہ میں حدیث شریف رسول اکرم ﷺ کو بھی ناقابل اعتبار کر کے پس پشت ڈال دیا اور انکار کر دیا ہے۔ جیسے لکھتے ہیں کہ ''ہاں ہم نے کسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی بلاد شام میں قبر ہے۔ مگر اب صحیح تحقیق ہمیں اس بات کے لکھنے کے لئے مجبور کرتی ہے کہ واقعی قبر وہی ہے جو کشمیر میں ہے۔ … حضرت مولوی نورالدین صاحب فرماتے ہیں کہ یسوع کی قبر جو یوز آسف کر کے مشہور ہے وہ جامع مسجد سے آتے ہوئے بائیں طرف واقعہ ہوتی ہے … عین کوچہ میں ہے۔ اس کوچہ کا نام خان یار ہے۔'' (ست بچن ص ز، خزائن ج۱۰ ص۳۰۷)

مرزا قادیانی کا الہامی حافظہ بھی کیا خوب ہے۔ لکھتے ہیں کہ ہم نے کسی کتاب میں لکھا ہے کہ بلاد شام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ حالانکہ اسی کتاب (ست بچن کے حاشیہ، خزائن ج۱۰ ص۳۰۹) پر لکھا ہوا موجود ہے۔ اب میں ان معتبر خطوط کی نقل کر دینا ناظرین کے لئے با تکذیب دلائل مرزا قادیانی بہتر سمجھتا ہوں تا کہ ان کی دلیل کا ازالہ کافی طور پر ہو جائے۔

نقل خطوط رؤسا کشمیر متعلق تحقیقات قبر یوز آصف

جواب ا[1] اوّل...... السلام علیکم!! ’’مکاتبہ مسرت طراز بخصوص دریافت کردن کیفیت اصلیت مقبرہ یوز آسف مطابق تواریخ کشمیر در کوچہ خان یار حسب تحریر تالیفات جناب مرزا قادیانی واطلاع آن زمان سعید رسید باعث خوشوقتی شدمن مطابق چھٹی مرسولہ آن مشفق چہ از مردم عوام چہ از حالات مندرجہ کشمیر درپے آن رفتہ آنکہ واضح شد اطلاع آن میکنم مقبرہ روضہ بل یعنی کوچہ خان یار بلاشک بوقت آمدن ازراہ مسجد جامع بطرف چپ واقع است مگر آن مقبرہ بملاحظہ تاریخ کشمیر نسخہ اصل خواجہ اعظم صاحب دیدہ مرد کہ ہم صاحب کشف وکرامات محقق بودند، مقبرہ سید نصیر الدین قدس سرہ نباشد بملاحظہ تاریخ کشمیر معلوم نمیشود کہ آن مقبرہ بمقبرہ یوز آسف مشہور است چنانچہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی تحریر میفرمائند۔ بلے اینقدر معلوم میشود کہ در مقبرہ حضرت سنگ قبری واقع است آنرا قبر یوز آسف نوشتہ است بلکہ تحریر فرمودہ اند کہ در محلہ انزمرہ مقبرہ یوز آصف واقعست مگر آن نام بلفظ سین نیست بلکہ بلفظ صاد است واین محلہ بوقت آمدن ازراہ مسجد جامع طرف راست است طرف چپ نیست درمیان آنزمرہ روضہ بل یعنی کوچہ خان یار مسافت واقعست بلکہ نالہٗ مارہم مابین آنہا حائل است پس فرق بدو وجہ معلوم میشود ہم فرق لفظی وہم فرق معنوی فرق لفظی آنکہ یوز آصف بہ صاد است در آنزمرہ مدفون نوشتہ اند بلفظ سین آن نیست وتغائر اسم بر تغائر مسمی دلالت میکند وفرق معنوی آنکہ یوز آسف کہ مرزا قادیانی میفرمائند کہ در کوچہ خان یار واقعست ایں در محلہ انزمرہ تغائر مکان بر تغائر مکین دلالت میکند کہ یک شخص در دو جا مدفون بودن ممکن نیست عبارت یہ کہ در تاریخ خواجہ اعظم صاحب دیدہ مرد مذکور است انسیت حضرت سید نصیر الدین خانیاری از سادات عالیشان است در زمرہ مستوری بود (مستورین) بتقریبے ظہور نمود مقبرہ میر قدس سرہ در محلہ خان یار مہبط فیوض وانوار است ودر جوار ایشان سنگ قبرے واقعشدہ در عوام مشہور است کہ آنجا پیغمبرے آسودہ است کہ در زبان سابقہ در کشمیر مبعوث شدہ بود ایں مکان بمقام آن پیغمبر معروف است در کتابی از تواریخ دیدہ ام کہ بعد قضیہ دور دراز حکایتے مینویسد کہ یکے از سلاطین زادہائے براہ زہد وتقویٰ آمدہ ریاضت وعبادت

---

[1] جو خط میں نے یہاں سے کشمیر بھیجا تھا اس کو بوجہ طوالت کے نقل نہیں کیا گیا۔ جواب معرفت خواجہ غلام محی الدین صاحب ملک التجار ومیونسپل کمشنر رئیس اعظم لودھیانہ کشمیر سے آئے۔

بسیار کرد بر سالت مردم کشمیر مبعوث شدہ در کشمیر آمدہ بدعوت خلائق مشغول شد و بعد رحلت در محلّہ آنزہ مرہ آسود دران کتاب نام آن پیغمبر را یوز آصف نوشت۔ آنزمرہ و خان یار متصل واقعست۔ از ملاحظہ این عبارت صاف عیان است یوز آصف در محلّہ آنزمرہ مدفون است در کوچہ خان یار مدفون نیست و این یوز آصف از سلاطین زادہ ہا بودہ است و این عبارت تواریخ مخالف و مناقض ارادہ مرزا قادیانی ست از یرا کہ یسوع خودرا یکے از سلاطین وغیرہ انتساب نکردہ زیادہ والسلام! راقم خواجہ سعد الدین عفی عنہ فرزند خواجہ ثناء اللہ مرحوم و مغفور از کوٹھی خواجہ ثناء اللہ غلام حسن از کشمیر ۱۵؍ ذی الحج ۱۳۱۴ھ۔

جواب دوم...... اطلاع باد چون ارقام کردہ بود کہ در شہر سرینگر در ضلع خانیار پیغمبرے آسودہ است معلوم سازند موجب آن خود بذات بابت تحقیق کردن آن در شہر رفتہ ہمیں تحقیق شدہ پیشتر از دوصد سال شاعرے معتبر و صاحب کشف بودہ است نام ان خواجہ اعظم دیدہ مری داشتہ یک تاریخ از تصانیف خود نمودہ است کہ دریں شہر دریں وقت بسیار معتبر است دران ہمیں عبارت تصنیف ساختہ است کہ در ضلع خان یار در محلّہ روضہ بل میگویند کہ پیغمبرے آسودہ است یوز آصف نام داشتہ و قبر دوم در آنجا است از اولاد زین العابدینؒ سید نصیر الدین خان یاری است و قدم رسول در آنجا ہم موجود است اکنون در انجا بسیار مرجع اہل تشیعہ وارد بہر حال سوائے تاریخ خواجہ اعظم صاحب موصوف دیگر سندی صحیح ندارد والعلم عند اللہ تعالیٰ سید حسن شاہ از کشمیر ۲۲؍ ذی الحج ۱۳۱۴ھ۔

حضرات! ان دو معتبر اور ذی عزت رئیسوں کے خطوں سے مرزا قادیانی کے داہنے بائیں کے حوالہ اور محلّہ خان یار کا حوالہ غلط ثابت ہوا۔ بلکہ صاف ہو گیا کہ ایک قبر یہاں محلّہ آنزمرہ میں ہے۔ جو یوز آصف پیغمبر کی (جو اولاد سلاطین میں سے تھے) ہے اور کشمیر ہی کے واسطے مبعوث ہوئے تھے اور تیسرے ایک تاریخ معتبر کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ جس کا مصنف بھی صاحب کشف و کرامات تھا۔ جس سے مرزا قادیانی کے کل استعارات غلط ہوتے ہیں۔ تاریخ کشمیر کے صفحہ وغیرہ کا حوالہ انہوں نے نہیں دیا ہے۔ جس کو میں پورا کر دیتا ہوں۔ کیونکہ وہی تاریخ کشمیر میرے سامنے رکھی ہے۔ دیکھو تاریخ اعظمی مطبوعہ مطبع محمدی لاہور ۱۳۰۳ھ تصنیف خواجہ سید محمد اعظم شاہ صاحبؒ مؤلفہ ۱۱۴۸ھ ص ۸۲، سطر ۱۸ (اصل خطوط شامل کیے گئے۔)

یہ تین شہادتیں ایسی مضبوط اور قوی اور ثقہ ہیں۔ جن پر منصف مزاج آدمی کو فوراً اعتبار

کر لینا چاہئے۔ مرزا قادیانی جو اپنی تاویلات واستعارات سے یوز آصف کو یسوع صاحب یا یسوع آسف بتاتے ہیں۔ محض غلط بلکہ اغلط ثابت ہوا۔ امید نہیں کہ مرزا قادیانی ایسی کافی اور ثقہ شہادت کو قبول کریں۔ کیونکہ اس طرف اخویم نورالدین صاحب کی شہادت ہے۔ جس کے مقابلہ میں آپ نے اپنی ہی مسلمہ حدیث شریف صحیح کو غلط ثابت کر کے فوراً انکار کر دیا۔ حالانکہ شریعت میں دو گواہان کے بغیر مقدمہ فیصل نہیں ہو سکتا۔ لیکن مرزا قادیانی ہمیشہ ایک ہی گواہ سے کام لیا کرتے ہیں اور اپنے دعوے اہم کو ثابت کیا کرتے ہیں اور آیت وحدیث کی پرواہ نہیں کیا کرتے۔ جیسے میاں کریم بخش[1] ایک ناخواندہ کی شہادت پر اپنے آپ کو عیسیٰ ثابت کیا تھا۔

(ازالہ اوہام ص۷۰۹، خزائن ج۳ ص۴۸۲)

تمام آیات واحادیث واجماع امت کو اس کی شہادت کے مقابلہ میں بالکل ردی کر دیا۔ اسی طرح مولوی نورالدین صاحب اپنے بڑے حواری کی مذبذب شہادت کے مقابلہ میں اپنی مسلمہ حدیث شریف اور ساری اپنی تحقیقات اور الہامات کو ردی کر دیا۔ حالانکہ مولوی صاحب نے صرف اس قدر کہا تھا کہ کشمیر میں ایک قبر مشہور اور معروف ہے۔ جس کو یوز آسف نبی کی قبر کہتے

---

[1] ازالہ اوہام مرزا قادیانی ان میں میاں کریم بخش موحد ناخواندہ بقول حضرت شیرازی ع کہ بے علم نتوان خدارا شناخت یہ تمیں، اکتیس برس گذشتہ زمانہ کا ذکر ایک عام شخص مخبوط الحواس گلاب شاہ کی زبانی روایت کرتا ہے کہ عیسیٰ جوان ہو گیا۔ وہ لودھیانہ میں آئے گا اور قرآن کی غلطیاں نکالے گا اور بہت سامان مرزا قادیانی کے مسودہ میں آ چکا تھا۔ مگر اصل بات یاد نہ رہی۔ تب کریم بخش کیا کہتا ہے کہ مجھے ایک بات یاد نہیں رہی کہ اس مجذوب نے مجھے صاف صاف بتلا دیا تھا کہ اس عیسیٰ کا نام غلام احمد ہے۔ اب خیال کرنے کی بات ہے کہ ۳۰،۳۱ برس کی بات ایک مجذوب شخص کی ایک ناخواندہ نے یاد رکھی اور ایک بڑا طول طویل مضمون عربی فارسی الفاظ کا مرزا قادیانی کے پاس لکھوا دیا۔ اگر یہ مضمون خود مرزا قادیانی سے اس وقت پوچھا جائے تو وہ بھی ادا نہ کر سکیں اور مجذوب اتنے لمبے قصے لوگوں کو سنایا کرتے ہیں۔ وہ تو صرف ایک آدھ بات منہ سے نکال دیا کرتے ہیں۔ اتنے عرصہ کے درمیان کریم بخش مذکورہ نے کسی اور کے ساتھ ہی اس بات کا تذکرہ کیا تھا یا نہیں۔ اگر کیا تھا تو کس کے ساتھ اور اس کی شہادت کیوں پیش نہیں کی؟۔ معلوم ہوا کہ میاں کریم بخش اور مرزا قادیانی کا ایمان ہے کہ قرآن میں غلطیاں ہیں۔ جن کو مرزا قادیانی آج کل نکال رہے ہیں۔ اس کتاب کے ملاحظہ سے معلوم ہوں گی۔

ہیں۔ اس سے یہ بھی ثابت نہیں کہ مولوی صاحب نے یوز آسف بحرف صاد کہا یا بہ سین کہا۔ مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ انہوں نے یسوع صاحب کا نام نہیں۔ مرزا قادیانی نے یہ اپنا ڈھکوسلہ پیش کیا ہے۔ الہام بھی نہیں۔ پھر اس ڈھکوسلے پر کس کو اعتبار ہو سکتا ہے اور اعتبار ہو بھی کیسے؟۔ کیونکہ مرزا قادیانی کو ایک بات پر قرار نہیں۔ جیسے خود لکھتے ہیں کہ:

فرضی قبر مسیح اور اقوال مرزا

۱...... ''یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن میں گلیل میں جا کر فوت ہوا۔ لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا پھر زندہ ہو گیا۔'' (ازالہ اوہام ص۴۷۳، خزائن ج۳ ص۳۵۳)

۲...... ''یہ تیسری آیت باب الاعمال کی مسیح کی طبعی موت کی نسبت گواہی دے رہی ہے۔ یہ گلیل میں اس کو پیش آئی۔'' (ازالہ اوہام ص۴۷۴، خزائن ج۳ ص۳۵۴)

۳...... ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلاد شام میں ہے۔ جس کی پرستش عیسائی لوگ کرتے ہیں۔'' (ست بچن حاشیہ در حاشیہ ص۱۶۴، خزائن ج۱۰ ص۳۰۹)

۴...... ''یسوع صاحب کی قبر کشمیر میں ہے۔'' (ست بچن ص۱۶۴ حاشیہ)

اب فرمایئے! مرزا قادیانی کی کس تحقیق یا کس الہام یا بات پر اعتبار کیا جائے۔ آیا حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر گلیل میں ہے یا بلاد شام میں یا کشمیر میں؟۔ ممکن ہے کہ مرزا قادیانی اس کا جواب استعارہ لگا کر یوں دیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر تو گلیل میں ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلاد شام میں اور حضرت یسوع صاحب علیہ السلام کی قبر کشمیر میں۔ سبحان اللہ مرزا قادیانی کی تحقیقات وکشف والہامات پر اعداء قربان۔ یہی باتیں ہیں جس کو ہر تھوڑی سمجھ کا آدمی بھی سن کر ہذیان، مالیخولیا، خبط، مراق میں داخل کرے گا۔ بس یہاں مرزا قادیانی کی کل کارروائی نابود اور مردود ہو گئی۔

ازالہ امر پنجم! اس امر میں مرزا قادیانی نے اپنے الہام قطعی اور یقینی سے ثابت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے۔ دوبارہ آنے سے روک دیئے گئے اور آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔ یہ مجھے خدا نے خبر دی ہے۔

اس میں ناظرین کو دیکھنا ضروری ہے کہ آیا مرزا قادیانی کا الہام وحی الٰہی ورسول کی طرح قطعی اور یقینی ہے اور اس پر ویسے ہی ایمان لانا چاہئے۔ جیسے پیغمبران علیہم السلام کے الہام

پر؟۔ نیز مرزا قادیانی کا خدائے ملہم وہی مسلمانوں کا خدا ہے یا کوئی اور؟۔ اس میں مجھے ان کے ہی الہامات سے کام لینا ہوگا۔ کسی اور ثبوت کی ضرورت نہیں۔

مرزا قادیانی اپنی (براہین احمدیہ کے ص۵۵۶، خزائن ج۱ ص۶۶۴) میں انگریزی، عربی، عبرانی زبانوں کے الہامات درج کر کے لکھتے ہیں کہ ان کے معنے مجھے معلوم نہیں ہوئے۔ کوئی انگریزی خوان اس وقت موجود نہیں۔ اس الہام کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا وغیرہ وغیرہ۔ پس اس سے ثابت ہے کہ مرزا قادیانی کا خدا ملہم ایسا ہے کہ اپنے ملہم کو جو الہام کرتا ہے محض فضول اور بے سود کرتا ہے کہ اس کا مطلب یا معنی ملہم اور ملہم دونوں کو نہیں آتے۔ یہ خوب ہوئی کہ مرزا قادیانی کا خدا الہام کرتا ہے۔ مگر اس کے حکم اور کلام کے جو اپنے نبی پر بھیجتا ہے کچھ معنی نہیں ہوتے اور نہ کوئی مترجم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کو اس کا ترجمہ بتلائے اور نہ انکا خدا ہی الہام کرتا ہے کہ مرزا قادیانی کی سمجھ میں آئے تا کہ اس کے مطلب سے آگاہ ہو کر تعمیل احکام الٰہی کریں۔ یہ عجیب الہامات ہیں کہ مرزا قادیانی جن زبانوں کے سمجھنے سے بالکل نابلد ہیں۔ ان کو القاء کئے جاتے ہیں۔ پھر انکا عجب خدا ہے کہ جو شخص جن زبانوں کو سمجھ نہیں سکتا انہیں زبانوں میں الہام کرتا ہے۔ اس سے مرزا قادیانی کے خدا کی بے علمی اور جہالت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کے خدا کو اگر معلوم ہوتا کہ مرزا قادیانی انگریزی، عبرانی اور بعض الفاظ عربی نہیں جانتے اور نہ سمجھ سکتے ہیں تو کبھی ان زبانوں میں الہام نہ کرتا کہ آپ اس بات پر یقین کرلیں گے۔ عبرانی وانگریزی، عربی وغیرہ میں الہامات ہوں جو مرزا قادیانی نہ جانتے ہوں نہ ان کا مطلب کسی کو سمجھا سکتے ہوں۔ یہی الہامات قطعی اور یقینی ہو سکتے ہیں؟۔ انہیں سے ان کو مسیح موعود مان لیا جائے گا۔ اس طرح پر مرزا قادیانی ملہم تو ہیں مگر الہاموں کے معنوں اور مطلبوں سے ناواقف اور ان کے بیان کرنے سے عاری اور جاہل ہیں۔ مجھے یہاں پر ایک مشہور حکایت یاد آ گئی ہے جو اس کے مطابق ہے۔ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ وھوھذا!

اکبر بادشاہ کے وقت میں جب ان کو پیغمبر بننے کی سوجھی اور ابوالفضل اور فیضی ان کے وزراء نے ان کو پیغمبر ثابت کرنا چاہا اور دین الٰہی کو قائم کرنے پر آمادہ ہوئے تو قرآن شریف کی ضرورت ہوئی اور پہلے ہی سے تجویز کر کے ایک نے ان میں سے بادشاہ سے کہا کہ مجھ کو الہام ہوا ہے کہ جیسے حضرت رسول خدا ﷺ امی تھے۔ ایسے ہی آپ ہیں اور آپ پر بھی قرآن شریف نازل

ہوا ہے اور ایک درخت میں ہے۔ بادشاہ سلامت پیغمبری کی دھن میں لٹو ہو گئے۔ تو جمعیت کثیر نہایت تزک واحتشام سے درخت معلومہ میں سے قرآن وضعی نکالا گیا۔ جو زبان عربی میں تھا۔ نہایت احتیاط سے وہ قرآن دربار میں لایا گیا۔ ہر ایک شخص اس قرآن کو بوسہ دیتا، زیارت کرتا۔ مبارک دیتا ادب سے رکھتا جاتا تھا۔ اتنے میں ابوالحسن معروف بہ ملا دو پیازہ بھی آ گئے۔ انہوں نے بھی اس قرآن کو دیکھا اور بلا دینے بوسہ اور کسی ادب کے ایسی طرز سے رکھ دیا۔ جس سے بادشاہ کو اچھا معلوم نہ ہوا۔ بادشاہ نے ایسی حرکت کی بابت ملاّ سے پوچھا کہ کہو کیسا ہے؟۔ ملاّ صاحب نے کہا کہ ہاں! خیر اچھا ہے۔ اس پر بادشاہ کو اور بھی شبہ ہوا۔ آخر کو بادشاہ کے زیادہ اصرار پر عرض کی کہ قبلہ عالم جانتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ملک کنعان میں تھے۔ ان کی زبان عبرانی تھی۔ اس لئے توریت عبرانی زبان میں نازل ہوئی اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ملک کی زبان سریانی تھی۔ اس لئے زبور سریانی زبان میں نازل ہوئی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ملک کی زبان یونانی تھی۔ اس لئے خداوند کریم نے انجیل کو یونانی میں نازل فرمایا اور حضرت رسول اکرم ﷺ ملک عرب میں ہوئے۔ اس لئے خداوند کریم نے قرآن کریم کو عربی زبان میں نازل فرمایا اور یہی سنت اللہ ہے کہ ہر ایک پیغمبر کو ان کی ہی زبان میں کتاب یا صحیفہ نازل ہوتا رہا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: ’’ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ‘‘یعنی ہم نے کسی پیغمبر کو مبعوث نہیں کیا۔ جو اپنی قوم کی زبان نہ جانتا ہو۔ پیغمبر کی زبان اور اس کی قوم کی بول چال ایک ہو۔ ایسا نہیں ہوتا کہ پیغمبر تو ہندوستان کا ہو اور قوم اس کی عرب کی ہو۔ میں نہایت تعجب سے سوچ رہا ہوں کہ یہ قرآن عربی زبان میں ہے۔ ہندوستانی میں نہیں۔ اس کو نہ تو آپ خود سمجھ سکتے ہیں اور نہ کسی کو سمجھا سکتے ہیں۔ ہاں اگر یہ قرآن ہندوستانی یا اردو میں ہوتا جو قبلہ عالم کی زبان ہے تو البتہ مان لینے کے قابل ہوتا۔ بادشاہ یہ سن کر چپ ہو گیا اور وہ قرآن وضعی گاؤ خورد ہو گیا۔ پس مرزاقادیانی کی بعینہ اکبر بادشاہ کی سی مثال ہے کہ انہوں نے بھی پیغمبری کا دعویٰ کیا اور قرآن ان کا غیر زبان میں اترا۔ جس کے سمجھنے اور سمجھانے میں بالکل لاچار تھے اور مرزاقادیانی نے بھی دعویٰ پیغمبری کیا۔ لیکن الہامات آپ پر ایسی عربی انگریزی زبانوں میں نازل ہوئے کہ جس کے سمجھنے اور سمجھانے اور تعمیل حکم بجالانے میں باقرار خود قاصر اور لاچار رہے۔ پس ایسے مصنوعی قرآن مصنوعی الہاموں کا اعتبار مرزاقادیانی کے ہی چندے مریدوں میں ہوگا اور کسی کو کیوں ہونے لگا۔

ایسے ہی مرزا قادیانی کے خدا کا بھی پتہ نہیں کہ کون ہے۔ کیونکہ وہ خود اپنی کتاب براہین احمدیہ میں لکھتے ہیں کہ ”مجھے الہام ہوا ہے کہ ہمارا رب [1] عاجی ہے۔اس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔“ (براہین احمدیہ ص۵۵۶،خزائن ج۱ص۶۶۳)

لیجئے! مرزا قادیانی کو اپنے خدا کا بھی اب تک پتہ نہیں کہ وہ کون ہے۔

اے غضب اور افسوس!! جس شخص کو اپنے خدا کا بھی پتہ نہ ہو کہ کون ہے۔اس کے الہاموں کا کیا پتہ ہوسکتا ہے کہ وہ کیا ہیں۔ پھر وہ قطعی اور یقینی بھی ہیں۔ ناظرین و مرزائی نہایت غور اور توجہ سے خیال فرمائیں کہ جس ملہم کو اپنے خدائے ملہم کو بھی پتہ نہ ہو کہ وہ کیا اور کون ہے۔ پھر اس کے کسی الہام یا بات پر کیا اعتبار ہوسکتا ہے؟۔ ہرگز نہیں!

قادیانی خدا عاج

خیر اب میں ہی مرزا قادیانی کے خدا کا پتہ دیتا ہوں۔جس کی بابت وہ کہتے ہیں کہ ہمارا خدا عاجی ہے۔ (اس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے) تعجب ہے کہ مرزا قادیانی کیوں کہتے ہیں کہ عاجی کے معنی معلوم نہیں ہوئے۔ کیا ان کے پاس کوئی چھوٹی موٹی لغت کی کتاب نہیں ہے؟۔ اگر ملہم نے معنی یا مطلب نہیں بتلائے تھے تو کوئی کتاب ہی دیکھ لیتے۔جس سے عاجی کے معنی معلوم ہو جاتے۔ یہاں اگر مرزا قادیانی بوجہ قصور حافظہ اور مرزائی یہ کہہ دیں کہ الہامی لفظوں کے معنی اور مطلب جو خدا ملہم بتائے یا سمجھائے وہی ہوسکتے ہیں۔ کتاب لغت پر اعتبار نہیں ہوسکتا

---

[1] ہمارا رب عاجی ہے...... الخ! اصل الہام زبان عربی مرزا قادیانی کا یہ ہے کہ:”رب اغفر وارحم من السماء ربنا عاج“ (براہین احمدیہ ص۵۵۵،۵۵۶،خزائن ج۱ص۶۶۲،۶۶۳)

معنی اس کے یوں ہیں کہ اے میرے رب میرے گناہ بخش اور آسمان سے رحم کر رب ہمارا عاج ہے۔مرزا قادیانی نے عاج کا ترجمہ عاجی کیا ہے۔ ناظرین پوچھ سکتے ہیں کہ عاج کے معنی عاجی کیونکر ہوئے۔ گویا صاف ہے کہ مرزا قادیانی کا خدا عاج ہے اور عاج کے معنی ص۵۲،۵۳ پر درج ہیں۔ یعنی ہاتھی دانت اور گوبر۔ حرف یاء مرزا قادیانی نے خود اپنی طرف سے لگایا اور اس کے معنی ہاتھی دانت کا یا گوبر کا بنا کر اور بھی، بنا کر اور بھی تشریح کر دی ہے۔ پس بموجب الہام عربی مرزا قادیانی کے انکا (رب عاج) خدا ہاتھی دانت یا گوبر ہے۔ مرزائیوں کو بھی مبارک ہو کہ ان کے پیغمبر کا خدا اور نیز کا ہاتھی دانت اور گوبر ہے۔

اور نہ ایسے لفظوں کے واسطے کوئی کتاب لغت دیکھے جانے کا حکم ہے۔ لیکن یہ کہنا ان کا محض لغو اور باطل ہوگا کیونکہ مرزا قادیانی اپنی کتاب براہین احمدیہ میں اس طرح پر پہلے لکھ چکے ہیں اور یہ ''الہام اکثر معظمات امور میں ہوتا ہے کبھی اس میں ایسے الفاظ بھی ہوتے ہیں۔ جن کے معنی لغت کی کتابیں دیکھ کر کرنے پڑتے ہیں۔'' (براہین احمدیہ ص۲۳۸، حاشیہ نمبر۱ خزائن ج۱ ص۲۶۴)

مرزا قادیانی ہی اس کا جواب دیں گے کہ انہوں نے کیوں عاجی اپنے خدا کے معنے لغت کی کتاب سے نکال کرنہ کئے اور کیوں کہہ دیا کہ اس کے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سچا الہام آپ کی قلم سے نکل گیا۔ جب بعد میں اس کے معنوں پر علم ہوا اور مخالف معلوم ہوئے تو لکھ دیا کہ اس کے معنی معلوم نہیں ہوئے۔ مگر خداوند کریم کی حکمت ہے کہ مرزا قادیانی کے ہی منہ اور قلم سے سچی بات نکل گئی۔ لیجئے میں دو معتبر کتب لغت سے لفظ عاجی مرزا قادیانی کے خدا کے معنی تحریر کر کے پیش کرتا ہوں۔ جس سے معلوم ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی کا خدا کیا اور کون ہے۔ لفظ عاجی میں اصل لفظ عاج [1] ہے اور حرف ی اس کے ساتھ نسبتی ہے۔ پس لفظ عاج کے معنی یہ ہیں۔

۱..... استخوان فیل، فاقہ کہ جائے خواب اونرم باشد۔ سرگین، کلمہ کہ بدان شتر رانند، راہ بر ممتلی، منتخب اللغات ص۳۰۴۔

۲..... ''عاج منبية بالكفر رجز للناقة والعاج الزبل والناقة اللنية الاعطاف وعظم الفيل'' (قاموس ج۱ ص۲۰۸)

''وعاج ممتلیء'' (قاموس ج۱ ص۲۰۵)

۳..... ''واما العاج الذی مرعظم الفيل فنجس عندالشافعی'' (مجمع بحارالانوار ج۳ ص۶۹۸)

۴..... ''قلبنين من عاج هوهنا الزبل اوظهر السلحفاة والعاج الذی یعرفه العامة عظیم انیاب الفيل'' (مجمع بحارالانوار ج۳ ص۶۹۸)

پس لفظ عاجی کے معنی ہاتھی کے دانت کا یا والا اونٹنی نرم جگہ پر سوئی ہوئی کا یا والا، گوبر کا یا والا، راہزن والا، لتھڑے ہوا یا لتھڑے ہوئے کا یا والا، ہوئے۔ پس بقول مرزا قادیانی ثابت

---

[1] اصل الہام کی عبارت ... گذر چکی ہے۔ یاء نسبتی مرزا قادیانی نے الہام میں اپنی طرف سے لگائی ہے۔

ہوگیا کہ مرزا قادیانی کا خدا عاجی ہاتھی دانت کا یا گوبر کا ہے یا مرزا قادیانی جوان معتبر کتابوں کے معنی کئے ہوئے ہیں۔ کسی ایک کو مان لیں۔ خواہ کوئی بھی ہو۔ جب ان کے نزدیک خاص قطعی اور یقینی الہام سے انکا خدا ملہم عاجی ہاتھی کے دانت کا یا ہاتھی کے دانت والا یا گوبر کا ہے۔ تو پھر علماء وفضلاء ومشائخ صلحاء اہل اسلام مباہلہ کے لئے کیوں کشمکش ہو رہے ہیں؟۔ جتنی کارروائی مرزا قادیانی کی اب تک ہوئی ہے۔ سب خاک میں مل گئی اور ملیامیٹ ہوگئی۔ میرے خیال ناقص میں ہے کہ (براہین احمدیہ ص۵۵۶، خزائن ج۱ ص۶۶۳) کا کسی کے زیر نظر یا مطالعہ میں نہیں آیا۔ ورنہ پہلے ہی سے یہ سب جھگڑے بکھیڑے ختم ہو جاتے۔ مگر اتفاق ہے کہ ایسا نہ ہوا۔ جب مرزا قادیانی کا خدا ملہم عاجی ہے۔ جس کے معنی اوپر ہو چکے ہیں۔ تب مرزا قادیانی کے الہامات مندرجہ ذیل کے معنی کیا ہوئے اور کیا سمجھے جائیں گے۔

الہامات مرزا قادیانی

۱..... جس نے میری بیعت کی اس کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ۔

(انجام آتھم ص۷۸، خزائن ج۱۱ ص۷۸)

۲..... مجھ کو دونوں جہان کی رحمت کے واسطے بھیجا۔

(انجام آتھم ص۷۸، خزائن ج۱۱ ص۷۸)

۳..... خدا نے میرا نام مسیح ابن مریم رکھا۔ (انجام آتھم ص۷۸، خزائن ج۱۱ ص۷۸)

۴..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام مر چکے عیسیٰ میں ہوں۔

(انجام آتھم ص۷۸، خزائن ج۱۱ ص۷۸)

۵..... خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا۔ (انجام آتھم ص۱۴۲، خزائن ج۱۱ ص۱۴۲)

ان الہاموں میں سے صاف ہے کہ مرزا قادیانی کی جس نے بیعت کی اس کا ہاتھ ہاتھی کے دانت والے یا گوبر والے کے ہاتھ پر ہوا۔ گوبر والے نے دونوں جہان کی زحمت کے واسطے مرزا قادیانی کو بھیجا۔ جو اظہر من الشمس ہے۔ جن کا ذکر ہو چکا ہے۔ یہ بھی ضرور ہے کہ آپ کے خدا عاجی نے آپ کا نام عیسیٰ بھی رکھ دیا ہوگا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں ہوسکتا بلکہ نہایت ہی قرین

۱؎ کسی ایک کو یعنی بطریق اجوف تو صاف بیان ہو چکا ہے۔ اگر بطریق ناقص بھی مرزا قادیانی لفظ عاجی یا عاج کا کچھ بنانا چاہتے ہیں تو بھی ان کے خدا کی کوئی اچھی ترکیب یا توصیف نہیں نکلتی اور نہ کوئی خدا کے اسماء میں نہ صفات میں سے کچھ بن سکتا ہے۔

قیاس اور یقینی امر ہے کہ خدا عاجی گوبر کا ہے تو اس کا عیسیٰ بھی نفاست میں اس سے بڑھ چڑھ کر ہونا چاہیئے۔ سو میں اس عیسیٰ کو جس کی تعریف مرزا قادیانی نے خود کر کے اپنے پر منطبق کیا ہے۔ ناظرین کے ملاحظہ کے لئے ضبط تحریر میں لاتا ہوں اور نہایت ہی خوش ہوں کہ مرزا قادیانی اعلیٰ درجہ کے منصف مزاج ہیں۔ لکھتے ہیں کہ ''مجھے سخت تعجب ہے کہ ہمارے علماء عیسیٰ کے لفظ پر کیوں چڑتے ہیں۔ اسلام کی کتابوں میں تو ایسی چیزوں کا بھی عیسیٰ رکھا گیا ہے۔ جو سخت مکروہ ہیں۔ چنانچہ برہان قاطع میں حرف عین میں لکھا ہے کہ عیسیٰ دھقان کنایہ شراب انگوری سے ہے۔ عیسیٰ نو ماہہ اس خوشہ انگور کا نام ہے۔ جس سے شراب بنایا جاتا ہے اور شراب انگوری کو بھی عیسیٰ نو ماہہ کہتے ہیں۔ اب غضب کی بات ہے کہ مولوی لوگ شراب کا نام تو عیسیٰ رکھیں اور تالیفات میں بے محابا اس کا ذکر کریں اور ایک پلید چیز کی ایک پاک کے ساتھ اس میں مشارکت جائز قرار دیں اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ ... عیسیٰ کے نام سے موسوم کرے۔ وہ ان کی نظر میں کافر ہو۔''

(نشان آسمانی ص۲۰، خزائن ج۴ ص۳۸۰)

اس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ خدا عاجی ایک پلید اور خبیث چیز گوبر ہے۔ تو اس کا عیسیٰ شراب جوام الخبائث ہے۔ درست اور بے جا ہے۔ یعنی خدا ملہم گوبر اور عیسیٰ ملہم شراب کیا عمدہ مماثلت ہوئی؟۔ وزیرے چنیں شہریارے چناں

ان تحریروں پر تو میں مرزا قادیانی سے بالکل اتفاق کر کے صاد کرتا ہوں اور ان کے انصاف اور راستبازی کی داد دیتا ہوں اور یہاں علماء سے مجھے کلام ہے۔ کیونکہ جب مرزا قادیانی اپنے خدا کا نام عاجی، گوبر لکھتے ہیں اور اپنے آپ کو عیسیٰ نو ماہہ یا عیسیٰ دھقان تحریر کرتے ہیں جو شراب انگوری ہے۔ تو پھر ان کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہیں اور عیسیٰ کہلانے میں کیوں ناحق چڑتے ہیں؟۔ یہ بے شک ان کی زبردستی ہے۔ اس کے پیچھے پڑنے اور چڑنے کی وجہ بتلانے میں مجھے اس لئے کسی قدر تامل ہے کہ مرزا قادیانی نے کوئی خاص اشتہار جلی قلم کا انعام یا سزائی نہیں دیا کہ ہمارے خدا عاجی (ہاتھی کے دانت کا یا گوبر کا ہے) اور میں عیسیٰ دھقان یا عیسیٰ نو ماہہ، شراب انگوری ہوں۔ جس سے علماء مخالفین کو خبر ہو جاتی اور مخالفت سے ان کا منہ بند ہو جاتا۔ البتہ مرزا قادیانی کا یہاں جواب یہ ہوسکتا ہے کہ جب ہم نے کتابوں رسالوں میں لکھ دیا اور کتابوں میں ہر جگہ موجود ہے۔ تو پھر ضرورت کسی اشتہار کی نہیں تھی۔ یہ صحیح ہے لیکن اگر اشتہار انعامی یا مباہلی بھی بطور تبلیغ شائع فرماتے اور مخالفین کو پہلے ہی سے یہ عقیدہ آپ کا معلوم ہو جاتا تو خواہ مخواہ

بے سود علمی بحثیں کر کے تضیع اوقات نہ کرتے۔ اب میں نہایت ادب سے بخدمت شریف علماء وفضلاء اہل اسلام و دیگر طلباء ہدایت غیر اسلام عرض کرتا ہوں کہ خدا کے لئے اب تو مرزا قادیانی کا پیچھا چھوڑ دیں۔ جبکہ انہوں نے سچ سچ کہہ دیا ہے کہ ہمارا خدا عاجی (ہاتھی دانت کا یا گوبر کا) ہے اور میں عیسیٰ دھقان یا عیسیٰ نو ماہہ (شراب انگوری ہوں) اور ہرگز نہ چڑیں اور نہ برا منائیں۔ اب صاف ہو گیا ہے کہ ان کا خدا گوبر اور عیسیٰ شراب انگوری اس کی رہائش قادیان (حرص والی) ان کی الہامی کتاب انجیل انجام آتھم معہ ضمیمہ ہے۔ مرزا قادیانی اور مرزائیوں کو مبارک ہو۔

۹،۸...... میں مرزا قادیانی کا وہی دعویٰ پیغمبری ہے۔ یہاں تک کہ جب موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں تو آپ بھی کلیم اللہ ہیں۔ شاید کوہ طور کی بجائے آپ کا بزادہ کہنہ کا کوئی ٹیلا ہو۔

۱۰...... اس میں مرزا قادیانی کو معراج جسمانی حضرت محمد ﷺ سے انکار ہے اور یہ کاسہ لیسی کسی ریفارمر صاحب بہادر کی ہے۔ جو تمام اہل اسلام کی مخالفت میں آیات اور احادیث متواترہ واقوال جمہور علماء متکاثرہ کا صریح انکار کر دیا ہے اور یہاں پر ایک اور غضب کیا ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی سخت توہین کی ہے۔ حضرت محمد ﷺ کے جسم اطہر مظہر نور الانوار کو توبہ نعوذ باللہ منہا کثیف (جو ضد ہے لطیف کی) لکھ دیا ہے جیسے لکھتے ہیں۔ ”اگر اس جگہ کوئی اعتراض کرے کہ اگر جسم خاکی کا آسمان پر جانا محالات سے ہے تو پھر ان حضرت محمد ﷺ کا معراج جسم کے ساتھ کیوں کر جائز ہوگا تو اس کا جواب یہ ہے کہ سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔“ (ازالہ اوہام حاشیہ ص ۴۷، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)

حالانکہ اپنی کتاب الہامی براہین احمدیہ میں آنحضرت محمد ﷺ کی نسبت لکھتے ہیں۔

”یعنی جب کہ وجود مبارک حضرت خاتم الانبیاء ﷺ میں کئی نور جمع تھے۔ سو ان نوروں پر ایک اور نور آسمانی جو وحی الٰہی سے وارد ہو گیا اور اس نور کے وارد ہونے سے وجود باجود خاتم النبیین ﷺ کا مجمع الانوار بن گیا۔“ (براہین احمدیہ ص ۱۸۰ حاشیہ نمبر ۱۱، خزائن ج ۱ ص ۱۹۵)

خیال فرمائیے! کہاں حضرت احمد مصطفیٰ ﷺ کا جسم مبارک مجمع الانوار تھا اور کہاں مرزا قادیانی کی تقریظ کہ اس جسم مبارک کو کثیف لکھ دیا۔ خدا پناہ میں رکھے ایسے مردود اعتقاد سے۔ آمین ثم آمین۔ اہل اسلام اور اہل سنت والجماعت کے عقائد میں ہے کہ اگر کوئی شخص توہیناً کسی نبی علیہ السلام کے میلے کپڑے کو میلا کہے گا تو کافر ہو جائے گا۔ چہ جائیکہ حضرت محمد ﷺ کے جسم اطہر نور الانوار کو ویری من خلفه کمأ رائیت من قبله جو آگے پیچھے سے برابر دیکھتے تھے اور کس

تک جسم مبارک پر نہیں بیٹھتے تھے اور اسی لئے سایہ بھی آنحضرت ﷺ کا نہیں تھا۔ جسم کثیف لکھ دیا۔ میں مرزا قادیانی کا ہی اعتقاد پیش کرتا ہوں کہ جس شخص حضرت محمد ﷺ کے جسم مبارک کو کثیف کہے وہ کون ہے۔ وھو ھذا!

نور شان یك عالمے رادرگرفت
توھنوزاے کوردرشوروشرے
لعل تابان را اگر گوئی کثیف
زین چه کاهدقدر روشن جوهرے
طعنه برپاکان نه برپاکان بود
خودکنی ثابت که هستی فاجرے

(دیباچہ براہین احمدیہ ص۱۵، خزائن ج۱ص۲۳)

لیجئے! یہاں اپنی ہی مثبتہ اور مسلمہ دلیل سے مرزا قادیانی جو پیغمبری اور خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ حضرت رسول اکرم ﷺ کے جسم مبارک مجمع الانوار کو کثیف کہہ کر خود فاجر ثابت ہو گئے۔ اب وہی مولانا رومی [1] بزرگ کا قول بھی مرزا قادیانی پر ثابت ہوگیا۔

چون خدا خواهد که پرده کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکان برد

کیا خوب! مرزا قادیانی کے شعر کے مطابق ہی ہمارے بزرگ حضرت مولانا جلال الدین رومی کا قول بھی منطبق ہوگیا۔ پس مرزا قادیانی کی پردہ دری عنقریب ہے اور رفتہ رفتہ ہو رہی ہے۔ آخر موقعہ بھی جو علے الاعلان پردہ دری کا ہونے والا ہے اب بہت قریب معلوم ہوتا ہے۔ العیاذ باللہ!

اللہ تعالیٰ اپنے قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ: ’’واذکر فی الکتب ادریس انه کان صدیقاً نبیاً۰ ورفعنه مکاناً علیها (مریم:۵۶،۵۷)‘‘ یعنی یاد کرو (اے رسول خدا ﷺ) حضرت ادریس علیہ السلام کا حال تحقیق تھا وہ سچا نبی اٹھالیا ہم نے اس کو مکان عالی پر۔ تمام تفاسیر اور کتب اہل اسلام میں یہی معنی اور یہی اعتقاد ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام یا الیاس

---

[1] مرزا قادیانی نے حضرت محمد ﷺ کی تعریف میں پہلے یہ لکھا تھا کہ جب خود پیغمبر بنے تو جسم اطہر کو کثیف لکھ دیا۔

علیہ السلام آسمان پر زندہ اٹھائے گئے اور اسی جسم عنصری کے ساتھ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:''وما قتلوہ یقیناً بل رفعہ اللہ الیہ (النساء:۱۵۷)''وہی لفظ رفع کا یہاں بھی ہے۔ یہاں پر صرف حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کا ایک قول کتاب فصوص الحکم سے نقل کرتا ہوں۔ جن کی سندیں مرزا قادیانی بھی اپنے (ازالہ اوہام ص۱۵۲،۱۵۳، خزائن ج۳ ص۱۷۷،۱۷۸) میں لکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ:''الیاس حضرت ادریس علیہ السلام ہی ہیں۔ جو حضرت نوح علیہ السلام سے پیشتر نبی تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو مکان عالی پر اٹھالیا۔ پس وہ قلب الافلاک یعنی فلک الشمس میں رہتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ شہر بعلبک کی طرف ان کو مبعوث فرمایا۔ کیا اب بھی آپ کو حضرت رسول اللہ ﷺ کا جسمی معراج شریف محالات سے معلوم ہوتا ہے؟۔ کیا خداوند کریم کو آپ قادر نہیں سمجھتے۔ کیا مرزا قادیانی کے فلسفہ توڑنے کی قدرت اللہ تبارک وتعالیٰ میں نہیں؟۔ ہاں البتہ ان کے خدا عاجی میں ضرور قدرت نہیں ہے۔ اس لئے اپنے فلسفی ڈھکوسلے آیات واحادیث اجماع امت کے مقابلہ میں بڑے زور سے بترجیح پیش کیا کرتے ہیں۔ جو نہایت بودے اور نا قابل لحاظ ہیں۔

۱۱...... یہ دعویٰ عربی دانی کا بھی محض غلط ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی سے بڑے بڑے فاضل عربی اس وقت پنجاب وہندوستان میں موجود ہیں۔ جن کی عربی دانی مسلمہ ہے۔

۱۲...... آسمان پھاڑ کر مسیح علیہ السلام کا آنا مرزا قادیانی کی طرف سے تمسخر اور استہزاء ہے اور یہی استہزاء حضرت رسول اکرم ﷺ کے معراج شریف جسمانی میں ہے کہ وہ آسمان پھاڑ کر تشریف لے گئے اور واپس تشریف لائے۔ مرزا ملعون نے بھی آریوں سے لڑتے جھگڑتے یہ عقیدہ حاصل کر لیا کہ خداوند کریم قادر مطلق نہیں۔ جو کسی کو آسمان پر زندہ بجسد عنصری لے جاسکے۔

۱۳...... مرزا قادیانی میں تو خدا کی روح باتیں کرتی ہے اور دیگر آپ کے حواریوں میں نعوذ باللہ کسی معلم الملکوت کی روح باتیں کرتی ہے؟۔

۱۴...... ہاں بے شک مرزا قادیانی پر جھوٹے الہامات کا دروازہ کھول دیا گیا ہے۔

۱۵...... مرزا قادیانی نے ۹ مولوی صاحبان کی طرف قلم اٹھایا۔ مگر دس مولوی صاحبان کے نام درج کئے اور بعض مولوی صاحبان اہل حدیث جو آپ کے جانی دوست تھے وہ ایسے ایسے خلاف شرع دعویٰ نبوت سے جانی دشمن بن گئے۔

۱۶ ... حکیم نورالدین صاحب مرزا قادیانی کے فاضل بزرگ ہیں تو کیا سب بھی مرزا قادیانی کے برابر کلام فصیح نہیں لکھ سکتے ؟۔ جیسے کہ ان کا دعویٰ نمبر ۱۱ میں گذر چکا ہے۔ اگر حکیم صاحب مرزا قادیانی کے برابر کلام فصیح لکھ سکتے ؟۔ تو مرزا قادیانی کے فاضل بزرگ نہیں۔ ایک نہ ایک بات تو ضرور غلط ہوگی۔ کیونکہ اجتماع الضدین محال ہے اور یہ اعتقاد بھی عجیب ہے کہ حکیم صاحب تو فاضل بزرگ اور دیگر تمام علماء فضلاء ہندوستان اور پنجاب کے ہیچ اور پوچ ہوں۔

۱۷...... یہ بھی ہرگز صحیح نہیں۔ اگر مرزا قادیانی کی ایسی دعا ہوتی جو بجلی کی طرح کودتی ہے۔ تو مسٹر عبداللہ آتھم کے واسطے ۶ رستمبر ۱۸۹۴ء کو رخصت لے کر نہ چلی جاتی اور نہ آپ کو وقت پر دھوکہ دیتی اور آپ کے معہ اہل بیت پر حوارئین کی تضرع وزاری کے وقت پر آموجود ہوتی۔ افسوس ایسی دعا بجلی کی طرح ہو اور قادیان سے امرتسر تک بھی پہنچ نہ سکی۔ اگر یہ دعا آپ کے پاس ہوتی تو ایک بھی مولوی زندہ نہ رہتا اور ایک بھی پادری دنیا پر نہ رہتا اور آپ کی عیسویت نمایاں طور پر ہوتی اور ایک بھی آریہ صفحۂ ہستی پر نہ رہتا اور لیکھ رام کو کئی سال تک فرشتے تلاش کرتے نہ پھرتے اور آپ کے قادیان کے رہنے والے سب کے سب غارت ہو جاتے۔ حتیٰ کہ آپ کو طلاق اور عاق کرنے کی بھی نوبت نہ پہنچتی۔ یہی دعا ہے کہ جس کا آپ فخر کرتے ہیں۔ جو مینڈک کی طرح نہ کودی۔ جب بھی آپ نے دعا کی تو یہ کہ فلاں پادری پندرہ ماہ کے اندر مرے گا۔ فلاں مولوی ایک سال تک مرے گا۔ فلاں آریہ چھ سال میں مرے گا۔ جو کوئی میرے ساتھ مباہلہ کرے ایک سال میں مر جائے گا۔ نہایت ہی افسوس ہے کہ کبھی آپ نے یہ دعا نہ کی کہ میرے قادیان کے رہنے والے سیدھے ہو جائیں! کبھی یہ دعا نہ کی کہ پادری اور آریہ مسلمان ہو جائیں۔ کبھی یہ دعا نہ کی کہ میرے مخالف مولویوں و دیگر اہل اسلام میرے دوست ہو جائیں۔ ایسی دعا اگر ریل کی طرح نہ سہی کسی لنگڑے گھوڑے ٹٹو کی طرح چلتی تو بھی منزل مقصود تک پہنچ جاتی۔ مگر مرزا قادیانی نے کچھ نہ کیا۔ کیا تو یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات پر زور دے کر خود ان کی جگہ ہونے کا دعویٰ علی الاعلان کر دیا۔ یہاں مجھے ایک روایت بطور لطیفہ یاد آ گئی ہے۔

لطیفہ! مرزا قادیانی نے سرسید احمد خان صاحب بہادر کے پیرو سے کہا کہ انہوں نے مسلمانوں کا کیا بنا دیا۔ کون سی بڑی بات کر کے دکھلائی کون سی نئی ریفارمری کی۔ اس پیرو نے کہا کہ سرسید صاحب نے بہت ہی بڑا کام کیا ہے۔ وہ یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا فوت ہو جانا ثابت کر دیا ہے۔ جس سے آپ کو اپنے مسیح موعود ہونے کا موقعہ ہاتھ آ گیا۔

الحمدللہ کہ خلاصہ معہ مختصر جوابات رسالہ انجام آتھم ختم ہوا۔ اس کے بعد مرزا قادیانی نے انجام آتھم کا ضمیمہ بھی چھپوایا۔ اس کو بھی دیکھا گیا۔ ضرور ہوا کہ اس کا بھی خلاصہ ہدیہ ناظرین کیا جائے۔ جس سے مرزا قادیانی کی بہادری اور بھی بڑھ چڑھ کر معلوم ہوگئی۔

پنجم خلاصہ مختصر ضمیمہ انجام آتھم

۱..... یہودی صفت مولوی اور ان کے چیلے (عیسائیوں) ساتھ ہوگئے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۳، خزائن ج۱۱ ص۲۸۷)

۲..... مگر شاید بذات مولوی منہ سے اقرار نہ کریں۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۶، خزائن ج۱۱ ص۲۹۰)

۳..... یہ تو وہی بات ہوئی جیسا کہ کسی شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی۔

(حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۵، خزائن ج۱۱ ص۲۸۹)

۴..... آپ کے (حضرت مسیح علیہ السلام) ہاتھ میں سوائے مکر اور فریب کے کچھ نہیں تھا۔ پھر افسوس کہ نالائق عیسائی ایسے شخص کو خدا بنا رہے ہیں۔ آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے وجود سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کا پلید عطر اس کے سر پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱)

۵..... ''مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدائے تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۹، خزائن ج۱۱ ص۲۹۳)

۶..... ''اے مردار خور مولویو اور گندی روحو..... اے ایمان اور انصاف سے دور بھاگنے والو تم جھوٹ مت بولو اور وہ نجاست نہ کھاؤ۔ جو عیسائیوں نے کھائی ہے۔ بے ایمان اور اندھے مولوی۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵)

۷..... ''شیخ علی حمزہ بن علی ملک الطوسی اپنی کتاب جواہر الاسرار جو ۸۴۰ھ میں تالیف ہوئی تھی۔ مہدی موعود کے بارہ میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں کہ:'' دراربعین آمدہ است کہ خروج مہدی از قریہ کدعہ باشد۔ قال النبی ﷺ یخرج المہدی من

قرية يقال لها كدعه يصدقه الله تعالىٰ ويجمع اصحابه من اقصى البلاد على عده اهل بدر بثلاث مائة وثلاثة عشر رجلا ومعه صحيفة مختومة اى مطبوعة فيها عدد اصحابه باسمائهم وبلادهم وخلالهم ''یعنی مہدی اس گاؤں سے نکلے گا۔ جس کا نام کدعہ ہے۔ (یہ نام دراصل قادیان کے نام کو معرب کیا ہوا ہے) پھر فرمایا کہ خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا اور دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا۔ جن کا شمار اہل بدر کے شمار سے برابر ہوگا۔ یعنی تین سو تیرہ ہوں گے اور ان کے نام بقید مسکن وخصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہوں گے۔ اب ظاہر ہے کہ کسی شخص کو پہلے اس سے یہ اتفاق نہیں ہوا کہ وہ مہدی موعود ہونے کا دعویٰ کرے۔ اس کے پاس چھپی ہوئی کتاب ہو۔ جس میں اس کے دوستوں کے نام ہوں۔ لیکن میں پہلے اس سے بھی آئینہ کمالات اسلام میں تین سو نام درج کر چکا ہوں۔ اب دوبارہ اتمام حجت کے لئے تین سو تیرہ نام ذیل میں درج کرتا ہوں۔ تا ہر ایک منصف سمجھ لے کہ یہ پیش گوئی بھی میرے ہی حق میں پوری ہوئی۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۴۰،۴۱، خزائن ج۱۱ص۳۲۴،۳۲۵)

خلاصہ مختصر ضمیمہ ختم ہوا...... جواب مختصر شروع زیب قلم ہوا

حضرات ناظرین! مرزا قادیانی نے ضمیمہ الہامی میں پہلے تو مولوی صاحبان پر اس طرح کی گالیوں کی شلک کی ہے۔ یہودی، بدذات، مردار خور، گندی روح، بے ایمان، اندھے، کتے وغیرہ۔ بعد اس کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر سخت زبان درازی کی نعوذ باللہ منہا جس کے نقل کرنے سے نہایت خوف آتا ہے اور رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کے نقل کرنے پر بھی خداوند کریم مواخذہ کرے۔ لیکن مرزا قادیانی کے ایمان پر نہایت تعجب ہے کہ باوجود ایسی گندی گالیوں اور توہین کے (جو ایسے الوالعزم پیغمبر علیہ السلام کی شان میں کی گئی ہے) پھر بھی ایمان میں روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ خدائی کے درجہ تک پہنچ گئے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی ذات خاص تک نہیں بلکہ ان کی دادیوں نانیوں کو بھی نہ چھوڑا۔ افسوس!

سیدنا مسیح علیہ السلام اور مرزا قادیانی

لکھتے ہیں کہ ایک زنا کار کنجری نے اپ کے سر پر ناپاک اور حرام کی کمائی کا عطر ملا اور انہوں نے اس کو بغل میں لیا وغیرہ وغیرہ۔ (نور القرآن ص۴۷، خزائن ج۹ص۴۴۹ ملخص) کیوں صاحبو! آپ نے ایسے ایسے الزامات واتہامات سب وشتم کہیں اہل اسلام کے عقائد کی کتابوں میں دیکھے یا

سنے ہیں؟۔ العیاذ باللہ اہل اسلام میں کوئی بھی ایسا نہیں جو ایسے عقائد والے کو کافر نہ کہے۔ بلکہ جس کے عقائد میں توہین انبیاء جائز اور سخت گندی گالیاں نکالنا درست ہو وہ کافر نہیں۔ بلکہ اکفر ہے۔ یہی علم کلام اور کتب عقائد میں درج ہے۔

مرزا قادیانی نے جو ایک کنجری کو بغل میں رکھنا اور سر پر حرام کا عطر ملوانا لکھا ہے اس کا قصہ انجیل میں یوں لکھا ہے۔ جس کو مرزا قادیانی نے کس قدر محروف کیا ہے۔ وھو ھذا!

''اس شہر میں ایک عورت گنہگار تھی۔ جب جانا کہ وہ فریسی کے گھر کھانے بیٹھا ہے سنگ مرمر کے عطر دان میں عطر لائی اور وہ پیچھے پاؤں کے کھڑی تھی اور رورو کے آنسوؤں سے اس کے پاؤں دھونے لگی اور اپنے سر کے بالوں سے پونچھ کے اس کے پاؤں کو شوق سے چوما اور عطر ملا اور اس فریسی نے جس نے اس کی دعوت کی تھی یہ دیکھ کر دل میں کہا کہ اگر یہ نبی ہوتا تو جانتا کہ یہ عورت جو اس کو چومتی ہے کون ہے؟۔ اور کیسی ہے۔ کیونکہ گنہگار ہے۔ یسوع نے اسے جواب میں کہا کہ اے شمعون میں تجھے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا کہ اے استاد کہہ! ایک شخص کے دو قرضدار تھے۔ ایک پانچ سو دینار کا۔ دوسرا پچاس کا۔ پر جب ان کو ادا کرنے کا مقدور نہ تھا دونوں کو بخش دیا۔ سو کہہ ان میں کون سا اس کو زیادہ پیار کرے گا۔ شمعون نے جواب میں کہا میری دانست میں وہ جسے اس نے زیادہ بخشا۔ تب اس نے اسے کہا کہ تو نے ٹھیک فیصل کیا اور اس عورت کی طرف متوجہ ہو کے شمعون سے کہا کہ تو اس عورت کو دیکھتا ہے؟۔ میں تیرے گھر آیا تو نے مجھے پاؤں دھونے کو پانی نہ دیا۔ پر اس نے میرے پاؤں آنسوؤں سے دھوئے اور اپنے سر کے بالوں سے پونچھے۔ تو نے مجھ کو نہ چوما پر اس نے جب سے میں آیا میرے پاؤں کو شوق سے چومنا نہ چھوڑا۔ تو نے میرے سر پر تیل نہ ملا پر اس نے میرے پاؤں پر عطر ملا۔ اس عورت سے کہا تیرے گناہ معاف ہوئے۔'' (بلفظہ لوقا باب ۷، آیات ۳۷، لغایت ۴۸)

دیکھئے! مرزا قادیانی نے کتنا بڑا اندھیر اور کذب کا استعمال کیا ہے۔ ایک ذرہ بھر بھی خدا کا خوف نہ آیا کہ ایسا بہتان صریح ایک اولوالعزم پیغمبر علیہ السلام کی شان میں لگا دیا ہے۔ ایک گنہگار عورت کو (جو بہ تقاضائے بشریت سوائے پیغمبران علیہم السلام کے سب گنہگار ہیں) کنجری زنا کار بنا دیا۔ حالانکہ اس گنہگار عورت نے محض اپنے گناہوں کی معافی کے واسطے حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف رجوع کیا تھا اور نہایت ہی گریہ وزاری اور ادب سے حضرت کے پاؤں چومے اور ان پر عطر ملا اور پیچھے ہٹ کر پاؤں کے پاس کھڑی رہی۔ مرزا قادیانی کے بہتانات کیا ہیں کہ

یسوع نے اس کنجری کو بغل میں لیا اور حرام کی کمائی کا عطر اپنے سر پر ملوایا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم! کیا اگر کوئی گنہگار مرد یا عورت مرزا قادیانی کے پاس بیعت کے لئے جائے تو بیعت نہ کریں گے اور اگر وہ مرد یا عورت بیعت کے اوّل یا بعد کوئی نذرانہ خوشبو عطر وغیرہ پیش کرے تو مرزا قادیانی قبول کر کے اس کی مغفرت یا نجات کے لئے دعا نہ کریں گے اور اس عطر کو جمعہ یا عیدین کو بھی ریش مبارک پر لگا کر مہکتے ہوئے نہ جائیں گے؟۔ ضرور بالضرور ایسا ہی کریں گے۔ کیا مرزا قادیانی یقیناً کہہ سکتا ہے کہ ان کی خاص جماعت بلکہ فہرست اہل بدر بالکل معصوم اور بے گناہ ہے؟۔ اگر مرزا قادیانی کا یہ اعتقاد ہے کہ ان کی جماعت کے صحابہ گنہگار نہیں بلکہ معصوم ہیں۔ اس صورت میں سب کے سب انبیاء ہوئے۔ نعوذ باللہ من ذلک!

الغرض! یہ جس قدر بہتانات مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام پر لگائے ہیں اور سخت توہین کر کے گندی گالیاں دی ہیں۔ یہ ان کی سراسر زبردستی اور خداتعالیٰ سے بے خوفی اور لاپرواہی کا باعث ہے اور یہود اور نصاریٰ کی پیروی کی ہے۔ سو میں ان سب بہتانات اور الزامات کا جواب مرزا قادیانی کی ہی تحریرات سے پیش ناظرین کرتا ہوں اور انہیں کے عطیہ خطابات کو جو انہوں نے خود تجویز کر کے لکھے ہوئے ہیں۔ ان کے ہی قبول کرنے کے لئے پیش کرتا ہوں۔ سنئے!

اوّل...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام ص۲۲۵، خزائن ج۵ ص۲۲۵)

مرزا قادیانی نے کیا عمدہ رحم کو گھٹا کر دعائیں دیں ہیں۔ گالیوں کا نزدیک تک بھٹکنے نہیں دیا۔ رحم کو بے رحمی میں ڈال دیا اور غیظ کو غضب الٰہی میں۔

بر عکس نہند نام زنگی کافور

دوم...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''یاد رہے کہ اکثر ایسے اسرار دقیقہ بصورت اقوال وافعال انبیاء سے ظہور میں آتے رہتے ہیں۔ جو نادانوں کی نظروں میں سخت بیہودہ اور شرمناک کام تھے۔ جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصریوں کے برتن اور پارچات مانگ کر لے جانا اور پھر اپنے صرف میں لانا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا کسی فاحشہ کے گھر میں چلے جانا اور اس کا عطر پیش کردہ جو حلال وجہ سے نہیں تھا۔ استعمال کرنا اور لگانے سے روک نہ دینا اور حضرت ابراہیم

علیہ السلام کا تین مرتبہ ایسی طور پر کلام کرنا جو بظاہر دروغ ہیں۔ داخل تھا۔ پھر اگر کوئی تکبر اور خود ستائی کے راہ سے اس بناء پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہ کہے کہ نعوذ باللہ وہ مال حرام کھانے والا تھا۔ یا حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت یہ زبان پر لائے کہ وہ طوائف کے گندہ مال کو اپنی کام میں لایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسبت تحریر شائع کرے کہ مجھے جس قدر ان پر بدگمانی ہے۔ اس کی وجہ ان کی دروغگوئی ہے۔ تو ایسے خبیث کی نسبت اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کی فطرت ان پاک لوگوں کی فطرت سے مغائر پڑی ہوئی ہے اور شیطان کی فطرت کے موافق اس پلید کا مادہ اور خمیر ہے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۹۷، ۵۹۸، خزائن ج ۵ ص ۵۹۷، ۵۹۸)

لیجئے صاحب! آپ کو مبارک ہو وہی خطابات جن کو آپ اپنے الہامات سے پہلے لکھ چکے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ بموجب اپنے الہام قطعی اور یقینی کے وہی کچھ یعنی پاک لوگوں کی فطرت کے مغائر وغیرہ وغیرہ بقول اپنے سب کچھ ثابت ہوگئے اور عیسیٰ نو ماہہ کی پوری تصدیق ہوگئی۔

سوم...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ''مسیح علیہ السلام کا بیان کہ میں خدا ہوں۔ خدا کا بیٹا ہوں۔ میری خودکشی سے گندے لوگ نجات پا جائیں گے...... کوئی آدمی اس کو دانا یا راہ راست پر نہیں کہہ سکتا۔ مگر الحمدللہ قرآنی تعلیم نے ہم پر کھول دیا ہے کہ ابن مریم پر یہ سب جھوٹے الزام ہیں۔'' (ملخصاً نور القرآن ص ۳۱، خزائن ج ۹ ص ۳۷۱)

یہاں پر مرزا قادیانی نے خود حضرت مسیح علیہ السلام پر جھوٹے الزام لگا دیئے ہیں جو خلاف تعلیم قرآنی ہیں اور عمداً حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر جھوٹے بہتانات اور الزام لگائے گئے ہیں۔ اب معلوم ہوا کہ وہ خود اپنی ہی تحریر سے نادان ہیں اور راہ راست پر نہیں، آگے چلئے۔

چہارم...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ''ان دو مقدس نبیوں پر یعنی آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح علیہ السلام پر بعض بدذات اور خبیث لوگوں نے سخت افتراء کئے ہیں۔ چنانچہ ان پلیدوں نے لعنت اللہ علیہم پہلے نبی کو تو...... قرار دیا۔ جیسا کہ اپنے اور دوسرے کو...... [1] کہا جیسا کہ پلید طبع یہودیوں نے۔'' (نور القرآن ص ۵، خزائن ج ۹ ص ۳۸۰)

---

[1] مرزا قادیانی بھی خلاف تعلیم قرآن شریف (ازالہ اوہام کے ص ۳۰۳، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴) میں لکھتے ہیں کہ ''حضرت مسیح علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے ہیں۔'' یہودیوں کا بھی اعتقاد یہی ہے کہ یوسف نجار سے حضرت مریم علیہا السلام کا نعوذ باللہ ناجائز تعلق ہوا اور حضرت مسیح علیہ السلام پیدا ہوئے تھے۔ وہی الزام مرزا قادیانی نے قائم کیا اور یوسف نجار کا بیٹا تحریر کیا۔

لیجئے! مرزا قادیانی خود بخود اپنی ہی الہامی تحریر سے جوانہوں نے مولوی صاحبان اور بزرگوں کو گالیاں دی ہیں۔اس کے مصداق بن گئے۔ سبحان اللہ جادووہ جوسر پہ چڑھ کے بولے۔ کیا عمدہ معجزہ عیسوی ثابت ہوا کہ جیسے مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام کو گالیاں دیں تھیں۔ اپنے ہی منہ سے ویسے بن گئے اور جو اہل اسلام کے علماء اور صلحاء کو لعنتیں اور گالیاں دیں تھیں۔ وہی بعینہ الٹ کران پر وارد ہوگئیں اور وارد بھی ایسی ہوئیں کہ اپنے ہی الہام قطعی اور یقینی کے رو سے اور وہ حدیث شریف نہایت ہی صادق اظہر من الشمس ہوئی۔ جس میں ذکر ہے کہ جو شخص کسی پر لعنت کرتا ہے۔ اگر وہ نا قابل لعنت ہے تو وہ لعنت لعنت کرنے والے پر واپس آتی ہے۔

سو یہ لعنتیں آنکھوں کے سامنے دیکھتے دیکھتے ہی الٹ کر مرزا قادیانی پر عود کر دی گئیں۔ جس کی مبارک باد دی جاتی ہے۔ یہاں علماء وصلحاء عظام کی کرامت بھی نمایاں ہوئی۔

ہاں! ایک جگہ کتاب رسالہ جنگ مقدس ۱۸۹۳ء میں مرزا قادیانی اس طرح بھی لکھتے ہیں کہ ”میں حضرت مسیح علیہ السلام کو ایک سچا نبی اور برگزیدہ خداتعالیٰ کا پیارا بندہ سمجھتا ہوں۔“

(نور القرآن نمبر۲ ٹائٹل اندرونی صفحہ، خزائن ج۹ ص۴۷۴)

یہ بات ۱۸۹۳ء کی ہے کہ جب مرزا قادیانی کے دل میں گالیاں بھری ہوئی تھیں اور پھر ۱۸۹۵ء، ۱۸۹۶ء میں زبان پر قلم پر کتابوں پر آ گئیں۔ پھر جو چاہا سو کہہ دیا۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ”شریر انسانوں کا طریق ہے کہ ہجو کرنے کے وقت ایک تعریف کا لفظ بھی لے آتے ہیں۔ گویا وہ منصف مزاج ہیں۔“ (ست بچن ص۱۳، خزائن ج۱۵ ص۱۲۵)

یہی طریق مرزا قادیانی نے بھی اختیار کیا۔ جس سے خود ہی شریر بھی ثابت ہوگئے۔

یہاں ایک بات قابل غور بھی ہے کہ جب تک مرزا قادیانی تمام جہان کے علماء وفضلاء کرام ومشائخ عظام اور اولوالعزم پیغمبران علیہم السلام کو گالیاں نہ دیں۔ خوب توہین نہ کریں اور ان کی اچھل اچھل کر گستاخی نہ کریں تو ان کی بزرگی کی پٹڑی کیسے جم سکتی ہے؟۔ جیسے مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں کہ ”مگر ایسے جاہلوں کا ہمیشہ سے یہی اصول ہوتا ہے کہ اپنی بزرگی کی پٹڑی جمنا اسی میں دیکھتے ہیں کہ ایسے بزرگوں کی خواہ مخواہ تحقیر کریں۔“ (ست بچن ص۸، خزائن ج۱۰ ص۱۲۰)

مرزا قادیانی بھی اس جگہ خود ہی جاہل بھی ثابت ہوگئے۔ جب مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دے دے کر تھک گئے اور جو کچھ کہ سینہ سب وشتم کے گنجینہ میں بھرا ہوا تھا۔ خرچ کر چکے تب خیال ہوا کہ میں نے یہ کام نہایت ہی برا کیا ہے۔ جس سے میں اہل اسلام

کے تمام فرقوں میں سے نکل گیا ہوں۔ مسلمان لوگ فوراً مجھ کو کافر اکفر کہہ اٹھیں گے۔ تب کیا بات بتاتے ہیں کہ ”مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدا تعالیٰ نے قرآن میں یسوع کی خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۹، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۳)

اس کے لکھنے سے مرزا قادیانی کی منشاء اور مراد یہ ہے کہ میں نے یسوع کو گالیاں دی ہیں۔ جس کا قرآن میں کوئی ذکر نہیں۔ اگر قرآن میں ذکر ہوتا کہ یسوع پیغمبر ہے تو گالیاں نہ دیتا۔

ناظرین! ذرہ مرزا قادیانی کے اس حیلہ واہیہ پر غور فرمایئے گا۔ کیا جس پیغمبر علیہ السلام کا قرآن شریف میں ذکر نہ ہو اس کو مرزا قادیانی کے مذہب میں گالیاں دینا اور فحش الزام لگانا جائز ہیں۔ کیا مرزا قادیانی کا ایمان ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبر علیہم السلام پر نہیں؟۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن پیغمبر علیہم السلام کا قرآن شریف میں ذکر نہیں ہے اس پر مرزا قادیانی کا اعتقادی ایمان بھی نہیں۔ اس صورت میں جو ایک لاکھ کئی ہزار پیغمبران علیہم السلام پر ایمان لانا کتب عقائد میں لکھا ہے۔ یا سب کا تذکرہ یا نام قرآن میں آ گیا ہے۔ ایک لاکھ کا نہیں۔ مرزا قادیانی دس بیس ہزار کا ہی تذکرہ لکھ کر دکھائیں۔ دس بیس ہزار کو تو جانے دو ایک ہزار ہی کا تذکرہ قرآن شریف سے نکال دیں۔ اچھا ایک ہزار نا سہی صرف ایک سو ہی نکال کر پیش کریں۔ ایک سو ہی جانے دیں سب سے اخیر چھوٹ ہے چلو پچاس تک ہی کا نام اور تذکرہ قرآن شریف سے نکال کر دکھائیں۔ مگر افسوس مرزا قادیانی نہیں دکھلا سکیں گے۔ پھر یہ بہانہ کیسا لغو اور بیہودہ ہے کہ یسوع کا نام قرآن میں نہیں اس واسطے ہم نے گالیاں دے کر بہتانات لگائے ہیں۔ افسوس!

دوم...... مرزا قادیانی کو معلوم نہیں ہے کہ یوشع علیہ السلام بھی نبی تھے۔ جو حضرت نون کے بیٹے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔ تمام کتب اہل اسلام میں لکھا ہے کہ بعد وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یوشع بن نون خلیفہ ہوئے۔ ان کے بعد کالب بن یوقنا خلیفہ ہوئے اور بعد ان کی وفات کے حضرت حزقیل ہوئے۔ ان تینوں پیغمبروں کا نام قرآن شریف میں مذکور نہیں اور تواریخ کی کتابوں میں جو ان کا مذکور ہے۔ سو اس قدر ہے کہ یہ تینوں پیغمبر تھے۔

(کتاب روضۃ الاصفیاص ۷۷)

یہاں یسوع اور یوشع میں صرف شین معجمہ اور مہملہ کا فرق ہے۔ نہایت تعجب ہے۔ مرزا قادیانی یوز آسف سے یسوع آسف یا یسوع صاحب بنالیویں اور قطعی اور یقینی سمجھ لیں

کہ حضرت یسوع صاحب کشمیر میں فوت ہوئے اور ان کی قبر وہاں موجود ہے اور یسوع اور یوشع فرق سمجھیں۔

سوم ..... اسی یوشع علیہ السلام بن نون کو یشوع بن نون توریت میں بھی لکھا ہوا ہے کہ دیکھو یشوع کی کتاب باب اوّل آیت اوّل اور اسی یوشع یا یشوع بن نون علیہ السلام کا ذکر قرآن شریف میں بھی آیا ہے۔ جیسے ’’قال اللّٰہ تعالیٰ واذ قال موسیٰ لفتٰه لاابرح حتی ابلغ مجمع البحرین اوامضی حقبا (کهف:۶۰)‘‘ باتفاق علماء سیرو تواریخ مراد از لفظه فتیٰ دریں آیه کریمه یوشع بن نون است واواز جمله عظماء انبیاء است! (روضۃ الصفاء ج۱ص۹۶ سطر۵)

چہارم...... قرآن شریف میں الیسع یا یسع علیہ السلام کا نام اور ذکر موجود ہے۔ خیال فرمایئے کہ حضرت یسع علیہ السلام یسوع علیہ السلام میں کیا فرق ہے۔ اگرچہ یسوع علیہ السلام اور یسع علیہ السلام جدا جدا ہیں۔ مگر یہ کہہ دینا کہ یسوع علیہ السلام کا نام قرآن شریف میں نہیں ہے۔ مرزا قادیانی کی الٹی منطق ہے۔ ہاں البتہ مرزا قادیانی یہ جواب دیں گے کہ یسوع سے میری مراد جیسا کہ میں نے رسالہ (انجام آتھم ص۱۳، خزائن ج۱۱ص ایضاً) میں لکھا ہے۔ ’’اور یاد رہے کہ یہ ہماری رائے اس یسوع کی نسبت ہے۔ جس نے خدا کا دعویٰ کیا اور پہلے نبیوں کا نام چور اور بٹمار رکھا۔‘‘ اس کا جواب وہی ہے جو مرزا قادیانی نے خود لکھا ہوا ہے کہ یہ سب جھوٹے الزام ہیں۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ’’مسیح کا بیان کہ میں خدا ہوں اور خدا کا بیٹا ہوں۔ میری خودکشی سے لوگ نجات پا جائیں گے۔ کوئی آدمی دانا اور راہ راست پر نہیں کہہ سکتا۔ مگر الحمدللہ کہ قرآنی تعلیم نے ہم پر کھول دیا ہے کہ ابن مریم پر یہ سب جھوٹے الزام ہیں۔‘‘ (نورالقرآن ص۴۲، خزائن ج۹ص۳۷۱)

فرمایئے! مرزا قادیانی کی رائے صائب ہے یا الہام اور قرآنی تعلیم کا انکشاف۔ بہرحال الہام اور قرآنی تعلیم ہی مرزا قادیانی کے قبول کرنے پر مجبور کرے گی۔ مگر ممکن ہے کہ مرزا قادیانی اس پر بھی استعارات وکنایات سے ہی کام لیں۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ خود ہی جھوٹے الزامات کا حضرت مسیح علیہ السلام پر ہونا ثابت کرتے ہیں اور پھر خود ہی الزامات وبہتانات بڑی دلیری اور بہادری سے لگاتے ہیں۔ ایک بات پر تو مرزا قادیانی کا استقلال اور قیام ہی نہیں۔ ایسے مخمصات میں غرق ہیں کہ ایک چھجہ سے نکلنا چاہتے ہیں تو دوسرے مغاک میں گرتے ہیں۔ اس سے نکلنا چاہتے ہیں تو تیسرے بابل میں پڑتے ہیں اور غرق ہوجاتے ہیں اور پھر اسی لفظ غرق ۱۳۰۰ سے اپنی نبوت کی تاریخ بھی نکال لیتے ہیں۔

پنجم... اب میں یسوع کے نام اور لفظ کی تحقیق مختصر طور پر ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔

الف..... یسوع علیہ السلام مقلوب ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کا حرف واو کا بدل الف سے ہوا۔

ب..... یہ نام اصل میں عبرانی زبان کا ہے۔ اصل اس کی یسع کے لفظ سے یشوع ہوا۔ دیکھو لغات عبرانی ص ۱۶۳ سطر ۱۰ ایشع کے معنی نجات اور یشوع نجات دینے والا اور یشوع کا یونانی زبان میں اے ای سوس بنایا گیا۔ اے ای سوس کا عربی زبان میں عیسیٰ علیہ السلام بن گیا۔ دیکھو گنٹیس ڈکشنری ص ۳۷۴ اور دی بیسٹ ڈکشنری ص ۷۹۹ مطبوعہ ۱۸۹۱ء اور انگریزی میں جی سس Jeses یسوع اس کا ترجمہ اردو کیا گیا۔ جو ہر ایک چھوٹی موٹی ڈکشنری میں لکھا ہوا موجود ہے۔

پس اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ اصل نام عبرانی زبان میں یشوع ہے اور یونانی میں ای اے سوس ہوا۔ اور انگریزی میں جی سس Jeses ہوا۔ اس کا ترجمہ اردو میں یسوع ہوا اور یونانی ای اے سوس سے عربی میں عیسیٰ علیہ السلام ہوا۔ پس یسوع علیہ السلام وہی ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ فہو المراد، افسوس!

ششم..... تمام اناجیل موجود ہیں۔ یسوع مسیح یا صرف مسیح یا صرف یسوع یا عیسیٰ علیہ السلام لکھا ہوا ہے۔ اس کی نقل کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ انجیل کو ہر جگہ پر دیکھ سکتے ہیں۔

ہفتم..... یسوع اور مسیح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہتے ہیں۔

(مقدمہ تفسیر حقانی ص ۵۶۱)

ہشتم..... اب میں مرزا قادیانی کی کتاب ہی سے یسوع کا نام نکال کر دکھلاتا ہوں۔

مرزا قادیانی اپنے اشتہار انگریزی وارد مشمولہ کتاب (سرمۂ چشم آریہ کے اخیر وارق، خزائن ج ۲ ص ۳۲۱، ۳۲۲) پر لکھتے ہیں کہ اشتہار ہذا بیس ہزار چھاپے گئے۔

I am aslo inspired that I am the Reformer of my time and that as retards spiritual wellonce my bear & m close sinilerity and stridaralogy to there of Jeses chirist.

ترجمہ..... مجھ کو الہام ہوا کہ میں مجدد وقت ہوں اور روحانی طور پر میرے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات کے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت و مشابہت ہے۔‘‘

اس جگہ مرزا قادیانی کے مترجم نے بمشورہ مرزا قادیانی کے جی سس کرہسٹ Jeses Christ جس کا صحیح ترجمہ یسوع مسیح علیہ السلام یا عیسیٰ مسیح علیہ السلام ہے۔ جو تمام اناجیل میں موجود ہے۔ مسیح ابن مریم کا ترجمہ لکھا ہے۔ مگر معلوم نہیں ہوتا کہ مرزا قادیانی یا ان کے مترجم ابن مریم کس لفظ کا ترجمہ کیا ہے اور کہاں سے لیا ہے۔ کیونکہ اصل عبارت میں کوئی لفظ ایسا موجود نہیں ہے۔ جس کا ترجمہ ابن مریم ہو سکے۔

نہم..... مرزا قادیانی نے کتاب (شحنہ حق کے اخیر ص ب،د، خزائن ج۲ ص۴۴۰،۴۴۲) پر مسٹر الگزنڈر رسل وب صاحب کی چٹھی کے ترجمہ میں Jeses جی سس کے معنی عیسیٰ لکھتے ہیں اور Jeses Christ جی سس کرایسٹ کے معنی عیسیٰ مسیح کئے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ وہی جی سس اردو میں یسوع ہے اور جی سس کریسٹ یسوع مسیح یا عیسیٰ مسیح علیہ السلام ہیں۔ جس کو مرزا قادیانی نے بھی اپنے تراجم میں مسیح یا عیسیٰ مسیح لکھا ہے۔ یعنی جو نصاریٰ کا نبی یا خدا یسوع ہے۔ وہی آپ کا مسیح یا عیسیٰ ہے۔ جس کے تذکرہ سے قرآن شریف مملو اور مشحون ہے۔ یہ وہی بات ہوئی کہ قرآن شریف میں ذوالقرنین کا نام اور ذکر تو ہے۔ مگر سکندر کا نام نہیں یا حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ذکر تو قرآن شریف میں موجود ہے۔ مگر یوحنا کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یا حضرت مسیح یا عیسیٰ علیہ السلام کا نام اور تذکرہ قرآن شریف میں ہے۔ مگر یسوع علیہ السلام کا کوئی تذکرہ یا نام درج نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کا نام بھی تو قرآن شریف میں نہیں۔ تو کیا اس سے ثابت ہوگا کہ مرزا قادیانی بھی نہیں۔ یہ کیا الٹی منطق ہے۔ مرزا قادیانی اور لوگوں کو تو فوراً ہر ایک چھوٹی موٹی بات پر مباہلہ کے واسطے اشتہار دیا کرتے اور قسمیں کھانا لکھا کرتے ہیں۔ ذرہ مہربانی کرکے اس بات کی تو سچے دل سے قسم کھائیں اور اپنے ہی اعتقاد اور جان کے ساتھ مباہلہ کریں کہ یسوع علیہ السلام اور ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام اور۔ مسیح علیہ السلام اور ہیں اور خود ہی ایک سال کی میعاد بھی رکھ لیں اور پھر انتظار کریں اور اپنے آپ پر اس قسم کی آزمائش کر کے دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے؟۔

دہم..... یقین نہیں کہ آپ اس بات کو قبول کر کے اپنی زبان سے اقرار کریں کہ یسوع و مسیح و عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی ہیں۔ بلکہ اصرار کر کے ضرور تاویلات رکیکہ و استعارات بعیدہ پر عمل کریں گے کہ نہیں یسوع اور ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام اور ہیں۔ جو گالیاں، توہینات یا فحش الزامات لگائے ہیں۔ وہ یسوع کے حق میں لگائے ہیں۔ جس کا قرآن شریف میں کوئی ذکر نہیں اور

عیسیٰ یا مسیح علیہ السلام کے حق میں ہم نے کچھ نہیں کہا۔ اس صورت میں ضرور ہوا کہ یہ عذر بھی مرزا قادیانی کا ان کی ہی تحریرات سے رفع کر دیا جائے اور وہ گالیاں جو حضرت مسیح علیہ السلام کے شان میں بالتخصیص دی گئی ہیں۔ ان کی ہی تالیفات سے نکال کر پیش ناظرین کی جائیں۔ تاکہ مرزا قادیانی کا اصرار اور زبردستی ظاہر اور بین ہو جائے۔ لیجئے!

۱…… یسوع مسیح عیسائیوں کا خدا ۳۲ سال کی عمر پا کر اس دارالفناء سے گذر گیا۔

(معیار المذاہب ص۱۰، خزائن ج۹ ص۴۶۸)

۲…… ’’تب وہ حضرت مسیح کی اس قدر بدتہذیبی سے تکذیب کرتے ہیں کہ خدائی تو بھلا کون مانے۔ اس غریب کو نبوت سے بھی جواب دیتے ہیں۔‘‘

(رسالہ نور القرآن ص۳۱ حاشیہ، خزائن ج۹ ص۳۶۰)

۳…… مسیح کا بیان کہ میں خدا ہوں۔ خدا کا بیٹا ہوں۔

(نور القرآن ص۴۲، خزائن ج۹ ص۳۷۱)

۴…… ہاں! مسیح کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت جو اعتراض ہے۔ اس کا جواب بھی کبھی آپ نے سوچا ہوگا۔ (نور القرآن حصہ دوم ص۱۹، خزائن ج۹ ص۳۹۴)

۵…… حضرت مسیح کا کسی فاحشہ کے گھر میں چلے جانا اور اس کا عطر پیش کردہ جو حلال وجہ سے نہیں تھا۔ استعمال کرنا۔ (آئینہ کمالات اسلام ص۵۹۷، خزائن ج۵ ص ایضاً)

۶…… حضرات ناظرین! مرزا قادیانی سے دریافت فرمائیے گا کہ جس مسیح علیہ السلام کی نسبت آپ نے مندرجہ بالا مقامات میں الزامات لکھے ہیں۔ اس کا نام بھی یا تذکرہ قرآن شریف میں آیا ہے یا نہیں اور یہ مسیح علیہ السلام کون ہیں؟۔ جن کو آپ نے غریب کے لفظ توہین سے لکھا ہے یا مسیح علیہ السلام کون ہیں۔ جن کی دادیوں اور نانیوں کا ذکر کیا ہے۔ یا یہ مسیح علیہ السلام کون ہیں۔ جو ایک فاحشہ کے گھر میں چلے گئے تھے اور حرام کے عطر کا استعمال کیا تھا۔ وہاں تو پہلے آپ نے جھٹ کہہ دیا تھا کہ ہم نے یسوع کی نسبت گالیاں دی ہیں۔ جس کا قرآن شریف میں نام اور تذکرہ نہیں۔ اب کہیے کیا اس حضرت مسیح علیہ السلام کا بھی قرآن میں نام اور تذکرہ نہیں۔ نہایت ہی شرم کا مقام ہے کہ کہیں یسوع علیہ السلام کے نام پر سخت گالیاں نکال کر کہتے ہیں کہ ان کا نام قرآن میں نہیں اور دوسری جگہ وہی گالیاں حضرت مسیح علیہ السلام کے نام مبارک پر لکھی ہیں اور اس کا انکار ہو نہیں سکتا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا نام قرآن شریف میں نہیں ہے۔

پھر ایسے وہی سوفسطائی دعوئی پیغمبری اور خدائی کرتے ہیں۔ مرزا قادیانی کو چاہیئے کہ خدا کا خوف کریں۔ ایسے دعوؤں میں اپنی بیخ وبنیاد کو نہ اکھاڑیں۔ ڈریں اللہ سے اور توبہ کریں یہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ نیک بندوں کے سینوں میں نیکی کے گنجینے ہوتے ہیں اور بدوں کے سینے بدی اور کینے سے پر ہوتے ہیں۔ ہر ظرف سے وہی برآمد ہوتا ہے جو کچھ کہ اس میں ہوتا ہے کبھی آپ نے نہیں دیکھا ہوگا کہ سرکہ کی بوتل سے گلاب یا بید مشک نکلا ہو۔ جیسے مرزا قادیانی خود اپنی الہامی براہین میں لکھتے ہیں کہ: ''ہمارے اندر سے وہی خیالات بھلے یا برے جوش مارتے ہیں کہ جو ہمارے اندازہ فطرت کے مطابق ہمارے اندر سمائے ہوئے ہیں۔''

(براہین احمدیہ ص۲۱۴ حاشیہ نمبر۱۱، خزائن ج۱ ص۲۳۷)

اس سے یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ جو کچھ مرزا قادیانی کے اندر جو اندازہ فطرت کے مطابق سمایا ہوا تھا۔ اسی نے جوش مارا اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ آدمی کی زبان سینہ اور دل کی گواہ ہے۔ جو کچھ ان دونوں میں بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اس کی شہادت ادا کر دیتے ہیں۔ اس سے مرزا قادیانی کی پیغمبری مسیح موعودی ومہدی مسعودی اور خدائی ظاہر ہو رہی ہے اور اسی کتاب انجام آتھم اور اس کے ضمیمہ سے مرزا قادیانی کے اندرونی اور فطرتی جوش پایہ ثبوت کو پہنچ گئے ہیں۔ بلکہ برعکس اس کے مرزا قادیانی اپنے فطرتی جوش سے یہ بھی لکھتے ہیں کہ ''واقعی یہ رسائل خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور شعائر اللہ ہیں اور درحقیقت ایک ربانی فیصلہ ہے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۱۸ اشتہار اخیر)

کیا! جن رسائل میں لعنتیں اور فحش گالیاں تمام مسلمانوں کے علماء کرام مشائخ عظام والوالعزم پیغمبران علیہم السلام کو بھری پڑی ہوں۔ وہی خدا کے نشان اور شعائر اللہ ہیں اور یہی طرز اور روش تحریر ربانی فیصلہ ہے؟۔ ہرگز نہیں۔

ہاں! بقول مرزا قادیانی یہ صحیح ہے کیونکہ یہ نشان اور شعائر اللہ اور ربانی فیصلہ اسی مرزا قادیانی کے خدا کا ہے۔ جس کا نام عاجی ہے اور یہ رسائل اسی عیسیٰ پر نازل ہوئے ہیں جس کا نام عیسیٰ دھقان یا عیسیٰ نوماہہ ہے۔ اس کی بھی مرزا قادیانی اور مرزائیوں کو مبارک ہو۔

بیان ظہور حضرت مہدیؓ

نمبر ایک سے چھ تک کا جواب ختم ہوا۔ ساتویں نمبر میں مرزا قادیانی نے ایک کتاب جواہر الاسرار کے حوالہ سے ایک حدیث نقل کی ہے۔ جس میں انہوں نے بزعم خود یہ ثابت کیا ہے۔ یعنی:

الف...... مہدی اس گاؤں سے نکلے گا۔جس کا نام کدعہ ہے۔(معرب قادیان)

ب...... خدااس مہدی کی تصدیق کرے گا۔

ج ...... دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا۔جن کا شمار اہل بدر کے شمار سے برابر ہوگا۔یعنی تین سو تیرہ ہوں گے اوران کے نام بقید مسکن وخصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہوں گے۔یہ پیش گوئی بھی میرے حق میں پوری ہوئی۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۱،خزائن ج۱۱ص۳۲۵)

حضرات ناظرین!اوّل یہ حدیث شریف کسی حدیث کی کتاب سے نقل نہیں کی گئی۔ جس کی پڑتال ہو سکے۔ اربعین جس کا حوالہ جواہر الاسرار میں اور نیز اربعین فی احوال المہدیین۔مطبوعہ ۱۲۶۸ھ کلکتہ مصری گنج جس میں یہ حدیث بالضرور ہونی چاہئے دیکھی گئی۔ کوئی حدیث درج نہ پائی۔

دوم...... راویان حدیث کے نام درج نہیں۔جس سے صحت اور ضعف معلوم ہو سکے۔لیکن خیر مرزاقادیانی کی ہی تحریر پر اعتبار کر کے عرض کرتا ہوں فرماتے ہیں۔مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے۔(کدعہ معرب ہے۔قادیان کا)

یعنی قادیان کسی عجمی زبان کا لفظ ہے۔اس کا عربی میں کدعہ بنایا گیا ہے۔اس کی تصدیق کی دلیل مرزاقادیانی کے الہام یا وہم اور خیال میں ہوگی۔کسی کتاب مستند سے تو مرزاقادیانی نے نقل نہیں کیا۔قادیان کے لفظ کا عجمی یا کسی دیگر زبان کا ہونا بھی مرزاقادیانی ثابت نہیں کر سکے۔بلکہ الٹاان کے الہام قطعی اور یقینی سے لفظ قادیان خاص عربی زبان معلوم ہوتا ہے۔ عربی بھی ایسا کہ مرزاقادیانی کے خدا کی زبان خاص سے نکلا ہوا۔جیسے مرزاقادیانی کے خدا کا الہام ہے۔’’انا انزلناہ قریباً من القادیان‘‘ (ازالہ اوہام ص۷۳ حاشیہ،خزائن ج۳ص۱۳۸)

جب مرزاقادیانی کا خدا قادیان اپنی عربی زبان سے نکال کر الہام کرتا ہے تو پھر اپنے الہام قطعی اور یقینی سے مخالفت کر کے کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ کدعہ قادیان کا معرب ہے۔جبکہ قرآن کریم میں بھی قادیان کا نام درج ہے۔جیسے کہ مرزاقادیانی لکھتے ہیں کہ’’کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی مرحوم غلام قادر قرآن شریف بلند آواز سے پڑھ رہے ہیں اوراس میں یہ آیت انا انزلناہ قریباً من القادیان لکھی ہوئی پڑھی اور مجھ کو دکھلائی۔تو میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شائد نصف کے موقعہ پر یہی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔تو میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں لکھا گیا ہے۔مکہ،مدینہ، قادیان۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۷۶،۷۷،خزائن ج۳ص۱۴۰)

لیجئے! یہ خاص آیت قرآن شریف میں درج ہے اور اعزاز کے ساتھ بمثل مکہ معظمہ ومدینہ منورہ کے قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں ثبت ہے۔ پھر فرمایئے قادیان کے معرب کدعہ بنانے کی کیا ضرورت پڑی اور کیوں؟۔ مگر افسوس مرزا قادیانی کے حافظہ پر جو پہلے خود اس طرح پر لکھتے ہیں۔ ''قادیان کا نام پہلے نوشتوں میں استعارہ کے طور پر دمشق رکھ کر پیش گوئی بیان کی گئی ہوگی۔ کیونکہ کسی کتاب حدیث یا قرآن شریف میں قادیان کا نام لکھا ہوا پایا نہیں جاتا۔''

(ازالہ اوہام ص ۷۷، خزائن ج ۳ ص ۱۳۹)

حضرات! خیال فرمایئے کہ مرزا قادیانی کے الہامی حافظہ پر پہلے کہتے ہیں کہ قادیان کا نام کسی کتاب حدیث یا قرآن شریف میں پایا نہیں جاتا۔ پھر کہتے ہیں کہ قرآن شریف میں قادیان کا نام درج ہے۔ پھر ایک حدیث میں بھی باوجود قادیان لفظ اور زبان عربی ہونے اور قرآن شریف میں بھی موجود ہونے کے کدعہ کے لفظ کو قادیان کا معرب بنادیا۔ مرزا قادیانی کی کس بات یا الہام پر اعتبار کیا جائے؟۔

ہاں! مجھے یہاں پر ایک ضروری امر کا اظہار بھی ضرور ہے کہ مرزا قادیانی کا اعتقاد ہے کہ یہ عبارت ''انا انزلناہ قریباً من القادیان'' آیت قرآنی ہے اور قرآن شریف میں موجود ہے اور قرآن شریف میں قادیان کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔ مرزا قادیانی سے دریافت فرمایئے گا کہ وہ ٹھیک ٹھیک پتہ دیں کہ کس پارہ یا سورہ یا رکوع میں یہ عبارت درج ہے؟۔ جہاں آپ نے پتہ دیا ہے کہ نصف کے موقع پر دائیں صفحہ پر قرآن شریف کے ہے۔ تلاش کیا گیا ہے۔ مگر افسوس ملا نہیں۔ مرزا قادیانی اور تین سو تیرہ مرزائی قرآن شریف سے نکال کر دکھائیں۔ لیکن ہرگز دکھلا نہ سکیں گے۔ اگر نہ دکھلائیں تو اس کی وجہ بتلائیں کہ کہاں گئی؟۔ اس سے نعوذ باللہ قرآن شریف کا کم وبیش اور ترمیم وتنسیخ ہونا ثابت ہوتا ہے اور تحریف جس پر تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ قرآن شریف کا ایک شعشعہ بھی کم وبیش نہیں ہوسکتا۔ خلاف حکم خداوندی ''انا لہ لحافظون (الحجر:۹)'' کے مرزا قادیانی کی یہ کارروائی ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی خود پہلے لکھ چکے ہیں۔ ان کا الہامی حافظہ اس طرح پر ہے۔ ''ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے۔ ایک شعشعہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہوسکتا اور نہ کم ہوسکتا ہے اور اب ایسی وحی یا ایسا الہام منجانب اللہ نہیں ہوسکتا۔ جو احکام قرآنی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل یا تغیر کرسکتا ہو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ

ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص ۱۳۸، خزائن ج ۳ ص ۱۷۰)

لیجئے حضرات! یہاں پر مرزا قادیانی اپنے ہی اعتقاد اور تحریر الہامی سے جماعت مؤمنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہو گئے۔ کسی مولوی صاحب کے فتوے کی بھی ضرورت نہ رہی۔ کیونکہ تمام اہل اسلام واہل سنت والجماعت کا یہ اعتقاد ہے کہ اگر کوئی شخص یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ قرآن شریف کے ایک شعشعہ یا ایک نقطہ میں بھی کمی وبیشی ہو سکتی ہے یا ہوئی ہے۔ یا ہوئی تھی وہ ضرور کافر ہو گیا۔ اس سے کسی مسلمان کو انکار نہیں۔ لیکن برخلاف اس کے مرزا قادیانی کا عقیدہ ہے کہ: ’’انا انزلناہ قریباً من القادیان ‘‘قرآن شریف کی آیت ہے، اور قرآن شریف میں موجود ہے۔‘‘ نعوذ باللہ من الحور بعد الکور‘‘

اب میں پھر اسی لفظ کدعہ کی طرف رجوع کرتا ہوں یا افسوس کہ کتاب جواہر الاسرار باوجود تلاش کے دستیاب نہیں ہوئی۔ تلاش درپیش ہے۔ لیکن میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ وہ لفظ کدعہ کاک، د، ع، ہ سے اصل حدیث میں ہرگز نہیں۔ یہ محض دھوکہ مرزا قادیانی کا ہے۔ بفرض محال اگر ہو بھی تو بھی اس میں کوئی شک نہیں کہ کاتب کی غلطی ہے۔ بہر حال لفظ کدعہ حدیث کا لفظ نہیں ہے۔ ہاں البتہ تحقیق سے صحیح لفظ حدیث کا کرعہ ک، ر، ع، ہ سے ثابت ہوا یعنی بجائے حرف دال مہملہ کے را مہملہ ہے۔ بوجوہات ذیل:

اوّل...... مولوی حافظ محمد لکھوی اپنی کتاب پنجابی زبان احوال الآخرت نام میں (جو ۱۲۷۷ھ میں تالیف ہوئی اور ۱۲۹۱ھ میں بار ششم محمدی پریس لاہور میں طبع ہوئی) لکھتے ہیں کہ:

حضرت علیؓ امام حسنؓ نوں اک دینہ دیکھ لایا
ایہ بیٹا میرا سید ہے جویں پیغمبرؐ فرمایا
پشت اس دی تہیں مرد ہوسی اک نام محمد والا
خو اس دی جویں خو نبی دی صورت فرق نرالا
عدلوں بھری خوب زمین نوں مہدی ایہو جانو
آمنہ ناموائی دا بھی عبداللہ باپ پچھانو
کرعہ نام یمن وچہ دتی اسدا جمال پیارے
بولن لگا اڑ کر بولے پٹاں تے تھ مارے

(کتاب احوال الآخرت ص ۲۳، پنجابی مجموعہ مطبوعہ مطبع محمدی لاہور ۱۸۹۱ء)

ترجمہ نظم زبان پنجابی

یعنی حضرت علیؓ نے ایک دن حضرت امام حسنؓ کو دیکھ کر فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس میرے بیٹے کی پشت سے ایک مرد پیدا ہوگا۔ جس کا نام میرے نام پر ہوگا اور اس کے ماں باپ کا نام میرے ماں باپ کے مطابق آمنہؓ، عبداللہؓ ہوگا۔ عدل سے زمین کو بھر دے گا۔ جیسا کہ ظلم سے بھری ہوئی ہوگی۔ یمن میں ایک بستی جس کا نام کرعہ ہے پیدا ہوگا۔ ان کی زبان میں لکنت ہوگی۔ پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ یمن میں ایک قریہ ہے۔ جس کا نام کرعہ ہے۔ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں موجود اور آباد تھا اور اب بھی موجود ہے۔ جس کی تصدیق اس طرح پر ہے۔

دوم...... ''کراع الغمیم وادی است میان مکه ومدینه بدو مرحله''

(بلفظ منتخب اللغات ص۳۴۹ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ۱۸۷۷ء مطابق ۱۲۹۴ھ)

سوم...... ''کراع الغمیم علی ثلاثة امیال من عسفان ''یعنی کراع الغمیم عسفان سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ (قاموس ج۳ ص۸۱)

چہارم...... الف...... ''کراع الغمیم هو اسم موضع ''یعنی کراع الغمیم ایک جگہ کا نام ہے۔ (مجمع بحار الانوار ج۴ ص۴۰۰)

ب...... ''موضع علی مرحلتین من مكة عند بئر عسفان ''یعنی کراع موضع ہے مکہ معظمہ سے دو میل چاہ عسفان کے پاس۔ (مجمع بحار الانوار ج۴ ص۴۰۰ حاشیہ)

پنجم...... ''کراع هوشئی موضع بین مكة والمدينة ''یعنی کراع ایک چھوٹا موضع ہے درمیان مکہ اور مدینہ کے۔ (مجمع بحار الانوار ج۴ ص۴۰۰)

ششم...... ''عسفان قرية بين مكة والمدينة ''یعنی عسفان ایک گاؤں یا شہر ہے۔ درمیان مکہ اور مدینہ کے۔ (مجمع بحار الانوار ج۳ ص۵۹۹)

ہفتم...... رسالہ (الفصل الخطاب لرد مسیح الکذاب ص۱۱ سطر۱۶، مصنفہ مولوی خدا بخش واعظ ساکن محمد مندرانوالہ ضلع امرتسر) میں لکھا ہے۔ جہاں حضرت مہدیؑ کی پیش گوئی درج کی ہے۔

عمر انہاندی چالی برسان سیرت حضرت والی
کرعہ جمن بھون انہاندی کہیا محمد عالی صلی اللہ علیہ وسلم

پس ان سب کتب معتبرات سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ کرعہ یا کراع ایک جگہ یا شہر یا گاؤں کا نام ہے۔ جو درمیان مکہ معظّمہ ومدینہ منورہ کے ہے اور وہ گاؤں یا بستی حضرت رسول خداﷺ کے زمانہ میں موجود اور آباد تھی اور اب موجود ہے۔ مرزا قادیانی کے دو اعتراض اس میں نکلتے ہیں۔ ایک تو یہ بعض جگہ کرعہ لکھا ہے اور کسی جگہ کراع اگرچہ ہر دو ناموں میں چار چار ہی حروف ہیں۔ حروف ہا ہوز اور الف کا آپس میں فرق ہے۔ دوسرا یہ کہ کرعہ یا کراع ایک بستی بیان کی گئی ہے۔ جو درمیان مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے ہے۔

پہلے اعتراض کے جواب میں گذارش ہے کہ بہت سے شہر یا قصبات اور بستیات اس قسم کی اس وقت موجود ہیں کہ جن کے نام اوّل اوّل میں کچھ تھے اور بعد میں بدل کر کچھ کا کچھ ہو گئے۔ بلکہ بعض جگہوں یا شہروں کی صورت ہی مغائر ہوگئی۔ مثال کے لئے چندے پیش کرتا ہوں۔

۱...... بکہ، ب، ک ہ، تھا۔ جس کو اب مکہ، م، ک، ہ کہتے ہیں۔ اس میں ب اور م کا کتنا بڑا فرق ہے۔ دیکھو منتخب اللغات ص۶۹۔ اگر کراع کو کرعہ لکھ دیا یا ہوگیا تو کوئی عجیب بات ہے؟۔

۲...... مدینہ منورہ کے بھی کئی نام ہیں۔ جیسے طابہٗ، طیبہ، طائبہ وغیرہ ہیں اور محاورہ عرب میں مدینہ منورہ کہ المدینہ الف اور لام سے بولتے ہیں۔ لیکن عام بول چال میں المدینہ کوئی نہیں کہتا۔ صرف مدینہ بولتا ہے۔ دیکھو جزب القلوب الی دیار المحبوب مصنفہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ۔

۳ کشمیر کا اصل نام کاشمیر تھا۔ لیکن اس کا مخفف کشمر یا کشمیر ہوگیا۔

(دیکھو غیاث اللغات ص۳۶۱)

۴...... بغداد کا اصل نام باغداد تھا۔ اب الف اس میں سے نکل گیا۔ صرف بغداد رہ گیا۔ جو اس وقت مشہور ہے۔

۵...... دہلی کا نام اوّل اندر پرست تھا۔ پھر شاہ جہان آباد ہوا۔ اب اکثر بول چال میں دلّی مشہور ہے۔

۶...... امرتسر کو اکثر لوگ انبر سر بولتے ہیں۔

۷...... لودھیانہ یعنی لودہی افغانوں کا آباد کیا ہوا۔ مگر اس کو کوئی لودیانہ، کوئی لودہانہ، کوئی لدہیانہ، کوئی لدبانہ وغیرہ لکھتا ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے خود لودہیانہ کوئی

طرح سے لکھا ہے۔، دیکھو مرزا قادیانی کا (ازالہ اوہام صفحات ۷۰۶،۷۰۸،۷۰۹، خزائن ج ۳ ص۴۸۱،۴۸۲) ودیگر تالیفات۔

۸...... مرزا قادیانی کے قادیان کو ہی دیکھئے۔ بقول ان کے پہلے اس کا نام اسلام پور قاضی ماجھی تھا۔ اب قادیان ہے۔ (ازالہ اوہام ص۱۲۲، خزائن ج۳ ص۱۶۰)

اب اسی قادیان کو کئی لوگ کادیان کاف کلمن سے لکھتے ہیں۔ بلکہ یہاں لودہیانہ کی کتاب ڈائرکٹری (فہرست دیہات) میں قادیان ایک گاؤں کا نام درج ہے۔ جو خاص لودہیانہ سے تین کوس کے فاصلہ پر آباد ہے۔ جس کا ذکر مرزا قادیانی نے اپنی (ازالہ اوہام کے ص۷۰۹، خزائن ج۳ ص۴۸۲) میں کیا ہے۔ اس گاؤں میں بھی ایک شخص غلام احمد معروف غلام گوجر موجود ہے۔ پس انہیں چند دیہات سے کراع کا کرعہ ہو جانا نہایت ہی اغلب اور یقینی امر ہے۔ مرزا قادیانی کا اعتراض مرزا قادیانی کی ہی طرف عود کر گیا۔

دوسرے اعتراض کے جواب میں واضح رہے کہ:

الف...... ملک عرب یا حجاز جس میں مکہ معظمہ ومدینہ منورہ زاد اللہ شرفاً وتعظیماً آباد ہیں۔ وہ اقلیم اوّل میں ہیں اور ملک یمن بھی اقلیم اوّل اور دوم میں ہے اور ملک یمن کا نام اس واسطے یمن ہے کہ وہ کعبۃ اللہ شریف یا مکہ معظمہ کے داہنے طرف ہے۔ جیسا کہ غیاث اللغات میں ہے۔ یمن بفتحتین ملکیت معروف در اقلیم اوّل ودوم چون آن ملک بجانب یمین کعبہ است لہٰذا یمن گفتند۔ (بلفظ ص۵۱۷، غیاث اللغات)

ب...... پہلے بھی عرض ہو چکا ہے کہ کعبۃ اللہ شریف ومدینہ منورہ ہی یمن ہے۔ جیسا کہ کتاب لغت شرح احادیث مسلمہ مرزا قادیانی میں لکھا ہے کہ: ’’لان الایمان بدأ من مکة وهی من تهامة وهی من ارض الیمن ولذایقال الکعبة الیمانیة‘‘ یعنی تحقیق ایمان شروع ہوا کہ مکہ شریف سے وہ تھامہ میں سے ہے اور تھامہ یمن کی زمین سے ہے۔ اس واسطے کعبۃ الیمانیہ بولا جاتا ہے۔ (مجمع بحار الانوار ج۵ ص۲۱۷)

ج...... حدیث شریف میں ہے کہ: ’’الایمان یمان والحکمة یمانیه (رواه جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۳۱، باب ماجاء فی فضل الیمن) ‘‘یعنی ایمان یمن سے ہے اور حکمت بھی یمن سے ہے۔ (مجمع بحار الانوار ج۵ ص۲۱۷)

پس ثابت ہو گیا کہ حضرت مہدیؑ یمن کے ملک یعنی کعبۃ اللہ مکہ معظمہ ومدینہ منورہ کے

درمیان میں پیدا ہوں گے۔ اگر چہ کئی حدیثوں میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت مہدیؒ مدینہ منورہ میں پیدا ہوں گے اور یہ بھی ممکن ہے کہ کرعہ یا کراع بستی میں جو مکہ اور مدینہ شریف کے درمیان میں ہے۔ (جیسے کہ بیان ہو چکا ہے) پیدا ہوں اور پھر مدینہ شریف میں تشریف لے آئیں اور عین ظہور کے وقت کعبۃ اللہ شریف میں تشریف فرما ہوں۔ اعتراض ثانی بھی باطل ہوا۔

معیار شناخت کرعہ وکدعہ

میں کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کا نام اس بستی کا جس میں حضرت مہدیؒ پیدا ہوں گے۔ کدعہ بتلاتے ہیں اور اس پر اپنی طرف سے بموجب معرب قادیان لکھتے ہیں اور یہ نام ایک حدیث میں آیا ہے۔ پس اس کی تصدیق کے لئے ہم کو کسی حدیث کی کتاب میں تلاش کرنا ہوگا یا کسی حدیث کی لغت میں۔ کتب احادیث کی لغت یا شرح نہایت مشہور اور مستند کتاب مرزا قادیانی کی بھی مسلمہ مجمع بحار الانوار ہے۔ اس میں سے مرزا قادیانی یا ان کے حواری یہ نام نکال کر دکھلائیں۔ اگر سچے ہیں؟۔ یا کسی اور ہی کتاب سے نکال کر پیش کریں۔ لیکن یہ یقینی ہے کہ وہ ہرگز نکال کر پیش نہیں کر سکیں گے۔ جیسے کہ میں نے چند کتب معتبرات سے نکال کر پیش ناظرین کر دیا ہے کہ وہ بستی کرعہ (ک، ر، ع، ہ) یا کراع (ک، ر، ا، ع) ہے۔ جس میں حضرت مہدیؒ پیدا ہوں گے۔ خواہ تمام عمر تلاش کریں اور تین سو تیرہ ہی مرزائی معہ مردوں (فوت شدہ) کے شامل ہو کر کوشش کریں اور مرزا قادیانی بھی اپنے بیت الفکر میں بیٹھ کر الہاموں کا زور لگائیں اور اپنے خدا عاجی سے بھی زاری والحاح و دعائیں کر کے مدد لیں۔

الغرض! یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ حضرت مہدیؒ مرزا قادیانی کے کدعہ معرب قادیان یا کادیان جو کعبۃ اللہ شریفہ سے جانب مشرق ہے۔ پیدا ہو کر ظہور فرمائیں۔ بلکہ معاملہ ہی برعکس کیونکہ اکثر احادیث صحیحہ میں ہے کہ دجال مشرق سے نکلے گا۔ احادیث نقل کرنے کی ضرورت اس لئے نہیں کہ مرزا قادیانی خود اس امر کو مانتے ہیں۔ جیسے وہ لکھتے ہیں کہ:

۱..... ''دجال مشرق کی طرف سے خروج کرے گا۔ لیعنی ملک ہند سے کیونکہ یہ ملک ہند زمین حجاز سے مشرق کی طرف ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۶۷۹، خزائن ج۳ ص۴۹۲)

۲..... ''حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دجال ہندوستان سے نکلنے والا ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۸۴۱، خزائن ج۳ ص۵۵۶)

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ مرزا قادیانی کا گاؤں قادیان ملک ہندوستان میں ہے

اور عین ملک حجاز سے مشرق کو ہے۔ پس مرزا قادیانی کا دعویٰ محض غلط ہی نہیں بلکہ جھوٹا نکلا۔ جھوٹ بھی ایسا کہ گویا خود دجال ہی ثابت ہو گئے۔ اگرچہ وہ بڑے دجال نہیں۔ لیکن خلیفہ دجال ہونے میں تو اس کتاب رسالہ انجام آتھم کی تالیف کے وقت (۱۸۹۶ء) کوئی شک نہیں رہا۔ (جیسا کہ میرے جیسے ہیچمدان کو بھی القاء ہوا ہے کہ: ''ھذا خلیفة الدجال ''جس کے حروف کے اعداد سے پوری تاریخ ۱۸۹۶ء نکلتی ہے) کیونکہ کسی حدیث میں نہیں ہے کہ حضرت مہدیؑ ملک مشرق یا ہندوستان سے ہوں گے۔ تمام احادیث میں ہے کہ وہ حضرت ملک یمن عرب میں پیدا ہوں گے۔ فبطل ادعائه!

۳...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ''مہدی اس گاؤں سے نکلے گا۔ جس کا نام کدعہ ہے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۱، خزائن ج۱۱ ص۳۲۵)

اس سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ گاؤں کرعہ ہے۔ جس کو مرزا قادیانی کدعہ لکھتے ہیں۔ حضرت رسول خداﷺ کے زمانہ میں موجود تھا اور اب بھی موجود ہے اور خود مرزا قادیانی کے ترجمہ حدیث شریف اور اصل الفاظ سے ثابت ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ قادیان حضرت رسول خداﷺ کے وقت میں ہرگز موجود نہیں تھا۔ کیونکہ مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں کہ ''بابر بادشاہ کے وقت میں یہاں پنجاب میں ہمارے مورث اعلیٰ اور میدان میں ایک قصبہ آباد کیا۔ اس کا نام اسلام پورہ قاضیان ماجھی رکھا۔'' (ازالہ اوہام ص۱۲۲، خزائن ج۳ ص۱۶۰)

تواریخ کے دیکھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ بابر بادشاہ نے ۱۵۲۶ء سے ۱۵۳۰ء تک بادشاہی ہندوستان وغیرہ میں کی ہے۔ جس کو اس وقت ۱۸۹۷ء کو تین ۳۷۱ سو اکہتر سال ہوئے ہیں اور حضرت رسول اکرمﷺ کی حدیث شریف کو تیرہ سو سال کا عرصہ گذر گیا اور اس وقت وہ کرعہ گاؤں موجود تھا اور مرزا قادیانی یا کادیان ہرگز موجود نہیں تھی۔ اس لئے حدیث شریف کا مصداق قادیان ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یہ نرا دھوکہ ہے۔

موضع یا قصبہ قادیان کی تحقیق

مرزا قادیانی نے قادیان کی کوئی وجہ تسمیہ بیان نہیں کی کہ کیوں اس کا نام قادیان رکھا گیا۔ اس لئے میں اس کی وجہ تسمیہ ظاہر کر کے ثابت کرتا ہوں کہ دراصل اس کا نام قادیان بھی نہیں ہے۔ اسلام پور قاضیان تھا۔ جب روز بروز شریر لوگ پیدا ہوتے گئے۔ حتیٰ کہ بقول مرزا قادیانی اس قصبہ کے باشندے یزیدی ہو گئے تو اسلام پور دور ہو گیا۔ محض قاضیان رہ گیا۔ عربی تلفظ میں ض

کو دسے مشابہت ہے۔ اس لئے قاضیان کا قادیان بن گیا۔ کیونکہ اصل میں آباد کیا ہوقاضی ماجھی صاحب کا ہے۔ جو مرزا قادیانی کے مورث اعلیٰ معلوم ہوتے ہیں۔ جیسے مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

الف..... ’’ان دیہات کے وسط میں انہوں نے قلعہ کے طور پر ایک قصبہ اپنی سکونت کے لئے آباد کیا۔ جس کا نام اسلام پور قاضی ماجھی رکھا۔ یہی اسلام پور ہے۔ جو اب قادیان کے نام سے مشہور ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۱۲۲، خزائن ج۳ ص۱۶۰)

ب..... ’’اور اس جگہ کا نام جو اسلام پور قاضی ماجھی تھا۔ تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ابتداء میں شاہان دہلی کی طرف سے اس تمام علاقہ کی حکومت ہمارے بزرگوں کو دی گئی تھی اور منصب قضاء یعنی رعایا کے مقدمات کا تصفیہ کرنا ان کے سپرد تھا۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۱۲۳ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۱۶۱)

حضرات ناظرین! مرزا قادیانی کے مورث اعلیٰ قاضی ماجھی نے اس قادیان کا نام اپنے نام پر اسلام پور قاضی ماجھی رکھا تھا۔ اسی واسطے اسلام پور قاضیان کہلاتا تھا۔ پھر رفتہ رفتہ اسلام پور دور ہو گیا۔ قاضیان رہ گیا۔ قاضیان کا حرف ض بہ تلفظ عربی د سے مشتبہ الصوت ہے۔ اس لئے قادیان بن گیا۔ مرزا قادیانی اب لفظ کرعہ اور کراع میں بھی غور کریں اور قادیان کی وجہ تسمیہ اگر اس کے سوا کچھ اور ہے تو بیان کریں؟۔ لیکن ہرگز بیان نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ اس کی تصدیق اور طور پر بھی ہوتی ہے کہ قاضی ماجھی صاحب ضرور سکندر شاہ لودھی کے زمانہ میں جو (وہی زمانہ بابر بادشاہ کا بھی ہے) موجود تھے۔ جس کی تصدیق ایک کتبہ سے جو (میں نے خود ایک مسجد واقعہ قصبہ ماجھی واڑہ ضلع لودھیانہ میں دیکھا اور یہ مسجد بھی قاضیان کی کہلاتی ہے اور فتح ملک بنت قاضی ماجھی کی تعمیر ہے) ہوتی ہے۔ کتبہ یہ ہے کہ: ’’قد بناء المسجد بندگی بی بی فتحملك بنت ملا ماجھی فی عهد بندگی اعلیٰ حضرت سلطان سکندر شاه ابن بهلول شاه خلدالله ملكه من شهر رجب المرجب ۹۳۳ھ‘‘ یعنی تحقیق یہ مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ (یہاں دو تین لفظ ٹوٹے ہوئے ہیں) بی بی فتحملک بنت ملا ماجھی کی طرف سے اعلیٰ بندگی حضرت سلطان سکندر شاہ بن بہلول شاہ خلداللہ ملکہ کے زمانہ رجب المرجب ۹۳۳ھ مقدس میں۔‘‘

اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ یہ ملا ماجھی صاحب وہی قاضی ماجھی مورث اعلیٰ مرزا قادیانی کے ہیں۔ جن کا ذکر آپ نے (ازالہ اوہام ص۱۲۲، ۱۲۳ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۱۶۰، ۱۶۱) میں کیا ہے اور وہی ۹۳۳ھ سلطان سکندر شاہ لودھی قریب بابر بادشاہ کے زمانہ کے ہے۔ جس کو

اس وقت ۱۳۱۴ھ میں تین سو اکانوے سال ہوتے ہیں۔ اگرچہ اس کتبہ سے مرزا قادیانی کی کسی قدر تکذیب بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ ملا ماجھی صاحب سلطان سکندر شاہ لودھی کے وقت میں تھے اور بابر بادشاہ ابراہیم لودھی کے زمانہ میں کابل سے آیا تھا۔ اس نے اس ملک کو فتح کر کے ابراہیم شاہ کو شکست دی۔ یہ واقعہ ۱۵۲۴ء کا جس کو تین سو تہتر برس ہوتے ہیں۔ اس میں اٹھارہ سال کا فرق ہے۔ سو خیر تاریخی جھگڑوں سے درگذر کر کے ثابت کرتا ہوں کہ یہ قصبہ قادیان چار سو سال کے اندر کا آباد شدہ ہے۔ اس لئے حدیث شریف مذکور سے ذرہ بھر بھی لگاؤ اس کا نہیں ہے۔ فھو المراد!

۴… مرزا قادیانی اپنی پیش کردہ حدیث میں لکھتے ہیں کہ ''خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۱، خزائن ج۱۱ ص۳۲۵)

حضرات! مرزا قادیانی سے دریافت فرمائیے گا کہ آپ کی تصدیق خداوند تعالیٰ نے کیا کی؟۔ اور کس طرح پر کی؟۔ اور اس تصدیق کی آپ کے پاس کیا تصدیق ہے۔ کیا آپ کے ظہور پر آپ سے مکہ معظمہ کے لوگوں نے رکن یمانی پر بیعت کر لی ہے؟۔ (مکہ معظمہ تو خواب یا الہام میں بھی دیکھنا نصیب نہیں ہوا) کیا ابدال شامی آپ کی خدمت میں حاضر ہوگئے ہیں۔ (ابدال آپ سے کوسوں بھاگتے ہیں) کیا غیب سے یہ آواز ''ھذا خلیفة الله المھدی فاستمعوا واطیعوا'' پکاری گئی ہے۔ حاشا وکلا! کبھی آپ نے کعبۃ اللہ شریف کی طرف جانے کا رخ نہیں کیا۔ (خدا نصیب نہ کرے) کبھی رکن یمانی کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ (خدا نہ کرے) ابدال شامی آپ سے کوسوں دور ہیں۔ غیب سے یہی آواز ''ھذا خلیفة الدجال (۱۸۹۶ء) فلا تسمعوا ولا تطیعوا'' آرہی ہے۔ تمام جہان کے علماء وفضلاء ومشائخ بے ریا وعوام مسلمان مخالف ہیں۔ بلکہ سخت دشمن کیا یہی آثار تصدیق خدا کے ہوا کرتے ہیں؟۔ کہ ہر طرف سے فتاوے پر فتاوے خارج از اسلام آرہے ہیں۔ ہر جانب سے تکذیب ہی تکذیب ہورہی ہے۔ ہاں اگر مرزا قادیانی کی تصدیق ان کے خدا اعاجی نے کی ہو تو کی ہو۔ ورنہ مسلمانوں کے خدا تبارک وتعالیٰ مرزا قادیانی کی تکذیب حرمین شریفین زاد اللہ شرفاً وتعظیماً میں بھی مشتہر فرمادی ہے۔ اس واسطے تمام جہان میں یہ آپ کی تکذیب پھیل گئی ہے۔ جب مکہ معظمہ میں آپ کی تکذیب مشتہر ہوگئی تو بعدہ تمام اسلامی ملکوں میں نہایت ہی نفرت کے ساتھ آپ کی تکذیب مشتہر ہوگئی۔ کیونکہ مکہ معظمہ اسلام کا مرکز ہے۔ جو امر وہاں پسند ہو دوسری اسلامی جگہوں میں بھی قابل تسلیم ہوتا ہے۔ ورنہ

قابل انکار اور نفرت اس بات کو مرزا قادیانی بھی پہلے قبول کر چکے ہوئے ہیں۔ جیسے لکھتے ہیں کہ:

''مکہ معظمہ اسلام کا مرکز ہے اور لاکھوں صلحاء اور علماء اور اولیاء اس میں جمع ہوتے ہیں اور ایک ادنیٰ امر بھی جو مکہ میں واقعہ ہو۔ فی الفور اسلامی دنیا میں مشہور ہو جاتا ہے۔''

(ست بچن ص۲۳، خزائن ج۱۰ص۱۳۵)

پس مرزا قادیانی جب بڑے گھر سے نکالے جا چکے ہیں تو پھر کیوں نہ تمام اسلامی دنیا میں آپ کی تکذیب کی تشہیر ہو۔ اسی پر مرزا قادیانی کو نبی اور مرسل بننے کی آرزو اور دعویٰ ہے؟۔ جب آپ کو مکے سے بھی دھکے مل چکے ہیں تو پھر آپ پکے پکے وہ ہیں؟۔ قرآن شریف اور احادیث شریف میں مقبولیت اور تصدیق وصداقت کی جو علامت ہے۔ اس کو ناظرین کے لئے نقل کرتا ہوں۔ بغور ملاحظہ فرما کر اندازہ کیجئے گا۔ وھو ھذا!

قرآن شریف میں (سورہ مریم:۹۶) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:''ان الذین امنوا وعملوا الصلحت سیجعل لھم الرحمن ودا''یعنی تحقیق جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے۔ البتہ کرے گا ان کے لئے رحمٰن محبت۔ تفسیر (معالم التنزیل ج۳ص۱۲) وغیرہ میں اس آیت کے نیچے مجاہد مفسر اہل سنت والجماعت سے لائے ہیں۔''یحبھم اللہ تعالی ویحببھم الی عبادہ المؤمنین''یعنی اللہ تعالیٰ ایمانداروں نیکوکاروں کو اپنا محبوب بنالیتا ہے اور ان کی محبت اپنے ایمانداروں کے دلوں میں سما دیتا ہے، اور اسی تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں موطا امام مالکؒ سے اسی آیت کے نیچے یہ صحیح حدیث نقل کی ہے۔''قال رسول اللہ ﷺ اذا احب اللہ العبد قال لجبریل یا جبریل قد احببت فلاناً فاحبّہ فیحبہ جبریل ثم ینادی فی اھل السماء ان اللہ عزوجل قد احب فلاناً فاحبوہ فیحبہ اھل السماء ثم یوضع لہ القبول فی الارض (مؤطا امام مالکؒ ص۷۲۳، باب ماجاء فی المتحابین فی اللہ)''

یعنی سرور عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کو اپنا دوست بناتے ہیں۔ تو جبریل علیہ السلام سے فرماتے ہیں کہ فلانے کو ہم نے اپنا محبوب بنایا ہے۔ تم بھی اس کو اپنا دوست بنالو۔ پس جبریل علیہ السلام اس کو اپنا محبوب بنالیتے ہیں۔ پھر آسمانوں کے فرشتوں میں آواز کر دیتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا فلانے سے پیار ہے۔ تم سب اسے پیار کرو۔ پس سارے فرشتے اس کو اپنا پیارا بنالیتے ہیں۔ پھر زمین کے لوگ بھی اسے محبت کر کے قبول کر لیتے ہیں۔ اسی طرح خدا کے دشمنوں کا بھی حال اسی حدیث میں ہے کہ ان کی دشمنی اور بغض خلق اللہ میں پھیل جاتا ہے۔ یہ حدیث (صحیح بخاری

ج۱ص۴۵۶،باب ذکر الملائکة اورصحیح مسلم ج۲ص۳۳۱،باب اذا احب الله عبداً امر جبریل) میں بھی موجود ہے اور کرمانی شرح بخاری سے (مجمع بحار الانوار ج۵ص۴۰۰) میں لائے ہیں کہ اس حدیث سے سمجھا گیا ہے کہ بندوں کے دلوں میں محبت حق تعالیٰ کی محبت کی علامت ہے۔جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ:''ماراہ المسلمون حسنا فھو عندالله حسن (مسند امام احمد بن حنبل ج٦ ص٨٤، حدیث نمبر ٣٦٠٠)''یعنی جومسلمانوں کے نزدیک اچھااور نیک ہے۔وہ خدا کے نزدیک بھی اچھا اور نیک ہے۔پس یہ کیا عمدہ فیصلہ حضرت جل وعلیٰ اور رسول اکرم ﷺ نے فرمادیا ہے کہ جس میں کسی کوکوئی چوں وچرا کی گنجائش نہیں۔اب سب صاحبان آیت شریف وحدیث لطیف ودیگر تفاسیر کے ارشادات کے رو سے معلوم کر سکتے ہیں کہ مرزاقادیانی مقبول ہیں یا مردود؟محبوب خدا ہیں یا عدواللہ؟کوئی علامت صداقت وقبولیت کی ہے؟۔ہرگزنہیں ہرگزنہیں۔علاوہ تمام کافہ اہل اسلام کے تمام جہاں (جس میں ہزاروں لاکھوں علماءؒ وفضلاء،ومشائخ صلحاء اولیاء اللہ عرب وعجم کے داخل ہیں) دشمن ہے۔دوست کون ہیں اور کتنے؟۔وہی صرف تین سوتیرہ وہ بھی مردوں کی تعداد کے ساتھ الغرض اس آیت شریف وحدیث شریف سے ثابت ہوگیا ہے کہ مرزاقادیانی خداوندتعالیٰ کے دشمن،جبرائیل علیہ السلام کے دشمن، تمام فرشتوں کے دشمن،تمام خلق خدا کے جوزمین پرموجود ہے دشمن ہیں۔پھرفرمائیے یہ مہدی ہیں۔یاضال اورمضل؟نہیں لیکن اخیر کے دونوں۔فھو المطلب!

۵..... مرزاقادیانی حدیث کے مضمون سے لکھتے ہیں کہ:''دوردور سے اس کے دوست جمع کرے گا۔جن کا شمار اہل بدر کے شمار سے برابر ہوگا۔یعنی تین سوتیرہ ہوں گے اوران کے نام بقید مسکن اورخصلت کے چھپی ہوئی کتاب میں درج ہوں گے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۴۱،خزائن ج۱۱ص۳۲۵)

حضرات ناظرین!مرزاقادیانی کے وہی تین سوتیرہ دوست ہیں۔جن میں انہوں نے سترہ آدمی مدتوں کے فوت شدہ کولکھ کرتعداد پوری کی ہے۔کیا عمدہ فخر کی بات ہے کہ چورانوے کروڑ مسلمانوں مقبولہ[۱] مرزاقادیانی میں سے صرف تین سوتیرہ ہی ان کے دوست ہیں۔آپ صاحبان کومعلوم ہوگا کہ مسیلمہ کذاب کے ساتھ بھی ایک لاکھ سے زیادہ معتقد تھے اور پھرمہدی سوڈانی کے پاس بھی،جومرزاقادیانی کے یوم الولادت میں برابر تھا تین لاکھ فوج جان نثار محض للہ

---

[۱] دیکھومرزاقادیانی کی کتاب(ست بچن کاحاشیہ ص۶۷،خزائن ج۱۰ص۱۹۱)

جان دینے والی تھی۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا کہ ایک شخص باب نام کے پاس جو ایران میں ہوا کس قدر جان نثار معتقد موجود تھے۔ پھر ذرہ رام سنگھ کو ہی دیکھئے کہ ایک لاکھ تو اس کے ساتھ بھی مفت بلا تنخواہ ہی ہو گیا تھا۔ اب بھی ہزاروں تو اس کی عدم موجودگی میں موجود ہیں۔ پھر مرزا قادیانی کو تین سو تیرہ نہیں بلکہ ستر ہ مردے نکال کر دو سو چھیانوے پر جوان میں بھی بعض تنخواہیں لیتے ہیں۔ کیا فخر ہونا چاہئے؟۔ سوچنے والے سوچ سکتے ہیں۔ سمجھنے والے سمجھ سکتے ہیں۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ مرزا قادیانی کی بھی ویسی ہی تمنا تھی۔ مگر افسوس ایک لاکھ فوج جس کی درخواست آپ نے کی تھی منظور نہ ہوئی۔ مندرجہ بالا دعویداروں کی طرح آتا نہیں تو دلیہ تو ضرور کر دکھلاتے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی محمد احمد سوڈانی سے مطابقت

چونکہ مہدی سوڈانی محمد احمد نامی کا تذکرہ درمیان میں آ چکا ہے۔ جس کی مطابقت مرزا قادیانی کی تاریخ پیدائش وظہور دعویٰ وغیرہ امورات میں ٹھیک ہوتی ہے۔ اس لئے میں ایک رسالہ سے جو (مولوی محمد فضل الدین صاحب مالک مطبع اخبار وفادار ۱۸۸۴ء کا مرتبہ ہے) ناظرین کے لئے نقل کر کے پیش کرتا ہوں۔ وھوھذا!

’’ان کے (مہدی سوڈانی) عالم وجود میں آنے کا زمانہ سن ہجری ۱۲۵۹ھ اور سن عیسوی ۱۸۴۲ء اور ان کے ظہور مہدویت کی تاریخ اگست (مطابق رمضان) ۱۸۸۱ء سے محسوب ہوتی ہے۔ جسے ابھی تین سال بھی نہیں ہوئے۔ گو ان میں یہ پچھلی تاریخ ۱۸۸۱ء عربی پاشا کی علانیہ بغاوت کی تاریخ سے تو مطابق نہیں ہوتی۔ جس کا آغاز ۱۰ر جولائی ۱۸۸۲ء کو ہوا تھا۔ مگر اس میں شک نہیں کہ پاشائے موصوف کے عہد سپہ سالاری مصر کی ان تاریخوں سے برابر مل جاتی ہے۔‘‘

(ص۴،۵)

’’ان کے اعلان مہدویت کا خلاصہ یہ تھا کہ میں ہی وہ مہدی موعود ہوں جن کا تمہیں دس گذشتہ صدیوں سے انتظار تھا اور میں ہی وہ آخرالزمان ہوں۔ جو اس مشکل مسئلہ کو حل کروں گا کہ مسلمانوں کے پولیٹکل نفاق کو دور کروں اور ان کو ایک ہی سچی راہ شریعت پر چلاؤں اور حشر ونشر کی سہولتوں کے لئے تیار کروں اور مخالفان اسلام کا مخالف اور محبان اسلام کا دوست اور حامی بنا رہوں۔‘‘ (ص۵، سطر۹)

’’اور خود بدولت اپنے اشتہارات وغیرہ میں اپنا نام محمد احمد لکھتے ہیں جو غالباً زیادہ اعتبار کے لائق ہے۔ بہرحال تمام انسانی قرائن کے بموجب یہ مہدی صادق تو نہیں۔ مگر ایک

نہایت درجہ کے محتاط پرہیز گار فاضل اسلام پرست منتظم آدمی ہیں۔ جن کی علمی اور تمدنی لیاقتوں کا اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا کہ آج حضرت کے پاس کم وبیش ۳لاکھ جان نثار خدا واسطے کولڑنے والے موجود ہیں۔'' (ص۹،سطر۲)

''ان کے تین ہمعصر اور بھی مہدی کہلاتے ہیں۔'' (ملخصاص۹،سطر۹)

''سنا جاتا ہے کہ ان کی بیویاں بھی ۱۰ سے متجاوز ہیں۔'' (ص۹،سطر۱۳)

علم الاعداد

حضرات! مرزا قادیانی کی مطابقت مہدی سوڈانی سے اس طرح پر ہے۔ راقم آثم کے دل میں خداوند کریم کی طرف سے فتنہ پیدائش قادیانی کا یوں القا ہوا ہے کہ اللہ وتبارک تعالیٰ (توبہ:۴۹) میں فرماتا ہے کہ:''الا فی الفتنة سقطوا ''یعنی آگاہ ہوجاؤ وہ فتنہ میں گرے گویا عوام کو آگاہی دی گئی ہے کہ جو لوگ اس فتنہ پیدائش قادیانی میں آئیں گے۔ وہ فتنہ اور ابتلا میں گریں گے اور اس آیت شریفہ سے بحساب ابجد کل حروف کے اعداد ۱۲۵۹ھ سن پیدائش مرزا قادیانی کا نکلا اور یہی ۱۲۵۹ھ مہدی سوڈانی کی پیدائش کا ہے۔ جیسے کہ مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں کہ''سو یہی سن ۱۲۷۵ھ جو آیت وآخرین منهم لم یلحقوا بهم کے حروف کے اعداد سے ظاہر ہوگا ہے۔ اس عاجز کے بلوغ اور پیدائش ثانی اور تولد روحانی کی تاریخ ہے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۲۲۰، خزائن ج۵ص ایضاً) یعنی ۱۲۷۵ھ کو مرزا قادیانی بالغ ہوکر اور جوان ہونے شروع ہوئے۔ یہی سال شباب ظلم کا بھی ہے۔ اس کے اعداد بھی ۱۲۷۵ھ ہی ہیں۔ بارہ سوانسٹھ پیدائش سال نکلتا ہے۔ گویا مرزا قادیانی کی مقبولہ تاریخ [1] پیدائش ۱۲۵۹ء، جس کی خبر خداوند کریم نے آیت شریف الا فی الفتنة سقطوا کے حروف کے اعداد ۱۲۵۹ھ میں دی ہے۔ ثابت ہے اور یہی تاریخ پیدائش مہدی کاذب سوڈانی کی ہے۔

مہدی سوڈانی کی تاریخ ظہور ۱۸۸۲ء ہے۔ جس کو پندرہ سال کا عرصہ ہوا ہے۔ وہی تاریخ ۱۸۸۲ء مرزا قادیانی کے ظہور دعویٰ مجددیت ومثیل مسیح وغیرہ کی ہے۔ جیسے مرزا قادیانی کے

---

[1] مقبولہ تاریخ الخ کتاب نشان آسمانی مؤلفہ مرزا قادیانی مورخہ مئی ۱۸۹۳ء میں درج ہے کہ''یہ عاجز تجدید دین کے لئے سن چالیس میں مبعوث ہوا۔ جس کو گیارہ برس کے قریب گذر گیا۔'' (نشانی آسمانی ص۴، خزائن ج۴ص۳۶۴) وہی ۱۳۰۰ھ اور وہی ۱۲۵۹ھ اور وہی ۱۸۴۲ء سال پیدائش مرزا قادیانی کا پورا ہوا۔ گویا مرزا قادیانی کی عمر اس وقت ۱۸۹۷ء میں پچپن سال کی ہوتی ہے۔

(براہین احمدیہ کے حصہ سوم کے صفحہ اول پر ۱۸۸۲ء، خزائن ج ۱ ص ۱۳۳) درج ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ ''اگر یہ عاجز مسیح موعود نہیں ہے تو پھر آپ لوگ مسیح موعود کو آسمان سے اتار کر دکھلائیں۔''

(ازالہ اوہام ص ۱۸۵، خزائن ج ۳ ص ۱۸۹)

''پہلے سے یہی تاریخ ہم نے نام میں مقرر کر رکھی تھی اور وہ نام یہ ہے۔ غلام احمد قادیانی ۱۳۰۰ اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں۔ (تیرہویں صدی پر ہوا۔)

(ازالہ اوہام ص ۱۸۶، خزائن ج ۳ ص ۱۸۹، ۱۹۰)

اس حساب سے بھی وہی پندرہ سال کا عرصہ اور وہی ۱۸۸۲ء ہوتا ہے۔ لیکن یہاں پر مرزا قادیانی کی یہ بڑی قوی دلیل ہے کہ میرے نام غلام احمد قادیانی کے تیرہ سو عدد پورے ہوتے ہیں اس واسطے میں مجدد اور مسیح موعود ہوں تو کیا اگر کسی اور کے نام کے بھی تیرہ سو عدد پورے نکل آئیں تو وہ بھی تیرہویں صدی کا مجدد اور مسیح موعود اور مہدی موعود ہوگا؟ اگر یہی بات ہے تو لیجئے سنیئے۔ ان کے نام کے بھی تیرہ سو عدد ہیں۔

۱...... مہدی کاذب محمد احمد برم (عاجز) سوڈانی۔ ۱۳۰۰

۲...... سید احمد پیر لشکری نیچر علیگڑھی۔ ۱۳۰۰

مرزا قادیانی کے بھائی جو پیغمبر خاکروبان بھی موجود ہیں یعنی۔

۳...... مرزا امام الدین ابواوتار لال بیگیان کادیانی ۱۳۰۰

مرزا قادیانی کے فاضل بزرگ حواری نورالدین صاحب موجود ہیں۔ یعنی

۴...... مولوی حکیم نورالدین مستہام[1] (حیران) بھیروی۔ ۱۳۰۰

مرزا قادیانی کے دو دوست بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ یعنی

۵...... مولوی کامل سید نذیر حسین دھلوی ۱۳۰۰

۶...... مولوی محمد حسین ہوشیار بٹالوی۔ ۱۳۰۰

پانچوں سواروں میں یہ عاجز راقم الحروف بھی یعنی

۷...... بندہ بے چارہ فضل احمد مجیب ۱۳۰۰

علیٰ ہذا القیاس جس قدر چاہوں اور ناموں کے عدد پورے تیرہ سو کرتا چلا جاؤں۔ لیکن

---

[1] استہام بمعنی سرگشتہ و حیران حکیم صاحب بھی ان کے مصداق بن کر تخت حیرانی میں ہیں۔ حیا دامن گیر ہے۔ خدا ہدایت بخشے آمین۔

لیااس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ فلاں کس مجدد یا مسیح موعوداور مہدی مسعود ہے؟۔ ہرگز نہیں۔ مرزا قادیانی کا اپنے نام کے حروف کے اعداد نکال کر دعویٰ کرنا محض بیہودہ اور ہیچ و پوچ بازیچہ طفلان ہے۔ جو کوئی بھی ذی عقل اس طرف خیال کو جانے کی بھی اجازت نہیں دے گا۔ اس کے علاوہ مرزا قادیانی اپنے دعویٰ پیغمبری مسیح موعود کے اثبات میں حسب ذیل بھی لکھتے ہیں۔

الف...... ''یہ وہی زمانہ ہے۔ جس کی طرف ایک حدیث میں یہ اشارہ ہے...... یہ وہ زمانہ ہے جو اس عاجز پر کشفی طور پر ہوا۔ جو کمال طغیان اس کا اس سن ہجری میں ہوگا۔ جو آیت ''وانا علی ذهاب به لقادرون'' بحساب جمل مخفی ہے۔ ۱۲۷۴ھ''

(ازالہ اوہام ص ۶۵۷، خزائن ج ۳ ص ۴۵۵)

ب...... ''جو اعداد آیت انا[1] علیٰ ذهاب به لقادرون سے سمجھا جاتا ہے۔ یعنی ۱۸۵۷ء زمانہ تو ساتھ ہی اس عاجز کا مسیح موعود ہونا بھی ثابت ہو جائے گا۔ اس آیت میں ۱۸۵۷ء کی طرف اشارہ ہے۔ جس میں ہندوستان میں ایک مفسدہ عظیم پیدا ہو کر آثار باقیہ اسلامی سلطنت کے ملک ہند سے ناپید ہو گئے تھے۔ کیونکہ اس آیت کے اعداد بحساب جمل ۱۲۷۴ھ ہیں اور یہ سال ۱۸۵۷ء اس کے ساتھ مطابق ہوتا ضعف اسلام کا زمانہ یہی ۱۸۵۷ء ہے۔ جس کی بابت آیت میں حکم ہے کہ قرآن زمین پر سے اٹھا لیا جائے گا۔ سو ۱۸۵۷ء میں مسلمانوں کی ایسی ہی حالت ہو گئی تھی۔ بجز بدچلنی اور فسق اور فجور کے اسلام کے رئیسوں کو اور کچھ یاد نہیں تھا اور سرکار انگریزی کے ساتھ بغاوت کی اور مولویوں نے فتویٰ جہاد کا دیا۔ انہیں معنوں سے کہا گیا ہے کہ آخری زمانہ میں قرآن آسمان[2] پر اٹھایا جائے گا۔ پھر انہیں حدیثوں میں لکھا ہے کہ دوبارہ قرآن

---

[1] حروف واؤ کو مرزا قادیانی نے چھوڑ دیا۔

[2] مرزا قادیانی نے قرآن شریف کا زمین پر سے آسمان پر اٹھایا جانا لکھا ہے۔ جیسا کہ حدیثوں میں قیامت کی علامات میں درج ہے۔ شاید مرزا قادیانی قرآن شریف کو صرف ہندوستان اور بالخصوص پنجاب کے واسطے نازل ہوا ہوا سمجھتے ہیں۔ کیونکہ جب غدر ہندوستان میں ہوا تو باقی تمام اسلامی ممالک سے بھی قرآن شریف اٹھایا گیا۔ لیکن یہ ہرگز نہیں ہوا۔ تو خوب آیت شریف اور حدیث کی آپ نے تصدیق کی کہ صرف پنجاب اور کسی قدر حصہ ہندوستان سے قرآن شریف اٹھا لیا گیا اور باقی تمام دنیا میں موجود رہا۔ پھر جس قرآن کو مرزا قادیانی دوبارہ دنیا پر آسمان سے لائے اسی سے میں یہ آیت ''انا انزلناہ قریباً من القادیان'' بھی لکھی ہوئی ہوگی؟۔ سبحان اللہ آپ کی تاویلات اور استعارات کیا ہیں؟۔ جس پر عقل کی آمد سے روڑے گرے چلے جاتے ہیں۔

لوزمین پر لانے والا ایک مرد فارسی الاصل ہوگا۔ جیسا فرمایا ہے کہ:”لو کان الایمان معلقا بالثریا“ (ازالہ اوہام ص۲۲۳تا۷ ۲۴، خزائن ج۳ص۴۸۹،۴۹۰ ملخصاً)

حضرات ناظرین! مرزا قادیانی کے اختلافات کہ (مسیح موعودی کا دعویٰ اپنے نام غلام احمد قادیانی ۱۳۰۰ھ سے کیا۔ جس کو قریباً پندرہ سال ہوئے ادھر اب ۱۲۷۴ھ یا ۱۸۵۷ء بیان کرتے ہیں۔ جس کو چالیس سال کا عرصہ گذرتا ہے اور قران شریف کا زمین پر سے اٹھائے جانے اور مرزا قادیانی فارسی الاصل کا دوبارہ قرآن شریف کو زمین پر لانے) پر نظر نہ کر کے اصل مدعا مرزا قادیانی کا ظاہر کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ آیت شریف کے اعداد میں ۱۲۷۴ھ جو ۱۸۵۷ء کے مطابق ہے۔ میرے مسیح موعود ہونے کا ثبوت ہے۔ سو اب آپ کو یہ دیکھنا ہے کہ ہندوستان میں غدر ۱۸۵۷ء کے کس کس ماہ انگریزی میں ہوا تھا اور وہ ماہ انگریزی کس کس ماہ قمری کے اور سن ہجری کے مطابق ہیں۔ تواریخ (واقعات ہند) کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰ رمئی ۱۸۵۷ء میں اوّل اوّل چھاؤنی میرٹھ میں غدر ہوا۔ یہ تاریخ ۱۰ رمئی ۱۸۵۷ء مطابق ۱۵ رمضان ۱۲۷۳ھ کے ہوتی ہے اور ماہ جون و جولائی ۱۸۵۷ء کو دیگر اضلاع میں غدر اور جنگ ہوتے رہے اور سرکار انگریزی کا تسلط ہوگیا۔ گویا ماہ شوال اور ذیقعد اور غایت الامر ذی الحج ۱۲۷۳ھ المقدس تک غدر کا خاتمہ ہوگیا۔ پس اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ ۱۸۵۷ء کے غدر کا زمانہ ۱۲۷۴ھ کے مطابق نہیں ہوا۔ بلکہ ۱۲۷۳ھ کے مطابق ہوا۔ جس کی بابت راقم الحروف کو القاء ربانی سے وہ حصہ حدیث شریف کا یاد دلایا گیا ہے۔ جو (صحیح بخاری کے کتاب الفتن اور باب الفتنہ من قبل المشرق ج۲ص۱۰۵۱) میں ہے۔ (یعنی فتنہ مشرق کی طرف سے ہوگا) جس کو مرزا قادیانی بھی تسلیم کر چکے ہیں کہ دجال مشرق یعنی ملک ہندوستان سے نکلے گا وہ حدیث شریف اس طرح پر ہے۔ فرمایا حضرت رسول اکرمﷺ نے ”اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا“ یعنی اے خداوند کریم ہمارے شام اور یمن میں برکت دے۔ اس مکان پر مشرق اور نجد کے لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضرت وفی نجدنا یعنی ہمارے نجد مشرق کے واسطے بھی دعاء برکت فرمایئے۔ تب حضرت محمدﷺ نے تین دفعہ شام اور یمن کے واسطے ہی دعاء برکت فرمائی اور تیسری دفعہ کے بعد حضرت نے ملک مشرق اور نجد کے حق میں فرمایا کہ:”ھناک الزلازل والفتن وبھا یطلع الشیطان“ یعنی اس طرف یا اس جگہ (نجد یا مشرق) میں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان نکلے گا۔ سو اس میں کچھ شک نہیں کہ قادیان میں ہمیشہ فتنے نکلتے

رہتے ہیں اور زلزلے بھی۔ اسی حصہ حدیث شریف ''ھنالك زلزلاذل والفتن وبها يطلع الشيطان'' کے اعداد بحساب جمل ۱۲۷۳ھ کے مطابق ہوتے ہیں۔ جو غدر ۱۸۵۷ء کے عین مطابق ہوتا ہے۔ جس کی صداقت یوں بھی بخوبی ہوتی ہے کہ جب سے ۱۲۵۹ھ میں مرزا قادیانی پیدا ہوئے۔ جو ۱۸۴۲ء کے برابر ہے۔ اس وقت لارڈ الن برا گورنر جنرل کا زمانہ تھا۔ جس نے کابل اور غزنی وغیرہ پر چڑھائی کر کے ان کو بڑی بہادری سے فتح کیا۔ جیسے تواریخ میں لکھا ہے کہ: ''غزنی کو فتح کر کے بالکل مسمار کر دیا وہاں سے کابل کی طرف روانہ ہو کر جرنیل پالک کے پاس آ پہنچے۔ اس کے بعد افغانوں کی دغابازی کی سزا میں کابل کے بڑے بازار کو جلا کر بالکل خاک میں ملا دیا۔'' (واقعات ہندص۲۱۲)

انہیں دنوں عین جنگ کی وقت زلزلہ بھی آیا۔ جیسے لکھا ہے کہ جب قلعہ کی فصیل کی ذرا مرمت کر چکے تو ایک ایسا بھونچال آیا کہ وہ گر پڑی۔ (واقعات ہندص۲۱۱)

یہ ہے مرزا قادیانی کی تولید کی تاریخ اور حدیث شریف کی صداقت۔

اب مرزا قادیانی کی تاریخ بلوغت کا حال سنئے۔ جو ۱۲۷۳ھ مطابق ۱۸۵۷ء زمانہ غدر گذرا ہے۔ اس وقت کے لوگ اب بھی یقین ہے۔ بہت سے زندہ موجود ہیں۔ زمانہ غدر میں جو کچھ گذرا ہے تاریخ میں درج اور لوگوں کو یاد ہے کہ کیا کیا حالتیں مخلوقات کی ہوئیں جو ناگفتہ بہ ہیں۔ حتیٰ کہ سلطنت اسلامی [1] کی رہی سہی کا بھی ستیاناس ہوگیا۔ بہادر شاہ کو جلاوطن کر کے دہلی سے رنگون میں پہنچایا اور اس کے دو بیٹے اور ایک پوتا دہلی کے فتح ہوتے ہی گولی سے مار ڈالے گئے اور سرکار انگلشیہ کو بھی ناحق نقصان آپ کے اثر سے پہنچا۔ دیکھو واقعات ہند کا ص۲۳۱۔

پھر جب ۱۳۰۰ھ سے اپنے نام غلام احمد قادیانی کی تاریخ نکالی۔ جو ۱۸۸۲ء کے مطابق ہوئی۔ جس پر بڑے زور سے دعویٰ مسیح موعودی کا کیا۔ تب اپنے بھائی مہدی سوڈانی کے ساتھ اثر ہمعصری کا دکھلا کر خوب جنگ کروایا۔ سخت کشت وخون ہوئے۔ پھر اب ۱۸۹۶ء و۱۸۹۷ء جب مہدی مسعود ہونے کا دعویٰ کیا تو تمام جہان کو قحط سخت وامساک باران وباء طاعون اور زلزلوں نے برباد کر دیا اور یہ اثر آپ کا اب تک جاری اور روز بروز ترقی پر ہے۔ خداوند کریم مرزا قادیانی کے ان تمام تاثیرات سے سب کو بچائے۔ آمین! ثم آمین!!

یہ ہیں مرزا قادیانی کی پیدائش سے آج تک کے حالات جو حدیث شریف کی صداقت

---

[1] اسلامی...... الخ! اس نام پر بجائے خود مٹے ہوئے اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں۔

سے پورے ہوئے ہیں اور جو شاہان سلطنت اور رعایا دونوں کو آپ کے وجود کے اثر سے تکالیف پہنچائیں۔ الغرض خلاصہ مرزا قادیانی اور مہدی سوڈانی کی مطابقت کا یہ ہے کہ:

۱..... مرزا قادیانی بھی ۱۲۵۹ھ میں پیدا ہوئے اور مہدی سوڈانی بھی اسی سال پیدا ہوئے۔

۲..... مہدی سوڈانی نے ۱۸۸۲ء میں دعویٰ مہدویت کا کیا۔ مرزا قادیانی نے بھی اسی سال میں دعوئ نبوت اور مسیح موعود کا کیا۔

۳..... مہدی سوڈانی کا نام محمد احمد تھا اور مرزا قادیانی کا نام غلام احمد ہے۔ احمد کا نام دونوں ناموں میں موجود ہے۔

۴..... مہدی کاذب سوڈان میں پیدا ہوئے اور مرزا قادیانی قادیان میں۔

۵..... مہدی سوڈانی اپنے آپ کو عالم فاضل اسلام پرست کہلاتے تھے۔ مرزا قادیانی بھی اپنے برابر کسی کو عالم وفاضل اور اسلام پرست نہیں سمجھتے۔

۶..... مہدی سوڈانی کے پاس کثرت ازدواج سے محل سراء بھرے ہوئے تھے۔ مرزا قادیانی کو بھی کثرت ازدواج کا نہایت شوق ہے گو میسر نہیں۔

البتہ مہدی سوڈانی ایک بات میں مرزا قادیانی سے بڑھ کر ہیں اور مرزا قادیانی بھی ایک بات میں مہدی سوڈانی سے بڑھ کر ہیں۔ وہ یہ کہ مہدی سوڈانی کے پاس تین لاکھ فوج للہ جاں نثار موجود تھی۔ مگر مرزا قادیانی کے پاس صرف دو سو چھیانوے دیسی مرید خاص الخاص موجود ہیں اور مرزا قادیانی بڑھ کر یوں ہیں کہ مہدی سوڈانی نے صرف مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔ مرزا قادیانی نے مسیح موعود اور مہدی موعود دنوں کا دعویٰ کیا۔ اب فرق صرف اتنا ہے کہ مہدی سوڈانی مر چکے اور مرزا قادیانی ابھی زندہ ہیں۔ خواہ دائم المریض ہی سہی۔

اب میں اصل مطلب پر آتا ہوں۔ مرزا قادیانی نے ایک عجیب بات یہ لکھی ہے کہ ''مہدی مسعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی۔ جس میں اس کے دوستوں کے نام معہ مسکن اور خصائل کے درج ہوں گے۔'' سو عبارت حدیث میں لفظ صحیفہ مختومہ لکھا ہے۔ جس کے معنی مرزا قادیانی نے خطوط ودانی میں (اے مطبوعہ) اپنی طرف سے لکھ کر چھپی ہوئی کتاب لکھے ہیں۔ مختوم کے معنی ہرگز ہرگز چھپی ہوئی کتاب کے نہیں ہیں۔ جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ: ''ختم اللہ علی قلوبھم وعلیٰ سمعھم (بقرہ:۷)'' یعنی مہر کردی اللہ

نے ان کے (کافروں کے) دلوں پر اور ان کے کانوں پر۔ پھر دوسری جگہ سورہ مطففین میں فرمایا ہے کہ: ''یسقون من رحیق مختوم ختامه مسك (مطففین:۲۶،۲۵)''یعنی پلائے جائیں گے شراب خالص مہر کی ہوئی میں سے اور مہر کرنے کی چیز اس کی خوشبو (مشک) ہے۔ اسی طرح تمام احادیث اور کتاب (مجمع بحار الانوار ج۲ص۱۵) شرح کتب حدیث و دیگر کتب لغت میں مختوم کے معنی بموجب معنی قرآنی مہر کی ہوئی کے لکھے ہیں۔ ان کی عبارات کو باعث عدیم الفرصتی نقل نہیں کیا گیا اور نہ ضرورت ہے۔ ہر کوئی خود دیکھ سکتا ہے۔ البتہ مرزا قادیانی پر مجھے یقین نہیں کہ وہ کسی کتاب کو دیکھیں۔ جب کہ وہ قرآن شریف کی ہی مخالفت میں اپنے گھر کے معنی کر رہے ہیں اور نہ وہ کسی کی بات کو قبول کریں گے۔ جبکہ وہ خداتعالیٰ کی بات اور حکم کو نہیں مانتے۔ لیکن یہ ضرور ہے کہ مرزا قادیانی کی ہی تحریرات الہامی کو پیش کیا جائے تاکہ دوسرے حضرات ناظرین کو بھی معلوم ہو جائے۔ پھر مرزا قادیانی کو اختیار ہے۔ خواہ وہ اپنے الہامی تحریرات اور دستاویزات کو اختیار کریں یا انکار۔ مرزا قادیانی کی عبارات ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔

الف..... مرزا قادیانی اپنے مرید خالص حبی فی اللہ میر عباس علی صاحب لودھیانوی کی نسبت (جب وہ مرزا قادیانی کی بیعت توڑ کر ان کے سخت دشمن بن گئے) لکھتے ہیں کہ ''انسان کا دل اللہ جلہ شانہ کے قبضہ میں ہے۔ میر صاحب تو میر صاحب ہیں۔ اگر وہ چاہتے تو دنیا کے ایک بڑے سنگ دل اور مختوم القلب آدمی کو ایک دم میں حق کی طرف پھیر سکتا ہے۔''

(آسمانی فیصلہ ص۳۵، خزائن ج۴ص۳۴۵)

ب..... ''اجنبیت سے ترک ادب اور ترک ادب سے ختم علی القلوب اور ختم علی القلب سے جبری عداوت۔'' (آسمانی فیصلہ ص۳۵، خزائن ج۴ص۳۴۵)

کیا ان مندرجہ بالا تحریروں میں مرزا قادیانی نے مختوم القلب کے معنی چھاپہ شدہ دل اور ختم علی القلب کے معنی چھاپی اوپر دل کے لئے ہیں۔ یا کئے ہیں؟۔ ذرہ مرزا قادیانی ہی اپنے لکھے ہوئے پر غور کریں اور وہ اور ان کے مرزائی جمع ہو کر قرآن شریف یا کسی حدیث شریف یا کسی شرعی یا غیر شرعی کتاب سے نکال کر تو دکھلائیں۔ کہ مختوم کے معنی چھاپہ شدہ کے ہیں۔ مگر ہرگز دکھلا نہیں سکیں گے۔ بلکہ مرزا قادیانی نے حدیث میں (اے مطبوعہ) کے لفظ کو بڑھا کر اپنی طرف سے چھاپہ شدہ کے معنے کئے ہیں۔ چلو مطبوعہ کے ہی معنی قرآن شریف یا حدیث شریف سے چھاپہ شدہ کے نکال کر پیش کریں۔ بلکہ تمام کتب دینیات طبع کے معنی بھی ختم کے پائے جائیں گے۔ پس دعویٰ

مرزا قادیان کا باطل ہوا۔

تمام لوگ جن کو عربی الفاظ کے معنی سمجھنے کا کچھ بھی ملکہ ہے۔ وہ سب حدیث مذکورہ کے معنی بھی کریں گے کہ حضرت مہدیؓ ایک بستی میں پیدا ہوں گے۔ جس کا نام کرعہ ہے۔ اس کی تصدیق خداوند کریم کرے گا۔ اس کے دوستوں کو جو بدر کی تعداد کے مطابق تین سو تیرہ میں جمع کرے گا اور حضرتؓ کے پاس ایک کتاب مہر بند کی ہوئی ہوگی۔ (جیسے ڈاک خانوں میں پمفلٹ یا پارسل وغیرہ بند ہو کر ان پر مہریں لگ کر ایک دوسرے کے پاس پہنچی جاتی ہیں۔ تاکہ کوئی سوائے مکتوب الیہ کے کھول نہ سکے) اس کتاب میں ان کے دوستوں کے نام معہ ان کے مسکن شہروں اور خصلتوں کے درج ہوں گے۔

حضرات ناظرین! اب غور فرمایئے گا کہ:

الف..... کہ مرزا قادیانی کرعہ گاؤں میں پیدا نہیں ہوئے۔ جو اس وقت عرب میں درمیان مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے اور چاہ عسفان کے پاس آباد موجود ہے۔

(دیکھو کتاب ہذا تفصیل گذر چکی)

ب..... خداوند کریم نے مرزا قادیانی کی کوئی تصدیق نہیں کی بلکہ تکذیب در تکذیب۔

ج..... مرزا قادیانی کے دوست تین سو تیرہ ہیں۔ جن کے نام فہرست میں لکھے ہیں۔ ان میں سترہ آدمی نمبر ہائے ۹۱، ۹۳، ۹۶، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۷، ۱۱۳، ۱۳۲، ۱۳۴، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۶۹، ۲۸۳، ۲۹۵، ۳۱۰۔ مردہ ہیں۔ جو مدتوں کے فوت شدہ درج کئے گئے ہیں۔ کیا حدیث کے لفظوں میں یہ بھی درج ہے کہ ان تین سو تیرہ میں سترہ آدمی مرے ہوئے بھی ہوں گے۔ پھر بعض ناموں کے ساتھ معہ اہل بیت و ہر دو زوجہ وغیرہ بھی لکھا ہے۔ کیا حدیث میں یہ بھی ہے کہ ان کی عورتیں بھی ساتھ ہوں گی۔

د..... مرزا قادیانی کے دوست مندرجہ بالا فہرست کبھی قادیان میں ایک وقت پر جمع نہیں ہوئے۔ اگرچہ زندوں کا قادیان میں مرزا قادیانی کے پاس جمع ہو جانا ممکن ہے لیکن جو سترہ آدمی مردہ ہیں۔ وہ تو کبھی بھی جمع نہیں ہو سکتے تھے۔ نہ ہوئے۔ جب مرزا قادیانی کے پاس ان کے دوست جمع نہیں ہوئے تو حدیث کی صداقت کیسے ہو سکتی ہے؟۔ البتہ اگر مرزا قادیانی کے مسمریزی روح جمع ہو گئے ہوں تو عجب نہیں۔

ھ...... کیا کتاب مختومہ مرزا قادیانی کے پاس اس وقت سے تھی جب کہ وہ پیدا ہوئے۔ ۱۲۵۹ھ میں، یا جب آپ نے ظہور فرمایا ۱۳۰۰ھ میں، اور وہ کتاب کس کے روبروئے کھولی گئی اور کہاں اور کب؟۔ یا یہ کہ اب ۱۳۱۴ھ میں ایک فہرست پوچھ پاچھ کر لکھ دی اور جب پورے تین سو تیرہ نہ ہوئے تب سترہ مردے بھی اس میں درج کر دیئے۔ چاہئیے تھا کہ مرزا قادیانی کے پاس پیدا ہوتے ہی کتاب ہوتی۔ بشرطیکہ کاذب نہ ہوتے۔

و...... ایک بہت بڑی علامت ان کی خصلتوں کی حدیث میں درج ہے۔ مگر افسوس مرزا قادیانی نے اپنے دوستوں میں سے ایک کی بھی کوئی خو اور خصلت درج نہیں کی۔ پھر کتاب پر کتاب جو مرزا قادیانی اپنی حدیث کی صداقت میں پیش کرتے ہیں۔ اس کا حال سنئے کہ مرزا قادیانی نے پہلے اپنے دوستوں کے نام جگہ جگہ سے بذریعہ خط دریافت کئے۔ پھر ان کو جمع کیا۔ پھر ان کی ایک فہرست بنائی۔ پھر وہ فہرست خوشنویس سے لکھوائی پھر چھاپہ والے کو دی۔ چھاپہ والے نے اس کو پتھر پر جموایا۔ پھر پریس والوں نے اس کو چھاپ چھاپ کر الگ الگ رکھا۔ پھر ورقوں اور صفحوں کو ملایا اور مرزا قادیانی کے پاس پہنچایا۔ تب مرزا قادیانی کی طرف سے دوستوں اور دشمنوں کے پاس پہنچ گئی۔

سبحان اللہ مرزا قادیانی نے کیا کمال کیا ہے کہ ادھر ادھر کے نام بیعت کا بہانہ کر کے لکھوا منگوائے اور سب کو ایک فہرست میں لکھ کر چھاپنے کے واسطے دے دیئے اور اصحاب بدر کے نام سے مشہور کر دیئے۔ جیسے خود لکھتے ہیں کہ ”مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض فوائد منافع بیعت کہ جو آپ لوگوں کے لئے مقدر ہیں۔ اس انتظام پر موقوف ہیں کہ آپ سب صاحبوں کے اسماء مبارکہ ایک کتاب میں بقید ولدیت وسکونت مستقل وعارضی کسی قدر کیفیت کے ساتھ اندراج پائیں...... اور چھپوا کر ایک ایک کاپی تمام بیعت کرنے والوں کے پاس بھیج دی جائے۔“

(ملخصاً ص۱،۲ تکمیل تبلیغ مطبوعہ ۱۲؍جنوری ۱۸۸۹ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۱۹۴)

یہی اسماء مبارکہ ہیں جو مرزا قادیانی نے پہلے ۱۸۸۹ء میں جس کو عرصہ آٹھ سال کا گذرا ہے۔ لکھوا منگائے تھے اور اب ۱۸۹۶ء میں ضمیمہ میں چھپوا کر مہدی موعود کا بھی دعویٰ کر دیا اور مرزا قادیانی نے یہاں یہ بھی لکھا ہے کہ پہلے اس سے آئینہ کمالات اسلام میں تین سو تیرہ نام درج کر چکا ہوں۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۱، خزائن ج۱۱ ص۳۲۵)

مگر جب آئینہ کمالات مرزا قادیانی کا دیکھتا ہوں تو اس میں بھی ان کا دروغ بے فروغ ہی پایا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ لکھتے ہیں کہ:

''کیفیت جلسہ ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء بمقام قادیان ضلع گورداسپور اس جلسہ کے موقع پر اگرچہ پانچ سو کے قریب لوگ جمع ہو گئے تھے۔ لیکن وہ احباب اور مخلص جو محض للہ شریک جلسہ ہونے کے لئے دور دور سے تشریف لائے تھے ان کی تعداد قریب تین سو پچیس کے پہنچ گئی تھی۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص۶۱۳، خزائن ج۵ ص۶۱۳)

لیکن فہرست احباب جو ص۴ سے ۱۷ تک لکھی ہے اس میں تین سو ستائیس نام لکھے ہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام ص۶۱۶ تا ۶۲۹، خزائن ج۵ ص ایضاً)

''جب میاں بٹالوی نے اس عاجز کے کافر ٹھہرانے میں توجہ فرمائی تھی اس وقت صرف ۱۵۵ احباب تھے اور اب اس جلسہ سالانہ میں بجائے ۷۵ کے تین سو ستائیں احباب شامل جلسہ ہوئے۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص۶۲۹، ۶۳۰، خزائن ج۵ ص ایضاً)

اس کے آگے جب مرزاقادیانی ''تنبول (چندہ) لینے بیٹھے تو کل ۹۲ ہی آدمی درج فہرست کئے۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص۶۳۲ تا ۶۳۵، خزائن ج۵ ص ایضاً)

حضرات! اب مرزاقادیانی کے دروغ پر غور فرمائیے گا کہ خود لکھتے ہیں کہ ہم نے تین سو نام آئینہ کمالات میں درج کیا ہے۔ جب اس کو دیکھا جاتا ہے تو ایک جگہ تین سو پچیس لکھتے ہیں۔ پھر اسی جگہ تین سو ستائیس لکھتے ہیں۔ پانچ سو بھی لکھے ہیں اور چندہ دہندگان کے نام کل بانوے ہی درج کئے ہیں۔ اس سے یقین ہوتا ہے کہ مرزاقادیانی کے دوست وہی بانوے تھے۔ جنہوں نے چندہ دیا۔ باقی سب تماشائی تھے۔ پس تمام وجوہات بالا سے ثابت ہوگیا کہ حدیث مذکورہ سے مرزاقادیانی کا ذرہ بھر بھی لگاؤ نہیں بلکہ برعکس ان کی تکذیب کی تائید ہوئی اور مہدی کاذب برادر سوڈانی ثابت ہوئے۔ مرزائی اپنی آنکھیں کھول کر دیکھیں اور ایسے مہدی مضل سے سرخروئی حاصل کریں۔

ناظرین! جب حضرت مہدیؑ اس حدیث شریف کے مطابق ظہور پرنور فرمائیں گے تو ہر کہ ومہ کے دل میں اللہ تعالیٰ ڈال دے گا اور ہر مسلمان ان کو شناخت کرلے گا کہ حضرت مہدی امام آخرالزمانؑ بھی ہیں۔ فلینتظرہ!

نہایت ہی تعجب! مجھے نہایت ہی تعجب اور حیرانی ہے اور سب سے زیادہ افسوس مرزاقادیانی کے الہامی حافظہ پر ہے کہ ناحق انہوں نے مہدی موعود بننے کی کوشش کی اور خانہ زاد استعارات بے مغز کو کام میں لائے۔ کیونکہ جس مہدی موعود ہونے کا خود بڑے زور سے دعویٰ

کرتے ہیں۔ پہلے اس کے وجود کا سرے سے بڑے وثوق کے ساتھ انکار کر چکے ہیں۔ مرزا قایانی کی الہامی دستاویزات ملاحظہ کے لئے نذر کرتا ہوں۔

الف ..... ''سنت جماعت کا مذہب ہے کہ امام مہدی فوت ہو گئے۔ آخر زمانہ میں انہیں کے نام پر ایک اور امام پیدا ہوگا۔ لیکن محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۴۵۷، خزائن ج ۳ ص ۳۴۴)

ب...... ''امام مہدی کا آنا بالکل صحیح نہیں ہے۔ جب مسیح ابن مریم آئے گا تو امام مہدی کی کیا ضرورت ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۵۱۸، خزائن ج ۳ ص ۳۷۸ ملخص)

حاصل کلام مرزا قادیانی کا دعویٰ کہ میں مہدی موعود ہوں۔ علاوہ اس بحث اور دلائل کے جو پیچھے گذر چکے ہیں ان کی اپنی ہی تحریرات الہامی سے باطل ہو گیا باطل بھی ایسا کہ تاویل واستعارہ کی بھی گنجائش نہیں رہی۔ نہایت ہی شرم اور ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ خود ہی لکھتے ہیں کہ ''مہدی کا آنا بالکل صحیح نہیں ہے۔'' پھر اسی مہدی کے ادّعائی بنتے ہیں کہ حدیث کے مطابق میں ہوں اور یہ بھی مرزا قادیانی نے جمہور کی مخالفت میں بڑا دھوکہ دیا ہے کہ اہل سنت جماعت کا مذہب ہے کہ امام مہدی فوت ہو گئے ہیں۔ یہ مذہب اہل سنت و جماعت کا ہرگز نہیں۔ دیکھو کتب احادیث وعقائد وسیر یہ، صحیح ہے کہ جب کسی کے دماغ میں فتور آ جاتا ہے تو اس کو اگلی پچھلی باتیں یاد نہیں رہا کرتیں۔ مرزا قادیانی اس میں مجبور اور معذور ہیں۔ العیاذ باللہ!

الحمدللہ علی احسانہ خلاصہ رسالہ انجام آتھم وضمیمہ اور اس کے مختصر جوابات جو مرزا قادیانی کے ہی تحریرات والہامات سے دیئے گئے ہیں ختم ہوا۔ اب قبل اس کے کہ مرزا قادیانی کے عقائد اور اعمال کی فہرست لکھوں دو باتوں کا اظہار ضروری اور لابدی ہے۔ اوّل دعویٰ نبوت، دوم توہینات انبیاء علیہم السلام جو مرزا قادیانی نے اپنی تالیفات میں کی ہیں۔ جس میں اہل اسلام کا متفقہ ومسلمہ مسئلہ وفتویٰ ہے کہ یہ کفر ہے۔ اگرچہ اس مختصر رسالہ میں متعدد جگہوں میں ان ہر دو امور کا ذکر اجمالاً وتفصیلاً آ چکا ہے۔ لیکن ان ہر دو امور اہم کو الگ الگ لکھ دینا ناظرین کے لئے خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ اس لئے اوّل دعویٰ نبوت، دوم توہینات انبیاء علیہم السلام، سوم عقائد، چہارم اعمال لکھے جائیں گے۔ بتوفیقہ انشاءاللہ تعالیٰ اور اکثر عقائد اسلام حاشیہ پر[۱] لکھے جائیں گے۔

---

[۱] دعویٰ نبوت...... الخ! مسئلہ اگر کوئی کہے کہ میں پیغمبر ہوں یا رسول اللہ ہوں اور ارادہ اس کا خدا کے رسول ہونے کا ہو تو کافر ہوا۔ (عقائد عظیم ص ۱۶۶ سطر ۱۴ ودیگر کتب)

اوّل مرزا قادیانی کی طرف سے دعویٰ نبوت

۱...... الہام"قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو میری تابعداری کرو۔" (براہین احمدیہ ص۲۳۹، خزائن ج۱ص ۲۶۶)

۲...... "اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عاجز خدا کی طرف سے اس امت کے لئے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے اور امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسول اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور اس سے انکار کرنے والا مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔" (توضیح المرام ص۱۸، خزائن ج۳ص ۶۰)

۳...... "مرسل یزدانی و مامور رحمانی حضرت جناب مرزا غلام احمد قادیانی۔"

(ازالہ اوہام ص ٹائٹل پیج، خزائن ج۳ص ۱۰۱)

۴...... "مجھ کو قادیان والوں نے نہایت تنگ کیا ہے۔ جیسے کہ میں یہاں سے ہجرت کروں گا میرے روحانی بھائی مسیح کا قول ہے کہ نبی بے عزت نہیں مگر اپنے وطن میں۔"

(شحنۂ حق ص ج، خزائن ج۲ص ۳۲۶، ملخص)

۵...... "خدا نے مجھے آدم صفی اللہ کہا۔ مثیل نوح کہا۔ مثیل یوسف کہا۔ داؤد کہا۔ پھر مثیل موسیٰ کہا۔ پھر مثیل ابراہیم کہا۔ پھر بار بار احمد کے خطاب سے مجھے پکارا۔"

(ازالہ اوہام ص۲۵۳، خزائن ج۳ص ۲۲۸)

۶...... "پس واضح ہو کہ وہ مسیح موعود جس کا آنا انجیل اور احادیث صحیحہ کے رو سے ضروری طور پر قرار پا چکا تھا۔ وہ تو اپنے وقت پر اپنے نشانوں کے ساتھ آ گیا اور آج وہ وعدہ پورا ہو گیا۔ جو خدا تعالیٰ کی مقدس پیشین گوئیوں میں پہلے سے کیا گیا تھا۔"

(ازالہ اوہام ص۴۱۳، ۴۱۴، خزائن ج۳ص ۳۱۵)

۷...... "چونکہ آدم اور مسیح میں مماثلت ہے۔ اس لئے اس عاجز کا نام آدم بھی رکھا اور مسیح بھی۔" (ازالہ اوہام ص۴۵۶، خزائن ج۳ص ۳۴۲)

۸...... "خدا تعالیٰ نے براہین[1] احمدیہ میں بھی اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔" (ازالہ اوہام ص۵۳۳، خزائن ج۳ص ۳۸۶)

---

[1] اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کی مؤلفہ براہین احمدیہ خدا کی کلام ہے۔ نعوذ باللہ!

۹...... ''ہمارا گروہ سعید ہے۔ جس نے اپنے وقت پر اس بندہ (مرزا قادیانی) ماموں کو قبول کر لیا ہے۔ جو آسمان اور زمین کے خدا نے بھیجا ہے۔''

(ازالہ اوہام ص ۱۸۷، خزائن ج ۳ ص ۱۹۰)

۱۰...... ''ہاں! محدث جو مرسلین میں سے ہے۔ امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی۔''

(ازالہ اوہام ص ۵۶۹، خزائن ج ۳ ص ۴۰۷)

۱۱...... ''محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ اگرچہ وہ کامل طور پر امتی ہے۔ مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے۔''

(ازالہ اوہام ص ۵۶۹، خزائن ج ۳ ص ۴۰۷)

۱۲...... ''میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا۔ تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔''

(ازالہ اوہام ص ۶۳۴، خزائن ج ۳ ص ۴۴۲)

۱۳...... ''احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کے رو سے ایک ہی ہیں۔ اسی کی طرف یہ اشارہ ہے۔ ''ومبشرا برسول یأتي من بعدی اسمه احمد'' یعنی یہ آیت شریف مرزا قادیانی کے حق میں پیش گوئی ہے۔

(ازالہ اوہام ص ۶۷۳، خزائن ج ۳ ص ۴۶۳)

۱۴...... اور یہ آیت کہ: ''هوالذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله'' درحقیقت اسی مسیح[1] ابن مریم کے زمانہ سے متعلق ہے۔''

(ازالہ اوہام ص ۶۷۵، خزائن ج ۳ ص ۴۶۴)

۱۵...... ''وہ آدم اور ابن مریم بھی عاجز ہے۔ کیونکہ اوّل تو ایسا دعویٰ اس عاجز سے

---

[1] اس بارہ میں ایک چار ورقہ ارشاد احسن الکلام فی بیان الصلوٰۃ والسلام مرزا قادیانی کے حواری محمد احسن امروہی نے لکھا ہے اور مرزا قادیانی پر درود بھیجنا بالاولیٰ ثابت کیا ہے۔ لکھا ہے کہ ''اس کی (مرزا قادیانی کی) محبت لوجہ اللہ مجبور کرتی ہے کہ اس کے نام کے ذکر کے بعد سلام بھیجا جائے۔'' مگر افسوس ہے، مولوی محمد احسن امروہی کی محبت لوجہ اللہ پر کہ مرزا قادیانی کے ساتھ تو یہ محبت ہو۔ لیکن پیغمبران اولوالعزم علیہم السلام کے ساتھ ایک ذرہ بھر بھی محبت نہ ہو اور ان کے نام پر درود وسلام نہ بھیجا جائے۔ جیسے اسی رسالہ میں وہ لکھتے ہیں کہ ''اس سے ثابت ہے کہ حضرت آدم خود حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ جیسے پیغمبران اولوالعزم مقام شفاعت میں کھڑے نہ ہو سکیں گے۔'' ص ۷، سطر ۴، ۵۔ دیکھئے ان پیغمبران علیہم السلام کے نام اقدس پر مطلق درود وسلام کی پرواتک نہیں کی۔ واہ آپ کا ایمان؟۔

پہلے کبھی کسی نے نہیں کیا اور اس عاجز کا یہ دعویٰ دس برس سے شائع ہو رہا ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۶۹۵، خزائن ج۳ ص۴۷۵)

۱۶...... ''اور ہر ایک شخص روشنی روحانی کا محتاج ہو رہا ہے۔ سو خدا تعالیٰ نے اس روشنی کو دے کر ایک شخص دنیا میں بھیجا وہ کون ہے۔ یہی ہے جو بول رہا ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۷۶۹، خزائن ج۳ ص۵۱۵)

۱۷...... ''حضرت اقدس امام انام مہدی و مسیح موعود مرزا غلام احمد علیہ السلام۔''

(رسالہ آریہ دھرم ص۹، خزائن ج۱۰ ص۸۸)

۱۸...... ''میں جوان تھا جب خدا کی وحی اور الہام کا دعویٰ کیا اور اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور ابتداء دعویٰ پر بیس برس سے بھی زیادہ گذر گیا۔''

(انجام آتھم ص۵۰، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۱۹...... ''ان کو کہا کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میرے پیچھے ہو لو۔ تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔''

(انجام آتھم ص۵۲،۵۶، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۲۰...... ''اے احمد تیرا نام پورا ہو جائے گا۔ قبل اس کے جو میرا نام پورا ہو۔''

(انجام آتھم ص۵۲، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۲۱...... ''تیری شان عجیب ہے۔'' (انجام آتھم ص۵۲، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۲۲...... ''میں نے تجھے اپنے لئے چن لیا ہے۔''

(انجام آتھم ص۵۲، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۲۳...... ''پاک ہے وہ جس نے اپنے بندہ کو رات میں سیر کرائی۔''

(انجام آتھم ص۵۳، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۲۴...... ''تجھے خوشخبری ہو اے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔''

(انجام آتھم ص۵۵، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۲۵...... ''میں تجھے لوگوں کا امام بناؤں گا۔'' (انجام آتھم ص۵۵، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۲۶...... ''تو ہمارے پانی میں سے ہے۔'' (انجام آتھم ص۵۵، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۲۷...... ''خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے۔''

(انجام آتھم ص۵۵، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۲۸...... ''ان شانئك هو الابتر ''تیرا بدگو بے خبر ہے۔(میاں سعداللہ مدرس لودھیانہ)

(انجام آتھم ص۵۸، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

۲۹...... ''نبیوں کا چاند (مرزاقادیانی) آئے گا۔''

(انجام آتھم ص۵۸، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

۳۰...... ''تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں، تیرا بھید میرا بھید ہے۔''

(انجام آتھم ص۵۹، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

۳۱...... ''ابراہیم یعنی اس عاجز (مرزاقادیانی) پر سلام۔''

(انجام آتھم ص۶۰، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

۳۲...... ''اے نوح اپنی خواب کو پوشیدہ رکھ۔''

(انجام آتھم ص۶۱، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

۳۳...... ''یہ کسی قدر نمونہ ان الہامات کا ہے۔ جو وقتاً فوقتاً مجھے خداتعالیٰ کی طرف سے ہوئے ہیں اور ان کے سواء اور بھی بہت سے الہامات ہیں۔ مگر میں خیال کرتا ہوں کہ جس قدر میں نے لکھا ہے وہ کافی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین، خدا کی طرف سے آیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ۔ اس کا دشمن جہنمی ہے۔''

(انجام آتھم ص۶۲، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

۳۵...... ''جس نے تیری بیعت کی اس کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ۔''

(انجام آتھم ص۷۸، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

۳۶...... ''وما ارسلنك الا رحمة للعالمین ''تجھ کو تمام جہان کی رحمت کے واسطے بھیجا۔''

(انجام آتھم ص۷۸، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

۳۷...... ''انی مرسلك الی قوم المفسدین ''میں نے تجھ کو قوم مفسدین کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔''

(انجام آتھم ص۷۹، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

۳۸...... ''مجھ کو خدا نے قائم کیا مبعوث کیا اور خدا میرے ساتھ ہم کلام ہوا۔''

(انجام آتھم ص۱۶۷، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

۳۹...... ''خدا کا روح میرے میں باتیں کرتا ہے۔''

(انجام آتھم ص۱۶۷، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

۴۰...... ''جو شخص مجھے بے عزتی سے دیکھتا ہے۔ وہ اس خدا کو بے عزتی سے دیکھتا ہے۔ جس نے مجھے مامور کیا اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ اس خدا کو قبول کرتا ہے۔ جس نے مجھے بھیجا ہے۔''
(ضمیمہ انجام آتھم ص۳۶، خزائن ج۱۱ص۳۲۰)

۴۱...... ''خدا ان سب کے مقابل پر میری فتح کرے گا کیونکہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ پس ضرور ہے کہ بموجب آیہ کریمہ کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی میری فتح ہو۔''
(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۸، خزائن ج۱۱ص۳۴۲)

۴۲...... ''میرے پر خدا کے نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں۔''
(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۷، خزائن ج۱۱ص۳۴۱)

یاداشت

دعویٰ نبوت کفر ہے۔ (دیکھو عقائد عظیم ص۱۶۶، ودیگر کتب عقائد)

دوم توہینات[1] انبیاء علیہم السلام

۱...... ''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے۔ جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا وہ ہرگز نہ مرے گا۔''
(ازالہ اوہام ص۲، خزائن ج۳ص۱۰۴)

۲...... ''جس قدر حضرت مسیح علیہ السلام کی پیش گوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نہیں نکلیں۔''
(ازالہ اوہام ص۷، خزائن ج۳ص۱۰۶)

۳...... ''حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئیاں بھی اس صورت پر ظہور پذیر نہیں ہوئی۔ جس صورت پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں امید باندھی تھی۔ غایۃ ما فی الباب یہ ہے کہ حضرت مسیح کی پیش گوئیاں زیادہ غلط نکلیں۔''
(ازالہ اوہام ص۸، خزائن ج۳ص۱۰۶)

۴...... ''سیر معراج (حضرت ﷺ) اس جسم کثیف[2] کے ساتھ نہیں تھا۔''
(ازالہ اوہام ص۴۷ حاشیہ، خزائن ج۳ص۱۲۶)

---

[1] توہینات...... الخ! مسئلہ جو کوئی پیغمبر خدا کی اہانت کرے وہ کافر ہے۔ عقائد عظیم ص۱۶۶، مسئلہ ہر پیغمبر کی جناب میں بے ادبی کرنا کفر ہے۔ بلفظ ضمان الفردوس ص۳۲، سطر۱، ودیگر کتب عقائد و مالا بد منہ ص۱۵۸

[2] کثیف...... الخ! مسئلہ جو کوئی پیغمبر علیہ السلام کے بال کو بالڑا یا بالیا کہے وہ کافر ہے۔ بلفظ عقائد عظیم ص۱۷۱، سطر۱۴۔ مسئلہ جس کلمے میں کسی طرح کی بے ادبی یا اہانت جناب رسول اللہ ﷺ کی پائی جائے وہ یقیناً کفر ہے۔ بلکہ ایسا شخص واجب القتل۔ بلفظ ص۳۱، سطر۲۰ ضمان الفردوس۔

۵...... ''بلکہ اکثر پیش گوئیوں میں ایسے اسرار پوشیدہ ہوتے ہیں کہ خود انبیاء کو بھی جن پر وہ وحی نازل ہو سمجھ میں نہیں آسکتی۔'' (ازالہ اوہام ص۱۴۰، خزائن ج۳ص۱۷۱)

۶...... اینک منم کہ حسب بشارات آمدم

عیسیٰ کجاست تابہ نہد پابمنبرم

(ازالہ اوہام ص۱۵۸، خزائن ج۳ص۱۸۰)

۷...... ''یہ حضرت مسیح کا معجزہ (پرندے بنا کر ان میں پھونک مار کر اڑانا) حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دنوں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے...... تعجب کی جگہ نہیں کہ خداتعالیٰ نے حضرت مسیح کو عقلی طور پر ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو۔ جو مٹی کا ایک کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو۔ جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے کہ جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۳۰۲،۳۰۳ حاشیہ، خزائن ج۳ص۲۵۴،۲۵۵)

۸...... ''اس سے کچھ تعجب نہیں کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح نے اپنے دادا سلیمان کی طرح اس وقت کے مخالفین کو یہ عقلی معجزہ دکھلایا ہو۔ کیونکہ حال کے زمانہ میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر صناع ایسی ایسی چڑیاں بنا لیتے ہیں۔ جو کہ وہ بولتی بھی ہیں اور ہلتی بھی ہیں اور دم بھی ہلاتی ہیں...... بمبئی اور کلکتہ میں ایسے کھلونے بہت بنتے ہیں اور یورپ اور امریکہ کے ملکوں میں بکثرت آتے ہیں۔'' (ازالہ اوہام ص۳۰۲ تا ۳۰۴ حاشیہ، خزائن ج۳ص۲۵۴،۲۵۵)

۹...... ''حضرت مسیح ابن مریم باذن[1] وحکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے...... اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خداتعالیٰ

---

۱ حضرت مسیح...... الخ! خدا کے حکم سے عمل مسمریزم کرتے تھے۔ بقول مرزا قادیانی جب وہ باذن اللہ یہ عمل کرتے تھے تو مرزا قادیانی اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت کس دلیل سے کہتے ہیں۔ مگر یہ سچ ہے کہ خداوند کریم کا حکم مرزا قادیانی کے لئے مکروہ اور قابل نفرت ہے؟ العیاذ باللہ!

کے فضل وتوفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان اعجوبہ نمائیوں میں حضرت مسیح ابن مریم سے کم نہ رہتا۔'' (ازالہ اوہام ص۳۰۸،۳۰۹ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۲۵۷،۲۵۸)

۱۰...... ''گو حضرت مسیح جسمانی بیماروں کو اس عمل (مسمریزم) کے ذریعہ سے اچھا کرتے رہے۔ مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتوں کی کامل طور پر دلوں میں قائم کرنے کے بارے میں ان کی کارروائیوں کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام رہے۔''

(ازالہ اوہام ص۳۱۰ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۲۵۸)

۱۱...... ''یہ جو میں نے مسمریزمی طریق کا نام عمل الترب رکھا ہے۔ جس میں حضرت مسیح بھی کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے۔ یہ الہامی نام ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۳۱۲ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۲۵۹)

۱۲...... ''ایک بادشاہ کے وقت میں چار سو نبی نے اس کی فتح کے بارہ میں پیش گوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی بلکہ وہ اسی میدان میں مرگیا۔''

(ازالہ اوہام ص۶۲۹، خزائن ج۳ ص۴۳۹)

۱۳...... ''یہ وقت ظہور مسیح موعود کا وقت ہے۔ کسی نے بجز عاجز کے دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح موعود ہوں۔'' (ازالہ اوہام ص۶۸۳، خزائن ج۳ ص۴۶۹)

۱۴...... ''حضرت رسول خدا ﷺ کو الہام ووحی کے معنی سمجھنے میں غلطی ہوئی۔''

(ازالہ اوہام ص۶۸۸، خزائن ج۳ ص۴۷۱)

۱۵...... ''اسی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کی گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کماہی بھی ظاہر فرمائی گئی ہو۔'' (ازالہ اوہام ص۶۹۱، خزائن ج۳ ص۴۷۳)

۱۶...... ''سورہ بقرہ میں جو ایک قتل کا ذکر ہے کہ گائے کی بوٹیاں نعش پر مارنے سے وہ مقتول زندہ ہوگیا تھا اور اپنے قاتل کا پتہ دے دیا تھا۔ یہ محض موسیٰ کی دھمکی تھی اور علم مسمریزم تھا۔'' (ازالہ اوہام ص۷۴۸، خزائن ج۳ ص۵۰۳،۵۰۴)

۱۷...... ''حضرت ابراہیم کا چار پرندوں کے معجزہ کا ذکر جو قرآن شریف میں ہے۔ وہ بھی ان کا مسمریزم کا عمل تھا۔'' (ازالہ اوہام ص۷۵۲، خزائن ج۳

۱۸...... ''مسیح کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت جو اعتراض ہے۔ اس کا جواب بھی آپ نے سوچا ہوگا۔'' (نور القرآن ص۱۹، خزائن ج۹ ص۳۹۴)

۱۹...... ''یسوع نے ایک کنجری کو اپنی بغل میں لیا اور عطر ملوایا۔''

(نور القرآن ص۴۷، خزائن ج۹ ص۴۴۹)

۲۰...... ''مسیح کا بے باپ ۱پیدا ہونا میری نگاہ میں کچھ عجوبہ بات نہیں۔ حضرت آدم ماں اور باپ دونوں نہیں رکھتے تھے۔ اب قریب برسات آئی ہے۔ باہر جا کر دیکھئے کہ کتنے کیڑے مکوڑے بغیر ماں باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں۔'' (جنگ مقدس ص۱۸۹، خزائن ج۶ ص۲۸۰)

۲۱...... ''مریم کا بیٹا کشلیا ۲ کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔''

(انجام آتھم ص۴۱، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۲۲...... (حضرت یسوع مسیح کی نسبت) شریر، مکار، موٹی عقل والا، بدزبان، غصہ ور، گالیاں دینے والا، جھوٹا علمی اور عملی قویٰ میں کچا، چور، شیطان کے پیچھے چلنے والا، شیطان کا ملہم، اس کے دماغ میں خلل تھا۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھی۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا تھا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان جدی مناسبت سے تھا۔ زناکاری کا عطر ایک کنجری سے سر پر ملوایا۔ (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص۴ تا ۷، خزائن ج۱۱ ص۲۸۸ تا ۲۹۱ ملخصاً)

العیاذ باللّٰہ نقل کفر کفر نباشد!

یادداشت: توہین انبیاء علیہم السلام کفر ہے۔

سوم مرزا قادیانی کے عقائد (جمہور اہل اسلام کے خلاف)

۱...... مرزا قادیانی کا خدا (عاجی) ہاتھی دانت یا گوبر کا ہے۔

---

۱ مرزا قادیانی کی دلیری، بے باکی اور توہین نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر خیال فرمائیے۔ اللہ ان کے حق میں (بسورہ مریم آیت نمبر۲۱) فرماتا ہے۔ ''آیۃ للناس ورحمۃ منا'' یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بن باپ پیدا کرنا لوگوں کے واسطے نشان ہے اور رحمت۔ مرزا قادیانی کی نگاہ ایسی ہے کہ قرآن کریم بھی کوئی چیز نہیں ہے۔ نعوذ باللّٰہ!

۲ کشلیا راجہ رام چندر جی کی والدہ کا نام ہے۔ جس کو ہندو لوگ اوتار پرمیشر (خدا) کہتے ہیں۔ آریہ لوگ صرف راجہ کہتے ہیں اور مسلمان لوگ ان کو کافر جانتے ہیں۔

قولہ[1]: ہمارا خدا عاجی ہے۔ (اس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہیں۔)

(براہین احمدیہ ص۵۵۶ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۶۶۳)

عاجی کے معنی ہاتھی دانت کا یا گوبر کا کے ہیں۔ دیکھو کتب لغت منتخب اللغات اور قاموس اوراس کی تحقیقات میں۔ (کتاب ہذا میں تفصیل پہلے گذر چکی)

۲...... [2]فرشتے کوئی نہیں جو کچھ عالم میں ہورہا ہے وہ سیارات کی تاثیرات سے ہورہا ہے۔ قولہ ''ملایکہ وہ روحانیات ہیں کہ ان کو یونانیوں کے خیال کے موافق نفوس فلکیہ یاد ساتیر اور وید کے موافق ارواح کواکب ان کو نامزد کریں یا نہایت طریق سے ملائکۃ اللہ کا ان کو لقب دیں۔ درحقیقت یہ ملائکہ ارواح کواکب اور سیارات کے لئے جان کا حکم رکھتے ہیں اور عالم میں جو کچھ ہورہا ہے انہیں سیاروں کے کواکب اور ارواح کی تاثیرات سے ہورہا ہے۔''

(توضیح المرام ص۳۳،۳۷،۳۸،۳۹،۴۰،۶۷، خزائن ج۳ ص۶۷،۶۸،۷۰،۷۱،۷۵)

۳...... جبرائیل علیہ السلام انبیاء علیہم السلام کے پاس زمین پر کبھی نہیں آئے اور نہ آتے ہیں۔

قولہ: ''جبرائیل امین جو انبیاء علیہم السلام کو دکھائی دیتا ہے۔ وہ بذات خود زمین پر نہیں اترتا اور اپنے اور اپنے ہیڈ کواٹر (صدر مقام) سے نہایت روشن نیر سے جدا نہیں ہوتا۔ بلکہ صرف اس کی تاثیر نازل ہوتی ہے اور اس کے عکس سے تصویر ان کے (یعنی انبیاء علیہم السلام) دل میں منقوش ہوجاتی ہے۔'' (توضیح المرام ص۶۸،۷۰،۸۵، خزائن ج۳ ص۸۶،۸۷،۹۵)

---

[1] قولہ سے مراد خاص مرزا قادیانی کی کلام ہے اور قال سے کسی دیگر شخص کی۔

[2] ایمان تفصیلی میں فرشتوں پر ایمان لانا فرض ہے اور منکر انکا کافر ہے۔ جیسا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ''ومن یکفر باللّٰہ وملئکتہ وکتبہ والیوم الاخر فقد ضل ضللاً بعیدا (نساء:۱۳۶)'' یعنی جو انکار کرے اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے پیغمبروں کا اور قیامت کے دن کا وہ گمراہ ہوا گمراہی دور کی اور حدیث صحیحین میں ہے۔ ''ان تؤمن باللّٰہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخر (بخاری ج۱ ص۱۲، باب سوال جبرائیل النبی ﷺ عن الایمان، مسلم ج۱ ص۲۷، کتاب الایمان واللفظ لہ)'' مرزا قادیانی قرآن شریف اور احادیث شریف سے انکاری ہیں۔ العیاذ باللّٰہ منہ! دیکھو عقائد الاسلام۔

۴...... [1] انبیاء علیہم السلام جھوٹے ہوتے ہیں۔

قولہ: ''ایک بادشاہ کے وقت چار سو نبی نے اس کے فتح کے بارہ میں پیش گوئی کی اس میں وہ جھوٹے نکلے اور بادشاہ کو شکست آئی۔ بلکہ وہ اسی میدان میں مارا گیا۔''

(ازالہ اوہام ص۶۲۹، خزائن ج۳ ص۴۳۹)

۵...... [2] معجزات حضرت سلیمان و حضرت مسیح علیہم السلام کے محض عقلی اور بے سود از قسم شعبدہ بازی اور لوگوں کو فریفتہ کرنے والے تھے۔

قولہ: الف...... ''بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ حضرت مسیح کا معجزہ (پرندے بنا کر انہیں پھونک مار کر اڑانا) حضرت سلیمان کے معجزہ کی طرح عقلی تھا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ ان دانوں میں ایسے امور کی طرف لوگوں کے خیالات جھکے ہوئے تھے کہ جو شعبدہ بازی کی قسم میں سے اور دراصل بے سود اور عوام کو فریفتہ کرنے والے تھے۔'' (ازالہ اوہام ص۳۰۲ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۲۵۴)

ب...... پہلے کتاب ہذا توہینات میں درج ہو چکا ہے۔

۶...... حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی بھی [3] وحی غلط نکلی۔

قولہ: حضرت رسول خدا ﷺ نے الہام اور وحی غلط سمجھیں۔

(ازالہ اوہام ص۶۸۹، خزائن ج۳ ص۴۷۲)

۷...... حضرت رسول اکرم ﷺ کو ابن مریم اور دجال اور اس کے گدھے اور یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض کی حقیقت سے وحی الٰہی نے خبر نہیں دی۔

---

[1] انبیاء...... الخ! جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے اور انبیاء علیہم السلام گناہ کبیرہ اور صغیرہ سے پاک ہیں اور وہ معصوم ہیں اور راست باز ہیں۔ اس کا انکار کفر ہے۔ جو انبیاء علیہم السلام کو جھوٹا کہے وہ کافر ہے۔ (عقائد الاسلام ص۳۸، ۲۵۲، مؤلفہ مولانا ابو محمد عبدالحق دہلوی۔)

[2] معجزات...... الخ! یہ سید احمد خان صاحب بہادر کی کاسہ لیسی ہے۔ وہ بھی اپنے رسالہ تہذیب الاخلاق جمادی الاوّل تا رمضان ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۹ء میں معجزات کو یہاں امتی کا سانگ لکھتے ہیں۔ انکار معجزہ انکار کلام اللہ ہے۔ جو کفر ہے۔ عقائد الاسلام وغیرہ کتب عقائد۔

[3] وحی غلط...... الخ! حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نسبت ایسا کہنا ان کو نعوذ باللہ جھوٹا سمجھنا ہے۔ یہ سخت اہانت حضرت محمد ﷺ کی ہے۔ جو کفر ہے۔ عقائد الاسلام مؤلفہ مولانا مولوی ابو محمد عبدالحق دہلوی۔

قول:''اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ آنحضرتﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی ہو اور نہ دجال کے گدھے کی اصل کیفیت کھلی ہو اور نہ یاجوج ماجوج کے عمیق تک وحی الٰہی نے اطلاع دی ہو اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کماہی بھی ظاہر فرمائی گئی ہو۔'' (ازالہ اوہام ص۶۹۱، خزائن ج۳ ص۴۷۳)

۸...... حضرت مسیح علیہ السلام یوسف نجار کے[1] بیٹے تھے۔

قول:''حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے تھے۔'' (ازالہ اوہام ص۳۰۳، خزائن ج۳ ص۲۵۴،۲۵۵)

۹...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسمریزم میں مشق کرتے اور کمال رکھتے تھے۔

قول:۱...... ''حضرت مسیح ابن مریم الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے۔'' (ازالہ اوہام ص۳۰۸ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۲۵۷)

۲...... ''یہ جو میں نے مسمریزمی عمل کا نام عمل الترب رکھا ہے یہ الہامی نام ہے۔ جس میں حضرت مسیح بھی کسی درجہ تک مشق رکھتے تھے۔''

(ازالہ اوہام ص۳۱۲ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۲۵۹)

۱۰...... آنحضرتﷺ کے معراج[2] جسمانی کا انکار۔ (مرزا قادیانی کے ایمان کا فلسفہ پردار ومدار)

قول:۱...... ''نیا اور پرانا فلسفہ بالاتفاق اس بات کو محال ثابت کررہا ہے کہ کوئی انسان

۱؎ قولہ یوسف نجار...... الخ! سید احمد خان صاحب کی کاسہ لیسی۔ صریح ''نص ولم یمسسنی بشر (آل عمران:۴۷)'' حضرت مریم علیہا السلام کا قول مندرجہ قرآن مجید کا انکار کفر ہے۔

۲؎ معراج...... الخ!''وخبر المعراج حق ومن رده فهو مبتدع ضال'' یعنی جو معراج جسمانی کا انکار کرے بدعتی گمراہ ہے۔ (فقہ اکبر ص۸ طبع مصر)

معراج جسمانی...... الخ!''عقائد اسلام ومعراجه فی الیقظة الی السماء ثم الی ماشاء الله حق ''یعنی حضرتﷺ کا معراج بیداری میں آسمان کی طرف پھر جہاں اللہ نے چاہا حق ہے۔ بلفظ سبیل الجنان ترجمہ تکمیل الایمان ص۳۹ سطر۱۷، واشرح عقائد ص۱۴۳، طبع کراچی۔ کتب عقائد''سبحان الذی اسری بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ (الاسراء:۱)''

اپنے اس خاکی جسم کے ساتھ کرہ زمہریرہ تک بھی پہنچ سکے...... پس اس جسم کا کرہ ماہتاب وآفتاب تک پہنچنا کس قدر لغو خیال ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۴۷، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)

۲...... ''سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔ بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔'' (ازالہ اوہام ص ۴۷، خزائن ج ۳ ص ۱۲۶)

۱۱...... قرآن شریف میں گندی گالیاں[۱] بھری ہیں۔

قولہ:۱...... ''قرآن شریف جس بلند آواز سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔ ایک غائت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے۔ لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۲۵، ۲۶ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۱۵)

۲...... ''اس نے (قرآن شریف نے) ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کئے ہیں۔''

(ازالہ اوہام ص ۲۷ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۱۶)

۱۲...... براہین احمدیہ (مؤلفہ مرزا قادیانی) خدا کی کلام ہے۔

قولہ: ''خداتعالیٰ نے براہین احمدیہ میں بھی اسی عاجز کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی۔''

(ازالہ اوہام ص ۵۳۳، خزائن ج ۳ ص ۳۸۶)

۱۳...... قرآن شریف (کلام اللہ) مرزا قادیانی[۲] کی کلام ہے۔

قولہ: ''اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔'' (حقیقت الوحی ص ۸۴، خزائن ج ۲۲ ص ۸۷)

۱۴...... قرآن شریف میں[۳] جو معجزات ہیں وہ سب مسمریزم ہیں۔

قولہ: ''قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض مردے زندہ ہوگئے تھے۔ جیسے وہ مردہ

---

[۱] گندی گالیاں...... الخ! مسئلہ جس کلمے میں بے ادبی یا اہانت قرآن مجید یا کسی آیت کی ہو۔ بے شک کفر ہے۔ ص ۳۲ ضمان الفردوس وغایۃ الاوطار ترجمہ (درمختار ص ۵۱۳ سطر ۲۱)

[۲] مرزا قادیانی...... الخ! جو شخص قرآن شریف کو مخلوق کہے وہ کافر ہے۔ بلفظ غایۃ الاوطار۔ (ترجمہ درمختار ص ۵۱۳، سطر ۲۱)

[۳] معجزات...... الخ! معجزات قرآنی کا منکر قرآن شریف کا منکر ہے۔ قرآن شریف کا منکر کافر ہے۔

جس کا خون نبی اسرائیل نے چھپالیا تھا۔ جس کا ذکر اس آیت ''واذ قتلتم ''میں ہے کہ اس گائے کے گوشت کی بوٹیوں سے جس کے ہاتھ سے مقتول کے جسم پر لگنے سے زندہ ہوگیا تھا یا ہو جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ اس قصہ سے واقعی طور پر زندہ ہونا ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ صرف دھمکی تھی کہ تا چور بے دل ہوکر اپنے تئیں ظاہر کردے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ طریق عمل الترب یعنی مسمریزم کا ایک شعبدہ تھا۔'' (ازالہ اوہام ص۷۴۸تا۷۴۹، خزائن ج۳ ص۵۰۳،۵۰۴)

۱۵…… قرآن شریف میں یہ عبارت انا انزلناہ[1] قریباً من القادیان موجود ہے۔ (کلام الٰہی میں کمی بیشی)

قولہ: ''جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہوا تھا۔ اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا۔ انا انزلناہ قریباً من القادیان'' تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن مجید میں درج ہے اور تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ مکہ، مدینہ اور قادیان۔''

(ازالہ اوہام ص۷۶، ۷۷ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۱۴۰)

۱۶…… قادیان بمثل حرم[2] کعبۃ اللہ ہے۔

قولہ: ''ومن دخلہ کان امنا…… ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولا۔ کیا ہم نے ہر ایک بات میں تیرے لئے آسانی نہیں کی کہ تجھ کو بیت الفکر اور بیت الذکر عطاء کیا…… بیت الفکر سے اس جگہ مراد وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لئے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے اور بیت الذکر سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے اور ومن دخلہ کان

---

[1] ''انا انزلناہ…… الخ (انعام:۱۵۵)'' آیت شریف ''وانا لہ لحافظون (الحجر:۹)'' کا انکار، گویا قرآن مجید کا انکار ہے۔

[2] حرم کعبۃ…… الخ! آیت قرآن شریف کو خلاف ظاہر نص کے منطبق کرنا یا کسی اور مطلب کے مطابق کرنا جس کا قرآن شریف میں بعبارت ظاہر ذکر نہیں تحریف قرآن شریف ہے۔ جو کفر ہے۔ نعوذ باللہ عقائد الاسلام وغیرہ کتب عقائد۔

امنا اس مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے۔"
(براہین احمدیہ ص۵۵۸،۵۵۹ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۶۶۶،۶۶۷)

۱۷...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت[۱] ہو چکے ہیں۔ دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لائیں گے۔ آنے والے مسیح مرزا قادیانی ہی ہیں۔

قول:۱...... "یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔"
(ازالہ اوہام ص۴۷۳، خزائن ج۳ ص۳۵۳)

۲...... خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ عیسیٰ مر چکے۔ خدا نے حکم موت ان پر جاری کر دیا اور آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔
(انجام آتھم ص۸۰، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۱۸...... حضرت رسول اکرم ﷺ خاتم النبیین[۲] والمرسلین نہیں ہیں۔

قول:۱...... "اگر عذر ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوئی ہے۔ اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا ہے اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔"
(توضیح المرام ص۱۸، خزائن ج۳ ص۶۰)

۲...... "وحی الٰہی پر صرف نبوت کاملہ کی حد تک کہاں مہر لگ گئی ہے...... اے غافلو اس امت مرحومہ میں وحی کی نالیاں قیامت تک جاری ہیں۔"
(ازالہ اوہام ص۴۲۱، خزائن ج۳ ص۳۲۱)

۱۹...... حضرت ﷺ کے چار یاروں کے شمار میں حضرت عثمانؓ نہیں ہیں؟۔

قول:۱...... "صدیقؓ، فاروقؓ اور حیدرؓ کی طرح اسلامی برکتوں اور استقامتوں کو دکھلا کر امن میں آ جانے کا موجب ہوگا۔"
(ازالہ اوہام ص۱۰۰ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۱۵۰)

۲...... "اور وہ چشمہ اسی چشمہ کا ہم رنگ ہوگا۔ جو قریش کے مقدس بزرگوں صدیق، فاروق اور علی المرتضےٰ کو ملا تھا۔ جن کے ایمان کو آسمان کے فرشتے بھی تعجب کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔"
(ازالہ اوہام ص۱۰۶ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۱۵۳)

---

[۱] فوت ہو چکے...... الخ! اجماع امت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ بجسم عنصری آسمان پر ہیں۔ قیامت کے قریب نزول فرمائیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔ منکر اجماع امت کا کافر ہے۔ عقائد الاسلام ص۶۔

[۲] خاتم النبیین...... الخ! ختم نبوت حضرت محمد ﷺ کا منکر کافر ہے۔

۲۰... قیامت نہیں ہوگی۔ تقدیر کوئی چیز نہیں۔

قولہ ''میں ایک مسلمان ہوں ۱؎ امنت باللّٰہ وملئکۃ وکتبہ ورسلہ والبعث بعدالموت''(پورا ایمان مفصل نہیں) (ازالہ اوہام ص دوم ٹائٹل، خزائن ج۳ ص۱۰۲)

۲۱... حضرت مہدیؒ نہیں آئیں گے۔

قولہ ۱... ''محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں۔''

(ازالہ اوہام ص۴۵۷، خزائن ج۳ ص۳۴۴)

۲... ''امام مہدی کا آنا بالکل صحیح نہیں ۲؎۔''

(ازالہ اوہام ص۵۱۸، خزائن ج۳ ص۳۷۸)

۲۲... ۳؎ دجال پادری ہیں اور کوئی دجال نہیں آئے گا۔

قولہ ''پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا ہے کہ مسیح دجال جس کے آنے کی انتظار تھی۔ یہی پادریوں

۱؎ امنت باللّٰہ... الخ! عقائد اسلام میں صفت ایمان یہ ہے''امنت باللّٰہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاخروالقدر وخیرہ وشرہ من اللّٰہ تعالیٰ والبعث بعد الموت ''ہر ایک کتاب عقائد وغیرہ میں درج ہے۔ مسئلہ جو قیامت اور جنت اور نار اور میزان یا کسی بات کا جو حضرت محمد ﷺ نے یقین فرمائی ہے۔ انکار کرے کافر ہے۔

(ترجمہ درمختار ص۵۳، ضمان فردوس ص۳۲ وغیرہ)

۲؎ صحیح نہیں... الخ! بایں ہمہ اب خود مرزا قادیانی مہدی بن گئے۔

۳؎ دجال... الخ! عقیدہ اہل اسلام یہ ہے۔''وخروج الدجال ویاجوج ماجوج وطلوع الشمس من مغربھا ونزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء وسائر علامات یوم القیامۃ علی وما وردت بہ الاخبار الصحیحہ حق کائن''

(فقہ اکبر ص۸،۹ طبع مصر)

یعنی اور نکلنا دجال اور یاجوج ماجوج کا اور نکلنا سورج کا مغرب سے اور اترنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر سے اور باقی تمام نشانیوں قیامت کا جیسا صحیح حدیثوں میں وارد ہوا ہے۔ حق ہے اور ضرور ہونے والا ہے۔

کا گروہ ہے۔ جوٹڈی کی طرح دنیا میں پھیل گیا ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۴۹۵،۴۹۶، خزائن ج۳ ص۳۶۶)

۲۳...... دجال کا یہی ریل گدھا ہے اور کوئی گدھا نہیں۔

قولہ:''وہ گدھا دجال کا اپنا ہی بنایا ہوا ہوگا۔ پھر اگر وہ ریل نہیں ہے تو اور کیا ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۶۸۵، خزائن ج۳ ص۴۷۰)

۲۴...... یاجوج ماجوج کوئی نہیں ہوں گے۔

قولہ:''یاجوج وماجوج سے دو قومیں انگریز اور روس مراد ہیں اور کچھ نہیں۔''

(ازالہ اوہام ص۵۰۲،۵۰۸، خزائن ج۳ ص۳۶۹،۳۷۳)

۲۵...... دابۃ الارض علماء ہوں گے اور کچھ نہیں۔

قولہ:''دابۃ الارض وہ علماء اور واعظین ہیں۔ جو آسمانی قوت اپنے اندر نہیں رکھتے..... آخری زمانہ میں ان کی کثرت ہوگی۔'' (ازالہ اوہام ص۵۱۰، خزائن ج۳ ص۳۷۳)

۲۶...... دخان کچھ نہیں ہوگا۔

قولہ:''دخان سے مراد قحط عظیم وشدید ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۵۱۳، خزائن ج۳ ص۳۷۵)

۲۷...... آفتاب مغرب سے نہیں نکلے گا۔

قولہ:''مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی آفتاب سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا۔''

(ازالہ اوہام ص۵۱۵، خزائن ج۳ ص۳۷۶،۳۷۷)

۲۸...... عذاب قبر نہیں ہے۔

قولہ:''کسی قبر میں سانپ اور بچھو دکھاؤ۔'' (ازالہ اوہام ص۴۱۵، خزائن ج۳ ص۳۱۶)

۲۹...... تناسخ صحیح ہے۔

قولہ:۱...... ہفصد و ہفتاد قالب دیدہ ام
بارہا چوں سبزہ ہا روئیدہ ام

(ست بچن ص۸۴، خزائن ج۱۰ ص۲۰۸)

۲...... ''ہمیشہ انسان کے بدن میں سلسلہ تحلیل کا جاری ہے۔ یہاں تک کہ تحقیقات قدیمہ وجدیدہ سے ثابت ہے کہ چند سال میں پہلا جسم تحلیل پا کر معدوم ہو جاتا ہے اور دوسرا بدن بدل ما یتحلل ہو جاتا ہے۔'' (جنگ مقدس ص۱۰، خزائن ج۶ ص۹۲)

۳۰..... مرزا قادیانی کا الہام قطعی اور یقینی مثل وحی انبیاء علیہم السلام کے ہے۔

قولہ:ا..... ''وہ الہامات جن پر خدا نے مجھ کو اطلاع دی ہے۔''
(براہین احمدیہ ص۲۲۳ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۲۴۸)

۲..... جب کسی دل پر نبوی برکتوں کا پرتوہ پڑے گا تو ضرور ہے کہ اس کو اپنے متبوع کی طرح علم یقینی قطعی حاصل ہو۔''
(براہین احمدیہ ص۲۳۲ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۲۵۷)

۳..... ''ایسے وقتوں میں وہی لوگ حجت اسلام ٹھہرتے ہیں۔ جن کا الہام قطعی اور یقینی ہوتا ہے۔''
(براہین احمدیہ ص۲۳۴ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۲۵۸)

۴..... ''رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو (الہام مرزا قادیانی) بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔''
(توضیح المرام ص۱۸، خزائن ج۳ ص۶۰)

۵..... ''اس جگہ (مرزا قادیانی پر) الہام بارش کی طرح برس رہا ہے..... میں خدا سے یقینی علم پاکر کہتا ہوں۔''
(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۷، خزائن ج۱۱ ص۳۴۱)

۳۱..... خدا نے مرزا قادیانی کے اگلے پچھلے گناہ سب بخش دیئے ہیں۔

قولہ:ا..... ''(الہام) ہم نے تجھ کو بخش چھوڑا ہے جو جی چاہے ۲ سو کر۔''
(براہین احمدیہ ص۵۶۰، خزائن ج۱ ص۲۴۸)

اصل عبارت عربی اعمل ماشئت فانی قد غفرت لك!

۲..... ''پھر فرمایا کہ ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح دی ہے۔ یعنی کھلی کھلی فتح دیں گے۔ تاکہ تیرا خدا (عاجی) تیرے اگلے پچھلے گناہ بخش دے۔''
(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۷، خزائن ج۱۱ ص۳۴۱)

---

۱ قطعی یقینی..... الخ! یہ دعویٰ نبوت ہے جو کفر ہے۔ کیونکہ قطعی اور یقینی الہام سوائے پیغمبران علیہم السلام کے اور کسی کا نہیں ہے۔ نہایت تعجب ہے کہ حضرت ﷺ کی وحی غلط نکلی ہو اور مرزا قادیانی کا الہام وحی کی طرح قطعی اور یقینی ہو۔ یہاں مرزا قادیانی نے تمام انبیاء علیہم السلام اور بالخصوص حضرت محمد ﷺ پر اپنی فضیلت کو ثابت کیا ہے۔

۲ جو جی چاہے..... الخ! یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی کے عقائد و اعمال اہل اسلام کے مخالف ہیں اور ان کی پرواہ نہیں اور نہ کسی گناہ کا کوئی اثر پہنچتا ہے۔

چہارم مرزا قادیانی کے اعمال

۱...... مالک نصاب ہیں۔لیکن فرض [۱] حج ادانہیں کرتے۔

قول:۱...... ’’ایسے مجیب کو بلاعذرے وحیلے اپنی جائیداد قیمتی دس ہزار روپیہ پر قبض دخل دے دوں گا۔‘‘ (براہین احمدیہ ص۲۵،۲۶،خزائن ج۱ص۲۸)

۲...... ’’مجھ کو پندرہ ہزار روپیہ کے قریب فتوح کا آیا......جس کو شک ہو ڈاک خانہ کی کتابوں کو دیکھ لے۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۸،خزائن ج۱۱ص۳۱۲ حاشیہ)

۳...... ’’حاجی سیٹھ عبدالرحمن صاحب تاجر مدراس نے کئی ہزار روپیہ لگادیا ہے۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۸ حاشیہ،خزائن ج۱۱ص۳۱۲)

۴ ’’شیخ رحمت اللہ صاحب دو ہزار روپیہ دے چکے ہیں۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۸،۲۹،خزائن ج۱۱ص۳۱۲،۳۱۳)

اور بہت سی تنخواہیں مرزا قادیانی کی مقرر ہیں۔

۲...... مرزا قادیانی نماز پنجگانہ بھی دل [۲] سے باجماعت ادانہیں کرتے۔

قال:الف......روپیہ کی طلب اور ھل من مزید کا نقشہ اور ترک جمعہ اور جماعت اور خوش معاملگی یا وعدہ خلافی اشاعت براہین احمدیہ اور سراج منیر میں اور بہت سے آپ کی دوسری عملی کارروائیاں آپ کو سیرت محمدی سے کوسوں دور پھینک رہی ہیں۔ (رسالہ تائید آسمانی ص۱۳ سطر۱۵،۱۸۹۱ء مؤلفہ منشی محمد جعفر وکیل)

ب...... تے مرزا جمعہ جماعت کولوں تارک سنیا جاوے
حجرے دے وچ رہے ہمیشہ مسجد وچ نہ آوے

(رسالہ الفصل الخطاب ص۱۶،سطر۱۳،مؤلفہ مولوی خدابخش امرتسر)

---

[۱] حج کے ادانہ کرنے کی وجہ مرزا قادیانی کے عقیدہ نمبر۱۶ میں گذرچکی ہے۔زکوٰۃ بھی مرزا قادیانی ادانہیں کرتے۔جیسے قرآن سے ثابت ہے کہ زکوٰۃ پر مرزا قادیانی کا عذر ہوسکتا ہے کہ ہم خفیہ طور پر ادا کرتے ہیں اس لئے زکوٰۃ کا نمبر شمار علیحدہ نہیں لکھا گیا۔ترک کرنا حج کا گناہ کبیرہ ہے اور انکار کرنا کفر ہے۔کتب عقائد۔

[۲] باجماعت...... الخ! عمداً دانستہ نماز باجماعت کو ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے۔دیکھو کتب عقائد مسئلہ جماعت سنت مؤکدہ قریب واجب کے ہے۔تارک اس کا منافق ہے۔

۳..... نماز پنجگانہ قبل [۱] از وقت پڑھتے ہیں۔

قال: ''اور جواب ڈیڑھ بجے لکھا۔ جس میں پہلے رقعہ کا اعادہ کیا گیا تھا۔ ادھر سے بھی حجت تمام کرنے کی غرض سے اسی وقت جوابی رقعہ لکھا گیا اور ساتھ ہی یہ لکھ دیا گیا کہ ہم اب جلسہ میں جاتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدس (مرزا قادیانی) معہ چند خادموں کے دو بجے ہی جامع مسجد میں جا پہنچے..... چنانچہ جب انہیں خبر ملی کہ مرزا قادیانی تیار مستعد مسجد میں تشریف رکھتے ہیں تو وہ بھی وقت مقررہ سے آدھ گھنٹہ بعد بصد جبر واکراہ آئے۔ ٹھیک ساڑھے تین بجے تھے۔ جب انہوں نے مسجد میں قدم رکھا اور نماز عصر کے ادا کرنے میں مصروف ہوئے۔ حضرت اقدس اور ان کے خدام ظہر اور عصر جمع کر کے باجماعت ہی پڑھ آئے تھے۔''

(ضمیمہ اخبار پنجاب گزٹ ص ۷ کالم دوم، مورخہ ۱۴ر نومبر ۱۸۹۱ء)

کیفیت مناظرہ مرزا قادیانی ومولوی نذیر حسین صاحب جو جامع مسجد دہلی میں ستمبر و اکتوبر ۱۸۹۱ء کے دنوں میں ہوا تھا۔ گویا ایک بجے دن کے جو ظہر کا وقت ہے۔ ظہر اور عصر دونوں کو جمع کر کے پڑھ لیا۔

۴..... مرزا قادیانی روزے [۲] بھی رمضان شریف کے نہیں رکھتے۔

قال: روزہ رکھن ویلے بیماری دا عذر بناوے
تے حج زکوٰۃ توں تارک چنگا بھلا غنی دسیاوے

یعنی مرزا قادیانی روزہ رمضان المبارک کے رکھنے کے وقت بیمار بن جاتے ہیں اور روزہ نہیں رکھتے۔ (رسالہ الفصل الخطاب مؤلفہ مولوی خدا بخش واعظ ص ۱۶، سطر ۱۲)

۵..... اپنی مؤلفہ کتب میں اشتہارات انعامی شائع کرتے ہیں اور مقابلہ مناظرہ کے واسطے انعام کی شرطیں لگاتے ہیں۔ مگر پروا نہیں کرتے۔

اقول: کوئی بھی کتاب یا اشتہار ایسا نہیں ہوگا کہ جس میں کوئی نہ کوئی شرط بندھی ہوئی موجود نہ ہو۔ ابتداء براہین احمدیہ ہے۔ آج تک انجام آتھم واخیر ضمیمہ انجام آتھم تک کہ ا.. کی خبر

---

[۱] قبل از وقت..... الخ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتا (النساء:۱۰۳)'' یعنی تحقیق نماز ہے مسلمانوں پر فرض وقت مقرر کیا گیا ہے۔ مرزا قادیانی نے آیت شریف کی پروا نہ کی، قبل از وقت نماز پڑھنا کبیرہ گناہ ہے۔ (عقائد عظیم ص ۰۰)

[۲] روزہ (بلا عذر) نہ رکھنا گناہ کبیرہ ہے۔ (عقائد الاسلام ص ۱۲۶)

صفحہ دوسرے اشتہار میں ایک ہزار روپیہ کی شرط لگائی ہوئی موجود ہے۔ جو شرعاً جائز نہیں۔

۶...... قبل از تصنیف کتب وتیاری کے حق التصنیف فروخت کرتے ہیں اور قیمت وصول کرتے ہی۔ یعنی بیع فاسد[1] آپ کا عمل دوامی ہے۔

قول: ''نام ان معاون صاحبان کے جنہوں نے خریداری کتاب سے اعانت فرمائی۔ حضرت خلیفہ سید محمد حسن خان صاحب بہادر وزیراعظم ریاست پٹیالہ بابت خریداری کتاب براہین احمدیہ۔'' (براہین احمدیہ حصہ اوّل ج، خزائن ج۱ص۱۰)

یہ اس وقت کا ذکر ہے کہ ابھی تک کتاب کا وجود بھی نہیں تھا۔ سترہ اٹھارہ سال ہوگئے ہیں۔ اب تک لوگوں کو کتاب نہیں ملی۔ اوّل اس کتاب براہین کی قیمت پانچ روپیہ مقرر کی۔ پھر پچیس روپیہ پھر دس روپیہ۔ دیکھو اعلان (براہین احمدیہ حصہ اوّل ودوم، خزائن ج۱ص۲،۵۷ پھر سوم، خزائن ج۱ص۱۳۶) کے آخر میں مرزاقادیانی نے ایک گذارش اس طرح پر لکھی ہے۔ ''اب اصلی قیمت اس کتاب کی سو روپیہ ہے اور اس کے عوض میں دس یا پچیس روپیہ قیمت قرار پائی ہے۔ پس اگر یہ ناچیز قیمت بھی مسلمان لوگ بطور پیشگی ادانہ کریں تو گویا وہ کام کے انجام میں خود مانع ہیں۔''

ب...... ''رسالہ سراج منیر کے واسطے بہت سا روپیہ وصول کیا۔ مگر اب تک اس کا وجود نہیں۔'' (دیکھو اعلان مندرجہ رسالہ شحنہ حق ص الف، خزائن ج۲ص۳۲۴)

۷...... [2] اپنا وعدہ ایفا نہیں کرتے اور جھوٹ بولتے ہیں۔

قول: الف...... ''کتاب ہذا (براہین احمدیہ) بڑی مبسوط کتاب ہے۔ یہاں تک کہ جس کی ضخامت سو جز سے کچھ زیادہ ہوگی۔'' (اعلان براہین احمدیہ حصہ اوّل صفحہ ابتدائی، خزائن ج۱ص۲)

ب...... ''چونکہ کتاب (براہین احمدیہ) اب تین سو جز تک بڑھ گئی ہے۔''

(براہین احمدیہ حصہ سوم، خزائن ج۱ص۱۳۶)

---

[1] حدیث شریف میں ہے کہ حرام ہے کہ بیچے آدمی وہ چیز کہ اس کے پاس نہیں۔

(ترمذی ابواب البیوع درمختار باب البیوع وغیرہ)

[2] جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے۔ عقائد اسلام وعقائد عظیم وغیرہ تمام کتب عقائد مسئلہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ منافق کی تین علامات ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب بات کہتا ہے جھوٹ کہتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جب کسی سے وعدہ کرتا ہے تو خلاف کرتا ہے۔ تیسری یہ کہ جب کوئی اس کے پاس امانت رکھتا ہے تو اس میں خیانت کرتا ہے۔ (تنبیہ الغافلین ص۱۸۰) دیگر کتب احادیث یہ تینوں علامتیں مرزاقادیانی میں موجود ہیں۔

ج...... ''یہ امر بھی واجب الاطلاع ہے کہ پہلے یہ کتاب (براہین احمدیہ) صرف تیس پینتس جز تک تالیف ہوئی تھی۔ پھر سو جز تک بڑھادی گئی..... مگر اب یہ کتاب تین سو جز تک پہنچ گئی ہے۔''
(براہین احمدیہ ٹائٹل پیج حصہ سوم، خزائن ج۱ ص۱۳۴، ۱۳۵)

د...... ''حصہ سوم کے چھپنے میں دو سال کا توقف ہوگیا ہے۔ لوگ حیران ہوں گے۔''
(براہین احمدیہ حصہ سوم ٹائٹل پیج، خزائن ج۱ ص۱۳۵)

ھ...... ''اب کی دفعہ ان صاحبوں کے نام جنہوں نے قیمت پیشگی بھیجی اور کتاب کی خریداری سے اعانت فرمائی ہے۔ بوجہ عدم گنجائش نام لکھے نہیں گئے۔ حصہ چہارم میں جو مصلحت ہوگی کیا جائے گا۔''
(براہین احمدیہ ص دوم حصہ سوم، خزائن ج۱ ص۱۳۵)

و...... ''ہم اور ہماری کتاب ابتداء میں جب یہ کتاب تالیف کی گئی تھی۔ اس وقت اس کی اور صورت تھی۔ پھر بعد اس کے قدرت الٰہیہ ناگہانی تجلی نے اس احقر عباد کو موسیٰ علیہ السلام کی طرح ایک ایسے عالم کی خبر دی۔ جس سے پہلے خبر نہ تھی اور ایک دفعہ پردہ غیب سے انی انا ربک کی آواز آئی ... اس کتاب کی خریداری کی مدد میں غریب لوگ ہیں۔ اگر حضرت احدیت کا ارادہ ہے تو کسی ذی مقدرت کے دل کو بھی اس کام کے انجام دینے کے لئے کھول دے گا۔''
(براہین احمدیہ کا اخیر صفحہ، خزائن ج۱ ص۶۷۳)

ح...... ''اب یہ سلسلہ تالیف کتاب بوجہ الہامات البتہ دوسرا رنگ پکڑ گیا ہے اور اب ہماری طرف سے کوئی ایسی شرط نہیں کہ کتاب (براہین احمدیہ) تین سو جز تک ضرور پہنچے۔''
(اشتہار واجب الاظہار ملحقہ، سرمہ چشم آریہ، خزائن ج۲ ص۴۸)

ط...... ''رسالہ سراج منیر جو چودہ سو روپیہ کی لاگت سے چھپے گا اور درخواستیں آنے پر چھپنا شروع ہوجائے گا، قیمت ایک روپیہ ہوگی۔''
(ملتقطۂ اعلان ٹائٹل صفحہ دوم مندرجہ شحنۂ حق، خزائن ج۲ ص۳۲۴)

دس گیارہ سال ہوگئے ابھی تک سراج منیر شکم میں ہی ہے۔

ی...... ''اور قصد کرلیا گیا ہے کہ ان توضیحات کے بعد علماء کو مخاطب نہ کروں گا۔''
(انجام آتھم ص۲۸۲، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

بعد اس کے خلاف اس کے لکھتے ہیں۔

ک... ''میں نے اشتہار دے دیا ہے کہ اس کے بعد جو ... سے ساتھ مقابلہ نہ

کرے وہ خدا کی لعنت فرشتوں کی لعنت اور تمام صلحاء کی لعنت کے نیچے ہے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۱۹، خزائن ج ۱۱ ص ۳۰۳)

ل..... ''اے میرے دوستو! میری اخیر وصیت سنو کہ عیسائیوں کے ساتھ بحث کرنا چھوڑ دو۔'' (ازالہ اوہام ص۵۶۰، ۵۶۱ ملخص، خزائن ج۳ ص۴۰۲)

اس کے بعد مرزا قادیانی نے خود امرتسر میں پہنچ کر ۱۸۹۳ء میں جا. سال بعد عیسائیوں کے ساتھ ۲۲ رمئی سے ۵ جون ۱۸۹۳ء پندرہ یوم تک بحث کر کے جنگ مقدس کے نام پر شائع کیا اور عبداللہ آتھم کی نسبت موت کی پیش گوئی کر کے سخت جھوٹے اور نادم ہوئے۔ شاید وہ نصیحت تھی جو دوسروں کے واسطے تھی۔ خود اس کے پابند نہ تھے۔ دیگراں را نصیحت خود را فضیحت!

م..... ایک اشتہار میں مرزا قادیانی نے کہا کہ ''ہمارے پاس ازالہ اوہام کی جلدیں موجود ہیں جو صاحب تین روپیہ قیمت داخل کریں خرید سکتے ہیں'' (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۲۴)

''میں خود ازالہ اوہام لینے گیا۔ (دہلی میں مرزا قادیانی کے پاس اکتوبر ۱۸۹۱ء کو) بعد انتہار کے میں روز تک بہت آدمی روپیہ لے کر گئے۔ آپ نے فرمایا میرے پاس ابھی طبع ہوکر نہیں آئی۔'' (جواب اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی ۲ راکتوبر ۱۸۹۱ء منجانب عبداللطیف خلف الصدق مولوی عبدالمجید مالک مطبع انصاری دہلی مورخہ ۵ راکتوبر ۱۸۹۱ء)

۸..... مرزا قادیانی تمام مولویوں اور سجادہ نشین صاحبوں کو سخت[1] گالیاں دیتے اور لعنتیں بھیجتے ہیں۔

قولہ ''اخرھم شیطان الاعمی والغول الاغوی یقال لہ رشید احمد الجنجوھی وھو شقی کالا مروھی ومن الملعونین یعنی سب سے پہلا تمام علماء ومشائخ کا ان کا اندھا شیطان اور جو گمراہ جس کو رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں اور وہ بدبخت امروہی محمد حسن کی طرح ہے اور تمام ملعونوں میں سے ہے۔'' (انجام آتھم ص۲۵۲، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۹..... مسلمانوں کو برے[2] لقبوں سے بلاتے ہیں۔

---

[1] گالی دینا گناہ کبیرہ ہے۔ (عقائد الاسلام ص۱۲۷، دیگر کتب عقائد)

[2] آیت شریف ''ولا تنابزوا بالالقاب (حجرات:۱۱)'' یعنی برے لقبوں سے نہ پکارو، کا انکار۔

قولہ: ’’دجال، بطال، شیخ نجدی، شیطان، دیوگمراہ، فرعون، ہامان وغیرہ۔‘‘
(دیکھو کتاب انجام آتھم وضمیمہ)

۱۰...... مرزا قادیانی غصب [1] وغیظ کا خوب استعمال کرتے ہیں۔
(دیکھو کتاب انجام آتھم ضمیمہ ص۲۱ تا۲۵، ۲۳، خزائن ج۱۱ ص۳۰۵ تا۳۰۹، ۳۱۷)

۱۱...... ’’غیر مذاہب کے معبودوں [2] کو بھی گالیاں دیتے ہیں۔‘‘
(دیکھو ضمیمہ انجام آتھم، دیکھو توہینات انبیاء علیہم السلام کتاب ہذا)

۱۲...... مرزا قادیانی مسلمانوں کے جانی دشمن ہیں۔

قولہ: ’’جو شریر بدباطن نالائق نام کے مسلمان جمعہ کی نماز نہ پڑھیں گے وہ گورنمنٹ برٹش انڈیا کے باغی ہیں۔ ان کو سزا ملنی چاہئے۔‘‘
(ملخص اشتہار جمعہ کی تعطیل کا مورخہ یکم جنوری ۱۸۹۶ء، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۲۳، ۲۲۶)

دیہاتی مسلمان جہاں نماز نہیں پڑھی جاتی سب باغی ہوئے۔ نعوذ باللہ!

۱۳...... مرزا قادیانی اپنی کتابوں میں تصویریں [3] بھی بناتے ہیں۔

قولہ: ’’ہم یسوع کے شاگردوں کو ابھی ان کے تین مجسم خداؤں کے درشن کرادیتے ہیں اور ان کے سہ گوشہ تلیثی خدا کو دکھا دیتے ہیں کہ اس کے آگے جھکیں اور سیس نوادیں اور وہ یہ ہے جس کو ہم نے عیسائیوں کی شائع کردہ تصویروں سے لیا ہے۔ تصویر یسوع کی شکل پر مجسم بیٹا، تصویر کبوتر کی شکل پر مجسم روح القدس، تصویر آدم کی شکل پر مجسم باپ ہے۔‘‘
(ضمیمہ انجام آتھم ص۳۵، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

---

[1] حضرت نے تین دفعہ فرما کر نصیحت کی کہ ’’لا تغضب (مسند احمد ج۲ ص٤٦٦)‘‘ یعنی غصہ مت کر۔

[2] آیت شریف ’’ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللّٰہ (انعام:۱۰۸)‘‘ کا انکار۔

[3] حدیث شریف میں روایت ہے ابن عباسؓ نے کہا فرمایا رسول خدا ﷺ نے جس نے کوئی تصویر بنائی اللہ عذاب کرے گا۔ اس کو قیامت کے دن یہاں تک کہ پھونکے وہ اس میں روح اور کبھی پھونکنے والا نہیں۔ اس طرح وہ کبھی عذاب سے چھٹنے والا نہیں۔ (جامع الترمذی ج۱ ص۳۰۵، باب ماجاء فی المصورین اور سید احمد طحطاوی درمختار) میں فرماتے ہیں کہ ظاہر کلام امام نووی کی صحیح مسلم کی شرح میں یہ ہے کہ اجماع امت سے تصویر جاندار کی بنائی حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ خواہ تصویر کو ذلیل کرنے کے واسطے (ص۳۲۲، ۳۲۳ تقدیس الوکیل مؤلفہ مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری)

(تین تصویریں۔کبوتر، آدم، یسوع کی بنائی ہیں۔)

۱۴...... خدا کی حفاظت سے نا امید ہو کر اپنی جان کی حفاظت کے لئے پولیس کی مدد کی درخواست کرتے ہیں۔

جب لیکھرام آریہ واقعہ ۷/مارچ ۱۸۹۷ء کو لاہور میں قتل ہوا تو بعض آریہ لوگوں نے سخت طیش میں آ کر بطور گمنام مرزا قادیانی کے قتل کی دھمکیاں دیں۔ تب انہوں نے خدا سے روگرداں ہو کر گورنمنٹ میں درخواست کی کہ میری جان کی حفاظت کے واسطے پولیس کنسٹبلان مقرر کئے جائیں۔ ورنہ میں ضرور قتل ہو جاؤں گا۔ گورنمنٹ عالیہ نے ایسی لغویت پر کچھ بھی پرواہ نہیں کی اور وایاك نستعین حکم خداوندتعالیٰ اور تیری ہی مدد چاہتے ہیں پر عمل نہ کیا۔

قال: اے مرزا قادیانی تمہیں اگر کچھ خوف خدا ہوتا تو چند پولیس کے سپاہیوں کا بھروسہ نہ کرتا سوائے اس خدائے قادر مطلق کے۔ جس نے زمین و آسمان پیدا کئے۔

۱۵...... مرزا قادیانی کا کوئی پیر و مرشد نہیں ۱؎۔

قولہ: میرا کوئی والد روحانی نہیں ہے۔ ’’کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربعہ (نقشبندی، قادری، چشتی، سہروردی) میں سے کسی سلسلہ میں داخل ہیں؟‘‘

(ازالہ اوہام ص۶۵۹، ۶۶۰، خزائن ج۳ ص۴۵۶)

۱۶...... تعلی اور غرور، تکبر ۲؎ اور فخر بہت کرتے ہیں۔

قولہ: الف...... ’’جو کچھ اس عاجز کو رویا صالحہ اور مکاشفہ اور استجابت دعا اور الہامات صحیحہ صادقہ سے حصہ وافر نبیوں کے قریب قریب دیا گیا ہے۔ وہ دوسروں کو تمام حال کے مسلمانوں سے کسی کو ہرگز نہیں دیا گیا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۷۰۱، ۷۰۲، خزائن ج۳ ص۴۷۸)

ب...... ’’میں بڑے اطمینان اور یقین کامل سے کہتا ہوں کہ میری ساری قوم کیا

۱؎ حکیم خداتعالیٰ ’’ان الذین یبایعون اللّٰہ یداللّٰہ فوق ایدیہم (الفتح:۱۰)‘‘ (یعنی خداوند کریم فرماتا ہے کہ جو لوگ بیعت کرتے تجھ سے اے محمد ﷺ وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے) کی تعمیل نہ کی۔ ’’فاعلم ان البیعۃ سنۃ‘‘ یعنی بیعت تحقیق سنت۔ مگر مرزا قادیانی نے رسول اللہ ﷺ کی پرواہ نہیں کی۔

(دیکھو قول الجمیل مؤلفہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ)

۲؎ حدیث شریف میں ’’بئس العبد عبد تخیل واختال (کنز العمال ج۱۶ ص۹۷، حدیث نمبر ۴۴۰۵۴)‘‘ برا وہ بندہ ہے جو اپنے تئیں اچھا جانتا ہے۔

پنجاب کے رہنے والے اور کیا ہندوستان کے باشندے اور کیا عرب کے مسلمان اور کیا روم اور فارس کے کلمہ گو اور کیا افریقہ اور دیگر بلاد کے اہل اسلام اور ان کے علماء اور ان کے فقراء اور ان کے مشائخ اور ان کے صلحا اور ان کے مرد اور ان کی عورتیں مجھے کاذب خیال کر کے پھر میرے مقابل دیکھنا چاہیں کہ قبولیت کے نشان مجھ میں ہیں یا نہیں۔''

(ازالہ اوہام ص۷۰۲، خزائن ج۳ ص۴۷۸،۴۷۹)

ج...... ''یا احمد فضت الرحمة علی شفتیك اے احمد فصاحت اور بلاغت کے چشمے تیرے لبوں پر جاری کئے گئے۔''

(براہین احمدیہ ص۲۴۱، خزائن ج۱ ص۲۶۷، ضمیمہ انجام آتھم ص۱۴، خزائن ج۱۱ ص۲۹۰)

د...... ''میرے برابر کوئی کلام فصیح نہیں لکھ سکتا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۱۵۵، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

ھ...... ''میں علم عربی میں دریا ہوں۔'' (انجام آتھم ص۱۵۶، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۱۷...... اپنے مریدوں سے چندہ یکمشت اور ماہوار وصول کر کے اپنی آسائش اور آرام کے سامان تیار کرتے ہیں۔ (دیکھو کتب مرزا قادیانی کی)

قولہ: ''ہم کو مکان فراخ کرنے کا دوبارہ الہام ہوا ہے۔ جماعت مخلصین دو ہزار روپیہ جلد بہم پہنچائیں اور پہلے سے ثابت قدم ہو جائیں۔''

(۱۷ر فروری ۱۸۹۷ء، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۳۲۷)

۱۸...... مرزا قادیانی مسیح ہیں اور دجال کا گدھا ریل ہے۔ اسی دجال کے گدھے پر ہمیشہ سوار ہوتے ہیں۔

۱۹...... اپنی بے گناہ نیک بیوی سے ناراض ہوتے ہیں اور اپنے فرزند سے اس کی بیوی کو طلاق دلوانے کے لئے مجبور کرتے ہیں۔

قال: ایک عجیب قصہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ایک الہام مشتہر کیا کہ مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی بڑی صاحبزادی میرے ساتھ مقدر ہے۔ لڑکی کے اولیاء کو نامنظور ہوا۔ تو اپنے چند لطائف الحیل طمع وغیرہ پر ان کو راضی کرنا چاہا۔ وہ راضی نہ ہوئے۔ چونکہ مرزا احمد بیگ صاحب مدعی مثلیت کی زوجہ سے رشتہ دار تھے۔ اس لئے مدعی مثلیت نے اس کو اور اپنے دیگر رشتہ داروں کو وضعداری سے بلکہ صاف لفظوں میں دھمکا کر مجبور کیا وہ اس لڑکی کا نکاح کسی دوسری جگہ نہ ہونے دیں اور جس طرح ممکن ہو روک کر میری طرف مائل کریں۔ جب ان سے

یہ کارروائی نہ ہوسکی تو اپنی پہلی نیک بخت بیوی اور اس کے لائق فرزندوں سے ناراضگی ظاہر کر کے ایک بیٹے کو عاق کرنے کی دھمکی میں یہ لکھا کہ اگر وہ شرطیہ اپنی بیوی کو طلاق نہ دے گا تو وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہ پاوے گا وغیرہ وغیرہ۔ ایسی دھمکی سے مرزا قادیانی کی غرض یہ تھی کہ فضل احمد کی منکوحہ (جو مرزا احمد بیگ صاحب کی ہمشیرہ زادی تھی) اس کو طلاق ملنے سے احمد بیگ اور اس کے دیگر قرابت داروں کو رنج پہنچے گا۔ جس سے وہ مرزا کی الہامی تائید کے موید ہو جائیں گے اور مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں کا عقد مرزا قادیانی کے ساتھ ہو جانے سے ان کے الہام کی تصدیق ہو جائے گی۔ جس کی تصدیق ذیل کے خطوط (جو مرزا قادیانی کی قلم کے لکھے ہوئے ہیں) سے بوجہ احسن ہو جائیں گی۔

نقل اصل خطوط جو مرزا قادیانی نے مرزا احمد بیگ اور دیگر رشتہ داروں کو بھیجے تھے

اس جگہ پر مرزا قادیانی کے خاص دستخطی خطوں کو جو مجھے ایک دوست شیخ نظام الدین صاحب پنشنر راہوں کی معرفت مرزا علی شیر صاحب سمدھی مرزا قادیانی سے ملے ہیں درج کرتا ہوں۔ جس سے مرزا قادیانی کی مسیح موعودی اور نبوت بخوبی ظاہر ہوتی ہے۔ ان خطوں کے ملاحظہ سے ناظرین معلوم کر لیں گے کہ مرزا قادیانی کیا ہیں۔ کوئی ادنیٰ اور جاہل مسلمان بھی ایسا نہیں کرے گا اور نہ کر سکتا ہے۔

یادداشت: مرزا احمد بیگ کی زوجہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تایا چچازاد ہمشیرہ ہے۔ مرزا علی شیر کی لڑکی عزت بی بی فضل احمد پسر مرزا غلام احمد قادیانی کی زوجہ تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نحمدہ ونصلی! مشفقی مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ!

السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! قادیان میں جب واقعہ ہائلہ محمود فرزند آں مکرم کی خبر سنی تھی تو بہت درد اور رنج اور غم ہوا۔ لیکن بوجہ اس کے کہ یہ عاجز بیمار تھا اور خط نہیں لکھ سکتا تھا۔ اس لئے عزا پرسی سے مجبور رہا۔ صدمہ وفات فرزند آں حقیقت میں ایک ایسا صدمہ ہے کہ شاید اس کے برابر دنیا میں اور کوئی صدمہ نہ ہوگا۔ خصوصاً بچوں کی ماؤں کے لئے تو سخت مصیبت ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کو صبر بخشے اور اس کا بدل صاحب عمر عطاء فرمائے اور عزیزی مرزا محمد بیگ کو عمر دراز بخشے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ کوئی بات اس کے

آ گے انہونی نہیں۔ آپ کے دل میں گو اس عاجز کی نسبت کچھ غبار ہو۔ لیکن خداوند علیم جانتا ہے کہ اس عاجز کا دل بکلی صاف ہے اور خدائے قادر مطلق سے آپ کے لئے خیر و برکت چاہتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ میں کس طریق اور کن لفظوں میں بیان کروں۔ تا میرے دل کی محبت اور خلوص اور ہمدردی جو آپ کی نسبت مجھ کو ہے آپ پر ظاہر ہو جائے۔ مسلمانوں کے ہر ایک نزاع کا اخیری فیصلہ قسم پر ہوتا ہے۔ جب ایک مسلمان خدا تعالیٰ کی قسم کھا جاتا ہے تو دوسرا مسلمان اس کی نسبت فی الفور دل صاف کر لیتا ہے۔ سو مجھے خدا تعالیٰ قادر مطلق کی قسم ہے کہ میں اس بات میں بالکل سچا ہوں کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا کہ آپ کی دختر کلاں کا رشتہ اسی عاجز سے ہوگا۔ اگر دوسری جگہ ہوگا تو تنبیہیں وارد ہوں گی اور آخر اسی جگہ ہوگا۔ کیونکہ آپ میرے عزیز اور پیارے تھے۔ اس لئے میں نے عین خیر خواہی سے آپ کو جتلایا کہ دوسری جگہ اس رشتہ کا کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا۔ میں نہایت ظالم طبع ہوتا جو آپ پر ظاہر نہ کرتا اور میں اب بھی عاجزی اور ادب سے آپ کی خدمت میں ملتمس ہوں کہ اس رشتہ سے آپ انحراف نہ فرمائیں کہ یہ آپ کی لڑکی کے لئے نہایت درجہ موجب برکت ہوگا اور خدا تعالیٰ ان برکتوں کا دروازہ کھول دے گا۔ جو آپ کے خیال میں نہیں۔ کوئی غم اور فکر کی بات نہیں ہوگی۔ جیسا کہ یہ اس کا حکم ہے۔ جس کے ہاتھ میں زمین اور آسمان کی کنجی ہے۔ تو پھر کیوں اس میں خرابی ہوگی اور آپ کو شاید معلوم ہوگا یا نہیں کہ یہ پیشین گوئی اس عاجز کی ہزار ہا لوگوں میں مشہور ہو چکی ہے اور میرے خیال میں شاید دس لاکھ سے زیادہ آدمی ہوگا کہ جو اس پیش گوئی پر اطلاع رکھتا ہے اور ایک جہاں کی اس کی طرف نظر لگی ہوئی ہے اور ہزاروں پادری شرارت سے نہیں بلکہ حماقت سے منتظر ہیں کہ یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلے تو ہمارا پلہ بھاری ہو۔ لیکن یقیناً خدا تعالیٰ ان کو رسوا کرے گا اور اپنے دین کی مدد کرے گا۔ میں نے لاہور میں جا کر معلوم کیا کہ ہزاروں مسلمان مساجد میں نماز کے بعد اس پیش گوئی کے ظہور کے لئے بصدق دل دعا کرتے ہیں۔ سو یہ ان کی ہمدردی اور محبت ایمانی کا تقاضا ہے اور یہ عاجز جیسے ''لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ'' پر ایمان لایا ہے۔ ویسے ہی خدا تعالیٰ کے ان الہامات پر جو تواتر سے اس عاجز پر ہوئے ایمان لاتا ہے اور آپ سے ملتمس ہے کہ آپ اپنے ہاتھ سے اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے لئے معاون بنیں۔ تا کہ خدا تعالیٰ کی برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ خدا تعالیٰ سے کوئی بندہ لڑائی نہیں کر سکتا اور جو امر آسمان پر ٹھہر چکا ہے زمین پر وہ ہرگز بدل نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ آپ کو دین اور دنیا کی برکتیں عطا کرے اور اب آپ کے دل میں وہ بات ڈالے جس کا اس نے آسمان پر سے مجھے الہام کیا ہے۔ آپ کے سب غم دور ہوں اور دین اور دنیا دونوں

آپ کو خدا تعالیٰ عطاء فرمائے۔ اگر میرے اس خط میں کوئی ناملائم لفظ ہو تو معاف فرمادیں۔

والسلام! خاکسار احقر عباد اللہ! غلام احمد

۱۷ر جولائی ۱۸۹۰ء، بروز جمعہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم!

نحمدہ ونصلی! مشفقی مکرمی اخویم مرزا علی شیر بیگ صاحب سلمہ تعالیٰ!

السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ! اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔ لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سناتا ہوں۔ آپ کو اس سے بہت رنج گذرے گا۔ مگر میں محض للہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں۔ جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر میری عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کے دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ رسول کے دین کی کچھ بھی پرواہ نہیں رکھتے اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں سے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس کو خوار کیا جائے۔ ذلیل کیا جائے روسیاہ کیا جائے۔ یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچا لینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ گر میں اس کا ہوں گا تو ضرور مجھے بچائے گا۔ اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا میں چوہڑا یا چمار تھا۔ جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی۔ بلکہ وہ تو اب تک ہاں سے ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی کے نکاح کے لئے سب ایک ہو گئے۔ یوں تو مجھے کسی کی لڑکی سے کیا غرض کہیں جائے۔ مگر پھر تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو وہ میری وارث ہو۔ وہی میرے خون کے پیاسے، وہی میری عزت کے پیاسے ہیں اور چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور اس کا روسیاہ ہو۔ خدا بے نیاز ہے۔ جس کو چاہے روسیاہ کرے۔ مگر اب تو وہ مجھے آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ میں نے خط لکھے کہ پرانا رشتہ مت توڑو۔ خدا تعالیٰ سے خوف کرو کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آکر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے۔ صرف عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بے شک وہ طلاق دے

دے۔ ہم راضی ہیں ور ہم نہیں جانتے کہ یہ شخص کیا ملا ہے۔ ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہیں کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپ کی بیوی صاحب کے نام خط بھیجا۔ مگر کوں جواب نہ آیا اور بار بار کہا کہ اس سے کیا ہمارا رشتہ باقی رہ گیا ہے۔ جو چاہے کرے۔ ہم اس کے لئے اپنے خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا ابھی مرا بھی ہوتا۔ یہ باتیں آپ کی بیوی صاحب کی مجھے پہنچی ہیں۔ بے شک ناچیز ہوں۔ ذلیل ہوں اور خوار ہوں۔ مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اب جب میں ایسا لیل ہوں تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ لہٰذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں۔ پھر جیسا کہ آپ کی خود منشاء ہے کہ میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی کو اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا۔ بلکہ ایک طرف جب (محمدی) کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دے گا۔ اگر نہیں دے گا تو میں اس کو عاق اور لاوارث کر دوں گا اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مقابلہ کرو گے اور یہ رادہ اس کا بند کرا دو گے تو میں بدل و جان حاضر ہوں او فضل حمد کو جواب میرے قبضہ میں ہے۔ ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لیے کوشش کروں اور میرا مال ان کا مال ہوگا۔ لہٰذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ آپ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمد بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آ جائیں اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کریں کہ وہ بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے۔ ورنہ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے یہ تمام رشتہ ناطے توڑ دوں گا۔ اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اسی حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا اور جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو۔ ورنہ جہاں میں رخصت ہوا۔ ایسا ہی سب ناطے رشتے بھی ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوں کی معرفت مجھے معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم!

راقم خاکسار! غلام احمد

از لودھیانہ اقبال گنج ۴ رمئی ۱۸۹۱ء

نقل اصل خط مرزا قادیانی جو بنام والدہ عزت بی بی تحریر کیا تھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم! نحمدہ ونصلی!

والدہ عزت بی بی کو معلوم ہو کہ مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ چند روز تک (محمدی) مرزا احمد بیگ کی لڑکی کا نکاح ہونے والا ہے اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا چکا ہوں کہ اس نکاح سے سارے رشتہ ناطے توڑ دوں گا اور کوئی تعلق نہیں رہے گا۔ اس لئے نصیحت کی راہ سے لکھتا ہوں کہ اپنے بھائی

مرزا احمد بیگ کو سمجھا کر یہ ارادہ موقوف کراؤ اور جس طرح تم سمجھا سکتے ہو اس کو سمجھا دو اور اگر ایسا نہیں ہوگا تو آج میں نے مولوی نوردین صاحب اور فضل احمد کو خط لکھ دیا ہے کہ اگر تم اس ارادہ سے باز نہ آؤ تو فضل احمد عزت بی بی کے لئے طلاق نامہ لکھ کر بھیج دے اور اگر فضل احمد طلاق نامہ لکھنے میں عذر کرے تو اس کو عاق کیا جائے اور اپنے بعد اس کو وارث نہ سمجھا جائے اور ایک پیسہ وراثت کا اس کو نہ ملے۔ سو امید رکھتا ہوں کہ شرطی طور پر اس کی طرف سے طلاق نامہ لکھا آجائے گا۔ جس کا یہ مضمون ہوگا کہ اگر مرزا احمد بیگ محمدی کے غیر کے ساتھ نکاح کرنے سے باز نہ آئے تو پھر اسی روز سے جو محمدی کا کسی اور سے نکاح ہو جائے عزت بی بی کو تین طلاق ہیں۔ سو اس طرح پر لکھنے سے اس طرف تو محمدی کا دوسرے سے نکاح ہوگا اور اس طرف عزت بی بی پر فضل احمد کی طلاق پڑ جائے گی۔ سو یہ شرطی طلاق ہے اور مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب بجز قبول کرنے کے کوئی راہ نہیں اور اگر فضل احمد نے نہ مانا تو میں فی الفور اس کو عاق کر دوں گا اور پھر وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا اور اگر آپ اس وقت اپنے بھائی کو سمجھا لو تو آپ کے لیے بہتر ہوگا۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے عزت بی بی کی بہتری کے لئے ہر طرح سے کوشش کرنا چاہا تھا اور میری کوشش سے سب نیک بات ہو جاتی۔ مگر آدمی پر تقدیر غالب ہے۔ یاد رہے کہ میں نے کوئی کچی بات نہیں لکھی۔ مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں ایسا ہی کروں گا اور خدا تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔ جس دن نکاح ہوگا اس دن سے عزت بی بی کا نکاح باقی نہ رہے گا۔ راقم مرزا غلام احمد قادیانی

از لودھیانہ اقبال گنج ۴ مئی ۱۸۹۱ء

ازطرف عزت بی بی بطرف والدہ

اس وقت میری بربادی اور تباہی کی طرف خیال کرو۔ مرزا صاحب کسی طرح مجھ سے فرق نہیں کرتے۔ اگر تم اپنے بھائی میرے ماموں کو سمجھاؤ تو سمجھا سکتی ہو۔ اگر نہیں تو پھر طلاق ہو گی اور ہزار طرح کی رسوائی ہوگی۔ اگر منظور نہیں تو خیر جلد مجھے اس جگہ سے لے جاؤ۔ پھر میرا اس جگہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔

جیسا کہ عزت بی بی نے تاکید سے کہا ہے کہ اگر نکاح رک نہیں سکتا۔ پھر بلا توقف عزت بی بی کے لئے کوئی قادیاں سے آدمی بھیج دو تا کہ اس کو لے جائے۔

مرزا قادیانی پکے طالب دنیا اور عبدالدینار والدراہم ہیں

قول: الف... ''مالی فتوحات آج تک پندرہ ہزار کے قریب فتوح غیب کا روپیہ آیا جس کو شک ہو ڈاکخانہ کی کتابیں دیکھ لے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۸ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۳)

ب...... ''حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن اللہ رکھا تاجر مدراس نے کئی ہزار روپیہ دیا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۲)

ج...... ''شیخ رحمت اللہ صاحب دو ہزار سے زیادہ روپیہ دے چکے ہیں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۸، ۲۹، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۲، ۳۱۳)

د...... ''منشی رستم علی کورٹ انسپکٹر گورداسپور بیس روپیہ ماہوار دیتے ہیں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۹، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۳)

ھ...... ''حیدرآباد کی جماعت مولوی سید مردان علی۔ مولوی سید ظہور علی اور مولوی عبدالمجید صاحب دس دس روپیہ اپنی تنخواہ سے دیتے ہیں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۹ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۳)

و...... ''خلیفہ نورالدین صاحب پانچ سو روپیہ دے چکے ہیں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۹ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۳)

علی ہذا القیاس ہر طرف سے روپیہ کی درخواست رات دن روپیہ کی آمدنی ادھیڑبن میں گذرتا ہے۔ منی آرڈر پر منی آرڈر آرہے ہیں۔ یاقوتیاں اور زمرد تیار ہو رہے ہیں۔ العیاذ باللہ!

برائی اور حرام کی کمائی ۲ کے مال کے لئے درخواست کرتے ہیں

قال: انہیں دنوں میں مرزاقادیانی کو معلوم ہوا کہ الہ دیا نام طوائف ایک شخص اپنے

---

۱ روپیہ کا جمع کرنا اور اس کا حساب رکھنا اور جائداد پیدا کرنا مرزاقادیانی کے اصل الاصول ہیں۔ جس کی بابت قرآن کریم میں سخت وعیدیں اور عذاب ہیں۔ جیسے اللہ وتبارک وتعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: ''ویل لکل همزة لمزة ، الذی جمع مالا وعدده ، یحسب ان ماله أخلده ، کلا لینبذن فی الحطمة (الهمزة:۱تا۴)'' یعنی خرابی ہے طعنہ دینے اور عیب چننے کی۔ جس نے لے سمیٹا مال اور گن گن رکھا۔ خیال رکھتا ہے کہ اس کا مال اس کے ساتھ ہمیشہ رہے گا۔ یہ ہرگز نہیں وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

۲ حدیث صحیح میں ہے کہ: ''انما الاعمال بالنیات (بخاری ج۱ ص۲، باب کیف کان بدء الوحی)'' یعنی عملوں کا حساب نیتوں پر ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی مسلم شخص یہ نیت کرے کہ میں اگلے سال عیسائی یا یہودی ہو جاؤں گا وہ اسی وقت مرتد ہوگیا۔ اسی طرح سے اگرچہ مرزاقادیانی کو بدقسمتی سے حرام کی کمائی کا مال نہیں ملا۔ لیکن اس کی نیت وارادہ اور جہد واقدام کے عمل کامل جاری ہوگیا اور جاری رہے گا۔ العیاذ باللہ!

برے کاموں اور پیشہ سے تائب ہوکر موحد مسلمان ہوگیا ہے اور اس کے پاس چند ہزار روپیہ حرام کی کمائی کا موجود ہے۔ جس کو وہ بوجہ اتقاء اور پرہیز گاری کے اپنے کام میں خرچ نہیں کرتا۔ مرزا قادیانی نے یہ خبر فرحت اثر سن کر فوراً کہلا بھیجا کہ وہ کل روپیہ ہمارے پاس بھیج دے۔ ہم اشتہارات وغیرہ میں خرچ کردیں گے۔ جب الہ دیا ندکور نے دیگر علماء دیندار سے اس کے جواز کا فتویٰ پوچھا تو انہوں نے منع کردیا کہ راہ خدا میں ایسے روپیہ کا دینا ہرگز جائز نہیں۔ اس سبب سے مرزا قادیانی کا یہ شکار خالی گیا۔

(رسالہ تائید آسمانی برنشان آسمانی تصنیف منشی محمد جعفر، مطبوعہ اختر ہند پریس امرتسر ۲۳؍جولائی ۱۸۹۲ء)

خاتمۂ کتاب اور التماس بخدمت شریف علماء وفضلاء ومفتیان شرع العلیاء ابقاہم اللہ تعالیٰ، بطور استفتاء

الحمدللہ والمنة ! کتاب ہذا مختصراً باوضو بجواب رسائل اربعہ انجام آتھم وضمیمہ تصنیف مرزا غلام احمد قادیانی بباعث عدیم الفرصتی پانچ ماہ کے عرصہ میں ختم ہوئی۔ میں نے اس میں مرزا قادیانی کے خیالات ابتدائی وانتہائی کو حتیٰ الوسیع انہیں کی تالیفات سے نہایت تہذیب کے ساتھ نقل کیا ہے۔ بعد اس کے ان کے دعاوی نبوت اور توہنیات انبیاء علیہم السلام اور عقائد اور اعمال کو بھی انہی کی تصانیف الہامی سے ہدیہ ناظرین کیا ہے اور علمی بحثیں اور آیات واحادیث کی تاویلات اور منطقی جھگڑوں اور صرف ونحو کے بکھیڑوں سے مطلق تعلق نہیں رکھا اور نہ اس طرف رجوع کیا۔ کیونکہ عوام کو ان سے دلچسپی نہیں ہوتی۔ اس واسطے میں نے زیادہ تر عوام کے ہی سمجھانے کے لئے کوشش کی ہے اور یہی مدعا ہے۔ امید ہے کہ جہاں کہیں کوئی سہو یا غلطی با تقاضائے بشریت ہوئی ہو تو اس سے معاف فرما کر اصلاح فرمائی جائے اور بالخصوص حضرات علماء وفضلاء ومفتیان شرع دین متین کی خدمت بابرکت میں نہایت ہی ادب سے التماس ہے کہ مجھے مرزا غلام احمد قادیانی سے کوئی ذاتی عداوت یا دشمنی نہیں ہے۔ بلکہ وہ میرے ہم وطن ہیں اور مرزا سلطان احمد تحصیلدار ضلع ملتان، مرزا قادیانی کے فرزند کلاں میرے نہایت دوست ہیں۔ درانحال یہ کہ ابھی مرزا قادیانی ان سے ناراض نہیں ہوئے تھے کہ میں اور وہ ایک ہی وقت میں ۱۸۷۷ء پولیس ضلع گورداسپور میں نوکر ہوئے تھے اور چندروز کے بعد وہ صیغہ سول میں نوکر ہوگئے تھے۔ مگر افسوس ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے فوراً کایا پلٹ لی اور کایا بھی ایسی پلٹی کہ شناخت کرنا ہی نہایت مشکل ہوگیا اور اسلام کے دائرہ سے ایسا تجاوز کیا کہ گویا استعفاء قطعی داخل کردیا۔

حضرات علماء!! مرزا قادیانی کے خیالات، وتوہمات، الہامات، وسواسات، دعاوی

نبوت اور توہنیات انبیاء علیہم السلام وعقائد واعمال پر توجہ مبذول فرما کر عوام کو صاف صاف طور پر اس ابتلاء سے بچائیں اور اپنے فرائض کے پورا کرنے میں سعی بلیغ فرمائیں اور اس خاکسار ذرہ بےمقدار کو دعائے خیر سے مشکور فرمائیں۔'' ربنا لا تزغ قلوبنا بعدا ذهديتنا وهب لنا من لـدنك رحمة انك انـت الوهاب ''آمین ثم آمین! نام اس کتاب کا خدا کی طرف سے تاریخی طور پر حسب ذیل رکھا گیا۔ کلمہ فضل رحمانی ۱۳۱۴ھ، بجواب اوہام غلام قادیانی ۱۳۱۴ھ، راقم عاجز فقیر فضل احمد عفی عنہ کورٹ انسپکٹر لودھیانہ ۱۳۱۴ھ اخیر ذی الحج۔

رؤیا صادقہ

آج واقع ۵ر جمادی الثانی ۱۳۱۵ھ المقدس کی صبح ساڑھے چار بجے جب کہ میں مسودہ اصلی پر سے پورے طور پر کتاب ہذا لکھ چکا اور ختم کر چکا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ مجلس میں جہاں قریباً سات آٹھ آدمی بیٹھے ہوئے ہیں اور مولانا مولوی مشتاق احمد صاحب چشتی صابری مدرس گورنمنٹ سکول لودھیانہ بھی میرے پاس داہنی طرف بیٹھے ہوئے ہیں۔ مرزاغلام احمد قادیانی بھی وہاں پاؤں پسارے پڑے ہیں۔ مرزا قادیانی کا سر ننگا ہے اور سر ان کا عین وسط سے لے کر پیشانی تک استرے سے مونڈا ہوا ہے (خلاف شرع) اور داڑھی آپ کی قینچی نے کتری ہوئی ہے۔ (خلاف شرع) اس مجلس میں سے کسی شخص نے کہا کہ آپ سب لوگ مرزا قادیانی کے مخالف کیوں ہیں۔ میں نے کہا کہ ہم کو بلکہ کل اہل اسلام کو مرزا قادیانی سے کوئی ذاتی یا دنیاوی غرض سے مخالفت نہیں۔ مرزا قادیانی نے ہی اپنے عقائد اور اعمال اہل اسلام کے مخالف کر لئے ہیں۔ یہی وجہ مخالفت ہے۔ مرزا قادیانی نے کہا ایویں کوئی کچھ کہہ دے۔ (پنجابی) یعنی یونہی ناحق کوئی کچھ کہہ دے۔ میں نے کہا مرزا قادیانی! کیا آپ کے کل الہاموں اور مؤلفہ کتابوں میں عقائد اور اعمال درج نہیں ہیں؟۔ کیا ان تحریری دستاویزات سے جو بڑی تعلی سے شائع کئے ہیں۔ انکار ہے؟۔ ناحق کہنے کی کسی کو کیا ضرورت ہے۔ تب مرزا قادیانی نے کھسیانی صورت بنائی اور نیچے آنکھیں کر لیں اور خاموش ہوگئے اور جواب نہ دیا۔ اتنے میں آنکھ کھل گئی۔ گھڑی (کلاک) کو دیکھا ساڑھے چار بجے تھے۔ مجھے اس خواب سے نہایت ہی اطمینان ہوئی۔ حضرات ناظرین بھی اس کی تعبیر سمجھ لیں اور یہ بھی عرض کر دینا ناظرین کے لئے خالی از منفعت تعارف نہ ہوگا کہ خاکسار راقم الحروف ملازم پولیس ہے اور سخت درجہ کا گنہگار۔ لیکن الحمدللہ عقائد واعمال مطابق جمہور اہل اسلام کے عین مطابق رکھتا ہے۔ یہی امید فضل رحمانی ... ہے۔ مغفرت کرے گا۔ ہر وقت اس کے فضل کی امید اور عذاب کا ڈر دل میں ہے۔ یاالٰہی اس کو قائم رکھ۔ آمین! ثم آمین!!

مرزا قادیانی کی مالی حالت اور اپنے جائز وارثوں کے حقوق کا غصب!

خدایا تیری پناہ! انتقال جائیداد اور مرزا قادیانی

''منکہ مرزا غلام احمد قادیانی خلف مرزا غلام مرتضٰی مرحوم قوم مغل ساکن و رئیس قادیان وتحصیل بٹالہ کا ہوں۔ موازی ۱۴ کنال اراضی نمبری خسرہ ۲۲۴۷، ۲۲۰۳، ۱۷۲۱، ۱۷ قطعہ کا کھاتہ نمبر ۱۷۰ معاملہ عمل جمع بندی ۱۸۹۶ء، ۱۸۹۷ء واقعہ قصبہ قادیان مذکورہ موجود ہے۔ ۱۴ کنال منظورہ میں سے موازی ۱ کنال اراضی نمبری خسرہ نہری ۲۲۴۷، ۲۲۰۳، ۱۷ مذکورہ میں باغ لگا ہوا ہے اور درختان آم و کھٹہ و مٹھہ و شہتوت وغیرہ اس میں لگے ہوئے۔ پھلے ہوئے ہیں اور موازی ۱۳ کنال اراضی منظور چاہی ہے اور بلاشرکتہ الغیر مالک و قابض ہوں۔ سو اب مظہر نے برضاو رغبت خود و بدرستی ہوش وحواس خمسہ اپنی کل موازی ۱۴ کنال اراضی مذکورہ کو معہ درختان ثمرہ وغیرہ موجودہ باغ و اراضی زرعی و نصف حصہ آب و عمارت و خرچ چوب چاہ موجودہ اندرون باغ و نصف حصہ کھورل و دیگر حقوق داخلی و خارجی متعلقہ اس کے محض مبلغ پانچ ہزار روپیہ سکہ رائجہ نصف جن کے ۲۵۰۰ روپے ہوتے ہیں۔ بدست مسماۃ نصرت جہاں بیگم زوجہ خود رہن وگروی کر دی ہے اور روپیہ میں بہ تفصیل ذیل زیورات و نوٹ کرنسی نقد مرتہنہ سے لیا ہے۔ کڑی کلان طلائی قیمتی ۷۵۰، کڑے خورد طلا قیمت ۲۵۰، ڈنڈیاں ۱۴ عدد بالیاں دو عدد بنسی ۱۰ عدد دربل طلائی دو عدد بالی گھنگورو والی طلائی دو عدد کل قیمتی ۶۰۰ کنگن طلائی قیمتی ۲۱۰ روپے بند طلائی قیمتی ۱۰۰ روپے کنٹھہ طلائی قیمتی ۲۲۵ روپے جھمیان جوڑ طلائی قیمتی ۳۰۰ روپے پونجیاں طلائی بڑی قیمتی چار عدد قیمتی ۱۵۰ روپے۔ جو جس اور مونگی چار عدد قیمتی ۱۵۰ روپے چنان کلاں ۳ عدد، طلائی قیمتی ۲۰۰ روپے چاند طلائی قیمتی ۵۰ روپے بالیاں جڑاؤ سات ہیں۔ قیمتی ۱۵۰ روپے نتھ طلائی قیمتی ۴۰ روپے محکہ خورد طلائی قیمتی ۲۰ روپے حمائل قیمتی ۲۵ روپے پھو نچیاں خورد طلائی ۲۲ دانہ ۲۵ روپے بڑی طلائی قیمتی ۴۰ روپے ٹیپ جڑاؤ طلائی قیمتی ۶۷ روپے کرنسی نوٹ نمبری ۵۹۰۰۰ ۱ی ۲۹ لاہور کلکتہ قیمتی ایک ہزار اقرار یہ کہ عرصہ تیس سال تک فک الرہن مرہونہ نہیں کراؤں گا۔ بعد تیس سال مذکور کے ایک سال میں جب چاہوں زر رہن دوں۔ تب فک الرہن کرالوں، ورنہ بعد انقضائے میعاد بالا یعنی اکتیس سال کے تیسیوں سال میں مرہونہ بالا ان ہی روپیوں پر بیع بالوفا ہو جائے گا اور مجھے دعویٰ ملکیت کا نہیں رہے گا۔ قبضہ اس کا آج سے کرا دیا ہے۔ داخل خارج کرا دوں گا اور منافع مرہونہ بالا کی قائمی

راہن تک مرتہنہ مستحق ہے اور معاملہ سرکاری فصل خریف ۱۹۵۵ء سے مرتہنہ دے گی اور پیداوار لے گی۔ جو ثمرہ اس وقت باغ میں ہے اس کی بھی مرتہنہ مستحق ہے اور بصورت ظہور تنازعہ کے میں ذمہ دار ہوں اور سطر تین میں نصف مبلغ ورقم بیس ہزار روپے کے آگے رقم دوسوساٹھ کو قلمزن کر کے پانچ سو لکھا ہے۔ جو صحیح ہے اور جو درختان خشک ہوں وہ بھی مرتہنہ کا حق ہوگا اور درختان غیر ثمرہ یا خشک شدہ کو مرتہنہ واسطے ہر ضرورت وآلات کشاورزی کے استعمال کر سکتی ہے۔ بنابراں راہن نامہ لکھ دیا ہے کہ سند ہو المرقوم ۲۵ رجون ۱۸۹۸ء بقلم قاضی فیض احمد نمبر ۹۴۹، العبد مرزا غلام احمد بقلم خود گواہ شد مقبلان ولد حکیم کرم دین صاحب بقلم خود گواہ شد نبی بخش نمبردار بقلم خود بٹالہ حال قادیان۔

اسٹام بک مکرر دو قطعہ

حسب درخواست جناب مرزا غلام احمد قادیانی خلف مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم آج واقعہ ۲۵ رجون ۱۸۹۸ء یوم شنبہ وقت ۷ بجے بمقام قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور آیا اور یہ دستاویز صاحب موصوف نے بغرض رجسٹری پیش کی۔ العبد مرزا غلام احمد قادیانی راہن مرزا غلام احمد بقلم خود ۲۵ رجون ۱۸۹۸ء دستخط احمد بخش رجسٹرار جناب مرزا غلام احمد قادیانی خلف مرزا غلام مرتضیٰ قادیانی ساکن رئیس قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور جس کو میں بذات خود جانتا ہوں تکمیل دستاویز کا اقبال کیا وصول پائے۔ مبلغ ۵۰۰۰ روپے کی منجملہ ایک ہزار روپیہ کا نوٹ اور زیورات مندرجہ ہذا میرے روبرو معرفت میرزا ناصر نواب والد مرتہنہ لیا۔ سطر ۹ میں مبلغ ۲۵۰ روپے کی قلمزن کر کے بجائے اس کے ۵۰۰ روپے لکھا ہے۔ از جانب مرتہنہ ناصر نواب حاضر ہے۔ العبد مرزا غلام احمد راہن، مرزا غلام احمد قادیانی بقلم خود ۲۵ رجون ۱۸۹۸ء دستخط احمد بخش سب رجسٹرار دستاویز ۱۲۷۸ میں نمبر ایک بعد ۳۶ ص ۲۶۷، ۲۶۸ پر آج تاریخ ۲۷ رجون ۱۸۹۸ء یوم دوشنبہ رجسٹری ہوئی۔ دستخط احمد بخش سب رجسٹرار اس رجسٹری پر ملا محمد بخش صاحب قادری نے اپنے ایک اشتہار میں مندرجہ ذیل ریمارک کیا ہے۔

رجسٹری مذکورہ بالا پر ہمارا منصفانہ ریمارک

''اگر مرزا قادیانی کو مصرعہ ''اسپ وزن شمشیر وفادار که دید'' کی خبر ہوتی تو ہرگز اپنی بیوی کے نام رجسٹری نہ کراتے۔ مرزا قادیانی نے خواہ کتنا ہی لطائف الحیل طمع دنیوی سے نصرت جہاں بیگم کو راضی کرنے کی کوشش کی۔ جب مرزا قادیانی کو کچھ روپیہ وغیرہ کی ضرورت

آبی تو اس عفیفہ نے ایک چھلہ تک نہیں دیا کہ مرزا قادیانی کے وقت بے وقت کام آتا بلکہ اس نے زیورات کے عوض جناب سے تمام باغات زمین وغیرہ رہن وگروی کرالی اور رجسٹر کرالی۔ کیا یہ سب باتیں اس کی فرمانبرداری اور اطاعت کی ہیں؟۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ اس نے ایسے شخص کافر بلکہ اکفر کا ذرا بھی اعتبار نہیں کیا۔ پس جب گھر کا یہ حال ہو رہا ہے تو دوسروں پر کیا شکایت؟۔

اوّل: ہم پوچھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے جو زیورات مالیتی پانچ ہزار روپیہ کے عوض باغات واراضی وغیرہ اپنی بیوی نصرت جہاں بیگم کے پاس گروی ورہن رکھ کر رجسٹری کرادی ہے تو یہ زیورات آپ کی اہلیہ کے پاس آپ کے دیئے ہوئے تھے یا نہیں۔ اگر آپ کے ہی تھے تو کیا آپ کو بوقت ضرورت اس سے عاریتاً لینے کا حق نہ تھا؟۔ اگر تھا تو اس کے عوض اس قدر اراضی باغات کا یہ گروی نامہ رجسٹری کرادینا دوسری لڑکوں فضل احمد صاحب وسلطان احمد صاحب کے حقوق کو زائل کر دینے کا منشاء ظاہر نہیں کرتا؟۔ آپ کے بعد اس جہاں سے گم ہوتے ہی ڈھائی منٹ میں یہ رجسٹری منسوخ ہو جائے گی۔ مرزا قادیانی کیا خداوند تعالیٰ کا یہی حکم ہے کہ حقداروں کے حقوق چھین کر دوسروں کو دیئے جائیں؟

دوم: آپ کو اس قدر روپیہ کی ضرورت تھی کہ آپ نے یہ کام بھی خلاف شرع کیا؟۔

سوم: آپ جبکہ اس قدر مالدار ہیں تو آپ کا دعویٰ کہ میں مثیل مسیح ہوں۔ کس طرح سچا سمجھا جائے۔ جبکہ خود مسیح جس کی آپ مثیل بنتے ہیں فرماتے ہیں کہ چرند پرند کے لئے تو بسیرا کرنے کے لئے جگہ ہے۔ مگر ابن آدم (یعنی مسیح) کے لئے کوئی جگہ نہیں کہ وہ اپنا سر چھپا رکھتے۔

چہارم: اگر آپ نصرت جہاں بیگم سے زیورات مالیتی پانچ ہزار لے لیتے اور اس کے عوض باغات زمین وغیرہ نہ عائد ہوتو ہم کہتے ہیں کہ اپنے اس جھگڑے کو اپنی حین حیات میں مطابق شرع محمدی کیوں فیصل نہیں کیا۔

پنجم: جو اراضی وباغات آپ نے نصرت جہ[illegible]م کے پاس گروی ورہن کردی ہیں۔ اس کی آمدن وخرچ کا حساب آپ کی تحویل میں ر[illegible] اور آپ اس کام کے انجام دہی کے عوض کچھ ماہانہ لیا کریں گے یا نہیں؟۔ اگر لیں [illegible] [illegible]ر کہلائیں گے یا نہیں؟۔ [illegible] نہیں تو کیوں نہیں؟۔

ششم: اگر یہی خدمت کوئی دوسرا انجام دے تو آپ کی اجازت [illegible] ہے یا نہیں۔ [illegible] ہے تو کیوں؟۔

ہفتم: باغ کے پھل وغیرہ کو آپ اپنی بیوی کی بلا اجازت حاصل کریں گے یا نہیں؟۔

اگر حاصل کریں گے تو کیوں؟۔ غرض مرزا قادیانی کو رتی رتی پھل پھول پر شرعاً اجازت لینی پڑے گی۔ ورنہ حرام کھائیں گے۔'' خادم قوم! ملا محمد بخش قادری منیجر اخبار جعفر زٹلی لاہور

مرزا قادیانی کے دستخطی خطوط اوران کے مضامین کی تصدیق کے متعلق تازہ خطوط اور مصنف کتاب کا مذہبی خیال

از بندہ مسکین محمد حسین عفی عنہ! راہوں ۴راگست ۱۸۹۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نحمدہ ونصلی! حضورمن (قاضی فضل احمد مصنف کتب ہذا)! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! روداعزاز نامہ سے مشرف وممتاز فرمایا کہ:

۱...... اب اصل ماجرا عرض کرتا ہوں۔ جس روز بندہ نے حضور کی خدمت بابرکت میں نیاز نامہ لکھا۔ اس سے دوسرے روز قادیان سے میرے حضرت کا فرمان فیض بنیان معہ ایک نقل رہن نامہ رجسٹری شدہ کے شرف صدر لایا۔ جو بجنسہ ارسال حضور ہے۔

۲...... قادیانی نے اپنی جائیداد جدی میں سے ایک باغ اپنی منکوحہ کے نام رہن کر دیا ہے اور اس کی عوض اس سے زیورات اور نوٹ کرنسی لئے ہیں۔ چار ہزار کا زیور اور ایک ہزار کے نوٹ ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ یہ کام اس مرزا نے فقط اس غرض سے کیا ہے تاکہ دوسرے لڑکے جو پہلی بیوی سے ہیں۔ محروم رہ جائیں۔ بھلا خیال تو فرمائیں کہ زیورات اور نوٹ بیوی کہاں سے لائی۔ آیا وہ اس کے والدین کی کمائی کے ہیں۔ دوسرے بعد لکھنے رہن نامہ کے مرزا موصوف نے وہ زیور کیا کیا بیوی ہی کو دے دیا ہوگا۔ یہ فقط ایک دھوکا تھا۔ حضور پر پہلے بھی روشن ہے کہ مرزا قادیانی کے والد مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم کے گھر میں ہمارے حضرت مرزا علی شیر صاحب کی حقیقی پھوپھی تھی اور علی ہذا القیاس مرزا غلام احمد قادیانی کی بڑی بیوی بھی ہمارے حضرت کی حقیقی ہمشیرہ ہے۔ جو عرصہ دو ماہ سے فوت ہوگئی ہے اور اس کے بطن سے دو بیٹے ہیں۔ بڑے کا نام سلطان احمد جو آج کل ملتان کے ضلع میں تحصیل شجاع آباد میں تحصیل دار ہے اور چھوٹے کا نام فضل احمد جو ہمارے حضرت صاحب (شیر علی) کا داماد ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک بھائی ان سے بڑے تھے جن کا نام غلام قادر تھا۔ وہ بے اولاد تھے۔ انہوں نے سلطان احمد فرزند کلاں مرزا قادیانی کو اپنا متبنیٰ کر لیا۔ لہٰذا کل جائیداد میں نصف مرزا غلام احمد قادیانی اور نصف سلطان احمد حصہ دار ہے۔ اب فضل احمد چھوٹا بیٹا مرزا کی جائیداد کا حسب حصہ حقدار ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کی دوسری بیوی سے جس کے نام باغ رہن کیا گیا ہے۔

شاید دو بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ اب فضل احمد کو اسی جدی جائیداد سے محروم کرنے کے لئے مرزا قادیانی نے یہ حیلہ کیا ہے کہ باغ بیوی کے نام رہن کر دیا اور باقی جائیداد کا کوئی اور بندوبست کرے گا۔ خیر حضور کو یاد ہوگا کہ مرزا قادیانی کے دونوں خط خود مرزا علی شیر اور ان کی بیوی کے نام ہیں۔ ان میں حضور نے پڑھا ہوگا کہ اگر فضل احمد نے میرے کہنے سے اپنی منکوحہ دختر مرزا علی شیر کو طلاق نہ دی تو وہ میری وراثت سے ایک دانہ نہیں پا سکتا۔ مرزا قادیانی اسی امر میں ساعی رہے کہ میرے ہر دو بیٹے اور مرزا علی شیر صاحب اور ان کی زوجہ جو مرزا احمد بیگ کی ہمشیرہ ہے۔ اپنے بھائی سے لڑ بھڑ کر ناطہ پر راضی کریں تاکہ میرا الہام سچا ہو۔ مرزا قادیانی، علی شیر کی ہمشیرہ یعنی اپنی بڑی بیوی کو انہوں نے جبھی سے ناراض ہو کر الگ کر دیا ہوا تھا۔ کہ اس نے کچھ نمایاں کام نہ کیا وہ اپنے بیٹے سلطان احمد کے ساتھ تھی۔ چونکہ ان متعلقین نے مرزا قادیانی کی کچھ بھی مدد نہ کی لہٰذا سب کو الگ کر دیا اور ان سے کھانا پینا گفتگو بالکل ترک کر دیا۔ بلکہ یہ لوگ مرزا کی الہامی جورو کے نکاح میں شریک ہوئے اور اس کو مخبوط الحواس سمجھ کر جلدی اس امر میں کوشش کر کے اس کا نکاح موضع پٹی میں ایک لڑکے مسمی مرزا سلطان محمد سے کرا دیا اور مرزا قادیانی اپنے ایک خط میں فرما چکے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے دشمن ہوں گے۔ افسوس مرزا قادیانی کی عقل پر الہامی بات اور بندوں پر مخالفت کے سبب غصہ۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

خیر فضل احمد نے مرزا قادیانی اپنے والد کی عدول حکمی کی۔ کیونکہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق نہ دیا۔ اسی لئے فضل احمد اور متعلقین سے قطع تعلق کر بیٹھے ہیں۔

لہٰذا بعد مفصل حال کے عرض ہے کہ نقل رہن نامہ رجسٹری شدہ ارسال حضور ہے۔ اس کو بھی درج کتاب فرمادیں۔ حضرت صاحب (شیر علی) نے یہ وثیقہ کی نقل حکم نامہ کے ساتھ بندہ کو بھیجی ہے اور باایں الفاظ لکھا ہے۔ وثیقہ کا کاغذ بھیجا جاتا ہے۔ اس کی نقل کر کے اپنے پاس رکھ لو اور اصل کاغذ کورٹ انسپکٹر صاحب کی خدمت میں بغرض اندارج کتاب بھیج دو۔

باسمہ سبحانہ! مخدوم مکرم بندہ حضرت مولانا صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا نوازش نامہ معہ دو کاپی کتاب کلمہ فضل رحمانی شرف صدور لایا اور مشکور فرمایا۔ جناب من مرزائی گروہ کے معلومات سے صاف پایا جاتا ہے کہ ان کو اپنے پیغمبر کے حالات اندرونی معلوم نہیں ہیں۔ اسی لئے دھوکہ میں ہیں۔ کتنی بڑی موٹی بات سے انکار کر دیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ! بندہ خدا اگر فضل احمد ان کا کوئی بیٹا نہ ہو تو مجھے اس کے بیٹے بنانے کی خواہ مخواہ

کچھ ضرورت ہے۔ جو کچھ کہ خطوط مرزا قادیانی میں درج ہے۔ اس میں ایک سرمو فرق نہیں۔ میں بھی باشندہ اسی ضلع کا ہوں۔ مجھے خود اس کا علم ہے کہ مرزا سلطان احمد فرزند کلاں مرزا قادیانی اور بندہ ایک ہی ماہ ستمبر ۱۸۷۷ء میں محکمہ پولیس گورداسپور میں ملازم ہوئے تھے اور اکٹھے قواعد پریڈ کرتے رہے اور وہ میرے نہایت دوست ہیں۔ پھر محکمہ پولیس کو چھوڑ کر سول میں ملازم ہو گئے تھے۔ مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد دونوں حقیقی بھائی پہلی بیوی سے ہیں۔ جس کو مرزا قادیانی نے ناراض ہو کر الگ کر رکھا تھا۔ اب عرصہ دو ماہ سے ان کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مرزا فضل احمد مرزا قادیانی کا فرزند دلبند ہے۔ جس نے باوجود سخت دھمکانے مرزا قادیانی کے اور خوف دلانے محروم الارث کرنے کے اپنی بیوی کو جو مرزا شیر علی کی دختر ہے۔ طلاق نہ دی۔ جس کا نتیجہ مرزا قادیانی نے حسب وعدہ خود یہ دکھلایا کہ ان کو محروم الارث کرنے کے لئے اپنی جائیداد کو پانچ ہزار میں اپنی بیوی کے پاس گروی رکھ دیا ہے۔ جس کی نقل رجسٹری آپ کی خدمت میں جا چکی ہے۔ زیادہ طویل تحریر سے کچھ فائدہ نہیں۔ اب میں دو خط مرزا محمد حسین صاحب ساکن راہوں ضلع جالندھر تلمیذ و مرید حضرت مرزا شیر علی صاحب سمدھی مرزا غلام احمد قادیانی آپ کی خدمت میں اس عریضہ کے ساتھ بھیجتا ہوں۔ جس سے ایسی تسلی ہو جائے گی کہ چوں وچرا کرنے کی بھی نوبت نہ ہوگی۔ مجھے نہایت افسوس اور ساتھ ہی اس کے نہایت تعجب ہے کہ مرزا قادیانی اور مرزائی لوگوں کے دماغ میں ایسی ضد بھر گئی ہے کہ جب کسی کو مخالف دیکھتے ہیں تو اس کو بھی دھمکی ایک سال کی پیش گوئی اس کی موت کی بابت دیتے ہیں۔

اس بات کو میں اپنی کتاب میں بھی درج کر چکا ہوں کہ مرزا قادیانی نے کبھی یہ دعا نہ کی کہ میرے مخالف بقول ان کے راہ راست پر آ جائیں۔ جب غصہ میں آئے یہی پیش گوئی کی کہ وہ پندرہ ماہ میں مرے گا۔ وہ ایک سال میں مرے گا۔ مزہ تب تھا کہ مرزا قادیانی کی دعا سے لیکھرام مسلمان ہوتا۔ پادری ہنری کلارک صاحب بہادر ایمان لا کر اسلام قبول کرتے۔ ماسٹر مرلی دھر مسلمان ہوتے۔ عبداللہ آتھم ایمان قبول کرتے۔ مرزا امام الدین بیگ برادر کلاں مرزا قادیانی برے نہ بنتے۔ مرزا قادیانی کی اولاد بھی مرزا قادیانی کو قبول کر لیتی۔ قادیان کے لوگ بھی ایمان لے آتے۔ اتنی شوراشوری اور صرف ۳۱۳ مرید وہ بھی ڈھلمل یقین۔ مرزا قادیانی کی الہامی جورو جس کا نکاح مرزا قادیانی کے خدا نے آسمان پر کیا تھا۔ مرزا قادیانی کے دیکھتے دیکھتے اور ان کے خدا کی موجودگی میں دوسرے شخص مرزا سلطان محمد

ساکن پٹی علاقہ لاہور کے گھر میں آباد اور شاد، بلکہ صاحب اولاد نہ ہوتی۔ افسوس میں نے اپنی کتاب میں مرزا قادیانی کو کافر کذاب مخالف بزرگان اسلام مسلمانوں کا دشمن عبدالدینار اور دراہم وغیرہ وغیرہ خارج از اسلام لکھ دیا ہے۔ میری کتاب کا پچھلا حصہ جس میں توہنیات انبیاء علیہم السلام، دعویٰ نبوت، عقائد اعمال مرزا قادیانی کے درج ہیں۔ صاف ثابت کر دیا ہے کہ مرزا قادیانی بموجب اقوال خود کافر اور نائب دجال وغیرہ ہیں اور یہی میرا عقیدہ ہے اور ویسا ہی مرزا قادیانی کو جانتا ہوں۔ ان کا دعویٰ مسیح موعود اور مہدی مسعود اور مجدد وغیرہ کا بالکل لغو اور جھوٹ ہے۔ بس جو مرزائی اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ فضل احمد مرزا قادیانی کا کوئی بیٹا نہیں۔ وہ معہ مرزا قادیانی اس بات کا انکار لکھوا دے یا مرزا قادیانی خود ان خطوط کا انکار کر کے اشتہار دیں کہ یہ خطوط جھوٹے اور جعلی ہیں اور پھر اپنی موت کے بارہ میں ایک سال یا جتنا مناسب سمجھیں اقرار شائع کر دیں۔ اگر وہ سچے ہیں۔ مگر وہ ہرگز ایسا نہیں کر سکتے۔ آپ کی ان خطوط سے جو بھیجتا ہوں اور بھی تسلی ہوگی اور مرزا قادیانی اور مرزائی بخوبی نادم ہوں گے۔

مرزائی لوگوں کو شرم کرنی چاہئے کہ میں نے اپنا عقیدہ لکھ دیا ہے اور جو کتاب میں مدلل لکھا ہے مرزا قادیانی یا ان کے حوارین ایک دفعہ نہیں بیس دفعہ پیش گوئی کرتے پھریں اور میعاد بھی مقرر کر لیں۔ بندہ ان گیدڑ بھبھکیوں سے نہیں ڈرتا۔ مرزا قادیانی اپنی پیش گوئیوں سے عبداللہ آتھم کو تو مار چکے ہیں؟۔ اپنی الہامی جورو کے خاوند کو مار چکے؟ مرزا امام الدین کو مار چکے؟۔ پادریوں آریوں کو مار چکے؟۔ اگر مرزا قادیانی ایسا کر چکے ہیں تو سچے ہیں؟۔ ورنہ وہ ہی کذاب، جب یہ حالت ہے تو مسلمانوں کو موت کی پیش گوئی کی دھمکی دینا ہیچ ہے۔ پہلے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو ہی مارا ہوتا۔ یا مولوی عبدالحق امرتسری کو فنا کیا ہوتا۔ کیا شرم کی بات ہے خدا کا خوف کرنا چاہئے۔

مخلص من! مرزائیوں کی ایسی ویسی باتوں پر امید ہے کہ آپ بالکل خیال نہ فرمائیں گے نہ فرمایا ہے۔ میں انشاءاللہ تعالیٰ کبھی کوئی بات بلاتحقیق درج نہیں کرتا نہ کروں گا اور نہ کبھی کی ہے۔ مجھے مرزا قادیانی سے کوئی عداوت نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے تمام ان کے بزرگوں مولویوں اور انبیاؤں کو گالیاں دے کر عام مسلمانوں کا دل دکھایا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ میں ملازم سرکار ہوں۔ مجھے کسی سے لڑائی کرنا یا جھگڑنا کیا ضرور، بھائی مسلمانوں کی خیر خواہی اور اسلام کی حفاظت کی غرض سے کتاب لکھ دی ہے۔ خدا جس کو ہدایت دے تمام دنیا

ایک طرف مرزا قادیانی اکیلے ایک طرف للاکثر حکم الکل مقولہ ہے۔

نیاز مند فضل احمد عفی عنہ از لودھیانہ ۱۱رستمبر ۱۸۹۸ء

مولانا محمد حسین کا دوسرا خط

از بندہ مسکین محمد حسین عفی عنہ راہوں ۳۱رمئی ۱۸۹۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم! نحمده ونصلی!

جناب من (قاضی فضل احمد) السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ ! افتخار نامہ فیض شمامہ بدر کی طرح شرف ورود لایا۔ بندہ کے دل وجان کو سرفرازی سے سراپا روشن فرمایا۔ شافی مطلق جلّ شانہ بحرمت رسول مقبول ﷺ کے آنحضور کو صحت کلی عطاء فرمائے۔ آمین!

۱...... حضرت مرشد ارشدی مرزا قادیانی علی شیر صاحب دام فیوضہم قادیان ہی کے باشندے ہیں اور مرزا قادیانی کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ مرزا غلام مرتضٰی مرحوم والد مرزا غلام احمد قادیانی کے گھر میں ان کی حقیقی پھوپھی تھیں۔ غلام احمد کی پہلی بیوی میرے حضرت کی حقیقی ہمشیرہ ہیں۔ جن کے بطن سے دو فرزند بڑا سلطان احمد اور چھوٹا فضل احمد ہے۔ اوّل الذکر تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان میں تحصیل دار ہیں اور فضل احمد کو مرزا قادیانی علی شیر کی بیٹی بیاہی ہوئی ہے۔ گو مرزا قادیانی نے اپنے بیٹے فضل احمد کو ہر طرح چاپلوسی اور خاطر داری اور جائیداد سے بے تعلق کر دینے کی دھمکی بھی دی۔ مگر اس نے ہرگز طلاق دینا منظور نہیں کیا اور وہ اپنے باپ غلام احمد کا سخت مخالف ہے اور اپنی بیوی سے ہر طرح سے راضی خوش ہے۔ بڑا بیٹا بھی مرزا سے مخالف ہے۔ ہاں مرزا نے اپنی بڑی بیوی ان دونوں کی والدہ کو اپنے سے علیحدہ کر دیا ہے اور مرزا قادیانی علی شیر اپنے بھائی کے ہاں قادیان ہی میں رہتی ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور ہمارے حضرت کے مکان میں صرف ایک دیوار ہی ہے۔ بندہ خود قادیان جا کر دیکھ آیا ہے۔ ایک طرف وہ رہتے ہیں۔ ایک طرف وہ، اور حضرت صاحب مرزا علی شیر کی ہمشیرہ کا نان نفقہ۔ اس کا بڑا بیٹا سلطان احمد تحصیل دار کے ذمہ ہے۔

۲...... مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کی ہمشیرہ ہمارے حضرت کے نکاح میں تھی جو کئی سال سے انتقال کر گئیں۔ جنکی بیٹی کے بارے میں مرزا قادیانی کا الہام ہے۔

۳...... شاید حضور نے ایک شخص خاکی شاہ باشندہ راہوں کا ملاحظ فرمایا ہے۔ جو مرزا قادیانی کے معتقد اور مرزا قادیانی کے خلیفہ حکیم نور الدین کے قدم بقدم چلنے والا ہے۔ وہ چند مہینے ہوئے راہوں میں آیا اور اس نے مرزا کے مسیح موعود اور مہدی موعود ہونے کی بابت بڑی وعظ

کی اور آ کر شہر والوں کے اعتقاد میں فرق ڈالا۔ اس شخص کو مرزا کا بندہ نے سارا حال سنایا کہ مرزا کے دستخطی خطوط میرے حضرت کے پاس ہیں اور ہم تو اس مرزا کو بڑا مکار اور کذاب جانتے ہیں۔ بندہ نے حضرت کی خدمت میں نیاز نامہ بطلب خطوط لکھا۔ چونکہ حضرت عرصہ ڈیڑھ سال سے راہوں میں تشریف نہیں لائے تھے۔ بندہ کی عرض پر معہ ہر سہ خطوط تشریف شریف لائے۔ خاکی شاہ پہلے ہی چلتا ہوا، راہوں میں یہ ہر سہ خطوط سب روساء کو دکھلائے گئے۔ جس سے مرزا قادیانی کا مکر اور فریب اظہر من الشمس ظاہر ہوگیا۔ جب حضور (قاضی فضل احمد مکتوب الیہ) کا فرمان طلبی ہر سہ خطوط کا صادر ہوا تھا اور معرفت چچا صاحب نظام الدین بندہ کو ملا تھا۔ اس وقت میرے حضرت رڑکی مغلاں میں جو راہوں سے چھ کوس کے تشریف شریف لے گئے تھے۔ آپ کے فرمان کو پڑھ کر بندہ خود جا کر ہر سہ خطوط بڑے اصرار سے لایا تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ کہیں گم نہ ہو جائیں آج کل وہی خاکی شاہ قادیان میں ہے۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ خط جلدی راہوں سے میرے پاس روانہ کردو۔ اس لئے بندہ نے حضور کی خدمت بابرکت میں عریضہ طلبی خطوط کا لکھا تھا۔ شاید آنحضرت نے اسی خاکی شاہ کو دکھلانے ہوں گے۔ آپ بلا اشتباہ ان خطوط کو مشتہر فرمائیں۔ بندہ حضور کو پورا یقین دلاتا ہے کہ مرزا علی شیر ہرگز ہرگز اس پائے کے آدمی نہیں کہ حق کی مخالفت کریں۔ حضرت حاجی محمود صاحبؒ جالندھری نقشبندی کے خلیفہ ہیں اور اس وقت ان کی نظیر کا درویش باخدا کم ہوگا۔ شاید حضور نے بھی جالندھر پولیس میں آنحضرت کی زیارت کی ہوگی۔ جس وقت خط میں رڑکی سے لینے گیا تھا تو انہوں نے اس وقت بھی مجھے تاکیداً فرمایا تھا کہ دیکھنا کہیں گم نہ ہو جائیں اور لدھیانہ سے واپس آنے کے بعد رجسٹری کرا کر ہمارے پاس بھیج دینا بندہ نے عرض کی کہ بہت خوب۔

۴...... لہٰذا اب اخیری عرض یہ ہے کہ ہر سہ خطوط یا تو بسبیل ڈاک یا کسی خاص معتبر کے ہاتھ لفافے میں بند کر کے روانہ فرمادیں اور کسی طرح کا شک وشبہ اپنے خیال مبارک میں نہ لائیں۔ بندہ نے مفصل سب حال عرض کردیا ہے۔ اب بندہ کو بھی انشاءاللہ امید ہے کہ حضور کے کل شبہات دور ہو جائیں گے۔

از بندہ مسکین مرزا محمد حسین عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم! نحمدونصلی علی رسولہ النبی الکریم!

جامع فضائل وکمالات روحانی وایمانی حضرت مولانا مولوی صاحب دام برکاتکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اشتہارات مرسلہ آنحضور معہ اعزاز نامہ پہنچے۔ حضور نے اپنے اخلاق بزرگانہ وطبع کریمانہ سے اس قدر اس عاجز کو ممنون احسان فرمایا ہے جس کا بیان مالا کلام ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ جلّا شانہ عم نوالہ اس کے عوض میں اپنی رحمت کاملہ سے آنحضور پر رحمت فرمائے۔ آمین! ثم آمین!! بحرمت سید عالم وسرور بنی آدم ﷺ، حضور کے اشفاق نامہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرزائیان بھائی مرزا فضل احمد کو مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا ہونے سے انکار کرتے ہیں اور دختر مرشد نا حضرت مرزا علی شیر منکوحہ اخویم مرزا فضل احمد کو مرزا قادیانی کی پھوپھیوں سے بھی منکر ہیں۔ یہ ان حضرات کی لاعلمی پر دال ہے۔ یہ احقر بھی حضور ہی کا فقرہ لکھتا ہے کہ افسوس ہے کہ مرزائیوں کو اپنے پیغمبر کے گھر کا حال بھی معلوم نہیں ہے۔ بندہ نے جو کچھ پہلے عریضیوں میں حالات عرض کئے ہیں بوجہ ہم قوم ہونے کے اچھی طرح معلوم ہیں۔ اس میں ہرگز کچھ بھی غلطی نہیں ہے۔ جو صاحب اس کو غلط سمجھیں انہیں ان معاملات سے بے خبری ہے۔ کسی اور مرزا قادیانی کے رشتہ دار سے اگر یہ امر دریافت کیا جائے تو وہ بھی اسی طرح بیان کریں گے۔ مرزا قادیانی خود بھی فضل احمد کے بیٹا ہونے سے انکار نہیں کر سکتے۔ اگرچہ نکاح میں کوشش نہ کرنے کی وجہ سے اس سے ناراض ہیں۔ مرزا قادیانی سے ان کے معتقدین دریافت کر لیویں۔ مرزا سلطان احمد وفضل احمد کی والدہ یا دوسرے الفاظ میں ہمارے حضرت صاحب کی حقیقی ہمیشرہ کو مرزا قادیانی نے طلاق تو نہیں دی۔ مگر ان کو جب سے ان کی الہامی زوجہ کا نکاح سلطان محمد سکنہ پٹی سے ہوا۔ الگ کر چھوڑا تھا۔ کسی قسم کا تعلق خرچ وغیرہ کا نہیں رکھا تھا۔ مرزا سلطان احمد اپنے بیٹے کے مکان میں ان کی والدہ شریفہ آ گئی تھیں۔ بالکل آمدورفت گفت کلام باہمی بند رہی۔ حتیٰ کہ عرصہ چند ماہ کا ہوا کہ اس مرحومہ نے اس جہان سے رحلت کی۔ بندہ قادیان جا کر اخیر جنوری ۱۸۹۳ء میں امر بچشم خود دیکھ آیا تھا اور وفات تک وہ اسی طرح گذر گئیں۔ کسی طرح سے مرزا قادیانی نے ان سے صفائی نہیں کی۔ بلکہ مجھے کامل امید ہے کہ ان کی تجہیز وتکفین میں بھی مرزا قادیانی شریک نہیں ہوئے ہوں گے۔ کیونکہ اسی نکاح سے سب رشتہ داروں سے مرزا قادیانی موصوف نے قطع تعلق کر دیا ہے ادھر مرزا قادیانی حضرت خواجہ محمد علی شیر سے اور ادھر مرزا نظام الدین کمال الدین سے (امام الدین پیر خاکروبان کے بھائی ہیں) رشتہ ناطہ مرگ شادی پر آمدورفت بند ہے۔ جو کچھ میں نے لکھا ہے۔ پوری واقفیت سے لکھا ہے اور یہ عین ٹھیک ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا عرض کروں ایک بات بندہ پھر عرض کرے گا وہ کیا کہ مرزا قادیانی اپنی بڑی بیوی صاحبہ کے جنازہ پر تشریف لے گئے

ہیں یانہیں۔اوپر کی سطروں میں بندہ نے اپنا قیاس ظاہر کیا ہے۔

دختر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری کے نکاح سے مرزا سلطان احمد صاحب تامرگ اپنی والدہ مرحومہ کے خرچ کے متکفل رہے ہیں اور مرزا قادیانی نے انہیں کچھ مدد نہیں دی۔

نظم نصیحت نامہ وتاریخ من مؤلف، باسمہ سبحانہ

اے مخلصان باصفا دنیا پرانی زال ہے
چالوں سے اس کے تم بچو ہر چال اک بھونچال ہے
سب اہل دل کہتے ہیں یوں لے کر سلف سے تا خلف
جو اس کا طالب ہوگیا وہ سگ صفت بدحال
ایمان کو ثابت رکھو اسلام پر قائم رہو
اجماع امت پر مٹو اس کا عدو پامال ہے
قرب قیامت ہے فتے دجال مہدی بن گئے
جھوٹوں نے گو سچا کہا پر جھوٹ کا دلال ہے
ان مہدیوں سے تم بچو ان کاذبوں کی مت سنو
اے مومنو مومن رہو پر کید انکا قال ہے
یہ قادیانی مرزا ہے پر فریب وپردغا
عیسیٰ نہیں مہدی نہیں ہاں کاذب وبطال ہے
اسلام کی تخریب سے گوکافر ومرتد ہوا
پس اس کا قلبی مدعا بس عورتیں یا مال ہے
تاریخ کا کچھ فکر تھا تسخیر ہاتف نے کہا
یہ قادیانی مفتری بقال[1] اور دجال ہے

کل مصرعہ	۱۳۱۴ھ

ذیل میں ملک کے ان علمائے وفضلائے کی تقریظوں کو درج کیا جاتا ہے جو خدا کے فضل سے حامی دین ہونے کے علاوہ اپنے علم وفضل کے لحاظ سے ملک کے لئے باعث فخر اور قوم

[1] یعنی حارث یا سبزی فروش جو مرزا قادیانی کا پہلا لقب ہے۔

کے لئے موجب ہدایت ہیں اور جو ملک وقوم میں ہر ایک طرح واجب التعظیم سمجھے جاتے ہیں۔ جنہوں نے اس کتاب کو بغور ملاحظہ فرما کر یہ ظاہر اور ثابت کیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تمام تصانیف کی تردید کتاب کلمہ فضل رحمانی سے بڑھ کر اس وقت تک کوئی کتاب اسلام اور اہل اسلام کی حفاظت کے لئے نہیں شائع ہوئی اور وہ تقریظیں یہ ہیں کہ:

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم!

الحمدللّٰہ الذی انزل الشریعۃ المطہرۃ الحنیفیۃ البیضاء والملۃ المقدسۃ الاسلامیہ السمحاء علی انبیاء ورسولنا وسیدنا محمد افضل الرسل وخاتم الانبیاء صلوات اللّٰہ وسلام علیہ وعلیٰ الہ الاصفیاء واصحابہ الا تقیاء وبعد فقد حملنی علی ہذا التحریر وہدانی الیٰ ذاك التسطیر وصول رسالۃ مطبوعۃ من طرف المرزا القادیانی بعضہا فی اللسان الہندی وبعضہا فی العربی تحدیٰ فیہا بالعلماء الکبار ودعاہم للمباہلۃ والمقابلۃ واخذ الثار طالعتہا وامعنت انظرفیہا فوجدتہا مملؤۃ بالخرافات ومحشوۃ بالخزعبیلات اظہر فیہا دعاویہ الفاسدۃ واختراعاتہ الکاسدۃ من انہ ہو المسیح الموعود والمہدی المنتظر المذکور فی الاحادیث النبویہ واطال فیہا اللسان بالسب والشتم والطغیان فی حق الاخبار من علماء الرحمن الموجودین فی ہذاالزمان وفی سابق الدوران کا طالۃ العاجز عن ایراد الدلیل والبرہان کما ہی عادتہ فی جمیع مولفاتہ المستقبحۃ وتصانیف المتشنعۃ فتباعدعن مقام التہذیب وزاد فی التذریب والتشریب الی فیہا بکلمات تنفرعنہا الطبائع السلیمۃ وتتقرفہا القرائح المستقیمۃ بالغ فی کنایۃ الفحش واللغویات والتشنیع والزلیات حتیٰ انصلت فی الجہات واضرم نارا الخصومات حیث قال مرۃ للاعلام الکبار والصالحین الاخیار ہم تسعۃ رہط من الاشرار ولقب بعضہم الشیطان الاعمیٰ والغول الاغویٰ وشنع بعضہم باقبح التشنیعات واسود الہنات وما خاف من خالق الارض والسمٰوت فقد قال جل وعلا الشیطان یعدکم الفقر ویأمرکم بالفحشاء ومن کلام رسول ﷺ المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ فاقوالہ زائغۃ

خاطئة وخيالاته لا ئحة ضائعة ارتكب جازه فخيمة وكبيرة مهلكة كلام ذليل ومرام كليل لم يتادب مع العلماء والصلحاء فى الخطاب ولم يسلك مسلك الصدق والصواب فلا يخفى على اهل النهىٰ ان هذا الباب الذى اختاره المرزاخلاف اهل الحجىٰ ۔ ثم ان كان القاديانى يناظر العلماء ولا يبارى السفها ۔ فكان عليه ان يخاصمهم بعد التزام التهذيب بايراد الاحاديث والايات مع حملها علىٰ معانيها الطاهرة المسلمة عندائمه اللغات حتىٰ لا يستنكره اهل الصناعات ولكنه حرّف النصوص عن مقصودها الاصلى للنقول برواية الثقات من الصحابة والصحابيات ۔ وفسربرائه ولم ينال بحديث سيد الابرار حيث قال عليه وعلىٰ اله الصلوات من الواحد الغفار ۔ ان من فسر القرآن برائه فليتبؤ معقده من النار فعليه مايستحقه من الويل والتبار ۔ ثم انى كنت اردت الترديد لدعاوى هذا المتبنئ الشريد باالتفصيل المزيد معه الاسلوب الجريد لكن منعنى من هذا الخيال فاضل كريم البال وامرنى الذى اعتمدعليه فى جل الاقوال بطے الكشح عن هذا البطال ولله درالـلوذعى المستندوالا لمعے الشريف المحتدحبے قاضى فضل احمد حماه الله من شرحاسدٍ اذا حسدفانه كفانا الترديد لكتاب القاديانى الطريد واجابه بجوابات مفحمة والزمه بالزامات مسكتة جزاه الله عنا خير الجزاء وجعل اخرته خيرا من الاولى (وانا العبد العاصے ابوالظهور جنفى انبيٹھوى مشتاق احمد)

تقریظ حضرت مولانا الحافظ مولوی مشتاق احمد چشتی صابری انبیٹھوی مدرس اوّل عربی گورنمنٹ سکول لدھیانہ

بسم اللّٰه الرحمن الرحيم! حامد اومصّلياً!

اما بعد! راقم الحروف نے کتاب مستطاب کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی کو اوّل سے آخر تک دیکھا۔ عقائد قادیانی کی تردید میں لاثانی پایا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ اس سے پہلے جس قدر کتب اور رسائل مرزا قادیانی کی تردید میں لکھے گئے۔ اپنی طرز میں یہ کتاب ان سب میں بہتر اور مفید ہے۔ کیونکہ نہایت سلیس اور عام فہم ہے۔ اوّل سے آخر تک تہذیب کی رعایت رکھی

ہے اور اچھا التزام کیا ہے کہ اکثر جگہ خود مرزا ہی کے اقوال اور اس کی تصنیفات کی عبارت نقل کر کے دندان شکن جوابات دیے ہیں۔ علی الخصوص تحقیق لفظ یسوع اور لفظ کدعہ ایسے بسط اور تفصیل سے لکھے ہیں جو حضرت مصنف ہی کا حصہ ہے اور کیوں نہ ہو۔ جناب مولانا قاضی فضل احمد اس کے مصنف فاضل محقق اور عالم مدقق ہیں۔ جزاهم الله خيرا الجزاء واحسن اليهم فى الدنيا والعقبیٰ وانا العبد المذنب الخاطى مشتاق احمد حنفى چشتى عفى الله عن ذنبه الخفى والجلى!

تقریظ حضرت مولانا مفتی مولوی شاہدین صاحب لودھیانوی

بسم الله الرحمن الرحيم! نحمده ونصلى!

اقول وبالله التوفيق! بلاشبہ عقائد باطلہ واقوال کاذبہ واوہام فاسدہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اس کے مفتری وکذاب ہونے پر صاف دال ہیں۔ کیوں نہ ہو بر خلاف نص قرآنی حضرت مسیح بن مریم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو یوسف نجار کا بیٹا اعتقاد کرنا اور ان کے معجزات کو بے سود از قسم شعبدہ بازی کہنا اور تاویلات بعیدہ کر کے اپنے لئے ایک قسم کی نبوت ثابت کرنے اور اپنے آپ کو وساوس شیطانی سے خدا کا مرسل گمان کرنا۔ جیسا کہ اسود، مسیلمہ وطلیحہ وغیرہ دجالوں نے کیا۔ جن کی خبر اول ہی ہمارے مخبر صادق ﷺ دے گئے ہیں کہ: ”سيكون فى امتى كذابون ثلثون كلهم يزعم انه نبى الله وانا خاتم النبيين لا نبى بعدى الحديث“ ایسا ہی اپنے الہام مزعومہ کو قطعی ویقینی مثل وحی انبیاء سمجھنا ودیگر لغویات وخرافات مسیحی سے جن کو ہمارے شفیق قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر لودھیانہ نے اپنی اس کتاب کلمہ فضل رحمانی میں حتیٰ الوسیع عمدہ تردید کے ساتھ لکھا ہے۔ قادیانی کا مفتری ونائب الدجال ہونا اظہر الشمس ہے۔ كما لا يخفى علىٰ من له ادنىٰ تامل فى اقوال المسيح الكذاب الذى يزعم انه محدث وله نوع نبوة ويحقر الانبيا وينكر معجزاتهم الباهرة ويبسط يديه الى عرض الصحابة رضوان الله عليهم ويسب العلماء والصلحاء۔ ويقول بابوته المسيح علىٰ خلاف النص الصريح ولا يفهم معنى لم يمسسنى بشرولم اك بغيا الاية ويصرف النصوص بلادليل قطعى عن ظواهر هاويلبس الحق بالباطل بتاويلات ركيكة واستعارات بعيدة التى يابى عنها العقل السليم والفهم المستقيم كل اباء ويدعى ان عيسىٰ بن مريم

علیه السلام لا ینزل وانه عیسیٰ بذاته وغیر ذلك من خزافاة وکفریاته والله اعلم وعلمه اتم ۰ هذا ما تیسرلی فی هذا المقام فتفکر فیه ولا تکن من الغافلین واخردعوانا ان الحمدلله رب العالیمن والصلوة والسلام علیٰ خیر البریة محمد وعلیٰ آله واصحابه اجمعین!

کتبه المسکین مفتی شاهدین عفی عنه مفتی لودهیانه

تقریظ حضرت مولانا مولوی محمد لدھیانوی

بسم الله الرحمن الرحیم ! بعد الحمد والصلوة !

مسکین محمد بن مولانا مولوی عبدالقادر صاحب مرحوم لدھیانوی اہل اسلام کی خدمت میں عموماً وگروہ قادیانی کو خصوصاً بیان کرتا ہے کہ جس شخص کے اقوال وافعال آیات قطعیہ کے مخالف ہوں اور وہ شخص اپنے آپ کو مقتدیٰ اور ملہم بالہامات یقینیہ قرار دے تو ایسے موقعہ پر اہل اسلام کو لازم ہے کہ فوراً اس کی گمراہی کو عوام پر ظاہر کردیں۔ ورنہ وہ بھی گمراہوں میں شمار ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ صاحب طریقہ محمدیہ نے لکھا ہے کہ:

وما یدعیه بعض المتصوفة اذا انکر علیه بعض امورلهم المخالف للشریعة ان حرمته ذالك فی العلم الظاهر وانا اصحاب العلم الباطن واذا اشکل علینا استفتینا من صاحب الشریعة محمد علیه الصلوٰة والسلام فان حصل قناعته فبهاوالا رجعنا الی الله تعالیٰ فنا خذ منه ونحو ذلك من الترهات کله الحاد فالوا جب علیٰ کل من سمع الانکار علیٰ قائله بلاشك ولا تردد ولا توقف والا فهو من جملتهم ویحکم علیه بالزند قته انتهیٰ ملخصاً

یعنی جب کسی صوفی بناوٹی کو امور غیر شرع سے روکا جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ تم کو علم ظاہری ہے اور ہم کو علم باطنی ہے۔ جب ہم کو کسی مسئلہ میں شک پڑے ہے تو ہم خود حضرت سے دریافت کرلیتے ہیں۔ اگر وہاں بھی اطمینان حاصل نہ ہو تو ہم خداوند کریم سے خود دریافت کرلیتے ہیں۔ ایسے بے دین کی تردید کرنی اہل علم پر واجب اور لازم ہے۔ ورنہ وہ بھی زندیقوں میں شمار ہوگا۔ اسی طرح جب اس زمانہ میں قادیانی نے اپنے آپ کو ملہم من اللہ قرار دے کر یہ دعویٰ کیا کہ عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا معاذ اللہ یوسف نجار والد تھا اور جو معجزات ان کے خدا جل جلالہ نے قرآن میں صریح طور پر بیان کئے ہیں۔ ان کو یہاں کا کھیل قرار دے کر حقارت کی نظر سے

دیکھتا ہے اور عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام وغیرہ انبیاء پر سب وشتم کا شیوہ اختیار کر کے اپنے آپ کو بے دین قرار دیا اور قرآن شریف کو اس کذاب نے غبی ٹھہرایا وغیرہ وغیرہ۔ جو رسالہ ہذا میں تفصیل وار مرقوم ہیں۔ سب علماء اسلام نے اس کی تردید میں قلم اٹھا کر دائرہ اسلام سے اس کا خارج ہونا ظاہر کیا۔ اگر چہ ابتداء میں مولانا مولوی عبداللہ صاحب مرحوم برادرم حقیقی وراقم الحروف ومولانا مولوی اسماعیل صاحب نے اس کی تکفیر کا فتویٰ ۱۳۰۱ھ میں شائع کیا اور باقی اہل علم اس موقع پر اکثر خاموش اور بعض ہمارے مخالف ہوئے۔ لیکن بعد میں رفتہ رفتہ کلہم نے اس کی تضلیل وتکفیر پر اتفاق ظاہر کیا۔ قاضی فضل احمد صاحب مصنف رسالہ ہذا نے اس کے کل اقوال کا بطلان اور اس کی تکفیر کا اثبات خود اس کی تصانیف سے ظاہر کر دیا تا کہ عوام کالانعام کو یہ شبہ نہ رہے کہ قادیانی کو اہل علم صرف ضد سے کفر کا فتویٰ دیتے ہیں اور جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قادیانی اہل قبلہ ہے اور اہل قبلہ کو کافر کہنا درست نہیں اور نیز جس شخص میں ایک کم سو وجہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اس میں اسلام کی ہو اس کو کافر قرار دینا درست نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے اہل قبلہ کو کافر کہنا اس وقت تک درست نہیں جب تک ان میں کوئی وجہ کفر قطعی کی پائی نہ جائے۔ جیسا کہ جو رافضی نماز روزہ کا پابند ہو کر یہ کہے کہ پیغمبری اصل میں حضرت علیؓ کے واسطے اتری تھی۔ ناحق جبریل نے حضرت کو دے دی تو ایسے اہل قبلہ کو ضرور بالضرور کافر قرار دینا لازم ہے۔ بلکہ جو عالم ایسے رافضی کو کافر قرار نہ دے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح سو وجہ کفر کا مسئلہ بھی غلط ہے۔ ورنہ جو شخص نماز روزہ کا پابند ہو کر بتوں سے مراد اپنی مانگتا ہو اور بتوں کو بھی سجدہ کرتا ہو تو اس شخص کو تم لوگ معاذ اللہ مسلمان سمجھو گے؟۔ حالانکہ ایسے شخص کے کفر میں کسی کو بھی کلام نہیں۔ اصل میں سو وجہ کے مسئلہ کے یہ معنی ہیں کہ اگر کسی شخص نے ایک کلمہ کہا اور اس کلمہ کے سو معنی ہیں۔ باعتبار ایک معنی کے وہ کلمہ کفر نہیں ہو سکتا باقی ایک کم سو معنی ان کے سب کفر کی طرف عائد ہیں تو ایسی صورت میں مفتی کو لازم ہے کہ بلا تحقیق اس پر فتویٰ کفر جاری نہ کرے۔ جیسا کہ ایک شخص کو کسی دوسرے نے نماز کے واسطے بلایا اس نے نماز سے انکار کیا کہ میں نماز نہیں پڑھتا تو یہ انکار اس کا اگر نماز کو برا جان کر ہو یا نماز کی فرضیت کا منکر ہے یا نماز کا پڑھنا اس کے نزدیک حقیر لوگوں کا کام ہے وغیرہ وغیرہ۔ جن کا مرجع کفر کی طرف ہے۔ تو بیشک وہ شخص شرعاً کافر ہے۔ اگر غرض اس کی اس انکار سے صرف یہی ہے کہ میں نماز تیرے کہنے سے نہیں ادا کروں گا۔ خود اپنی خوشی سے ادا کروں گا تو اس صورت میں اس کا انکار کفر نہیں ایسی صورت میں مفتی کو لازم ہے کہ بلا تحقیق نیت کے کفر کا فتویٰ دینے میں جلدی نہ

کرے۔ ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر میں ان دونوں مسئلوں کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس راقم نے خوب بسط سے مرزا کا کفر ثابت کیا ہے۔ ''ربنا افتح بيننا وبين قومنا بالحق وانت خير الفاتحين ۰ امين ثم امين ۰ الراقم خادم الطلباء محمد عفى عنه لدهيانوى'' اصاب من اجاب بقلم دین محمد ساکن موضع بلیہ وال۔

ابتدا جب مولوی عبداللہ صاحب مرحوم نے قادیانی کو کافر کہا تھا اور لوگوں کو اس کے کفر کا یقین نہیں آتا تھا اور قادیانی کا لدھیانہ میں آنے کا چرچا تھا۔ مولوی صاحب مرحوم نے شب کو یہ خواب دیکھا کہ تین شخص ایک آگے اور دو اس کے پیچھے چلے آتے دور سے نظر پڑے اور تینوں نے دھوتیاں ہندوؤں کی طرح باندھی ہوئی ہیں۔ جب قریب آئے تو جو شخص امام کی طرح آگے تھا اس نے دھوتی کی بندش کو کھول کر تہ بند کی بندش مسلمانوں کی طرح کر لی اور غیب سے آواز آئی کہ قادیانی یہی ہے۔ چنانچہ فجر کو یہ خواب لوگوں کو سنایا گیا اور تعبیر اس کی یہ بیان کی گئی کہ یہ شخص بظاہر لباس اسلام پہن کر لوگوں کو مثل اپنے کذاب بنانا چاہتا ہے۔ اسی روز بوقت نصف النہار قادیانی معہ دو ہندوؤں کے لودھیانہ میں آیا۔ جس سے صداقت خواب مولوی عبداللہ صاحب معہ تعبیر بخوبی پایہ ثبوت کو پہنچی اسی طرح اور بہت خواب بزرگان دین کو اس کی تضلیل وتکفیر کی تائید میں معلوم ہوئے۔ آخر دعوانا الحمدلله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيد المرسلين وعلىٰ آله واصحابه اجمعين!

خادم الطلباء محمد عفی عنہ لدھیانوی

تقریظ حضرت مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب واعظ نقشبندی لدھیانوی

بسم الله الرحمن الرحيم!

بعد الحمد لمن هدانا وعلمنا والصلوٰة علىٰ نبيه مولانا واله وصحبه وكل من كان علىٰ الهداية مقتديا اواماماً اجمعين!

معلوم ہوا کہ اس خاکسار عبدالعزیز بن مولانا مولوی عبدالقادر مرحوم نے کتاب ہذا مسمی بہ کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی کے بعض مقامات کو سماع کیا۔ جس سے دریافت ہوا کہ یہ کتاب خواص وعوام کو واسطے رفع کید مرزا قادیانی وحفظ عقائد ایمانی درباب عیسیٰ ومہدی یمانی کافی وشافی ہے۔ امید کہ جس کو ہدایت یزدانی دستگیر ہو خواہ مرزائی ہو راہ ہدایت پر آوے اور مصنف کے حق میں دعا خیر وشکر یہ ادا کرے کہ مجھے قعر جہنم سے نکال کر ریاض جنت دلایا اور دعا کرے کہ اے اللہ جل وعلا اسی عمل کے عوض اس کو مقرب اپنا بنا۔ امین!

فقط واللہ اعلم وعلمه اتم...... الراقم عبدالعزیز عفی عنہ نقشبندی لدھیانوی!

تقریظ حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب لدھیانوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

حامداً ومصلیاً! مسکین اسماعیل خدمت اہل اسلام میں عرض کرتا ہے کہ میں نے چند مقامات اس رسالہ کے سنے۔ حقیقت میں رسالہ واسطے تضلیل اور تکفیر کے اظہار کرنے میں کافی اور وافی ہے۔ اہل اسلام پر لازم ہے کہ اس مرتد سے دور رہیں۔ واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم!

راقم خادم العلماء محمد اسماعیل خواہرزادہ مولوی عبدالقادر لدھیانوی!

تقریظ حضرت مولانا مولوی ابوالاحسان محمد عبدالحق صاحب سہارنپوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

اما بعد! اس احقر الخلائق نے یہ کتاب لاثانی مسمی بہ کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی مؤلفہ قاضی فضل احمد صاحب گورداسپوری للذال علیہ الفضل الربانی مختلف مقامات سے دیکھے شرع شریف کے مطابق اور عین صواب پائی۔ اس کے مصنف کی سعی جمیل فی سبیل اللہ کو دیکھ کر بے اختیار زبان وقلم سے دعائے شکر اللہ سعیہ نکلتی ہے۔

خاص وعام اہل اسلام کی خدمت میں غرض ہے کہ اس زمانہ میں کہ شرعی درہ اور طرہ سے خالی ہے اور بعض بے دینوں نے اس کو زمانہ آزادی خیال کیا ہے کہ شرع کے احکام اور تکالیف اسلام سے آزاد ہیں اور جو چاہتے ہیں کہتے اور لکھتے ہیں۔ اکثر لوگوں نے باغوائے نفس دین اسلام کے احکام میں رخنہ اندازی چاہی ہے۔ مگر بحکم آیت وانالہ لحافظون خداوند تعالیٰ اپنے دین اور اپنی کتاب کا خود نگہبان ہے کہ جہاں کوئی ایسا بے دین سر اٹھاتا ہے اس کے سرکوب بھی فوراً موجود ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اسی زمانہ آزادی نام میں یہ قادیانی صاحب مطلق العنان ہوئے اور اپنے شیطانی خیالات کو الہامات سمجھ کر اتنے بڑھے کہ بڑھتے ہی گھٹ گئے اور اوج سے حضیض پر جا پہنچے۔ اوّل ہم ان کے اچھے خیالات سنا کرتے تھے۔ مگر اب بالکل برعکس ہو گئے۔ حتیٰ کہ دعویٰ مسیحیت کر کے گویا مسخ ہی ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو گمراہی کے خیال اور ضلالت کے اقوال سے بچائے۔ آمین!

یہ کتاب مستطاب فی الواقع اہل ایمان کے لئے حیات قلبی اور بصریت باطنی کی موجب ہے۔ جس سے عام وخاص مردمان اہل اسلام ایسے مدعیان بے دین کے اقوال ضلالت استعمال کو کوئی تمیز کر سکتے ہیں۔

کتاب لوتاتله ضرير ،لا صبح وهوذو بصير صحيح ،فاني لا يخل وفيه معنى يذكرنا بمعجزة المسيح اور درحقیقت یہ قادیانی اپنی کیدانی باتوں سے شرع شریف میں رخنہ انداز ہے۔ اس کی صحبت موجب گمراہی اور اس کے اقوال سے بے راہ کرنا چاہیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کی آل اطہار کی برکت سے ہم سب مسلمانوں کو انکے شر سے بچائے۔ آمین اللهم آمین!

معروضہ ابوالاحسان محمد عبدالحق سہارنپوری، ۱۹ دسمبر ۱۸۹۸ء!

تقریظ مولوی نظام الدین صاحب مدرس مدرسہ حقانی لدھیانہ، هو الهادى

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

اللهم ربنا اهدنا الصراط المستقيم ۰ اللهم ربنا انصر من نصر دين محمد ﷺ واجعلنا منهم ۰ اللهم اخذل من خذل دين محمد ﷺ ولا تجعلنا منهم ۰ اللهم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه ۰ وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه!

امابعد! کمترین نے اکثر مقامات سے کلمہ فضل رحمانی کا مطالعہ کیا۔ گو کہ اس سے پہلے بھی اپنی اپنی طرز پر مناظرین علماء دین نے عقائد باطلہ مخترعہ مرزا قادیانی کا خوب ہی قلع قمع کیا ہے۔ لیکن یہ جدید تصنیف اپنی طرز تالیف میں نہایت ہی دل پذیر اور اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ وجہ یہ کہ اس کتاب کا مصنف عموماً مرزا ہی کی تصانیف سے اپنے براہین ودلائل لایا ہے اور دروغگو کو اچھی طرح اس کے گھر تک پہنچایا ہے۔

یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کوئی شخص مناظرہ اور بحث ومباحثہ کی کوئی کتاب بناتا ہے۔ اس کے ہر پہلو پر دوراندیشی سے نظر دوڑاتا ہے تاکہ کسیکو حرف گیری کا موقعہ نہ ملے۔ خصوصاً مرزا نے تو (بقول خود) اپنی کتابوں کو وحی اور الہام سے لکھا ہے اور مرزا قادیانی اپنی وحی اور الہام کو قطعی اور واجب العمل بھی سمجھتا ہے۔ پس نہایت ہی عمدہ بات ہوئی کہ اسی کا جواب اسی کی کتاب سے ہوا اور یہ بعینہ ایسی مثال ہے۔ جیسا کہ کوئی مغرور ومتکبر وگردنکش بہمہ وجوہ مسلح ہوکر اور ہتھیار باندھ کر میدان کارزار میں آئے اور نبرد آزماؤں کو اپنے مقابلہ میں بلائے۔ دوسری جانب سے ایک بندہ خدا تن تنہا بلاہتھیار مردانہ وار اس سے برسرپیکار ہو کے اسی کے ہتھیاروں سے اسی پر وار کرے اور اس کی شمشیر سے اسی کا سر قلم کرے۔ اصل وجہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے اوہام باطلہ اور عقائد فاسدہ کا خود ہی مخترع نہیں ہے۔ بلکہ اہل فلسفہ اور ملاحدہ اور معتزلہ اور نیچریہ کی کاسہ لیسی

کی ہے اور انہیں کی تے جائی ہے۔ چنانچہ ماہرین کتب پر پوشیدہ نہیں ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہ کتاب لا جواب ہے اور مصداق مثل مشہور اسی کی جوتی اسی کا سر ہے۔ والسلام!

المفتقر الی اللہ الصمد

فقیر نور محمد عفی عنہ مالک مطبع حقانی لدھیانہ!

حامداً ومصلیاً! میں نے کتاب مسمی بکلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی مؤلفہ جناب قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر لدھیانہ کو اوّل سے آخر تک پڑھا نہایت مدلل ولاجواب پایا۔ اس کتاب میں مرزا قادیانی کے ہر ایک عقیدہ باطلہ کی تردید بڑی پرزور تقریروں سے کی گئی ہے۔ خداوند جل وعلا مؤلف صاحب کی سعی قبول فرمائے اور قادیانی اور اس کے حوارئیین کو توفیق ہدایت عنایت کرے اور عامہ اہل اسلام کو اس کے شر سے محفوظ رکھے۔

مسکین نظام الدین عفی عنہ مدرس حقانی لدھیانہ!

تقریظ حضرت مولانا الفضل ومولانا مولوی محمد عبداللہ صاحب فاضل ٹونکی اوّل مدرس عربی یونیورسٹی لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نحمده ونصلی علیٰ رسوله الامیین واله وصحبه اجمعین ۰

امابعد! اگرچہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خیالات اور دعاوی اس قدر ضعیف وسخیف ہیں کہ ان کی صحت وصداقت کی طرف کسی ادنیٰ ذی ہوش کا تامل ہونا بھی مستبعد تھا۔ چہ جائیکہ علمائے اسلام کو ان کے نقض وکسر کے لئے تالیفات کی ضرورت پڑتی۔ لیکن افسوس ہمارے ہی بعض ابنائے علمات (جو نفقہ سے محروم ہونے کے ساتھ بھی بزعم خود فقہائے اعلام کی اغلاط اور تخطیات کو پبلک کے سامنے لاکر اپنی فضیلت کا ثبوت دینے میں کوشش کرتے رہے ہیں) مرزا قادیانی موصوف کی براہین احمدیہ پر نہ صرف ایمان ہی لے آئے۔ بلکہ ان کی زعم رسالت ونبوت وحی والہام اور خیال مماثلت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک کافی عرصہ تک بزعم خویش پرزور تحریروں سے رونق دیتے رہے۔ ایسی حالت میں عوام الناس اور خصوصاً ان بے چارے نادان مسلمانوں کا جو پہلے ہی علماء اسلام سے بدظن اور ان کی مخالفت سے بے پرواہ تھے۔ لغرش میں آجانا اور مرزا قادیانی کے خیالات کو سادگی سے تسلیم کر لینا بالکل قرین قیاس تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مجبوراً علماء اسلام کو بھی بقتضائے فرمان نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام من رائے منکم منکر افلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع فبقلبه وذالك اضعف الایمان اپنا فرض کفایہ ادا

کرنے میں کوشش کرنی پڑی۔ جنہوں نے اپنی قیمتی تالیفات سے اہل اسلام کو فائدہ پہنچایا۔ کلمہ فضل رحمانی بھی جس کا معتد بہ حصہ میری نظر سے گذرا ہے۔ اس قسم کا ایک رسالہ ہے اور اپنے عام فہم اور سلیس البیان ہونے کے لحاظ سے ممکن ہے کہ پبلک کو زیادہ مستفید ہونے کا موقعہ دے۔ اس کے مؤلف مولوی قاضی فضل احمد صاحب نے الزامی جوابات کی استعمال کی خصوصیت کو بہت زیادہ مدنظر رکھا ہے۔ جو بے شک مؤثر اور دل پسند طریقہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ عام مسلمان جس کو پیچیدہ تقریروں اور تحقیقی جوابات سمجھنے میں بہت کچھ دشواری ہوتی ہے۔ اس رسالہ سے کافی فائدہ اٹھائیں گے۔ جزاه الله عنا وعن سائر المسلمين خير الجزاء!

کتبه العبد المذنب المفتی محمد عبداللہ عفا عنہ ۲۹ رشوال ۱۳۱۵ھ

ملک کے بہت سے نامور علمائے وفضلائے کی جانب سے بوجہ ان کے سفر میں ہونے کے تقاریظ نہیں پہنچ سکیں۔ جس وقت پہنچیں گی وہ بھی بطور ضمیمہ اخبار وفادار میں شائع کی جائیں گی۔ جو اس کتاب کے ناظرین کی خدمت میں ابلاغ ہوں گی۔ یہ تقاریظ حسب ذیل علمائے فضلائے ہندوستان کی ہوں گی۔

۱...... حضرت مولوی لطف اللہ صاحب علی گڑھی مفتی دارالاسلام حیدرآباد دکن۔
۲...... جناب خان بہادر مولوی شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی۔
۳...... جناب مولوی ابومحمد عبدالحق صاحب مفسر تفسیر حقانی دہلوی۔
۴...... جناب شاہ محمد سلیمان صاحب سجادہ نشین پھلواڑی شریف پٹنہ۔
۵...... جناب مولوی ابومحمد ابراہیم صاحب آروی۔
۶...... جناب مولوی عبدالماجد صاحب بھاگلپوری۔

جناب باری میں مالک اخبار وفادر کی سچی التجاء

مرزاقادیانی کے الہامات وغیرہ کی نسبت اور اس التجاء پر بشارت ایزدی

''آج رات دو بجے بعد نماز تہجد میرے دل میں اتفاقیہ خیال گذرا کہ جناب قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر پولیس لودھیانہ نے اسلامی حفاظت کے خیال سے بلاکسی ذاتی مخالفت کے مرزاغلام احمد قادیانی ساکن قادیان ضلع گورداسپور کی تصانیف کی تردید میں جو کتاب موسوم بہ کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی لکھی ہے اور جس پر ملک کے نامور مولوی صاحبان نے اپنی اپنی اسلام حمیت سے رائیں لکھ کر یہ ثابت کیا ہے کہ مرزاقادیانی لاریب، دجال، کذاب، مخالف اسلام اور اہل اسلام، مفتری وغیرہ وغیرہ ہیں۔ ایسا ہی اس کتاب سے پہلے بہت سے علماء

دین ان کے خلاف تکفیر کا فتویٰ بھی دے چکے ہیں۔

کلمہ فضل رحمانی کے مؤلف صاحب نے بھی مرزا قادیانی کو کذاب، باطل، مکار، خارج از اسلام، عبدالدراہم والدنانیر، خودغرض وغیرہ لکھ کر مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں کو باطل محض اوران کے دعویٰ مسیحائی مہدویت کو مکاری وفریب پر بدلائل معقول ثابت کر کے مرزا قادیانی کی اپنی ہی تصانیف سے بحوالہ ان کی کتاب کے صفحہ سطر کے مرزا قادیانی کے تمام دعوے کی اصلیت ظاہر کر دی ہے۔ جسے ہر ایک مسلمان کو پورا یقین ہوتا ہے کہ واقعی مرزا قادیانی کے تمام دعاوی غلط ہیں اور وہ سچ مچ دنیا پرست اور اسلامی اصول سے بہت دور ہیں۔

ادھر مرزا قادیانی کی اپنی تصانیف سے جو صاحب مؤلف کتاب بحوالہ ان کے صفحہ سطر اس کتب میں حرف عبارت یا فقرے نقل کئے ہیں۔ ان سے صاف ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی نے بھی پیغمبر اسلام اور دیگر پیغمبروں، اولیاؤں، انبیاؤں اور تمام دنیا کے گذشتہ وموجودہ بزرگوں کو بدرجہ غایت گالیاں دے کر اپنے کو مسیح موعود، مہدی مسعود، ملہم، خدا سے ہم کلام اور پھر روزمرہ باتیں کرنے والا اپنے ایسے یقین سے ظاہر کیا ہے کہ کسی کو سوائے لاحول پڑھنے کے کوئی محل کلام نہیں۔ حتیٰ کہ مرزا قادیانی نے اپنی تصانیف اور اشتہار میں آج کل کے تمام دنیا کے صاحب فتویٰ علمائے فضلائے کو بدذات، بے ایمان، شیطان وغیرہ ایسے دل آزار فقرات لکھے ہیں کہ خدایا تیری پناہ! اور ایسے ہی اپنے الہام میں کسی کی جوان لڑکی کا بھی اپنے ساتھ آسمان پر نکاح ہونا اور زمین پر نہ ٹلنا بیان کر کے بصورت خلاف اس کے والد اور خاوند کی موت اور تمام آسمانی مصیبتوں کا ان پر نازل ہونا بذریعہ اپنے الہام کے بیان کیا ہے اور پھر کسی کے لئے ایک سال، کسی کے لئے ۱۸ماہ کسی کے لئے دو سال، کسی کے لئے چھ سال تک مرنے کی پیش گوئی کر کے اس پر ہزاروں روپیہ کی شرطیں باندھ کر آخر ان کے غلط محض ہونے پر مرزا قادیانی کا یہ کہہ دینا کہ چونکہ اس نے دل سے ہمارے الہام اور خیال کو مان لیا ہے۔ اس لئے نہیں ہوا۔ وغیرہ وغیرہ۔

مرزا قادیانی کے بعد ان کے مرید جو اپنے کو مرزائی کے خطاب سے مخاطب اور مشہور ہونا مرزا قادیانی کی مسیحائی اور مہدویت کی تقویت کا باعث سمجھتے ہیں۔ عموماً ہر موقعہ پر پہنچ کر مرزا صاحب کے مرسل یزدانی، نبی، محدث، ربانی، مسیح موعود، مہدی مسعود، حضرت مرزا قادیانی ہونے کی منادی کر کے ان کو سچا نبی اور مرسل برحق اور ان کے الہام کو خدا کی باتیں ہونے کا وعظ کر کے عام اہل اسلام کو ان کی طرف رجوع ہونے کی تحریک کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ غرض یہ کہ مرزا قادیانی کے دعاوی تصانیف ان کے مریدوں کے بحث مؤلف کتاب کلمہ [illegible] رحمانی کی

بدلائل معقول تردید اور دیگر علمائے فضلاء کی تقاریظ اسلامی اصول کے مطابق اسلامی حفاظت کے خیالات پر غور کرتے کرتے میں نے مکرر باوضو ہو کر خاص اس معاملہ کی تحقیق کے لئے بصدق دل محض بے تعصب ہو کر بغرض اطمینان جناب باری عز سبحانہ وتعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھ کر یہ التجا کی کہ:

اے پروردگار عالم الغیب! میں کیا اور میری ہستی وحقیقت کیا۔ جو ایسے بھاری معاملہ میں تیرے سامنے حاضر ہو کر اپنا کوئی خیال ظاہر کر سکوں۔ سوائے اس کے کہ میں بصدق دل یہ اقرار کروں کہ تو عالم الغیب اور کل شئے محیط ہے۔ کوئی بات اور کوئی فعل میرا ہو یا دوسرے کا اچھا ہو یا برا۔ جھوٹا ہو یا سچا تجھ سے نہ تو پوشیدہ ہے اور نہ پوشیدہ رہ سکتا ہے اور پھر اس کے ساتھ ہی تو ہر ایک فرد بشر کی نیکی بدی اور نیت واعمال سے پورا پورا واقف ہے۔ غرض یہ کہ انسان کا کوئی فعل کوئی حرکت کوئی ارادہ، کوئی معاملہ، خواہ وہ کسی غرض اور مدعا سے ہو تیرے علم سے باہر نہیں رہ سکتا۔

اے خداوند قادر مطلق! میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے اپنے فیضان خاص سے مجھے انسان بنا کر اپنے محبوب پاک پیغمبر آخر الزمان کی امت میں پیدا کیا اور پھر اپنی رحمانی صفات سے مجھے بتایا کہ تیرا مذہب اسلام، تیرا پیغمبر برحق، تیرا ہادی قرآن مجید ہے اور اس کے عالم اس کے عامل اس پر ایمان لانے والے میرے مقبول اور میرے پیارے ہیں۔

اے میرے غفور الرحیم! تو نے اپنے فضل سے یہ بھی بتا دیا کہ میں جسے رسول کہوں، نبی کہوں، پیغمبر کہوں، غوث کہوں، قطب کہوں، اولیاء کہوں، انبیاء کہوں، ولی کہوں۔ وہ میرے فرستادہ ہونے کے علاوہ میرے مجوزہ قانون (فرقان حمید) کو تمہیں بغرض ہدایات سنانے والے اور تمہیں سیدھا راستہ بتانے والے ہیں۔ ان کی نصائح پر عمل کر کے بصدق دل ان کی مطابعت اور فرمانبرداری اپنا ایمان اور ایمان کا اعلیٰ اصول سمجھو۔

اے زمین وآسمان کے مالک خداوندا! تیرے رسول مقبول نے تیرے ارشاد کے مطابق اپنی امت کو یہی ہدایت کی کہ بزرگوں کی ہدایتوں کی پابندی خداوند کریم کی رضامندی اور خوشنودی ہے۔ تیرے رسول پاک کی یہ بھی تاکید ہے کہ [illegible] کی عظمت وتوقیر تمام امت پر فرض ہے۔ جو اس کے خلاف ہو تحقیق وہ مجھے اور میری [illegible] کو بدنام کرنے والا ہے۔

پس اگر کوئی شخص تیرے کلام پاک (جو امت [illegible] دینی اور دنیاوی امور کے لئے بہ احسن قانون قدرت سمجھا کر ہدایت کرنے والا بے شک [illegible] شک کے ایمان مضبوط کرنے والا ہے) کی بغرض شہرت مخالفت کر کے اس کے [illegible] اور سیدھے معنوں اور آیتوں کی الٹی تعبیریں کر کے تیرے پیغمبر ﷺ کو برحق ماننے میں اپنی ناقص دکھائے اور تیرے دیگر پیغمبروں،

تیرے انبیاؤں، تیرے غوث اور تیرے قطبوں کی ہدایتوں کے مطابق ان کے قدم بقدم چلنے والوں اسلامی فضلائے علمائے وغیرہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی جھٹلائے اور ان کو یوسف نجار کا بیٹا پکارے اور پھر ایسا شخص مسلمان بھی ہو، تہجد گذار بھی ہو، مولوی بھی ہو، عالم و فاضل بھی ہو، قرآن پڑھنے والا اور سننے والا بھی ہو، اس کے مرید شاگرد پیشہ بھی اس کی پیروی کرنے والے ہوں، ان کا پیر زبان سے خدا اور رسول کی تعریف بھی کرے۔ مگر تحریر میں آ کر سب کچھ لٹیا ڈبو دے۔ جسے دوسرے مذاہب نے لوگوں کو اسلام پر مذاق اور طعن سے ہنسنے کا موقعہ ملے وغیرہ وغیرہ۔ **توبہ توبہ استغفراللّٰہ!**

ایسے شخص مرزا غلام احمد قادیانی ہیں جنہوں نے اپنے ایسے خیالات سے اہل اسلام اور بزرگان اسلام کو مختلف قسم کے وہم اور خرخشہ میں ڈال رکھا ہے۔ (اور جنہوں نے بیچ بچ تیرے قرآنی احکام اور حدیثوں کے مناد اور مفسرین) کی بدزبانی سے توہین کر کے عوام پر ہمیشہ یہ ظاہر کیا ہے کہ میں خدا سے ہم کلام ہوتا ہوں اور مجھے ایسے الہام ہوتے ہیں کہ جو شخص میری فرمانبرداری نہ کرے اور میرے الہاموں کو سچا نہ مانے اور مجھے خدا کا فرستادہ نبی نہ تسلیم کرے۔ وہ ایک سال ڈیڑھ سال حد درجہ چھ سال میں مر جائے گا اور پھر جو تیرے پیغمبر برحق کے دین میں ایسے وسوسے اور فتور ڈالنے کے لئے اپنی ایسی تصانیف کی اشاعت کر کے تیرے رسول کے اصحاب کبار کی بھی مخالفت کر کے تیرے پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کو (جس کا تذکرہ تو نے اپنے قرآن مجید میں بہت جگہ تعریف کے ساتھ فرمایا ہے) شعبدہ بازی کہے۔

اے دین و دنیا کے مالک عالم الغیب خدا! تو اپنے خدائی کے صدقہ میں بطفیل اپنے محبوب پاک حضرت محمد ﷺ کے میری اس التجاء کو قبول فرما کر مجھ پر صاف طور پر بلا کسی شک و شبہ کے ظاہر کر دے کہ ظاہر میں ایسا شخص جو تمام احکام شرعی کا اس درجہ مخالف اور مدعی ہو۔ باطن کا حال تو جانتا ہے۔ جس کے جاننے کا مجھے کوئی علم نہیں۔ کیا وہ دراصل سچا ہے؟۔ یا کاذب؟۔ میں ایسے شخص کو ایسی حالت میں جو مسلمان ہو اور مولوی بھی ہو کیا سمجھوں؟۔

اے میرے منتقم حقیقی خداوند زمین و زمان! تو علیم ہے سمیع ہے۔ بصیر ہے۔ تجھ سے کسی کا ظاہر باطن کسی طرح بھی مخفی نہیں رہ سکتا۔ ہر مذہب و ملت کی آسمانی کتابیں تیرے عالم الغیبی اور کل شئی قدیر اور کل شئی محیط، عالم الغیب ہر شخص کے ظاہر و باطن نیک نیتی بد نیتی۔ صداقت، کذب، دل آزاری، دلداری، خودستائی، خودداری، برائی، بھلائی، حتیٰ کہ تیری بے نیازی کے اصول کے مطابق آخر الزمان سے پہلے پیغمبروں زکریا، ایوب، یعقوب، یوسف علیہم السلام تک

کے ساتھ تو نے جو اپنی قدرت کا اظہار کیا ہے وہ تیری قدرت کاملہ کی ایک مصدقہ دلیل ہے۔ تیری غیوری اور تیری قہاری سے سب نے پناہ مانگ کر تیری غفور الرحیمی اور تیری رحمت کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھا تو اپنے فضل سے بندوں کو گمراہی سے بچانے اپنے رسول مقبول کے دین کی حفاظت اور اپنے قرآن مجید کی نگہبانی کے لئے مجھے ایسے گنہگار اور خطا کار شخص کو جسے صرف تیرے سچے قرآن کے احکام کی تعمیل اور تیرے پیغمبر برحق کے دین کی اشاعت بوجہ احسن بغیر کسی کذب کے حق و باطل کا آئینہ دکھانا مدنظر ہے۔ کوئی خاص بشارت اور ایسی بشارت دے جسے نہ تو میرے دل میں کسی وسوے کا گمان گذرے اور نہ مرزا قادیانی اور ان کے حوارین کو اس شیطانی وہم وغیرہ سے تعبیر کرنے کا موقع ہو اور اس امر کا پورا فیصلہ اپنی بشارت خاص کے ذریعہ سے کر دے کہ مرزا غلام احمد قادیانی سچے مسیح موعود اور مہدی مسعود ہیں اور انہیں جو الہام ہوتے ہیں وہ دراصل سچے الہام ہیں۔ ان کی پیروی بھی غلطی پر نہیں۔ ان کی تصانیف ہر ایک طرح قابل یقین اور لائق اعتبار ہیں۔ یا یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے خیالات مذہبی کے مخالفت کرنے والے سچے اور احکام خداوندی کے بجالانے والے مرزا قادیانی کی تصانیف سے نفرت کریں۔ مجھے اسی التجاء اور خیال میں کسی قدر نیندسی معلوم ہوئی۔ حتیٰ کہ میں سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سفید ریش بزرگ میرے پاس بیٹھے ہوئے فرما رہے ہیں کہ:

دوشم نوید داد عنایت که حافظا
باز آکه من بعفو گناهت ضمان شدم

یہ شعر سن کر میں نے خواب میں ہی التجاء کی کہ حضرت کیا میں مرزا قادیانی کے مسیح موعود اور مہدی مسعود نہ سمجھنے کی وجہ سے گناہ گار سمجھا گیا تھا۔ جس کے لئے آپ میرے ضامن ہوئے ہیں۔ یا یہ کہ میں ان کے خیالات سے خود محفوظ رہنے اور عام اہل اسلام کو بچانے کا دل سے مؤید ہوں تو پھر انہوں نے مجھے ایک کتاب ہاتھ میں دے کر فرمایا کہ اے شخص اس پر عمل کر اور یاد رکھ کہ خدا کا کلام سچا ہے۔ اس کا رسول برحق ہے۔ دین اسلام کے بزرگوں کی نسبت غیبت کرنے والا لاریب فیہ سخت ترین عذاب کا مستحق اور گمراہ ہے۔ میں ان کے ہاتھ سے وہ کتاب لے کر کھولتا ہوں تو وہ قرآن مجید ہے۔ جس کے پہلے صفحہ پر لکھا ہوا ہے کہ کلمہ فضل رحمانی اور دوسرے صفحہ پر بجواب اوہام غلام قادیانی۔

اتنے میں میری آنکھ کھل گئی تو صبح کی نماز کے لئے قریب کی مسجد میں مؤذن اللہ اکبر پکار رہا تھا۔ میں الحمدللہ پڑھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور وضو کرنے کے بعد صبح کی نماز ادا کر کے اپنے

کتب خانہ سے دیوان حافظ منگوا کر اس اوپر کے شعر کی تلاش کرنے لگا تو میم کی ردیف میں خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ کا یہ مقطع لکھا ہوا ملا۔ جب میں ساری غزل پڑھنے لگا تو میری خواہش کے مطابق اس غزل کا دوسرا شعر بھی دیکھا گیا۔

شکر خدا کہ ہرچہ طلب کردم از خدا
بر منتہائے ہمت خود کامران شدم

گویا خواجہ علیہ الرحمۃ کا یہ دوسرا شعر بھی میری التجاء کی کامیابی کے شکرانہ اور تائید میں تھا۔ میں خداوند کریم کے اس فضل عظیم اور فیضان خاص کا شکر ادا کر کے اس کی ذات اور بے نیازی کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی سے میری کسی وقت کی راہ ورسم نہ خط وکتابت نہ جسمانی ملاقات نہ روحانی تعلقات۔ غرض کہ میری صورت شناسائی تک بھی نہیں نہ میں کبھی ان کی بیت الفکر اور بیت الذکر قادیان میں گیا اور نہ وہ میرے مکان پر لاہور تشریف لائے اور نہ ان کی تصانیف کو میں نے بوجہ خلاف قرآن پیش گوئیاں کرنے کے پڑھا، یا پڑھنا چاہا ہاں عبداللہ آتھم کی نسبت ان کی پیش گوئی کی غلط ثابت ہونے کے موقع پر میں نے بھی دوسرے مسلمانوں کی طرح ان کی ایسی غلط بیانی پر (جو دراصل اسلام کے سراسر خلاف تھی) اخبار وفادار میں افسوس اور رنج کا اظہار کیا تھا۔ ایسے ہی اکثر میں ان کی ایسی ایسی نامعقول پیش گوئیوں کو افسوس کے ساتھ سنتا رہا۔ مگر میں کبھی ان سے نہیں ملا۔ اتفاقیہ طور پر میرے مخدوم مہربان جناب قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر لودھیانہ نے مرزا قادیانی کی ایسی ناجائز خلاف اسلام زیادتیوں کو مرزا قادیانی کی اپنی ہی تصانیف سے بدلائل معقول بذریعہ کتاب کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام احمد قادیانی کے مسلمانوں کو واقف کرنا چاہا کہ مرزا قادیانی کے عقائد محض خلاف اصول اسلام ہیں اور جو کچھ دعاوی الہام، مسیح، مہدی وغیرہ کے کرتے ہیں۔ محض حصول دنیا (روپیہ) کی غرض سے کرتے ہیں نہ خالصاً للہ دین کی غرض سے۔ جناب قاضی صاحب نے تمام کتب میں اپنی طرف چند فقرات ہی لکھے ہیں۔ باقی جو کچھ درج کیا ہے وہ مرزا قادیانی کی اپنی تصانیف کی اصل عبارت اور فقرے بحوالہ صفحہ سطر اور چند خطوط دستخطی مرزا قادیانی اور ان کی تائید اور ثبوت میں دیگر خطوط ان کے الہاموں کے بطلان میں درج کئے ہیں۔ جن سے یہ ثابت کیا ہے کہ مرزا قادیانی کے الہامات کسی کی لڑکی سے نکاح ہونے کی غرض سے ہوتے ہیں یا قادیان میں اپنے مکانات کو وسعت دینے کے لئے وغیرہ وغیرہ پس میں نے جو کچھ لکھا ہے۔ اپنے ایمان اور علم ویقین سے محض بے تعصبی اور کسی قسم کی ذاتی مخالفت کے بغیر بالکل سچ لکھا ہے۔ خدا میرے اس بیان اور نیت کا واقف ہے اور

میں اس کی قسم کھا کر سچ کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کی تصانیف (جن کا حوالہ اس کتاب میں ہے) پیغمبر اسلام، اہل اسلام اور دیگر بزرگان اسلام کی مخالفت سے روپیہ پیدا کرنے اور دنیاوی ناموری حاصل کرنے کی غرض سے ہیں۔ نہ خدا اور اس کے رسول کی اسلامی اشاعت اور حق و باطل میں فرق بتا کر اصلیت ظاہر کرنے کی غرض سے۔ اب ہر ایک مسلمان جو قرآن وحدیث کو ماننے والا ہے۔ اپنی اسلامی حفاظت اپنا کام سمجھیں۔ خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ انگریزی گورنمنٹ کے امن پسندی بے تعصبی ہمارے لئے آسمانی برکتوں کی طرح ہماری حامی اور مددگار ہے اور بس۔

اخیر میں میں یہ بھی ظاہر کئے دیتا ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی عادت کے مطابق میری ذات خاص کی نسبت اور مؤلف کتاب کی نسبت بقول ان کے ایک پرلے درجہ کے معتقد مرزائی کے، موت کی پیش گوئی کریں گے۔ میں اپنے حافظ حقیقی پر پورا بھروسہ کر کے عام اعلان کرتا ہوں کہ خداوند قادر مطلق اور منتظم حقیقی مرزا صاحب کی ہر ایک قسم کی پیش گوئی خواہ وہ میری موت کی نسبت ہو یا دیگر کسی قسم کی اس میں انہیں ناکام ثابت کرے گا اور میرے خلوص اور خوش نیتی کی وجہ سے اسلامی فتح اور نمایاں فتح ہو کر حضور قیصرہ ہند دام ملکھا کی عمر اور حکومت میں ترقی و برکت ہوگی۔

صاحب مؤلف کتاب نے بھی خیال مرزا قادیانی کی پیش گوئی پر اپنی نسبت بخوبی ظاہر کیا ہے۔ جو ناظرین نے پچھلے صفحوں میں ملاحظہ فرمایا ہے اور بس۔ مرزا قادیانی کی پیش گوئی میری نسبت اور مؤلف کی نسبت جو کچھ ہوگی وہ بھی اس کتاب کے ناظرین کی نذر ہوگی۔

سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت العليم الحكيم

خادم علمائے وفضلائے دین متین

بندہ ناچیز کمترین محمد فضل الدین عفی عنہ مالک اخبار وفادار لاہور ۱۴ر جمادی الاول ۱۳۱۶ھ مقدس

مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنے بیٹوں کے عاق کرنے اور اپنی بیوی کو طلاق دینے کی دھمکی کے متعلق مرزا قادیانی کا اپنا اشتہار مورخہ ۲ر مئی ۱۸۹۱ء مطبوعہ حقانی پریس لودھیانہ

جس کو جناب مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی نے یکم اگست ۱۸۹۱ء کو بمقام لودھیانہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اس اشتہار کے جواب میں شائع کیا تھا۔ جو کہ مرزا قادیانی نے تمام علمائے وفضلائے کو بحث کے لئے دیا تھا اور جس کے لئے مولوی صاحب موصوف نے

الوالعزمی سے مرزا قادیانی کے پاس بمقام لودھیانہ پہنچ کر بحث کر کے مرزا قادیانی کو بتلایا تھا کہ مرزا قادیانی کے تمام دعاوی خدا اور رسول اور تمام احکام شرع کے خلاف ہیں اور جن کی وجہ سے وہ مصدقہ کافر قرار پا چکے ہیں۔ جس پر مرزا قادیانی نے دوسرے روز غائبانہ جواب دینے اور سننے کے لئے مقرر کر کے بھی مولوی صاحب کے مقابلہ میں نہیں آئے۔ جس کے لئے مولوی صاحب نے بھی صاف طور پر عام جلسہ میں جس میں مرزا قادیانی کے قریباً تمام حواری بھی موجود تھے یہ اعلان کیا تھا کہ: اگر مرزا قادیانی اس حدیث کو جس کو باوجود موضوع قرار دینے کے صحیح بخاری میں موجود بتایا صحیح بخاری سے نکال دیں تو میں اس پر ایک ہزار روپیہ انعام دوں گا اور سخت قسم کھائی۔ جس کو مرزا قادیانی کے حواریوں نے سنا اور خاموش رہ گئے اور جس اشتہار پر لدھیانہ کے تمام معزز ومقتدر مسلمانوں کے بطور شہادت دستخط بھی ہیں وغیرہ وغیرہ اور وہ اشتہار یہ ہے۔

قولہ: ''ناظرین کو یاد ہوگا کہ اس عاجز (مرزا قادیانی) نے ایک دینی خصومت کے پیش آجانے سے...... اپنے ایک قریبی مرزا احمد بیگ ولد گاماں بیگ ہوشیار پوری کی دختر کلاں کی نسبت بحکم والہام الٰہی یہ اشتہار دیا تھا کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی مقدر اور قرار یافتہ ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔ خواہ پہلے ہی باکرہ ہونے کی حالت میں آجائے یا خدا تعالیٰ بیوہ کر کے میری طرف لے آئے...... اب باعث تحریر اشتہار ہذا یہ ہے کہ میرا بیٹا سلطان احمد نام جو نائب تحصیلدار لاہور میں ہے اور اس کی تائی صاحبہ اس مخالفت پر آمادہ ہوگئی...... اور تجویز میں ہے کہ اس لڑکی کا نکاح کسی سے عید کے دن یا اس کے بعد کیا جائے...... ہر چند سلطان احمد کو سمجھایا کہ تو اور تیری والدہ اس کام سے الگ ہو جائیں ورنہ میں تم سے جدا ہو جاؤں گا...... تاکیدی خط لکھے میرے خط کا جواب بھی نہ دیا اور بکلی بیزاری ظاہر کی...... لہٰذا میں آج کی تاریخ سے کہ وہ ۲؍مئی ۱۸۹۱ء ہے۔ عوام اور خاص کو بذریعہ اشتہار ظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے...... اور اس لڑکی کا کسی اور سے نکاح ہوگیا تو اس دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوگا اور اسی روز اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کی گھر میں مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی خبر ہو طلاق نہ دیوے تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا...... اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی اور قرابت اور ہمدردی دور ہو جائے گی اور کسی نیکی بدی رنج وراحت شادی اور ماتم میں ان سے شراکت نہیں رہے گی۔ ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیور کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے۔''

(ملخصاً المشتہر مرزا غلام احمد لدھیانہ ۲؍مئی ۱۸۹۱ء حقانی پریس لدھیانہ، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۱۹ تا ۲۲۱) مندرجہ

عنوان اشتہار کی علت غائی مرزا قادیانی کی وہ پیش گوئی ہے جو مرزا احمد بیگ کی دختر سے مرزا قادیانی کا نکاح ہونے کے لئے مرزا قادیانی کو الہام ہوا تھا اور جو بقول مرزا قادیانی کہ یہ امر آسمان پر ہو چکا ہے۔ جو زمین پر کبھی نہیں ٹل سکتا۔ جس کے متعلق مرزا قادیانی کے اپنے دستخطی خطوط اس کتاب میں ہی پہلے صفحوں میں درج ہیں۔ ناظرین کو بخوبی واضح ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی کا الہام کیسا الہام ہے۔ جو باوجود مرزا قادیانی سے آسمان پر نکاح باندھ دینے کے زمین میں اور شخص سے اس نکاح کو منتقل کر دیتا ہے اور پھر ایسا مضبوط کہ باوجود اس وقت تک یعنی آٹھ سال گذر جانے اور اس منکوحہ کے بکثرت صاحب اولاد ہونے کے بھی اور مرزا قادیانی کے خدا جو انہیں ہمیشہ ایسے شیطانی الہام کیا کرتا ہے۔ مرزا قادیانی سے بھی نہیں توڑا گیا اور پھر ایسا الہام صرف ایک دفعہ نہیں ہوا۔ بلکہ متعدد دفعہ مگر باوجود ہمیشہ آسمان پر سے ایسے الہام کا فیصلہ ہو کر ہمیشہ ہی زمین پر پہنچے۔ اے توبہ زمین کی ہوا لگتے ہی ٹوٹ جاتا رہا اور پھر ٹوٹنا بھی کیسا کہ جس کے کسی ذرہ کا بھی کوئی پتہ نہیں ملتا۔ توبہ توبہ آسمانی الہام نہ ہوا کوئی مٹی کا پیالہ یا کسی موچی دار کا کچا دھاگہ ہو گیا۔ استغفر اللہ! سچ تو یہ ہے کہ ایسے الہام اگر ٹوٹ نہ جائیں تو اور کیا ہوں۔ جب کہ وہ سچے خدا کے الہام ہی نہیں وہ الہام تو مرزا قادیانی کے خدا (عاجی) کا الہام ہے (جس کے معنی خود مرزا قادیانی کو بھی اس وقت تک معلوم نہیں ہوئے) اگر آسمانی خدا (جو تمام جہان کا پروردگار ہے) کا کوئی الہام ہوتا تو کیا مجال کہ وہ کسی وقت بھی ٹوٹ جاتا اور پھر قادیان کی زمین پر کیا دنیا کے کسی حصہ پر بھی نہ ٹل سکتا تھا اور نہ ٹوٹ سکتا۔ مگر ہاں مرزا قادیانی کے خدائے عاجی کے الہام کی یہ تعریف ہے کہ زمین کی ہوا لگتی ہے۔ ٹوٹ کر ٹل جایا کرتا ہے۔ خدائے عاجی اور پھر عاجی خدا کا آسمان اور زمین بھی ایسا ہی سمجھنا چاہئے کہ جس خدائے عاجی معنی مرزا قادیانی خود نہیں جانتے تو اس خدا عاجی کے مسکن اور آسمان وزمین کا بھی تو کوئی نشان نہیں ہوگا۔ پس ایسے خدا اور ایسے خدا کے ملہم اور پھر ایسے خدا کے زمین آسمان پر سوائے لاحول پڑھنے کے اور کیا کہا جائے۔ ایسا شخص خدا کا فرستادہ، مرسل یزدانی، نبی، غوث، رسول، مسیح موعود، مہدی مسعود ہونے کا مدعی ہو اور پھر آسمانی پیغمبروں آسمانی بزرگوں کو فحش گالیاں دے کر سب کچھ آپ ہی بن جانے کا دعوے دار ہو اور غضب کہ اس کے مرید بھی ایسے خیالات کے حامی اور مددگار ہو کر اصول اسلام کو بدنام کریں۔

اللھم اکفنا شرھم بما شئت، تمت بالخیر!

مرزا قادیانی خود اور ان کے حواری دیکھیں ہماری التجاء اور بشارت ایزدی پر کیا کیا تاویلیں اپنے اپنے موافق نکالتے ہیں۔

خاتم النبیین لا نبی بعدی

جمعیت خاطر

(۱۳۳۳ھ)

دو انسپکٹروں کا دودلا مکاتبہ

(۱۳۳۳ھ)

خوان ارمغان

(۱۹۱۵ء)

جناب فضل احمد صاحب گورداسپوریؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

خط نمبر ا

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم!

از جناب خاکسار! فضل احمد انسپکٹر لدھیانہ! بخدمت مخلص مکرم حضرت میاں غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس زادشوقہ!

بعد از لوازم مسنون آنکہ! اگرچہ ملاقات جسمانی وقوع میں نہیں آئی۔ لیکن بندہ میاں محمد بخش صاحب ہیڈ کانسٹیبل اوّل ضلع لائل پور ! سے جو آپ کے قریبی رشتہ دار ہیں۔ آپ کی تعریف سننے کا فخر رکھتا ہے۔ نیز ''خان صاحب'' منشی محمد بہرام خان صاحب پنشنر انسپکٹر لدھیانہ سے آپ کی تعریف سننے میں آتی رہتی ہے۔ ایک مضمون بھی آپ کا مسمیٰ ۲ معیار صداقت انہیں سے مجھے ملا۔

میں سب سے پہلے آپ کو دنیاوی عروج ۳ ترقی درجہ انسپکٹری کی مبارک باد دیتا ہوں۔ بعد اس کے آپ کے مضمون کے مطالعہ نے مجھے مجبور کیا ہے کہ آپ سے دو تین باتیں دریافت کرنے کی تکلیف دہی کی جرأت کروں اور بوجہ تعریف اور اسلامی ہمدردی اور ہم عہدہ وصیغہ ہونے کے لحاظ سے امید کرتا ہوں کہ آپ مہربانی فرما کر ان کے جوابات جلد ارسال فرمانے میں دریغ نہیں فرمائیں گے۔ آپ کے جواب موصول ہونے کے بعد آپ کے اشتہار یا مضمون پر مزید غور کرنے کی سعی کروں گا۔

سوالات حسب ذیل ہیں:

اوّل...... کیا آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو پیغمبر یا رسول یا نبی مان کر ان پر ایمان رکھتے ہیں یا نہیں اور ان کے منکر یا مکذب کو مسلمان یا مومن جانتے ہیں یا نہیں؟۔

دوم...... کیا آپ مرزا قادیانی کے کل الہامات کو قطعی یقینی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتے ہیں یا ان میں سے بعض کو؟۔

---

۱ جبکہ میں لائل پور (فیصل آباد) میں ۱۹۰۷ء میں تعینات تھا۔

۲ یہ مضمون معیار صداقت مجھے خان صاحب نے بغرض مطالعہ اور جواب بھیجا تھا۔

۳ انہیں دنوں میں آپ کی ترقی درجہ انسپکٹری پر ہوئی۔

سوم...... کیا آپ نے مرزا قادیانی کی کل تصانیف یا تالیفات کا مطالعہ کیا ہوا ہے یا نہیں؟۔

چہارم .... آپ نے اپنی ذات اس مضمون (معیار صداقت کے) پہلے صفحے پر یعنی تمیم (ت م ی م) لکھی ہے اور مجھے معلوم ہے کہ آپ کی ذات تھیم (ت ھ ی م) ہے۔ کیا یہ کاتب کی غلطی ہے یا کیا؟۔ ......صحیح کیا ہے میں ہوں خاکسار اس تکلیف دہی سے معافی کا خواستگار جواب کا منتظر۔ احقر العباد اللہ لانصمد فضل احمد عفاء اللہ عنہ!

مقام لدھیانہ (۷ ذی الحجہ ۱۳۲۷ھ مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۰۹ء)

خط نمبر ا...... جواب بذریعہ پوسٹ کارڈ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم!

دیپالپور ۲۳ر دسمبر ۱۹۰۹ء

بزرگوارم جناب مخدومی ومحترمی زاد اولطافہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نوازشنامہ ملا۔ مشکور فرمایا۔ مضمون محولہ جواب لکھا ہوا میرا ضرور ہے۔ مگر طبع[1] میں نے نہیں کرایا تھا۔ بجواب سوالات التماس ہے کہ:

ا...... مرزا قادیانی کو میں محض کثرت مکالمہ الٰہیہ کے رنگ میں نبی بروزی۔ مبشر اور منذر مانتا ہوں اور یقین کرتا ہوں منکر ان کا اگر مسلمان ہے تو مسلمان جانتا ہوں۔

۲...... مرزا قادیانی کے کل الہامات کو منجانب اللہ تعالیٰ قطعی یقینی جانتا ہوں۔

۳...... مرزا قادیانی کی تقریباً جملہ تصانیف کا مطالعہ کیا ہے اور ان کے خلاف بھی جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں اور جو مجھے مل سکتی ہیں دیکھ چکا ہوں۔

۴...... میری ذات دراصل تمیم ہے اور میرے پاس پرانا شجرہ اور اب سے پیشتر کوئی پچاس برس سے پہلے کے جس قدر کاغذات خانگی وسرکاری وغیرہ پانچ چھ سو برس تک کے ہیں ان میں قوم تمیم ہی تمیم تحریر ہے۔ لفظ تھیم تمیم سے بگڑا ہوا ہے۔

میرے پاس اس وقت لفافہ اور کاغذ نہیں تھا اس واسطے کارڈ پر عرض عریضہ کی گستاخی معاف فرمادیں۔ میں اسباب بند کر چکا ہوں ضلع فیروزپور واپس جارہا ہوں موگا تعیناتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ یکم کو پہنچوں گا۔ وہاں ارشاد ہو۔ والسلام مع الاکرام!

(بندہ غلام رسول)

---

[1] کیا آپ کی مرضی کے برخلاف طبع ہوا اور بے علمی میں ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا۔

خط نمبر۲...... جواب بذریعہ خط ملفوفہ

بسم الله الرحمن الرحیم۔ نحمده ونصلی علی رسوله الکریم!

دیپالپور ۲۴؍دسمبر ۱۹۰۹ء[1]

جناب مخدومی، معظمی ومکرمی قاضی صاحب...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کل نوازش نامہ کے جواب میں مختصر سا کارڈ جلدی میں عرض کیا گیا تھا۔ آج[2] خیال آیا کہ شاید آپ براہ کرم کچھ تحریر فرمائیں گے اس واسطے اپنی[3] پوزیشن کو بجواب سوال اوّل زیادہ واضح کر دینا ضروری جان کر پھر تکلیف دیتا ہوں تاکہ جناب کو مزید سہولت ہو۔ سو عرض ہے کہ میں جناب مرزا قادیانی کو مسیح[4] اور مہدی معہود یقین کرتا ہوں اور اسی رنگ میں جس میں اسے آنا چاہئے تھا۔ میرا ایمان ہے کہ نبوت ختم ہو چکی ہے اور آقائی مولائی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ قرآن کریم خاتم الکتب اور اسلام خاتم الادیان ہے۔ کوئی نبی کوئی کتاب اور کوئی دین[5] نیا نہیں آسکتا۔ یہ تینوں[6] سلسلے قیامت تک قائم ہیں مرزا قادیانی اسی نبوت کے بروز[7] اسی کتاب اور اسی دین کے خادم ہیں۔ نبوت محمد ﷺ کی صداقت کا ظہور اور ثبوت ہیں اور مجدد ہیں۔ ان معنوں میں کثرت مکالمہ الٰہیہ کے رنگ میں نبی ہیں اور مامور ہیں۔ غرضیکہ ختم نبوت کے لحاظ سے جس رنگ میں مسیح اور مہدی کا آنا جناب کے نزدیک مقرر ہے۔ اسی رنگ میں انہیں مانتا ہوں۔

---

[1] دوسرے روز ہی پہلے پوسٹ کارڈ کے بعد یہ خط لکھا گیا۔

[2] ہاں اب آپ کو ہوش آئی ہے اور پہلے پوسٹ کارڈ کے مخالف لکھنا شروع کیا۔

[3] آپ کی کون سی پوزیشن دنیاوی یا دینی۔ پوزیشن مرزائیت مراد ہے۔

[4] اب مسیح اور مہدی تحریر کر دیا اور پہلے نبی بروزی لکھا تھا۔

[5] ختم نبوت ہے کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔ تو پھر مرزا جی نبی کیسے، رنگ ڈھنگ کا بہانہ کوئی نہیں۔ جب ان کی نبوت ورسالت کا منکر کافر ہے۔ پھر نبی ہونے میں کیا شک رہا۔

[6] بیشک تینوں سلسلے قائم ہیں لیکن مرزائیوں کا اس پر ایمان نہیں ہے۔

[7] بروز کے معنی آپ نے بتلائے نہیں بروز کی تشریح کر دی گئی ہے۔ دیکھو سوالات جوابات۔

رہا ان کے منکو کے متعلق میرے ایمان کا سوال تو مختصر یوں ہے کہ اگر منکر نے اظہار کفر کی وجہ سے جو مومن کی نسبت کیا جائے خود کفر نہیں کیا تو میں اسے کافر نہیں کہہ سکتا۔ اگر وہ مسلمان کہلاتا ہے بلکہ اور زیادہ واضح یوں ہو سکتا ہے کہ جو مسیح اور مہدی آپ کے نزدیک آنے والا ہے جو حال جناب اس کے منکر اور مکذب کا خیال فرمائے ہوئے ہیں۔ پس میرا اسی پر قیاس فرما لیجئے۔

دوسرا سوال...... الہام کے متعلق التماس ہے کہ الفاظ الہام کو منجانب اللہ یقین رکھتا ہوں۔ اس کی مراد شرح تفہیم کو ملہم کا اجتہاد مانتا ہوں۔

تصنیفات تالیفات کے متعلق گزارش ہے کہ اکثر دیکھ چکا ہوں بعض نہیں بھی پڑھیں مخالفت کی بھی اکثر کتابیں بشمول آپ کی کتاب کے پڑھ چکا ہوں اور زیادہ بھی مخالفت کی کتابیں اور مضامین میرے ادھر جانے کا سبب اللہ کریم نے بنائے ہیں۔

قوم کے متعلق پہلے بھی عرض کر چکا ہوں بہت سی دستاویزات اور پرانے کاغذات میرے پاس موجود ہیں پیش بھی کر سکتا ہوں۔ زیادہ نیاز۔

التماس ہے کہ براہ کرم کچھ تحریر فرمائیں تو مرزا قادیانی سے میرے تعلق کو محفوظ رکھئے نہایت ہی مشکور ہوں گا اور فیصلہ شدہ مسائل یا جن پر پہلے بہت کچھ لے دے ہو چکی ہو میرے خیال میں ان پر گفتگو بے لطف ہوگی۔

جناب نے نوازش نامہ میں مجھے السلام علیکم سے بھی مخاطب فرمانا جائز نہیں رکھا۔ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک بلحاظ جناب کی نیت کے اس میں کوئی معصیت ہے تو میں اپنی طرف سے آپ کو معاف کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جناب کو معاف فرمائے۔ والسلام مع الاکرام ہاں میں انشاء اللہ تعالیٰ کل کو یہاں سے روانہ ہو کر ۲۸ تک شہر مگھیانہ ضلع جھنگ ۲۹ سے یکم تک خواجہ صاحب کے مکان پر لاہور اور پھر موگا پہنچوں گا۔ جہاں چاہیں ارشاد فرمائیں۔

(آپ کا غلام رسول)

خط نمبر ۲...... منجانب قاضی فضل احمد انسپکٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم وآلہ واصحابہ اجمعین!

مخلصی مکرمی جناب میاں غلام رسول صاحب زاد شوقہٗ سلام مسنون مع واجب کے بعد گزارش ہے کہ پہلے آپ کا نوازشنامہ بصورت پوسٹ کارڈ اور بعد اس کے آپ کا عنایت نامہ

بہت خط بجواب نیاز نامہ موصول ہوا اور مشکور فرمایا جن کے مطالعہ سے کہ صلاحیت کی بو آتی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ اگر ضد و اصرار و ہٹ دھرمی درمیان میں نہ ہو اور احقاق حق اور راستی کی جستجو بہ نیت نیک بخاطر خالص المرضات اللہ ہو تو خداوند کریم اس میں اصلاح کی برکت ڈال دیتا اور صراط مستقیم پر پہنچا دیتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ایسا ہی کرے۔ آمین

اب معافی کے بعد چند سوالات تمہیدی کی تکلیف دے کر ملتجی ہوں کہ براہ مہربانی جواب سے جلد مسرور فرمائیں:

اوّل..... الف..... آپ کل تصانیف و تالیفات و اشتہارات مرزا قادیانی کو الہامی مانتے ہیں یا ان میں سے بعض کو۔ اگر بعض کو الہامی مانتے ہیں تو ان کے نام تحریر فرمائیں۔

ب..... اور ان کتابوں یا اشتہاروں یا لیکچروں کو جس کو الہامی جانتے ہیں ان کا درجہ قرآن شریف کے برابر ہے یا کم وبیش۔ اگر کم وبیش ہے تو کیوں؟۔

دوم..... جن کتب تصانیف مرزا قادیانی کو آپ الہامی نہیں مانتے ان کا رتبہ احادیث رسول اکرم ﷺ کے برابر ہے۔ یا کچھ کم وبیش اگر کم وبیش ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟۔

سوم..... جو آیات قرآن مجید کی مرزا قادیانی کو الہامات میں نازل ہوئی ہیں ان کے معنی اور مراد وہی ہیں جو قرآن شریف میں بیان ہوئے ہیں یا ان کے مخالف یا موافق جو مرزا قادیانی نے بیان کئے ہیں۔

چہارم..... الف..... اگر مرزا قادیانی کے الہامات میں تعارض واقع ہو تو اذا تعارضہ تساقطا ہو جائے گا یا نہیں اور ان میں کس الہام کو صحیح سمجھا جائے گا۔ اوّل کو یا آخر کو اس کی وجہ۔

ب..... یا مرزا کے الہامات میں تعارض کا وقوع آپ تسلیم نہیں کرتے ہیں۔

ج..... کیا مرزا قادیانی کے ایسے الہامات بھی ہیں کہ جن کے معنی اور مطلب اب تک معلوم نہ ہوئے ہوں۔

د..... جو الہامات مرزا قادیانی کے بطور پیشگوئی ہیں وہ پورے ہو گئے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں ہوئے تو آئندہ ہوں گے یا نہیں۔

پنجم..... تصانیف و تالیفات و اشتہارات و لیکچر وغیرہ جو مریدین مرزا قادیانی کے ہیں۔ مثلاً حکیم نور الدین، مولوی عبدالکریم، مولوی محمد احسن امروہی، مرزا خدا بخش، محمد اسماعیل وغیرہم صاحبان کے ہیں وہ بھی قابل سند ہیں یا نہیں۔ دراں حالیکہ وہ تصانیف مرزا قادیانی کے ملاحظہ میں آچکی ہوں اور مرزا قادیانی نے ان کو پسند فرمالیا ہو۔

ششم ..... اگر تصانیف مرزا قادیانی اور حکیم نور الدین خلیفۃ المسیح[1] میں تخالف ہو تو کس کی تحریر قابل سند سمجھی جائے گی۔

ہفتم ..... مامور بھی نبی ہوتا ہے یا نہیں اور مامور کا کیا کام ہے۔ مامور کا منکر اور مکذب مسلمان ہوتا ہے یا کافر۔

ہشتم ..... مبشر اور منذر بھی نبی اور رسول ہوتے ہیں یا کچھ فرق ہے۔ اگر فرق ہے تو کیا؟۔

نہم ..... بروز کے کیا معنی ہیں۔ بروزی نبی بھی بعینہ نبی ہوتا ہے یا نہیں۔ بروزی نبی کی کوئی نظیر یا مثال انبیاء علیہم السلام سابقین میں ہے یا نہیں۔

دہم ..... الف..... مسیح موعود کے منکر یا مکذب کو بھی آپ مسلمان جانتے ہیں یا نہیں۔ (یہ جواب صحیح نہ ہوگا کہ جو کچھ آپ جانتے ہیں وہی میں جانتا ہوں)

ب ..... مرزا قادیانی مثیل مسیح ہیں یا مسیح موعود یا مسیح ابن مریم ہیں یا نہیں۔

ج ..... اور عیسیٰ یا مسیح یا یسوع ایک ہی ہیں یا جدا جدا تلک عشرۃ کاملۃ جواب سے بہت جلد مشکور فرمائیں۔ تخفیف تکلیف والسلام علی من اتبع الهدیٰ!

مقام لدھیانہ! ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۲۷ ہجری   نیاز مند خاکسار!

مطابق ۶ جنوری ۱۹۱۰ء   فضل احمد عفا اللہ عنہ

خط نمبر ۳..... جواب خط منجانب غلام رسول انسپکٹر موگا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

مکرم و معظم بندہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ نوازش نامہ آج ہی کی ڈاک میں اسی وقت ملا۔ مشکور فرمایا۔ جزاک اللہ! میں اور مجھ[2] میں صلاحیت کی بو یہ آپ کا حسن ظن ہے میرا ایمان ہے کہ آپ کی نیت نیک[3] ہے۔ بہر حال میں آپ کے واسطے دعا کرتا ہوں آپ میرے واسطے دعا فرماویں۔ میرے نزدیک یہ سب سے بہتر ہمدردی ہے۔ رہے سوالات کے جواب عرض ہے کہ نہ میں عالم، نہ مولوی، نہ ملاں ہوں۔ بحث ان کا حصہ ہے، ناخواندہ اور اجڈ پولیس کا سپاہی ہوں۔ ہڈیاں گوشت پوست خون سب پولیس ہے اور وہ آپ جیسے متقی ذات والے اشتنیٰ کی پولیس

---

[1] بقول مرزائیاں۔

[2] ''میں اور مجھ میں صلاحیت کی بو'' یہ آپ کا فرمانا صحیح نکلا۔

[3] ''میرا ایمان ہے کہ آپ کی نیت نیک ہے'' واقعی یہ ایمان آپ کا صحیح ہے۔

نہیں بلکہ وہ پولیس جو کہ بدنام ہے یہ تو ہے میرا اتقاء تحفظ تعمیل ارشاد میں جو کچھ ٹوٹا پھوٹا جواب الفاظ میں میرے ایمانیات کا مجھے آ سکتا ہے عرض ہے۔

ا...... الف..... تصانیف تالیفات اور اشتہارات وغیرہ میں جس عبارت کو مرزا قادیانی نے الہام کہا ہے اسے الہام مانتا ہوں۔ باقی کو ان کی اپنی تصنیف یا جو کچھ وہ فی نفسہ ہو۔

ب...... الہام کا درجہ بلحاظ نفس الہام ہونے کے الہام کے رنگ میں قرآن شریف کے برابر مانتا ہوں۔ ہاں دوسری صورت میں قرآن مجید قائم بالذات کتاب ہے اور قائم العمل قانون شریعت اور مرزا قادیانی کے الہامات مبشر اور منذرات ہیں اسی کتاب پاک کی تصدیق کے۔

۲...... احادیث اور تصانیف مرزا قادیانی کی باہمی نسبت میرے ایمان میں وہی ہے جو احمد اور غلام احمد کے درمیان ہے۔ توجیہ خود عیاں ہے۔

۳...... یہ ایک لمبی بات ہے مختصر یہ کہ قرآن مجید انسان کی بولی میں نازل ہوا ہے بولیوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ قرآن مجید کسی خاص وقت اور خاص حال کا پابند نہیں میرے ایمان [1] میں اسی واسطے شان نزول اس کے متن میں محفوظ نہیں رہا۔ میرے نزدیک یہ کلمہ طیبہ توتی اکلھا کل حین ہے میرا ایمان ہے کہ مرزا قادیانی نے قرآن مجید کو ایسا سمجھا جو سمجھنے کا حق ہے اور اسے اللہ تعالیٰ نے سمجھایا جو معنی قرآن مجید کے اس نے کئے ہیں [2] وہ صحیح ہیں اور جن آیات قرآنی کا اس پر نزول اور ورود ہوا ہے ان کے معنی وہی صحیح ہیں جو مہلط بیان کرتا ہے۔

۴...... الف..... میرا ایمان ہے کہ کبھی الہام میں تعارض نہیں ہوتا۔ الٰہی الہام میں تعارض کا نظر آنا میرے نزدیک آنکھوں کا قصور ہوتا ہے۔ قرآن مجید جیسے اتم اکمل بےمثل اور زندہ کتاب میں تعارض دیکھنے والی آنکھیں کیا دنیا میں کم ہیں۔ فاعتبر ویا اولوا الابصار!

ج...... ہاں میرا ایمان ہے ایسے الہامات بھی ہیں جن کا مطلب اپنے وقت پر کھلے گا۔ یہاں بھی وہی متشابہات اور محکمات کا اہتمام ہے۔

---

[1] مرزا قادیانی کا تو اس پر ایمان نہیں آپ کا ہو تو غنیمت ہے۔

[2] اگر یہ صحیح ہے تو مرزا قادیانی نے توفی کے معنی پوری نعمت دوں گا کیے ہیں اور اب موت کے معنی کیے جاتے ہیں صحیح معنوں کو چھوڑا جاتا ہے۔

د...... پیشگوئیوں کی نسبت میرا ایمان ہے کہ اکثر پوری ہو چکی ہیں۔ بعض ایسی بھی ہیں جو آئندہ پوری ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

۵...... حکیم نورالدین صاحب قبلہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم فاضل امروہی صاحب مخدوم۔ مرزا خدا بخش صاحب' محمد اسماعیل صاحب کو بڑے پایہ کے انسان اور باخدا بزرگ سچے مسلمان اور پاک نمونہ جانتا ہوں اور ان کا کلام اسی حد تک سند ہے۔

۶...... میرے ایمان میں مسیح اور خلیفۃ المسیح میں تخالف ناممکن ہے۔ بفرض محال آپ کی خاطر سے مان بھی لوں تو مسیح مقدم السند ہوگا۔

۷...... ہاں مامور نبی ہو تو نبی ہوتا ہے نبی کا منکر اس کا کافر ہوگا۔ میری سمجھ میں کافر کے معنی ہی انکار کرنیوالے کے ہیں۔

نوٹ: میرے خیال میں اس مسئلہ پر میں پہلے عریضہ میں اپنے اعتقاد کی کافی روشنی ڈال چکا ہوں۔

۸...... ایک نسخہ یاد ہونے سے کوئی طبیب نہیں کہلا سکتا اور نہ ہلدی کی ایک گانٹھ رکھنے سے پنساری ہو سکتا ہے۔ ایک چاول گرسنہ کو سیر نہیں کر سکتا اور ایک قطرہ پانی کا پیاسے کی پیاس نہیں بجھا سکتا۔ ہر بشارت اور ہر انذار کا کوئی حق نبی یا رسول ہونے کا نہیں ہے۔

۹...... عین عین ہے اور بروز بروز۔ بروز عین ہو تو بروز کیسا۔

ب...... نبی کے منکر کو مسلمان کہتے ہوئے میں ڈرتا ہوں۔

ج...... ایلیاہ کا بروز ایک رنگ میں یحییٰ نبی ہوا علیہم الصلوٰۃ والسلام۔

۱۰...... اس کا جواب ذرا مشکل ہے مسلمان کو کافر کہنے میں تو ڈرتا ہوں مگر وہ آپ کفر سہیڑے تو مجبوری ہے مسلمان کو مسلمان، کافر کو کافر کہوں گا۔

ب...... مرزا قادیانی مسیح ابن مریم ہیں مثل مسیح ہیں۔ مسیح موعود ہیں۔ مہدی معہود ہیں۔ کرشن اوتار۔ کلکی اوتار۔ بروز محمد ﷺ ہیں۔ اور یہ سارے نام ایک ہی شخص کے اور سارے صفات ایک ہی موصوف کے ہیں۔

ج...... عیسیٰ علیہ السلام مسیح علیہ السلام کو تو جانتا ہوں اور ایمان رکھتا ہوں کہ ایک ہی شخص ہے یسوع میرا واقف نہیں۔ تلک عشرۃ کاملۃ' جواب واپسی ڈاک عرض ہے۔ السلام علی من اتبع الهدی۔ کمترین غلام رسول تمیم احمدی۔

خط نمبر ۳

بسم الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ ان فی ذلک لعبرۃ لمن یخشی ذلک لمن خشئی ربہ ان فی ذلک لعبرۃ لا ولی الابصار!

منشاء تحریر

''ان ارید الا الاصلاح ما السنطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ''میں سچ کہتا ہوں کہ میرا ارادہ سواء اصلاح باہمی کے اور کچھ نہیں اس کے لئے خداوند کریم کوئی توفیق اور استطاعت ہے میں اسی پر بھروسہ اور رجوع کرتا ہوں۔

مکرمی و معظمی جناب مولوی غلام رسول صاحب!

بعد ہٗ واجب مسنون آپ کا نوازش نامہ بجواب نیاز نامہ صادر ہوا شکریہ ہے جزاک اللہ حسب ارشاد آپ کے میں بھی اسی طرح آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم بطفیل حضرت رسول کریم ﷺ صراط مستقیم کی تفہیم عنایت فرمائے۔ آمین! ثم آمین!

آپ کا فرمانا کہ نہ میں عالم نہ مولوی نہ ملاں ہوں بحث ان کا حصہ ہے۔ جناب اگر یہ تحریر آپ کی کسر نفسی پر محمول نہیں تو مجھے افسوس سے کہنا ہوگا کہ آپ کی تحریر کی صداقت میں شبہ ہے۔ کیونکہ آپ کی معیار[1] صداقت کے پہلے ہی صفحہ پر آپ کا نام مولوی غلام رسول صاحب لکھا ہوا موجود ہے۔ پھر آپ کا انکار غیر صحیح اور بے سود ہے۔ اگر آپ کہیں کہ دوسرے نے لکھ دیا ہے جو اس کی ناواقفیت ہے۔ مگر ایسا ہونا آپ کی رضامندی کے سوا ذرا مشکل ہے۔ خیر

اب میں جناب کے نوازش نامہ جات اور معیار صداقت کو سامنے رکھ کر عرض کرتا ہوں اور چاہتا ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کئے دیتا ہوں کہ میں بہت ہی اختصار کے ساتھ عرض کروں گا اور حتی الوسع مرزا قادیانی کی تحریرات ہی پیش کروں گا۔ خلیفۃ المسیح یا دیگر آپ کے مسلمہ عالم کی

---

[1] ''معیار صداقت'' یہ معیار صداقت نوشتہ و مطبوعہ اگست ۱۹۰۹ء بدر پریس قادیان آپ کا معرفت خان صاحب منشی محمد بہرام خان صاحب پنشنر انسپکٹر رئیس لدھیانہ جو میرے مہربان اسلامی اور سلسلہ نقشبندیہ کے بھائی ہیں ملا تھا جس کا ذکر میں نے اپنے خط میں جو مولوی غلام رسول صاحب انسپکٹر کو لکھا تھا موجود ہے۔ ان کے فرمانے اور ارشاد کے مطابق خط و کتابت عمل میں آئی۔ انہوں نے بڑی نیک دلی اور محض اصلاح باہمی کی غرض سے فرمایا تھا ہیں۔ خدا نیک اثر پیدا کرے۔ آمین!

تحریرات میں نہایت خوش ہوں گا کہ آپ ان پر توجہ فرمائیں گے اور حسب تحریر آپ کے حتی الامکان میں پرانی بحثوں کی طرف نہیں جاؤں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

اس وقت تک تو آپ کا خیال ہے کہ میں حق پر ہوں اور میں کہتا ہوں کہ میں حق پر ہوں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم میں سے ایک ہی حق پر ہوگا۔ میں تو اسی حق پر ہوں جس پر تمام مسلمان حضرت رسول اکرم ﷺ سے لے کر اب تک چلے آئے ہیں اور آپ بھی ہمارے میں سے نکل کر ایک جدید عقائد کی طرف راجع ہوئے ہیں۔ میرا حق پر ہونا مسلمہ کافہ اسلام ہے۔ آپ کا حق پر ہونا مشتبہ اور مظنون ہے۔ تاہم ہر شخص کل حزب بما لدیھم فرحون کے مصداق سے۔ لیجئے میں عرض کرتا ہوں:

سوال اوّل مندرجہ عریضہ اوّل

کیا آپ مرزا غلام احمد قادیانی کو پیغمبر یا رسول یا نبی مان کر ان پر ایمان رکھتے ہیں یا نہیں اور ان کے منکر یا کذب کو مسلمان یا مومن جانتے ہیں یا نہیں؟۔

جواب بذریعہ پوسٹ کارڈ

ا..... حضرت مرزا قادیانی کو محض کثرت مکالمہ کے رنگ میں نبی بروزی مبشر اور منذر مانتا ہوں۔ مامور یقین کرتا ہوں۔ منکر ان کا اگر مسلمان ہے تو مسلمان جانتا ہوں۔

جواب بذریعہ خط ثانی

میں جناب مرزا قادیانی کو مسیح اور مہدی موعود یقین کرتا ہوں اور اسی رنگ میں جس میں اسے آنا چاہئے تھا۔ میرا ایمان ہے کہ نبوت ختم ہو چکی ہے۔ کوئی نبی [1] کوئی دین نیا نہیں آ سکتا۔ مرزا قادیانی اس نبوت کے بروز ہیں اور مجدد ہیں۔ ان معنوں میں کثرت مکالمہ الہیہ کے رنگ میں مسیح ہیں اور مہدی ہیں۔ ہاں ان کے منکر کے متعلق میرے ایمان کا سوال سو وہ مختصر یوں ہے کہ اگر منکر نے اظہار کفر کی وجہ سے جو مومن کی نسبت کیا جائے خود کفر نہیں سہیڑا میں اس کو کافر نہیں کہہ سکتا بلکہ اور زیادہ واضح یوں ہو سکتا ہے کہ جو مسیح اور مہدی آپ کے نزدیک آنے والا ہے جو خیال جناب اس کے منکر اور مکذب کا فرمائے ہوئے ہیں۔ پس میرا ایمان اسی پر قیاس فرمالیجئے۔

---

1 کوئی نبی......... الخ۔ بیشک کوئی نبی نیا نہیں آ سکتا۔ جیسے کہ مرزا قادیانی مدعی ہیں۔ ہاں! آپ کے قول کے مطابق پرانا نبی تو آئے گا۔ یعنی مسیح علیہ السلام۔

تیسرے خط کا دسواں جواب متعلقہ

اس کا جواب ذرا مشکل ہے۔ مسلمان کو کافر کہنے میں میں ڈرتا ہوں۔ مگر وہ آپ کفر سہیڑے تو مجبوری ہے۔ مسلمان کو مسلمان کافر کو کافر کہوں گا۔

ب...... مرزا قادیانی ابن مریم ہیں۔ مثیل مسیح ہیں۔ مسیح موعود ہیں۔ مہدی مسعود ہیں۔ کرشن اوتار ہیں۔ کلکی اوتار ہیں۔ بروز محمد ﷺ ہیں۔ یہ سارے نام ایک ہی شخص کے اور سارے صفات ایک ہی موصوف کے ہیں۔

ج...... عیسیٰ علیہ السلام مسیح علیہ السلام کو تو جانتا ہوں اور ایمان رکھتا ہوں کہ ایک ہی شخص ہے۔ یسوع میرا واقف نہیں۔

اقول باللہ التوفیق! جناب من مجھے آپ معاف فرمائیں گے۔ اگر میں پہلے ہی سے کہہ دوں کہ آپ نے کتب تصانیف مرزا قادیانی کا بالاستیعاب مطالعہ نہیں فرمایا۔ اگر آپ کی تحریر صحیح مان لوں کہ آپ نے تصانیف مرزا قادیانی کو پڑھا ہے تو میں یہ ضرور کہوں گا کہ آپ نے خوب غور سے بالاستیعاب نہیں پڑھا۔ جیسے کہ ابھی آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

ایک ہی سوال میں کیسے پیچ در پیچ کئے ہیں۔ پہلے تو آپ نے کہہ دیا کہ مرزا قادیانی کو میں نبی بروزی اور مبشر اور منذر جانتا ہوں اور اس کے منکر مسلمان کو مسلمان جانتا ہوں۔ پھر دوسرے خط میں لکھ دیا کہ میں مرزا قادیانی کو مسیح موعود یقین کرتا ہوں۔ ان کے منکر کا حال جو آپ خیال فرماتے ہیں میری طرف سے بھی وہی خیال فرمالیجئے۔ یعنی جیسے مسلمان لوگ ایمان رکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام قرب قیامت کو آسمان پر سے نزول فرمائیں گے۔ اس کا انکار کرنا کفر ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی بھی وہی مسیح ہیں۔ ان کا انکار بھی کفر ہے۔ لیکن تیسرے خط کے جواب میں آپ نے لکھ دیا کہ میں مسلمان کو کافر کہنے سے ڈرتا ہوں۔ مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر کہوں گا۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ آپ مرزا قادیانی کو پورا نبی خیال نہیں فرماتے اور نہ وہی مسیح موعود تصور فرماتے ہیں۔ ورنہ فوراً کہہ دیتے کہ مرزا قادیانی کا منکر کافر ہے۔ جیسے کہ میں مرزا قادیانی اور ان کے علماء مسلمہ کے اقوال دکھلاؤں گا کہ جن میں صاف درج ہے کہ مرزا قادیانی نبی اور رسول ہیں۔ ان کا منکر کافر ہے۔ یہ جو کچھ آپ نے مرزا قادیانی کو مسیح ابن مریم، مثیل مسیح، مسیح موعود، مہدی مسعود، کرشن اوتار، کلکی اوتار وغیرہ تسلیم کیا ہے اور اس پر ایمان لائے ہیں یا تو مرزا قادیانی کی تحریرات کتب یا الہام ہیں۔ جس کی وجہ سے آپ ایسا ایمان رکھتے

ہیں اور اسی وجہ سے آپ مرزا قادیانی کے ان دعاوی پر ایمان رکھتے ہیں۔ لیکن میں متعجب ہوں کہ جن دعوؤں کو مرزا قادیانی خود مشتبہ اور ظنی تصور کر کے انکار کر چکے ہوں اور ان پر ایمان لانے کی تاکید نہ کی ہو تو پھر آپ نے ان کو نظر انداز کیوں کر دیا۔ دو باتیں ہیں یا تو آپ نے ان دستاویزوں کو ملاحظہ نہیں فرمایا یا یہ کہ دانستہ اغماض کیا ہے۔ میں ان مقامات کو آپ کے روبرو پیش کرتا ہوں۔ آپ ذرہ غور فرمائیں:

۱...... آپ فرماتے ہیں کہ مرزا قادیانی مسیح ابن مریم ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی یوں فرماتے ہیں کہ: ''میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں۔ جو شخص میرے پر یہ الزام لگاوے وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲)

فرمایئے مرزا قادیانی آپ کے حق میں کیا فرما رہے ہیں؟

۲...... آپ فرماتے ہیں مرزا قادیانی مثیل مسیح ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ''میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل مسیح ہونا میرے ہی پر ختم ہو گیا ہے۔ بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں۔ یہی احادیث نبویہ سے نکلتا ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۱۹۹، خزائن ج۳ ص۱۹۷)

۳...... پھر آپ فرماتے ہیں کہ مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں مرزا قادیانی یوں فرماتے ہیں:

الف...... ''اس عاجز نے جو مثیل مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔'' (ازالہ اوہام ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲)

ب...... ''یہ عاجز مرزا قادیانی مجازی اور روحانی طور پر وہی موعود مسیح ہے جس کی قرآن مجید اور حدیث میں خبر دی گئی ہے۔ کیونکہ براہین میں صاف طور پر اس بات کا تذکرہ کر دیا گیا تھا کہ یہ عاجز روحانی طور پر وہی موعود مسیح ہے جس کی اللہ اور رسول نے پہلے سے خبر دے رکھی ہے۔ ہاں اس بات سے اس وقت انکار نہیں ہوا اور نہ اب انکار ہے کہ شاید پیشگوئیوں کے ظاہری معنوں کے لحاظ سے کوئی اور مسیح موعود بھی آئندہ پیدا ہوا۔'' (ازالہ اوہام ص۲۶۱، خزائن ج۳ ص۲۳۱)

ج...... ''اس بیان کے رو سے ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ بھی صادق آسکیں۔ کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا درویشی اور غربت کے لباس میں آیا۔''

(ازالہ اوہام ص۲۰۰، خزائن ج۳ ص۱۹۷)

د...... ''اس عاجز کی طرف سے بھی یہ دعویٰ نہیں ہے کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہوا ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آوے گا۔ بلکہ میں مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتا ہے اور ممکن ہے کہ ظاہری جلال و اقبال کے ساتھ بھی آئے اور ممکن ہے کہ اول وہ دمشق میں ہی نازل ہو۔'' (ازالہ اوہام ص۲۹۴، ۲۹۵، خزائن ج۳ ص۲۵۱)

۴...... پھر آپ فرماتے ہیں کہ مرزا قادیانی مہدی مسعود ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی فرماتے ہیں:

الف...... ''لا مھدی الا عیسی ابن مریم یعنی عیسیٰ ابن مریم کے سوا کوئی مہدی نہیں ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۵۱۹، خزائن ۳ ص۳۷۹)

ب...... ''محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۴۵۷، خزائن ج۳ ص۳۴۴)

ج...... ''امام مہدی کا آنا بالکل صحیح نہیں ہے۔ جب مسیح ابن مریم آوے گا تو امام مہدی کی کیا ضرورت ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۵۱۸، خزائن ج۳ ص۳۷۸)

آپ براہ مہربانی غور فرمادیں کہ مرزا قادیانی جن باتوں کا انکار فرماتے ہیں آپ ان پر اصرار سے اقرار کر رہے ہیں۔

ببیں تفاوت راہ از کجا است تابکجا

۵...... آپ فرماتے ہیں کہ مرزا قادیانی کرشن اوتار، کلکی اوتار، بروز محمد ﷺ یہ سارے نام ایک ہی شخص کے اور سارے صفات ایک ہی موصوف کے ہیں۔ میں کہتا ہوں مرزا قادیانی نے کرشن اوتار کا الہام سیالکوٹ والے لیکچر (ص۳۳ خزائن ج۲۰ ص۲۲۸) میں کیا۔ کلکی اوتار ہونے کا کوئی دعویٰ دیکھا نہیں گیا۔ بروز محمد ﷺ ہونے کا ایک اشتہار میں ضرور دعویٰ کیا ہے۔ لیکن کسی آیت یا حدیث یا اجماع امت یا کسی قول صوفیائے کرام سے آپ نے اس دعویٰ کی تصدیق پیش نہیں کی۔ نرا الہام مرزا قادیانی کا ماننے کے قابل نہیں۔ آں حالیکہ مرزا قادیانی کے الہامات میں شیطانی نزول کو بھی دخل ہو۔ جیسے کہ الزامات مرزا قادیانی پر مختصراً عرض ہوگا۔

ویدوں اور کرشن اوتار کی بابت مرزا قادیانی سرمہ چشم آریہ اور شحنہ حق میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ آپ دیکھ سکتے ہیں۔ میں اس کو طول دینا نہیں چاہتا۔ نیز مہابھارت کو دیکھ سکتے ہیں جو ہندوؤں کی نہایت معتبر تاریخ ہے۔ اس میں کرشن اوتار کے حالات مفصل تحریر ہیں۔ مرزا قادیانی

اپنے (شحنہ حق ص۶۹، خزائن ج۲ص ۳۹۵) میں یوں لکھتے ہیں۔ ''تمہارا پرمیشر ایک دقیق جسم ہے جو دوسری روحوں کی طرح زمین پر گرتا اور زناکاریوں کی طرح کھایا جاتا ہے۔ تب ہی تو کبھی وہ رامچند ربنا کبھی کرشن اور کبھی مچھ اور ایک مرتبہ تو خوک یعنی سور۔''

جس کرشن کی بات پہلے ان لفظوں میں طریق ویداور پرمیشر اور کرشن کے لکھا جاچکا ہے۔ اب اسی کے اوتار ہونے کا دعویٰ بذریعہ الہام کیا جاتا ہے۔ جن ویدوں کو پہلے بہت بڑی طرح کاک بھاشا اور افتراپردازی کا مجموعہ لکھا تھا۔ پیغام صلح میں انہیں ویدوں کو کلام الٰہی مان لیا۔ پیغام صلح جو مرزاقادیانی کی آخری تحریر بیان کی جاتی ہے۔ اس میں بھی نہایت شبہ ہے۔ وہ ان کی تحریر نہیں ہے۔ بلکہ خواجہ کمال الدین کی ہے اس کے وجوہ بھی عرض کروں گا۔ انشاءاللہ تعالیٰ! کلکی اوتار کی بابت جہاں تک مجھے علم ہے مرزاقادیانی نے کہیں کچھ نہیں لکھا۔ یہ بات خود آپ نے اختراع کرلی ہے۔ بروز محمد ﷺ کی بابت جو آپ نے لکھا ہے اسی واسطے میں نے اپنے عریضہ کے سوال نہم میں لکھا تھا کہ بروز کے کیا معنی ہیں۔ مگر اس کا آپ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس لئے میں لغت سے نیز قرآن شریف سے بروز کے معنی پیش کرتا ہوں۔ اس پر غور فرمائیں کہ مرزاقادیانی بروز محمد ﷺ کس طرح ہوسکتے ہیں۔ بروز زبان عرب میں ظاہر ہونا اور باہر نکلنا ہے اور فارسی زبان میں بروز کپڑے کے سنجاف کو کہتے ہیں۔ بہرحال آپ کا اور مرزاقادیانی کا لفظ بروز زبان عرب سے مراد ہے تو گویا اس کے یہ معنی ہوئے کہ حضرت محمد ﷺ مرزاقادیانی بن کر ظاہر ہوگئے ہیں اور ان کے روح اور جسم دونوں یا صرف روح مرزاقادیانی ہیں۔ یہ محض غلط ہے۔ قرآن شریف کی آیات سے اس غلطی کی تائید صریح ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

۱...... ''وبرز و للّٰہ الواحد القھار (ابراھیم:۴۸)''

۲...... ''وبرزوللّٰہ جمیعاً(ابراھیم:۲۱)''

۳...... ''یومھم بارزون لا یخفی علی اللّٰہ منھم شئ (غافر:۱۶)''

۴...... ''ولما برزوا لجالوت (البقرہ:۲۵۰)''

۵...... ''فاذا برزوا من عندك (النساء:۸۱)''

۶...... ''قل لو کنتم فی بیوتکم لبرز الذین کتب علیھم القتل الیٰ مضاجعھم (آل عمران:۱۵۴)''

ان تمام چھ آیات کے معنی میں کلمہ بروز کا استعمال خداوند کریم نے قبروں سے مردوں

کے نکلنے یا گھروں کے اندر سے یا کسی اوٹ میں سے باہر اور ظاہر ہو کر نکل آنے میں کیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بروز اس کو کہتے ہیں جو جسم چھپ گیا ہو یا گھر کے اندر یا کسی اوٹ میں ہو گیا ہو۔ وہی جسم آشکارا ہو کے سامنے آجائے۔ پس بروز محمدی کے یہ معنی ہوئے کہ خود حضرت رسول اکرم ﷺ مدینہ منورہ اپنے مرقد مقدس اور آرام گاہ پاک سے اٹھ بیٹھیں۔ جس پر ہمارا ایمان ہے کہ یہ واقعہ نفخ صور کے بعد ہوگا اور مدینہ شریف میں۔

نہایت افسوس ہے کہ مرزا قادیانی کو جس اشتہار (ایک غلطی کا ازالہ ص۷، خزائن ج۱۸ ص۲۱۱) مطبوعہ ۵ر نومبر ۱۹۰۱ء میں اپنے نبی اور رسول ہونے کا بڑے زور سے دعویٰ ہے۔ اسی میں بروز کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس میں اس طرح درفشانی فرماتے ہیں جس کی کسی آیت یا حدیث سے تصدیق نہیں۔ وھو ھذا! ''ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں۔ بلفظہ!'' یہ مسئلہ تناسخ کی تائید ہے جس کی پہلے تردید کر چکے ہوئے ہیں۔ البتہ مرزا قادیانی نے بروز کے معنی نبی اور اوتار کے کئے ہیں۔ وہ یہ ہے ان کا پرمشیر انسانی جسم میں اوتار ہو کر آیا کرتا تھا۔ جیسے رامچند، کرشن جی، بلرام، نرسنگہ اوتار وغیرہ۔ تو اس سے بھی تناسخ کے مسئلہ کی تصدیق ہوتی ہے۔ حلول خداوند کریم جسم انسانی میں جائز رکھا گیا ہے۔ جو اسلام کے بالکل مخالف ہے۔ یہ اس واسطے مرزا قادیانی نے کرشن اوتار ہونے کا الہام سے دعویٰ کیا ہے۔ اور کرشن جی نے اپنی گیتا میں اس حلول اور تناسخ کو اس طرح پر لکھا ہے۔

سری بھگوانو واچ ہے ارجن میرے اور تیرے بہت جنم تبیت بھئے ہیں اور ابناشی ہوں اربھ بھوتاں پرایناں کا آستما ہوں ارایشر ہوں ار پربھ ہوں میں تو ایسا ہوں جیسا کہا ہے اور اپنے مایا کے اوبہے ہو کر جنم لیتا ہوں مایا کا اولہا کیا ہے جیسے کوئی راجہ راج کا بھیکھ اوتار کر کوئی اور بھیکھ کرے...... الخ۔

بلفظ پوتھی سری بھگوت گیتا مطبوعہ وکٹوریہ پریس لاہور ۱۸۸۸ء ص۶۰ یہی گیتا ہے جس کی نسبت مرزا قادیانی کا الہام ہے۔ ''کرشن رودر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔''

(دیکھو لیکچر سیالکوٹ نومبر ۱۹۰۴ء ص۳۴، خزائن ج۲۰ ص۲۲۹)

اسی گیتا کی عبارت اوپر درج کی گئی ہے جو مسئلہ تناسخ میں کامل ہے۔ الہام کے مطابق اسی گیتا میں مرزا قادیانی کی مہما تعریف لکھی ہوئی ہے۔ اب آپ اس گیتا کو ہاتھ میں لے کر پڑھیں۔ جس سے صاف واضح ہو جائے گا کہ کرشن جی خود خدا ہیں۔ ہمیشہ جنم کے ذریعہ سے انسانی

جسم میں حلول کرتے آئے ہیں۔ ویسے ہی کرشن جی پرمیشر مرزا قادیانی میں حلول کر کے آئے تھے۔ مگر افسوس کسی ہندو نے قبول نہ کیا۔ قبول تو کیا بلکہ سخت درجہ کا انکار کر کے نفرت کی نگاہ سے دیکھا۔ مرنے کے بعد پیغام صلح بھی ہندوؤں کے لئے خواجہ کمال الدین وکیل نے ہندو لوگوں کے روبرو پیش کیا۔ مگر انہوں نے اس کو بلا پڑھنے کے ردی کے ٹوکرے میں ڈال دیا۔

اس کے بعد مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''اب واضح ہو گیا کہ راجہ کرشن جیسا کہ میرے پر ظاہر کیا گیا در حقیقت ایک ایسا کامل انسان تھا جس کی کہ نظیر ہندوؤں کے کسی رشی یا اوتار میں نہیں پائی جاتی اور وہ اپنے وقت کا اوتار یا نبی تھا۔ جس پر خدا کی طرف سے روح القدس اترتا تھا۔ وہ خدا کی طرف سے فتح مند اور بااقبال تھا جس نے آریہ ورت کی زمین کو پاپ سے صاف کیا وہ اپنے وقت کا در حقیقت نبی تھا۔ جس کی تعلیم کو پیچھے سے بہت باتوں میں بگاڑ دیا تھا۔ خدا کا وعدہ[1] تھا کہ آخری زمانہ میں اس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے۔ سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔

(لیکچر سیالکوٹ ۲رنومبر ۱۹۰۴ء ص ۳۳،۳۴، خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۸،۲۲۹)

اس کے خلاف دیکھو مرزا قادیانی کا (شحنۂ حق ص ۶۹، خزائن ج ۲ ص ۳۹۵)

نہایت افسوس کی بات ہے کبھی تو کرشن جی اور ویدوں اور پرمیشر کی توہین کرتے ہیں اور پھر وہی کرشن بھی بنتے ہیں۔

میں آپ کے خلیفۃ المسیح کی تحریر جو بروز کے بارہ میں ہے پیش کرتا ہوں۔ وہ لکھتے ہیں کہ مرزا جی اس صدی کے مجدد ہیں اور مجدد اپنے زمانہ کا مہدی اور اپنے زمانہ کے شدت مرض میں مبتلا مریضوں کا مسیح ہوا کرتا ہے۔ اور یہ امر بالکل تمثیلی ہے۔ جیسے مرزا جی اپنے الہامی رباعی میں ارقام فرما چکے ہیں۔

رباعی

کیا شک ہے ماننے میں تمہیں اس مسیح کے۔ جس کی مماثلت کو خدا نے بتا دیا، حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی لقب۔ خوبوں کو بھی تو تم نے مسیحا بنا دیا۔

(خط نور الدین ص ۱۴ ملحقہ ازالہ، خزائن ج ۳ ص ۶۳۴)

اس تحریر سے پایا گیا کہ مرزا جی کو صرف تمثیلی طور پر مسیح کہتے ہیں۔ جیسے حکیم کو حاذق اور مسیح بول دیتے ہیں۔ اسی طرح خلیفۃ المسیح میاں نور الدین نے ایک شخص نیم مرزائی محمد عثمان کے

---

[1] خدا کا وعدہ...... الخ۔ کہاں ہے۔ قرآن شریف یا کسی حدیث قدسی کا حوالہ دیجئے۔

سوالات کے جوابات میں حکیم فضل الدین کی طرف سے بروز کی اصلیت وحقیقت لکھوا کر بھیجی۔ وہ اس طرح پر ہے۔ و ھو ھذا!

’’پانچواں آپ کم سے کم کسی طب کی کتاب مطبوعہ کو دیکھو۔ اس کے ٹائٹل پر لکھا ہوگا۔ من تصنیف بقراط زمان سقراط دوران افلاطون اوان۔ وغیرہ وغیرہ! کیا یہ بھی بہتوں کا بروز ہے یا نہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ لفظ بروز کی اصلیت معلوم نہیں۔ ورنہ آپ کو اس قدر گراں نہ گزرتا۔ بروزی نام ایک شخص کا خطاب یا لقب ہوتا ہے جو اس کے بعض اوصاف کے سبب دیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص پہلوان بھی ہے۔ سخی بھی ہے۔ تو اس کو شیر بھی کہیں گے اور حاتم بھی۔ اگر آپ ناموں پر غور کریں تو دو دو تین تین بزرگوں کے نام ایک ایک نام میں پائیں گے۔ جیسے آپ کا نام آپ کے والدین نے بطور تفاؤل رکھا۔ اس میں دو نام جمع کئے ہیں۔ یا جیسے مرزا قادیانی کا نام بحیثیت تردید مذہب نصاریٰ وکسر صلیب مسیح اور بحیثیت رفع فساد اندرونی مہدی اور بلحاظ ہدایت اہل ہنود کرشن اللہ تعالیٰ نے رکھ دیا ہے۔‘‘ (الحکم مورخہ ۳۱ر جنوری ۱۹۰۶ء ص۹ کالم۳)

یہ اصلیت بروز کی مرزا قادیانی اور ان کے خلیفہ نورالدین حکیم وفضل الدین وغیرہ نے بیان کی ہے۔ باوجود اختلافات مابین زمان ماضی وحال مستقبل آپ کے غور کے قابل ہے اور ایسے بروزی نبی روزمرہ ہوتے رہتے ہیں۔ اور سینکڑوں موجود ہیں جن کے اقرار اور انکار پر کوئی خوبی یا گرفت نہیں۔ کیونکہ بہت سے لوگ ایسے مثیل ہوئے ہیں۔ مثلاً مولانا مولوی رحمت اللہ صاحب علیہ الرحمتہ مہاجر مکی جنہوں نے سب سے پہلے تردید نصاریٰ پر قلم اٹھایا اور ہجرت کرنے پر مجبوری ہوئی۔ علاوہ ان کے بہت سے علمانے اس وقت بھی اس کام کو کیا ہے۔ ان کو کسی نے بروزی نبی یا مبشر یا منذر نہیں مانا۔ رفع فسادات اندرونی کی بھی خوب کہی۔ مرزا قادیانی کی ہستی سے فسادات کا دروازہ ایسا کھلا کہ ایک روز بھی امن نہ ہوا اور بغاوت بڑھتی گئی۔ مہدی کا لقب بھی ان کے لئے موزوں نہیں۔ اہل ہنود کو ہدایت کرنا مرزا جی کا بھی اظہر من الشمس ہے۔ صرف کرشن جی مہاراج کا الہام کر کے خاموش ہو رہے۔ حتیٰ کہ ایک ہندو کو بھی مسلمان بنانے میں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ بلکہ ان کے سامنے عبدالغفور مسلمان کو ہندو آریہ بنا کر اپنی ہدایت رسانی اور مہدی لقب پر مہر لگا دی۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ ذرا تامل اور غور سے اگر توجہ فرمائیں گے تو آپ کو حقیقت کھل جائے گی۔ معاف فرماویں عریضہ مجبوراً طویل ہوتا جاتا ہے۔

۶..... پھر آپ فرماتے ہیں کہ یہ سارے نام ایک ہی شخص کے اور سارے صفات ایک ہی موصوف کے ہیں۔

مولوی صاحب! آپ کی یہ بھی زبردستی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام، مہدی خلیفۃ اللہ، امام آخرالزمان، کرشن اوتار، کلکی اوتار، سیدنا ومولانا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مرزا قادیانی غلام احمد۔ ایک ہی شخص کے نام کس طرح ہو سکتے ہیں۔ کوئی بھی ذی عقل اس بات کو نہیں مان سکتا اور سب کے صفات بھی ایک نہیں ہو سکتے۔ مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے باپ پیدا ہوئے۔ باقی سب کے والد تھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام بے نکاح بے اولاد تھے۔ باقی سب نکاح دار با اولاد تھے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور رسول اکرم ﷺ تذکرہ قرآن شریف میں ہے۔ باقی کا کوئی ذکر نہیں۔

راجہ کرشن نے اپنے ماموں کنس کو بے گناہ قتل کیا اور خدائی کا دعویٰ کیا۔ مرزا قادیانی پر بھی کسی آریہ کے قتل کا شبہ ہو کر خانہ تلاشی ہوئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہدایت ہے کہ اگر کوئی ایک گال پر طمانچہ مارے تو دوسری گال بھی اس کی طرف کر دی جائے۔ آنحضرت ﷺ باوجود سخت درسخت کفار کی اذیت کے زبان سے بھی برا نہ فرمایا۔ مرزا قادیانی ہیں کہ فوراً غصہ میں آکر ہزارہا لعنتیں اور گالیاں نکالتے ہیں اور عدالتوں میں حاضر کئے جاتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت رسول اکرم ﷺ نے کسی کے حق میں بددعا اور لعنت نہیں کی۔ لیکن مرزا قادیانی نے تمام مخالفین کو سخت فحش گالیاں دیں اور لعنتوں کے طومار ایک سے لے کر ہزار تک لعنتیں گن گن کر ادا کیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت رسول کریم ﷺ نے دنیا کو ملعون سمجھ کر ترک کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ ایک وقت کے کھانے کے لئے سامان یا رسد جمع نہ کی۔ کوئی مکان عالیشان نہ بنوایا۔ عورتوں کے لئے زیور کا خیال نہ فرمایا۔ مرزا قادیانی ہیں کہ دنیا میں ایسے محو، کہ سوائے روپیہ جمع کرنے کے کوئی ذکر ہی نہیں۔ مکانات بنوائے گئے۔ ہزار ہا روپیہ کا زیور بیوی کے لئے تیار کروایا گیا۔ یہاں تک کہ مرنے سے دو چار دن پیشتر لاہور میں تین ہزار کا زیور تیار ہوا تھا۔ مگر یار لوگوں کے حوالے۔ مریدوں کو چندہ نہ دینے کی سزا یہ کہ نام رجسٹر بیعت سے خارج کیا جائے گا۔

پھر افسوس ہے آپ کہتے ہیں کہ سب کے اوصاف ایک ہی ہیں یا سب کا موصوف ایک شخص مرزا جی ہیں۔ آپ ہی مہربانی کر کے فرما دیجئے۔ ہاں! پیغمبران علیہم السلام کے اوصاف اور اخلاق ایک ہو سکتے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کے اوصاف میں سے ایک بھی مطابق نہیں۔ اگر شمار کروں عریضہ طویل ہو جائے گا۔ خود ہی غور اور ملاحظہ فرمالیجئے کہ جن امور کا آپ اقرار کرتے ہیں مرزا قادیانی ان کا سخت انکار کرتے ہیں۔ بلکہ مفتری اور کم فہم کذاب وغیرہ الفاظ اقرار کرنے والے کے حق میں فرماتے ہیں۔ شاید آپ کوئی تاویل کریں۔ مگر منصف مزاج کے خیال میں تاویل کی گنجائش نہیں۔

ے...... پھر آپ فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام، مسیح علیہ السلام کو تو جانتا ہوں اور ایمان رکھتا ہوں کہ ایک ہی شخص ہے۔ یسوع میرا واقف نہیں۔

اس جگہ میں پھر یہ بات کہنے پر مجبور ہوا ہوں کہ آپ نے دانستہ انکار کیا ہے کہ یسوع میرا واقف نہیں۔ کیا آپ نے رسالہ انجام آتھم نہیں دیکھا جس میں مرزا قادیانی نے یسوع علیہ السلام کو پانی پی پی کر فحش گالیاں دیں۔ نقل کفر کفر نہ باشد۔ چور شیطان کے پیچھے چلنے والا۔ شیطان کا ملہم۔ تین دادیاں نانیاں آپ کی زنا کار اور کسی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا تھا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان جدی مناسبت سے تھا۔ وغیرہ وغیرہ!

(دیکھو ضمیمہ انجام آتھم ص۳ سے ۷ تک)

فرمایئے! یہی وہ یسوع علیہ السلام ہیں جن کی بابت مرزا قادیانی درفشانی فرماتے ہیں یا کوئی اور یہ پھر آپ فرماتے ہیں کہ یسوع میرا واقف نہیں۔ افسوس! انہیں باتوں پر آپ فرماتے ہیں کہ مخالفین کی تحریریں اور مخالفت کی کتابیں اور مضامین میرے ادھر لے جانے کا سبب اللہ کریم نے بنائے ہیں۔ لازم یہ تھا کہ مخالفت کی کتب اور مضامین پر غور کیا جاتا۔ نہ کہ ضد میں آ کر الٹی کاروائی کی جاتی۔

فرمایئے! اب بھی آپ یسوع علیہ السلام سے واقف ہوئے ہیں یا نہیں۔ اچھا مزید واقفیت کے لئے مرزا قادیانی کی الہامی کتابوں کو پیش کرتا ہوں:

الف...... ''دہم: بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے۔ وہ دو نبی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے اور دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔''

(مرزاجی کی الہامی کتاب توضیح مرام ص۳، خزائن ج۳ ص۵۲)

ب...... ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو یسوع اور جیزس یا یوز آسف کے نام سے بھی مشہور ہیں۔''

(مرزا قادیانی کی کتاب راز حقیقت ص۱۹، خزائن ج۱۴ ص۱۷۱)

فرمایئے مولوی صاحب! یہ کتنا بڑا اندھیرا ہے اور دن کے وقت سورج کا انکار ہے۔ باوجود اس کے کہ مرزا قادیانی کی الہامی کتابوں میں درج ہے کہ یسوع علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام (ایک ہی ہیں) بلکہ جیزس بھی وہی ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ یسوع میرا واقف نہیں۔ اسی وجہ سے میں نے سوال کیا تھا کہ آپ نے مرزا قادیانی کی کل تصانیف کا مطالعہ کیا ہوا ہے یا نہیں۔ تو اس کے جواب میں آپ نے پوسٹ کارڈ میں فرمایا کہ: ''حضرت صاحب کی تقریباً جملہ تصانیف کا

مطالعہ کیا ہوا ہے اور خط میں یہ جواب دیا کہ تصانیف وتالیف کے متعلق گزارش ہے کہ اکثر دیکھ چکا ہوں۔ بعض نہیں بھی پڑھی۔ مخالفت کی بھی اکثر بشمول آپ کی کتاب کے پڑھ چکا ہوں۔‘‘

اب فرمائیے! ایسا فرمانا آپ کا صحیح ہے؟۔ ہرگز نہیں۔ اس سے بھی معلوم ہوگیا کہ آپ نے میری کتاب کو بھی نہیں پڑھا۔ جیسے اکثر مرزائی صاحبان مخالفین کی کتابوں کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے ہیں۔ میں اس واسطے کہتا ہوں کہ آپ نے میری کتاب کو پڑھ چکنا بھی خلاف واقع تحریر فرمایا ہے۔ کیونکہ اگر آپ نے میری کتاب کو بھی مطالعہ فرمایا ہوتا تو آپ ہرگز نہ کہتے کہ یسوع میرا واقف نہیں۔ کیونکہ میری کتاب تقریباً یسوع علیہ السلام کے نام‘ رتذکرے سے پر ہے۔ چنانچہ ص ۶۶ سے لے کر ۷۲ تک خاص یسوع علیہ السلام کے نام کی بحث مفصل ہے۔ پھر ص ۱۰۵ پر ذکر ہے۔ پھر مجھے نہایت افسوس ہوگا کہ میں یہ کہوں آپ نے صریح کذب کا عمداً استعمال کیا کہ یسوع میرا واقف نہیں۔

یہاں قابل غور اور توجہ یہ بات ہے کہ یہ یسوع علیہ السلام وہی ہیں جن کو مرزا قادیانی نے فحش گالیاں دی ہیں اور یہ بہانہ کیا ہے کہ قرآن میں اس کا کوئی ذکر نہیں۔ اسی باعث سے آپ نے بھی لکھ دیا کہ یسوع میرا واقف نہیں۔ جن کو مرزا قادیانی اپنی الہامی کتابوں میں حضرت مسیح اور عیسیٰ علیہ السلام لکھ چکے ہیں۔ پھر کشمیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کے ثبوت بنانے میں ایسی مجبوری ہوئی کہ یوز آسف اور جیزس کو یسوع عیسیٰ علیہ السلام لکھ دیا۔ مگر یہ خیال نہ آیا کہ ہم یسوع علیہ السلام کو کیسی گندی گالیاں دے چکے ہیں اور ان کا بھی قرآن میں کوئی ذکر نہیں۔ حالانکہ یوز آصف ایک جداگانہ شخص ہیں جن کی سوانح عمری مطبوعہ حیدرآباد وغیرہ موجود ہیں۔

فرمائیے! باوجود ایسے یقینی اور قطعی علم کے یسوع علیہ السلام کو فحش گالیاں یعنی ماں، بہن، دادیاں، نانیاں کی گالیاں دینا بقا ایمان واسلام پیغمبری ونبوت بروز محمد ﷺ وغیرہ آپ کے ایمان کے نزدیک قرآن شریف واحادیث شریف سے ثابت ہے؟۔ دراصل ایمان...... الایمان بین الخوف والرجا ہے۔ خداوند کریم ہر ایک مسلمان کو نصیب کرے۔ آمین۔ ان فی ذلك لعبرة لمن یخشی!

ہاں! میں نے عرض کیا تھا کہ مرزا قادیانی کے نبی یا رسول اللہ ہونے کی بابت پھر عرض کروں گا۔ جیسے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ میں حضرت مرزا قادیانی کو محض کثرت مکالمہ کے رنگ میں نبی بروزی، مبشر‘ منذر مانتا ہوں۔ مامور یقین کرتا ہوں۔ منکران کا اگر مسلمان ہے تو مسلمان جانتا ہوں۔ بروزی نبی کی بابت عرض کر چکا ہوں کہ قرآنی آیات کے حوالہ سے ایسا خیال کرنا ہی

غلط ہے۔ یہ کسی جگہ اور کسی حدیث میں نہیں آیا کہ کثرت مکالمہ مزعومہ سے کوئی آدمی نبی بروزی بن جاتا ہے۔ اگر کوئی ایسا ہوا ہے تو آپ پیش کریں۔ ہاں! مبشر اور منذر نبی اور رسول ہی ہوتے ہیں۔ لیکن بروزی نہیں اور مبشر منذر کا منکر بلاشک کافر ہے۔ اس میں تو آپ نے اجتماع الضدین کر دیا ہے کہ بروزی نبی بھی ہیں اور مبشر اور منذر بھی ہیں۔ لیکن ان کا منکر کافر نہیں۔ جب آپ مبشر اور منذر مرزا قادیانی کو مانتے ہیں تو پھر مرزا قادیانی نبی اور رسول کیوں نہیں۔ صرف بروزی نبی کیوں ہیں۔ قرآن شریف میں جا بجا مبشر اور منذر رسول علیہ السلام ہی کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ جیسے:

۱…… ''فبعث الله النبيين مبشرين و منذرين (بقره:۲۱۳)''
﴿پس بھیجا اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو مبشر اور منذر بنا کر۔﴾

۲…… ''رسلا مبشرين و منذرين (النساء:۱۶۵)'' ﴿رسولان (علیہم السلام) کو مبشرین و منذرین بنا کر بھیجا۔﴾

۳…… ''وما نرسل المرسلين الا مبشرين ومنذرين (کهف:۵۶)''
﴿ہر رسول مبشر اور منذر ہی ہوتا ہے۔﴾

۴…… ''وما ارسلناك الا مبشرا ونذيراً (بنی اسرائیل:۱۰۵)''
﴿ہم نے آپ کو مبشر اور منذر کر کے ہی بھیجا ہے۔﴾

پس قرآن شریف سے بخوبی ثابت ہوا کہ مبشر اور منذر رسل علیہم السلام ہی ہوتے ہیں۔ سوا ان کے اور کوئی مبشر اور منذر نہیں ہو سکتا۔ اندریں صورت مبشر اور منذر کا منکر فی الواقع کافر ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ آپ مبشر اور منذر بھی مانتے اور منکر ان کا پھر بھی مسلمان ہی رہتا ہے۔ آگے چلئے آپ خود مرزا قادیانی کو اپنی معیار صداقت میں نبی اور رسول مان چکے ہیں۔ انبیاء سابق علیہم الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی اور ثبوت دعاوی کے نشانات کو ایک طرف اور لوگوں کے انکار اور استہزا کے حالات دوسری طرف سنا کرتے تھے۔ تو ان لوگوں پر تعجب آتا تھا اور دل میں سوسوا بال اٹھتا تھا کہ یا الٰہی وہ کس قسم کے مزاجوں اور دماغوں کے انسان تھے۔ جو ایسے ایسے عظیم الشان راست بازوں کے دعاوی کا اور ایسی ایسی آیات بینات سے اعراض کرتے تھے اور جب قرآن کریم میں آیا۔

''یاحسرة علی العباد وماياتيهم من رسول الا كانوابه يستهزؤن (يسين:۳۰)''

۲...... ’’کذالك ما اتی الذین من قبلهم من رسول الا قالوا ساحر او مجنون (الزاریات:۵۲)‘‘

۳...... ’’ما یا تیهم من نبی الا کانوابه یستهزؤن (الحجر:۱۱)‘‘

اس تحریر اور آیات بالا کے لکھنے سے آپ کی مراد یہ ہے کہ مرزا قادیانی رسول ہیں اور نبی ہیں۔ ان پر لوگ استہزا کرتے ہیں۔ اسی طرح پہلے نبی اور رسولوں کے ساتھ کیا کرتے تھے اور ان کو ساحر اور مجنون کہتے تھے اور ان کے حکم سے اعراض کرتے تھے۔ اسی طرح سے مرزا قادیانی کو بھی کہا گیا۔ پھر دوسری جگہ آپ نے لکھا ہے کہ: ’’اس زمانہ میں وبائیں، مصیبتیں، قحط، طاعون، بخار، زلزلہ، سیلاب، آتش زدگیاں، ریلوے حادثات وغیرہ مرزا قادیانی کے انکار کے سبب دنیا میں ہیں۔ کیونکہ وہ نبی اور رسول ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’وما ارسلنا فی قریه من نبی الا اخذنا اهلها بالباساء۰ ماکنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا وما کان ربك مهلك القریٰ حتیٰ نبعث فی امها رسولاً‘‘ (آپ کی معیار صداقت ص۵)

ان تمام تحریری باتوں سے آپ کی مراد یہ ہے کہ مرزا قادیانی نبی اور رسول ہیں۔ جن کے نہ ماننے کی وجہ سے ایسے مصائب نازل ہوئے ہیں۔

تیسری جگہ آپ نے لکھا ہے: ’’اور بہتیرے بدقسمت ہوتے ہیں جو مامور کے خلاف وما منع الناس ان یومنوا اذا جاء هم الهدی ...... ابعث الله بشرار رسولا ص۸ یہاں آپ کی مراد یہ ہے کہ مرزا قادیانی رسول ہیں اور بدقسمت لوگ ان پر ایمان نہیں لاتے۔ پس تمام آپ کی معیار صداقت میں مرزا قادیانی کو نبی اور رسول بڑے زور شور سے ثابت کیا ہے اور ان پر ایمان لانے کی تاکید اور وعید تحریر فرمائی ہے اور آیات کو جو کافروں کے حق میں نازل ہوئی ہیں درج فرمایا ہے۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ میں ان کو بروزی نبی مانتا ہوں اور جو مسلمان ان کا منکر یا مکذب ہے اس کو مسلمان ہی جانتا ہوں اور ساتھ ہی کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی رسول اور نبی نہیں۔ بلکہ میں ان کو مسیح موعود جانتا ہوں۔ یہ کیا تماشہ کی بات ہے کہ میرے عریضہ کے جواب میں مرزا قادیانی کو نبی بروزی جس کا قرآن شریف اور احادیث شریف میں کوئی ذکر نہیں مانتے ہیں اور اپنے مضمون معیار صداقت میں بڑے زور سے رسول اور نبی تحریر فرماتے ہیں اور ان کے نہ ماننے والوں کے حق میں وہ آیات دلیل میں پیش کرتے ہیں جو کفار اور منکران انبیاء ورسول علیہم السلام کے حق میں وارد ہوئی ہیں۔ ان اجتماع الضدین کو کوئی ذی عقل تو تسلیم نہیں کرسکتا۔ آپ ہی براہ مہربانی اس کا حل فرمادیں گے۔

دعویٰ نبوت ورسالت

اب میں مرزا قادیانی کے ان چند دستاویزات کو پیش کرتا ہوں۔ جن میں انہوں نے دعویٰ نبوت ورسالت کر کے اپنے منکروں کو کافر قرار دیا ہے۔ وہ یہ ہیں:

''ایسا شخص محدث کے نام سے موسوم ہے۔ انبیاء کے مرتبے سے اس کا مرتبہ قریب واقع ہوا ہے۔'' (الہامی کتاب براہین احمدیہ ص۵۴۶ حاشیہ نمبر۴، خزائن ج۱ ص۶۵۲)

۲...... ''میں محدث ہوں محدث بھی نبی ہوتا ہے اس کے الہام میں شیطانی دخل نہیں ہوتا بغیر انبیاء کی طرح مامور ہوتا ہے اور انکار کرنے والا مستوجب سزا ہوتا ہے۔''

(توضیح مرام ص۱۸، خزائن ج۳ ص۶۰)

۳...... ''میری نسبت بار بار کہا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ خدا کا مامور خدا کا امین خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ یہ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اس کا دشمن جہنمی ہے۔''

(انجام آتھم ص۶۲، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۴...... ''جس نے تیری بیعت کی اس کے ہاتھ پر خدا کا ہاتھ ہے۔''

(انجام آتھم ص۷۸، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۵...... ''نبیوں کے چاند'' (مرزا قادیانی) (انجام آتھم ۵۸، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

۶...... ''جو مجھے بے عزتی سے دیکھتا ہے وہ خدا کو بے عزتی سے دیکھتا ہے اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ خدا کو قبول کرتا ہے۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۳۶، خزائن ج۱۱ ص۳۲۰)

۷...... ''الہام! قل یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعاً''

(اے مرسل من اللہ) (اشتہار معیار الاخیار ص۲،۳، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۰)

۸...... ''الہام جو شخص تیری پیروی نہیں کریگا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔''

(معیار الاخیار ص۸، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۵)

۹...... ''یاد رکھو جیسا کہ مجھے خدا نے اطلاع دی ہے تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکذب یا مکفر یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو۔'' (اربعین نمبر۳ ص۲۸، خزائن ج۱۷ ص۴۱۷)

۱۰...... ''فاتقو الله ایها الفتیان...... الخ! اے جوانو خدا سے ڈرو اور مجھے پہچانو اور میری اطاعت کرو۔ گناہوں کی موت مت مرو۔'' (خطبہ الہامیہ ص۲۰، خزائن ج۱۶ ص ایضاً)

۱۱...... ''وان انکاری...... الخ! میرا انکار حسرت ہے ان لوگوں پر جنہوں نے

مجھ سے کفر کیا اور جنہوں نے حسد چھوڑ دیا اور مجھ پر ایمان لے آئے ان کے لئے برکتیں ہیں۔''

(خطبہ الہامیہ ص ۱۷۹، خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

۱۲...... ''لعنت اللہ علی من تخلف منا او ابی ''خدا کی لعنت اس شخص پر جو میری مخالفت کرتا ہے یا میرا انکار کرتا ہے۔

(مرزا قادیانی کی تحریر بنام پیر مہر علی شاہ گولڑوی مورخہ ۲۰ر جولائی ۱۹۰۰ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۳۳۱)

۱۳...... ''اس وقت بھی خدا کا رسول تمہارے درمیان ہے جو مدت سے تم کو ان عذابوں کے آنے کی خبر دے رہا ہے۔ پس سوچو اور ایمان لاؤ تا کہ نجات پاؤ۔''

(اشتہار النداء من وحی السماء ۱۸ر اپریل ۱۹۰۵ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۳۰ حاشیہ)

۱۴...... مرزا قادیانی نے مولوی عبدالکریم کی قبر کی سنگ مزار پر یہ شعر لکھوایا:

مسیحا کو جو مانے اس کو وہ مومن سمجھتا تھا
مسیحائی کا منکر شخص نزدیک اس کے کافر تھا

(الحکم نمبر ۱ ج ۱۰ مورخہ ۱۰ر جنوری ۱۹۰۶ء اور بدر ج ۲ نمبر ۱۰، ۶ر مارچ ۱۹۰۶ء)

۱۵...... الہام!''قطع دابر القوم الذین لا یومنون! جو قوم میرے پر ایمان نہیں لاتی اس کی جڑ کاٹی گئی۔''

(بدر نمبر ۳ ج ۲، ۱۹ر جنوری ۱۹۰۶ء، تذکرہ ص ۵۹۰)

۱۶...... ''بہر حال جبکہ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔''

(مرزا قادیانی کا خط ڈاکٹر عبدالحکیم تذکرہ ص ۶۰۷)

مریدین مرزا قادیانی کی تحریرات تائید و دعویٰ نبوت میں

۱......

اسم او اسم مبارک ابن مریم مے نہند — آں غلام احمد است و میرزائے قادیاں
گر کسے آرد شکے درشان او کافر است — جائے او باشد جہنم بیشک و ریب و گماں

(الحکم ۱۰ جنوری ۱۸۹۹ء ص ۳ کالم ۲)

۲...... مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ ''میں امام برحق ہوں جو مجھ امام برحق کو نہ مانے گا وہ جاہلیت کی موت (کافر ہو کر) مرے گا۔''

(الحکم ۷ اگست ۱۸۹۹ء خلیفہ اوّل حکیم مولوی نور الدین کا خط)

۳...... ''آج چودھویں صدی کے سر پر اللہ تعالیٰ کا رسول (مرزا قادیانی) جس کی

طرف سے خلقت کے لئے رحمت اور برکت ہے۔ ہاں جو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کو نہ مانے گا وہ جہنم میں اوندھا کرے گا۔" (الحکم ۲۴ اکتوبر ۱۸۹۹ء ص ۶،۷)

۴..... ندا یہ فلک سے آتی ہے۔ سن لو اے لوگو..... کہ لاؤ تم اس پہ ایمان خدا کا ہے منشور..... نہ مانا جس نے اسے اپنا پیشوا اور امام ..... گیا وہ دونوں جہان سے مرا بکفر کفور

حضرت اقدس کا الہام نص صریح ہے اور نص صریح کا منکر کافر ہے۔

(الحکم ۲۴ نومبر ۱۸۹۹ء ص ۵)

۵ ..... "آپ (مرزا قادیانی) مسیح موعود مامور من اللہ ہیں۔ انکار کرنے والا خارج از امت ہے۔" (نقشہ الہامات سید امیر علی شاہ ملہم الحکم ۳ مارچ ۱۹۰۰ء ص ۶)

۶..... "جس مسیح کی نسبت جناب رسول اللہ ﷺ نے پیشگوئی کی تھی اس کو نبی اللہ فرمایا ہے اور حضرت مرزا قادیانی وہی نبی اللہ ہیں نبی کا مکذب کافر ہوتا ہے۔"

(الحکم ۳۱، جنوری ۱۹۰۶ء ص ۱۱)

۷..... "ملک مولا بخش صاحب رئیس گورانی کا سوال کہ حضرت مرزا قادیانی کے مسیح موعود نہ ماننے والے کو کافر ماننا چاہئے..... تمہید کے بعد میں اصل مطلب پر آتا ہوں کہ ہمارے مخالفین کافر ہیں یا نہیں..... خدا تعالیٰ کے تمام رسولوں پر ایمان لانا شرائط اسلام میں داخل ہے..... حضرت مرزا قادیانی بھی اللہ تعالیٰ کے رسولوں میں سے ایک رسول ہیں۔ جو خدا کے رسولوں میں سے ایک کا انکار کرتا ہے۔ اس کا حشر کیا ہوگا۔" (یعنی کافر دوزخی ہے)

(اخبار بدر ۱۹ مارچ ۱۹۰۶ء ص ۷)

۸..... لیجئے میاں صاحب بہت چاہا کہ اختصار کروں۔ لاچار اختصار کرتے کرتے اپنے قلم کو روکتے ہوئے بھی اس قدر لکھا گیا۔ اس کو کافی سے بھی زیادہ سمجھ کر بس کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو رسول نبی برحق لکھتے ہیں اور الہامات بڑے زور سے درج کرتے ہیں اور اپنے منکر، مکذب، متردد وغیرہ تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں اور جہنم ان کا ٹھکانا فرماتے اور اسی طرح تمام مرزائی بڑے زور سے ہم مسلمانوں کو کافر اور دوزخی اپنی تحریرات میں قرار دیتے ہیں اور حکم خداوند کریم کا جو قرآن شریف میں حضرت رسول اکرم ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا ہے۔ اس کا انکار صریح کیا گیا ہے۔ اگرچہ آپ نے کچھ مہربانی کرکے (برخلاف مرزا قادیانی اور تمام حوارین) ہم کو کافر اور جہنمی نہیں فرمایا۔ لیکن مرزا قادیانی و دیگر مرزائیان نے اپنے الہامات و دستاویزات میں ہم سب مسلمانان عرب و عجم کو جو مرزا قادیانی کے ادعا کا انکار

کرتے ہیں یا تکذیب کرتے ہیں یا صرف متردد ہیں بڑے زور سے کافر، مرتد، جہنمی، خارج از امت اسلام سے خارج لعنتی، جڑ کٹے اور جاہلیت کی موت مرنے والے وغیرہ لکھ دیا ہے۔

امید ہے آپ اس پر غور فرماویں گے۔ یہ وہی باتیں ہیں جنہوں نے ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کو پھر اسلام میں داخل کیا جو بہت بڑا حامی مرزا قادیانی کا تھا۔ یہاں پر نہایت تعجب اور پر تعجب آپ کی توجہ کے قابل یہ بات ہے کہ پہلے تو مرزا قادیانی ابن مریم مسیح موعود، مہدی مسعود وغیرہ القابات حاصل کرنے سے سخت زور سے انکار کر کے کہتے تھے کہ میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے یا روحانی مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔ مسیح موعود یا مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ جو شخص ایسا کہے وہ مفتری اور کذاب کم فہم شخص ہے۔ یا یہ کہ خود ہی مسیح ابن مریم، مسیح موعود مہدی مسعود، نبی رسول، سب کچھ بن کر اپنے منکروں مکذبوں متردوں کو کافر، لعنتی، جہنمی، وغیرہ فرما دیا۔ ان باتوں کی فلاسفی آپ ہی سمجھیں۔ خواہ خلل دماغ تصور فرمائیں یا...... حافظہ نباشد کہیں۔

ہاں خالصاً للہ اگر اپنے دل سے تعصب کو دور کر کے غور فرمائیں گے تو آپ کو یہ راز منکشف ہو جائے گا۔ خدا کے لئے یہ نہ تحریر فرمائیں کہ مخالف تحریروں نے ہی مجھے ادھر جانے کی تحریک کی تھی۔ میں اپنے سچے ایمان سے کہتا ہوں کہ میرا ارادہ محض اصلاح کا ہے۔ خداوند کریم علیم بذات الصدور ہے۔ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ!

دوسرا سوال

کیا آپ مرزا قادیانی کے کل الہامات کو قطعی اور یقینی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتے ہیں یا ان میں سے بعض کو۔

جواب بذریعہ پوسٹ کارڈ۔ حضرت صاحب کے کل الہامات کو منجانب اللہ قطعی اور یقینی جانتا ہوں۔

جواب بذریعہ خط۔ دوسرے سوال الہام کے متعلق التماس ہے کہ الفاظ الہام کو منجانب اللہ یقین رکھتا ہوں۔ اس کی مراد شرح تفہیم کو ملہم کا اجتہاد مانتا ہوں۔

اقول باللہ التوفیق۔ اس سوال کے جواب میں آپ نے ظاہر اور ثابت کیا ہے کہ جو الہامات مرزا قادیانی کو ہوئے تھے۔ وہ منجانب اللہ تعالیٰ قطعی اور یقینی تھے اور ان پر ایمان لانا ایسا ہی ہے جیسے قرآن شریف پر۔ لیکن مسلمان لوگ اس کے خلاف ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک قرآن شریف لاریب کلام الٰہی ہے اور وہ قطعی اور یقینی ہے اور وہ عین الیقین کے درجہ پر ہے جس کی معیار

اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں اس طرح فرمائی ہے: ''ولو کان من عند غیر اللہ لوجد وا فیہ اختلافا کثیرا (نساء:۸۲)''

دوم جونشانات یا معجزات اور پیشگوئیاں رسول اکرم ﷺ کے ذریعہ سے قرآن شریف میں مسلمانوں کو پہنچے ہیں۔ ان کا انکار کافر اور ظالم لوگ کرتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''ومایجحد بایتنا الاالظلمون (العنکبوت:۴۹)'' اسی معیار پر مرزا قادیانی کے الہامات کو رکھ کر دیکھنا چاہئے۔ اگر ان میں اختلافات نہیں ہیں اور وہ سچے بھی ہوئے ہیں اور ان کی وجہ سے کچھ ہدایت اور رشد بھی پایا گیا ہے تو خدا کی طرف سے یا خدا کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں یا ہو سکیں گے۔ اگر ایسا نہیں تو بس شیطانی نزول سمجھا جائے گا۔ کیونکہ قرآن شریف میں موجود ہے کہ شیطانی نزول بھی ان کے اپنے دوستوں پر ہوا کرتا ہے اور اکثر مفتری اور اثیم لوگوں پر نزول شیطانی ہوتا رہتا ہے۔ اس بارہ میں مرزا قادیانی کو اپنا اقرار جو اکمل آف گولیکی نے ۱۴ فروری ۱۹۰۷ء کو شائع کیا۔ وہ اس طرح پر ہے۔ وہو ہذا:

''ازاں بعد میں نے عرض کیا کہ ایک نوجوان احمدی یہ الہامات سناتا ہے۔ رؤیا میں خلقت نے مجھے سجدہ کیا۔ بہشت کی سیر کی اور الہام ہوا۔ انا النذیر المبین فرمایا کہ یہ بڑے خطرہ کا مقام ہے۔ میرا مذہب یہ ہے کہ جب تک درخشاں نشان اس کے ساتھ بار بار نہ لگائے جاویں تب تک الہام کا نام لینا بھی سخت گناہ اور حرام ہے۔ پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ قرآن مجید اور میرے الہامات کے خلاف تو نہیں۔ اگر ہے تو یقیناً خدا کا نہیں بلکہ شیطانی القاء ہے۔ اصل میں ایسے تمام لوگوں کی نسبت میرا تجربہ ہے کہ انجام کار ہلاک ہوتے ہیں۔''

اب میں مرزا قادیانی کے دو چار الہامات کو بطور نمونہ آپ کی غور کے لئے پیش کرتا ہوں:

اوّل ..... سب سے پہلے ۱۸۶۴ء میں مرزا قادیانی کو الہام ہوا۔ رؤیا صادقہ کتاب براہین احمدیہ کی بابت ہوا کہ یہ کتاب حضرت رسول اکرم ﷺ کے ہاتھ مبارک میں ایک میوہ بن گئی اور قاش قاش کیا گیا تو اس میں سے بہت شہد نکلا۔ یہاں تک کہ آنحضرت ﷺ کے ہاتھ مرفق تک بھر گئے۔ میں نے دریافت پر کہا کہ اس کتاب کا نام قطبی ہے۔ یعنی قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل اور مستحکم ہے۔ وغیرہ وغیرہ! (دیکھو براہین احمدیہ ص۲۴۸، حاشیہ در حاشیہ خزائن ج۱ ص۲۷۵)

حاشیہ نمبر۱..... اس وجہ اور الہام کے یقینی ہونے پر دس ہزار روپیہ انعام کا اشتہار دیا کہ جو شخص اس کتاب کا جواب دے یا غلط ثابت کرے تو اس کو یہ انعام دیا جائے گا۔

۱؎ مرزا جی لکھتے ہیں کہ کوئی بہشت نہیں پھر احمدی نے سیر کہاں کی کی؟۔

پھر اس کتاب الہامی براہین احمدیہ کی بابت لکھا کہ تین سو مضبوط اور قوی دلائل عقلیہ سے اسلام کی حقانیت ثابت کی گئی ہے اور اسی وجہ سے انعامی اشتہار انگریزی و اردو میں دیا گیا ہے اور یوں لکھا ہے:

''یہ کتاب مرتب ہے ایک اشتہار اور ایک مقدمہ اور چار فصل اور ایک خاتمہ پر۔''

(کتاب براہین احمدیہ ص۱۶، خزائن ج۱ ص۲۴)

اس کے اس الہام مندرجہ بالا میں جو کتاب دکھلائی گئی۔ اگرچہ اس کا نام قطبی تھا اور برخلاف براہین احمدیہ رکھ دیا۔ وہ کتاب تین سو جز کی ضخامت اور تین سو مضبوط اور قوی عقلیہ دلائل اس میں ایک اشتہار چار فصل ایک خاتمہ درج تھے۔

اب آپ براہین احمدیہ الہامی کو اپنے ہاتھ میں لے کر دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس میں صرف ایک اشتہار، ایک مقدمہ، ایک فصل، ایک باب نامکمل موجود ہیں۔ لیکن تین فصلیں اور ایک خاتمہ ندارد ہیں اور ایک باب تھوڑا سا بلا الہام ہی لکھ دیا ہے۔ نہ تو تین سو مضبوط عقلیہ دلائل ہیں اور نہ تین سو جز کی کتاب ہے۔ بلکہ صرف ساڑھے پینتیس جز کی کتاب ہے۔

فرمائیے! کیا یہ کتاب مطابق الہام کے ہے ہرگز نہیں! پھر آپ ہی غور فرماویں یہ الہام خدا کی طرف سے تھا؟۔ میں کہتا ہوں اور ہر شخص غیر متعصب بھی کہے گا کہ خدا کی طرف سے نہیں۔ آگے چلئے۔

دوئم...... مرزا قادیانی کی الہامی کتاب میں الہام ہے: ''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ۰ الایہ! یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح (علیہ السلام) کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔''

(براہین احمدیہ ص۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج۱ ص۵۹۳ حاشیہ در حاشیہ)

دوسرا الہام...... ''عسی ربکم ان یرحم علیکم ۰ الایہ! حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس وخاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام ونشان نہ رہے گا اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی قہری سے نیست ونابود کر دے گا۔''

(براہین احمدیہ حاشیہ نمبر۳ ص۵۰۵، خزائن ج۱ ص۶۰۱)

اس کے بعد باوجود ایسی تحدی الہام قطعی اور یقینی کے انہیں الہاموں کے ساتھ حضرت

مسیح علیہ السلام کی وفات بیان کر کے خود مسیح بن بیٹھے۔ دیکھو تمام کتب مؤلفہ مرزا قادیانی ودیگر تمام مرزائی احمدیان کہ مسیح علیہ السلام مر چکے۔ اب وہ نہیں آئیں گے۔ آنے والا مسیح میں ہی ہوں۔

اب فرمائیے مرزا قادیانی کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل گیا ہے۔ دین اسلام کا غلبہ جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر مرزا قادیانی نے کر دیا ہے۔ کسی کج اور ناراست کا نام ونشان بھی دنیا پر نہیں رہا۔ تمام گمراہان کو نیست ونابود کر دیا ہے۔ نہایت جلال اور جلالیت کو مرزا قادیانی کام میں لے آئے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ حاشا وکلا تناقضات الہام پر غور فرمائیے۔ کیا خدائی الہامات ایسے ہی ہونے چاہئیں۔ آگے چلئے:

سوئم...... مرزا قادیانی کو ۱۸۸۶ء میں الہام ہوا کہ ''تیرے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا۔ لڑکا کیا ہوگا وہ مظہر الحق والعلی کان اللہ نزل من السماء وہ لڑکا مظہر حق ہوگا۔ گویا خود اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نزول کیا ہے..... بادشاہان تیرے کپڑوں سے برکت پائیں گے۔'' (حقیقت الوحی ص۹۵، خزائن ج۲۲ ص۹۹) وغیرہ وغیرہ۔ لیکن افسوس اس حمل سے لڑکی پیدا ہوئی۔ جب لوگوں نے اعتراض کئے تو فوراً کہہ دیا کہ میں نے کب کہا تھا کہ اسی حمل سے لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کے بعد لڑکا پیدا ہوا اور اشتہارات دیئے گئے کہ وہ لڑکا پیدا ہوگیا ہے۔ عقیقہ وغیرہ کی رسم بڑی تعلی اور تحدی سے ادا کی گئی۔ لیکن افسوس کہ وہ لڑکا صرف ۱۶ ماہ کی عمر پا کر ملک بقاء کو روانہ ہوگیا اور اب تک وہ لڑکا نہ پیدا ہوا۔ حتیٰ کہ مرزا قادیانی بھی سدھار گئے۔

دوبارہ پھر الہام ہوا کہ ''میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا۔ لیکن افسوس خلاف الہام لڑکی پیدا ہوئی۔''

سہ بارہ الہام ہوا کہ میرے گھر میں شوخ وشنگ [1] لڑکا پیدا ہوگا۔ مگر افسوس پھر خلاف اس کے لڑکی [2] ہی پیدا ہوئی۔

چہار بارہ الہام ہوا کہ میرے گھر میں عالم کباب لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کے پیدا ہونے پر تمام دنیا کباب ہو جائے گی۔ مگر افسوس اس کے خلاف پھر لڑکی پیدا ہوئی۔

اس کے بعد پنج بارہ الہام ہوا کہ پانچواں لڑکا پیدا ہوگا۔ مگر افسوس پھر بھی اس کے خلاف لڑکی ہی پیدا ہوئی۔ (مواہب الرحمٰن ص۱۳۹، خزائن ج۱۹ ص۳۶۰)

---

[1] الحکم ۷ مئی ۱۹۰۴ء ص۵ کالم ۳

[2] ۲۴ جون ۱۹۰۴ء کی رات کو اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ...... مشکوئے معلّٰی میں دختر نیک اختر پیدا ہوئیں۔ الحکم ۲۴ جون ۱۹۰۴ء ص۷ کالم اوّل

ششم بار پھر الہام ہوا کہ مبارک احمد فوت شدہ کی جگہ ایک اور لڑکا پیدا ہوگا۔ دیکھو اشتہار مرزا قادیانی مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء۔ مگر نہایت افسوس کہ مرزا قادیانی اس اشتہار کے ۶ ماہ بعد ہی سفر کر گئے اور آئندہ تمام ایسے الہاموں کا خاتمہ کر کے اپنے خدائی الہاموں پر مہر لگا گئے۔ اللہ، اللہ تحدی!

مولوی صاحب! ذرا مہربانی فرما کر ان الہامات پر غور فرما کر کہئے کہ خدائی الہامات ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ لیجئے۔ آگے چلئے:

چہارم...... ۱۸۹۰ء میں مرزا قادیانی کو الہام ہوا کہ مرزا احمد بیگ کی دختر کلاں کے ساتھ ان کا نکاح آسمان پر پڑھا گیا ہے۔ اس الہامی اشتہار کے دیکھنے سے مرزا احمد بیگ کو رنج ہوا اور اس نے انکار کر کے لڑکی کا نکاح مرزا سلطان محمد کے ساتھ بمقام پٹی ضلع لاہور کر دیا۔ ناراضگی میں طلاق اور عاق [۱] کی نوبت پہنچی۔ پھر مرزا قادیانی کو الہام ہوا کہ اڑھائی سال میں مرزا احمد بیگ اور اس کا داماد سلطان محمد دونوں مر جائیں گے اور پھر بیوہ ہو کر میرے نکاح میں آئے گی۔ یہ خدا کی باتیں ہیں جو آسمان پر قرار پا چکی ہیں۔ جو زمین پر سچی ہو کر رہیں گی۔ زمین وآسمان ٹل جائیں مگر یہ الہام نہیں ٹلے گا۔ اس کے بعد مرزا قادیانی نے اس الہام کے پورا ہونے پر بہت تعلّی سے یہ لکھا۔ وھو ھذا!

’’یاد رکھو کہ اس پیشگوئی کی دوسری جز (مرزا سلطان محمد کا مرنا) پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسانی افتراء نہیں۔ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں ٹلتی نہیں۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۴، خزائن ج۱۱ ص۳۳۸)

فرمایئے! یہ خدائی الہام ہیں؟۔ ہرگز نہیں۔ مرزا قادیانی کا نکاح محمدی بیگم دختر کلاں مرزا احمد بیگ سے ہوگیا یا اب بھی کچھ امید ہے؟۔ مرزا قادیانی کے الہام کے مطابق جو قطعی اور یقینی ہے بد سے بدتر کون ہوا؟۔ احمق کون اور خبیث مفتری کون ہوا؟۔ آپ خود ہی غور فرمائیں اور لیجئے آگے چلئے:

پنجم...... مرزا قادیانی کا الہام مندرجہ ازالہ اوہام کہ میری عمر اسی سال کی ہے۔ اس

---

[۱] یعنی مرزا قادیانی نے اپنی بہو اور بیٹے کے ساتھ یہ برتاؤ کیا۔ دیکھو حضرت کے اصل خطوط...... کلمہ فضل رحمانی

کے بعد الہام ایک صاحب ۱؎ قبر کے فرمانے سے پچانوے سال کی عمر ہوئی۔لیکن برخلاف ۲؎ ہردو الہاموں کے مرزا قادیانی صرف ستاسٹھ سال کی عمر میں بلاخبر راہی ہوگئے۔فرمائیے! یہ الہام خدائی ہیں؟۔آگے چلئے:

ششم..... مرزا قادیانی کا الہام کہ''مجھ کو دکھلایا گیا ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کے پاس مدینہ منورہ میں ہماری قبر ہوگی۔'' (دیکھو ازالہ اوہام ص۴۷۱، خزائن ج۳ ص۳۵۲)

پھر الہام ہوا کہ:''ہم مدینے میں مریں گے یا ۳؎ مکہ میں۔''

(تذکرہ ص۵۹۱، اخبار بدر ج۲ نمبر۳ جنوری ۱۹۰۶ء)

اس کے بعد تیسری دفعہ الہام ہوا کہ:''تین جگہ پر مجھ کو میری قبر کا نشان دیا گیا۔لیکن کسی جگہ کا نام نہیں لکھا۔'' (دیکھو مرزا قادیانی کی الوصیۃ ص۱۵، خزائن ج۲۰ ص۳۱۶)

فرمائیے! الہامات خدائی ہیں اور ان الہامات کے مطابق مرزا قادیانی کی قبر کہاں ہوئی؟۔آپ کا اختیار ہے کہ ان الہامات کو خدا کی طرف سے سمجھیں۔آگے چلیے:

ہفتم..... مرزا قادیانی کی ایک بڑی تعلی اور تحدی الہام کے ذریعہ سے یوں ہے:

''حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر آپ کے مخالفین اس قدر دعا کریں کہ زبانوں میں زخم پڑ جائیں اور اس قدر رو رو کر سجدہ میں گریں کہ ناک گھس جائیں اور آنسوؤں سے حلقے گل جائیں اور پلکیں جھڑ جائیں اور اکثر گریہ وزاری سے بینائی کم ہو جائے اور آخر دماغ خالی ہوکر مرگی پڑنے لگے۔یا مالیخولیا ہو جاوے تبھی وہ دعائیں سنی نہیں جائیں گی۔ کیونکہ میں خدا سے آیا ہوں۔جو شخص میرے پر بددعا کرے گا۔وہ بددعا اسی پر پڑے گی۔''

(اخبار بدر نمبر۱۰ ج۲ ص۵ کالم۳، ۹؍مارچ ۱۹۰۶ء)

۱؎ اخبار الحکم ۷؍۱۔۲۴؍دسمبر ۱۹۰۳ء ص۱۵ کالم اول

۲؎ مرزا جی کو پچانوے سال کے علاوہ پانچ سال کی عمر اپنی مولوی مردان علی ساکن حیدرآباد دکن نے کا مکر مرزا جی کو دیدی تھی اس حساب سے سو سال کی عمر ہونی چاہئے

(ازالہ اوہام ص۶۳۵، خزائن ج۳ ص۶۲۴)

۳؎ رباعی۔آسمانی کہنے منکوحہ کا شوہر کون ہے؟۔مرگیا جو دل میں یہ اندوہ لے کر کون ہے۔کون احمق اور خبیث ومفتری جھوٹا ہے؟۔کون اپنے ہی اقرار سے اب بد سے بدتر کون ہے؟۔کب ہوا اس کا سن اور کب ہوا پچانوے مرگیا ستاسٹھ ہی میں جو بےخبر۔پھر کون ہے نہ تو مکے میں مرا اور نہ مدینے میں گرتا' جو مرا لاہور میں کذاب منکر کون ہے؟۔

مولوی صاحب! خدا کے لئے غور فرمایئے مرزا قادیانی کی دعائیں کہاں ہیں۔ اپنی عمر کے الہام کیا ہوئے۔ اس سے یہ بھی صاف ظاہر ہو گیا ہے کہ مرزا قادیانی خدا کی طرف سے نہیں آئے تھے۔ آگے آئے:

ہشتم ..... مرزا قادیانی کا الہام ہے کہ ''میں نے کشفی طور پر ایک لاکھ فوج کی درخواست کی کہ مجھے ایک لاکھ فوج دی جائے۔ حکم ہوا کہ ایک لاکھ فوج نہیں ملے گی مگر پانچ ہزار سپاہی دیئے جائیں گے۔'' (دیکھو ازالہ اوہام کا حاشیہ ص۹۷،۹۸، خزائن ج۳ ص۱۴۹)

اب اس الہام کے برخلاف مرزا قادیانی مرزائیوں نے لکھا ہے کہ ہماری جماعت چار لاکھ ہے۔ دیکھو پیغام صلح آخری تحریر مرزا قادیانی وخواجہ کمال الدین پلیڈر جب پانچ ہزار سپاہی الہام کے رو سے منظور ہوا۔ تو اب چار لاکھ کیسے؟۔ پہلے درخواست ہی ایک لاکھ کی تھی۔ جواب الہام کے خلاف چار لاکھ کی جمعیت بیان کی جاتی ہے۔ آپ یا تو الہام کو سچا کہیں یا دوسری تحریرات کو۔ آگے چلئے:

نہم..... مرزا قادیانی کا آخری الہام جو نہایت ضروری اور تاکیدی جو بذریعہ اشتہار تبصرہ مورخہ ۵ نومبر ۱۹۰۷ء اپنے انتقال سے چھ ماہ پیشتر بڑے زور سے اپنے مخالفین ڈاکٹر عبدالحکیم خان ومولوی ثناء اللہ وغیرہ کے برخلاف شائع کیا ہے اور جس میں اپنی جماعت کو نہایت تاکید کی ہے کہ اس اشتہار کو میری جماعت اپنی نظر گاہ میں چسپاں اور تمام اپنے بچوں اور عورتوں کو اس سے آگاہ کرے کہ وہ جانی دشمن جڑ سے کاٹے جائیں گے اور ان کا نام ونشان نہ رہے گا۔ وہ الہام اس طرح پر ہے:

الف..... ''خدا نے کہا کہ میں تیری عمر بڑھا دوں گا۔ یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں۔ ان سب کو جھوٹا کروں گا۔ تیری عمر بڑھا[1] دوں گا اور دشمن جو تیری موت چاہتا ہے۔ وہ خود تیری آنکھوں کے روبرو اصحاب الفیل کی

---

[1] اس سے پہلے کے دو الہام حسب ذیل ہیں:

(۱)..... الہام ہوا: رب زدنی عمری وفی عمر زوجی زیادۃ خارق العادۃ! (الحکم ۱۷ر اپریل ۱۹۰۱ء ص۱۳ کالم۲)

(۲)..... انا نرینك بعض الذی نعدھم نزید عمرك (ترجمہ) ہم تجھے بعض وہ امور دکھلائیں گے جو مخالفوں کی نسبت ہمارا وعدہ ہے اور تیری عمر زیادہ کریں گے۔

(اخبار بدر ۲۵ر اکتوبر ۱۹۰۶ء ص۳ کالم۱)

طرح نابود اور تباہ ہوگا۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۱)

ب...... اسی اشتہار میں الہام ہے کہ "مبارک احمد میرا لڑکا جو فوت ہوگیا ہے اس کی جگہ ایک دوسرا لڑکا نعم البدل دیا جائے گا۔ تاکہ دشمن یہ نہ کہے کہ مبارک احمد فوت ہوگیا اور یہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا۔ بلکہ وہ زندہ ہے۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۸۷)

ج...... پھر اسی اشتہار میں تیسرا الہام یہ ہے کہ "اس ملک میں ایک سخت طاعون آنے والی ہے اور دوسرے ممالک میں بھی جس کی نظیر پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ وہ لوگوں کو دیوانوں کی طرح کردے گی۔ اس سال میں یا آئندہ سال۔" (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۹۲)

اب آپ غور فرمائیں کہ یہ الہامات مندرجہ اشتہار تبصرہ جو سخت تاکیدی ہیں یا تھے صحیح ہوئے یا غلط؟۔ مرزا قادیانی کے دشمن مرے یا خود مرزا قادیانی؟۔ مرزا قادیانی کی عمر خدا نے بڑھا دی یا گھٹا دی؟۔ اصحاب فیل کی طرح کون نابود ہوگیا؟۔ مبارک احمد کی جگہ کونسا لڑکا پیدا ہوا (نوبت ہی نہ آئی) آئندہ بھی کوئی امید نہ رہی۔ اس ملک یا دیگر ممالک میں کونسی طاعون ایسی پڑی جس کی نظیر پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی؟۔ بلکہ مرزا قادیانی کے مرنے کے بعد بہت ہی کم ہوگئی اور وہ آتش اور کیڑا ہی نہیں رہا۔ وہ سال بھی گزر گیا۔ یعنی ۱۹۰۷ء اور دو سال اور بھی گزر گئے۔ ۱۹۰۸ء اور ۱۹۰۹ء مگر طاعون ندارد۔ یہ ہیں خدا کے الہامات اور امداد غیبی؟۔ لیجئے آگے چلئے:

دہم...... بہت سے الہامات مرزا قادیانی کے زبان انگریزی، عبرانی وغیرہ میں ہیں جن کو مرزا قادیانی خود نہیں جانتے۔ یہ بات حکم خداوندی قرآن شریف وما ارسلنا من الرسول الا بلسان قومه کے برخلاف ہے۔ کرشن جی مہاراج کے اوتار مرزا قادیانی بذریعہ الہام بنے ہیں۔ لیکن زبان سنسکرت میں آج تک کوئی الہام نہیں ہوا۔ اس کا باعث بھی آپ فرمائیں گے؟۔ اچھا آگے چلئے:

یازدہم...... مرزا قادیانی کا الہام (براہین احمدیہ ص ۵۵۴ خزائن ج ۱ ص ۶۶۲) ربنا عاج یعنی ہمارا رب عاجی ہے۔ (اس کے معنے اب تک معلوم نہیں ہوئے۔)

فرمایئے! یہ بیّن الہام ہے اور تمام کلام الٰہی کے مخالف۔ یعنی قرآن شریف میں: الحمدلله رب العالمین ۰ ربنا الله ۰ الله ربنا و ربکم ۰ ان الله ربی وربکم ۰ ان الله هو ربی وربکم! غرضیکہ تمام قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کو رب فرمایا اور اللہ ہی تبارک وتعالیٰ سب کا رب ہے۔ لیکن مرزا قادیانی کا الہام صریح ہے کہ ہمارا رب عاجی ہے۔ پھر اس پر تعجب یہ ہے کہ اس رب عاجی کے معنی بھی معلوم نہیں ہوئے۔ مرزا قادیانی کا انتقال بھی ہوگیا۔ مگر

اپنے رب کا پتہ نہیں ! لگا۔ اتنا بڑا اہم الہام وہ بھی خلاف قرآن شریف اور مشتبہ رہا۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی کے الہامات اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے نہیں تھے۔ بلکہ ان کے رب عاجی کی طرف سے جس کی بحث بسط کے ساتھ میری کتاب میں درج ہے۔ اندریں حالات ہم مسلمانوں کے اعتقاد میں مرزا قادیانی کا ایک الہام بھی صحیح نہیں ہوا۔ آگے آئیے:

دوازدہم...... مرزا قادیانی کا الہام کہ ''مولوی محمد حسین بٹالوی میرے پر ایمان لے آئیں گے۔'' (اعجاز احمدی ص ۵۱، خزائن ج۱۹ص ۱۶۳)

مگر مولوی صاحب ویسے کے ویسے ہیں۔ آگے چلئے:

سیزدہم...... مرزا قادیانی کا الہام مولوی محمد حسین کی نسبت الکلب یموت علی الکلب کہ کلب کے اعداد ۵۲ ہوتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ مولوی صاحب ۵۲ سال کی عمر پا کر فوت ہو جائیں گے۔ حالانکہ وہ اس وقت تک تقریباً ۹۰ سال کی عمر میں زندہ موجود ہیں۔ فرمائیے یہ الہام خدا کی طرف سے ہے۔ لیجئے آگے چلئے:

چہاردہم...... مرزا قادیانی کا الہام لك خطاب العزة! تم کو عزت کا خطاب دیا جائے گا۔ یہ الہام اس وقت ہوا تھا جب کہ مرزا قادیانی نے تحفہ قیصریہ لکھ کر بحضور ملکہ وکٹوریہ شہنشاہ ہند بھیجا تھا اور خیال تھا کہ وہاں سے کوئی خطاب ملے گا۔ مگر افسوس کوئی خطاب نہ ملا۔ نہ مسیحائی نہ کرشنی۔ آگے چلئے:

پانزدہم...... مرزا قادیانی کا الہام شاتان تذبحان۔ دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ پہلے کہا کہ یہ الہام مرزا احمد بیگ اور اس کے داماد کی نسبت ہے۔ یہ ہر دو شریر بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ لیکن جب یہ الہام ان پر صادق نہ آیا تو عبدالرحمان اور عبداللطیف دو کابلیوں پر کہ یہ دو غریب بکریاں کابل میں ذبح ہوئیں۔ اس لئے کہ انہوں نے مرزائی اعتقاد کو تسلیم کر لیا تھا۔ (دیکھو مرزا قادیانی کی ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۷، خزائن ج۱۱ص ۳۴۱، تذکرۃ الشہادتین ص ۷۰، خزائن ج۲۰ص ۷۲)

شانزدہم...... فرمائیے! یہ خدائی الہام ہے۔ اچھا آگے چلئے۔ ایک اور الہام مرزا قادیانی کا جو واقع کے بالکل خلاف ہے۔ مرزا قادیانی ازالہ اوہام میں بطور لطیفہ کے لکھتے ہیں۔ لطیفہ: ''چند روز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو الآیات بعد المائتین ہے۔ ایک یہ بھی منشا ہے کہ تیرھویں صدی کے اواخر میں مسیح موعود کا ظہور ہوگا اور کیا

---

۱ ایک الہام ''ایلی آوس'' بھی بقول خود مشتبہ رہا اور نہ اس کے کچھ معنی کھلے۔
(براہین ص ۵۱۴ حاشیہ در حاشیہ نمبر۴، خزائن ج۱ص ۶۱۳)

اس حدیث کے مفہوم میں بھی یہ عاجز داخل ہے تو مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھو یہی مسیح ہے جو تیرھویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا۔ پہلے یہی تاریخ ہم نے مقرر کر رکھی اور وہ یہ نام ہے۔ غلام احمد قادیانی اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں اور اس قصبہ قادیاں میں بجز اس عاجز کے اور کسی شخص کا غلام احمد نام نہیں۔ بلکہ میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا بھی نام نہیں۔'' (ازالہ ص۱۸۶، خزائن ج۳ ص۱۸۹،۱۹۰)

مولوی صاحب ذرا خیال فرمائیے کہ یہ الہام کیسی تحدی کا ہے؟ کہ تمام دنیا میں کوئی غلام احمد قادیانی نہیں اور یہ الہام میرے مسیح ہونے پر دلیل ہے۔ کیا مرزاقادیانی نے تمام دنیا کو دیکھ لیا تھا؟ نہیں۔ بلکہ الہام کو قطعی اور یقینی جان کر اور اعداد کے پورا ہونے پر یہ الہام شائع کر دیا۔ آپ نے میری کتاب کلمہ فضل رحمانی کو نہیں دیکھا۔ اس پر میں نے اس بحث کو لکھ کر بتلایا ہے کہ یہ کوئی دلیل نہیں کہ تیرہ سو کسی کے نام کے اعداد پورا ہونے سے مسیح موعود بن جائے۔ تاہم میں نے اس میں لکھا تھا کہ ایک قادیان گاؤں لدھیانہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ وہاں بھی ایک شخص غلام احمد گوجر موجود ہے۔ وہ بھی غلام احمد قادیانی ہے۔ اس صورت میں یہ غلط ہے کہ تمام دنیا میں بجز مرزاقادیانی کے کوئی غلام احمد قادیانی نہیں ہے۔ لیکن علاوہ اس کے خاص ضلع گورداسپور میں ہی دو گاؤں قادیان اور بھی علاوہ گاؤں قادیاں زاد بوم مرزاقادیانی کے آباد ہیں۔ ایک تھانہ گورداسپور میں متصل قصبہ دورانگلہ اور دوسرا قادیاں تھانہ ڈیرہ نانک میں۔ دریافت سے پایا گیا کہ ایک شخص غلام احمد ذات قریشی جو زیادہ مستحق امامت ہے۔ قادیاں متصل درانگلہ تھانہ گورداسپور میں اس وقت بھی موجود ہے اور مرزاقادیانی کا ہم عمر۔ نہایت افسوس کی بات ہے مرزاقادیانی نے اپنے الہامی دعویٰ پر تحدی کے ساتھ لکھ دیا کہ تمام دنیا میں بجز مرزاقادیانی کے کوئی غلام احمد قادیانی نہیں ہے؟۔ کوئی شبہ نہیں کہ جو کسی گاؤں میں رہتا ہوگا۔ وہ ضرور غلام احمد قادیانی ہی ہوگا۔ فرمائیے یہ الہام خدا کی طرف سے ہے۔ جو واقعات سے بھی غلط ہے۔ ہرگز نہیں۔

خاکسار راقم! مرزاقادیانی کے الہام بالا پر غور کرتا ہوا قرآن شریف پڑھ رہا تھا جب آیت ذیل: هل انبئکم علی من تنزل الشیاطین ۰ تنزل علی کل افاك اثیم ۰ یلقون السمع و اکثر هم کاذبون! پر پہنچا اور القاالٰہی سے غور کرنا شروع کی۔ تب میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ آیات مرزاقادیانی کے متعلق ہیں۔ تب میں نے مرزاقادیانی کی براہین احمدیہ کو نکال کر دیکھا تو ان آیات کو اس کے (ص۲۲۲ خزائن ج۱ ص۲۴۶) میں لکھا ہوا پایا۔ ان

آیات کا ترجمہ میں اپنی طرف سے نہیں کرتا ہوں۔ بلکہ مرزا قادیانی کا ہی ترجمہ کیا ہوا آپ کے مزید اطمینان کے لئے لکھ دیتا ہوں۔ جوانہوں نے اپنی الہامی کتاب براہین احمدیہ کے ص ۲۲۲ میں کیا ہے۔ وھوھذا!

''کیا میں تم کو یہ خبر دوں کہ جنات (شیاطین) کن لوگوں پر اترا کرتے ہیں۔'' جنات شیاطین انہیں پر اترا کرتے ہیں جو دروغگو اور معصیت کار اور اکثر ان کی پیشگوئیاں جھوٹی ہوتی ہیں۔ پھر! اسی وقت جبکہ میں غور کر رہا تھا۔ یہ القاء ہوا کہ آیت شریف مندرجہ بالا تنزل علی کل افاك اثیم کے اعداد نکال کہ یہ اعداد مطابق دعویٰ مرزا قادیانی کے ملیں گے۔ اس پر مجھے خوشی ہوئی اور قلم لے کر اعداد جمل آیت شریف کے نکالنے شروع کئے۔ اللہ اکبر! جناب من، حکم الٰہی سے اس آیت شریف کے اعداد پورے تیرہ سو برآمد ہوئے۔ اس وقت اپنی طبیعت کی خوشی کا اندازہ میں نہیں کر سکتا تھا۔ پس میری زبان سے الحمد لله علی احسانه الحمدلله علی احسانه بڑے زور سے نکل رہا تھا۔ تب میں نے فوراً اپنی یادداشت میں لکھ لیا۔ مجھے کیا خبر تھی کہ اس آیت شریف میں مرزا قادیانی کے دعویٰ کے مطابق تیرہ سو کے اعداد پورے ہوں گے۔ اب میں ان آیات کا ترجمہ لفظی کر کے ظاہر کرتا ہوں کہ مرزا قادیانی کے الہامات خدا کی طرف سے نہیں تھے۔

ترجمہ آیات بالا میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے رسول اکرم ﷺ اور ان کی امت مخاطب ہے۔ کیا میں تم کو یہ بات بتلا دوں کہ کن لوگوں پر شیاطین اترا کرتے ہیں؟۔ پھر خود ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے شیاطین کا نزول بڑے جھوٹے مفتریوں اور گنہگاروں پر ہوتا ہے۔

لے خدا عالم الغیب کے علم میں تھا کہ ایک زمانہ میں ایک شخص غلام احمد قادیان ضلع گورداسپور میں پیدا ہوگا اور دعویٰ نبوت ورسالت وکرشن ومسیح کا کرے گا۔ جبکہ حضرت خاتم النبیین والمرسلین ﷺ دنیا پر تشریف لا چکے ہوں گے۔ مرزا پر شیطانی نزول والہام ہوں گے۔ وہ اپنے نام مسمیٰ غلام احمد قادیانی کے اعداد تیرہ سو پورے کر کے یہ دعویٰ کرے گا کہ وہی مسیح موعود ہے اور تمام دنیا میں کوئی غلام احمد قادیانی نہیں ہے۔ اس کو شیطانی الہام ہوں گے۔ تب ایک شخص ملازم پولیس اس کا ہم وطن بھی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کو یہ جتلائے گا کہ انیسویں پارے کی آیات ذیل یعنی ھل انبئکم . الایه! کو پڑھ کر جن میں شیطانی نزول کا ذکر ہے اور آیت تنزل علی کل افاك اثیم میں غلام احمد قادیانی کے پورے تیرہ سو اعداد موجود ہیں اور پہلی آیتیں تمہارے نام فضل احمد خادم ملازم پولیس کے بارہ سو پینتالیس عدد نکلیں گے۔ سو الحمدللہ ایسا ہی ہوا۔ منہ!

شیاطین (آسمان پر سے کچھ کچھ لاکر) ان کے کانوں میں ڈالا کرتے ہیں جن میں سے ان کی پیشگوئیاں یا الہام اکثر جھوٹے ہوا کرتے ہیں۔

مولوی صاحب! مجھے معاف فرمائیے کہ یہ آیات مرزا قادیانی پر بعینہ منطبق ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ خاص ان کی الہامی کتاب براہین احمدیہ میں بھی درج ہے۔ مگر یہ پتہ ان کو نہ ہوا کہ یہ آیات کس پر صادق آئیں گی۔ بہرحال ان کا الہام خدا کی قدرت انہیں پر عائد ہوا۔ اسی لئے ان کے الہامات سے ایک بھی صحیح نہیں ہوا اور پھر الہام کو غلام احمد قادیانی جس کے پورے تیرہ سو عدد ہوتے ہیں۔ میرے مسیح موعود ہونے کی الہامی دلیل ہے۔ حتیٰ کہ اس وقت تک کوئی غلام احمد قادیانی تمام دنیا میں موجود نہیں ہے۔ پھر آیت شریف تنزل علی کل افاك اثیم (شیطانی الہام پر بڑے جھوٹے مفتری گنہگار پر ہوا کرتا ہے) کے بھی پورے تیرہ سو عدد ہونے سے واضح ہوگیا کہ مرزا قادیانی کے مسلمہ اور مقبولہ اعداد اسی آیت شریف سے برآمد ہوئے جنہوں نے واقعات اور آیات قرآنی۔ اعداد جمل سے مرزا قادیانی کے الہامات کا شیطانی نزول ہونے پر مہر لگادی۔ براہ مہربانی غور فرمادیں اور بہت سے الہامات اسی قسم کے ہیں۔ طوالت منظور نہیں۔ آپ خیال فرماسکتے ہیں کہ جب انہیں کے ضلع میں علاوہ اپنے گاؤں کے دو گاؤں قادیان اور بھی آباد ہیں۔ مرزا قادیانی نے دریافت بھی نہ کرلیا۔ جس سے یہ الہام واقعات سے آفتاب کی طرح غلط ثابت ہوگیا۔ اسی طرح مرزا قادیانی کے خلاف واقعہ باتیں بھی لکھ دیا کرتے ہیں۔ جیسے اپنی کتاب راز حقیقت میں جہاں جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فرضی اور تاویلی قبر بیان کرتے ہیں اور اس کی تائید میں یہ دلیل پیش کرتے ہیں:

''پھر موقعہ پر پہنچنے سے ایک دلیل معلوم ہوئی جیسا کہ نقشہ منسلکہ میں ظاہر ہے۔ اس نبی کی مزار جنوباً شمالاً واقع ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ شمال کی طرف سر ہے اور جنوب کی طرف پیر ہیں اور یہ طرز دفن مسلمانوں اور اہل کتاب سے خاص ہے۔'' (حقیقت مرزائیہ ص۱۷، خزائن ج۱۴ ص۱۶۹)

اس جگہ مرزا قادیانی نے عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہونے کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ ان کا مزار جنوباً شمالاً ہے۔ جس طرح مسلمان لوگ اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں۔ اسی طرح اہل کتاب بھی اپنے مردوں کو دفن کرتے ہیں۔ یعنی سر شمال کو اور پیر جنوب کو حالانکہ یہ بات محض غلط اور واقعات کے خلاف ہے۔ کیونکہ اہل کتاب مسلمانوں کی طرح ہرگز دفن نہیں کرتے۔ وہ اپنے مردوں کا سر غرب کو اور پیر شرق کو کرتے ہیں۔ بالدہا بچشم خود دیکھا ہے اور اکثر اہل کتاب کو اپنے روبرو دفن کیا ہے۔ اہل کتاب کے قبرستان اکثر پنجاب میں اس وقت موجود ہیں۔ دیکھ سکتے ہیں بلکہ قادیان

کے قریب بٹالہ میں اور گورداسپور میں قبرستان عیسائیاں موجود ہیں۔ مرزا قادیانی اگر وہاں آتے جاتے ہی دیکھ لیتے یا کسی عیسائی سے پوچھ ہی لیتے تو خلاف واقعہ تحریر نہ کرتے۔ افسوس!

دوم...... سب سے آخر تصنیف مرزا قادیانی کی دو یوم قبل از انتقال پیغام صلح جس کو خواجہ کمال الدین صاحب نے بعد میں جمع کر کے متفرق نوٹ ہائے کو کتاب کی شکل میں طبع کرایا۔ اس میں اس طرح پر لکھتے ہیں:

''بابا نانک صاحب اپنی جنم ساکھیوں اور گرنتھ میں کھلے کھلے طور پر دعویٰ الہام کا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک جگہ وہ اپنی جنم ساکھی میں لکھتے ہیں۔'' (پیغام صلح ص۱۱، خزائن ج۲۳ ص۴۴۵)

لیجئے! یہ بالکل غلط۔ بابا نانک صاحب نے نہ تو کبھی گرنتھ صاحب کو لکھا اور نہ کسی جنم ساکھی کو لکھا۔ کیونکہ بابا نانک صاحب سمت ۱۵۹۶ء بکرمی میں فوت ہوگئے۔ ان کے بعد پانچویں بادشاہی گوروار جن داس صاحب جب سمت ۱۶۳۸ بکرمی میں گدی پر بیٹھے۔ اس کے بہت عرصہ بعد سمت ۱۶۵۰ بکرمی آ دگرنتھ کو انہوں نے لکھا۔ گویا پچاس یا پچپن سال کے بعد گرنتھ صاحب لکھا گیا اور جنم ساکھیاں تو اور بہت عرصہ بعد لکھی گئیں۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ مرزا قادیانی نے بالکل خلاف واقعہ خلاف تاریخ لکھ دیا کہ بابا نانک صاحب نے گرنتھ اور جنم ساکھی میں لکھا میرا خیال ہے شاید خواجہ کمال الدین صاحب نے ایسا لکھا ہوگا۔ کیونکہ پیغام صلح مرزا قادیانی کے انتقال کے ایک ماہ بعد لکھا گیا۔ اس کی بھی کوئی تصدیق نہیں کہ پیغام صلح مرزا قادیانی کا لکھا ہوا ہے۔ مگر افسوس خواجہ صاحب نے بھی اس پر غور نہ کیا۔

زیرے چنیں شہر یارے چناں

مولوی صاحب! اگر میں ایسے ایسے اختلافات اور الہامات اور پیشین گوئیاں مرزا قادیانی کی جمع کروں تو ایک کتاب جداگانہ چاہئے۔ آپ ایسے ہی الہامات کو قطعی اور یقینی منجانب اللہ مثل قرآن شریف جانتے ہیں۔ اگر یہی صورت ہے تو اللہ حافظ! میں نے آپ کے غور کے لئے چند الہامات لکھ دیئے ہیں۔ امید ہے کہ آپ توجہ فرمائیں گے اور ایسے الہامات کو منجانب اللہ قطعی یقینی مثل قرآن شریف فرمانے کی جرأت نہ فرمائیں گے۔ اب میں وہ چند الہامات بھی لکھ دیتا ہوں جو مرزا قادیانی کو قرآن شریف اور احادیث شریف کے مخالف ہوئے ہیں:

اوّل...... تمام قرآن شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام جہان کا رب ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہمارا اور تمہارا رب ہے۔ قبر میں بھی یہی سوال ہوگا۔ من ربك خدا کے فضل سے مسلمان جواب دے گا کہ اللہ ربی! لیکن مرزا قادیانی کا الہام ہے کہ ربنا عاج!

دوم…… (الف) قرآن شریف میں حضرت رسول اکرم ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا ہے۔مگر مرزا قادیانی کا الہام قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا!(ب) حدیث شریف لا نبی بعدی مرزا قادیانی فرماتے ہیں ”میں نبی ہوں رسول ہوں۔“”میرا منکر کافر ہے۔“

سوم…… قرآن شریف میں حضرت رسول اکرم ﷺ کو فسبح بحمد ربك واستغفر!مگر مرزا قادیانی کا الہام ہے کہ خدا میری حمد کرتا ہے۔ یحمدك الله من عرشه یحمد الله ویمشی الله الیك !”خدا تیری عرش پر سے تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔(انجام آتھم ص۵۵، خزائن ج۱۱ص ایضاً) تیرا ظہور خدا کا ظہور ہے۔

دوسرا الہام…… اعمل ماشئت قد غفرت لك جو چاہے کر تجھے بخش دیا ہوا ہے۔

(براہین احمدیہ ص۵۶۱، خزائن ج۱ص۶۶۸)

اور الہام:انت منی وانا منك !مرزا قادیانی کا فرمانا ہے تو مجھ سے ہے میں تجھ سے ہوں۔ (دافع البلاء ص۶، خزائن ج۱۸ص۲۲۷)

چہارم…… قرآن شریف میں ہے کہ اوفوا بالعقود!اے لوگو!اپنے وعدے پورے کرو۔مگر مرزا قادیانی کا الہام ہے کہ اب ہم اپنے وعدہ کے مطابق براہین احمدیہ کو پورا کرنے کے پابند نہیں ہیں۔مباہلہ کے لئے وعدے کئے۔میدان مباہلہ میں حاضر نہ ہوئے۔منارہ کا چندہ وصول کر کے بھی ناکام، نصیبین کا چندہ بھی ہضم۔ وعدہ پورا نہ کیا۔ سراج منیر کا وعدہ۔ اربعین کا وعدہ۔وغیرہ!سینکڑوں وعدے گاؤخوردہ ہو گئے۔

پنجم…… قرآن شریف میں کفار کے ساتھ مباہلہ کا ذکر تھا۔ پہلے ازالہ اوہام میں اسی پر عملدرآمد تھا۔لیکن بعد اس کے مسلمانوں کے ساتھ مباہلہ کرنے کا الہام بڑے زور وشور اور تحدی اور لعنتوں کے ساتھ ہوا۔

مولوی صاحب!قرآن شریف کے ایک امر کی بھی مخالفت کرنا کفر اور ارتداد ہے۔چہ جائیکہ کثرت سے ہوں۔جن کا جمع کرنا موجب طوالت ہے۔آپ کے غور کے لئے یہی بس ہے۔

(تاہم پانچ تک عرض کیا گیا)بشرطیکہ آپ کی طبیعت میں خداوند کریم نیک اور رشد کی صورت پیدا کرے۔میرا کام صرف اس بات کو دکھلانا ہے کہ مرزا قادیانی کے الہامات خلاف قرآن کریم کے ہیں۔

تیسرے خط کے سوالات اور جوابات درج کئے جاتے ہیں
اوّل سوال پھر جواب پھر اپنی طرف سے جواب الجواب

سوال اوّل...... الف...... آپ کل تصانیف وتالیفات و اشتہارات مرزا قادیانی کو الہامی مانتے ہیں یا ان میں سے بعض۔ اگر بعض کو الہامی مانتے ہیں تو ان کے نام تحریر فرمائیں۔

ب...... اور ان کتابوں یا اشتہاروں اور لیکچروں کو جن کو آپ الہامی مانتے ہیں۔ ان کا درجہ قرآن شریف کے برابر یا اگر کم وبیش ہے تو کیوں؟۔

جواب...... الف...... تصانیف و تالیفات و اشتہارات وغیرہ میں جس عبارت کو مرزا قادیانی نے الہام کہا ہے اسے الہام مانتا ہوں۔ باقی کو ان کی اپنی تصنیف یا جو کچھ فی نفسہ ہو۔

ب...... الہام کا درجہ بلحاظ نفس الہام ہونے الہام کے رنگ میں قرآن شریف کے برابر مانتا ہوں۔ ہاں دوسری صورت میں قرآن شریف قائم بالذات کتاب ہے اور قائم العمل شریعت اور مرزا قادیانی کے الہامات مبشرات اور منذرات ہیں۔ اس کتاب پاک کی تصدیق کے۔

اقول باللہ التوفیق...... (الف) سوال یہ تھا کہ جن جن تصانیف مرزا قادیانی کو آپ الہامی مانتے ہیں ان کے نام تحریر فرمائیں۔ مگر آپ نے اس سوال کا جواب ہی نہ دیا جس سے یہ پایا جاتا ہے کہ آپ کو علم نہیں کہ کون کون سی کتاب مرزا قادیانی کی الہامی ہے اور کون کون غیرالہامی اور یہ بھی آپ فرماتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے جس عبارت کو الہام کہا ہے۔ اس کو الہامی مانتا ہوں اور باقی کو ان کی اپنی تصنیف۔ لیکن کیا آپ کو مرزا قادیانی کے الہامات:

۱...... وان روح اللہ ینطق فی نفسی !خدا کی روح میرے میں باتیں کرتی ہے۔ (انجام آتھم ص۱۷۶، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

۲...... وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی !(اربعین نمبر۳ ص۳۶، خزائن ج۱۷ص۴۲۶) معلوم نہیں ہیں۔ ان الہامات کے رو سے کل کلام مرزا قادیانی کی وحی کے ذریعہ سے ہے اور الہامی۔ کیونکہ مرزا قادیانی وحی کے بغیر کچھ نہیں کہتے۔ پھر آپ کا گول مول جواب دینا صحیح نہیں۔

ب...... الہام کا درجہ آپ قرآن شریف کے برابر مانتے ہیں جو مرزا قادیانی کو الہامات ہوئے وہ بعینہ قرآن شریف کے برابر ہیں۔ گویا قرآنی وحی جس کے ذریعہ سے قرآن شریف کا نزول ہوا مرزا قادیانی کے الہام کے برابر ہے۔ حالانکہ مرزا قادیانی اپنی (براہین احمدیہ ص۲۱۵ حاشیہ نمبر۱۱، خزائن ج۱ص۲۳۸) میں اس طرح پر لکھتے ہیں: ’’اور گو وحی رسالت بجہت عدم

ضرورت منقطع ہے۔لیکن یہ الہام کہ جو آنحضرت ﷺ کے با اخلاص خادموں کو ہوتا ہے یہ کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوگا۔‘‘

فرمایئے مرزا قادیانی تو فرماتے ہیں کہ وحی رسالت منقطع ہے۔صرف الہام باقی ہے۔ جب وحی رسالت جس کے ذریعہ سے قرآن شریف کا نزول ہوا تھا وہ منقطع ہوگئی اور صرف الہام رہ گیا تو پھر مرزا قادیانی کے الہام قرآن شریف کی وحی کی طرح کیونکہ ہوا؟ آپ غور فرمائیں۔

دوسری صورت میں آپ قرآن شریف کو قائم بالذات اور قائم العمل شریعت مانتے ہیں اور مرزا قادیانی کے الہامات مبشرات ومنذرات ہیں۔اس کتاب پاک کی تصدیق کے تو گویا مرزا قادیانی کے الہامات قائم بالذات نہیں ہیں۔پھر بھی قرآن شریف کے برابر نہ ہوئے۔یہ تو میں اوپر دکھلا چکا ہوں کہ مرزا قادیانی کے الہامات قرآن کریم کی نعوذ باللہ منہا تکذیب میں وارد ہیں نہ کہ تصدیق میں۔جیسے کہ رسالت اور نبوت کا دعویٰ نمبر اوّل سے پنجم تک بطور نمونہ عرض کر چکا ہوں۔امید ہے کہ آپ توجہ فرماویں گے۔

سوال دوم..... جن کتب تصانیف مرزا قادیانی کو آپ الہامی نہیں مانتے ان کا رتبہ احادیث رسول اکرم ﷺ کے برابر ہے یا کچھ کم وبیش۔اگر کم وبیش ہے تو اس کی وجہ کیا ہے۔

جواب..... احادیث اور تصانیف مرزا قادیانی کی باہمی نسبت میرے ایمان میں وہی ہے جو احمد اور غلام احمد کے درمیان ہے۔تو جیہہ خود عیاں ہے۔

اقول وباللہ التوفیق..... جب مرزا قادیانی الہام وما ینطق عن الھوی ان ھوالا وحی یوحی ہے تو پھر آپ کے ایمان میں احمد اور غلام احمد کا تفاوت کیوں ہے۔غلام اور آقا کی کلام میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔پھر رسالت اور نبوت بلکہ خدائی [1] کا دعویٰ کیسے ہے۔

سوال سوم..... جو آیات قرآن شریف کی مرزا قادیانی کو الہامات میں نازل ہوئی ہیں ان کے معنی اور مراد وہی ہیں جو قرآن شریف میں بیان ہوئے ہیں یا ان کے مخالف یا موافق جو مرزا قادیانی نے بیان کئے ہیں۔

جواب..... یہ ایک لمبی بات ہے۔مختصر یہ کہ قرآن مجید انسان کی بولی میں نازل ہوا ہے۔بولیوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔قرآن مجید کسی خاص وقت اور خاص حال کا پابند نہیں۔میرے

---

[1] مرزا قادیانی کا الہام ’’قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ ص۵۲۲، خزائن ج۱ص۶۲۳)

انت منی وانا منک! الہام ہے۔ (دافع البلاء ص۶، خزائن ج۱۸ص۲۲۷)

ایمان میں اسی واسطے شان نزول اس کے متن میں محفوظ نہیں رہا۔ میرے نزدیک یہ کلمہ طیبہ تؤتی اکلھا کل حین ہے۔ میرا ایمان ہے کہ مرزا قادیانی نے قرآن مجید ایسا سمجھا ہے جو سمجھنے کا حق ہے اور اسے اللہ تعالیٰ نے سمجھایا جو معنی قرآن شریف کے اس نے کئے ہیں۔ وہ صحیح ہیں۔ اور جن آیات قرآنی کا اس پر نزول اور ورود ہوا ہے ان کے معنی وہی صحیح ہیں جو مہبط بیان کرتا ہے۔

اقول و باللہ التوفیق...... یہ صحیح ہے کہ خداوند تعالیٰ بولیوں کا خالق ہے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں۔ یہ خوب کہا کہ قرآن مجید خاص وقت اور خاص حال کا پابند نہیں۔ اگر یہی صورت ہے تو پھر حضرت رسول اکرم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی بھی کوئی پابندی نہیں۔ آنحضرت ﷺ پر اب ایمان لانے کی بھی پابندی نہیں۔ یہ اس وقت اور حال پر تھی جب حضرت محمد ﷺ دنیا میں بقید حیات موجود تھے۔ حج اور عمرہ کی بھی کوئی خاص وقت اور حال کی پابندی نہیں۔ جب چاہا کر لیا یا نہ کر لیا اور سینکڑوں پابندیاں قرآن مجید کی دور ہو گئیں اور آپ کے ایمان کے مطابق شان نزول قرآنی بھی کوئی چیز نہیں۔ مہربانی کر کے اس کی دلیل میں کوئی سند پیش کریں جسے آپ کو ایسا لکھنے کی جرأت دی اور یہ کلمہ طیبہ جو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ان سے مراد ایمان داروں کے اعمال صالح ہیں کہ جس کا پھل یا میوہ قیامت تک کھانے میں آتا ہے۔ یہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر ایمان لا کر پھر تؤتی اکلھا ۰ الایہ! پر عمل کرے۔ نہ یہ کہ ہر وقت قرآن شریف میں تاویلات رکیکہ کر کے اپنے مطلب کو خلاف تمام جمہور اسلام اہل سنت و جماعت پیش کرے۔ آپ غور فرمائیں ایسی باتیں کوئی مسلمان ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ میرا ایمان ہے جو مرزا قادیانی نے قرآن مجید کو سمجھا ہے وہی حق ہے۔ کیونکہ ان کو خدا تعالیٰ نے سمجھایا ہے جو معنی قرآن مجید کے مرزا قادیانی نے کئے ہیں وہی صحیح ہیں۔ لیکن اس کے لئے کوئی دلیل قرآن و حدیث سے بیان نہیں کی۔ میں کہتا ہوں کہ کوئی ترجمہ کل قرآن شریف کا مرزا قادیانی نے نہیں کیا اور نہ کوئی تفسیر لکھی ہے۔ آپ خود جانتے ہیں۔ ہاں! بعض بعض آیات حیات و ممات حضرت مسیح علیہ السلام کا مطلب اپنے ادعا کے مطابق ترجمہ یا تفسیر کی ہیں۔ وہ بھی آپس میں متضاد۔ یہ دعویٰ اس وقت ہوتا کہ مرزا قادیانی نے کوئی ترجمہ قرآن شریف کامکمل کیا ہوتا۔ یا کوئی تفسیر قرآن کی لکھی ہوتی۔ تب دوسرے تراجم اور تفاسیر اسلامی کے ساتھ مقابلہ کیا جاتا۔

اب میں مرزا قادیانی کی قرآن فہمی جس کو ان کے خدا نے سمجھایا ہے دو چار مقام بطور نمونہ کے نکال کر دکھلاتا ہوں۔ آپ خود ہی فیصلہ کر لیجئے۔

اوّل...... مرزا قادیانی اپنی الہامی کتاب براہین احمدیہ میں آیت شریف یا عیسیٰ انی متوفیك و رفعك الی ! کا ترجمہ اس طرح پر کرتے ہیں: ''میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔'' (بلفظہ براہین احمدیہ ص ۵۱۹، خزائن ج ۱ ص ۶۲۰)

اسی طرح مرزا قادیانی کے فاضل بزرگ اور اب خود خلیفۃ المسیح حکیم نور الدین اس آیت کے معنی اس طرح پر کرتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ میں لینے والا ہوں تجھ کو اور بلند کرنے والا ہوں اپنی[1] طرف۔ (بلفظہ تصدیق براہین احمدیہ ص ۸)

لیجئے اس وقت جبکہ مرزا قادیانی کو اسلام سے تعلق تھا اور الہام کے ذریعہ سے قرآن شریف کی آیت کا ترجمہ فرمایا اور خلیفۃ المسیح نے بھی ایسا ہی ترجمہ کیا اور مرزا قادیانی کی الہامی کتاب کی تکذیب کی تصدیق اہل اسلام کے عقیدہ کے مطابق کی۔ پھر اس کے بعد دونوں صاحب پلٹ گئے اور تمام کتب اور تحریرات میں یہ ترجمہ کر دیا: ''اے عیسیٰ میں تجھے وفات دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا۔''

اب فرمایئے! کون سے معنی اور ترجمہ صحیح سمجھا جائے۔ آیا الہامی کتاب میں کا ترجمہ یا جو اپنی رائے سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ یا اس الہام کے مطابق کہ مجھ کو خدا نے خبر دی ہے کہ حضرت عیسیٰ مر چکے۔ دوبارہ دنیا میں نہیں آئیں گے۔ اس صورت میں الہام ہی دو متضاد ہو گئے۔ براہین احمدیہ الہامی کتاب کی مخالفت بھی ساتھ ہی ہے اور قرآن فہمی بھی مرزا قادیانی کی ہویدا ہے۔

دوم...... الہام: ھو الذی ارسل رسوله بالھدی ودین الحق لیظھره علی الدین کله! (براہین احمدیہ ص ۴۹۸، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

مرزا قادیانی نے اس آیت شریف کی تفسیر یوں کی ہے: ''یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔''

(بلفظہ الہامی کتاب براہین احمدیہ ص ۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

پھر اس کے بعد ازالہ اوہام انجام آتھم وغیرہما و دیگر تصانیف الہامی اور غیر الہامی میں مرزا قادیانی نے اس آیت شریفہ بالا کو اپنے حق میں منضبط فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت

---

[1] پہلے آپ حیات عیسیٰ علیہ السلام کے قائل تھے لکھتے ہیں حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص ہی ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔ (براہین ص ۳۶۱ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳، خزائن ج ۱ ص ۴۳۱)

ہو گئے اور اب دوبارہ تشریف نہیں لاویں گے۔ اس آیت شریف کا مورد میں ہوں۔ ایک ہی آیت دو الہاموں میں متضاد فرما دی اور قرآن فہمی بھی ظاہر کر دی۔ حالانکہ آیت شریفہ بالا بموجب عقیدہ اسلام حضرت رسول اکرم ﷺ پر قرآن کریم میں نازل ہوئی اور تمام ادیان پر غالب ہوئے اور انہیں پر پیشگوئی پوری ہوئی۔ اب اپنے ایمان کو حاضر کر کے غور فرمائیں:

سوم...... قرآن شریف میں: ''سبحن الذی اسریٰ بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الا قصا الذی بارکنا حوله لنیریه من آیتنا۰ انه هو السمیع البصیر (بنی اسرائیل:)'' ترجمہ:...... ''پاک ذات ہے اللہ جو لے گیا اپنے بندے محمد ﷺ کو راتوں رات ادب والی مسجد (مکہ شریف) سے پرلی مسجد (مسجد اقصیٰ بیت المقدس) تک جس میں ہم نے برکتیں اور خوبیاں رکھی ہیں۔ تاکہ دکھلاویں اس کو اپنی قدرت کے نمونے۔ وہی ہے سننے والا اور دیکھنے والا۔''

اس آیت شریف پر اہل سنت وجماعت کا اتفاق ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کو جسمانی معراج شریف ہوا۔ مکہ شریف سے بیت المقدس جو ملک شام میں ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت ﷺ کو لے گئے اور وہاں سے ساتوں آسمانوں اور عرش معلیٰ اور بہشت اور دوزخ جہاں جہاں خداوند کریم کا حکم ہوا سیر فرمائی۔ لیکن مرزا قادیانی کو اس کا انکار ہے۔ گویا اس آیت شریف کا بھی انکار قرآن فہمی کی وجہ سے ہوا۔

چہارم...... قرآن شریف کی فہمید مرزا قادیانی کو یہ ہوئی کہ: ''قرآن میں گندی گالیاں بھری ہیں۔'' نعوذ باللہ! (دیکھو ازالہ اوہام کے صفحات ۲۵، ۲۶، ۲۷، ملخصاً، خزائن ج۳ص ۱۱۵، ۱۱۶)

پنجم...... مرزا قادیانی کی قرآن فہمی اور قرآن دانی یہ کہ قرآن شریف میں یہ الہام درج ہے: ''انا انزلناه قریباً من القادیان'' (دیکھو براہین احمدیہ ص ۴۹۸، خزائن ج۱ص ۵۹۳) اور مفصل حال (ازالہ اوہام کے ص ۷۶، ۷۷، خزائن ج۳ص ۱۴۰) تعجب اس پر یہ ہے کہ جب اس الہام کو مرزا قادیانی نے براہین احمدیہ میں لکھا اس وقت کوئی کشفی حالت میں مرزا غلام قادر کو قرآن شریف پڑھتے دیکھنا بیان نہ فرمایا اور نہ یہ ذکر کیا کہ قرآن شریف میں یہ آیت لکھی ہوئی موجود تھی۔ لیکن ازالہ اوہام کو لکھتے ہوئے یہ سارا قصہ درج فرمایا کہ قرآن شریف میں مکہ، مدینہ، قادیان، تینوں شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا موجود ہے۔

اب فرمایئے یہ قرآن فہمی اور قرآن دانی مرزا قادیانی کی ہے یا قرآن شریف پر زیادتی اور تحریف ہے۔ یہ اہل اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے کہ قرآن شریف میں کمی اور بیشی کا اعتقاد رکھنا انا له

لحفظون! آیت قرآنی کے خلاف کفر ہے۔ اس بارہ میں مرزا قادیانی کا ہی پہلا اعتقاد آپ کے اطمینان کے لئے لکھ دیتا ہوں۔ وہو ہذا!

’’اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اس کی شرائع اور حدود واحکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہوسکتا...... جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کی ایک حکم کی تبدیلی یا تغیر کرسکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۱۳۷،۱۳۸، خزائن ج۳ ص۱۷۰)

اب آپ ہی اس پر غور فرمائیں کہ قرآن فہمی اور قرآن دانی یہی ہے۔ مجبوراً یہ کہنا پڑتا ہے کہ مرزا قادیانی نے قرآن شریف کو ایسا سمجھا ہے جو سمجھنے کا حق نہیں تھا اور نہ یہ فہمید قرآنی خدا کی طرف سے ہوسکتی ہے۔

سوال چہارم...... (الف) اگر مرزا قادیانی کے الہامات میں تعارض واقع ہو تو اذا تعارضا تساقطا ہو جائے گا یا نہیں اور ان میں سے کس الہام کو صحیح سمجھا جاوے گا۔ اوّل کو یا آخر کو اور اس کی وجہ۔

(ب)...... یا مرزا قادیانی کے الہامات میں آپ تعارض کا وقوع تسلیم نہیں کرتے۔

(ج)...... کیا مرزا قادیانی کے ایسے الہامات بھی ہیں جن کے معنی یا مطلب اب تک معلوم نہ ہوئے ہوں۔

(د)...... جو الہامات مرزا قادیانی کو بطور پیشگوئی ہوئے وہ پورے ہوگئے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں ہوئے تو آئندہ ہوں گے یا نہیں۔

جواب...... (الف) میرا ایمان ہے کہ سچے الہام میں تعارض نہیں ہوتا۔ الٰہی الہام میں تعارض کا نظر آنا میرے نزدیک آنکھوں کا قصور ہوتا ہے۔ قرآن مجید جیسے اتم اکمل بےمثیل اور زندہ کتاب میں تعارض دیکھنے والی آنکھیں کیا دنیا میں کم ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار!

(ب)...... اوپر عرض ہو چکا ہے۔

(ج)...... ہاں! میرا ایمان ہے کہ ایسے الہامات بھی ہیں جن کا مطلب اپنے وقت پر کھلے گا۔ یہاں بھی وہی متشابہات اور محکمات کا مقدمہ ہے۔

(د)...... پیشگوئیاں کے متعلق میرا ایمان ہے کہ اکثر پوری ہوچکی ہیں۔ بعض ایسی بھی ہیں جو آئندہ پوری ہوں گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ!

اقول وباللہ التوفیق!(الف)..... بے شک سچے الہامات میں تعارض نہیں ہونا چاہئے۔مگر سوال تو یہ تھا کہ مرزا قادیانی کے الہامات میں تعارض ہے یا نہیں۔اس کا جواب آپ نے نہیں دیا۔

جو تعارضات مختصر میں اوپر دکھلا چکا ہوں فی الواقع سچے نہیں ہیں۔یہاں کسی کی آنکھوں کا قصور نہیں۔بلکہ ملہم یا ملہم کا قصور ہے۔

(الف)..... مثلاً مرزا قادیانی کا الہام تھا کہ میری عمر اسی سال کی ہے۔پھر الہام ہوا کہ اسی سال یا اس سے کم وبیش۔پھر الہام ہوا کہ اب میری عمر پچانوے سال کی ہوگئی ہے۔پھر الہام ہوا کہ میری اجل قریب آگئی ہے۔پھر الہام خدائی ہوا کہ تیری عمر بڑھادوں گا اور تیرے دشمن تیری آنکھوں کے سامنے اصحاب فیل کی طرف نابود ہوجائیں گے۔

(ب)..... پہلے الہام ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لاویں گے۔پھر الہام ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہوچکے ہیں۔اب دنیا میں تشریف نہیں لاویں گے۔علیٰ ہذا!! القیاس بہت سے تعارضات ہیں۔آپ غور فرمائیں اس میں کسی کی نظر کا قصور ہے یا کہ واقعی ملہم یا ملہم کا۔قرآن شریف میں تعارضات مرزائی احمدی صاحبان کو نظر آتے ہوں گے جو اس بات کے بھی قائل ہیں کہ قرآن میں نعوذ باللہ گندی گالیاں بھری ہیں۔

(ب)..... سوال یہ تھا کہ آپ مرزا قادیانی کے الہامات میں تعارض کا وقوع تسلیم نہیں کرتے۔مگر اس کا جواب صرف یہ دیا کہ: ''اوپر عرض کر چکا ہے۔'' خیر صحیح اور صاف جواب مطابق سوال کے نہ دینا آپ کے اختیار میں ہے۔

(ج)..... ہاں! یہ آپ کا ایمان ہے کہ بعض الہامات کا مطلب اپنے وقت پر کھلے گا۔ آپ فرماسکتے ہیں کہ الہام اوّل ''ربنا عاج'' (ہمارا رب عاجی ہے۔اس کے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے) اس کا مطلب کب کھلے گا اور کیا معنی کھلیں گے۔ملہم صاحب تو فوت ہوگئے۔ ۲۵،۳۰ سال تک مطلب اور معنی معلوم نہ ہوئے۔اب تو کوئی صورت اس الہام کے مطلب اور معنی معلوم ہونے کی نہیں رہی۔الہام بھی ایسا کہ خاص خداوند تعالیٰ کی نسبت وہ بھی مشتبہ رہا۔

(دیکھو براہین احمدیہ الہامی کتاب کا ص ۵۵۶، خزائن ج۱ ص۶۶۲)

دوسرا الہام ھو شعنا نعسا! یہ دو فقرے شاید عبرانی ہیں۔ان کے معنی اب تک اس عاجز پر نہیں کھلے۔پھر انگریزی الہام ہوا اس کے معنی بھی معلوم نہیں۔

(براہین احمدیہ ص ۵۵۶ حاشیہ نمبر۴، خزائن ج۱ ص۶۶۴)

فرمایئے! ان الہاموں کے معنی اور مطلب کب کھلیں گے۔ جبکہ مرزا قادیانی ہی نہیں رہے۔ سنت اللہ یہ نہیں ہے کہ ملہم پر الہاموں کے معنی اور مطلب نہ کھلے ہوں۔ اس پر آپ نے متشابہات اور محکمات کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ اس کی بحث آپ تفاسیر معتبرات میں زیر آیت شریف ھو الذی انزل علیك الكتب منه آیت محكمات منهن ام لكتب واخر متشابهات ! میں دیکھ سکتے ہیں۔ یعنی جن آیات کے معنوں میں کسی طرح کا کوئی شبہ نہ ہو وہ محکمات میں سے ہے۔ مثلاً اللّٰه ربی وربكم اللہ تعالیٰ ہی میرا اور تمہارا رب ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی کا الہام ربنا عاج ہمارا رب عاجی ہے۔ اس کے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے۔ یہ الہام متشابہ نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح پہلے الہام ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرب قیامت کو دوبارہ دنیا پر تشریف لا کر دین سلام کو تمام آفاق اور اقطار میں پھیلا دیں گے محکمات سے ہے۔ پھر یہ الہام کہ عیسیٰ علیہ السلام مر چکے ہیں۔ اب دوبارہ دنیا میں تشریف نہیں لاویں گے۔ یہ الہام بھی محکمات میں سے ہے۔ الہامات وحی متشابہات یہ ہیں۔ مثلاً خداوند کریم کے ہاتھ پاؤں صورت شکل الرحمن علی العرش الستوی یا حروف مقطعات ہیں۔ مرزا قادیانی کے الہامات محکمات سے ہی ہیں۔ خواہ خود ان کو ان کا پتہ ملے یا مطلب اور معنی معلوم ہوں یا نہ ہوں۔ پس آپ کا یہ ایمان کہ بعض الہاموں کا مطلب پھر کسی وقت کھلے گا۔ ہرگز صحیح نہیں۔ براہ مہربانی غور فرمائیں۔ فاعتبروا یااولی الابصار!

(د)...... پیشگوئیوں کی نسبت آپ کا ایمان یہ ہے کہ اکثر پوری ہو چکی ہیں اور بعض جو پوری نہیں ہوئیں وہ آئندہ پوری ہوں گی۔ لیکن میرا ایمان ہے کہ مرزا قادیانی کی ایک بھی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور آئندہ کوئی پیشگوئی پوری نہ ہوگی۔ خواہ تفصیل وار فیصلہ کرلیں یا بطور نمونہ مشتے ازخروارے دیکھ لیں جو پیشگوئی مرزا قادیانی نے کی یا تو وہ برعکس ظاہر ہوئی یا محض غلط ثابت ہوئی۔ مثلاً:

پہلی پیشگوئی: سب سے پہلے فرزند ارجمند کے پیدا ہونے کی پیشگوئی ۱۸۸۶ء میں کی۔ اس فرزند الہامی کی تعریف یہ کی کہ مظهر الحق والعلی كان الله نزل من السماء یعنی وہ لڑکا مظہر حق اور عالی رتبہ ہوگا۔ گویا خود خدا آسمان سے نازل ہوا ہے۔ اس کے کپڑوں سے بادشاہان برکت پاویں گے۔ وغیرہ وغیرہ! اس کے برعکس لڑکی پیدا ہوئی۔ لیکن اب تک وہ لڑکا الہامی پیدا نہیں ہوا۔ مرزا قادیانی بھی چل بسے اور اب آئندہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوسکتی اور نہ ہوگی۔

دوسری پیشگوئی: محمدی بیگم کے ساتھ بڑی تحدی کے ساتھ اپنا نکاح کا الہام سے ہونا ظاہر کیا۔ حتیٰ کہ آسمان پر اس کے ساتھ نکاح ہو چکا ہوا ہے۔ جب والدین محمدی بیگم نے نکاح کے دینے سے انکار کیا تو بہت سے خطوط تہذیب کے خلاف ان کو لکھے (یہ خطوط میری کتاب میں چھپے ہوئے ہیں) اور نوبت طلاق وعاق کی پہنچی۔ جب انہوں نے نکاح دوسری جگہ کر دیا تو پھر الہام ہوا کہ محمدی بیگم کا باپ اور اس کا خاوند اڑھائی سال کے اندر مر جائیں گے اور وہ بیوہ ہوکر میرے نکاح میں آوے گی۔ لیکن افسوس ۱۸۸۸ء کا الہام اب تک ظہور میں نہ آیا اور جب کسی نے اعتراض کر کے الہاموں کو غلط ثابت کیا تو مرزا قادیانی اور دیگر مرزائیوں نے کہہ دیا کہ الہام کی ایک ٹانگ ٹوٹ چکی ہے۔ دوسری بھی ٹوٹ جاوے گی۔ یعنی مرزا احمد بیگ ولد محمدی بیگم تو مر چکا ہے۔ اب اس کا خاوند سلطان محمد بھی مر جاوے گا۔ مسلمانوں یہودیوں کا یہ اعتراض قبل از وقت ہے۔ جب تک محمدی بیگم نہ مر جائے یا میں نہ مر جاؤں تب تک یہ اعتراض عائد نہیں ہوسکتا۔ فرمایئے! ایسی تاویل کا کیا علاج۔ مرزا قادیانی تو اپنے مقدر کی جگہ پہنچ گئے۔ اب اعتراض ہو تو کس طرح اور کس پر۔ مرزائی احمدی صاحبان ایسے ہیں کہ وہ یہی کہے جاتے ہیں کہ جو پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں۔ وہ آئندہ کو پوری ہوں گی۔ براہ مہربانی! ذرہ غور فرمایئے کہ یہ پیشگوئی آئندہ کس طرح پوری ہوگی۔

تیسری پیشگوئی: مرزا قادیانی کا الہام ترد الیك انوار الشباب سیاتی علیك زمن الشباب...... الخ۔ تیرے پر جوانی کا زمانہ لایا جائے گا اور تیری بیوی کو بھی جوان بنایا جائے گا۔ (اخبار بدر، ج ۲ نمبر ۲۱ ص ۲، ۲۴؍مئی ۱۹۰۶ء، تذکرہ ص ۶۱۷)

فرمایئے! پیشگوئی کب پوری ہوگی۔ اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے خلاف نہیں کرتا۔ دیکھو قرآن[1] شریف۔

---

[1] یہ تمام پیشگوئیاں ایسی ہیں جو خدا کی طرف سے ہرگز نہیں ہوسکتیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور وعدہ ہرگز نہیں ٹلتا۔ اگر ایسا ہو تو پھر خدا اور اس کے الہاموں پر سے بالکل اعتبار اٹھ جائے۔ ایسا گمان بھی دل میں نہ لانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسلہ ان اللہ عزیز ذو انتقام (مریم:)'' ترجمہ:...... پس ہرگز مت گمان کر اللہ کو کہ خلاف کرنے والا ہے اپنے وعدہ کو اپنے پیغمبروں سے تحقیق۔ اللہ غالب ہے بدلا لینے والا۔ تمام قرآن کریم میں وعدہ اللہ حق سے پر ہے۔

چوتھی پیشگوئی: ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب و دیگر مخالفین تیری آنکھوں کے سامنے اصحاب فیل کی طرف نابود اور ہلاک ہو جائیں گے۔ فرمایئے! یہ پیشگوئی کب پوری ہوگی۔

پانچویں پیشگوئی: الہام تیری عمر بڑھا دوں گا۔

چھٹی	″	مولوی محمد حسین توبہ کر کے میری طرف رجوع کرے گا۔
ساتویں	″	غلام حلیم لڑکا بمنزلہ مبارک احمد فوت شدہ کے پیدا ہوگا۔
آٹھویں	″	یحیٰ لڑکے کی بشارت جو زندہ رہے گا۔
نویں	″	شوخ اور شنگ لڑکا پیدا ہوگا۔
دسویں	″	عالم کباب لڑکا پیدا ہوگا اس وقت تمام عالم کباب ہو جائیگا۔
گیارھویں	″	خواتین سے تیرا نکاح ہوگا۔ ان سے تیری نسل بہت ہوگی۔
بارھویں	″	تیرے مخالف رسوا ہونگے۔ تیری تمام دعائیں قبول ہونگی۔
تیرھویں	″	اس سال ۱۹۰۷ء یا اگلے سال ۱۹۰۸ء طاعون بہت پڑے گا۔

چودھویں پیشگوئی: ملاں محمد بخش، محمد حسین تبتی، مولوی محمد حسین ذلیل ہو کر مریں گے۔ تین سال میں ۱۵ر جنوری ۱۹۰۰ء تک۔

پندرھویں پیشگوئی: پانچویں فرزند کے پیدا ہونے کی مندرجہ (مواہب الرحمٰن ص ۱۳۹، خزائن ج ۱۹ ص ۳۶۰) اور سینکڑوں ایسی پیشگوئیاں ہیں جن کے پورے ہونے کی کوئی امید نہیں۔ آپ غور فرما کر ایمان سے کہئے یہ پیشگوئیاں کب پوری ہوں گی۔ لڑکوں کا پیدا ہونا تو قطعی جاتا رہا۔ خواتین سے نکاح بھی موقوف ہو گیا۔ عمر بجائے بڑھنے کے گھٹ گئی۔ جوانی کی خواہش جاتی رہی۔ اپنی بیوی کی بھی جوانی ندارد۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب وغیرہ خدا کے فضل زندہ موجود ہیں اور مرزا قادیانی خود اپنی پیشگوئی کے مصداق میں نیچے آگئے۔

سوال پنجم: تصانیف و تالیفات و اشتہارات و لیکچر وغیرہ جو مریدین مرزا قادیانی کے ہیں۔ مثلاً حکیم نور الدین، مولوی عبدالکریم، مولوی محمد احسن امروہی، مرزا خدا بخش، محمد اسماعیل وغیرہ ہم صاحبان کے ہیں وہ بھی قابل سند ہیں یا نہیں۔ درآنحالیکہ وہ تصانیف مرزا قادیانی کے ملاحظہ میں آچکی ہوں اور مرزا قادیانی نے پسند فرما لیا ہو۔

جواب: حکیم نور الدین صاحب قبلہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم فاضل امروہی صاحب مخدوم مرزا خدا بخش صاحب اور محمد اسماعیل صاحب کو بڑے پایہ کے انسان اور باخدا بزرگ سچے مسلمان اور پاک نمونہ جانتا ہوں اور ان کا کلام اسی حد تک قابل سند ہے۔

اقول وباللہ التوفیق: حکیم نورالدین نے مرزا قادیانی کو محض تمثیلی طور پر مسیح کہا ہے۔ جیسے حکیموں کو سقراط اور بقراط وغیرہ لقبوں سے لکھ دیتے ہیں۔ مسیح موعود اور مسیح ابن مریم نہیں مانا۔ جو مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے۔ مرزا قادیانی نے حضرت مسیح ابن مریم کو کئی جگہ بے باپ ہونا مانا ہے اور کئی جگہ یوسف نجار کا بیٹا لکھا ہے۔ جیسے ازالہ اوہام میں لکھتے ہیں: ”کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم نے اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔“

(ازالہ اوہام ص۳۰۳، خزائن ج۳ ص۲۵۴)

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ: ”یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور بہنیں تھیں۔ یعنی یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔“

(کشتی نوح حاشیہ ص۱۶، خزائن ج۱۹ ص۱۸)

لیجئے! یہاں مرزا قادیانی کے فرمان کے مطابق یسوع بھی ہیں اور مسیح بھی ہیں جن کی بابت فرمایا ہے کہ: ”یسوع میرا واقف نہیں۔“ آپ کسی آیت اور حدیث شریف سے ثابت کریں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے باپ پیدا نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ یوسف نجار ان کے باپ تھے۔ ہرگز نہیں۔

حکیم نورالدین بھی پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بے باپ پیدا ہونا مانتے رہے۔ اب ان کا ایمان بھی اس بات پر قائم نہیں رہا۔ وہ اپنے رسالہ نوردین میں لکھتے ہیں: ”نہ قرآن شریف میں نہ حدیث میں نہ صحابہ رضی اللہ عنہم نہ صوفیاء کرام کے اقوال میں یہ حکم ہے کہ مسیح کو بے باپ مان کر ایمان لاؤ۔“ پھر لکھتے ہیں کہ: ”میں خود مدت تک بااینکہ اسلام میرا ایمان اور میری جان ہے اس بات کو مانتا رہا ہوں (یعنی مسیح بے باپ پیدا ہوئے تھے) گو اب میں اس بات کا قائل نہیں رہا۔“ (بلفظہ ملتقطاً ص۱۵۸، ۱۵۹، رسالہ نوردین مصنفہ حکیم نورالدین حال خلیفۃ المسیح)

لو! مولوی صاحب مرزا قادیانی اور حکیم صاحب کا اسلام کہ قرآن شریف میں یہ کہیں حکم نہیں کہ مسیح علیہ السلام کو بے باپ پیدا ہوا مانو۔ کیونکہ قرآن شریف میں حضرت مسیح کو ابن مریم لکھا ہے نہ ابن یوسف نجار۔ حضرت مریم کا جبرائیل فرشتہ کو جواب دینا کہ مجھ کو لڑکا کیسے ہوسکتا ہے۔ جبکہ کسی بشر نے کسی طرح مجھے چھوا تک نہیں اور پھر فرشتے کے دم کرنے سے حضرت مریم علیہ السلام حاملہ ہوگئیں اور اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک یا دو ساعت کے اندر پیدا ہوگئے۔ کیا ان آیات پر ایمان لانا مسلمانوں کا کام نہیں ہے۔ یا یہ کہ جس بات پر حکم ہی ہو کہ اس پر ایمان لاؤ

تب اس پر ایمان لانا چاہئے۔ باقی پر نہیں۔ کیا سب سے پہلے الم ذلك الكتب لاريب فيه کے مطابق کل قرآن شریف من اوله والآخر پر ایمان لانا حکیم صاحب کے لئے ضروری نہیں۔ ہر آیت شریف الذی فرض علیك القرآن اور آیت شریف یا ایها الذین آمنوا آمنو بالله و رسوله والكتب الذی نزل علی رسوله یعنی اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب قرآن شریف پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب رسول اکرم ﷺ پر نازل کیا۔ کیا حکیم صاحب کو ان آیات پر ایمان لانے کا حکم نہیں۔ مگر زبردستی کسی کی طبیعت میں ہو تو وہ کیا سمجھتا ہے۔ کیا عجب منطق ہے۔

پھر حکیم صاحب فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں بھی کہیں حکم نہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو بے باپ پیدا ہونے پر ایمان لاؤ۔ یہ بھی عمداً اغماض حکیم صاحب کا ہے یا بے علمی کا موجب۔ دیکھو حضرت رسول اکرم ﷺ اس طرح پر فرماتے ہیں۔ حدیث شریف: ''عن عبادة بن الصامتؓ قال قال رسول اللهﷺ من شهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له وان محمد عبده ورسوله وان عيسى عبدالله و رسوله و ابن امته و كلمته القها الى مريم وروح منه و الجنة والنار حق ادخله الله الجنة على ما كان من العمل متفق عليه (مسلم ج ۱ ص ۴۲ باب الدليل على ان من مات على التوحيد... الخ، بخاری ج ۱ ص ۴۸۸ باب یااهل الكتاب لا تغلوفی دینكم و مسند احمد ج ۵ ص ۳۱۳،۳۱۴)''

ترجمہ:...''عبادہ بن صامتؓ سے ہے کہا فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ جو کوئی گواہی دے اس بات کی کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں۔ اللہ واحد ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں ہے اور اس بات کی بھی گواہی دے کہ حضرت محمد ﷺ خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور اس بات کی بھی گواہی دے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں اور اپنی لونڈی (مریم علیہ السلام) کے بیٹے ہیں۔ کلمہ کن سے (بے باپ) پیدا ہوئے جو مریم کی طرف ڈالا گیا تھا خدا کی طرف سے روح ہے (زندہ کرتے تھے مردوں کو) اور اس بات پر بھی ایمان لاوے کہ بہشت اور دوزخ حق ہیں۔ داخل کرے گا اللہ تعالیٰ (اس شخص کو جو ایسا ایمان لاکر شہادت دے گا) بہشت میں۔ خواہ عمل اچھا کرتا ہو یا برا۔''

یہ حدیث شریف صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں موجود ہے۔ اب آپ غور فرمائیں کہ یہ حکیم صاحب کی کیسی زبردستی اور دین اسلام سے لاپرواہی ہے۔ فرماتے ہیں کہ کسی حدیث

میں مسیح علیہ السلام کو بے باپ ماننے اور ایمان لانے کے لئے حکم نہیں ہے۔ اس سے قرآن شریف اور حدیث شریف دونوں کا انکار کر دیا۔ لیکن پہلے ایمان ان کا اس پر تھا۔ لیکن اب ان کا ایمان مسیح علیہ السلام کے بے باپ پیدا ہونے پر نہیں رہا۔ اللہ غنی !!! دعویٰ فضیلت اور خلیفۃ المسیح احمدیان مرزائیان۔ اللہ حافظ! یہ اعتقاد بعینہ اس آیت قولهم علی مریم بهتانا عظیما کے ہے۔

ہاں! یہ بھی یاد رہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا بے باپ پیدا ہونا قرآن شریف نص صریح اور حدیث صحیح اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ اس کا انکار کرنے والا اسلام سے خارج ہے۔ اس بارہ میں مرزا قادیانی کی ہی اپنی تحریر آپ کے اطمینان کے لئے پیش کرتا ہوں۔ وہ فرماتے ہیں: ''جو شخص ذرا برابر بھی شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کرے یا کسی اجماعی عقیدہ کا انکار کرے اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔''

(بلفظہ انجام آتھم ص ۱۴۴، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

سوال ششم: اگر تصانیف مرزا قادیانی وحکیم نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح (بقول مرزائیاں) میں تخالف ہو تو کس کی تحریر قابل سند سمجھی جائے گی۔

جواب: میرے ایمان میں مسیح اور خلیفۃ المسیح میں تخالف ناممکن بفرض محال آپ کی خاطر مان بھی لوں تو مسیح مقدم السند ہوگا۔

اقول وباللہ التوفیق: آپ کے جواب کی طرز یہ ظاہر کر رہی ہے کہ مسیح اور خلیفۃ المسیح دونوں معمولی آدمی ہیں۔ جن کے نام پر کوئی کلمہ تعظیمی آپ کے ایمان اور اعتقاد کے مطابق نہیں ہونا چاہئے۔ میں اگر حضرت مسیح علیہ السلام ابن مریم علیہا السلام کا نام لوں تو ضرور ہے کہ علیہ السلام کہوں۔ انہیں باتوں سے میں اخذ کرتا ہوں کہ آپ مرزا قادیانی کو مسیح موعود تصور نہیں فرماتے۔ جیسے کہ مرزا قادیانی کا خود دعویٰ ہے اور تمام مرزائی احمدی مانتے ہیں۔ آپ نے کہیں بھی کوئی کلمہ تعظیمی سواء لفظ صاحب کے اور کچھ نہیں لکھا۔ مرزا قادیانی کے دعاوی نبوت ورسالت والوہیت میں لکھ چکا ہوں کہ وہ مرزا قادیانی کو تمثیلی اور فرضی طور پر حکیموں کے سقراط بقراط کے بعنوان کی طرح مسیح الزمان مانتے ہیں۔ ایسے کئی ایک نام اس وقت مسیح الزمان موجود ہیں۔ علاوہ ازیں حکیم صاحب لکھتے ہیں:

''ختم نبوت نے الہام اور مکالمہ اور مخاطبہ سے مخلوق کو محروم نہیں کیا۔ اسلامیوں میں ہمیشہ اور ہر زمانہ میں ایسے لوگ ہوتے رہے ہیں جو اس فیض ربانی سے فیض یاب ہوئے۔

دیکھو حالات شیخ عبدالقادر جیلانی و شیخ محی الدین ابن عربی، شیخ معین الدین چشتی، بابا شیخ فرید شکر گنج شہاب الدین سہروردی، شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ دہلوی، عبداللہ غزنوی وغیرہ اولیاء اور ہمارے اس زمانہ میں حضرت مرزا قادیانی۔"

(بلفظہ تصدیق براہین احمدیہ ص۴۴ تصنیف حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح)

دیکھئے آپ کے خلیفۃ المسیح اپنی کتاب میں ان بزرگان مندرجہ بالا کے نام لکھ کر مرزا قادیانی کو ان کے مساوات میں شمار کر رہے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی خود و دیگر مرزائی صاحبان پیغمبری اور نبوت و رسالت میں واقعی ایمان لا کر علیہ الصلوٰۃ والسلام وغیرہ کلمات تعظیمی سے لکھ رہے ہیں۔ لیکن خود خلیفہ صاحب نے کوئی کلمہ تعظیمی حضرات اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اسماء مبارکہ پر نہیں لکھا۔ بلکہ صرف ان کے معمولی طور پر ان کے نام لکھ کر وغیرہ وغیرہ لکھ دیا۔ اس سے حکیم صاحب کی دینی واقفیت بھی عیاں ہے۔ خیر اس تحریر سے یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ حکیم صاحب ان بزرگان علیہم الرحمۃ کو جن کے نام لکھے ہیں اولیاء کرام میں شمار کرتے ہیں اور ویسا ہی مرزا قادیانی کو بھی مانتے ہیں اور خداوند کریم کا مکالمہ اور مخاطبہ ان سے قبول کرتے ہیں۔ اس پر میں بہت خوش ہوں گا کہ آپ ان بزرگان مقبولہ و مسلمہ آپ کے خلیفۃ المسیح کے ان کے اقوال و افعال سے مقابلہ کر کے مرزا قادیانی کے دعویٰ کی تصدیق فرمائیں گے۔ ورنہ میں تیار ہوں کہ ان بزرگان اولیاء عظام کے اقوال اور افعال سے مرزا قادیانی کے تمام دعوؤں کی تکذیب دکھلاؤں جو آپ پسند فرمائیں وہی کر لیا جائے۔

سوال ہفتم: مامور بھی نبی ہوتا ہے یا نہیں اور مامور کا کیا کام ہے۔ مامور کا منکر اور مکذب[1] مسلمان ہوتا ہے یا کافر؟۔

جواب: ہاں! مامور نبی ہو تو نبی ہوتا ہے۔ نبی کا منکر اس کا کافر ہوگا۔ میری سمجھ میں کافر کے معنی ہی انکار کرنے والے کے ہیں۔

اقول وباللہ التوفیق: یہ جواب آپ کا خوب ہے کہ اگر مامور نبی ہو تو نبی ہوتا ہے۔ تو اس سے ثابت ہوا کہ مامور اگر نبی نہ ہو تو نبی نہیں ہوتا۔ یعنی مامور نبی بھی ہوتا ہے اور مامور نبی نہیں بھی ہوتا۔ سوال کا صاف جواب آپ نے نہیں دیا۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ نبی کا منکر اس کا کافر ہوگا۔ یعنی جو شخص کسی نبی کا منکر ہوگا وہ اس نبی کا کافر ہوگا۔ خدائی یا شرعی کافر نہیں جس کسی کا کوئی

---

[1] محروم نہیں .... الخ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وحی الٰہی یا وحی رسالت ہمیشہ کے لئے بند ہو چکی۔ (۱۲ منہ)

منکر ہوا سی کا وہ کافر ہوگا۔ مثلاً اگر کوئی شخص آپ کا منکر ہے تو آپ کا ہی کافر ہے شرعی کافر نہیں۔ یہ بھی آپ کی نئی منطق ہے۔

دوسرا حصہ[1] سوال کا یہ تھا کہ مامور کا کیا کام ہے۔ یعنی دنیا میں اس کے متعلق کیا کام ہوتا ہے جس کے لئے وہ مامور کیا جاتا ہے۔ لیکن افسوس آپ نے اس کا جواب ہی نہیں دیا اور عمداً آپ نے اس کا اغماض کیا۔ نبی علیہ السلام کا منکر ضرور کافر شرعی ہے۔ یہ آپ کا خیال کہ ہر منکر کو کافر سمجھ لیا جائے صحیح نہیں۔ بلکہ شرعی کافر وہی ہے جو الوہیت اور ختم رسالت یا رسالت اور نبوت عامہ یا ضروریات ارکان اسلام کا منکر ہو کافر ہے۔

اس سوال کا مطلب یہی تھا کہ مرزا قادیانی کے مسیح موعود ہو کر آنے کی کیا ضرورت تھی اور ان کا کیا کام ہونا چاہیے تھا۔ اسلام کو ان سے کیا فائدہ مترتب تھا اور جو کام ان کے سپرد تھا اس کو انہوں نے پورا کیا یا نہیں۔ کیونکہ مسلمانوں کے عقائد میں حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ دنیا میں تشریف لانے کی غرض کتب واحادیث اور سیر اور تفاسیر میں مفصل درج ہے جس کا ذکر مرزا قادیانی کی الہامی کتاب (براہین احمدیہ ص ۴۹۸، خزائن ج۱ ص ۵۹۳) وغیرہ میں بھی درج ہے۔ پھر ایک جگہ پر مرزا قادیانی مسیح موعود کے تین کام اس طرح پر درج فرماتے ہیں۔ انہیں پر غور فرما لیجئے۔ وہو ہذا!

اوّل: مسیح کے دم سے کافر مریں گے۔ یعنی دلائل بینہ اور براہین قاطعہ کے رو سے وہ ہلاک ہو جائیں گے۔

دوسرا: کام مسیح کا یہ ہے کہ اسلام کو غلطیوں اور الحاقات بیجا سے منزہ کر کے وہ تعلیم جو روح اور راستی سے بھری ہوئی ہے خلق اللہ کے سامنے رکھے۔

---

[1] دوسرا حصہ سوال کا مرزا قادیانی ایک جگہ یوں لکھتے ہیں۔ طالب حق کے لئے میں ایک یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہ ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلا دوں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت وعظمت اور شان دنیا پر ظاہر کروں جس میں اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی۔ ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے۔ وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہیے تھا تو پھر سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور مر گیا تو پھر گواہ رہیں کہ جھوٹا ہوں۔ والسلام! غلام احمد (اخبار البدر مورخہ ۱۹؍جولائی ۱۹۰۲ء رسالہ نمبر ۸، مکتوبات ج۶ حصہ اوّل ص ۱۶۲، انجمن تائید الاسلام لاہور)

تیسرا: کام مسیح کا یہ ہے کہ ایمانی نور کو دنیا کی تمام قوموں کے مستعد دلوں کو بخشے اور منافقوں کو مخلصوں سے الگ کر دیوے۔ یہ تینوں کام اس عاجز کے سپرد کیے ہیں۔

(بلفظہ ازالہ اوہام ص ۵۹، خزائن ج ۳ ص ۱۲۳)

نوٹ: یہ تینوں کام کسی آیت یا حدیث یا اسلامی کتب سے صریح ثابت نہیں ہیں۔

اب آپ غور فرمائیں کہ اوّل پر کونسی قومیں یا کافر مرزا قادیانی کی دلائل بینہ سے ہلاک ہوئے ہیں۔ یا کوئی احمدی مرزائی ہوا ہے۔ مرزا قادیانی اگر یہ کہتے کہ کافر لوگ میرے دم سے مسلمان ہوں گے۔ لیکن بجائے اس کے ہلاک ہوں گے لکھ دیا۔

دوسرا کام مرزا قادیانی کی تعلیم جو غلطیوں سے اسلام کو پاک کرے گی۔ برعکس اس کے یہ ہوا کہ مرزا قادیانی کی تعلیم نے مسلمانوں کو سخت غلطیوں میں ڈال دیا۔

تیسرا کام مرزا قادیانی کا بہت اچھی طرح سے پورا ہوا۔ ایمانی نور دنیا کی تمام قوموں یہود نصرانی، زردشتی، مجوسی، آتش پرست، ہندو، آریہ، سنیاسی، برہمو، بودھ، سکھ، جینی وغیرہ کے دلوں میں خوب ڈال دیا۔ اگر یہی نور ہے جس کا ظہور ہے تو بس خیر صلا۔ ان دنیا کی قوموں میں سے ایک شخص کو بھی آپ پیش کریں جس کے دل میں مرزا قادیانی نے ایمانی نور بخشا ہو۔ ہاں! ان کے زمانہ میں کئی ایک مسلمانوں کے دلوں سے نور ایمانی نکل تو ضرور گیا ہے۔ یہ دعویٰ [1] اور یہ ہر سہ امور آپ ہی غور کر کے فرمائیں کہ مرزا قادیانی نے پورے کر دیئے ہیں۔ علاوہ اس کے کہ مرزا قادیانی مسیح علیہ السلام کے کام اپنی نہایت معتبر کتاب الہامی بمنزلہ قرآن شریف (نعوذ باللہ) میں اس طرح پر تحریر فرماتے ہیں:

(۱)...... الہام: ''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ! یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔'' (براہین احمدیہ ص ۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

---

[1] پنجاب میں بے حد عیسائیت کی ترقی مردم شماری ۱۹۰۱ء ۳۷۶۹۵ مردم شماری ۱۹۱۱ء ۱۶۳۰۹۴ دس سال میں بیشی ۱۳۵۳۹۹، دیکھو اخبار سراج الاخبار جہلم ۲ر دسمبر ۱۹۱۳ء ص ۷ کالم اوّل سطر ۲۷۔

(۲)...... ”وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس و خاشاک سے صاف کر دیں گے اور کج اور ناراست کا نام ونشان نہ رہے گا اور جلال الٰہی گمراہی کے تخم کو اپنی تجلی سے نیست و نابود کر دے گا۔“

(بلفظہ براہین احمدیہ ص ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱)

اللہ اکبر! مولوی صاحب فرمایئے جو حضرت مسیح علیہ السلام دنیا میں آ کر سرانجام فرمائیں گے مرزا قادیانی کے ازالہ اوہام اور براہین احمدیہ کا مقابلہ آپ ہی اپنے دل میں فیصلہ کرلیں کہ ان میں سے کون غلط ہے اور کون صحیح اور کس بات یا تحریر پر آپ کو ایمان لانا چاہئے اور اس ایمان کے وجوہ کا بھی خود ہی فیصلہ کرلیں خلاصہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے کچھ بھی نہیں کیا۔ اگر کیا تو یہ کہ اسلام میں تفرقہ ڈال کر مسلمانوں سے جدا ایک گروہ قائم کرلیا۔ غیر اسلامیوں پر ایک ذرہ بھر بھی مسیحا جی کا اثر نہ ہوا۔ فاعتبر و تدبر!

سوال ہشتم: مبشر اور منذر بھی نبی ہوتے ہیں یا کچھ فرق ہے۔ اگر فرق ہے تو کیا؟۔

جواب: ایک نسخہ یاد ہونے سے کوئی طبیب نہیں کہلا سکتا اور نہ ہلدی کی ایک گانٹھ رکھنے سے پنساری ہوسکتا ہے۔ ایک چاول گرسنہ کو سیر نہیں کر سکتا۔ ایک قطرہ پانی کا پیاسے کی پیاس نہیں بجھا سکتا۔ ہر بشارت اور ہر انذار کا کوئی حق نبی اور رسول ہونے کا نہیں ہے۔

اقول وباللہ التوفیق: مولوی صاحب یہ جواب آپ کا سوال کے مطابق نہیں۔ اس سوال کا جواب صاف یہ تھا کہ مبشر اور منذر نبی ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔ ایک نسخہ جاننا، ہلدی کی ایک گانٹھ رکھنا، پانی کا ایک قطرہ، ایک چاول وغیرہ تو سوال کا کوئی جواب نہیں۔ ہاں! آپ کے جواب کا مفہوم یہ ہوسکتا ہے کہ اگر ایک دو بشارتیں یا انذار اگر کسی کو ہوں تو وہ نبی نہیں ہوسکتا اور جس کو کثرت سے ہوں وہ نبی اور رسول ہونے کا حق دار ہے۔ علت غائی یہ کہ مرزا قادیانی کثرت سے بشارتیں اور انذار ظاہر کرتے ہیں اور دعویٰ بھی بڑے زور سے رسالت اور نبوت کا کرتے ہیں۔ اس لئے وہ نبی اور رسول ہیں۔ لیکن میں مفصل اور نہایت صفائی کے ساتھ سوال و جواب نمبر اوّل میں عرض کر چکا ہوں اور قرآن شریف کی آیات سے ثابت کر چکا ہوں کہ مبشر اور منذر نبی اور رسول علیہ السلام ہی ہوتے ہیں اور کسی ایرے غیرے کا حق نہیں ہے کہ اپنے آپ کو مبشر اور منذر کے الفاظ سے منسوب کرے۔

سوال نہم: بروز کے کیا معنی ہیں۔ بروزی نبی بھی بعینہ نبی ہوتا ہے یا نہیں۔ اس کا منکر اور مکذب بھی مسلمان ہوتا ہے یا نہیں۔ بروزی نبی کی کوئی نظیر یا مثال انبیاء علیہم السلام سابقین میں ہے یا نہیں۔

جواب: (الف)...... عین عین ہے۔ اور بروز بروز۔ بروز عین ہو تو بروز کیا۔

(ب)...... نبی کے منکر کو مسلمان کہتے ہوئے میں ڈرتا ہوں۔

(ج)...... ایلیا کا بروز ایک رنگ میں یحییٰ نبی ہوا ہے۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام!

اقول وباللہ التوفیق: مولوی صاحب! یہ جواب بھی میرے سوال کے مطابق نہیں ہے۔ میں نے تو صرف لفظ بروز کے معنی دریافت کئے تھے۔ آپ نے اس کا جواب دیا کہ عین عین ہے۔ بروز بروز ہے۔ یہ تو کوئی معنی بروز کے نہیں ہیں۔ مفصل حالات اس کے میں عرض کر چکا ہوں۔ خواہ آپ دانستہ اغماض فرمائیں۔ (ج) جو آپ نے ایلیا کا بروز ایک رنگ میں یحییٰ علیہ السلام ہوئے ہیں لکھا ہے یہ بھی عجیب ہے۔ قرآن شریف اور احادیث شریف میں ایلیا نام کسی نبی علیہ السلام کا نہیں آیا ہے۔ البتہ حضرت الیاس علیہ السلام کا تذکرہ ہے۔ آپ براہ مہربانی اس کا ثبوت اس بات کا کسی آیت یا حدیث یا کسی دینی کتاب سے ارشاد فرمائیے کہ ایلیا حضرت یحییٰ علیہ السلام کے بروز تھے۔ سوائے کسی شرعی ثبوت کے ایسی باتیں قبول کرنا اسلامی اصول کے برخلاف ہے۔

لیجئے! خدا کے فضل سے سوالات مندرجہ جو عریضہ خود اور جوبات مندرجہ نوازشنامہ جناب کو ختم کر چکا۔ سوال و جواب نمبر دہم کے متعلق سوال و جواب اوّل میں مفصل لکھا جا چکا ہے۔ اب میں آپ کے اشتہار معیار صداقت کی نسبت مختصر عرض کرتا ہوں۔ صرف دو باتیں پیش کروں گا اور اصل معیار صداقت قرآن شریف سے آپ کی ہی پیش کردہ آیت سے جو آپ نے اپنی معیار صداقت کے ٹائٹل پیج کی پیشانی پر نصف قوس میں لکھی ہے۔ اسی سے صداقت اسلام بلکہ صداقت مقلدین بالخصوص حضرت سراج الامت ولآئمہ حضرت امام اعظمؒ اور ان کے مقلدین مومنین صالحین کی اظہر من الشمس ثابت ہوگی۔ کچھ جواب پہلے رسالت کے بارے میں آچکا ہے۔ اس میں سے چند فقرات کا اقتباس کر کے جواب لکھتا ہوں اور پھر وہ آیت شریف ان فی ھذا لبلغا لقوم عابدین! کی پیشگوئی عرض کروں گا۔ آپ یوں فرماتے ہیں:

''ہمارا ایمان اور آپ خوب جانتے ہیں کہ خدا ہمارا وہی ہے جو قرآن کریم نے پیش کیا

ہے۔خاتم النبیین ہمارا نبی ہے (ﷺ) اور ہمارا ایمان ہے کہ اس کے سوا کوئی نبی نبوت اور نیا نبی نہیں [1] آ سکتا ہے۔ کتاب ہماری قرآن ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اس کے بعد کوئی کتاب نہیں آ سکتی۔ دین ہمارا اسلام ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اس کے بعد کوئی دین نہیں آ سکتا۔ شریعت ہماری وہی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اس میں ایک شوشہ کی بھی کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔ قبلہ ہمارا وہی ہے ایمان یا توحید بالملائکہ بالکتاب بالرسالت' بالقیامت بالقدر خیر وشر وہی ہے، کلمہ وہی ہے، حج وہی ہے، زکوٰۃ وہی ہے، نماز وہی ہے، روزہ وہی ہے اوامر وہی ہیں، نواہی وہی ہیں، وہی حلال ہیں، وہی حرام ہیں، اہل قرآن ہم بھی ہیں۔ مگر اسوہ حسنہ اور حدیث کے منکر نہیں۔ اہل حدیث ہم ہیں۔ مگر فقہ آئمہ اولیاء اکابر مذہب کے دشمن خشک نہیں۔ اہل باطن اور صوفی ہیں اور صوفیاء کرام اور اہل باطن کا احترام کرتے ہیں۔ (بلفظہ معیار صداقت ص۶،۷)

مولوی صاحب! معاف رکھئے گا۔ یہ باتیں صرف کہنے کی ہیں۔ عمل کرنے کی نہیں۔ بلکہ عمل ان کے برخلاف ہے: ''لم تقولونَ مالا تفعلون (صف:۲) اور ان تقولو مالا تفعلون (صف:۳)'' حکم خداوندی کی پرواہ نہیں۔ لیجئے! میں مختصراً آپ کی ان عقائد مندرجہ کی بابت نمبروار عرض کرتا ہوں اور ان پر خدا کے لئے غور فرماتے جائیں:

آپ کے فرضی عقائد:

۱...... ہمارا خدا وہی ہے جو قرآن کریم نے پیش کیا۔
۲...... خاتم النبیین ہمارا نبی ہے۔
۳...... کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا۔
۴...... کتاب ہماری قرآن ہے۔
۵...... دین ہمارا اسلام ہے۔
۶...... شریعت ہماری وہی ہے اور ہمارا ایمان ہے کہ اس میں ایک شوشہ کی کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔
۷...... قبلہ ہمارا وہی ہے۔
۸...... ایمان بالتوحید۔
۹...... ایمان بالملائکہ۔

---

[1] ہاں! حضرت عیسیٰ علیہ السلام پرانے نبی ضرور تشریف لائیں گے۔

۱۰...... ایمان بالکتاب۔

۱۱...... ایمان بالرسالت۔

۱۲...... ایمان بالقیامت بالقدر خیر وشر وہی ہے۔

۱۳...... کلمہ وہی ہے۔

۱۴...... حج وہی ہے۔

۱۵...... زکوٰۃ وہی ہے۔

۱۶...... نماز وہی ہے۔

۱۷...... روزہ وہی ہے۔

۱۸...... اوامر وہی ہیں۔

۱۹...... اہل قرآن ہم بھی ہیں۔

۲۰...... اسوۂ حسنہ اور حدیث کے منکر نہیں۔اہل حدیث ہم ہیں۔

۲۱...... فقہ آئمہ اولیاء واکابر مذہب کے دشمن خشک نہیں ہیں۔

۲۲...... اہل باطن اور صوفی ہیں اور صوفیاء کرام اور اہل باطن کا احترام کرتے ہیں۔

اصلی عقائد کی حقیقت اور صحت

۱...... مرزاغلام احمد قادیانی کا الہام اپنے خدا کی نسبت یہ ہے۔ جو قرآنی خدا کے مغائر ہے۔ ربنا عاج![1] (براہین احمدیہ ص۵۵۶، خزائن ج۱ ص۶۶۴)

...... بیشک مرزا قادیانی آپ کے خاتم النبیین ہیں۔ کیونکہ ان کے الہامات قطعی اور یقینی بمثل قرآن شریف ہیں ان کا منکر کافر جہنمی ہے۔

۳...... نبوت ختم نہیں ہوئی۔ (دیکھو توضیح مرام ص۱۸، ۱۹، خزائن ج۳ ص۶۰) مرزا قادیانی تو نئے نبی ضرور آ گئے۔

---

[1] عاج کے معنی ہاتھی دانت اور گوبر کے ہیں۔ دیکھو کتب لغت عربی۔

ربنا عاج...... الخ !اب معلوم ہوا کہ عاج اس بت کا نام ہے جو مندر سومنات واقع جونہ گڑھ ملک گجرات دکھن میں ہے۔ جس کو سلطان محمود غزنوی نے ویران کیا تھا اور شیخ سعدیؒ نے اپنی بوستان کے باب ہشتم میں اس عاج کا ذکر لکھا ہے۔ پس صاف ثابت ہے کہ مرزا قادیانی کا رب یہی عاج بت ہے۔ جس کی طرف سے شیاطین الہام کرتے رہے۔ نعوذ باللہ منہا۔

۴...... نہیں بلکہ آپ کا قرآن براہین احمدیہ ہے۔ مرزا قادیانی کا الہام ہے کہ: ’’قرآن میرے منہ کی باتیں ہیں۔‘‘ دوسرا آپ کے قرآن میں آیت انا انزلناہ قریبا من القادیان درج ہے۔ مسلمانوں کے قرآن شریف میں ایسا نہیں ہے۔

۵...... الہام: وما ینطق عن الھوی ۰ الایہ براہین احمدیہ! یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے مسلمانوں کو اپنے سے جدا کر دیا ہے۔ اور اپنی جماعت کو نصاریٰ اور مسلمانوں سے جدا ایک تیسرا گروہ قرار دیا ہے۔ اور اپنے مریدوں کو جماعت اسلام سے جدا کرلیا ہے۔ (دیکھو لیکچر بمقام لاہور ۱۹۰۴ء ص۵۳،۵۴، خزائن ج۲۰ ص۱۹۹،۲۰۰)

۶...... یہ بھی غلط ہے۔ نماز پنجگانہ مرزا قادیانی کا جماعت سے نہ پڑھنا۔ نماز ظہر کے ساتھ نماز عصر کو سردرد کی وجہ سے ملاکر پڑھ لینا۔ حکم خداوندی ان الصلوة کانت علی المؤمنین کتاباً موقوتا کے برخلاف۔ رمضان شریف کے روزے بھی اختلاج قلب اور سفر کا بہانہ کر کے نہ رکھنا۔ اپنی مئولفہ کتب کو قبل از تصنیف فروخت کرنا اور قیمت وصول کر لینا۔ اراضی رہن کا منافع حلال جان کر کھانا۔ مال حرام کو اپنے لئے قبول کرنا۔ وعدہ ایفا نہ کرنا۔ نماز کے بعد دعا نہ مانگنا۔ ہر کسی کو گالیاں دینا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر الزام شراب پینے کا لگانا۔ یعنی انبیاء علیہ السلام کو معصوم نہ جاننا۔ تصویریں بنوا کر فروخت کروانا۔ مریدوں کا تصویریں تصاویر مرزا قادیانی کو بڑی تعظیم کے ساتھ اپنے پاس رکھنا اور اس کی زیارت کرنا۔ اپنے قریبی رشتہ داروں کے حقوق کو ادا نہ کرنا۔ مسلمانوں کو کافر کہنا۔ بلاقصور اپنے بیٹوں کو عاق کرنا۔ اپنی بیوی کو طلاق دینا اور اس کے جنازہ پر بھی نہ جانا۔ اپنے بیٹے کو اپنی عورت کے طلاق دینے پر مجبور کرنا۔ وغیرہ وغیرہ! مختصری شریعت مرزا قادیانی کی ہے۔ کیا اب بھی آپ کا ایمان ہے کہ شریعت میں ایک شوشہ کی بھی کمی بیشی ہوئی ہے یا نہیں؟۔

۷...... برائے نام جس سے کچھ فائدہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ۰ الایہ ! کو پڑھئے۔ بموجب الہام مرزا قادیانی ومن دخلہ کان آمنا قادیان کعبہ اور قبلہ مرزائیاں کا ہے۔ اس واسطے کسی مرزائی احمدی نے حج فرض کو ادا نہ کیا۔

۸...... نہیں دیکھو مرزا قادیانی کے الہامات انت منی وانا منک ۰ ظھورک ظھوری ۰ وغیرہ! مرزا قادیانی خدائی میں شریک ہیں۔ بلکہ ان کا خدا ان میں سے پیدا ہوا ہے۔ (نعوذ باللہ)

۹ ..... نہیں بلکہ فرشتے کوئی چیز نہیں۔ سیارات اپنا کام کرتے ہیں۔

۱۰..... نمبر ۴ میں آ چکا ہے۔

۱۱..... نہیں بلکہ مرزا قادیانی کا اپنا الہام قل یا ایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعاً (اے غلام احمد) لوگوں سے کہہ دے کہ میں تم سب کے واسطے اللہ کی طرف سے رسول ہوں۔

۱۲..... یہ بھی غلط۔ مرزا قادیانی کا فرضی ایمان اس طرح پر ہے: آمنت باللّٰہ والملٰئکتہ وکتبہ ورسولہ والبعث بعد الموت! (بلفظ مرزا قادیانی کا اشتہار ۲ر اکتوبر ۱۸۹۱ء مقام دہلی، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۱) اگرچہ مرزا قادیانی کا اپنا ایمان اپنے الہامات کے خلاف ہے۔ تاہم اس میں قیامت اور تقدیر، خیر وشر پر کوئی ایمان نہیں۔

۱۳..... ہاں! یہ کلمہ بہت سے خاکروب اور آریہ ہندو وغیرہ لوگ بھی پڑھ لیتے ہیں۔ مگر فائدہ؟۔

۱۴..... مسلمانوں کا حج فریضہ کعبۃ اللہ شریف میں ہوتا ہے۔ اور مرزا قادیانی اور ان کے مریدین کا حج قادیاں میں۔ فرمایئے مرزا قادیانی نے حج فرض کو ادا کیا۔ یا کسی مرزائی احمدی نے کبھی حج کو ادا کیا۔ ہرگز نہیں۔ پھر حج وہی کیا ہوا۔ مرزا قادیانی اور اکثر مرزائی مسلمہ متمول مالک نصاب با استطاعت ہیں۔ مگر حج کا کسی نے نام تک نہیں لیا۔ قبلہ اور کعبۃ اللہ شریف کی طرف رخ تک نہیں کیا۔

شاید آپ یہ کہیں کہ مرزا قادیانی کو حج کرنے کے واسطے امن نہیں تھا۔ خوف تھا۔ اس لئے انہوں نے حج نہیں کیا۔ میں کہتا ہوں یہ محض غلط اور دھوکا ہے۔ جب مرزا قادیانی کا الہام یقینی واللّٰہ یعصمك من الناس موجود ہے۔ اور یہ بھی تعلی اور تحدی ہے کہ مجھ کو کوئی ضر نہیں پہنچا سکتا۔ پھر حج کرنے میں کونسا امر مانع ہوا؟۔ یا یہ کہ الہام پر ایمان نہیں یقین نہیں۔ یا مسیحائی کا کوئی اثر نہیں۔ چاہئے یہ تھا کہ کعبۃ اللہ شریف میں حج کے لئے جاتے اور وہاں اپنا دعویٰ پیش کر کے علماء حرمین شریفین زادہا اللہ شرفاً وتعظیماً کو اپنی مسیحائی کی تاثیر سے مغلوب کر کے اپنے متواتر الہام قطعی کتب اللّٰہ لا غلبن انا ورسلی سے غالب آ کر دعوے کو منوا لیتے۔ پھر کیا تھا۔ کل جہان مرزا قادیانی کو مان لیتا اور فتاویٰ کفر بھی صاف ہو جاتے۔ مگر افسوس! فرق صرف سچے اور جھوٹے کا ہی ہے۔

۱۵...... کونسی زکوٰۃ؟۔ آپ شہادت دے سکتے ہیں کہ کبھی مرزا قادیانی نے زکوٰۃ ادا کی ہے۔ جبکہ لاکھوں روپیہ اور زیوران کے پاس تھے۔ یا کسی اور مرزائی نے زکوٰۃ مستحقین کو ادا کی؟ ہرگز نہیں۔

۱۶...... اس کا جواب نمبر۶ میں دیا گیا ہے۔ مرزا قادیانی خود مانتے ہیں کہ ''سفر میں نمازوں کو جمع کرلیا کرتا ہوں اور مسجدوں میں جانا کراہت جانتا ہوں۔''

(دیکھو الہامی کتاب فتح اسلام ص۴۰،۴۱، خزائن ج۳ ص۲۵)

۱۷...... روزہ بھی نہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی اختلاج قلب اور سفر کا بہانہ کر کے روزہ نہیں رکھتے تھے۔ اور نہ بعد سفر اور آرام کے اعادہ کرتے تھے۔ سفر ریلوے دہلی، لدھیانہ، امرتسر کا حال یاد ہوگا۔ مقیم مرزائیوں نے بھی روزے توڑ ڈالے تھے۔

۱۸...... اس کی بابت نمبر۶ میں عرض کیا گیا ہے۔

۱۹...... ہاں! ایسے اہل قرآن ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجار کے بیٹے ہیں۔ قرآن شریف میں نعوذ باللہ گندی گالیاں بھری ہیں۔ قرآن شریف میں جو معجزات ہیں وہ سب مسمریزم ہیں۔ قرآن میں قادیان کا نام بھی اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ آپ کے قرآن میں حضرت رسول اکرم ﷺ کے معراج اور خاتم النبیین ہونے کا انکار ہے۔ یا کوئی ذکر تک نہیں۔ وغیرہ وغیرہ!

۲۰...... ہاں! ایسے اہل حدیث کہ جہاں کوئی حدیث اپنے مطلب کے موافق ہوئی۔ خواہ وہ موضوع ہی کیوں نہ ہو اس کو مان لیا۔ جیسے حدیث موضوع لا مھدی الا عیسیٰ بن مریم اور جہاں کوئی حدیث خواہ صحیح بخاری میں ہی کیوں نہ ہو۔ اپنے خلاف ہو۔ اس سے انکار کردیا۔ مثلاً حسب تحریر مرزا قادیانی حدیث شریف: ''لعنت اللّٰہ علی الیھود والنصاریٰ اتخذو اقبور انبیائھم مساجد (صحیح بخاری ج۱ ص۶۲ باب الجز عن اتخاذ القبور المساجد)'' (یعنی یہود اور نصاریٰ پر لعنت جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنالیا ہے) بلاد شام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کی پرستش ہوتی ہے اور مقررہ تاریخوں پر ہزارہا عیسائی سال بسال جمع ہوتے ۱؎ ہیں۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ درحقیقت وہ قبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی قبر ہے۔'' (ملخصاً مرزا قادیانی کی ست بچن حاشیہ در حاشیہ ص۱۶۴، خزائن ج۱۰ ص۳۰۹)

۱؎ حدیث شریف پیدائش مہدی علیہ السلام میں کرعہ، کدعہ، قدعہ معرب قادیان لکھ کر حدیث شریف کی تحریف کردی۔

لیجئے! غور فرمائیے اہل حدیث اور اسوہ حسنہ کے مقرر ایسے ہی ہونے چاہئیں۔ صرف دو ہی حدیثیں بطور نمونہ حاضر ہیں۔ جہاں چاہا مان لیا۔ جہاں چاہا انکار کر دیا۔ ایسی بہت سی احادیث ہیں جن کا انکار کیا گیا ہے۔ یا تو یہ تھا کہ اس حدیث سے جس کو مرزا قادیانی بوجہ صحیح بخاری اصح الکتاب میں درج ہونے کے بڑے زور سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور ان کی قبر کو بلاد شام میں ثابت کیا تھا۔ لیکن اب کوئی اور حدیث پیش نہیں کی۔ صرف حکیم نور الدین کے کہنے سے یوز آصف کی قبر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ثابت کر دی۔ اور خود ہی حدیث صحیح سے انکار کر دیا۔ حکیم نور الدین کی کلام کو ناسخ حدیث صحیح حضرت ﷺ قرار دے دیا۔ افسوس! مرزا قادیانی کی اختلاف بیانی پر کچھ تو خیال فرمائیے۔

۲۱...... ہاں! دشمن خشک بیشک نہیں ہیں۔ لیکن دشمن تر ضرور ہیں۔ مرزا قادیانی جبکہ حضرت رسول اکرم ﷺ کے برابر ہیں۔ بلکہ ان سے افضل (نعوذ باللہ) تو آئمہ فقہ کس حساب میں ہیں؟۔ اگر آپ یہ فرمائیں کہ مرزا قادیانی پر یہ زیادتی ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو افضل کہیں نہیں کہا۔ میں کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی تو حضرت ﷺ کے معراج جسمانی کا انکار کرتے ہیں۔ لیکن اپنی بڑائی میں کہتے ہیں کہ میں نے قضا وقدر کی مسلوں پر خداوند تعالیٰ کے دستخط کروا لئے۔ اس وقت خداوند تعالیٰ نے اپنے قلم کو چھڑکا۔ اس کی چھینٹیں میرے کپڑوں پر پڑیں۔ بلکہ عبداللہ سنوری میرے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی ٹوپی پر بھی چھینٹیں پڑیں۔ کپڑے موجود ہیں۔“

(دیکھو سرمہ چشم آریہ حاشیہ ص۱۳۲، خزائن ج۲ ص۱۸۰)

فرمائیے! سیاہی کی چھینٹیں مرزا قادیانی کے کپڑوں پر پڑیں اور اسی خدا مجسم، قلم مجسم سے جب ایسا ہوا تو مرزا قادیانی اس خدا کے پاس موجود تھے اور کوٹھے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس وقت سیاہی کی چھینٹوں کو کسی نئے پرانے فلسفہ نے خشک نہ کیا اور مرزا قادیانی خدا کے پاس ایسے ہی بیٹھے ہوئے تھے جیسے صاحب ڈپٹی کمشنر کا مسلخوان۔ لیکن حضرت رسول خدا ﷺ کو ایسا رتبہ اور عزت کہاں کہ خدا کے پاس بیٹھ کر قضا وقدر کی مسلوں پر دستخط کروائیں۔ لاحول ولا قوۃ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ قضا وقدر لکھی جا چکی۔ اس کی وہ سیاہی خشک ہوگئی۔ اب نئی قضا وقدر مرزا قادیانی نے شروع کر دی۔ یہ فضیلت کی تحریر ہے۔

دوم...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”بہت باتیں ایسی ہیں جو آنحضرت ﷺ کو معلوم نہ ہوئیں اور وہ مجھ کو معلوم ہوگئیں۔“ (دیکھو ازالہ اوہام ص۶۹۱، خزائن ج۳ ص۴۷۳) یہ دعویٰ بھی کیا کہ

حضرت رسول کریم ﷺ کی فتح سیفی ہے۔ میری فتح روحانی ہے۔ اور روحانی فتح سیفی سے زیادہ دیرپا ہوتی ہے۔ اور آنحضرت میں جلال بھی تھا۔ میرے اندر جمال ہی جمال ہے۔ اپنا تفوق۔

سوم...... خدا عرش پر مرزا قادیانی کی تعریف کرتا ہے۔ (انجام آتھم ص ۵۵، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً) اور بہت ایسی باتیں ہیں جس سے اپنی فضیلت حضرت رسول اکرم ﷺ پر ثابت کرتے ہیں۔

۲۲...... غلط ہے۔ مرزا قادیانی اگر اہل باطن ہوتے تو اپنے مرنے کے وقت اپنا دارالامان قادیاں دولت خانہ خود کو چھوڑ کر دشمنوں کے گھر لاہور میں نہ جاتے۔ اگر اہل باطن ہوتے تو زوجہ آسمانی کے بارے میں ایسے ایسے الہامات کر کے سر پر ندامت نہ لے جاتے۔ اور نہ اپنے حقیقی رشتہ داروں سے قطع رحم کرتے۔ اگر اہل باطن ہوتے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پہلے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا اور اب تک زندہ رہنا اور قرب قیامت کو دنیا پر دوبارہ آنا نہ لکھتے۔ پھر اس کے خلاف ان کو وفات یافتہ قرار دے کر پہلے ان کی قبر بلاد شام اور گلیل میں لکھ کر پھر کشمیر میں تحریر نہ فرماتے۔

صوفیائے کرام کا بھی کوئی احترام نہیں۔ جبکہ مرزا قادیانی کسی بزرگ سے بیعت نہیں تھے اور نہ کسی سلسلہ صوفیاء میں منسلک تھے۔ تو پھر احترام کیسا؟۔ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا نئے احمدی مرزائی اکمل آف گولیکی کا مضمون برخلاف صوفیاء خاندان نقشبندی ''نقشبندیوں پر حجت'' کے نام سے اخبار الحکم میں شائع کیا تھا۔

پس مولوی صاحب یہ سب باتیں ہاتھی کے دانتوں کی طرح ہیں اور کچھ نہیں۔ آپ اگر یکسوئی سے غور فرمائیں گے تو آپ پر ظاہر ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی نہ نبی تھے، نہ رسول، نہ بروزی نبی، نہ مسیح موعود، نہ مہدی مسعود، نہ کلکی اوتار، نہ کرشن اوتار، کچھ بھی نہ تھے۔ نہ ان کی خو نہ خصلت، نہ تمثیلی، نہ اصلی۔ البتہ روپیہ پیسہ کے خواہاں۔ اسی لئے تین ماہ برابر الحکم میں اشتہار جاری ہوتا رہا کہ اگر تین ماہ تک کوئی شخص میرا مرید قادیاں میں چندہ نہ بھیجے گا اس کا نام بیعت میں سے خارج کر دیا جائے گا۔ آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ مریدین کی بیعت صرف چندہ کے شرط پر تھی اور مرزا قادیانی کو ایسا اشتہار دینا چاہئے تھا؟۔ خدائی سلسلہ کے لئے ایسے اشتہار جاری کرنے چاہئیں؟ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ سب باتیں سنت اللہ کے خلاف ہیں۔ اسی وجہ سے مرزا قادیانی نے ۱۹۰۶ء میں اپنے مرنے سے ایک سال ساڑھے سات ماہ اوّل اپنی جماعت کو بڑے افسوس کے ساتھ کافر اور منافق فرما دیا۔ آپ کی تسلی کے لئے ان کی اصل تحریر مندرجہ انجام آتھم اخبار الحکم نقل کرتا ہوں:

اپنی جماعت کی موجودہ حالت

''میں دیکھتا ہوں اب تک ہم کو بھی ایسی جماعت نہیں ملی۔ جب ہم کسی امر میں فیصلہ کردیں تو تھوڑے ہیں جو اس کو شرح صدر سے منظور کرلیں۔ آنحضرت ﷺ کے تو وہ ایسے فدائی تھے اور جان نثار تھے کہ جانیں دیدیں۔ اب اگر اتنا ہی کہا جائے کہ سو دو سو کوس پر جاؤ اور وہاں دو چار برس تک بیٹھے رہو۔ پھر گننے سننے لگ جاویں۔ زبان سے تو کہنے کو کہہ دیتے ہیں کہ آپ جو کردیں ہم کو منظور ہے۔ لیکن جب کہا جائے تو پھر ناراضگی کا موجب ہوتے ہیں۔ یہ نفاق ہوتا ہے۔ میں منافقوں کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ منافقوں کی نسبت فرماتا ہے: ان المنافقین فی الدرك الاسفل من النار! یقیناً یاد رکھو۔ منافق کافر سے بھی بدتر ہے۔ اس لئے کافر میں شجاعت اور قوت فیصلہ تو ہوتی ہے۔ وہ دلیری کے ساتھ اپنی مخالفت کا اظہار کردیتا ہے۔ مگر منافق میں شجاعت اور قوت فیصلہ نہیں ہوتی۔ وہ چھپاتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر جماعت میں وہ اطاعت ہوتی جو ہونی چاہئے تھی تو اب تک یہ جماعت بہت کچھ ترقی کرلیتی۔''

(بلفظہ الحکم نمبر ا ج ۱۰ ص ۳، ۴ مورخہ ۱۰ ر جنوری ۱۹۰۶ء)

لیجئے! یہاں پر مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کی تعریف بھی اچھی طرح فرمادی۔ منافقوں، کافروں سے بدتر فرمادیا اور یہ بھی فرمادیا کہ اطاعت نہیں کرتے۔ حکم نہیں مانتے۔ اس وجہ سے کچھ ترقی بھی نہ ہوئی۔ اس کی وجہ بھی وہی ہے جو مال چندہ وغیرہ ادا نہیں کرتے۔ اس کی نظر اسی اخبار میں اسی جگہ یوں فرماتے ہیں۔ اور صحابہ کا یہ حال تھا کہ ان میں سے مثلاً ابوبکر رضی اللہ عنہ کا وہ قدم اور صدق تھا کہ سارا مال ہی آنحضرت ﷺ کے پاس لے آئے۔ براہ مہربانی مرزا قادیانی کی تحریر اور منشاء پر غور فرمائیں۔ یہی کہ سب مرید اپنے گھروں سے سارا کا سارا مال مرزا قادیانی کے پاس حاضر کردیں اور مرزا قادیانی جہاں چاہیں خرچ کریں۔ پھر حضرت ﷺ ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' کی شان اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا علو مرتبہ کی نسبت کا مقابلہ مرزا قادیانی اپنے ساتھ کرتے ہیں۔ صرف لفاظی۔

اب میں وہ آیت ان فی ھذا البلٰغا القوم عابدین! جو آپ نے اپنی معیار صداقت کی پیشانی پر عبرتاً لکھی ہے پیش کرتا ہوں۔ جس کی بابت عرض کیا گیا تھا کہ بعد میں عرض کروں گا جو آپ کے نہایت ہی قابل غور اور توجہ ہے۔ اس پیشگوئی الٰہی پر ایمان لانے اور اس پر عمل کرنے سے آفتاب کی طرح ظاہر ہو جائے گا کہ اسلام کی صداقت حضرت رسول اکرم ﷺ کی

رفاقت وصداقت صحابہ کرامؓ کی صداقت واطاعت حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ اوران کے مذہب کی صداقت اوران کے مقلدین اور پیروؤں کی صداقت اسی پیشین گوئی ودیگر آیات مشمولہ میں خداوندکریم نے فرمائی ہے اورقوم عابدین میں شمار کرنا خداوندتعالیٰ کی قدرت کاملہ کانمونہ ہے:

عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد

اب آپ کے لئے پوری آیات شریف کولکھ کرپیش کرتا ہوں۔ پھران کے معنی اورتفسیر کروں گا۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ اگرکوئی اور بات نہ آ گئی تو عریضہ کوختم کروں گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے:

’’ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثها عبادی الصلحون ۰ ان فی هذا البلغا لقوم عٰبدین ۰ وما ارسلنك الا رحمة للعالمین (انبیاء:۱۰۵تا۱۰۷) ‘‘’’اور تحقیق ہم نے زبور(لوح محفوظ) میں ذکراور نصیحت کے بعدلکھ دیا ہے کہ زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔ تحقیق اس میں قوم عبادت کرنے والی کو البتہ مطلب پر پہنچادینا ہے۔ یہ اس لئے کہ (اے محمد ﷺ) ہم نے آپ کوتمام عالموں کی رحمت ہی کے واسطے رسول بنا کر بھیجا ہے۔‘‘

تمام تفاسیر اسلامی میں الارض کے معنوں سے دومطلب لئے ہیں۔ ایک توارض بہشت کی زمین سے مراد ہے۔ دوسرا الارض سے ارض بیت المقدس ہے جواس وقت اہل کتاب کا کعبہ ہے۔ مراد ہے۔ بہشت کی زمین کاوارث ہرایک مسلمان تابعدار پیغمبران علیہم السلام ہوسکتا ہے۔ لیکن زمین بیت المقدس کا وارث یا مالک یا خلیفہ ہونا کلام الٰہی کی پیشین گوئی کے مطابق اولذکر مراد سے مرجح ہے۔ تفاسیر جامع البیان، فتح المنان، وغیرہما میں درج ہے کہ سعید بن جبیرؒ و مجاہد وکلبی ومقاتل وابن زیدؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت شریفہ میں زبور سے وہ کتابیں مراد ہیں (توراتؔ زبورؔ انجیلؔ قرآن شریف) جودنیا میں انبیاء علیہم السلام پرنازل ہوئیں اور ذکر سے مراد لوح محفوظ ہے۔ جہاں سے یہ کتابیں رسل علیہم السلام کے پاس بذریعہ وحی الٰہی پہنچیں اور ارض سے ارض مقدسہ بیت المقدس اور ملک شام [1] مراد ہیں۔

---

[1] ملک شام…… الخ۔ مرزا قادیانی نے بھی اپنی براہین احمدیہ میں ایسا لکھا ہے۔ وھوھذا! ’’خدا نے کہا تھا کہ میں ارض شام کوعیسائیوں کے قبضہ سے نکال کرمسلمانوں کو اس زمین کاوارث کردوں گا۔ دیکھواب تک مسلمان ہی اس کے وارث ہیں۔‘‘ (براہین احمدیہ ص۴۵، خزائن ج۱ ص۲۷۱)

پس خلاصہ یہ ہے کہ لوح محفوظ اور تمام کتب الٰہی میں خداوند تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ملک شام اور بیت المقدس کے وارث ہمارے نیک بندے ہوں گے۔ اگر آپ کو میرے ترجمہ اور معنی یا مراد میں کوئی شک ہو تو آپ کتب تفاسیر دیکھ سکتے ہیں۔ لیکن علاوہ اس کے میں مرزا قادیانی کا ہی ترجمہ جو انہوں نے اپنی الہامی کتاب براہین احمدیہ میں فرمایا ہے لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ آپ کو شک نہ رہے اور مزید اطمینان ہو جائے۔ وھو ہٰذا

''ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون[ا] (زمر:۳۷)'' ''ہم نے زبور میں ذکر کے بعد لکھا ہے کہ جو نیک لوگ ہیں وہی زمین کے وارث ہوں گے۔ یعنی ارض شام کے۔''

(زبور ۳۷ بلفظہٖ براہین احمدیہ ص ۲۳۷' خزائن ج۱ ص ۲۶۱)

لیجئے! مرزا قادیانی نے یہاں کتاب زبور باب ۳۷ کا یہی حوالہ دے دیا ہے کہ اس کے مطابق ملک شام کے وارث اور مالک نیک بندے اس پیشین گوئی کے مطابق ہوں گے۔ میرا دعویٰ تورات زبور انجیل کتب الہامی میں قرآن کریم کے مطابق یہ پیشگوئی موجود ہے۔ مگر میں سب عبارات مذکورات کو لکھوں تو ایک ضخیم کتاب ہو جائے۔ لیکن تاہم ایک ایک عبارت ہر ایک کتاب کی لکھ دیتا ہوں کہ آپ اس پر غور فرمائیں:

تورات کتاب پیدائش باب ۱۷

تب ابرام منہ کے بل گرا اور خدا اس سے ہم کلام ہوا۔ بولا کہ دیکھ میں جو ہوں میرا عہد تیرے ساتھ ہے اور تو بہت قوموں کا باپ ہوگا اور تیرا نام پھر ابراھا نہ کہلایا جائے گا بلکہ یہ تیرا نام ابنا ہوگا۔ کیونکہ میں نے تجھ کو بہت قوموں کا باپ ٹھہرانا ہے۔ میں تجھے بہت برومند کرتا ہوں اور قومیں تجھ سے پیدا ہوں گی اور بادشاہ تجھ سے نکلیں گے اور میں اپنے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ان کی پشت کے لئے اپنا عہد جو ہمیشہ کا عہد ہو کرتا ہوں کہ میں تیرا اور تیرے بعد تیری نسل کا خدا ہوں گا اور میں تجھ کو اور تیرے بعد تیری نسل کو کنعان (بیت المقدس ملک شام) تمام ملک جس میں تو پردیسی ہے دیتا ہوں کہ ہمیشہ کے لئے مالک ہو۔ پھر خدا نے ابراہام

ا۔ الصالحون رسم الخط قرآن شریف کے خلاف ہے کہ تمام کتب...... الخ۔ قرآن شریف میں بھی اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے: فقد اتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ وآتینھم ملکا عظیما (النساء:۵٤)!

سے کہا کہ تو اور تیرے بعد تیری نسل پشت در پشت میرے عہد کو نگاہ رکھیں۔ میرا عہد جو میرے اور تمہارے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے جسے تم یاد رکھو۔ سو یہ ہے کہ تم سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جاوئے۔ (بلفظہ آیت:ا سے آیت:۱۱)

۲..... یسعیاہ نبی کی کتاب وتورات باب ۵۲ آیت ایک

''جاگ جاگ اے صیہون بیت المقدس اپنی شوکت پہن لے اے یروشلم مقدس (بیت المقدس) شہر اپنا سجیلا لباس اوپر دھو لے۔ کیونکہ آگے کو کوئی نامختون یا ناپاک تجھ میں کبھی داخل نہ ہوگا۔'' (بلفظہ زبور باب ۳۷، آیات ۹، ۱۰، ۱۱، ۲۲، ۲۹)

۳..... ''بدکار کاٹ ڈالے جائیں گے۔ لیکن وے جو خداوند کے منتظر ہیں زمین کو میراث میں لیں گے۔ ایک تھوڑی مدت ہے کہ شریر نہ ہوگا۔ تو غور کر کے اس کا مکان ڈھونڈے گا اور وہ نہ ہوگا۔ لیکن وے جو حلیم ہیں زمین کے وارث ہوں گے۔ جن پر ان کی برکت ہے۔ زمین کے وارث ہوں گے اور بہت سی راحت پا کر خوشدل ہوں گے۔ صادق زمین کے وارث ہوں گے اور اب تک اس پر بسیں گے۔'' (بلفظہ انجیل متی باب ۵، آیت ۵)

۴..... مبارک وے جو حلیم ہیں۔ کیونکہ وے زمین کے وارث ہوں گے۔ بلفظہ!

نوٹ راقم..... بطور بہت سی عبارات کتب اہل کتاب کے موجود ہیں۔ طوالت کی وجہ سے درج نہیں کی گئیں۔ ان تمام احکامات پیش گوئیاں' مندرجہ کتب سابقہ وقرآن شریف سے ثابت ہے کہ بیت المقدس ملک شام کا مالک اور وارث خدا کے نیک اور صالح بندے ہوں گے اور ابد تک اس پر بسیں گے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس پیشین گوئی الٰہی کے مطابق بیت المقدس اور ملک شام کے مالک اور وارث کب سے کون لوگ ہیں۔ ان کا طریق کیا ہے۔ مذہب کیا ہے اور پہلے لوگوں کا کیا تھا اور اس پیشین گوئی کی صداقت کس طرح پر ہے۔

تواریخ میں لکھا ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفہ راشد عمرؓ کے زمانہ میں ملک شام بالخصوص بیت المقدس کا محاصرہ کیا گیا تھا۔ اس وقت ایک شخص ارطیون نامی ہرقل بادشاہ کی طرف سے بیت المقدس یا یروشلم کا حاکم تھا۔ محاصرین میں حضرت عمرو بن عاصؓ، حضرت ابوعبیدہؓ، حضرت یزید ابن ابی سفیانؓ اور حضرت خالدؓ تھے۔ عرصہ تک جب بیت المقدس فتح نہ ہوا۔ تب ارطیون نے پیغام بھیجا کہ تم لوگ ناحق کوشش کر رہے ہو۔ جس شخص کے ہاتھ پر فتح ہونا بیت المقدس کا ہماری کتابوں میں لکھا ہے اس کا حلیہ تمام لوگوں میں سے کسی کا نہیں ملتا۔ اس وقت

حضرت امیر المومنین عمرؓ کو خبر دی گئی کہ وہ مدینہ منورہ سے اکیلے معہ غلام شتر سرخ پر سوار ہو کر بیت المقدس میں تشریف فرما ہوئے۔ تب ارطیون عامل نے بلا حیل و حجت حلیہ سے شناخت کر کے دروازے شہر کے کھول دیئے۔ با آواز بلند کہا کہ بیت المقدس میں داخل ہو جایئے اکالید شہر حوالہ کر دیں۔ تب آئت شریف: ''یقوم ادخلوا الا رض المقدسه التی کتب اللّٰه لکم (المائدہ: ۲۱) ''یعنی اے قوم (صالحین) بیت المقدس میں داخل ہو جاؤ۔ جس کی وراثت خداوند تعالیٰ نے تمہارے لئے لکھ رکھی ہے) کی پوری تصدیق ہوئی اور اسی آیت شریفہ کی تصدیق کتاب تورات میں حضرت عمرؓ کی فتح کی بابت ہوتی ہے۔ چنانچہ یسعیاہ نبی کی کتاب باب ۲۶ آیت ایک دو میں اس طرح لکھا ہے تم دروازے کھولو۔ تاکہ راست باز قوم جس نے صداقت کو حفظ کر رکھا ہے اندر آوے۔[۱]

الغرض یہ بیت المقدس ارض مقدسہ ملک شام حضرت عمرؓ کے وقت سے بموجب پیشین گوئی لوح محفوظ' تورات' زبور' انجیل' قرآن شریف کے فتح ہو کر اہل اسلام کے قبضہ اور وراثت اور ملکیت میں ہے اور تا قیامت اسی طرح رہے گا۔ ومن اصدق من اللّٰه قیلا ! خدا سے کون زیادہ سچا ہے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ بیت المقدس و ملک شام مسلمانوں کی وراثت میں اس وقت ۱۳۲۸ھ میں موجود ہے۔ پھر دیکھنا یہ ہے کہ اہل اسلام میں جو تہتر فرقے بیان کئے جاتے ہیں (خواہ سوائے پانچ چار کے معدوم ہیں) ان میں سے کس فرقہ کے قبضہ اور وراثت میں ہے؟۔ (مذاہب اربعہ حنفی' شافعی' مالکی' حنبلی' مقلدین کا فرقہ ایک ہی ہے اور یہی اہل اسلام میں اہل سنت و جماعت ہے) یا اہل سنت و جماعت کے قبضہ اور وراثت میں ہے یا کسی دیگر فرقہ، شیعہ، خارجی، معتزلہ، دہریہ، نیچری، غیر مقلد، وہابی، بابی، مرزائی، احمدی، چکڑالوی وغیرہم میں سے کس کے قبضہ میں ہے؟۔ جواب اس کا صحیح طور پر یہی ہے کہ اہل سنت و جماعت کے قبضہ میں ہے اور اہل سنت و جماعت کے مذاہب اربعہ میں سے یہی بالخصوص کسی مذہب والے کے قبضہ میں ہے۔ اس کا جواب بھی آنکھوں کے سامنے یہی ہوگا کہ مذہب حضرت سراج الائمہ امام اعظمؒ کے مقلدین کے قبضہ اور وراثت میں ہے۔

[۱] بیان کیا جاتا ہے کہ اس جگہ تورات میں حلیہ مفصل حضرت عمرؓ کا لکھا ہوا تھا اور بعد میں تحریف کی گئی۔

کیونکہ حضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہ جس کی وراثت اور قبضہ میں بیت المقدس اور ملک شام اس وقت ہے۔ وہ مقلدین حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ میں سے ہیں۔

بس اس سے نہایت واضح طور پر ثابت ہوگیا کہ خداوند تعالیٰ کی پیشین گوئی عبادی الصلحون میں حضرت نعمان بن ثابت امام ابوحنیفہؒ اور ان کے مقلدین ہیں اور یہی لوگ قیامت تک بموجب پیشین گوئی قرآن شریف وکتب سابقہ ولوح محفوظ کے ملک شام اور بیت المقدس کے مالک اور وارث ہوں گے۔ اور اسی پر ہمارا تہ دل سے ایمان ہے اور اسی امر کے متعلق ایک لطیف نکتہ اسرار الٰہیہ میں سے ہے۔ جس کو مولانا حضرت امام یعقوب اسحاق رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۲۳۸ھ نیشاپوری نے اپنی کتاب ''ناصر اللبیب فی اسماء الحبیب'' میں درج کیا ہے۔ وہ یہ ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کے نام کے حروف چار ہیں اسی طرح حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم [1] کے بھی چار ہی حروف ہیں۔ پھر لکھتے ہیں:

اوّلاً...... جس طرح سے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے بارہ حروف ہیں۔ اسی طرح تصدیق رسالت محمد رسول اللہ کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔

ثانیاً...... جس طرح سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ حروف ہیں۔ اسی طرح سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔

ثالثاً...... جس طرح سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارہ حروف ہیں۔ اسی طرح سے حضرت عمر ابن الخطاب کے نام کے بھی وہی بارہ حروف ہیں۔

رابعاً...... پھر اسی طرح سے حضرت عثمان ابن عفانؓ کے نام کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔

خامساً...... پھر جس طرح سے حضرت عثمانؓ ابن عفان کے بارہ حروف ہیں۔ اسی طرح حضرت علیؓ بن ابی طالب کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔ انتہیٰ

اس کے بعد خاکسار راقم الحروف کہتا ہے:

سادساً...... پھر اسی طرح سے حضرت نعمان ابن ثابتؓ کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔

سابعاً...... جملہ آیت شریف ان الارض یرثھا کے بھی بارہ حروف ہیں۔

---

[1] اس میں ایک اور بھی نکتہ اسرار الٰہیہ کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور کلمہ شریف لا الہ الا اللہ اور تصدیق رسالت محمد رسول اللہ پاک اور صاف بے نقطہ ہیں۔ سبحان اللہ وبحمدہ! منہ

ثامناً...... اسی طرح دیگر جملہ آیت عبادی الصلحون کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔

تاسعاً...... اسی طرح سے بیت المقدس جس کا نام المسجد الاقصیٰ ہے اور دوسرا نام الارض المقدسہ ہے جس کی وراثت کی پیش گوئی ان کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔

عاشراً...... اسی لحاظ سے جو اس وقت مالک و وارث اس بیت المقدس اور ملک شام کے ہیں۔ ان کا لقب امیر المومنین (حضرت سلطان روم ہے اور وہ اہل سنت [1] و جماعت ہیں) ان کے بھی وہی بارہ حروف ہیں۔

ان تمام مناسبتوں کو آیت شریف قرآنی تلك عشرة كاملة پوری کرتی ہے اور مزید لطف یہ ہے کہ اس آیت شریفہ کے بھی وہی بارہ حروف ہیں۔ الحمدلله على احسانه! شاید آپ یہ خیال مبارک میں لاویں کہ ایسی مناسبتیں کسی غیر اسلامی یا غیر اہل سنت و جماعت کے نام پر بھی عائد ہو جائیں تو پھر اس کا جواب کیا ہوگا؟۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ مناسبت واقع کے برخلاف ہو اور پیشگوئی کے پہلو کو لئے ہوئے نہ ہو محض بارہ ہی حروف کی مناسبت ہو تو وہ اس پیش گوئی کی تمام مناسبات کی ناسخ نہیں ہو سکتی اور نہ اس کا کچھ اعتبار ہوگا۔ مثلاً اگر آپ یہ کہیں کہ حکیم نورالدین کے بھی بارہ ہی حروف ہیں اور وہ آجکل خلیفۃ المسیح بھی ہیں۔ کیونکہ اس مناسبت اور پیشین گوئی میں داخل ہیں۔ میں نہایت افسوس سے کہوں گا کہ یہ مناسبت واقع موجودہ کے برخلاف اور بالکل برخلاف ہے۔ کیونکہ ملک شام اور بیت المقدس حکیم نورالدین کے ہم مذہب کی وراثت میں نہ پہلے کبھی ہوا اور نہ اب ہے اور نہ کبھی ہوگا۔ پھر یہ بارہ حروفی مناسبت کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ غرضیکہ پیشین گوئی قرآن مجید اور کتب الہامی سابقہ اور لوح محفوظ سے یہ ثابت کرنا تھا کہ اس کے مطابق کون لوگ حق پر ہیں۔ کون ایماندار حلیم اور صالح ہیں۔ کون عبادی الصلحون میں داخل ہیں۔ سو اس پیشینگوئی سے اظہر من الشمس ثابت ہو گیا کہ مذہب اہل سنت و جماعت مقلدین بالعموم اور مقلدین امام اعظمؒ بالخصوص اس پیشینگوئی میں داخل ہیں اور اس میں ذرہ بھر بھی شبہ کی گنجائش نہیں کہ امام الآئمہ سراج الامۃ حضرت امام ابوحنیفہ امام اعظمؒ کا مذہب مقبول

---

[1] اللہ تعالیٰ کا حکم بھی ہے على هدى من ربهم یہی لوگ ہدایت یافتہ خدا کی طرف سے ہیں۔ اس کے بھی بارہ ہی حروف ہیں اور آیت صراط المستقيم کے بھی بارہ ہی حروف ہیں۔

الٰہی اور ارادہ الٰہی میں اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسندیدگی میں داخل ہے اور حضرت امام اعظمؒ کی وہ شان اعلیٰ اور ارفع تھی کہ دوسرے کسی مجتہد علیہ الرحمتہ کو عطا نہیں ہوئی۔ وہ قرآن فہمی اور بلکہ استنباط مسائل فقیہ اور احادیث کے صحیح مفہوم کا ادراک کسی کو ان کے برابر حاصل نہ تھا اور عرفان الٰہی میں کامل اور اکمل تھے اور اسی لئے خداوند کریم کے ارادہ کے مطابق ان کے مذہب میں وسعت ایسی ہوگئی کہ روم، شام، عرب اور عجم مشرق و مغرب شمال و جنوب میں مذہب احناف کا پھیل گیا مختصراً۔

مولوی صاحب شاید میری اس تحریر کو نامعتبر یا سن ظنی پر محمول فرمائیں۔ اس لئے مجھے ضروری ہوا کہ میں اس تحریر کی تصدیق مرزا قادیانی کی دستاویزات سے ہی نکال کر پیش کروں۔ تا کہ آپ کو اطمینان ہو جائے۔ لیجئے سنئے امرزا قادیانی فرماتے ہیں:

(۱)...... ''امام بزرگ ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے بعض تابعین کو بھی دیکھا تھا۔

نوٹ: راقم! مرزا قادیانی سے صحابہ کی بجائے تابعین کا لفظ لکھا گیا۔ معلوم ہوتا ہے یہ کاتب کی غلطی ہے۔''

(۲)...... ''امام بزرگ حضرت امام ابوحنیفہ کو علاوہ کمالات علم آثار نبویہ کے استخراج مسائل قرآن میں ید طولیٰ تھا۔ حضرت مجدد الف ثانی پر خدا تعالیٰ رحمت کرے۔ انہوں نے مکتوب ص ۳۰۷ میں فرمایا ہے کہ امام اعظم صاحب کی آنے والے مسیح کے ساتھ استخراج مسائل قرآن میں ایک روحانی مناسبت ہے۔'' (بلفظ الحق مباحثہ لدھیانہ ص ۹۹، خزائن ج ۴ ص ۱۰۱)

(۳)...... ''اصل حقیقت یہ ہے کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ اپنی قوت اجتہادی اور اپنے علم اور درائت اور فہم و فراست میں آئمہ ثلاثہ باقیہ امام مالک شافعی حنبل سے افضل و اعلیٰ تھے خداداد قوت فیصلہ ایسی بڑھی ہوئی تھی کہ وہ ثبوت و عدم ثبوت میں بخوبی فرق کرنا جانتے تھے اور ان کی قدرت مدرکہ کو قرآن شریف کے سمجھنے میں ایک خاص دستگاہ تھی اور ان کی فطرت کو کلام الٰہی سے ایک خاص مناسبت تھی اور عرفان کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ چکے تھے۔ اسی وجہ سے اجتہاد اور استنباط میں ان کے لئے وہ درجہ علیا مسلم تھا جس تک پہنچنے سے دوسرے سب لوگ قاصر تھے۔''

(بلفظہ مرزا قادیانی کا ازالہ اوہام ص ۵۳۰، خزائن ج ۳ ص ۳۸۵)

(۴)...... ''اگر حدیث میں کوئی مسئلہ نہ ملے اور نہ سنت میں اور نہ قرآن میں مل سکے

تو اس صورت میں فقہ حنفی پر عمل کریں۔ کیونکہ [1] اس فرقہ کی کثرت خدا کی ہے۔'' لیجئے مولوی صاحب! مرزا قادیانی کی تحریر سے بھی حقانیت مذہب مقلدین امام اعظمؒ بموجب پیشگوئی قرآن شریف اور کتب الہامی سابقہ سے ثابت ہوگئی۔ نیز تقلید شخصی جناب حضرت امام مقدس کی خداوند کریم توفیق ہدایت فرمائے۔ آمین!

اب میں مسلمانوں اور مرزائی احمدیوں کا فرق آپ کو دکھلاتا ہوں۔ مختصراً پھر عریضہ کو انشاء اللہ تعالیٰ ختم کروں گا۔

مسلمانوں اور مرزائی احمدیوں میں فرق و تمیز

بہت طول طویل بحثوں کا نہایت مختصر خلاصہ عام فہم صرف دو امور اس طرح پر ہیں:

اوّل! مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت اور رسالت کا کیا جو قرآن کریم سے مخالف ہے اور اس دعویٰ کے منکر کو کافر، بے ایمان، لعنتی، جہنمی، خارج از اسلام وغیرہ وغیرہ لکھا ہے اور اس دعویٰ کو مرزائیوں نے قبول کرلیا اور ویسے ہی انہوں نے بھی مسلمانوں کو لکھا۔

دوم! توہینات انبیاء علیہم السلام یہ دونوں امر اصولاً اور نصاً قطعاً خلاف اسلام ہیں اور اولہ اربعہ (قرآن شریف احادیث شریف اجماع امت قیاس مجتہدین) سے ثابت ہے کہ ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر اور مرتد ہے۔ جس پر فتاویٰ عرب اور عجم بھی شاہد ہیں دعاوی نبوت تو مختصراً عرض ہو چکے ہیں۔ لیکن توہینات انبیاء علیہم السلام میں نے نمبروار اپنی کتاب کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی میں مرزا قادیانی کی کتب سے نقل کی ہیں۔ اس کے علاوہ اور بہت سی ہیں۔ مگر میں صرف دو ایک ہی یہاں پر آپ کی توجہ اور غور کے لئے لکھتا ہوں۔ لکھنے سے پہلے خدا سے ڈرتے ہوئے نقل کفر کفر نہ باشد لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ خداوند کریم اس نقل کرنے پر بھی اخذ نہ کرے اور معاف فرمائے۔ آمین!

---

[1] سوالات کے جوابات منجانب مولوی نورالدین خلیفہ مرزا قادیانی۔ سوال مرزا قادیانی کس فرقہ میں سے تھے۔ (۴) مرزا قادیانی کے نزدیک اسلام کے فرقہ ہائے مختلفہ میں سے وہ کونسا گروہ ہے جس میں خود بھی مرزا قادیانی داخل ہیں اور اس کے اصول کے موافق لوگوں کو ہدایت فرماتے ہیں۔ جواب (۴،۳) حضرت مرزا صاحب اہل سنت والجماعت خاص کر حنفی المذہب تھے۔ اسی طائفہ ظاہرین علی الحق میں سے تھے۔ والحمد اللہ رب العالمین۔

(بلفظہ اخبار بدر قادیان نمبر ۲۰ جلد ۱۲ مورخہ ۱۴ رنومبر ۱۹۱۲ء ص ۳ کالم ۲،۱)

دیکھئے مرزا قادیانی حسب ذیل فرماتے ہیں:

ا...... ’’مسیح کا بے باپ پیدا ہونا میری نگاہ میں کچھ عجوبہ بات نہیں۔ حضرت آدم ماں اور باپ دہ تو نہیں رکھتے تھے۔ اب قریب برسات آتی ہے۔ باہر جا کر دیکھئے کہ کتنے کیڑے مکوڑے بغیر ماں باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں۔‘‘ (جنگ مقدس ص۱۹۸، خزائن ج۶ ص۲۸۰)

۲۲ رمئی سے ۵ رجون ۱۸۹۳ء تک فرمائیں۔ اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش برساتی کیڑے مکوڑں کے برابر ہے۔ یہ ان کی کس قدر توہین ہے اور خلاف قرآن کریم فرماتے ہیں۔ میری نگاہ میں حضرت مسیح علیہ اسلام کا بے باپ پیدا ہونا کچھ عجوبہ بات ہی نہیں۔ اس میں مرزا قادیانی کو خدا کا خوف ہوا نہ کلام الٰہی پر ایمان رہا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: ’’ولنجعله اية للناس ورحمة منا‘‘ یعنی ہم نے حضرت مسیح علیہ السلام کی پیدائش بلا ماں باپ کو لوگوں کے لئے معجزہ اور عجوبہ نشان بنایا ہے اور ہماری طرف سے رحمت ہے اور پھر دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’وجعلناها وابنها اية للعليمن‘‘ یعنی ہم نے حضرت مریم اور عیسیٰ علیہم السلام کو تمام عالموں کے لئے معجزہ اور عجوبہ نشان بنایا ہے۔ اور پھر تیسری جگہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے: ’’وجعلنا ابن مريم و امه آية‘‘ اور بنایا ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں مریم کو ایک عجوبہ شان آپ خدا کے لئے غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بلا باپ کو ایک معجزہ اور عجیب نشان فرمارہا ہے اور تمام جہانوں کے لئے ہمیشہ کے لئے یہ ایک نہایت عجوبہ بات ہے۔

لیکن افسوس مرزا قادیانی کی بے باکی کو ملاحظہ فرمائیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ مسیح کا بے باپ پیدا ہونا میری نگاہ میں کچھ عجوبہ بات نہیں ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے برسات میں کیڑے مکوڑے بے ماں باپ کے پیدا ہو جاتے ہیں۔ گویا مرزا قادیانی کی ایسی اعلیٰ نگاہ ہے کہ ان کی نگاہ میں قرآن کریم بھی نعوذ باللہ کوئی عجوبہ بات نہیں۔ یہ سخت توہین قرآن کریم اور حضرت آدم وحوا علیہما السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہے۔ جو کفر اور ارتداد سے بھی بڑھ کر ہے۔

(۲)...... ’’مسیح کی دادیوں اور نانیوں کی نسبت جو اعتراض ہے۔ اس کا جواب کبھی آپ نے سوچا ہوگا۔‘‘ (بلفظہ رسالہ نور القرآن ۹۵،۱۸۹۶ء ص۱۹، خزائن ج۹ ص۳۹۴)

(۳)...... یسوع شریر، مکار، موٹی عقل [1] والا، بدزبان، غصہ ور، گالیاں دینے، والا جھوٹا، علمی اور عملی قوی میں کچا، چور، شیطان [2] کے پیچھے چلنے والا، شیطان کا ملہم، اس کے دماغ میں خلل تھا، تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے ان کا وجود ظہور پذیر ہوا تھا، آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت جدی مناسبت سے تھا۔''

(بلفظہ ملخصاً ضمیمہ انجام آتھم ص۴،۷، خزائن ج۱۱ص ۲۸۸ تا ۲۹۱)

(۴)...... ''یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب [3] پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔'' (بلفظہ مرزا قادیانی کی کتاب تقویۃ الایمان کا حاشیہ ص ۶۵، خزائن ج۱۹ص ۷۱) الٰہی توبہ!!!

میں کہتا ہوں کہ اے خداوند کریم! میں پناہ مانگتا ہوں شیطان رجیم سے بچا مجھ کو اور تمام مسلمانوں کو ایسی توہینات اور سب وشتم انبیاء علیہم السلام سے، مرزا قادیانی نے غضب پر غضب کردیا ہے۔ دیکھئے اور غور فرمائیے! مرزا قادیانی کی ایمانداری نبوت اور رسالت پر کہ کس قسم کی فحش گالیاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دی ہیں اور قرآن مجید کو نعوذ باللہ پس پشت ڈال کر بالکل

---

[1] موٹی عقل والا اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب جبرائیل علیہ السلام حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بشکل انسانی آئے تو فرمایا قال انما انا رسول ربك لا هب لك غلماً ذكيا! یعنی میں تیرے خدا کی طرف سے آیا ہوں۔ تاکہ تجھے ایک لڑکا پاک اور صاف تیز عقل والا ذہین بخشوں۔ مرزا قادیانی ان کو موٹی عقل والا فرماتے ہیں۔ قرآن فہمی؟۔

[2] شیطان کے پیچھے چلنے والا۔ لیکن قرآن شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے ولم یجعلنی جباراً شقیا۰ والسلام علی یوم ولدت و یوم اموت ویوم ابعث حیا! یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے سرکش نافرمان پیدا نہیں کیا اور مجھ پر سلامتی ہے جس دن پیدا ہوا تھا اور جس دن مروں گا اور جس دن پھر زندہ کیا جاؤں گا۔

[3] شراب...... الخ۔ دوسری جگہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں ''(عیسائی) اس شخص (عیسیٰ علیہ السلام) کو تمام عیبوں سے مبرا سمجھتے ہیں جس نے خود اقرار کیا کہ میں نیک نہیں اور جس نے شراب خواری اور قمار بازی اور کھلے طور پر دوسروں کی عورتوں کو دیکھنا جائز رکھ کر بلکہ آپ ایک بدکار کنجری سے اپنے سر پر حرام کی کمائی کا تیل ڈلوا کر اور اس کو یہ موقع دے کر کہ وہ اس کے بدن سے بدن لگادے۔ اپنی تمام امت کو اجازت دے دی کہ ان باتوں میں سے کوئی بات بھی حرام نہیں۔'' (بلفظہ انجام آتھم کا ص ۳۸، خزائن ج۱۱ص ایضاً) لاحول ولا قوة ۰ العیاذ باللّٰہ!

اعراض کر دیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو قرآن مجید میں فرمایا اس پر غور فرمائیے۔ وہ یوں ہے:

الف…… جب حضرت مریم علیہا السلام کو معجزہ کے طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے باپ پیدا ہو گئے اور وہ ان کو اٹھا کر اپنے گھر کو تشریف لائیں تو لوگ یوں بولے: قالو یامریم لقد جئت شیئاً فریا۰ یا اخت هارون ماکان ابوك امراسوء وما کانت امك بغیا (مریم:۲۸) ! یعنی وہ لوگ مریم علیہ السلام کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اے مریم (علیہ السلام) تحقیق لائی تو ایک عجیب چیز۔ اے ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی۔ اس آیت شریف سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی کی طہارت اس وقت منکروں کافروں یہودیوں نے بھی تصدیق کی تھی۔ یہ بات صریح ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی دادی نہ تھی۔ جب کوئی والد ہی نہیں تھا تو کوئی دادی نہیں ہوسکتی۔ قرآن کریم تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی کی تعریف فرما رہا ہے اور یہاں تک کہ کفار یہود بھی معترف ہیں۔ لیکن افسوس مرزا قادیانی ان لوگوں سے بھی دس ہاتھ اوپر چلے گئے اور قرآن مجید کی کچھ پروا نہ کی۔ افسوس!

ب…… پھر اللہ تعالیٰ حضرت مریم علیہا السلام کی نسبت فرماتا ہے: اذ قالت الملائکة یامریم ان الله اصطفاك وطهرك واصطفك علیٰ نساء العالمین (آل عمران: ۴۲) ! یعنی جس وقت کہا فرشتوں نے اے مریم! تحقیق اللہ تعالیٰ نے تجھ کو برگزیدہ کیا اور پاک کیا۔ تجھ کو اور برگزیدہ کیا تجھ کو تمام جہان کی عورتوں پر۔ دیکھئے! اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کی بھی کیسی بزرگی اور طہارت ظاہر فرمائی ہے۔ لیکن افسوس مرزا قادیانی کی نظر اور نگاہ میں کچھ نہیں۔

ج…… پھر خداوند کریم فرماتا ہے: عیسیٰ بن مریم وجیها فی الدنیا و الآخرة ومن المقربین (آل عمران: ۴۵) ! یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہا السلام دنیا اور آخرت دونوں میں نہایت عزت اور آبرو والا ہے اور ان میں سے ہیں جو خدا کے نزدیک عالی رتبہ اور عزت اور بزرگی اور تقرب الٰہی رکھتے ہیں۔ اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اذایدتك بروح القدس (البقرہ:۲۵۳) ! روح القدس سے مدد دیا جاتا تھا۔ لیکن مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ وہ شریر تھا، مکار تھا، موٹی عقل والا تھا، بدزبان تھا، غصہ ور تھا، گالیاں دینے والا تھا، جھوٹا تھا، چور تھا، سولی پر چڑھایا گیا تھا، نعوذ باالله منها۰ من هذه التوهینات والخرافات ! کیا قرآن شریف کے مطابق وجیها فی الدنیا والاخرة کی یہی تعریف ہے جو مرزا قادیانی نے کی ہے؟۔

و...... پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وانی سمیتها مریم وانی اعیذها بك وذریتها من الشیطن الرجیم (آل عمران: ۳۶) ! (ترجمہ) اور کہا (حنہ والدہ مریم نے) تحقیق میں نے نام رکھا اس کا مریم اور تحقیق میں پناہ میں دیتی ہوں اس کو تیری جناب میں اور اس کی اولاد کو شیطان رجیم سے اور پھر فرمایا: فتقبلها ربها بقبول حسن (آل عمران: ۳۷) ! پھر قبول کر لیا اس دعا کو حنہ کے رب نے۔ اچھی قبولیت کے ساتھ۔ یعنی اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے اچھی قبولیت کے ساتھ قبول کر لیا۔ مریم علیہا السلام اور اس کی اولاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تمام وساوس اور شرارت شیطان سے اپنی پناہ میں لے لیا۔ لیکن مرزا قادیانی ہیں کہ قرآن مجید سے انکار کر کے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شیطان کے پیچھے چلنے والا تھا اور شیطان کا ملہم تھا۔ العیاذ باللہ۔ آپ غور فرمائیں:

ہ...... اب میں ایک حدیث شریف بھی جو صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۵۲ باب آیات مخلصات اور صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶۵ باب فضائل عیسیٰ علیہ السلام میں موجود ہے درج کرتا ہوں۔ تاکہ آپ معلوم کر لیں کہ قرآن شریف اور حدیث شریف کے مرزا قادیانی کیسے سچے عامل ہیں؟۔

حدیث شریف: عن ابو هریرةؓ عن النبی ﷺ قال مامن مولود یولد الا والشیطان یمسه حین فیستهل صارخاً من الشیطان ایاه الا مریم وابنها ثم یقول ابو هریرةؓ واقروا ان شئتم وانی اعیذهابك وذریتها من الشیطان الرجیم ! یعنی حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ تحقیق حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ کوئی لڑکا یا لڑکی ایسا پیدا نہیں ہوتا جس کو وقت پیدائش شیطان مس نہ کرتا ہو۔ لیکن حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے بری ہیں۔ پھر حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ پڑھو اس آیت شریف کو۔ اگر تم اس بات کی تصدیق چاہتے ہو: انی اعیذهابك ! پناہ میں دیتی ہوں مریم اور اس کی اولاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وساوس شیطانی سے۔ پس قرآن وحدیث سے محققاً ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مس اور وسوسہ شیطانی سے بحکم الٰہی بری اور پاک ہیں۔ مگر مرزا قادیانی نہایت دلیری سے فرماتے ہیں کہ وہ شیطان کے پیچھے چلنے والا تھا اور وہ شیطان کا ملہم تھا۔ لاحول ولاقوۃ!

پھر مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ ان کی پرانی عادت تھی۔ لاحول ولاقوۃ! کیا عصمت انبیاء علیہم السلام یہی ہے؟ کہ پیغمبران بلکہ رسول اولوالعزم خدا کے حرام کو حلال کریں اور اس کا استعمال کریں۔ آپ معلوم کر سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے یہ

الزام کس آیت اور حدیث سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگایا ہے۔شراب پینا اور قمار بازی کرنا حرام اور شیطانی عمل ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:انما الخمر و المیسر...... رجس من عمل الشیطن (المائدہ:۹۰)!یعنی شراب پینا اور قمار بازی کرنا حرام اور شیطان کے کاموں میں سے ہے اور جب قرآن شریف سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شیطانی حملوں اور وساوس سے خدا کی پناہ میں ہیں اور شیطان نے ان کو مس ہی نہیں کیا تو پھر یہ الزام حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگانا اور کفر اور ارتداد کے درجہ کا امام بننا ہے۔العیاذ باللہ!

تمام کتب عقائد مسلمہ اہل اسلام میں یہ مسئلہ موجود ہے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہیں۔ جیسے حضرت امام الائمہ امام اعظمؒ اپنی کتاب فقہ ص۵ میں فرماتے ہیں:والانبیاء علیھم السلام کلھم منزھون عن الصغائر والکبائر والکفر والقبائح !یعنی تمام انبیاء علیہم السلام تمام صغائر و کبائر گناہ اور کفر اور برائیوں سے معصوم ہیں۔

ہاں! شاید آپ کا خیال ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کتاب الہامی انجیل کے پابند تھے۔شاید اس میں شراب کا پینا اور جوا کھیلنا جائز ہو۔مگر یہ خیال صحیح نہیں۔کیونکہ کسی الہامی کتاب میں ایسا نہیں لکھا۔ بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام توریت موسیٰ علیہ السلام کے پابند تھے۔انجیل شریعت کی کتاب نہیں ہے۔بہر حال حضرت توریت کے احکام کے پابند تھے۔توریت کے مطالعہ سے صاف پایا جاتا ہے کہ شراب کی اس میں بالکل ممانعت ہے۔جیسے توریت گنتی باب ۶ آیت:۳ میں لکھا ہے:

الف...... ''تو چاہئے کہ وہ مے سے نشے کی چیزیں سے پرہیز کرے اور مے کا یا شراب کا کوئی سرکہ نہ پیو اور انگور کا سرکہ ہرگز نہ پئے۔'' بلفظ توریت مندرجہ بالا۔

ب...... ''سو اب خبردار رہو اور مے یا نشے کی کوئی چیز نہ پیو۔وہ کوئی ایسی چیز تاک (انگور) سے پیدا ہوتی ہے نہ کھائے اور مے یا کوئی نشہ نہ پئے۔'' (قاضیوں باب۱۳،آیت۱۴،۴)

لیجئے! توریت سے بھی ظاہر ہے کہ عوام الناس کو یہی حکم ہے کہ شراب کوئی نہ پئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اولوالعزم رسول ہیں جن کی شان اور قرب الٰہی میں اعلیٰ اور ارفع ہیں۔ مرزاقادیانی کا ان پر عداوتاً بہتان اور افتراء ہے۔

التماس

مولوی صاحب مکرم!اب میں اپنے عریضہ کو ختم کر کے نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ میں نے جو کچھ اس عریضہ میں لکھا ہے خالصاً لمرضات اللہ لکھا ہے۔جہاں تک ہوسکا ہے میں

نے ادب کو نہایت ملحوظ رکھا ہے۔ کوئی لفظ یا جملہ ایسا نہیں لکھا کہ جس میں کوئی رنج دہ امر ہو۔ لیکن تاہم اگر آپ کے خیال میں کہیں ایسا نہ ہوا ہو تو میں امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے معاف فرمائیں گے۔ نیز بوجہ عدیم الفرصتی تحریر عریضہ میں کسی قدر توقف ہوا ہے خواستگار معافی ہوں۔

بعض جگہ مرزا قادیانی کی کتاب کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ وہ عمداً ایسا کیا گیا ہے۔ تاکہ آپ کے مطالعہ کتب مولفہ مرزا قادیانی کی کیفیت بھی معلوم ہو جائے۔ ہاں! کسی اندراج کے انکار پر حوالہ کتاب مع ص وسطر عرض کر دیا جائے گا۔

ایک یہ بھی عرض ہے کہ اس عریضہ کے پہنچنے پر آپ غور فرما کر اگر کچھ لکھنا چاہئیں تو اس کی اطلاع نیاز مند کو بھی ہونی چاہئے۔ تاکہ اس تحریر کا انتظار کیا جائے اور آپ کی تحریر کے بعد اگر آپ چاہیں تو مجھے اطلاع بخشیں۔ تاکہ اس کو طبع کروا دیا جائے اور عوام بھی کچھ استفادہ حاصل کریں۔ جہاں تک ہو سکے تعجیل فرمائیں۔

بالآخر میں دعا کرتا ہوں۔ اے خداوند کریم یا مقلب القلوب تو ہی ہدایت کرنے والا ہے۔ ہر ایک کی ہدایت تیرے ہاتھ میں ہے۔ تو ہی علیم بذات الصدور دلوں کے حالات جاننے والا ہے۔ تیرے ہی قبضہ قدرت میں ساری باتیں ہیں۔ تو ہی نبیوں کا مالک ہے۔ تو ہی سیدھے راستہ پر چلانے والا ہے۔ جس نیت سے میں نے یہ عریضہ اپنے دوست کی خدمت میں لکھا ہے وہ محض خیر خواہی سے ہے۔ بہ طفیل حضرت رسول اکرم ﷺ اس میں نیک اثر پیدا کر: ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب ۰ آمین یا رب العالمین۔ ﷺ واصحابه اجمعين برحمتك ياالرحم الراحمين!

یکم جمادی الاوّل ۱۳۲۸ھ

راقم آثم خاکسار اضعف من عباد اللہ الصمد

فضل احمد عفاء اللہ عنہ بقلم خود۔ از لدھیانہ

ضمیمہ عریضہ باسمہ سبحانہ

جب میں اپنے خط کو ختم کر چکا۔ اس کے بعد ایک رسالہ دین الحق یا ہمارا مذہب مؤلفہ قاسم علی صاحب اڈیٹر الحق دہلی مرزائی احمدی کا دیکھنے میں آیا (جو انہوں نے اپنے خلیفۃ المسیح امیر المرزائین واحمدیین حکیم نور الدین صاحب کے نام پر وڈیکٹ کیا ہے۔ (گو ان کی منظوری کی کوئی علامت اس پر نہیں) افضل المطابع دہلی میں طبع ہوا ہے۔

اللہ! اللہ!! دنیا کس دھوکہ اور فریب کی رہ گئی ہے۔ کس کس پیرایہ میں بندگان خدا کو

دھوکہ دیا جاتا ہے۔ دنیاوی کاروبار کا تو کیا حساب دینی معاملات میں ایسے ایسے کارنمایاں دکھلائے جاتے ہیں۔ جس سے شیطان بھی اپنی جماعت میں نہایت حیران اور پریشان ہے۔ اس رسالہ میں مؤلف نے ایسی کھیل کھیلی ہے کہ ناواقفوں کے لئے جنہوں نے مرزائی مشن کی سیر نہیں کی۔ جنہوں نے ان کے ہاتھوں کے کرتب نہیں دیکھے۔ ان کے الو بنانے میں ایک ذرہ بھر بھی کسر نہیں رکھی۔ مثال کے طور پر میاں ابو یوسف محمد الدین صاحب خوشنویس (جو کسی زمانہ میں دہلی میں میرے دوست تھے) کو دیکھ لیجئے کہ رسالہ کے لکھتے لکھتے ہی بلا دیکھنے کسی دیگر کتاب یا تصدیق کے خوشنویسی کے ساتھ خوش اعتقادی میں آ کر جھٹ مرزائی مشن پر ایمان لے آئے اور اسلام سے جدا ہو گئے۔ کیونکہ مؤلف صاحب کا کید اس رسالہ میں ایسا ہے۔ گویا زہر ہلاہل کی طرح اثر کرنے والا ہے۔ بالخصوص ناواقفوں کے لئے۔ اے خداوند کریم تو ایسے ایسے دھوکہ بازوں کا منتقم حقیقی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تو اپنا کام کر کے ہی رہے گا۔ ایسے درخت کے ایسے شاخوں سے ایسے ایسے پھل پیدا ہونا غیر ممکن نہیں۔ مؤلف صاحب کی وہ مثال ہے کہ کسی شخص نے کسی مولوی سے کہا کہ تم لوگ ہم کو ہمیشہ نماز پڑھنے کی تاکید کرتے ہو۔ لیکن خدا تو قرآن شریف میں کہتا ہے: لا تقربو الصلوٰۃ کہ نماز مت پڑھو۔ (نعوذ باللہ) مولوی صاحب نے کہا کہ میاں اس کے آگے: وانتم سکاریٰ! بھی تو پڑھو۔ اس نے کہا تمام قرآن شریف پر تمہارے باپ نے بھی عمل نہ کیا ہوگا ہم سے کیسے ہو سکتا ہے۔

الغرض...... مؤلف صاحب نے اس رسالہ میں وہ پرانی عبارات مرزا قادیانی کی کتابوں کی نقل کی ہیں یا کسی نئی کتاب سے کوئی ایسی عبارت نقل کر دی ہے جو کسی قدر اسلام کے عقائد کے مطابق تھی۔ لیکن وہ تمام عبارات اور عقائد مرزا قادیانی کے ترک کر دیئے ہیں جو ان کے بعد کے لکھے ہوئے ہیں۔ مؤلف صاحب نے مرزا قادیانی کے انتقال کے بعد عوام ناواقفین کے جتلانے کی کوشش کی ہے کہ مرزا قادیانی پر جو فتاویٰ عرب وعجم کے کفر اور ارتداد کے لگے ہوئے ہیں صحیح نہیں ہیں۔

مؤلف صاحب نے اوّل تو اس رسالہ میں مسلمانوں کو بدتہذیبی سے گالیاں دی ہیں اور پانچ قسم کے مسلمانوں کے گروہ مقرر کر کے ان کو یہودی صفت علماء سراسر نابکار یہودیانہ روش بے حیائی کی کوشش کرنے والے صوفیاء زمانہ کے مغرور وہ کسی مرض کی دوا ہی نہیں وغیرہ نے مرزا قادیانی پر اعتراضات کئے ہیں۔ پھر مؤلف صاحب لکھتے ہیں میرے محترم بزرگ احمدی اصحاب اس حصہ کو پڑھ کر خوب یاد کر لیں اور جب کوئی بہتان وافتراء اپنے پیارے امام مسیح علیہ

السلام کے مذہب وعقائد کے متعلق کسی نا اہل سے سنیں تو فوراً یہ رسالہ پیش کر کے اس کا دم بند کر دیں۔ میں نے اس کام کے لئے تمام تصانیف شریف وتقاریر لطیفہ حضرت اقدس کو اوّل سے آخر تک پڑھا۔ تب جا کر میں اس ناچیز خدمت کو انجام دینے پر آمادہ ہوا۔ (بلفظہ دین حق ص ۱۵۲)

پھر اخیر کے اوّل ص پر ''احمدی احباب سے اپیل'' کے عنوان سے لکھا۔ میں آپ صاحبان سے اپیل کرتا ہوں آپ بجالانے کی پوری کوشش فرمائیں۔ وہ یہ ہے کہ اس رسالہ کا ایک ایک نسخہ ہر ایک احمدی اپنے پاس رکھے (اچھی تجارت ہے) جو کہ وقت ضرورت ایک سخت سے سخت دشمن کے لئے کاری حربہ کا کام دیکھے گا۔ بلفظہ

میں آپ کو چند باتیں بطور نمونہ مختصراً دکھلانا چاہتا ہوں جس سے مؤلف صاحب کا دھوکا اور عمداً ان عبارات کو جو مرزا قادیانی کی تصانیف میں موجود ہیں درج نہ کرنے سے ظاہر ہوگا اور کاری حربہ جو دشمنوں کے لئے تیار کیا ہے۔ مرزا قادیانی کے ہی الہاموں اور پیشگوئیوں کی طرح انہیں پر الٹ کر کام تمام کر دے گا۔ اگر میں چاہوں تو ایک ایک تحریر کے خلاف مرزا قادیانی کی ہی تصانیف سے پیش کر دوں۔ لیکن میں افسوس کرتا ہوں کہ پہلے ہی سے عریضہ طویل ہوگیا ہے اور پھر یہ رسالہ پیش ہوگیا۔ اگرچہ بہت سی تحریرات اس رسالہ کے خلاف میرے عریضہ میں آچکی ہیں۔ لیکن اس رسالہ کی حقیقت بھی عرض کر دیتا ہوں اور دندان فیل کے اندرونی و بیرونی کی مثال ہی ظاہر ہو جائے گی۔ لیجئے دیکھئے:

نمبر شمار مضمون مندرجہ رسالہ دین حق یا ہمارا مذہب ص ۷

(۱)...... (الہام) ہمیشہ قرآن شریف کے کامل تابعین کو ہوتا رہا ہے اور اب بھی ہوتا ہے اور آئندہ بھی ہوگا اور گو وحی رسالت بجہت عدم ضرورت منقطع ہے۔ لیکن یہ الہام کہ جو آنحضرت ﷺ کے باخلاص خادموں کو ہوتا ہے یہ کسی زمانہ میں منقطع نہیں ہوگا۔

(۲)...... الف۔ وید نے اگر آریوں کے دلوں پر اثر ڈالا ہے۔ وہ صرف گالیاں اور دشنام دہی ہے۔ تمام مقدسوں کو فریبی کہنا سب پاک نبیوں کا نام مکار رکھنا دنیا بھر کے بزرگوں کو بجز اپنے تین چار وید کے اور دغاباز اور ٹھگ قرار دینا ان ہی لوگوں کا کام ہے۔ ان لوگوں کے منہ سے بجز بدظنیوں اور بدزبانیوں کے کبھی کچھ معارف الٰہی کے نکات بھی نکلے ہیں۔ کیا بجز گندی باتوں اور نابکار خیالات یا تحقیر اور توہین اور ٹھٹھے اور ہنسی اور پرشرارت اور بدبودار لفظوں کے کبھی کوئی دقیق بھید معرفت الٰہی کا بھی ان کی زبان سے سنا گیا ہے۔ ان برتنوں سے کبھی کوئی صفا دلی کا قطرہ بھی مترشح ہوا ہے یا انہوں نے باطنی پاکیزگی میں کچھ ترقی کی ہے۔ ہرگز نہیں۔ سو جو کچھ وید کا اثر ہے۔

سوظاہر ہے۔حاجت بیان نہیں۔(دین الحق ص ۱۳،۱۴) وید کی تعلیم مشرکانہ ہے۔ (دین الحق ص ۴)

(ب)...... کس ملک میں وید کے ذریعہ سے وحدانیت پھیلی ہوئی ہے یا وہ دنیا کس پردہ زمین پر بستی ہے کہ جہاں رگ اور یجر اور شام اور اتھروں نے توحید الٰہی کا نقارہ بجا رکھا ہے جو کچھ وید کے ذریعہ سے ہندوستان میں پھیلا ہوا نظر آتا ہے۔وہ تو یہی آتش پرستی، شمس پرستی، بشن پرستی وغیرہ انواع واقسام کی مخلوق پرستیاں ہیں جس کے لکھنے سے کراہت آتی ہے۔

(بلفظ الہامی کتاب براہین احمدیہ کا ص ۱۲۳،خزائن ج ۱ص ۱۱۵،۱۱۶)

(ج)...... وید علم الٰہی اور راستی سے بےنصیب ہیں۔اُن سے وہ خدا کا کلام نہیں ہو سکتے۔ (بلفظ شحنہ حق ص ۲۴،خزائن ج ۲ص ۳۶۰)

(د)...... ہم ناظرین کو یقین دلاتے ہیں کہ ویدوں میں بجز مشرکانہ تعلیم کے کوئی معرفت اور حکمت کا بیان نہیں۔ (بلفظ مرزا قادیانی کا شحنہ حق ص ۲۵،خزائن ج ۲ص ۳۶۱)

(ہ)...... اب اس روشنی کے زمانہ میں وید کو خدا کا کلام بنانا چاہتے ہیں۔کوئی کتاب بغیر خدا کی نشانیوں کے خدا تعالیٰ کا کلام کب بن سکتی ہے۔(بلفظ شحنہ حق ص ۳۶ خزائن ج ۲ص ۳۷۳)

۳...... (الف) اب یہ سب نعمتیں آنحضرت ﷺ کی پیروی سے بطور وراثت ملتی ہیں۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله! یعنی ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا سے محبت کرتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو۔تا خدا بھی تم سے محبت کرے۔ (بلفظ دین الحق ص ۸۲)

(ب)...... اوّل:انکنتم تحبون الله فاتبعونی !ترجمہ:اگر تم چاہتے کہ محبوب الٰہی بن جاؤ تو محمد ﷺ کی اتباع کرو۔ (بلفظ دین الحق ص ۱۲۸)

۴...... حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا......ایک ذرہ بھر کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے۔غرض یہ امر نہایت درجہ شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے... جو شخص حسین یا کسی کی جو آئمہ مطہرین میں ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ (بلفظ دین الحق ص ۸۸،۸۹)

۵...... ایک دفعہ ہمارے ایک دوست نے جو امام (مرزا قادیانی) کی محبت میں فنا شدہ ہیں۔آپ مرزا قادیانی کی خدمت میں عرض کیا کیوں نہ ہم آپ کو مدارج شیخین (حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما) سے افضل سمجھا کریں اور رسول اکرم ﷺ کے قریب مانیں۔ اللہ اللہ!اس بات کو سن کر حضرت اقدس(مرزا قادیانی) کا رنگ اڑ گیا۔آپ کے سراپا اور عجیب

اضطراب اور بیتابی مستولی ہوگئی...... آپ نے چھ گھنٹہ تقریر فرمائی...... جناب شیخین کے فضائل مذکور فرمائے اور فرمایا کہ میرے لئے یہ کافی فخر ہے کہ میں ان لوگوں کا مداح اور خاکپا ہوں جو جزوی فضیلت خداتعالیٰ نے انہیں بخشی ہے وہ قیامت تک کوئی اور شخص پا نہیں سکتا۔ (بلفظہ دین الحق ص ۸۷)

(۶)...... (الف) ہم گواہی دیتے ہیں وہ خاتم الانبیاء اور تمام رسولوں سے افضل اور گنہگاروں کے شفیع ہیں۔

(ب)...... روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں۔ مگر قرآن اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں۔ مگر محمد مصطفیٰ ﷺ۔ (بلفظہ دین الحق ص ۱۱۵)

نمبر شمار...... عبارات مرزا قادیانی جو خلاف رسالہ دین الحق ہیں

(۱)...... ''اگر یہ عذر پیش ہو کہ باب نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوتی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہوا اور نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی ہے۔ بلکہ جزوی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے۔'' (توضیح مرام ص ۱۸، ۱۹، خزائن ج ۳ ص ۶۰)

(ب)...... ''میں جوان تھا جب خدا کی وحی اور الہام کا دعویٰ کیا اور اب میں بوڑھا ہو گیا۔'' (بلفظہ مرزا قادیانی کا انجام آتھم ص ۵۰، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

(ج)...... ''میں صاحب تجربہ ہوں کہ خدا کی وحی اور الہام ہرگز اس زمانہ سے منقطع نہیں کیا گیا۔'' (بلفظہ پیغام صلح ص ۱۳، خزائن ج ۲۳ ص ۴۴۶)

۲...... (الف) ''میں وید کو اس بات سے منزہ سمجھتا ہوں کہ اس نے کبھی اپنے کسی صفحہ ہستی پر ایسی تعلیم شائع کی ہو کہ جو نہ صرف خلاف عقل ہو۔ بلکہ پرمیشر کی پاک ذات پر بخل اور پکش کا داغ لگاتی ہو۔'' (بلفظہ پیغام صلح ص ۱۵، خزائن ج ۲۳ ص ۴۴۸)

(ب)...... ''اسی بناء پر ہم وید کو خدا کی طرف سے مانتے ہیں اور اس کے رشیوں کو بزرگ اور مقدس سمجھتے ہیں۔'' (بلفظہ ص ۲۲۳ پیغام صلح ص ۲۳، خزائن ج ۲۳ ص ۴۵۳)

''ہمارا پختہ اعتقاد ہے کہ وید انسان کا افترا نہیں۔ انسان کے افترا میں یہ قوت نہیں ہوتی کہ کروڑ ہا لوگوں کو اپنی طرف کھینچ لے۔ پس ہمارے لئے وید کی سچائی کی یہ بھی ایک دلیل کافی ہے کہ آریہ ورت کے کئی کرور آدمی ہزار ہا برسوں سے اس کو خدا کا کلام جانتے ہیں اور ممکن نہیں کہ یہ عزت کسی ایسی کلام کو دی جاوے جو کسی مفتری کا کلام ہو۔ پھر جبکہ ہم باوجود ان تمام مشکلات کے خدا سے ڈر کر وید کو خدا کا کلام جانتے ہیں۔'' (بلفظہ پیغام صلح ص ۲۵، خزائن ج ۲۳ ص ۴۵۴)

’’اگر اس قسم کی صلح تام کے لئے ہندو صاحبان اور آریہ صاحبان تیار ہوں کہ وہ ہمارے نبی ﷺ کو خدا کا سچا نبی مان لیں اور آئندہ توہین اور تکذیب چھوڑ دیں تو میں سب سے پہلے اس اقرار نامہ پر دستخط کرنے کو تیار ہوں کہ ہم احمدی سلسلہ کے لوگ ہمیشہ وید کے مصدق ہوں گے اور وید اور اس کے رشیوں کا تعظیم اور محبت سے نام لیں گے۔

(بلفظ پیغام صلح ص۲۵،۲۶، خزائن ج۲۳ ص۴۵۵)

۳...... اب مرزا قادیانی اس کے برخلاف اس الہام کو اپنے پر نازل ہونا فرماتے ہیں۔ کہتے ہیں مجھ کو الہام ہوا ہے:’’قل ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله ! ان کو کہہ دے کہ اگر خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو۔ تا خدا بھی تم سے محبت رکھتے۔ (بلفظہ دیکھو مرزا قادیانی کا اربعین نمبر۲ ص۵ تا ۳۲، خزائن ج۱۷ ص۳۵۲ تا ۳۸۱ اور انجام آتھم ص۵۲، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

دیگر اکثر کتابوں میں مرزا قادیانی نے اس الہام سے اپنی رسالت اور نبوت کو تقویت دی ہے۔

۴...... ’’اور اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے۔ کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک ہے جو اس حسین سے بڑھ کر ہے۔‘‘

(بلفظہ مرزا قادیانی کا دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳)

آپ غور کریں کہ یہاں حضرت سید الشہداء امام حسینؓ کی کیسی تحقیر کی گئی ہے اور اپنے تئیں ان سے افضل ٹھہرایا اور اپنے ہی قول سے شقاوت اور بے ایمانی میں آ گئے اور اپنے ایمان کو ضائع کر لیا۔

۵...... ’’لیکن میں بار بار کہتا ہوں کہ میں وہی ہوں اور اس نور میں میرا پودہ لگایا گیا ہے جس نور کا وارث مہدی آخر الزمان چاہئے تھا۔ میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر کے درجہ پر ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکر کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔‘‘ (مرزا قادیانی کا اشتہار معیار الاخیار ص۱۱ مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۸)

نوٹ: راقم! آپ براہ مہربانی بغور مقابلہ کرتے جائیں یا یہ تھا کہ شیخین رضی اللہ عنہما کی جزوی فضیلت کو کوئی شخص قیامت تک نہیں پا سکتا یا یہ کہ مرزا قادیانی کے نزدیک ابوبکرؓ کا تو کیا درجہ ہے۔ وہ تو بعض انبیاء سے افضل ہیں۔

ببیں تفاوت راہ از کجا تا بکجا

۶...... ’’تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے بجز اس مسیح (مرزا قادیانی) کے اور

کوئی شفیع نہیں۔ باستثناء آنحضرت ﷺ کے اے عیسائی مشربو اب ربنا المسیح مت کہو۔ دیکھو آج تم میں ایک ہی جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔"

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

(بلفظہ دافع البلاء ص ۱۳،۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳،۲۴۰)

علاوہ اس کے میاں قاسم علی صاحب نے دیگر کتابوں کی عبارتیں نقل کی ہیں۔ لیکن افسوس ان کتابوں کی عبارتوں کو عمداً بغرض دھوکہ دہی نقل نہیں کیا جس میں مرزا قادیانی کی عبارتوں میں اختلاف پڑتا تھا یا جس سے ان کی نسبت دروغ گوئی کا الزام آتا تھا۔ یا عبارتوں اور الہاموں پیشگوئیوں کے متضاد ہونے میں باسمجھ لوگوں کی نظروں میں بے اعتبار رہی یا کساد بازاری ہوتی تھی اور یہ گمان کرنے کی گنجائش نہیں کہ اتنا سمجھ لیا جائے کہ میاں صاحب کچھ نظر انداز ہوگیا ہوگا۔ یا اس کتاب یا تحریر اور تقریر مرزا قادیانی کو آپ نے دیکھا نہ ہوگا۔ کیونکہ انہوں نے بڑے زور سے یہ لکھا ہے کہ میں نے ابتدائی تحریر براہین احمدیہ سے اخیر تحریر پیغام صلح تک اچھی طرح غور سے پڑھ کر مرزا قادیانی کے عقائد کو لکھا ہے۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو عقائد مرزا قادیانی کے دیگر کتب سے دکھلائے نہیں گئے۔ اس کی کوئی خاص وجہ ہے جو دھوکا دینا نہیں تو اور کیا ہے؟ مثلاً جہاں انہوں نے براہین احمدیہ میں سے ان کے کچھ عقائد ابتدائی لکھے تھے۔ اس جگہ انہوں نے مرزا قادیانی کا یہ عقیدہ کیوں نقل نہیں کیا جو ص ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۴ وغیرہ میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے اور دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیلا دیں گے۔ یہ الہام مرزا قادیانی کا الہامی کتاب میں ہے۔ کوئی چوں و چرا اس میں نہیں ہوسکتا۔ لیکن اب مرزا قادیانی کا عقیدہ اس کے برخلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے اس کو نقل نہیں کیا۔ پھر جہاں جہاں مرزا قادیانی نے بڑے زور سے دعویٰ نبوت اور رسالت کر کے مسلمانوں کو جو ان کی نبوت کے منکر یا مکفر یا مکذب اور متردد ہیں جہنمی، لعنتی اور کافر لکھا ہے۔ اس کو کیوں نقل نہیں کیا۔ جہاں جہاں پیغمبران علیہم السلام اور بالخصوص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سخت توہین کر کے فحش ماں، بہن، دادی، نانیوں کی گالیاں دی ہیں اور حضرت شیخین امیر المومنین صدیق اکبر وحضرت عمر فاروق وحضرت سید الشہداءؓ رضی اللہ عنہم کی سخت تحقیر اور توہین کی ہے اسے کیوں نقل نہیں کیا۔

سب سے آخر عظیم الشان مرزا قادیانی کی پیشگوئی جو ۵ نومبر ۱۹۰۷ء کو چھ ماہ قبل از

انتقال خود ایک بڑے لمبے چوڑے اشتہار بنام تبصرہ شائع کی تھی اور اس کی پیشانی پر لکھا تھا کہ ہماری جماعت یادداشت کے لئے اس اشتہار کو اپنے گھر کی نظر گاہ میں چسپاں کریں۔ جس میں علاوہ اس کے اور بہت سی لفاظی تحدی کے تین پیشگوئیاں بڑی تعلّی سے خدا پر افترا کر کے کی ہیں۔

اوّل...... ''انا نبشرك بغلام حليم ۰ ينزل منزل المبارك ! یعنی ہم تم کو ایک حلیم لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ جو بمنزلہ مبارک احمد ہوگا۔ جو فوت ہو گیا ہوا ہے۔ تاکہ دشمن خوش نہ ہو۔ بلکہ یہ سمجھے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا تھا۔ وہ زندہ ہے۔''

دوم...... ''الہام دشمن جو کہتا ہے کہ تیری عمر صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک رہ گئی ہے۔ میں ان سب کو جھوٹا کروں گا اور تیری عمر بڑھاؤں گا اور تیری آنکھوں کے سامنے اصحاب فیل کی طرح نابود اور تباہ ہو جائے گا۔ خدا کا وعدہ ہے کہ ایک دن آتا ہے کہ جن متعصب اور جانی دشمنوں کا آج منہ دیکھتے ہو پھر نہیں دیکھو گے۔ وہ جڑ سے کاٹے جاویں گے۔ ان کا نام ونشان نہیں رہے گا۔ انی مع الله فی کل حال میں ہر وقت خدا کے ساتھ ہوں۔''

سوم...... ''الہامی پیشگوئی یہ ہے کہ اس ملک اور دوسرے ممالک میں ایک سخت طاعون آنے والی ہے جس کی نظیر پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ اس سال ۱۹۰۷ء یا آئندہ سال ۱۹۰۸ء میں ظاہر ہو گی۔ اس دن ان تمام لوگوں کو جو تیری چار دیواری کے اندر رہنے والے ہیں۔ بچاؤں گا۔ اس دن تیرا گھر نوح کی کشتی ہوگا اور طاعون کبھی دور نہیں ہوگی۔ خدا نے ایک صرف طاعون اور کئی عذاب بھیجے۔ دوسری طرف اپنے راہ کی منادی کرنے والا (مرزا قادیانی کو) بھیجا۔''

(بلفظہ منقطاً اشتہار تبصرہ، ۵ نومبر ۱۹۰۷ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۸۷ تا ۵۹۱)

فرمایئے! ان ہر سہ پیشگوئیوں میں سے کونسی پیشگوئی پوری ہوئی؟۔ نہ تو مرزا قادیانی کی عمر بڑھی۔ بلکہ گھٹ گئی۔ چھ ماہ بعد معہ اپنے خدا کے راہی ملک بقاء ہوئے۔ دشمنان ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب، مولوی محمد حسین صاحب، مولوی ثناء اللہ صاحب، حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب، پیر مہر علی شاہ صاحب، ملا محمد بخش صاحب دیگر تمام علماء، مندرجہ رسالہ انجام آتھم وغیرہم مخالفین اسی طرح خدا کے فضل وکرم سے صحیح وسلامت خود سندان وفرحان موجود ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کی جڑ کٹ گئی۔ اصحاب فیل کی طرح نابود اور تباہ ہو گئے۔ مرزا قادیانی کے خدا کا وعدہ بھی گاؤ خورد ہو گیا۔ انی مع الله ! جھوٹ ہوا۔ مبارک احمد کی جگہ کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا۔ (چھ ماہ کے اندر کیسے پیدا ہو سکتا تھا) آئندہ کے لئے امید ہی منقطع ہو گئی۔ کوئی طاعون بھی ایسی آج تک اس ملک یا کسی دیگر ممالک میں نہیں ہوئی۔ جس کی نظیر پہلے کبھی نہ دیکھی گئی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ

یہ طاعون مرزا قادیانی کے ساتھ آئی تھی۔ انہیں کے ساتھ ہی گئی تو اپنا الہام بیان کیا تھا کہ: ’’وماارسلنك لا رحمة للعلمين ‘‘(تذکرہ ص۸۱) اے مرزا قادیانی ہم نے تم کو تمام جہانوں کی رحمت کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔‘ اس الہام کے شان نزول میں ایسے رحمت والے ثابت ہوئے کہ باقبال خود طاعون ہی اپنے ساتھ لائے تھے اور ساتھ ہی لے گئے۔

جیسے کہ ہندوستان میں سب سے پہلے ۱۸۹۶ء میں بمقام بمبئی طاعون پھوٹی جبکہ مرزا قادیانی نے کتاب اربعہ رسائل المعروف ۱؎ انجام آتھم تالیف کی اور اس میں تمام علماء اسلام کو نام بنام گالیاں دیں اور حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کو نہایت گندی گالیاں دیں۔ پھر جب یہ کتاب شائع ہوئی اس وقت ۱۸۹۷ء تھا ضلع جالندھر کے ملک پنجاب میں طاعون پھوٹ نکلی اور روز بروز بڑھتی گئی۔ جیسے جیسے مرزا قادیانی دعویٰ نبوت اور رسالت میں بڑھتے گئے۔ ایسے ہی طاعون بھی زوروں پر ہوتی گئی۔ حتیٰ کہ باوجود اپنے الہام قطعی اور یقینی۔ انـــه اوی الـقـريـة (دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)(قادیان میں طاعون نہیں ہوگی) کے مرزا قادیانی کے گاؤں قادیان میں بھی جا کودی اور اس پر بھی بس نہ کی۔ مرزا قادیانی کی گھر کی چاردیواری کے اندر کشتی نوح میں جا سوار ہوئی۔ اڈیٹروں اور گھر کے نوکروں کو کشتی کے اندر ہی جا دبوچا۔ پھر سیالکوٹ میں ۱۹۰۴ء میں علماء اسلام نے سخت مقابلہ کیا اور وہاں بہت ذلت ہوئی۔ پھر مقابلہ اور مباہلہ کے لئے لاہور میں دو دفعہ مولوی غلام دستگیر صاحب مرحوم اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے طلب کیا۔ باوجود اقراری تحریروں کے مباہلہ میں حاضر نہ ہوئے۔ جب عین مرنے کے دنوں میں مرزا قادیانی لاہور میں تشریف لے گئے تو وہاں بھی علمائے اسلام روزمرہ مرزا قادیانی کی فرودگاہ کے محاذ جمع ہو کر بحث کے لئے بلاتے رہے۔ مگر اندر سے باہر نہیں نکلے۔ تاوقتیکہ موت نے جبراً نہ نکالا۔ اسی طرح جیسے جیسے مرزا قادیانی کو کمزوری ہوتی گئی طاعون کے کیڑے کا آتشی مادہ بھی کمزور اور دور ہوتا گیا۔ اس تبصرہ میں الہام کرنا ہی تھا کہ ان کی تکذیب کے لئے طاعون نے بھی اپنا منہ بند کر لیا۔ پر جب سے مرزا قادیانی اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ طاعون نے بھی اپنا بوریا بستر باندھ لیا۔ اب اگر کہیں طاعونی موت یکا دکا ہو بھی جاتی ہے تو وہ صرف مرزا قادیانی کے خلیفہ یا ان کے سرگرم ممبروں میں جو اثر مرزا قادیانی کی مسیحیت کا باقی ہے۔ وہی بقیہ طاعون میں بھی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ مرزائی

۱؎ انجام آتھم اس کتاب کا بجواب راقم آثم نے لکھا ہے جس کو علماء ہندوستان اور پنجاب نے نہایت پسند فرمایا تھا اس کا نام ’’کلمہ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی‘‘ رکھ دیا لاہور میں طبع ہو کر شائع ہوئی تھی۔ احتساب قادیانیت کی اس جلد میں شامل اشاعت ہے۔ مرتب!

احمدی صاحبان اگر اس عقیدہ سے توبہ کریں تو یقیناً یہ بقیہ بھی فوراً دور ہو جائے۔ اگر اعتبار نہیں آتا ہے تو یہ عمل کر کے دیکھ لیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ بقیہ طاعون بھی مرزا قادیانی کے ہی پاس پہنچ جائے گی۔ آزمائش کر کے دیکھ لیں۔ غرضیکہ ہندی مثل مرزا مر گیا۔ سارنگی ٹوٹ گئی۔ صاف ہے۔

لیکن میرا مطلب اس اشتہار کے لکھنے کا یہ ہے کہ میاں قاسم علی صاحب نے اس اشتہار کو اپنے رسالہ دین الحق میں کیوں نقل نہیں کیا۔ اس کے سواء جو پیشگوئیاں (گویا کلہم) جھوٹی ثابت ہوئیں۔ ان کو کیوں نقل نہ کیا۔ مرزا قادیانی کے عقائد ذیل کو اپنے رسالہ میں کیوں نقل نہیں کیا۔

۱...... ''ہمارا رب عاجی ہے۔ اس کے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے۔''

(براہین احمدیہ ص۵۵۶ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۶۶۳)

۲...... ''قرآن شریف میرے منہ کی باتیں ہیں۔''

(حقیقت الوحی ص۸۴، خزائن ج۲۲ ص۸۷)

۳...... ''قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں۔''

(ازالہ اوہام ص۲۸، خزائن ج۳ ص۱۱۶)

۴...... ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن یوسف نجار مسمریزم میں کمال رکھتے تھے۔''

(ازالہ اوہام ص۳۰۵، خزائن ج۳ ص۲۵۵)

۵...... ''قرآن شریف میں جو معجزات بیان کئے جاتے ہیں۔ وہ سب مسمریزم ہیں۔''

(ازالہ ص۳۰۷، ۳۰۸، خزائن ج۳ ص۲۵۶، ۲۵۷ مفہوم)

۶...... ''فرشتے سیارات ہیں اور کچھ نہیں۔''

(توضیح مرام ص۳۷، خزائن ج۳ ص۷۰)

۷...... ''حضرت جبرائیل علیہ السلام کبھی زمین پر نہیں آئے۔''

(توضیح المرام ص۲۹، خزائن ج۳ ص۶۶)

۸...... ''انبیاء علیہم السلام بھی جھوٹے ہوتے ہیں۔''

(ازالہ اوہام ص۶۲۹، خزائن ج۳ ص۴۳۹)

۹...... ''معجزات حضرت سلیمان ومسیح علیہما السلام محض شعبدہ بازی ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۳۰۲ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۲۵۴)

۱۰...... ''حضرت محمد ﷺ کی وحی بھی غلط نکلی تھی۔''

(ازالہ اوہام ص۲۸۸، خزائن ج۳ ص۴۷۱)

۱۱...... ’’قرآن شریف میں آیت انا انزلنا قریباً من القادیان درج ہے۔‘‘
(ازالہ اوہام ص ۷۷، خزائن ج ۳ ص ۱۴۰)

۱۲...... قادیاں کے حق میں آیت ’’ومن دخلہ کان امنا نازل ہوئی۔‘‘
(ازالہ اوہام ص ۱۳۵، خزائن ج ۳ ص ۱۶۸)

۱۳...... ’’قیامت کوئی چیز نہیں تقدیر کوئی شے نہیں۔‘‘
(ازالہ اوہام ص ۱۳۶، خزائن ج ۳ ص ۱۶۹)

۱۴...... ’’حضرت مہدی خلیفہ آخرالزماں علیہ السلام نہیں آئیں گے۔‘‘
(ازالہ ص ۴۵۷، خزائن ج ۳ ص ۳۴۴)

۱۵...... ’’دجال انگریز پادری لوگ ہیں اور کوئی نہیں۔‘‘
(ازالہ اوہام ص ۴۸۹، خزائن ج ۳ ص ۳۶۲)

۱۶...... ’’دجال کی سواری کا گدھا لمبی ریل ہے اور کوئی گدھا نہیں۔‘‘
(ازالہ اوہام ص ۱۴۶، خزائن ج ۳ ص ۱۷۴)

۱۷...... ’’یاجوج اور ماجوج روس اور انگریز[1] ہیں۔‘‘
(ازالہ ص ۵۰۲، خزائن ج ۳ ص ۳۶۹)

۱۸...... ’’دابۃ الارض علماء اسلام ہیں اور کچھ نہیں۔‘‘
(ازالہ ص ۵۱۰، خزائن ج ۳ ص ۳۷۳)

۱۹...... ’’دخان علامت قیامت کوئی نہیں۔‘‘ (ازالہ ص ۵۱۱، خزائن ج ۳ ص ۳۷۴)

۲۰...... ’’قیامت سے پہلے آفتاب مغرب سے نہیں نکلے گا۔‘‘
(ازالہ ص ۵۱۶، ۵۱۷، خزائن ج ۳ ص ۳۷۷)

۲۱...... ’’عذاب قبر کوئی چیز نہیں۔‘‘ (ازالہ ص ۳۵۶، خزائن ج ۳ ص ۲۸۲)

۲۲...... ’’دوزخ اور بہشت نہیں ہیں۔‘‘ (جلسہ مذاہب)

۲۳...... ’’روح صرف نطفہ ہے اور کوئی روح نہیں۔‘‘ (جلسہ مذاہب)

۲۴...... تناسخ صحیح ہے۔ دیکھو ست بچن جنگ مقدس مرزا قادیانی کا۔

---

[1] عجیب بات ہے کہ دجال بھی انگریز اور پادری ہیں اور یاجوج بھی انگریز ہیں۔ یعنی دجال بھی انگریز اور ماجوج بھی انگریز حافظ ندارد۔ منہ

مولوی صاحب! آپ میاں قاسم علی صاحب سے دریافت فرما سکتے ہیں کہ یہ عقائد مندرجہ بالا مرزا قادیانی کے عقائد ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں اور بالضرور ہیں تو کیوں ان کو اپنے رسالہ دین الحق میں درج نہیں کیا۔

اور مرزا قادیانی کا اپنے تمام مخالفین مولوی صاحبان کو گالیاں دینا۔ جیسے وہ اپنی زبان اور قلم جلی سے تحریر فرماتے ہیں۔ ''اے بدذات فرقہ مولویان! تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولو! یوتم پر افسوس کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔'' (مرزا قادیانی کا انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

پھر نام بنام علماء اسلام کو گالیاں محمد حسین بطالوی، شریر رسل بابا امرتسری، اصغر علی شیخ، دجال ضال بطال، نذیر حسین دہلوی، عبدالحق دہلوی، عبداللہ ٹونکی، احمد علی سہارنپوری، سلطان علی جے پوری، محمد حسن امروہی ان سب کا اخیر اندھا شیطان دیو گمراہ ہے۔ جس کو رشید احمد اور گنگوہی کہتے ہیں۔ وہ بدبخت امروہی کی طرح ملعونوں میں سے ہے۔

(دیکھو انجام آتھم ص۲۵۱،۲۵۲، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

فرمائیے! اس کو دین الحق مرزائیہ میں کیوں نقل نہیں کیا۔ قرآن شریف میں اور خود مرزا قادیانی کا الہام ہے کہ قولوا للناس حسنا اور کثرت سے احادیث ہیں۔ جن میں حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ لعنت شرکین پر بھی مت کہو اور گالیاں دنیا اسلام میں نہیں ہے۔ مرزا قادیانی نے قرآن شریف اور احادیث شریف کو تو بالکل [1] چھوڑ ہی دیا ہے۔ اپنا الہام ہی الہام ہے۔ اس پر بھی موقع بموقع حسب منشاء خود عمل درآمد ہے اور سینکڑوں ایسی باتیں ہیں کہ جس سے مرزا قادیانی کے عقائد اور اعمال ظاہر ہوتے ہیں۔ ان کو میاں قاسم علی صاحب نے نقل نہیں کیا۔ آپ مہربانی کر کے تدبر فرمائیں۔ اس کے آگے میاں قاسم علی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ مخالفین مرزا قادیانی پر جو اعتراضات کرتے ہیں۔ وہ بیس ہیں:

---

[1] بالکل چھوڑ دیا............الخ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: وقل یا عبادی یقولوا التی ھی احسن (اسراء:۵۳) ! خدا کے بندوں سے اچھی تہذیب سے بات کیا کرو۔ ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة (النحل:۱۲۵) ! خدا کی طرف بلانا نہایت حکمت ونرمی اور اچھی بات سے ہوتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی جب غصہ میں آجاتے ہیں تو قرآن وحدیث کو بھی بھول جاتے ہیں۔

لہذا میں ان اعتراضات کو لفظ بلفظ داہنی طرف لکھتا ہوں اور اس کے سامنے بائیں طرف جوابات بھی ساتھ ہی لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ ان اعتراضات کی کیفیت بھی معلوم ہو جائے:

نمبر شمار اعتراضات پر جو مرزا قادیانی پر کئے جاتے ہیں مندرجہ رسالہ دین الحق:

۱...... مرزا قادیانی نبوت ورسالت مستقلہ کے مدعی ہیں۔

نوٹ: میاں قاسم علی صاحب نے جو اعتراضات بیس نمبر تک درج کئے ہیں۔ وہ سب زمانہ حال کے صیغہ سے درج کئے ہیں۔ حالانکہ خود مرزا قادیانی کو رحمۃ اللہ علیہ کے کلمہ سے لکھتے ہیں جو وفات یافتہ اشخاص کے حق میں لکھا جاتا ہے۔ لیکن اعتراصات میں مرزا قادیانی کو بحالت حیات لکھتے ہیں اور یہ بدیہہ غلط ہے۔ ماضی وحال کی بھی شناخت نہیں۔

۲...... مرزا قادیانی ختم نبوت کے منکر ہیں۔

مسلمانوں کا اعتقاد ہے کہ آیت شریفہ خاتم النبیین کی صاف ہے اور اس میں الف لام ثابت کر رہا ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ نہ امتی، نہ غیر امتی، نہ ظلی، نہ بروزی، نہ کوئی اور۔ بلکہ تمام نبیوں فرضی مزعومی انسانی کا خاتمہ ہے اور اب دعویٰ کرنے والا اور دعوت نبوت کو تسلیم کرنے والے سب کے سب کافر مرتد ہیں۔ منہ

۳...... مرزا قادیانی بجائے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے نیا کلمہ سکھاتے ہیں۔

۴...... مرزا قادیانی اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔

۵...... مرزا قادیانی خود خدا بنتے ہیں۔

۶...... مرزا قادیانی قرآن شریف کی تحریف کرتے ہیں۔

۷...... مرزا قادیانی احادیث اور تفاسیر کا انکار کرتے ہیں۔

۸...... مرزا قادیانی معجزات، قیامت دوزخ جنت عذاب قبر ملائکہ معراج وغیرہ کو نہیں مانتے۔

۹...... مرزا قادیانی اپنے آپ کو آنحضرت کے برابر بلکہ افضل قرار دیتے ہیں۔

۱۰...... مرزا قادیانی انبیاء کی عموماً اور مسیح ابن مریم کی توہین کرتے ہیں۔

۱۱...... مرزا قادیانی علماء امت وصوفیاء ملت کی تحقیر کرتے ہیں سلف صالحین کو برا کہتے ہیں۔

۱۲...... مرزا قادیانی جھوٹے الہام بنا بنا کر ان کو وحی منجانب اللہ فرماتے ہیں۔

۱۳...... مرزا قادیانی جھوٹی پیشگوئیاں کرتے ہیں جو ایک بھی سچی اور پوری نہیں ہوئی۔
۱۴...... مرزا قادیانی مسیح ابن مریم کو مثل دیگر انبیاء کے وفات یافتہ مانتے ہیں۔
۱۵...... مرزا قادیانی عیسیٰ علیہ السلام کو اسی جسم بشری خاکی کے ساتھ آسمان پر اٹھائے جانے اور تا ایندم بلا خورد نوش زندہ رہنے اور الان کما کان کے مصداق کی واپسی از آسمان کے منکر ہیں۔
۱۶...... مرزا قادیانی نہ نماز روزہ کے پابند، نہ حج زکوٰۃ پر کاربند، جھوٹے حیلے ان سے بچنے کے تراشتے ہیں۔
۱۷...... مرزا قادیانی عربی نہیں جانتے۔ قرآن حدیث کو نہیں مانتے۔ خدا کو نہیں پہچانتے۔
۱۸...... مرزا قادیانی مشک وزعفران کھاتے، پلاؤ قورمہ اڑاتے، اور اعلیٰ لباس زیب تن فرماتے ہیں۔
۱۹...... مرزا قادیانی ایک دوکاندار ہیں۔ محض دنیا کمانے اور روپیہ جمع کرنے، لوگوں کو لوٹنے کیلئے یہ ڈھنگ بنایا ہے۔

جوابات منجانب راقم آثم بحوالہ عبارات کتب قادیانی

۱...... بیشک ضرور مدعی ہیں۔ نبوت رسالت۔

مستقلاً وغیر مستقلہ کی تقسیم خانہ ساز ہے۔ کسی اصول کی کتاب میں یہ تقسیم نہیں ہے۔ لیکن آپ کی تقسیم کے ہی مطابق مرزا قادیانی نبوت اور رسالت مستقلہ وغیر مستقلہ دونوں کے مدعی ہیں۔ جن کی بابت میں جواب عریضہ میں عرض کر چکا ہوں۔ مرزا قادیانی کا صاف دعویٰ ہے کہ میں نبی بھی ہوں اور رسول بھی ہوں اور تمام جہان کے لئے اور بعض انبیاء سے افضل ہوں۔ میرا منکر کافر، لعنتی، جہنمی ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی نبوت و رسالت نہیں۔ بیشک اس میں کوئی بھی شبہ نہیں جب خود مرزا قادیانی نبوت اور رسالت کے دعویدار ہیں تو منکر ختم نبوت ہونے میں کونسی کسر ہے۔ بلکہ اسی رسالہ میں لکھتے ہیں کہ امتی نبی ہوسکتا ہے۔ (ص ۷۳) پھر یوں لکھتے ہیں: ”ہمارا اعتقاد...... کہ آپ حضرت خاتم النبیین ﷺ کے بعد کوئی پیغمبر نہیں۔ لیکن وہ شخص جو آپ کا امتی ہو۔ (بلفظ ص ۷۵)

فرمایئے! جب کوئی امتی بھی پیغمبر یا نبی آنحضرت ﷺ کے بعد ہوسکتا ہے جس سے مراد خود مرزا قادیانی ہے تو منکر ختم نبوت علی الاعلان ہوئے۔

۳...... یہ اعتراض کہیں لکھا ہوا نہیں دیکھا۔ اگر زبانی کسی مسلمان نے اس خیال سے کہہ دیا ہو کہ مرزا قادیانی دعویٰ نبوت اور رسالت کرتے ہیں اور اپنا الہام انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعاً! ظاہر کر کے اپنے منکروں کو کافر کہتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے اپنا الگ کلمہ لا الہ الا اللہ غلام احمد رسول اللہ بنا لیا ہو تو عجب نہیں۔ میاں قاسم علی صاحب اس کے ذمہ دار ہیں جس نے کہا ہے اس کا نام بتلا دیں۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ کون آدمی ہے۔

۴...... یہ صحیح ہے۔ دیکھو مرزا قادیانی کے الہامات: (۱)...... انت من مائنا! تم میرے پانی سے ہو۔ (۲)...... انت بمنزلة الاولادی! تو میری اولاد کی طرح ہے۔ (۳)...... انت منی و انا منك! تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ مرزا قادیانی کے خدا کا الہام ہے یعنی مرزا قادیانی ان کے خدا میں سے ہیں اور ان کا خدا مرزا قادیانی میں سے ہے۔ کبھی وہ باپ اور وہ بیٹا اور کبھی وہ بیٹا اور وہ باپ۔ لاحول ولا قوۃ!

۵...... یہ بھی صحیح ہے۔ جیسے نمبر۴ میں آ گیا ہے۔ نیز مرزا قادیانی کا الہام ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔

(دیکھو براہین احمدیہ ص۵۲۲، خزائن ج۱ ص۶۲۳)

۶...... یہ بھی صحیح ہے۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ انا انزلنا قریباً من القادیان! قرآن شریف میں ہے اور قرآن میں مکہ مدینہ قادیان کا نام اعزاز کے ساتھ درج ہے۔ یہ انکا الہام ہے۔ ان کے خدا کی طرف سے کتابوں میں بڑے زور سے درج ہے۔ معراج جسمانی آنحضرت ﷺ کا قرآن شریف میں نہیں ہے۔

۷...... بیشک جہاں کہیں اپنے عقائد کے مخالف حدیث شریف یا قرآن شریف کی تفسیر ہوئی، فوراً انکار کر دیا کرتے ہیں۔ مثلاً جن احادیث اور تفاسیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر اسی جسم عنصری کے ساتھ اٹھایا جانا اور اس وقت زندہ ہونا اور قرب قیامت میں آسمان سے نزول فرمانا، دجال کو قتل کرنا، معجزات قرآنی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مردوں کا زندہ کرنا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چار جانوروں کو ذبح کر کے پہاڑوں پر بحکم الٰہی ڈالنا اور پھر بلانے سے زندہ ہو کر حاضر ہو جانا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مردوں کے زندہ ہو جانے سے اطمینان قلبی حاصل کرنا۔ سلیمان علیہ السلام کے معجزات اور موسیٰ علیہ السلام کے عصا کا سانپ بن جانا۔ ایک مردہ کو بیل کے گوشت لگانے سے زندہ ہو جانا۔ وغیرہ وغیرہ درج سب احادیث اور قرآنی تفاسیر کا بڑے زور سے انکار کرتے ہیں۔

۸...... واقعی مرزا قادیانی ان سب کا انکار کرتے ہیں۔ (دیکھو جیسا پہلے گذر چکا) معراج جسمانی آنحضرت ﷺ کا انکار تو اسی رسالہ دین الحق کے ص۱۰۲ میں موجود ہے۔

۹...... یہ بھی صحیح ہے۔ دیکھو جیسا پہلے گذر چکا۔

۱۰...... بیشک ضرور مرزا قادیانی ایسا کرتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے میرے خط کا صفحہ جو گذر چکا ہے۔

۱۱...... واقعی یہ بھی صحیح ہے۔ دیکھو ضمیمہ گذشتہ۔

۱۲...... بالکل صحیح ہے۔ دیکھو میرا خط گذشتہ۔

۱۳...... بلا شبہ ضرور جھوٹی پیشگوئیاں کرتے رہے جو ایک بھی پوری نہیں ہوئی۔ دیکھو میرا خط گذشتہ۔

۱۴...... ضرور ایسا ہی ہے۔ پہلے تو حضرت مسیح علیہ السلام اور حضرت ادریس علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مانتے تھے۔ لیکن اب ازالہ اوہام کے لکھنے کے وقت اعتقاد بدل گیا۔ کہیں سید احمد خان صاحب کی تحریر دیکھ لی اور ان کی تقلید کر کے پہلے اعتقاد سے خود مسیح بننے کی غرض سے جملہ اہل اسلام سے الگ اعتقاد بدل لیا۔

۱۵...... بیشک تمام اہل اسلام کے خلاف مرزا قادیانی منکر ہیں۔ اس میں کیا شبہ ہے۔ پہلے اقراری تھے۔ اب انکاری ہیں۔ افسوس تو یہی ہے کہ کوئی ان سے نہیں پوچھتا کہ جب تم اپنی کتاب الہامی براہین احمدیہ میں اقراری تھے تو اب کیوں انکاری ہوئے ہو۔

۱۶...... یہ بھی عین صحیح ہے۔ کیا آپ ثبوت پیش کر سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے کبھی زکوٰۃ دی یا کبھی حج فریضہ اپنی خواب یا الہام میں بھی ادا کیا۔ ہرگز نہیں۔ دیکھو خط گذشتہ۔

۱۷...... عربی کا جاننا نہ جاننا کوئی خوبی اور بندگی کی بات نہیں۔ علم وہی ہے جو ہدایت اور رشد کا ہو۔ یہ صحیح ہے کہ قرآن وحدیث جو مرزا قادیانی کے مخالف ہے اس کو نہیں مانتے۔ خدا کو پہنچاننا بہت دور ہے۔ دراں حالانکہ مرزا قادیانی کا اپنا الہام ربنا عاج (اس کے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے) یہ خدا کی شناخت ہے۔ عاج کے معنی لغت کی کتابوں میں ہاتھی دانت، گوبر، راہزن وغیرہ کے ہیں۔

۱۸...... اس میں کسی کو کیوں شبہ ہونا چاہئے۔ مشک وزعفران مرزا قادیانی کی ادویات میں استعمال ہوتا تھا اور ہمیشہ جے پور جودھ پور سے مٹکے کے مٹکے کیوڑا آیا کرتا تھا۔ اسی پر

منشی الٰہی بخش ملہم لاہوری کو الہام ہوا تھا: ھو مسرف کذاب! لباس بھی ان کا عمدہ ہوا کرتا تھا۔ دیکھنے والے شہادت دے سکتے ہیں۔ جب گورداسپور کی عدالت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔

۱۹...... اس میں رتی بھر بھی شبہ نہیں کہ مرزا قادیانی ایک دکاندار تھے (اب نہیں ہیں) تیس ہزار روپیہ منارہ کے بنانے کے لئے جمع ہوا اور کہاں ہے پانچ ہزار روپیہ کمیشن نصیبین کے دیا گیا۔ وہ کہاں ہے؟۔ براہین احمدیہ کے لئے روپیہ جمع ہوا۔ وہ کہاں ہے؟۔ جس کی واپسی کے بھی تقاضے ہوئے۔ سراج منیر کا چندہ کہاں خرچ ہوا۔ سیٹھ عبدالرحمان نے کئی ہزار روپیہ دیا۔ وہ کیا ہوا۔ منشی رستم علی بیس روپیہ ماہوار دیتے رہے۔ وہ کہاں گئے۔ حیدرآباد کی جماعت نے دس دس ہزار روپیہ دیا۔ وہ کہاں ہیں۔ جو تمام مرزائی احمدیوں سے حسب استطاعت ماہوار چندہ لیا جاتا ہے۔ وہ کہاں ہے۔ بہشتی مقبرہ کے لئے چندہ اور جائیدادیں رجسٹری ہوئیں۔ وہ کہاں ہیں۔ جماعت سیالکوٹ کا جمع شدہ چندہ کہاں ہے۔ سینکڑوں ہزاروں چندے کہاں گئے۔ حتیٰ کہ تین ماہ تک اخبار الحکم میں اشتہار چھپتا رہا۔ اگر اس تین ماہ کے عرصہ تک کوئی مرید چندہ نہیں دے گا تو اس کا نام بیعت کے رجسٹر سے خارج کر دیا جائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مرزا قادیانی نے سوائے روپیہ کمانے کے اور کوئی کام اسلام کا نہیں کیا۔ اگر کوئی فنا شدہ مرزائی یہ کہے کہ مرزا قادیانی نے عیسائیوں اور آریوں اور مسلمانوں کے برخلاف بہت سی کتابیں لکھی تھیں۔ یہ بڑا کام اسلام کا تھا۔ میں کہتا ہوں ایسی بہت کتابیں علماء اسلام نے لکھی ہیں۔ جن کی خوشہ چینی مرزا قادیانی نے بھی کی۔ جیسے مولانا مولوی رحمت اللہ صاحب مہاجر مکی علیہ الرحمہ کی کتابیں ان کے برابر کوئی کیا لکھے گا۔ پھر مرزا قادیانی کی کتابیں لکھنا بھی روپیہ ہی کمانے کی خاطر تھا۔ جو دو آنہ کی کتاب کی قیمت کا ایک روپیہ وصول کیا گیا۔ یہ تو فرمائے کوئی کتاب مرزا قادیانی نے للّٰہ بھی لوگوں میں تقسیم کی۔ ہرگز نہیں۔ اب آپ غور فرمائیں۔ یہ صحیح ہے یا غلط۔

۲۰...... مرزا قادیانی ان تیس دجالوں میں سے ہیں جن کی پیشگوئی حدیث شریف میں ہے (معاذ اللہ) ایک دجال ہیں۔ بلکہ دجال اکبر ہیں۔ وغیرہ وغیرہ! بیشک واقعی ان تیس دجالوں میں سے ہیں جن کی پیشگوئی حدیث شریف میں ہے۔ ایک حدیث شریف کا جملہ یزعم انه رسول اللّٰه اور دوسری حدیث شریف کا جملہ ''یزعم انه نبی'' صاف فرما رہے ہیں کہ مرزا قادیانی ان تیس دجالوں میں سے ایک ہیں۔ کیونکہ ان سب دجالوں کا دعویٰ اور زعم یہ ہوگا کہ میں رسول اللہ ہوں۔ یا میں نبی اللہ ہوں۔ ہاں! مرزا قادیانی دیگر دجالوں سے کسی قدر بڑے ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ بھی ہوں اور نبی بھی ہوں اور میرا منکر کافر، لعنتی، دوزخی، جہنمی

ہے۔لیکن ان تیس دجالوں میں یہ بات ہوگی کہ کوئی کہے گا کہ میں رسول اللہ ہوں اور کوئی کہے گا کہ میں نبی ہوں اور مرزا قادیانی دونوں عہدوں کے دعویداری کا زعم کرتے ہیں۔ اب میں ان احادیث شریف کو پورے طور پر حرف بحرف لکھ دیتا ہوں۔ تا کہ آپ غور فرمائیں کہ احادیث شریف کی پیشگوئی مرزا قادیانی کے حالات کے عین موافق اور مطابق ہے یا نہیں۔ دیکھیں ان احادیث کا آپ اقرار کرتے ہیں یا انکار۔

پہلی حدیث: ”عن ابی حریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لا تقوم الساعة حتیٰ یبعث کذابون دجالون قریب من ثلاثین کلهم یزعم انه رسول الله (مسلم ج ۲ ص ۳۹۷ کتاب الفتن واشرائط الساعه)“ ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ اٹھیں کذابوں دجالوں قریب تیس شخصوں کے ہر ایک ان میں سے دعویٰ کرے گا کہ میں رسول اللہ ہوں۔

دوسری حدیث شریف کا ترجمہ یوں ہے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا حضرت رسول خدا ﷺ نے کہ قیامت قائم نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ ملحق ہو جائیں گے کئی قبیلے میری امت کے مشرکوں سے اور یہاں تک کہ پوجیں اوثان کو اور قریب ہے کہ ہوں گے میری امت میں تیس جھوٹے شخص کلهم یزعم انه نبی ہر ایک دعویٰ کرتا ہوگا کہ وہ نبی ہے اور فرمایا انا خاتم النبیین لا نبی بعدی میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۲۷ باب الفتن ودلائلہا) پس ان ہر دو احادیث سے کذابوں دجالوں کا آنا جو تیس کے قریب ہوں گے پیشگوئی میں صاف درج ہے اور مرزا قادیانی بعینہ ان میں سے ایک تھے۔

دجال اکبر نہیں۔ کیونکہ دجال ہمارے مسلمانوں کے عقائد میں جب وہ زمین پر کفر اور فساد پھیلائے گا۔ تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم علیہا السلام آسمان پر سے نازل ہوں گے۔ ان سے پہلے پہلے انتیس دجال کذاب نبوت اور رسالت کے دعوے دار پیدا ہو جائیں گے۔ اس وقت تک ۲۷، ۲۸ جھوٹے دجال پیدا ہو چکے ہیں۔ جن کی تفصیل کتب اسلام میں درج ہے۔ دجال اکبر کا حلیہ کتابوں میں درج ہے کہ ایک آنکھ سے کانا ہوگا۔ گویا انگور کا دانہ پھولا ہوا ہے۔ اس کی پیشانی پر لفظ کفر (ک ف ر) لکھا ہوا ہوگا۔ وہ مدینہ شریف میں داخل نہ ہو سکے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کو موضع لد کے دروازہ پر قتل کریں گے۔

مفصل حالات کتب احادیث اور سیر میں ہیں۔ پھر میاں قاسم علی صاحب اعتراضات لکھنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

''ان اعتراضات کا مجمل لیکن مکمل جواب تو صرف یہ ہے کہ:'' لعنت اللہ علی الکاذبین (آل عمران: ۶۱) ''اس عبارت کے لکھنے سے میاں قاسم علی صاحب کی مراد یہ ہے کہ مرزا قادیانی پر یہ اعتراضات مسلمانوں نے جھوٹے لگائے ہیں۔ اس لئے ان جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ضرور جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ اعتراضات جھوٹے ہیں یا سچے۔ میں دکھلا چکا ہوں کہ یہ اعتراضات سب صحیح ہیں۔ بلکہ علاوہ ان بیس کے اور سینکڑوں اعتراضات درج ہیں۔ جو سچے ہیں۔

مولوی صاحب! براہ مہربانی ذرہ میاں قاسم علی صاحب سے دریافت فرمائیں کہ جو اعتراضات آپ نے خود لکھے ہیں۔ کیا یہ سب جھوٹے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اعتراض جھوٹا ہے۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر زندہ ہونے کا انکار جھوٹا ہے؟ نہیں۔ لیکن بات اس میں یہ ہے کہ لعنت کا تمغہ اور سرٹیفکیٹ جو اس قوم کو عطا ہوا ہے اور مرزا قادیانی کی سنت ہے ان پر اس کا ادا کرنا واجبات میں سے ہے۔ ورنہ مسلمان کی شان نہیں کہ وہ کسی مشرک کو بھی اپنی زبان سے لعنت کہے۔ یہ ہمارے سیدنا ومولانا فداہ امی وابی حضرت خاتم الانبیاء والرسل شافع روز جزا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہی سنت موکدہ ہے۔ آپ کو کون روک سکتا ہے جو جی چاہے کہیں خداوند کریم ہادی مطلق ہے۔

بالآخر میں بڑے وثوق سے عرض کرتا ہوں کہ یہ رسالہ آپ کا دین الحق یا ہمارا مذہب محض دھوکا ہے۔ لیکن ناواقفوں کے لئے مجھے امید ہے کہ میرے دوست مولوی غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس جن کو ایسے ایسے دھکوں کی پڑتال اور جانچ کا اچھا ملکہ حاصل ہوگا اور ہونا چاہئے۔ اس رسالہ کی تہہ کو پہنچ جائیں گے اور جو میں نے مختصراً بطور ضمیمہ عریضہ عرض کیا ہے۔ اس کے ساتھ اس کا مقابلہ بلاتعصب فرمائیں گے اور پھر اس خاکسار کو اپنی رائے مبارک سے معزز فرمائیں گے۔ طالب حق کے لئے کافی سے زیادہ عرض کیا گیا ہے۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ! ازیادہ!

۱۰ جمادی الثانی ۱۳۲۸ھ

خاکسار نیازمند، احقر العباد، اَللّٰہ الاحد الصمد

فضل احمد عفاء اللہ عنہ انسپکٹر پولیس

از لدھیانہ

یاداشت

آج یہ خط ۲۰ جولائی ۱۹۱۰ء کو بذریعہ رجسٹری میاں غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس موگا ضلع فیروزپور کے پاس بھیجا گیا۔ فضل احمد عفاء اللہ عنہ

نمبر۴...... نقل پوسٹ کارڈ منجانب مولوی غلام رسول

بسم اللہ الرحمن الرحیم ...... نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

موگا ۲۳؍جولائی ۱۹۱۰ء

جناب مکرم بندہ خط بذریعہ رجسٹری جناب کا پہنچ گیا ہے۔ بہرحال مشکور ہوں۔ میں نے پڑھ بھی لیا ہے اور غور سے پڑھا ہے۔ مجھے آپ کے مزاج اور اس انہماک اور خاص غرض کا پہلے علم نہ تھا۔ ورنہ پہلے دونوں عریضے ذرہ تفصیل سے لکھتا۔ یہ خط بھی ''عدو شود سبب خیر'' کے ذیل میں میرے اذدیاد اطمینان کا موجب ہو رہا ہے اور اس وجہ سے بھی مشکور ہی ہوں۔ بہرحال جواب عرض کر دیگا۔ مگر چونکہ نہایت عدیم الفرصت ہوں کہ ہیڈکوارٹر پر قیام کا موقع بھی نہیں ملتا۔ اس واسطے مہلت درکار ہے۔

نمبر۵...... نقل پوسٹ کارڈ منجانب مولوی غلام رسول انسپکٹر پولیس موگا

حامداً مصلیاً مسلماً موگا ۱۶ فروری ۱۹۱۱ء

میرے مکرم ومعظم قاضی صاحب، السلام من اتبع الھدیٰ! اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوا اور لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے مجھے آپ کے مکاتبہ کے جواب عرض کرنے میں مہلت اور توفیق بخشی۔ میرے مکرم کئی روز ہوئے جواب بعون اللہ تعالیٰ مکمل ہو چکا ہے۔ اور میں نے اپنے عزیز غلام مرتضیٰ خان کو صاف اور خوشخط نقل کرنے کے واسطے دیا ہے۔ وہ کرتے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ارسال خدمت عالی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سے مفید بنائے اور اس میں اثر اور برکت ڈالے۔ آمین ثم آمین! نیازمند غلام رسول

نمبر۶...... نقل خط منجانب احقر فضل احمد انسپکٹر پولیس لدھیانہ

۱۹ جون ۱۹۱۱ء باسمہ سبحانہ!

جناب مکرم مولوی غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس فیروزپور!

تسلیم ماوجب آنکہ۔ مزاج شریف۔ ماہ جولائی ۱۹۱۰ء میں جواب نوازشنامہ آپ کی

خدمت میں بھیجا گیا تھا جس کو قریباً ایک سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ مگر اب تک آپ نے جواب الجواب حسب وعدہ خود ارسال نہیں فرمایا۔ ایک پوسٹ کارڈ آپ کا وصول ہوا تھا جس میں آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ جواب لکھا جا چکا ہے۔ صاف کرنے کے بعد ارسال ہو گا۔ مگر اس پوسٹ کارڈ کو پہنچے عرصہ تقریباً چار ماہ ہو گئے ہیں۔ اب تک آپ نے جوابات ارسال نہیں فرمائے۔ نہایت انتظار کے بعد یہ عریضہ خدمت شریف میں بھیجتا ہوں۔ براہ مہربانی جوابات روانہ فرما کر مشکور فرمائیں۔ تاکہ ان پر غور کر کے اسے جوابات تحریر کر کے کل خط و کتابت کو طبع کروادیا جائے۔ جیسے پہلے بھی عرض کر چکا ہوں۔ بصورت دیگر نیاز مند کو اجازت بخشی جائے۔ تاکہ جو کچھ لکھا جا چکا ہے اسی کو مطبع میں طبع کرنے بھیجا جائے۔ میں نہایت ہی مشکور رہوں گا کہ آپ مجھے جواب سے بہت جلد مشکور فرمائیں گے۔ خداوند تعالیٰ صراط مستقیم عطا فرمادے۔

ہاں! آپ نے ۴ مئی ۱۹۱۱ء کا اخبار بدر ملاحظہ فرمایا ہوگا کہ جس میں ہم سب مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شخص مرزا قادیانی کو سچا جان کر اور ان کے دعویٰ پر ایمان بھی رکھتا ہو۔ لیکن اگر بیعت نہ کی ہو تو وہ بھی کافر ہے۔ یہ تحریر آپ کے عقائد کے بالکل خلاف ہے۔ براہ مہربانی اس پر نہایت توجہ سے غور فرمائیں۔ خداوند کریم اپنا رحم کرے۔ آمین!

آپ کا دوست نیاز مند فضل احمد عفاء اللہ عنہ

۲۱ جمادی الاوّل ۱۳۲۹ھ مطابق ۱۹ جون ۱۹۱۱ء

نمبر۶...... نقل پوسٹ کارڈ منجانب مولوی غلام رسول انسپکٹر پولیس موگا

حامداً مصلیاً و مسلماً ۲۱ جون ۱۹۱۱ء موگا

مکرمی و مخلصی۔ السلام علیٰ من اتبع الہدی! نوازش نامہ پہنچا۔ مشکور فرمایا۔ میں خود شرمندہ ہوں کہ اب تک آپ کے خط کا جواب آپ کی خدمت میں بھیجا نہیں جا سکا۔ وجہ یہ ہوئی کہ پہلے اکتوبر تک میں ایک گونہ کشمکش میں رہا کہ جواب لکھوں یا نہ۔ آخر بچند وجوہ جن میں سے ایک وہ وعدہ بھی تھا جو آپ سے کر چکا تھا۔ بڑی مشکل سے وقت نکال کر نومبر اور دسمبر میں لکھا اور بفضلہ تعالیٰ مکمل ہوا۔ مگر پھر نقل کے واسطے چونکہ وہ طویل ہو گیا وقت نہ مل سکا تو اپنے برادرزادہ غلام مرتضیٰ خان کو جو اسی ضلع میں بندوبست میں ہیں۔ نقل کے واسطے دیا۔ مگر وہ بیمار ہو گئے اور عرصہ تک بیمار رہنے کے بعد پھر ان کی ڈیوٹی کچھ ایسے کاموں پر رہی وہ نقل کا وقت بھی نہ نکال سکے اور معلوم ہوتا ہے کہ اب تک نقل نہیں ہوا ہے۔ آج میں نے پھر تاکیدی خط لکھا ہے کہ ویسے ہی

میرے پاس واپس کر دیں۔ تو آہستہ آہستہ جوں جوں وقت ملا میں خود ہی نقل کی کوشش کروں گا۔ طبع کرانے کے واسطے آپ کا اختیار ہے۔ مگر جب تک اسے دیکھ نہ لیں طبع کیا کرائیں گے۔ ۴م مئی کا بدر میں نے دیکھ لیا ہوا ہے میری سمجھ میں تو اس میں کوئی نئی بات نہیں۔ راقم بندہ غلام رسول تمیم

نمبر۵...... نقل خط منجانب احقر فضل احمد انسپکٹر پولیس لدھیانہ

۸ جولائی ۱۹۱۲ء

باسمہ سبحانہٗ مکرم بندہ جناب مولوی غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس موگا ضلع فیروز پور بعد مراسم ماوجب آنکہ۔ عرصہ ہوا آپ کے وعدہ کا انتظار کرتے کرتے تھک گیا۔ مگر افسوس اب تک دو سال ہوئے جناب نے جواب عریضہ ارسال نہ فرمایا۔ معلوم نہیں کیا موجب ہوا۔ آپ کے پوسٹ کارڈ مورخہ ۲۱ جون ۱۹۱۱ء کے اخیر فقرہ کا جواب تیار رکھا ہے۔ اس انتظار میں کہ آپ کے جواب کا جواب بھی اس کے ساتھ عرض کیا جائے۔ مگر تعجب ہے کہ آپ نے وعدہ موثق کو فراموش فرمادیا۔ مخلصی منشی محمد حسین خان صاحب سب انسپکٹر جلال آباد کی زبانی معلوم ہوا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جواب خط نہیں بھیجا جائے گا۔ یہ بات سن کر مجھے اور بھی زیادہ افسوس ہوا کہ یا تو وہ شوراشوری۔ یا یہ بے نمکی۔ وہ کل وعدے بھی جو مجھ سے آپ نے فرمائے تھے دور ہو گئے اور خداوند کریم کے احکام: اوفوا بالعقود (مائدہ:۱)! اوفوا بعهدی (البقرہ:۴۰)! واوفوا بعهد (نحل:۹۱)! کو بھی پس پشت ڈال دیا۔ نعوذ باللہ منہا۔ اس پر مجھے خیال ہوا کہ یہ عریضہ آپ کی خدمت میں بھیج کر منشی محمد حسین خان صاحب کی کلام کی تصدیق کروں۔ اس لئے متکلف خدمت سامی ہوں کہ براہ مہربانی جواب سے مشکور فرمائیں کہ خان صاحب نے جو فرمایا وہ صحیح ہے۔ اگر صحیح ہے تو نیاز مند کو بھی اس کے موجبات سے مطلع فرمائیں اور اگر صحیح نہیں تو جواب عریضہ ارسال فرما کر مسرور فرمائیں۔ تاکہ اس کا جواب الجواب فوراً خدمت شریف میں بھیجا جائے اور نیز جواب نوازش نامہ مورخہ ۲۱ جون ۱۹۱۱ء ارسال خدمت ہو۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ کس قدر نئی بات آپ کے عقیدہ کے برخلاف اخبار الحکم، البدر میں، رسالہ تشحیذ الاذہان سے لکھی گئی ہیں۔ اور علاوہ اس کے آپ کی قوم بنی تمیم کی کسی قدر تاریخ بھی لکھی گئی ہے۔ میں حلفیہ عرض کرتا ہوں میرا ارادہ محض اصلاح کا ہے۔ وما ارید الا اصلاح وما توفیقی الا باللّٰہ! اگر حسب قول منشی محمد حسین خان صاحب واقعی آپ جواب دینا نہیں چاہتے ہیں تو مہربانی کر کے

اجازت بخشیں کہ جو کچھ لکھا ہوا ہے وہ مطبع میں بھیج دیا جائے۔ تا کہ پبلک کو میری اور آپ کی گفتگو کا موازنہ ہو سکے۔ زیادہ۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ!

آپ کا خیر خواہ نیاز مند فضل احمد عفاء اللہ عنہ

۲۲ رجب ۱۳۳۰ھ مطابق ۸ جولائی ۱۹۱۲ء

نمبر ۷...... نقل پوسٹ کارڈ منجانب مولوی غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس موگا ضلع فیروز پور

حامداً مصلیاً مسلماً ۱۵ جولائی ۱۹۱۲ء

مکرمی قاضی صاحب جیو۔ السلام علیکم۔ خط آپ کا مجھے جھنگ میں ملا۔ جہاں میں رخصت پر تھا۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ کو اس قدر انتظار کی تکلیف ہوئی۔ معافی مانگتا ہوں۔ جواب تو اسی سرما میں لکھا جا چکا تھا۔ مگر میں چند در چند بواعث سے اس کی تکمیل اور ترسیل کے بارہ میں مذبذب رہا۔ وعدہ بھی کر چکا تھا تاہم چند امور مانع رہے۔ دراصل اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا۔ مکرمی محمد حسین خان صاحب کا ارشاد بجا ہے۔ واقعی میرا یہی خیال ہو گیا تھا۔ مگر آپ کے خط آنے پر پھر ایک گونہ تحریک ہوگئی ہے اور صاف کرنا شروع کیا گیا ہے۔ اللہ کو منظور ہوا اور اس کا فضل شامل حال ہوا تو تکمیل پر ارسال خدمت ہوگا۔ اس کے فضل اور استعانت پر بھروسہ ہے۔ ۲۱ جون کا میرا کوئی کارڈ اور اس کے اخیر کا فقرہ بخدا مجھے تو یاد بھی نہیں کہ کیا تھا میں ایک عاجز عاصی بشر ہوں۔ اگر اور کچھ مہربانی فرمائی ہے تو وہ بھی بھیج دیں تا کہ اگر مجھے وہ باتیں تسلیم نہ ہوں تو ان پر ساتھ ہی عرض کروں۔ میری ذات یا میری قوم کی بابت کچھ معرض بحث میں لانا ذاتیات میں نہ شامل ہوا اور اس میں اصلاح بھی کیا ہوگی۔ میں ایک عاجز جاہل گمنام آدمی ہوں۔ میں تو اس سے بھی ڈرتا ہوں کہ آپ میری کم لیاقتی اور بے علمی نشر کرنا چاہتے ہیں خیر بہتر ہے کہ جو کچھ اور لکھا ہے وہ بھی ارسال فرمائیں۔ بندہ غلام رسول

نمبر ۶...... نقل پوسٹ کارڈ منجانب قاضی فضل احمد انسپکٹر پولیس لدھیانہ

۲۸ جولائی ۱۹۱۲ء...... لدھیانہ

باسمہ سبحانہٗ!

مکرم بندہ مولوی صاحب زاد شوقہٗ وعلیکم السلام۔ آپ کا نوازش نامہ بجواب نیاز نامہ

پہنچا۔ مشکور فرمایا۔ الحمدللہ! اب مجھے امید ہوتی ہے کہ آپ ضرور جواب ارسال فرمائیں گے۔ مورخہ ۲۱ جون ۱۹۱۲ء کے نوازش نامہ کے اخیر فقرہ کے جواب میں جو تحریر کیا گیا ہے۔ وہ اس صورت میں بھیجنے کے لئے تیار تھا کہ آپ جواب ارسال نہیں فرمائیں گے۔ اب چونکہ عزم بالجزم کر لیا ہے۔ اس لئے تحریر شدہ خیالات اس کے جواب الجواب کے ساتھ ارسال خدمت شریف کروں گا۔ آپ کا فرمانا کہ آپ میری ذات کی بابت تحریر کرنا کہیں ذاتیات میں شامل ہو جائے۔ سو واللہ یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ ذاتیات پر حملہ کیا جائے جس سے کسی قسم کا رنج بڑھے۔ ایسے خیالات نہایت ذلت کی وجہ پر ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ عرض وہی ہوگا جس میں خیر ہو اور اصلاح ہو۔ اس کے سوا لکھنا ضلالت ہے۔ بخدا میرا ارادہ ابتداء ہی سے یہ ہے میری اور آپ کی سمجھ میں وہ بات آجائے جو خدا اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی کا موجب ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ ۲۱ جون ۱۹۱۲ء کے پوسٹ کارڈ کا اخیر فقرہ یاد نہیں ہے کہ کیا تھا۔ افسوس ہے کہ دین کے معاملہ میں ایسی فراموشی۔ سنئے۔ میں نے اپنے عریضہ ۱۹ جون ۱۹۱۲ء میں عرض کیا تھا کہ آپ نے اخبار بدر ۴ مئی ۱۹۱۱ء کا ملاحظہ فرمایا ہوگا جو آپ کے عقیدہ کے برخلاف ہے۔ اس کے جواب میں آپ نے ۲۱ جون ۱۹۱۲ء کو پوسٹ کارڈ ارسال فرمایا کہ ۴ مئی کا بدر میں نے دیکھ لیا ہے۔ میری سمجھ میں تو اس میں کوئی نئی بات نہیں۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ! نیازمند فضل احمد

نقل ۸...... پوسٹ کارڈ منجانب مولوی غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس سرگودھا

حامداً مصلیاً مسلماً — یکم اگست ۱۹۱۲ء

مکرم و معظم جناب قاضی صاحب! السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ میں موگا سے تبدیل ہو کر یہاں آ گیا ہوں۔ آج صبح کو پہنچ کر چارج لیا ہے۔ جناب کا کارڈ ملا۔ مشکور فرمایا۔ میں نے مسودہ مذکور ایک عزیز کو نقل کر دیا ہے۔ میرے پاس اس قدر وقت نہ تھا۔ وہ منٹگمری لے گئے ہیں۔ جس وقت وہاں سے پہنچا ارسال خدمت کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ والسلام مع الاکرام حضرت قبلہ خان صاحب سے ملاقات ہو تو سلام نیاز پہنچا دیں۔

احقر غلام رسول

پوسٹ کارڈ منجانب قاضی فضل احمد انسپکٹر پولیس لدھیانہ

باسمہ سبحانہ لدھیانہ ۲۹ دسمبر ۱۹۱۲ء

مکرم و معظم مولوی صاحب بعد مراسم ماوجب آنکہ۔ مزاج شریف یکم اگست ۱۹۱۲ء کا نوازش نامہ آپ کا پہنچ کر باعث تسلی ہوا تھا کہ جناب جواب عریضہ ضرور ارسال فرمائیں گے جس نے آج تک پانچ ماہ منتظر رکھا مگر اب میں مایوسانہ حالت میں آپ کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ میرے عریضہ کا جواب آپ دراصل بھیجنا نہیں چاہتے ہیں۔ بہت سے وعدے فرمائے۔ مگر افسوس پورے نہ ہوئے۔ اب یہ آخری عریضہ خدمت عالی میں بھیج کر ملتمس ہوں کہ اگر جناب ایک ہفتہ تک جواب عریضہ ارسال فرمادیں گے تو بہتر۔ ورنہ نیاز مند کو یہ حق ہوگا کہ میری طرف سے جس قدر لکھا جاچکا ہوا ہے اس کے طبع کرانے کا خود کو مجاز سمجھوں اور اگر ایک ہفتہ تک آپ کی طرف سے جواب عریضہ کا پہنچ جائے گا تو میں پھر اس کا جواب الجواب عرض کروں گا۔ مگر میں مایوس ہو چکا ہوں کہ آپ جوب عریضہ ہرگز ارسال نہیں فرمادیں گے۔ کیونکہ عرصہ اڑھائی سال کا گزر چکا ہے۔ آپ نے توجہ نہیں فرمائی۔ پس اب امید کرتا ہوں کہ آپ مجھے آخری جواب سے مشکور فرمادیں گے اور اجازت بخشیں گے کہ میں اس عریضہ کو طبع کے لئے مطبع میں بھیج دوں۔ میرا اور آپ کا معاملہ خدا کے سامنے ہے اور میں حلفاً عرض کرتا ہوں کہ میرا ارادہ محض اصلاح کا ہے اور کچھ نہیں۔ المنتظر نیاز مند فضل احمد عفاء اللہ عنہ!

نقل پوسٹ کارڈ بجواب پوسٹ کارڈ بالا منجانب مولوی غلام رسول صاحب انسپکٹر پولیس ضلع شاہپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

سرگودھا۔ ۳ جنوری ۱۹۱۳ء

مکرم معظم جناب قاضی صاحب السلام علی من اتبع الھدی۔ کارڈ پہنچا۔ مشکور فرمایا۔ میں شاید پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ آپ طویل خط کے جواب کے متعلق پہلے پہل تو واقعی میرا خیال تھا کہ جواب میں عرض نہ کروں۔ کیونکہ آپ کی طرف سے نوبت ختم تک پہنچی ہوئی نظر آئی تھی۔ مگر پھر چند در چند وجوہ سے بخوف معصیت آمادہ ہوا اور اسی اکتوبر کے اخیر میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے بھروسہ پر جواب لکھنا شروع کر دیا اور اسی دسمبر میں باوجود عدیم الفرصتی کے اللہ تعالیٰ

کے فضل اور احسان سے مکمل ہو گیا تھا۔ بنی ہر چند اختصار کی کوشش کی تاہم جواب بہت ساضخیم صورت کی کتاب بن گیا۔ اب اسے صاف کرنے کی ضرورت تھی جس کے واسطے میرے پاس وقت نہ تھا اور میں طبعاً بھی اپنے لکھے ہوئے کو نقل کرنے سے تکلیف گریزی کرنے والا ہوں۔ اس لئے مسودہ مذکور پہلے ایک عزیز کو دیا گیا کہ نقل کر دیں جو عرصہ تک ان کے پاس رہا۔ مگر ان کو بھی وقت نہ ملا۔ صرف چند صفحے ہوئے تھے کہ ان سے واپس لینا پڑا۔ پھر شاید جولائی گزشتہ میں ایک اور عزیز نے امید ظاہر کی کہ وہ نقل کر سکیں گے۔ چنانچہ ان کو دیا گیا۔ اگست میں میں ادھر تبدیل ہو آیا اور شاید مجھ سے پہلے ہی منٹگمری تبدیل ہو گئے تھے۔ مجھے اب تک انتظار رہا کہ نقل مکمل کر کے ارسال کریں گے۔ مگر کسی وجہ سے ان سے بھی نہ ہو سکا اور آج پانچ چھ روز ہوئے ہیں کہ مسودہ جوں کا توں معافی کے خط کے ساتھ میرے پاس واپس آ گیا۔ اب اس کی نقل میرے واسطے آسان کام نہیں کہ میرے پاس وقت نہیں۔ ایک اور عزیز سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ نقل کر دے گا۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ آپ میرے نام کو مطمح میں نہ لے جائیں اور اب بھی یہی عرض ہے کہ میری پوزیشن اور کم علمی اس قابل نہیں ہے۔ میری اصلاح مطلوب ہے تو آپ اپنا فرض ادا کر چکے اور کچھ فرمانا ہو تو وہ بھی فرمالیں اور چاہیں تو جواب کا انتظار کریں۔ ورنہ اختیار ہے۔

غلام رسول!

یادداشت

مولوی صاحب کا یہ آخری خط ہے۔ اس کو بھی اس وقت سوا سال کا عرصہ گزر گیا۔ مگر جواب نہ پہنچا۔ حالانکہ آپ کے پوسٹ کارڈ نمبر ۵ مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۱۱ء سے واضح ہوتا ہے کہ جواب خط تیار ہو گیا ہے اور عزیز غلام مرتضٰی خاں کو نقل کے واسطے دیا گیا ہے۔ نقل ہونے پر بھیجا جائے گا۔ اس کو بھی سوا تین سال منقضی ہو گئے۔ مگر افسوس اب تک نہ نقل ہو سکا اور نہ میرے پاس پہنچا۔ ناظرین غور فرما سکتے ہیں کہ دراصل کوئی جواب لکھا بھی گیا یا نہیں۔ اگر لکھا گیا تھا تو نقل ہونا دو چار روز یا ہفتہ کا کام تھا۔ جس کو سوا تین سال گزر گئے۔ میرا خیال ہے کہ اوّل تو کوئی جواب لکھا نہیں گیا اور اگر بالفرض کچھ اناپ شناپ لکھا بھی ہو تو کمیٹی نے اس کو پاس نہیں کیا اور نہ اس قابل سمجھا کہ وہ جواب کی حیثیت میں بھیجا جائے۔ پس اس آخری پوسٹ کارڈ سے ان کا عجز ثابت ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ کئی عزیزوں کو نقل کے واسطے دیا گیا۔ مگر کوئی بھی کر نہ سکا۔ غرض یہ ہے کہ کوئی جواب نہیں۔ اسی واسطے انہوں نے لکھ دیا کہ خواہ جواب کا انتظار کریں۔ ورنہ اختیار ہے۔ مگر میں اپنے اس

خیال کا ثبوت رکھتا ہوں کہ مولوی صاحب کے جواب کو قادیانی کمیٹی نے پسند نہیں کیا۔ اس لئے عدم میں رہا میں اپنے دوست مخلص خان صاحب منشی محمد حسین خان صاحب سب انسپکٹر جلال آباد ضلع فیروز پور کا خط نقل کرتا ہوں۔ جو مولوی صاحب کے ضلع میں تعینات ہیں۔ وھو ھذا!

۲۲ رنومبر ۱۹۱۱ء اللّٰہ معکم اینما کنتم

جناب مخدومی زاد عنایۃ السلام علیکم!

پوسٹ کارڈ ملا۔ یاد آوری کا شکریہ۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میاں صاحب کا جواب قادیاں کی جنرل کمیٹی نے پسند نہیں کیا۔ اس واسطے آپ کے پاس نہیں پہنچا۔ ترمیم تنسیخ ہو رہی ہے۔ اگر مکمل ہو گیا تو بھیج دیں گے اور پھر گویا یہ تمام جماعت کا جواب ہوگا۔ فقط!

محمد حسین خاں لودھی سب انسپکٹر تھانہ جلال آباد

خان صاحب نے اس سے بہت پہلے فرمایا تھا کہ میں نے آپ کا خط دیکھا تھا اور اسی وقت میں نے میاں غلام رسول صاحب انسپکٹر کو کہہ دیا تھا کہ اس کا جواب ہرگز نہیں دے سکو گے۔ یہ میری پیش گوئی سمجھو۔ پس خان صاحب کی یہ پیش گوئی پوری ثابت ہوگئی۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون! اس قدر انتظار یعنی سوا تین سال کے بعد مطبع میں بھیجا جاتا ہے۔ اللّٰہ تبارک وتعالیٰ اس کو ذریعہ ہدایت منکرین بنائے۔ آمین! ثم آمین!

خاکسار فضل احمد عفی اللّٰہ عنہ

۱۱ مئی ۱۹۱۴ء ...... مقام لدھیانہ

نوٹ:

ماہ اگست ۱۹۱۴ء کو سفر حج وزیارت پیش آیا۔ الحمدللّٰہ والمنۃ ماہ جنوری ۱۹۱۵ء کو واپس آیا۔ اس کے بعد انتظار جواب ہوا۔ اس کے بعد غالباً ماہ مئی یا جون ۱۹۱۵ء کو یہ خط وکتابت کاتب کے حوالہ ہوئی اور مطبع میں انتظام طبع کیا گیا۔

اس کا دوسرا حصہ بھی تیار ہے۔ وہ بھی انشاء اللّٰہ تعالیٰ مطبع میں دیا جائے گا۔ خدا کرے مرزائیوں کو صراط مستقیم حاصل ہو۔

مقام لدھیانہ

فقیر نیاز مند فضل احمد عفاء اللّٰہ عنہ

۱۷/ اکتوبر ۱۹۱۵ء

دوسرا حصہ ہمیں دستیاب نہیں ہوا۔ فقیر مرتب! ۱۰/ جون ۲۰۰۷ء

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

فہارس

احتساب قادیانیت

جلد ۱ .... جلد ۲۰

ترتیب

حضرت مولانا اللہ وسایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۰ امابعد!

اپنے استاذ مکرم مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ کے رسائل اوّلاً ۱۹۸۹ء میں ؔحتساب قادیانیت کے نام سے شائع کئے تھے۔ اس وقت خیال وتصور میں بھی یہ بات نہ تھی کہ ؔحتساب قادیانیت کے نام پر اکابرین امت کے رشحات قلم کو سلسلہ وار یکجا کیا جائے گا۔ حضرت ؔلانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے رسائل اوّلاً جون ۱۹۹۸ء میں جمع کئے تو ان کو احتساب قادیانیت ؔد دوم کا نام دیا۔ پھر سلسلہ چل نکلا۔ آج ان سطور کی تحریر (۷، جون ۲۰۰۷ء) تک بیس (۲۰) ؔلدوں پر نہ صرف کام مکمل ہوگیا۔ بلکہ شائع ہوگئیں۔ گویا دس سال میں بیس جلدیں۔ کتنی تیزی ؔسے یہ کام ہوا؟۔ یہ محض اللہ رب العزت کا فضل واحسان ہے اور بس!

اب جبکہ بیسویں جلد اشاعت کے لئے پریس جانے کے مراحل میں ہے تو خیال ہوا ؔنہ ان تمام جلدوں کی اجمالی فہارس اس جلد کے ساتھ شامل اشاعت ہو جائیں۔ تاکہ قارئین کے لئے بیس جلدوں سے استفادہ آسان ہو جائے۔ اس کے لئے چار قسم کی فہرستیں تیار کی ہیں۔

فہرست نمبر۱: اس فہرست میں جلد اوّل سے جلد بیس تک ان حضرات کے اسمائے ؔگرامی درج کر دیئے ہیں جن کے کتب ورسائل ان بیس جلدوں میں شائع ہوئے۔ یہ کل حضرات ؔسینتیس (۳۷) ہیں جن کا سن ولادت وسن وفات معلوم ہوسکے دونوں درج کر دیئے۔ سن ولادت کے لئے (د) اور سن وفات کے لئے (م) کی علامت لکھی ہے۔ جن کا صرف سن وفات معلوم ہوا ؔ(م) کے آگے صرف وہی لکھ دیا۔ جن کے دونوں سن معلوم نہ کر پائے انہیں خالی چھوڑ دیا جو ہماری بے بسی کی یاد دلاتے رہیں گے۔

فہرست نمبر۲: یہ فہرست مصنفین کے اسمائے گرامی، ان کے رسائل کی تعداد، جس جلد میں ان کے جتنے رسائل شائع ہوئے وہ ظاہر کرتی ہے۔ کل دوسو اڑسٹھ (۲۶۸) رسائل وکتب ہیں جو ان جلدوں میں شائع ہوئیں۔

فہرست نمبر۳: اس فہرست میں ہر جلد کے صفحات کی تعداد لکھ دی ہے۔ بیس جلدوں کے کل صفحات دس ہزار آٹھ سو سترہ (۱۰۸۱۷) ہیں۔ دوسو اڑسٹھ (۲۶۸) رسائل وکتب کی یہ فہرست، تعداد صفحات کو ظاہر کرتی ہے۔

فہرست نمبر۴: ۱...... رسائل وکتب کے اوّلاً نمبرات مسلسل دیئے ہیں۔ ۱تا۲۶۸۔
۲...... ہر مصنف کے رسائل کی تعداد کے لئے علیحدہ علیحدہ ساتھ ہی نمبر دیئے ہیں۔

۳..... ہر مصنف کے رسالہ وکتاب کا مکمل نام دیا ہے۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ کون کون سے رسائل وکتب شائع ہو کر ان جلدوں میں محفوظ ہیں۔

۴..... ہر رسالہ وکتاب کے نام کے ساتھ مصنف کا نام دیا ہے۔ تاکہ مزید آسانی ہو۔

۵..... جلد کی صراحت کردی ہے کہ کس مصنف کا کونسا رسالہ کونسی جلد میں مل سکتا ہے۔

۶..... اس کے ساتھ ہی اس فہرست میں آگے اس جلد کا صفحہ دے دیا ہے۔ تاکہ معلوم ہو کہ کس مصنف کا کونسا رسالہ، کونسی جلد کے، کونسے صفحے، پر مل سکتا ہے۔ اس طرح یہ چار فہارس تیار کر پائے ہیں۔

موضوعاتی فہرست

میرے مخدوم حضرت مولانا سعید احمد جلال پوری مدظلہ کا فرمانا ہے کہ ان تمام جلدوں کو موضوعاتی تقسیم وترتیب جدید سے شائع ہونا چاہئے۔ بہت مناسب اور ضروری۔ لیکن اس سے قبل اگر وہ اپنے کسی معاون کو موضوعاتی فہرست کے کام پر لگادیں تو کرم ہوگا۔ فقیر کی کمر دکھتی ہے۔ اسی بھاری پتھر کو چوم کر چھوڑنے کی بجائے اٹھانے کا نتیجہ ہے۔ موصوف موضوعاتی فہرست تیار کرادیں۔ ایسے ہو جائے آدمی تو عزم کے پکے ہیں۔ دیکھیں ''نومن تیل اور رادھا کا کھیل'' اسی طرح اسی قبیلہ عشق ووفا کے ایک اور مخدوم یعنی مخدوم ثالث حضرت مولانا مفتی خالد محمود صاحب ناظم اقراء روضۃ الاطفال واستاذ الحدیث جامعہ بنوریہ کراچی نے ازخود خواہش کا اظہار فرمایا کہ میں ان تمام جلدوں کے تعارف وتبصرہ پر خامہ فرسائی کرنے کا دلی داعیہ رکھتا ہوں۔ موصوف اچھے قلمکار اور دل کی بات سمجھانے کے دھنی ہیں۔ ان کا تعارف وتبصرہ پر قلم چل نکلا تو سینکڑوں صفحات تیار ہو جائیں گے۔ ان فہرستوں سمیت موضوعاتی فہرست اور تعارف وتبصرہ پر مستقل کتاب شائع ہو جائے تو بہت اچھا رہے گا۔

یہ تو شیخ چلی کے خیالاتی پلاؤ تھے جو کام ان جلدوں پر ہو گیا ہے وہ حاضر خدمت ہے۔ لیجئے! پڑھئے اور دعاؤں سے نوازیئے کہ اللہ تعالیٰ اس کار خیر کو مزید جاری رکھنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ آج تک رسائل وکتب کی شکل میں رد قادیانیت پر جو کچھ شائع ہوا وہ سب احتساب قادیانیت کی آئندہ جلدوں میں جمع ہو جائے۔ وماذلك علی اللّٰہ بعزیز!

والسلام!

محتاج دعا..... فقیر: اللہ وسایا

۷؍جون ۲۰۰۷ء

ختم

فہرست نمبر۱: اسماء گرامی مصنفینؒ بمع سن ولادت وسن وفات

اس فہرست میں احتساب قادیانیت کی جلد اوّل سے جلد بیس (۲۰) تک جن حضرات کے رد قادیانیت کے رسائل شامل کئے گئے۔ ان کے اسماء کی فہرست دے دی گئی ہے۔ جن حضرات کا سن ولادت وسن وفات میسر آ گیا وہ بھی شامل کر دیا ہے۔ کل سینتیس (۳۷) حضرات اکابر مرحومین محسنین کے رشحات قلم، بیس جلدوں میں ہم مسکین ان کے نام لیواؤں نے جمع کئے ہیں۔ حق تعالیٰ اپنے فضل واحسان سے شرف قبولیت سے نوازیں اور آئندہ کے لئے توفیق بخشیں کہ ہم تمام حضرات کے کتب ورسائل کو مکمل جمع کر پائیں۔ وما ذالك علی اللّٰه بعزیز!

۱......	مولانا لال حسین اخترؒ	و ..... م ۱۹۷۳ء
۲......	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	و ۱۸۹۸ء م ۱۹۴۹ء
۳......	مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ	و ۱۸۹۸ء م ۱۹۴۸ء
۴......	حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ	و ۱۸۷۵ء م ۱۹۳۳ء
۵......	حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ	و ۱۸۶۳ء م ۱۹۴۳ء
۶......	حضرت علامہ مولانا شبیر احمد عثمانیؒ	و ۱۸۸۹ء م ۱۹۴۹ء
۷......	حضرت مولانا بدر عالم میرٹھی مدنیؒ	و ۱۸۹۸ء م ۱۹۶۵ء
۸......	حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ	و ۲۸/جولائی ۱۸۴۶ء م ۱۳/ستمبر ۱۹۲۷ء
۹......	علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ	و ۱۸۶۷ء م ۳۰/مئی ۱۹۳۰ء
۱۰......	پروفیسر یوسف سلیم چشتی	و ......ء م ......ء
۱۱......	حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ	و جون ۱۸۶۸ء م ۱۵/مارچ ۱۹۴۸ء
۱۲......	حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسنؒ چاند پوری	و ۱۲۸۵ھ م ۲۱/دسمبر ۱۹۵۱ء
۱۳......	حضرت مولانا غلام دستگیر قصوریؒ	و ......ء م ۱۸۹۷ء
۱۴......	جناب بابو پیر بخش لاہوریؒ	و ......ء م مئی ۱۹۲۷ء
۱۵......	حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ	و ۱۳۱۴ھ م ۱۳۹۶ھ

۱۶...... حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ و ۱۳۱۸ھ م ۱۳۸۲ھ

۱۷...... حضرت مولانا علامہ شمس الحق افغانیؒ و ۱۳۱۸ھ م ۱۴۰۳ھ

۱۸...... جناب ابوعبیدہ نظام الدین بی۔اے و ......ء م ۵؍جولائی ۱۹۸۵ء

۱۹...... حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ و ۱۶؍اکتوبر ۱۸۷۹ء م ۵؍دسمبر ۱۹۵۷ء

۲۰...... حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ و ۲؍رمضان ۱۳۰۴ھ م ۱۷؍رمضان ۱۳۸۱ھ

۲۱...... حضرت مولانا مفتی محمودؒ و ۱۵؍فروری ۱۹۱۹ء م ۱۹۸۱ء

۲۲...... حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ و ۱۸۹۵ء م ۴؍فروری ۱۹۸۱ء

۲۳...... حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ و فروری ۱۸۹۶ء م ۲۱؍اپریل ۱۹۷۱ء

۲۴...... حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ و ۸؍مئی ۱۹۰۸ء م ۱۷؍اکتوبر ۱۹۷۷ء

۲۵...... حضرت مولانا تاج محمودؒ و ۵؍جنوری ۱۹۱۷ء م ۲۰؍جنوری ۱۹۸۴ء

۲۶...... حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ و ......ء م ۱۴؍فروری ۱۹۸۵ء

۲۷...... حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ و ۲۵؍مئی ۱۹۲۴ء م ۲۲؍مئی ۲۰۰۳ء

۲۸...... حضرت مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ و ......ء م ......ء

۲۹...... حضرت مولانا نور محمد خان سہارنپوریؒ و ......ء م ......ء

۳۰...... حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ و ۱۹۰۵ء م ۴؍مئی ۱۹۹۷ء

۳۱...... حضرت مولانا محمد یعقوب پٹیالویؒ و ......ء م ......ء

۳۲...... جناب علامہ نصیر، بی۔اے بھیرویؒ و ......ء م ......ء

۳۳...... حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ و ......ء م ۱۲؍جنوری ۱۹۵۶ء

۳۴...... حضرت مولانا عبداللطیف رحمانیؒ و ......ء م ......ء

۳۵...... حضرت مولانا ظہور احمد بگویؒ و ۱۹۰۱ء م ۱۹۴۵ء

۳۶...... حضرت مولانا محمد مسلم دیوبندیؒ و ......ء م ......ء

۳۷...... جناب قاضی فضل احمد گورداسپوریؒ و ......ء م ......ء

فہرست نمبر۲: احتساب قادیانیت جلد ۱ تا ۲۰ باعتبار صفحات

احتساب قادیانیت	جلد ۱	کل صفحات	۳۱۰
احتساب قادیانیت	۲ //	//	۵۴۳
احتساب قادیانیت	۳ //	//	۵۳۹
احتساب قادیانیت	۴ //	//	۶۷۹
احتساب قادیانیت	۵ //	//	۵۲۸
احتساب قادیانیت	۶ //	//	۴۹۱
احتساب قادیانیت	۷ //	//	۶۴۰
احتساب قادیانیت	۸ //	//	۵۷۶
احتساب قادیانیت	۹ //	//	۶۱۶
احتساب قادیانیت	۱۰ //	//	۵۷۴
احتساب قادیانیت	۱۱ //	//	۵۰۳
احتساب قادیانیت	۱۲ //	//	۵۲۴
احتساب قادیانیت	۱۳ //	//	۴۳۷
احتساب قادیانیت	۱۴ //	//	۳۸۹
احتساب قادیانیت	۱۵ //	//	۴۹۶
احتساب قادیانیت	۱۶ //	//	۵۷۶
احتساب قادیانیت	۱۷ //	//	۶۳۲
احتساب قادیانیت	۱۸ //	//	۵۳۲
احتساب قادیانیت	۱۹ //	//	۵۹۲
احتساب قادیانیت	۲۰ //	//	۶۴۰
		کل صفحات	۱۰۸۱۷

فہرست نمبر۳: احتساب قادیانیت ج۱تا۲۰ با اعتبار مصنفین و تعداد رسائل

عنوان	جلد	مصنف	تعداد رسائل
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد۱	حضرت مولانا لال حسین اختر	۱۴
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد۲	حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	۱۰
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد۳	حضرت مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ	۲۰
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد۴	حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ	۳
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد۴	حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ	۲
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد۴	حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانیؒ	۲
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد۴	حضرت مولانا بدر عالم میرٹھیؒ	۱۰
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد۵	حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ	۲۴
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد۶	جناب قاضی محمد سلیمان منصور پوریؒ	۳
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد۶	جناب پروفیسر یوسف سلیم چشتیؒ	۲
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد۷	حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ	۱۰
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد۸	حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ	۱۶
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد۹	حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ	۱۸
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد۱۰	حضرت مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ	۱۷
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد۱۰	حضرت مولانا غلام دستگیر قصوریؒ	۲
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد۱۱	جناب بابو پیر بخش لاہوریؒ	۹
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد۱۲	جناب بابو پیر بخش لاہوریؒ	۳
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد۱۳	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیو بندیؒ	۸
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد۱۳	حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ	۲

مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۱۳	حضرت مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ	۲
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۱۴	جناب ابوعبیدہ نظام الدینؒ بی اے	۴
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۱۵	حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ	۱
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۱۵	حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ	۱
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۱۵	حضرت مولانا مفتی محمودؒ	۲
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۱۵	حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ	۲
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۱۶	حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ	۲
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۱۶	حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ	۳۰
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۱۶	حضرت مولانا تاج محمودؒ	۴
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۱۶	حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ	۸
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۱۶	حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ	۵
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۱۷	حضرت مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	۱
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۱۷	حضرت مولانا نور محمد خانؒ	۵
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۱۸	حضرت مولانا محمد منظور نعمانیؒ	۴
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۱۸	حضرت مولانا محمد یعقوب پٹیالویؒ	۲
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۱۸	جناب علامہ نصیرؒ بی اے	۱
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۱۹	حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ	۱۲
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۱۹	حضرت مولانا عبد اللطیف رحمانیؒ	۳
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۱۹	حضرت مولانا ظہور احمد بگویؒ	۱
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۲۰	حضرت مولانا محمد مسلم دیوبندی عثمانیؒ	۱
مجموعہ رسائل رد قادیانیت	جلد ۲۰	جناب قاضی فضل احمد گرداسپوریؒ	۲

ٹوٹل رسائل ۲۶۸

فہرست نمبر۴: تعداد مصنفین جلد اور اس کے صفحات

احتساب قادیانیت جلد اوّل (۱)

فہرست احتساب قادیانیت جلد دوم (۲)

فہرست احتساب قادیانیت جلد تین (۳)

فہرست احتساب قادیانیت جلد چار(۴)

فہرست احتساب قادیانیت جلد پانچ (۵)

فہرست احتساب قادیانیت جلد چھ(۶)

فہرست احتساب قادیانیت جلد سات(۷)

فہرست احتساب قادیانیت جلد آٹھ (۸)

فہرست احتساب قادیانیت جلدنو (۹)

فہرست احتساب قادیانیت جلددس (۱۰)

فہرست احتساب قادیانیت جلد گیارہ (۱۱)

فہرست احتساب قادیانیت جلد بارہ (۱۲)

فہرست احتساب قادیانیت جلد تیرہ (۱۳)

فہرست احتساب قادیانیت جلد چودہ (۱۴)

فہرست احتساب قادیانیت جلد پندرہ (۱۵)

فہرست احتساب قادیانیت جلد سولہ (۱۶)

فہرست احتساب قادیانیت جلد سترہ (۱۷)

فہرست احتساب قادیانیت جلد اٹھارہ (۱۸)

فہرست احتساب قادیانیت جلدانیس (۱۹)

فہرست احتساب قادیانیت جلدبیس (۲۰)